رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہ تعالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسلَّم کی مبارک زندگی کے حالات وواقعات پر مشتمل مدنی گلدستہ

سیرتِ رسولِ عربی صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مصنف: حضرت علامہ محمد نور بخش توکّلی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی عَلَیْہ

رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کی مبارک زندگی کے حالات وواقعات پر مشتمل مدنی گلدستہ

سیرتِ رسولِ عربی

مصنف: حضرت علامہ محمد نور بخش تَوَکُّلی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

پیش کش: مجلس المدینة العلمیة

ناشر
مکتبة المدینہ فیضانِ مدینہ
باب المدینہ کراچی

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ

نام کتاب	:	سیرتِ رسولِ عربی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
مصنف	:	حضرت علامہ محمد نور بخش توکلی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ
پیش کش	:	مجلس المدینۃ العلمیۃ (شعبہ تخریج)
پہلی بار	:	محرم الحرام ۱۴۳۶ھ، نومبر 2014ء
تعداد	:	5000 (پانچ ہزار)
ناشر	:	مکتبۃ المدینہ فیضانِ مدینہ محلّہ سوداگران پرانی سبزی منڈی باب المدینہ، کراچی

مکتبۃُ المدینہ کی شاخیں

شاخ	فون
کراچی : شہید مسجد، کھارادر	021-32203311
لاھور : داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ	042-37311679
سردار آباد : (فیصل آباد) امین پور بازار	041-2632625
کشمیر : چوک شہیداں، میر پور	058274-37212
حیدر آباد : فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن	022-2620122
ملتان : نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ	061-4511192
اوکاڑہ : کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد، نزد تحصیل کونسل ہال	044-2550767
راولپنڈی : فضل داد پلازہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ	051-5553765
خان پور : دُرانی چوک، نہر کنارہ	068-5571686
نواب شاہ : چکرا بازار، نزد MCB	0244-4362145
سکھر : فیضانِ مدینہ، بیراج روڈ	071-5619195
گوجرانوالہ : فیضانِ مدینہ، شیخو پورہ موڑ، گوجرانوالہ	055-4225653
پشاور : فیضانِ مدینہ، گلبرگ نمبر 1، النور اسٹریٹ، صدر	

E.mail:ilmia@dawateislami.net
www.dawateislami.net

فہرس

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

”سب سے اَولیٰ و اَعلیٰ ہمارا نبی“
کے اکیس حُروف کی نسبت سے اس کتاب کو پڑھنے کی ”21 نیّتیں“

فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: ”اچھی نیّت بندے کو جنّت میں داخل کر دیتی ہے۔“
(الجامع الصغیر،الحدیث:۹۳۲۶،ص۵۵۷، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

دو مَدَنی پھول:
﴿1﴾ بِغیر اچھی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔
﴿2﴾ جتنی اچھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

﴿1﴾ ہر بار حَمد و ﴿2﴾ صلوٰۃ اور ﴿3﴾ تعوُّذ و ﴿4﴾ تَسمِیہ سے آغاز کروں گا (اسی صَفْحَہ پر اُوپر دی ہوئی دو عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیّتوں پر عمل ہوجائے گا) ﴿5﴾ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کیلئے اس کتاب کا اوّل تا آخِر مطالَعہ کروں گا ﴿6﴾ حتَّی الْوَسْع اِس کا باوُضُو اور ﴿7﴾ قبلہ رُو مُطالَعہ کروں گا ﴿8﴾ قرآنی آیات اور ﴿9﴾ اَحادیثِ مبارَکہ کی زِیارت کروں گا ﴿10﴾ جہاں جہاں ”اللّٰہ“ کا نام پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ اور ﴿11﴾ جہاں جہاں ”سرکار“ کا اِسمِ مبارَک آئے گا وہاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پڑھوں گا ﴿12﴾ (اپنے ذاتی نسخے پر) یادداشت والے صَفْحہ پر ضَروری نِکات لکھوں گا ﴿13﴾ (اپنے ذاتی نسخے پر) عندالضرورت (یعنی ضرورتاً) خاص خاص مقامات اَنڈر لائن کروں گا ﴿14﴾ کتاب مکمّل پڑھنے کے لیے بہ نیّتِ حُصولِ علمِ دین روزانہ کم از کم چار صفحات پڑھ کر علمِ دین حاصل کرنے کے ثواب کا حقدار بنوں گا ﴿15﴾ دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا ﴿16﴾ اس روایت ”عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنَزَّلُ الرَّحْمَۃُ“ (حلیۃ الاولیاء،الحدیث:۱۰۷۵،ج۷،ص۳۳۵،دارالکتب العملیۃ) یعنی نیک لوگوں کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے، پر عمل کرتے ہوئے اس کتاب میں دیئے گئے ”بزرگانِ دین کے واقعات دوسروں کو سنا کر ذکرِ صالحین کی برکتیں لوٹوں گا ﴿17﴾ اس حدیثِ پاک ”تَھَادَوْا تَحَابُّوْا“ ایک دوسرے کو تحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی (مؤطا امام مالک،ج۲،ص۴۰۷، رقم:۱۷۳۱،دارالمعرفۃ بیروت) پر عمل کی نیت سے (ایک یا حسبِ توفیق تعداد میں) یہ کتاب خرید کر دوسروں کو تحفۃً دوں گا ﴿18﴾ جن کو دوں گا حتَّی الامکان انہیں یہ ہدف بھی دوں گا کہ آپ اتنے (مثلاً 63) دن کے اندر اندر مکمل کرلیں ﴿19﴾ ہر سال ایک بار یہ کتاب پوری پڑھوں گا ﴿20﴾ اس کتاب کے مطالَعے کا ساری اُمّت کو ایصالِ ثواب کروں گا ﴿21﴾ کتابت وغیرہ میں شَرعی غلَطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مُطَّلع کروں گا (ناشرین و مصنّف وغیرہ کو کتابوں کی اَغلاط صِرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)۔

المدينة العلمية

از: شیخِ طریقت، امیرِ اَہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال **محمد الیاس عطّار** قادِری رَضَوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ علٰی اِحْسَانِہٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم **تبلیغ** قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **''دعوتِ اسلامی''** نیکی کی دعوت، اِحیائے سنت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحُسنِ خوبی سرانجام دینے کے لئے مُتعدّد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس **''المدينة العلمية''** بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے علماء ومفتیانِ کرام کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ تعالیٰ پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

﴿١﴾ شعبہ کتب اعلیٰ حضرت ﴿٢﴾ شعبہ تراجم کتب ﴿٣﴾ شعبہ درسی کتب
﴿٤﴾ شعبہ اصلاحی کتب ﴿٥﴾ شعبہ تفتیش کتب ﴿٦﴾ شعبہ تخریج

''المدينة العلمية'' کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰ حضرت اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجدِّدِ دین ومِلّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بدعت، عالِمِ شَرِیْعت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیْر وبَرَکت، حضرتِ علّامہ مولانا الحاج الحافظ القاری شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی گراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوَسع سَہْل اُسلوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس علمی، تحقیقی اور اشاعتی مَدَنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کتب کا خود بھی مطالَعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ **''دعوتِ اسلامی''** کی تمام مجالس بَشُمُول ''المدينة العلمية'' کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اِخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنّتُ البقیع میں مَدفن اور جنّتُ الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النَّبیِّ الاَمین صلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

رمضان المبارک ١٤٢٥ھ

پیش لفظ

تمام تعریفیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لیے جو وَحْدَہٗ لَاشَرِیْك ہے اور بے شمار درود وسلام ہوں ہمارے آقا ومولیٰ پر جنہیں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے تمام عَالَم کے لیے رحمت وہدایت بنا کر بھیجا، جنہیں سب سے افضل اور ہر طرح سے کامل واکمل بنایا، تمام خَصائل اور کمالات جن کی ذاتِ اَقدس میں جمع فرمائے اور ان کی اطاعت اور پیروی کا یوں حکم ارشاد فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (پ ۲۱، الاحزاب: ۲۱)

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی فرماتے ہیں: "اِتّباع (پیروی) کے معنی ہیں کسی کے نقش قدم پر چلنا جو اسے کرتے ہوئے دیکھنا وہ کرنا۔" (مراۃ المناجیح، کتاب الامارۃ و القضاء، ۵/۳۳۸)

ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

وَمَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (پ ۲۸، الحشر: ۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔

اس آیتِ مبارکہ کے تحت خَزائنُ العرفان میں ہے: "رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تمہیں جو حکم دیں اس کا اِتّباع کرو کیونکہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اِطاعت ہر اَمر میں واجب ہے۔"

اور جو اپنی زندگی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اِطاعت و پیروی میں گزارے اس کے لیے فرمایا:

یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (پ ۳، آل عمران: ۳۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

مزید فرمایا:

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ﴿۷۱﴾ (پ ۲۲، الاحزاب: ۷۱)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جو اللہ اور اسکے رسول کی فرمانبرداری کرے اس نے بڑی کامیابی پائی۔

اس آیت مبارکہ کے تحت صاحب تفسیر خازن حضرت سیدنا امام عَلاءُالدِّین علی بن محمد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: بڑی کامیابی پانے سے مراد یہ ہے کہ وہ شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ اور رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی فرمانبرداری کے

سببِ عظیم بھلائی کو پانے میں کامیاب ہوگیا۔(تفسیر الخازن، ج ۳، ص ۵۱۴)اور حضرت سیدنا امام بَیضاوِی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی فرمانبرداری کرتا ہے دنیا میں اس کی تعریفیں ہوتی ہیں اور آخرت میں سعادت مندی سے سرفراز ہوگا۔(تفسیر البیضاوی، ج ۴، ص ۳۸۸)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہم میں سے ہر ایک دنیا و آخرت میں بھلائی اور کامیابی کا مُتَمَنّی ہے اور مندرجہ بالا آیات واَقوال سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ دونوں جہاں کی بھلائی اور کامیابی مکی مدنی آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اِطاعت اور آپ کی سنتوں پر عمل ہی میں ہے لہٰذا ہر ایک کو چاہیے کہ سنتوں پر عمل کرتے ہوئے زندگی بسر کرے۔

سنتیں سیکھنے کے لیے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سیرت مبارکہ اور حیات طَیِّبَہ کا بغور مطالعہ کیجئے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اخلاقِ عظیمہ، آپ کے چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے، کھانے پینے، گفتگو فرمانے وغیرہ کے مبارک انداز سیکھ کر انہیں اپنے آپ پر نافذ کرنے کی کوشش کیجئے۔اس سلسلے میں دیگر کتب کے ساتھ ساتھ زیرِ نظر کتاب "سیرت رسول عربی" کا مطالعہ کافی مُمِد ومعاون ہے، مولف نے بڑے دلکش انداز میں میٹھے میٹھے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مبارک زندگی کے حالات قلمبند فرمائے ہیں اور آج تقریباً پون صدی گزرنے کے بعد بھی اس کتاب کی اہمیت اپنی جگہ مُسَلَّم ہے۔مزید سنتوں پر عمل کا جذبہ بڑھانے اور اس پر اِستقامت پانے کے لیے دعوتِ اسلامی کے سنتوں بھرے مَدَنی ماحول سے وابستہ ہوجائیے، مدنی قافلوں میں سفر اور روزانہ اپنا مُحاسَبہ (فکرِ مدینہ) کرنے کو اپنا معمول بنا لیجئے! ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ دونوں جہاں میں اس کی برکتیں نصیب ہوں گی۔اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں سنتیں سیکھنے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے نیز انہیں عام کرنے کا جذبہ مرحمت فرمائے! آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔

سیرت کے معنی

لفظ "سِیْرَۃ" دراصل سَارَ یَسِیْرُ سَیْرًا وَ مَسِیْرًا سے نکلا ہے جس کے لغوی معنی ہیں: طریقہ، چلنا، نیز قِصّے اور واقعات بیان کرنے کو بھی سیرت کہتے ہیں۔(اردو دائرۂ معارف اسلامیہ، ج ۱۱، ص ۵۰۵) سیرت کے اَوّلین اِصطلاحی معنی حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مَغازی (غزوات کے حالات) اور سوانح حیات ہیں۔

(اردو دائرۂ معارف اسلامیہ، ج، ص ۱۱/۵۰۶)

قدیم محدثین وفقہا ''مَغازی وسِیَر'' کے عنوان کے تحت فقط غزوات اور اس کے متعلّقات کو بیان کرتے تھے مگر سیرتِ نبویہ کے مصنفین نے اس عنوان کو اس قدر وُسعت دے دی کہ حضور رحمتِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادت باسعادت سے وفاتِ اَقدس تک کے تمام مَراحل حیات، آپ کی ذات وصفات، آپ کے دن رات اور تمام وہ چیزیں جن کو آپ کی ذات والاصفات سے تعلقات ہوں خواہ وہ انسانی زندگی کے معاملات ہوں یا نبوت کے معجزات ہوں ان سب کو ''کتابِ سیرت'' ہی کے ابواب وفُصول اور مسائل شمار کرنے لگے۔ اسی طرح خُلَفائے راشِدین ہوں یا دوسرے صحابۂ کرام، اَزواجِ مُطَہَّرات ہوں یا آپ کی اولادِ عظام، ان سب کی کتاب زندگی کے اَوراق پر سیرتِ نبوت کے نقش ونگار پھولوں کی طرح مہکتے، موتیوں کی طرح چمکتے اور ستاروں کی طرح جگمگاتے ہیں۔ اور یہ تمام مضامین سیرتِ نبویہ کے ''شَجَرۃُ الخُلد'' ہی کی شاخیں، پتیاں، پھول اور پھل ہیں۔ (سیرتِ مصطفی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، ص ۳۹)

دورِ تابِعین اور سیرت نگاری

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمَر بن عبد العزیز رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہ کے دورِ خلافت میں جب اَحادیث نَبَوِیہ کی کتابت کا عام طور پر چرچا ہوا تو دورِ تابِعین میں ''مُحَدِّثین'' کے ساتھ ساتھ سیرتِ نَبَوِیہ کے مصنفین کا بھی ایک طبقہ پیدا ہو گیا۔ اب تک مَغازی وسِیَر کی طرف توجہ نہیں کی گئی تھی حضرت سیِّدُنا عُمَر بن عبد العزیز رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس فن کی طرف خاص توجہ دی اور حکم ارشاد فرمایا کہ غَزَواتِ نَبوی کا خاص حلقہ درس قائم کیا جائے چنانچہ حضرت عاصم بن عُمَر بن قتادہ انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو جو اس فن میں خاص کمال رکھتے تھے، حکم دیا گیا کہ جامع مسجد دمشق میں لوگوں کو مغازی کا درس دیں۔ اسی زمانے میں مشہور تابِعی بزرگ امام زُہری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بھی تھے جو حدیث وفقہ میں کمال مہارت رکھتے تھے ان کا شمار امام بخاری کے شُیوخ میں ہوتا ہے، انہوں نے حضرت عُمَر بن عبد العزیز رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ہدایت پر کتابُ المَغازی لکھی، جس کی وجہ سے سیرت ومغازی کا عام ذوق پیدا ہوا۔ ان کے تلامِذہ بھی سیرت نگاری کی طرف مائل ہوئے اور سیرت نگاری کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس طرح اس فن کی بدولت حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اخلاق وعادات جو حدیث کی کتب میں موتیوں کی طرح بکھرے ہوئے تھے اور ان میں کوئی تاریخی ترتیب نہیں تھی وہ ایک خاص ترتیب کے تحت ایک جگہ جمع ہو گئے۔ (ماخوذ از: اردو دائرۂ معارف اسلامیہ، ج ۱۱/۵۰۶)

گیارھویں صدی ہجری تک کے چند سیرت نگار

وہ عاشقانِ رسول جو سیرت نَوِیسی کی بدولت آسمانِ عزت وعظمت میں ستاروں کی طرح چمکتے اور چمنستان شہرت میں پھولوں کی طرح مہکتے ہیں ان خوش نصیب عالموں کی فہرست اتنی طویل ہے کہ ان کا حصر وشمار ہماری طاقت واقتدار سے باہر ہے۔ جن مُحَدِّثین، مُوَرِّخین اور مُفَسِّرِین نے کثیر تعداد میں سیرت کی کتب پر کام کیا ہے ان سب کو تو یہاں ذِکر نہیں کیا جا سکتا مگر پھر بھی چند سِیَر کی کتب کے مصنفین کا ذکر '' ذِكْرُ الصَّالِحِيْنَ كَفَّارَةٌ '' (نیکوں کا ذکر گناہوں کا کفارہ ہے) کی نیت سے کیا جاتا ہے۔ دورِ تابعین سے گیارھویں صدی تک چند مُقْتَدَر مُحَدِّثین و مصنفینِ سیرت کے اَسمائے گرامی مُلاحَظہ فرمایئے۔ گیارھویں صدی کے بعد والے مصنفین کے ناموں اوران کی کتب کو ہم نے اس فہرست میں اس لئے جگہ نہیں دی کہ یہ لوگ درحقیقت اگلے مصنفین ہی کے خوشہ چین وفیض یافتہ ہیں:

- حضرت عُروَہ بن زُبیر تابعی (مُتوفّٰی ۹۲ھ)
- حضرت عامِر بن شَراحِیل امام شَعْبی (مُتوفّٰی ۱۰۴ھ)
- حضرت اَبان بن امیر المؤمنین حضرت عُثمان (مُتوفّٰی ۱۰۵ھ)
- حضرت وَهَب بن مُنَبِّہ یَمَنی (مُتوفّٰی ۱۱۰ھ)
- حضرت عاصِم بن عُمَر بن قَتادہ (مُتوفّٰی ۱۲۰ھ)
- حضرت شُرَحْبِیْل بن سَعْد (مُتوفّٰی ۱۲۳ھ)
- حضرت محمد بن شِہاب زُہری (مُتوفّٰی ۱۲۴ھ)
- حضرت اسمٰعیل بن عبدالرحمن سُدِّی (مُتوفّٰی ۱۲۷ھ)
- حضرت عبداللہ بن ابوبکر بن حَزْم (مُتوفّٰی ۱۳۵ھ)
- حضرت موسیٰ بن عُقْبَہ (صاحب المَغازی) (مُتوفّٰی ۱۴۱ھ)
- حضرت مَعْمَر بن راشِد (مُتوفّٰی ۱۵۰ھ)
- حضرت محمد بن اسحاق (صاحب المَغازی) (مُتوفّٰی ۱۵۰ھ)
- حضرت زِیاد بَکائی (مُتوفّٰی ۱۸۳ھ)
- حضرت محمد بن عُمَر واقِدی (صاحب المَغازی) (مُتوفّٰی ۲۰۷ھ)

- حضرت محمد بن سَعد(صاحب الطبقات)(مُتوفّٰی ۲۳۰ھ)
- حضرت ابوعبداللہ محمدبن اسمٰعیل بُخاری (مصنف بخاری شریف)(مُتوفّٰی ۲۵۶ھ)
- حضرت مُسلِم بن حَجّاج قُشَیری (مصنف مسلم شریف)(مُتوفّٰی ۲۶۱ھ)
- حضرت ابو محمد عبد اللہ بن مسلم بن قُتَیبہ(مُتوفّٰی ۲۶۷ھ)
- حضرت ابو داود سُلَیمان بن اَشعَث سَجِستَانی صاحِبُ السُّنَن(مُتوفّٰی ۲۷۵ھ)
- حضرت ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ تِرمِذی(مصنف جامع ترمذی)(مُتوفّٰی ۲۷۹ھ)
- حضرت ابو عبد اللہ محمد یَزِید بن ماجہ قَزوِینِی(صاحب السنن)(مُتوفّٰی ۲۷۳ھ)
- حضرت ابو عبدالرحمن احمد بن شُعَیب نَسائی(مصنف سُنَن نَسائی) (مُتوفّٰی ۳۰۳ھ)
- حضرت محمد بن جَرِیر طَبَری (صاحب التاریخ)(مُتوفّٰی ۳۱۰ھ)
- حضرت حافظ عبدالغَنِی بن سعید امام النَّسَب (مُتوفّٰی ۳۳۲ھ)
- حضرت ابو نُعَیم احمد بن عبداللہ (صاحب الحِلیَہ)(مُتوفّٰی ۴۳۰ھ)
- حضرت ابوبکر احمد بن حُسَین بَیہَقِی (مُتوفّٰی ۴۵۸ھ)
- حضرت شیخ الاسلام ابو عمر حافظ ابن عبدالبَر(مُتوفّٰی ۴۶۳ھ)
- حضرت علامہ قاضی عِیاض (صاحب الشفاء)(مُتوفّٰی ۵۴۴ھ)
- حضرت عبدالرحمن بن عبداللہ سُہَیلی(صاحِبُ الرَّوضُ الْاُنُف)(مُتوفّٰی ۵۸۱ھ)
- حضرت علامہ عبدالرحمن ابن الجَوزی(صاحب شرف المصطفٰی)(مُتوفّٰی ۵۹۷ھ)
- حضرت امام شَرَفُ الدِّین عبدالمؤمن دِمیَاطِی(صاحب سیرت دمیاطی)(مُتوفّٰی ۷۰۵ھ)
- حضرت ابن سید الناس بصری(صاحب عُیُون الاَثَر)(مُتوفّٰی ۷۳۴ھ)
- حضرت حافظ علاء الدین مغلطائی(صاحب الاشارۃ الی سیرۃ المصطفٰی)(مُتوفّٰی ۷۶۲ھ)
- حضرت علامہ ابن حَجَر عَسقَلانی (شارح بخاری)(مُتوفّٰی ۸۵۲ھ)
- حضرت علامہ بَدرُالدِّین محمود عَینی (شارح بخاری)(مُتوفّٰی ۸۵۵ھ)
- حضرت ابو الحَسَن علی بن عبداللہ بن احمد سَمہُودی(صاحب وَفاءُ الوَفاء)(مُتوفّٰی ۹۱۱ھ)
- حضرت محمد بن یوسف صالحی(صاحب السیرۃ الشامیہ)(مُتوفّٰی ۹۴۲ھ)

❁……حضرت علی بن بُرہان الدین (صاحب السیرۃ الحلبیّہ) (مُتوفّٰی ١٠٤٤ھ)

❁……حضرت احمد بن محمد بن ابوبکر قَسْطلانی (صاحب مَواہِب لَدُنیہ) (مُتوفّٰی ٩٢٣ھ)

❁……حضرت شیخ عبدالحق محدث دھلوی (صاحب مدارج النبوت) (مُتوفّٰی ١٠٥٢ھ)

(سیرتِ مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم، ص٣٦)

سیرتِ رسولِ عربی

جس طرح ہر دَور میں عاشقانِ رسول نے اپنی عِلْمی بِساط اور ماحول کی ضروریات کے لحاظ سے سیرتِ نبویہ کے دلکش، رُوح پرور اور ایمان افروز عنوان پر مُفَصَّل اور مُختصر کتابیں تحریر فرمائیں اسی طرح حضرت علامہ نُور بخش تَوَکُّلی رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بھی اپنے دور کی ضرورت کے مطابق ایک مختصر کتاب ''سیرت رسول عربی'' تحریر فرمائی جس میں مُسْتَنَد اور مُعْتَبَر روایات بحوالہ نقل کی گئی ہیں۔اس کی ایک مختصر جھلک پیش کی جاتی ہے۔

کتاب کی ترتیب یوں ہے: ابتدا میں دو مقدمے، پھر دس ابواب اور آخر میں ایک خاتمہ۔

پہلا مقدمہ: مُلکِ عَرَب کا جغرافیہ

دوسرا مقدمہ: عَرَب کی تاریخِ قدیم پر طائرانہ نَظَر

پہلا باب: بَرَکاتِ نورِ محمدی

دوسرا باب: حالاتِ نسب ووِلادت شریف تا بعثت شریف

تیسرا باب: حالاتِ بِعْثَت شریف تا ہجرت

چوتھا باب: حالاتِ ہجرت تا وَفات شریف

پانچواں باب: وَفات شریف اور حُلْیہ مبارک کا بیان

چھٹا باب: آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے خُلْقِ عظیم کا بیان

ساتواں باب: آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مُعْجِزوں کا بیان

آٹھواں باب: آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے فضائل وخصائص کا بیان

نواں باب: آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ازواجِ مُطَہَّرات اور اولادِ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم اَجْمَعِیْن کا بیان

دسواں باب: اُمت پر آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے حقوق کا بیان

خاتمہ: بحثِ اِستغاثہ وتوسُّل

پہلے مقدمے میں مُلک عَرَب کا جُغْرافیہ اور دوسرے میں عرب کی قدیم تاریخ انتہائی اِخْتِصار کے ساتھ پیش کی گئی ہے۔ پہلے باب سے پانچویں باب تک حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ولادتِ مبارکہ سے آپ کے وصالِ ظاہری تک کے حالات کا بیان ہے۔ چھٹے باب میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اخلاقِ کریمہ کی ایک جھلک پیش کی گئی ہے۔ ساتویں باب کو دو فصلوں میں تقسیم کیا گیا ہے پہلی فصل میں آپ کے عظیم ترین معجزہ قرآنِ پاک پر بطورِ معجزہ چار وجوہ یعنی فَصاحت و بَلاغَت، نَظْمِ قرآن کا اُسلوبِ بَدِیْع، غیب کی خبریں اور قرآن کے عُلُوم کے تحت مُفَصَّل کلام کیا ہے اور قرآنِ پاک کی چالیس پیش گوئیاں ذِکر کی گئی ہیں۔ دوسری فصل میں دیگر مُعْجِزات بیان کیے گئے ہیں۔ آٹھویں باب میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے فضائل وخصائص بیان کئے گئے ہیں اور مثالوں کے ذریعے یہ ثابت کیا ہے کہ انبیائے سابقین کو جو جو معجزے عطا ہوئے وہ سارے بلکہ اس سے بڑھ کر آپ کو عطا کیے گئے نیز آپ کی ایک سو پچیس خُصُوصیات ذکر کی گئی ہیں۔ پھر کُفّار نے اپنے تئیں آپ پر جو اِعتراض کیے اور ان کا اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جو جواب ارشاد فرمایا اس کا بھی ذِکر کیا اور اس ضمن میں پندرہ آیات مبارکہ بطورِ مثال پیش کی ہیں۔ نویں باب میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی مُقدس اَزْواج اور اولادِ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ اَجْمَعِیْن کا فرداً فرداً تذکرہ کیا گیا ہے۔ دسویں باب میں امت پر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے کیا کیا حقوق ہیں ان کا بیان نیز حضور سے محبت وعشق، آپ کی اور آپ سے نسبت رکھنے والی چیزوں کی تعظیم وتوقیر اور ادب کے طریقے، درود شریف، روضہ انور کی زیارت وآداب اور آخر میں حدیث ''لَا تُشَدُّ الرِّحَال'' کی بحث کی گئی ہے۔ اور خاتمہ میں اِسْتِغاثہ اور تَوَسُّل کے متعلق بحث ہے جس کے تحت حضور انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ذات مبارکہ کو وسیلہ بنانے اور آپ سے اِستِعانت کے جواز پر دلائل دیئے گئے ہیں۔

وَجہ تالیف

مصنف سیرت رسول عربی حضرت علامہ نُور بخش تَوَکُّلی رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہ حرفِ آغاز میں فرماتے ہیں:

''اس پُر آشوب زمانہ میں مُلکِ ہند میں کئی فتنے برپا ہیں جو سب کے سب صراطِ مستقیم یعنی مسلک اہل سنت وجماعت

سے مُنْحَرِف ہیں۔اردو میں سیرت پر جو چند کتابیں شائع ہوئی ہیں ان میں سے شاید ہی کوئی بہمہ وجوہ اہل سنت و جماعت کے معیار پر پوری اُترے۔فقیر نے بتوفیقِ الٰہی اس کتاب میں مَسْلکِ اہل سنت کی پابندی کا پورا التزام رکھا ہے۔''

مقبولیت

سیرتِ رسولِ عربی کا پہلا ایڈیشن تقریباً پون صدی قبل ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۹۳۸ء میں لدھیانہ (مشرقی پنجاب) سے شائع ہوا تھا اور آج تک اس کی اشاعت کا سلسلہ جاری ہے۔اس کی مقبولیت کے بارے میں خود مصنف رَحْمَةُ الله تَعَالٰی عَلَیْه دوسرے ایڈیشن کے دِیباچہ میں فرماتے ہیں:''اس کتاب کے پہلے ایڈیشن کو عُلَماء ومَشائخ وعامۂ مسلمین نے باوجود عالمگیر جنگ وقحط کے جس قدر دانی کی نگاہ سے دیکھا وہ نہایت حوصلہ اَفْزا ہے۔حالاتِ موجودہ میں کمپنی مذکورہ کا اس کی طبع کی اجازت طلب کرنا مزید ثبوت اس کی مقبولیت کا ہے۔کیوں نہ ہو،اللّٰہ تعالیٰ کے پیارے نبی بِاَبِیْ هُوَ وَاُمِّی کے پیارے پیارے حالات ہیں۔''

مختلف علماء نے اسے سراہا،جن میں شرفِ ملت حضرت علامہ عبدالحکیم شَرَف قادری رَحْمَةُ الله تَعَالٰی عَلَیْه فرماتے ہیں: ''ضرورت تھی کہ ایسی کتاب لکھی جائے جو مستند معلومات پر مشتمل ہو،مسلک اہل سنت کی صحیح ترجمانی کرے اور اندازِ بیان سادہ اور عام فہم ہو،حضرت مولانا محمد نور بخش توکلی قدس سرہ نے سیرت رسول عربی لکھ کر اس ضرورت کو پورا کردیا۔''

کچھ مصنف کے بارے میں

پیدائش

فخرِ اہلسنت، پیرِ طریقت حضرتِ علامہ نُور بخش تَوَکُّلی رَحْمَةُ اللّٰه تَعَالٰی عَلَیْه کی ولادت باسعادت ضلع لُدھیانہ (مشرقی پنجاب، ہند) کے مَوضَع چک قاضِیاں میں ۱۳۰۵ھ میں ہوئی۔آپ کا تعلق ایک دینی گھرانے سے تھا لٰہذا بچپن ہی سے بُزُرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللهُ الْمُبِیْن کی صُحبت وقُربت نصیب ہوئی۔

تعلیم وتربیت

ابتدائی تعلیم مقامی مدارس سے حاصل کی۔بچپن ہی سے ذَہانت اور خُداداد صلاحیتوں کی بنا پر اپنے ساتھیوں میں

ممتاز وما فوق رہے۔ایم۔اے۔عربی کا امتحان ہند کی مشہور درس گاہ مسلم یونیورسٹی علیگڑھ سے امتیازی حیثیت کے ساتھ پاس کیا۔آپ کو دینی علوم سیکھنے کا بھی بہت شوق تھا اور یہ عالَم تھا کہ میونسپل بورڈ کالج میں پروفیسر ہونے کے باوجود معروف عالم دین مولانا غلام رسول قاسمی کشمیری امرتسری کے پاس حاضر ہوتے اور طلبا کے ساتھ چٹائی پر بیٹھ کر تفسیر، حدیث اور فقہ کا درس لیتے۔آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی تصانیف آپ کے کثیر مُطَالَعے اور وُسْعَتِ نَظری کی نشاندھی کرتی ہیں۔

بیعت وخلافت

جن دنوں آپ رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہ اَنبالہ کے ایک اسکول میں بطورِ ہیڈ ماسٹر تعینات تھے ان دنوں اَنبالہ میں روحانی پیشوا حضرت خواجہ توَکُّل شاہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا بڑا شہرہ تھا۔آپ اُن کے دست اَقدس پر سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت ہوئے اور اجازت وخلافت سے سرفراز ہوئے۔اسی نسبت سے اپنے نام کے ساتھ ''توَکُّلی'' لکھا کرتے تھے۔حضرت خواجہ توَکُّل شاہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے وصال فرمانے کے بعد آپ نے بلند پایہ عالم دین حضرت مشتاق احمد انبیٹھوی ثمہ لدھیانوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے سلسلۂ صابریہ میں اِکتساب فیض کیا۔حضرت نے بھی آپ کو خرقۂ خلافت سے نوازا۔

دینی وملی خدمات

آپ اَنبالہ کے اِسکول میں بطورِ ہیڈ ماسٹر اور میونسپل بورڈ کالج امرتسر میں بطورِ پروفیسر خدمات سرانجام دیتے رہے۔بعد ازاں مرکز الاولیاء لاہور تشریف لائے اور ایک عرصہ تک دار العلوم نعمانیہ لاہور کے ناظم تعلیم اور انجمن نعمانیہ کے ماہوار رسالہ کے ایڈیٹر رہے۔انہی ایام میں پنجاب کی مشہور درس گاہ گورنمنٹ کالج مرکز الاولیاء لاہور میں عربی کے پروفیسر مقرر ہوئے۔اس عرصہ میں آپ نے نوجوان نسل کی تعلیم وتربیت پر زور دیا، ان میں اَسلافِ کرام سے تعلق قائم رکھنے کی ضرورت اور اہمیت کو اجاگر کیا اور تقریر وتحریر کے ذریعے مسلک اہلسنت کی گرانقدر خدمات انجام دیں۔

گورنمنٹ کالج سے ریٹائرمنٹ کے بعد آپ نے چک قاضیاں ضلع لدھیانہ (مشرقی پنجاب، ہند) میں ایک مدرسہ قائم فرمایا اور اپنے پیر ومرشد کی نسبت سے اس کا نام'' مَدرسہ اِسلامیہ توَکُّلیہ ''رکھا۔کثیر طلبہ اس مدرسے سے

مستفید ہوئے۔آپ کا ایک شاندار وتاریخی کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے گورنمنٹ کے گزٹ میں 12 ربیع النور شریف کے لیے عید میلاد النبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نام منظور کروایا اور اس دن کی عام تعطیل پاس کروائی۔بحمدہٖ تعالیٰ آج یہی نام بچے بچے کی زبان پر ہے اور یہ دن بڑے احترام اور شایانِ شان طریقے سے منایا جاتا ہے۔

آپ ایک بلند پایہ مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اَدیب بھی تھے،تصنیف وتالیف کی ضرورت، اہمیت اور افادیت کو بخوبی سمجھتے تھے،آپ کو وسیع معلومات تھیں،قوتِ استدلال اور عام فہم اندازِ تحریر کا ملکہ بھی حاصل تھا۔انجمن نعمانیہ کے ماہوار رسالہ میں اکثر وبیشتر آپ کے پرمغز مضامین اور فتاویٰ شائع ہوتے تھے۔آپ کی جملہ تصانیف سے نہ صرف یہ کہ سیِّدِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے والہانہ محبت کا پتا چلتا ہے بلکہ پڑھنے والے کا ایمان بھی تازہ ہوتا ہے۔

تصانیف

آپ کی کچھ تصانیف یہ ہیں:

﴿1﴾ سیرتِ رسولِ عربی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم
﴿2﴾ اعجاز القرآن
﴿3﴾ عقائد اہل سنت
﴿4﴾ عید میلاد النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم
﴿5﴾ معجزات النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم
﴿6﴾ غزوات النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم
﴿7﴾ حُلْیَۃُ النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم
﴿8﴾ سیرتِ غوثِ اعظم رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ
﴿9﴾ تذکرہ مشائخ نقشبند
﴿10﴾ شرح قصیدہ بردہ عربی، اردو
﴿11﴾ تحفۂ شیعہ
﴿12﴾ کتاب البرزخ
﴿13﴾ مقدمہ تفسیر القرآن
﴿14﴾ تفسیر سورۂ فاتحہ وسورۂ بقرہ
﴿15﴾ رسالہ نور
﴿16﴾ حاشیۃ التحفۃ الابراھیمیۃ فی اعفاء اللحیۃ
﴿17﴾ مولود برزنجی کی اردو شرح
﴿18﴾ امام بخاری شافعی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ
﴿19﴾ ترجمہ تحقیق المرام فی منع القراءۃ خلف الامام
﴿20﴾ الاقوال الصحیحۃ فی جواب الجرح علی ابی حنیفۃ

وفات

آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه اپنے مکان کی سیڑھی سے گرنے کی وجہ سے کچھ عرصہ بیمار رہے اور ۱۳ جُمادَی الاُوْلٰی ۱۳۶۷ھ/ ۲۴ مارچ ۱۹۴۸ء کو وصال فرما گئے۔ فیصل آباد کے جنرل بس اسٹینڈ کے قریب حضرت نور شاہ ولی قُدِّسَ سِرُّہٗ کے مزار کے پاس آپ کو دفن کیا گیا۔

سیرتِ رسولِ عربی کی وجہ سے مصنف پر کرم

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہِ بے نیاز میں کون سا عمل مقبول ہو کر اُخروی کامیابی کا سبب بن جائے یہ کوئی نہیں جانتا۔ کچھ ایسا ہی موصوف مولانا نور بخش تَوَکُّلی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه کے ساتھ بھی ہوا، چنانچہ آپ کی کتاب سیرتِ رسولِ عربی مقبول ہو کر آپ کے لیے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے انعام واِکرام کا سبب بن گئی۔ ہوا یوں کہ آپ کے وصال کے بعد محترم مفتی عبدالحمید نقشبندی مجددی لدھیانوی نے آپ کو ایک خوبصورت مُعَطَّر باغ میں ایک سُنہری تخت پر جلوہ اَفروز دیکھ کر دریافت کیا کہ مولانا صاحب! یہ سرفرازی کیسے نصیب ہوئی؟ فرمانے لگے کہ مفتی صاحب! یہ انعام سیرتِ رسولِ عربی کی وجہ سے نصیب ہوا ہے۔[1] اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو! آمین بجاہ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم۔

سیرتِ رسولِ عربی پڑھنے کا طریقہ

اس کتاب کا مطالعہ اس طرح نہ کیجئے جس طرح عام طور پر لوگ ناولوں یا قصہ کہانیوں یا تاریخی کتابوں کو نہایت ہی لاپرواہی کے ساتھ پاکی ناپاکی ہر حالت میں پڑھتے رہتے ہیں اور نہایت ہی بے توجہی کے ساتھ پڑھ کر ادھر اُدھر ڈال دیا کرتے ہیں بلکہ اس جذبۂ عقیدت اور والہانہ جوشِ محبت کے ساتھ اس کتاب کا مطالعہ کریں کہ یہ شہنشاہِ دارین اور محبوبِ رَبُّ الْمَشْرِقَیْن وَالْمَغْرِبَیْن کی حیاتِ طیبہ اور ان کی سیرتِ مقدسہ کا ذِکرِ جمیل ہے جو ہماری ایمانی عقیدتوں کا مرکز

---

[1] ......آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه کے ان مختصر حالات کے لیے، تذکرۂ اکابرِ اہلِ سنت (از عبدالحکیم شرف قادری رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه)، روشن ستارے (نوریہ رضویہ پبلی کیشنز مرکز الاولیاء لاہور) اور سیرتِ رسولِ عربی کے ایک قدیم نسخہ سے اِستفادہ کیا گیا ہے۔ علمیہ

اور ہماری اسلامی زندگی کا محور ہے۔ یہ محبوب خدا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ان قابل احترام اداؤں کا بیان ہے جن پر کائنات عالم کی تمام عظمتیں قربان ہیں، لہٰذا اس کے مطالعہ کے وقت آپ کو ادب واحترام کا پیکر بن کر اور تعظیم وتوقیر کے جذباتِ صادقہ سے اپنے قَلْب ودِماغ کو مُنَوَّر کر کے اس تصور کے ساتھ اس کی ایک ایک سطر کو پڑھنا چاہیے کہ اس کا ایک ایک لفظ میرے لئے حَسَنات وبَرَکات کا خزانہ ہے اور گویا میں حضور رحمۃٌ للعالمین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مقدس دربار میں حاضر ہوں اور آپ کی ان پیاری پیاری اداؤں کو دیکھ رہا ہوں اور آپ کے فیض صحبت سے انوار حاصل کر رہا ہوں۔ حضرت ابوابراہیم تُجِیْبِی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

''ہر مومن پر واجب ہے کہ جب وہ رحمت عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ذِکر کرے یا اسکے سامنے آپ کا ذِکر کیا جائے تو وہ پُرسکون ہوکر نیاز مندی وعاجزی کا اظہار کرے، اور اپنے قَلْب میں آپ کی عظمت اور ہیبت وجلال کا ایسا ہی تاثر پیدا کرے جیسا کہ آپ کے رُوبرُو حاضر ہونے کی صورت میں آپ کے جلال وہیبت سے متاثر ہوتا۔''

(الشفا بتعریف حقوق المصطفی،الباب الثالث فی تعظیم امرہ،فصل واعلم ان حرمۃ النبی...الخ ،ج۲،ص ۴۰)

اور حضرت علامہ قاضی عِیاض رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فرمایا کہ حضورانور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات اقدس کے بعد بھی ہر امتی پر آپ کی اتنی ہی تعظیم وتوقیر لازم ہے جتنی کہ آپ کی ظاہری حیات میں تھی۔ چنانچہ خلیفہ بغداد ابوجعفر منصور عَبَّاسی جب مسجد نبوی میں آکر زور زور سے بولنے لگا تو حضرت امام مالک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اسکو یہ کہہ کر ڈانٹ دیا کہ اے امیر المؤمنین! یہاں بلند آواز سے گفتگو نہ کیجئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دربار کا یہ ادب سکھایا کہ

لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ

ترجمۂ کنزالایمان: اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے۔ (پ۲۶، الحجرات:۲)

''وَاِنَّ حُرْمَتَہٗ مَیِّتًا کَحُرْمَتِہٖ حَیًّا'' اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات اقدس کے بعد بھی ہر امتی پر آپ کی اتنی ہی تعظیم واجب ہے جتنی کہ آپ کی ظاہری حیات میں تھی۔ یہ سن کر خلیفہ لَرْزَہ بَراَنْدام ہوکر نرم پڑ گیا۔

(الشفا بتعریف حقوق المصطفی،الباب الثالث فی تعظیم امرہ،فصل واعلم ان حرمۃ النبی...الخ ،ج۲،ص ۴۱)

بہر حال سیرتِ مقدسہ کی کتابوں کو پڑھتے وقت ادب واِحترام لازم ہے اور بہتر یہ ہے کہ جب پڑھنا شروع کرے تو دُرود شریف پڑھ کر کتاب شروع کرے اور جب تک دِلجمعی باقی رہے پڑھتا رہے اور جب ذرا بھی اکتاہٹ محسوس کرے تو پڑھنا بند کردے اور بے توجہی کے ساتھ ہرگز نہ پڑھے۔

واللّٰہ تعالیٰ ھو الموفق والمعین وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ اٰلہ وصحبہ اجمعین .

(سیرتِ مصطفی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم ،ص ٤٥)

"اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَّۃ" اور "سیرتِ رَسولِ عربی"

مسلمانوں کو یہ اعزاز وشرف حاصل ہے کہ انہوں نے اپنے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حالات وواقعات کو اس اِستقصا کے ساتھ محفوظ رکھا کہ کسی شخص کے حالات آج تک اس جامِعیّت اور اِحتیاط کے ساتھ قلم بند نہیں ہوسکے اور نہ آئندہ کیے جاسکتے ہیں۔اس سے زیادہ کیا عجیب بات ہوسکتی ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اَفعال واَقوال کی تحقیق کی غرض سے آپ کے دیکھنے والوں اور ملنے والوں میں سے تقریباً تیرہ ہزار اشخاص کے نام اور حالات قلمبند کئے گئے۔ایک اِسکالر (شپرنگر) کی رائے یہ ہے کہ دنیا میں نہ کوئی ایسی قوم گزری نہ آج موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اَسماءُالرِّجال کا سا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو جس کی بدولت آج پانچ لاکھ اشخاص کا حال معلوم ہوسکتا ہے۔یہ ساری کاوشیں اس لئے ہوئیں کہ رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صحیح ترین اور مستند ترین حالات اور اقوال وافعال کی تدوین ہوسکے اور ایک ایسے زمانے میں جب فراہمی معلومات کے وسائل کم سے کم اور مشکلات زیادہ سے زیادہ تھیں حدیث اور سیرت کے مواد کی فراہمی اور ان کی تنقید، دنیا بھر میں تاریخ کے فن کا مُحَیِّرُالعُقُول اور عقیدت اور محبت کا ناقابل یقین کارنامہ ہے۔(اردو دائرۂ معارف اسلامیہ، ج۱۱/۵۰۹)

تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے ادارے المدینۃ العلمیۃ کے شعبہ تخریج کے لیے یقیناً یہ بہت بڑی سعادت ہے کہ سیرتِ رسول عربی پر کام ان کے حصے میں آیا اور اس سلسلے میں شعبہ کے مدنی اسلامی بھائیوں نے بھی اپنی دلچسپی اور شوق کا اظہار کیا۔ان کا مَطْمَحِ نظر یہ تھا کہ اس علمی ذخیرے کو مفید سے مفید تر بنانے

کے لیے عَصرِ حاضِر کے تقاضوں سے ہم آہنگ کر کے منظر عام پر لایا جائے اور ایک ایسا نسخہ دستیاب ہو جائے جس میں اغلاط نہ ہونے کے برابر ہوں لہٰذا مدنی علما نے تخریج وتسہیل وغیرہ کا اِہتمام کرتے ہوئے کام کا آغاز کیا اور اب تکمیل کے بعد یہ خوبصورت کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مدنی علما کے کام کی کچھ تفصیل درج ذیل ہے:

مختلف نسخے اور تقابُل

تقابُل ایک انتہائی اہم مرحلہ ہے جس میں کمپیوٹر سے کمپوز کیے ہوئے مواد کو اَصْل کے مطابق کیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں سیرتِ رسولِ عربی کے چند قدیم نسخے حاصل کیے گئے اسی دوران المدینة العلمية کے ایک شعبہ ذمہ دار اسلامی بھائی نے کم وبیش نصف صدی قبل شائع ہونے والا ایک قدیم نسخہ بغرضِ مُعاوَنت پیش کر دیا جس سے کافی اِستِفادہ کیا گیا اللہ عزوجل انہیں جزائے جزیل عطا فرمائے۔ تقابُل کے دوران نسخوں میں جو اِختِلافات سامنے آئے اصل حوالہ کی طرف مُراجَعت کرتے ہوئے ان کی تصحیح کی گئی ہے اور حاشیہ میں ان کی وضاحت کر دی گئی ہے۔

تخریج کا اہتمام

المدينة العلمية کے انداز کے مطابق رِوایات وواقعات کی تخریج کا اہتمام کیا گیا ہے اور کوشش کی گئی ہے کہ مصنف نے جس کتاب کا حوالہ دیا ہے اسی کا حوالہ بالتفصیل یعنی کتاب، باب، فَصْل، رقم، جلد اور صفحہ نمبر کے ساتھ دیا جائے (مثلاً مصنف نے حوالہ میں لکھا: صحیح بخاری، باب قتل حمزہ۔ علمیہ کی طرف سے بالتفصیل حوالہ یوں پیش کیا گیا: صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب قتل حمزة رضي الله تعالى عنه، الحديث:٤٠٧٢، ج٣،ص٤١) البتہ بعض مقامات پر دیگر کتب کے بھی حوالے دیئے گئے ہیں۔

مصنف نے حوالہ جات حاشیہ میں لکھنے کا اہتمام فرمایا ہے البتہ آخری ابواب میں کہیں کہیں متن میں بھی حوالہ جات لکھے ہیں نیز بعض حاشیے بھی متن میں بین القوسین تحریر فرمائے ہیں۔ ہم نے اسی انداز کو برقرار رکھا ہے اور وضاحت کے لیے متن میں بین القوسین عبارت کو تھوڑا سا چھوٹا کر کے لکھا ہے (یعنی ان کا فونٹ سائز کم کر دیا ہے)۔

مصنف اور علمیہ کے حوالہ جات میں تفریق کے لیے علمیہ کی تخاریج کے آخر میں علمیہ لکھا ہے نیز مصنف کے حواشی کے آخر میں " ۱۲مِنْه " اور علمیہ کے حواشی کے آخر میں علمیہ لکھا ہے۔

جہاں مصنف اور علمیہ دونوں کے حوالے اکٹھے ہوگئے ہیں وہاں پہلے مصنف کا حوالہ اور کچھ فاصلہ دے کر بین القوسین علمیہ کی تخریج لکھی گئی ہے اور تفریق کے لیے دونوں کے رسم الخط (FontStyle) جدا جدا رکھے ہیں۔

حتَّی المَقْدُور کوشش کی گئی ہے کہ تمام روایات و واقعات کے حوالہ جات ذکر کردیئے جائیں تاہم جہاں تخریج نہیں دی گئی وہاں یا تو متعلقہ کتاب مُیَسَّر نہ آسکی یا پھر وہ روایت ہمیں دیگر کتب میں نہ مل سکی۔ ایسے چند مقامات پر مصنف کی ذکر کردہ کتاب کا فقط نام لکھ دیا گیا ہے تاکہ آئندہ کتاب مُیَسَّر آجانے کی صورت میں تفصیل لکھ دی جائے اور متن وحواشی کی دوبارہ فارمیشن نہ کرنا پڑے۔

جن کتب سے تخریج کی گئی ہے آخر میں ان تمام کی فہرست "مآخذ و مراجع" کے نام سے بنائی گئی ہے اور اس فہرست میں مصنفین ومُؤلفین کے نام مع سنِ وَفات، مَطَابِع اور سنِ طَبَاعت بھی ذکر کردیئے گئے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی اور اعراب کا اہتمام

مشکل اور غیر معروف الفاظ کے معانی اور جہاں ضرورت محسوس ہوئی وہاں تسہیل کا التزام کیا گیا ہے اور جا بجا الفاظ پر اعراب بھی لگائے گئے ہیں۔ یہ انتہائی محنت اور وقت طَلَب کام تھے جن کے لیے عربی، اردو اور فارسی لُغات سے استِفادہ کیا گیا ہے اور اَعلام یعنی اَحادیث و واقعات کے راویوں، کتابوں کے مصنفین اور مقامات وغیرہ کے ناموں پر اعراب کے لیے لغات کے علاوہ سیرت و تاریخ کی کتب کی طرف مُراجَعَت کی گئی ہے۔

قرآنی آیات اور ترجمہ

آیات میں قرآنی رَسْمُ الْخَطّ (خطِ عثمانی) برقرار رکھنے کے لیے تمام آیات ایک مخصوص قرآنی سافٹ وئیر سے Corel Draw کے ذریعے پیسٹ کی گئی ہیں۔

آیاتِ قرآنیہ اور ترجمہ بطورِ سابق آمنے سامنے لکھا گیا ہے۔

متن میں مصنف رَحْمَةُ اللهِ تعَالٰی عَلَيْه کا ترجمہ برقرار رکھتے ہوئے کنز الایمان کا ذوق رکھنے والوں کیلئے حاشیہ میں ترجمہ کنز الایمان بھی پیش کیا گیا ہے۔

جہاں مصنف رَحْمَةُ اللهِ تعَالٰی عَلَيْه نے قرآن کی کسی آیت کی طرف ایک دو لفظ لکھ کر اشارہ کیا ہے ضرورتاً حاشیہ

میں وہ آیت اور ترجمہ کنز الایمان دونوں لکھے گئے ہیں۔

مصنف رَحْمَۃُ اللہ تعَالٰی عَلَیہ نے حاشیہ میں جو آیات تحریر فرمائیں یا آیات متن میں پیش کیں اور حوالہ حاشیہ میں دیا تو علمیہ کی طرف سے اسی کے آگے بین القوسین ترجمہ کنز الایمان کا اہتمام کیا گیا ہے اور آخر میں علمیہ لکھا گیا ہے۔

جن آیات کا ترجمہ مصنف رَحْمَۃُ اللہ تعَالٰی عَلَیہ نے نہیں لکھا حاشیہ میں ان کا ترجمۂ کنز الایمان سے لکھ دیا گیا ہے۔

آیات اور تراجم کا تقابل کنزالایمان (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) سے دو مرتبہ کیا گیا ہے۔

تطبیق و تحقیق

مصنف رَحْمَۃُ اللہ تعَالٰی عَلَیہ نے بیشتر مقامات پر عربی اور فارسی عبارات نقل فرمائی ہیں نیز کئی مقامات پر عربی اور فارسی میں اشعار بھی ذکر کیے ہیں ان تمام کی تطبیق کے لیے حتَّی المَقدور اصل کُتُب کی طرف مُراجَعت کی گئی ہے۔

دورانِ تخریج بعض مقامات پر اَعلام اور روایات کے الفاظ میں واضح اختلاف وتفاوُت سامنے آیا جس کی تصحیح کے لیے مُخرِّجین (تخریج کرنے والے) اسلامی بھائیوں نے کافی محنت کی۔ ایک ایک مقام کو مُتعَدَّد کُتُب میں دیکھ کر کہیں تصحیح اور کہیں توضیح فرمائی اور حواشی میں ان کی وضاحت بھی کردی ہے۔ بعض حواشی ملاحظہ فرمائیے! مثلاً

جہاں راوی کے ناموں میں اختلاف تھا وہاں تصحیح کرکے حاشیہ میں یوں وضاحت کی گئی:

سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں اس حدیث کے راوی کا نام حضرت ''ابوبکر صدیق'' لکھا ہے یقیناً یہ کتابت کی غلطی ہے کیونکہ "مشکاۃ المصابیح" (جس کا مصنف نے حوالہ دیا ہے) "ابوداود" اور دیگر کتب میں یہ حدیث حضرت ''ابوبکرہ'' سے مروی ہے لہٰذا ہم نے یہاں حضرت ''ابوبکر صدیق'' (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کے بجائے حضرت ''ابوبکرہ'' (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) لکھا ہے۔ واللّٰہ تعالٰی اعلم بالصواب۔علمیہ

سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں یہاں اس طرح لکھا ہے: عبید بن جریح رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے کہا.......الخ، جبکہ "شمائل ترمذی" میں ہے:" عن عبید بن جریج انه قال لابن عمر رأیتك تلبس النعال.....الخ" اس کے علاوہ بخاری، مسلم، دلائل النبوۃ للبیہقی، سبل الھدی و الرشاد اور حدیث وسیرت کی دیگر کتب میں بھی (الفاظ مختلفہ کے ساتھ اس روایت میں) "عبید بن جریج" اور "ابن عمر" کا ذکر ہے لہٰذا کتابت کی غلطی پر محمول کرتے ہوئے ہم نے یہاں "عبید بن جریح" اور "عمر" کے بجائے "عُبید بن جُریج" اور "ابن عُمَر" لکھا ہے۔ و اللّٰہ تعالی اعلم بالصواب۔علمیہ

شخص کے نام میں تصحیح کے بعد حاشیہ کی یوں ترکیب کی گئی:

سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں یہاں " زید بن مثنه " لکھا ہے یہ ہمیں نہیں ملا البتہ " السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، اسد الغابۃ، المستدرك علی الصحیحن للحاکم "اور حدیث وسیرت کی دیگر کتب میں " زَید بن دَثِنَّه " ہے لہٰذا کتابت کی غلطی پر محمول کرتے ہوئے ہم نے یہاں " زَید بن مثنه " کے بجائے " زَید بن دَثِنَّه " لکھا ہے۔و اللّٰہ تعالٰی اعلم بالصواب۔علمیه

کتب ورسائل کے ناموں میں تصحیح کے بعد یوں حاشیہ دیا گیا:

سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں اس رسالے کا نام ''نہایت الاعجاز فی درایت الاعجاز'' لکھا ہے جو کہ کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ ہمارے پیش نظر دارِ صادر بیروت (الطبعة الاولی، ١٤٢٤ ھ - ٢٠٠٤م) کا نسخہ ہے جس پر "نهایة الایجاز فی درایة الاعجاز" لکھا ہے لہٰذا ہم نے اسی کے مطابق تصحیح کی ہے،و اللّٰہ تعالٰی اعلم۔ علمیه

سن اور تعداد میں اختلاف کی وضاحت اس طرح کی گئی:

سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں یہاں ''۵۸۵ھ'' لکھا ہے یقیناً یہ کتابت کی غلطی ہے کیونکہ ''۵۸۵ھ'' میں تو علامہ قسطلانی رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْه کی ولادت بھی نہیں ہوئی تھی، آپ کا سن ولادت ''۸۵۱ھ'' ہے،مواھب لدنیه اور حجة اللّٰہ علی العالمین میں لکھا ہے کہ یہ واقعہ ''۸۸۵ھ'' میں پیش آیا لہٰذا ہم نے یہی سن لکھا ہے۔علمیه

الطبقات الکبریٰ لابن سعد میں ہے کہ "و هم تسعمائة "یعنی وہ نو سو تھے جبکہ تاریخ مدینہ دمشق اور دیگر میں سات سو ہی لکھا ہے، ہو سکتا ہے مصنف کے پاس الطبقات الکبریٰ لابن سعد کا جو نسخہ ہو اس میں "و هم سبعمائة " ہی ہو۔و اللّٰہ تعالٰی اعلم۔علمیه

کم وبیش پچھلی پون صدی سے سیرتِ رسول عربی کی طباعت کا سلسلہ جاری ہے اس طویل ترین عرصہ میں مُرُورِ زمانہ کے ساتھ طباعت واِشاعت کے انداز بھی بدلتے رہے لہٰذا اس طرح کی اغلاط کا ہونا خارج از امکان نہیں، بہر حال علمیہ کے مَدَنی علماء نے ان اغلاط کو دور کرنے کی کوشش کی ہے۔

مزید کچھ کام یہ بھی ہیں:

جہاں نبی اَکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے نام نامی یا آپ کے ذکر کے ساتھ درودِ پاک لکھنے سے رہ گیا تھا وہاں درودِ پاک لکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے نیز صحابہ کرام اور دیگر بزرگانِ دین کے ناموں کے ساتھ بھی تَرَضِیہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه) اور تَرَحُّم (رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْه) لکھنے کی ترکیب کی گئی ہے۔

علاماتِ تَرقیم (Punctuation Marks) یعنی کاما، فُل اِسٹاپ، کالَن، اِنْوَرٹِڈ کامَاز (Inverted Commas) وغیرہ کا ضرورتاً اہتمام کیا گیا ہے۔

کتاب کو خوبصورت بنانے کے لیے ہیڈنگز (Headings)، قرآنی آیات، بعض عبارات، نمبرنگ اور بارڈر وغیرہ کی ترکیب ڈیزائنگ سافٹ ویئر Corel Draw کے ذریعے کی گئی ہے۔

دو مرتبہ پوری کتاب کی پُروف ریڈنگ کی گئی ہے۔

آخری عرض

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کتاب پر شعبہ تخریج (المدینۃ العلمیۃ) کے 6 اِسلامی بھائیوں نے کام کرنے کی سعادت حاصل کی بالخصوص ابن داود محمد عرفان عطاری مَدَنی، ابن حنیف محمد سعید عطاری مَدَنی اور ابوعتیق محمد نوید رضا عطاری مَدَنی نے خوب کوشش کی، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ان کی سعی قبول فرما کر ذریعہ نجات بنائے۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ تمام کام اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا کردہ توفیق ہی سے ممکن ہوا، اگر توفیقِ الٰہی شامل حال نہ ہوتی تو یہ کام نہ ہو پاتا، اسی نے اس کام کے اَوصاف اور محاسن سُجھائے اور اپنے حبیب کے صدقے میں انہیں دل میں ڈالا لہٰذا اس کام کی تمام خوبیاں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا اور اس کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عنایت سے ہیں نیز علمائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام بالخصوص شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری ضیائی مدظلہ العالی کے فیضان کا صدقہ ہے کہ اس انداز میں یہ کام ہو پایا۔ اور باوجود احتیاط کے جو خامیاں رہ گئیں انہیں ہماری طرف سے نادانستہ کوتاہی پر محمول کیا جائے۔ قارئین خصوصاً علماء کرام دَامَتْ فُیُوْضُھُم سے گزارش ہے اگر کوئی خامی آپ محسوس فرمائیں یا اپنی قیمتی آراء اور تجاویز دینا چاہیں تو ہمیں تحریری طور پر مطلع فرمائیے۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اپنی رضا کے لیے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور دعوتِ اسلامی کی مجلس "المدینۃ العلمیۃ" اور دیگر مجالس کو دن گیارھویں رات بارھویں ترقی عطا فرمائے۔

أمین بجاہ النبی الامین صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم

شعبہ تخریج المدینۃ العلمیۃ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للّٰہ ذی الجلال والاکرام والصلوۃ والسلام علٰی سیدنا ومولٰنا ووسیلتنا فی الدارین محمد خیر الانام وعلٰی اٰلہ واصحابہ وازواجہ وذریتہ وأتباعہ الٰی یوم البعث والقیام ۔

امّا بعد: گورنمنٹ کالج لاہور کی پروفیسری سے سُبُکدوش ہونے کے کچھ عرصہ بعد فقیرِ توکُّلی نے حضراتِ خواجگانِ نقشبندیہ قَدَّسَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَسۡرَارَھُمۡ کے حالات لکھنے شروع کیے۔ پہلے یہ ارادہ تھا کہ ان کے شروع میں چند صفحے وقفِ حالاتِ مبارک حضور امام الاولیاء محمد مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کر دیئے جائیں گے مگر جب وہ کتاب اِختتام کے قریب پہنچی تو یہ شوق پیدا ہوا کہ حضور عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے سَوانحِ اَقدس میں ایک مستقل کتاب لکھوں چنانچہ سیرت کا ایک نہایت مختصر سا خاکہ ذہن نشین کر کے طبع آزمائی کرنے لگا۔ عنایتِ الٰہی اور حضور تاجدارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کی روحانی مدد شامل حال ہوئی، پھر کیا بیان کروں! حالات تھے پیارے پیارے، جذبہ شوق میرے قلم کو کشاں کشاں کہیں سے کہیں لے گیا اور غایت اِختِصار کے باوجود یہ کتاب تیار ہوگئی جو قارئین کرام کے سامنے ہے۔

حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کی سیرت سے واقف ہونا ہر ایک مسلمان پر فرض ہے کیونکہ حضور عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام حسبِ ارشادِ الٰہی مسلمانوں کے لیے وَاجِبُ التَّقۡلِید نمونہ ہیں، اسی واسطے حضور کے اَقوال واَفعال، اَخلاق وعادات، حرَکات وسَکَنات، وَضع وقطع، رَفتار وگُفتار اور طریقِ مُعاشَرت وغیرہ سب کے سب بطریق اسناد نہایت صحت کے ساتھ محفوظ ہیں تا کہ وہ قیامت تک آپ کے نام لیواؤں کے لیے دستُورُ العَمَل بنیں۔

اسی دستُورُ العَمَل میں رضائے مولیٰ کریم جَلَّ شَانُہ اور مسلمانوں کی ترقی کا راز مُضمر ہے۔ مسلمان اگر اَغیار کی غلامی سے آزادی چاہتے ہیں تو وہ حضورِ انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کی غلامی اِختیار کریں اور جمیع اُمور میں آپکے ارشادات کی تعمیل، آپ کے طرزِ عمل کا اِتباع، آپ کے قوانین کی پابندی، آپ کے اطوار وعادات کی پیروی اور آپ کی ذات مَنۡبَعُ البرکات کی انتہائی محبت اور تعظیم وتوقیر ملحوظ رکھیں۔ حضور بِاَبِیۡ ھُوَ وَاُمِّیۡ تو یہاں تک فرما رہے ہیں کہ ''تم میں سے کوئی مومن نہیں بن سکتا، جب تک کہ میں اس کی نظر میں اس کی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ بن جاؤں۔'' کامل وحقیقی ایمان اسی کا نام ہے، ایسے ہی مومنوں کے لیے اللّٰہ تعالیٰ نے وَاَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡن کا مُژدہ سنایا ہے، عرب کو دیکھیے پہلے ان کی مذہبی، اَخلاقی،

سیاسی اور تمدنی حالت کیسی گری ہوئی اور ناگفتہ بہ تھی مگر جب وہ درس گاہِ محمدی سے اس حقیقت کی سَنَد لے کر نکلے، تو کیا کیا بن گئے، مُعارفِ رَبّانی کے عارِف اور اَسرارِ فُرقانی کے ماہر بن گئے، شب بیدار عابد بن گئے، فاتح عالَم بن گئے، مُبلِّغ اسلام بن گئے، مُعلِّمِ اَخلاق بن گئے، عُلوم وفُنون کے مُوجِد بن گئے، غرض حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی تعلیم وصحبت نے ان کی کایا ہی پلٹ دی، دنیا ان کی اس بے نظیر ترقی پر حیران تھی اور ہے۔ چنانچہ جب حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے حضرت سَعْد بن اَبی وَقّاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو فارس میں اِعلائے کلمۃ اللّٰہ کے لیے بھیجا تو یَزْدَگَرْد شاہِ فارس نے اپنے سپہ سالار رُسْتُم بن ہُرمُز کو مقابلہ کے لیے روانہ کیا۔ رُسْتُم مذکور نے حضرت سَعْد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ایک تہدید آمیز نامہ میں یوں لکھا:

ز شیرِ شتر خوردن و سو سمسار　　　عرب را بجائے رسید است کار

کہ تاجِ کیاں را کند آرزو　　　تفو بر تو اے چرخِ گرداں تفو (شاہنامہ فردوسی)

حضرت سَعْد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے جواب میں رُسْتُم کو دعوتِ اسلام دی مگر وہ رُوبَراہ نہ ہوا۔ مقابلہ میں حضرت سَعْد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی کے ہاتھ سے مارا گیا۔ کاش! زمانۂ موجودہ کے مسلمان بھی اُسوۂ حسنۂ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پورے عامل بن کر قُرونِ اُولیٰ کی برکات کا مشاہدہ کریں۔

اس پُر آشوب زمانہ میں مُلکِ ہند میں کئی فتنے برپا ہیں جو سب کے سب صراطِ مستقیم یعنی مسلک اہل سنت و جماعت سے منحرف ہیں، اردو میں سیرت پر جو چند کتابیں شائع ہوئی ہیں ان میں سے شاید ہی کوئی بِہَمہ وُجوہ اہل سنت و جماعت کے معیار پر پوری اترے، فقیر نے بتوفیقِ الٰہی اس کتاب میں مَسلکِ اہلِ سنت کی پابندی کا پورا التزام رکھا ہے اور مُستَنَد اور مُعْتَبَر روایات مع حوالہ درج کی ہیں۔ آیات واحادیث وغیرہ کا ترجمہ بالعموم لفظ بلفظ دیا گیا ہے اور عبارت آرائی کا چنداں لحاظ نہیں رکھا گیا۔ قارئین کرام اَثنائے مطالعہ میں جہاں کسی صحابی یا اور بزرگ کا نام پائیں، رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ یا اور مناسب فقرہ استعمال کریں۔

جب اس کتاب کا مُسَوَّدہ تیار ہو چکا تو اس کی طَبع واشاعت کا مرحلہ پیش آیا، مَیں نے اپنے برادر عزیز عالی جناب فیض مآب چودھری محمد سلیمان ایڈووکیٹ ہائی کورٹ پنجاب سے تذکرہ کیا۔ انہوں نے میری صدا پر خوشی سے لبیک کہا، مجھے امید واثق ہے کہ یہ کارنامہ جناب چودھری صاحب موصوف کے اعمالِ حَسَنہ میں امتیازی حیثیت رکھے گا۔ اللّٰہ تعالٰی ان کو دنیا وآخرت میں آبرو سے رکھے اور ان کے صاحبزادوں کو طویل العمر کرے۔ بجاہ حبیبہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔

آغازِ کتاب سے پہلے یہ مناسب سمجھا گیا کہ ملک عرب کا جُغرافیہ اور تاریخِ قدیم پیش کی جائے۔ جن سے ایک حد تک مضامین سیرت کا بھی تعلق ہے۔ سفرِ آخرت درپیش ہے اگر مہلت مل گئی تو دوسرے ایڈیشن میں نقشۂ عرب اور بعض دیگر مضامین کے اضافہ کا ارادہ ہے۔ واللّٰہ ھو الموفّق والمعین۔

۲۱ محرم الحرام ۱۳۵۷ھ
مطابق ۲۴ مارچ ۱۹۳۸ء

محمد نُور بخش تَوَکُّلی
بانی مدرسہ تَوَکُّلیہ، چک قاضیاں، ضلع لُدھیانہ
لُدھیانہ، نُور منزل

دیباچہ طبع دوم

نقشۂ عَرَب اور دیگر مضامین سے متعلق دوسرے ایڈیشن کے دیباچہ میں مصنف رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه فرماتے ہیں:

''دیباچۂ سیرت کے اَخیر میں دوسرے ایڈیشن میں نقشہ عرب اور بعض دیگر مضامین کے اضافہ کا ارادہ ظاہر کیا گیا تھا، بِنابَریں نَظَرِ ثانی میں تَوَلُّد شریف کی خوشی کا ثَمَرہ، حَیاتُ النّبی، آثارِ کبریٰ، حدیث لا تُشَدُّ الرِّحَال کی بحث، حدیث تَوَسُّل بِالعَبَّاس کی بحث، عَرَصاتِ قِیامت میں شفاعت وتَوَسُّل وغیرہ مضامین کا اضافہ کر دیا گیا ہے اور بعض دیگر مقامات پر بھی قدرے تقدیم وتاخیر اور ردوبدل عمل میں آیا ہے جو مُطالعہ سے معلوم ہوگا، رہا نقشہ عرب، سو اس کے لیے وقت درکار ہے اور فقیر اس وقت مراکزِ علم وتہذیب سے دور اپنے گاؤں میں بیٹھا ہے لہٰذا فی الحال بجائے نقشہ کے مکہ معظّمہ وروضہ منورہ کا فوٹو شروع میں منضم کر دیا گیا ہے۔'' مزید آخر میں فرماتے ہیں:

اس کتاب کی تکمیل کے لیے ابھی کئی اور اُمور کے اضافہ کی ضرورت ہے جن پر بشرطِ زندگی تیسرے ایڈیشن میں غور کیا جائے گا اب تو بڑے امتحان کی فکر دامنگیر ہے اپنی بے بِضاعَتی و بے اِعتدالیاں پیش نظر ہیں ؎

بجائے کہ دہشت خورند انبیاء　　　تو عذرِ گنہ را چہ داری بیا

مگر جب خیال آتا ہے کہ معاملہ تو آخر خدا اور رسول سے ہے اور وہ دونوں کریم ہیں تو ڈھارس بندھ جاتی ہے اور زبان یوں گویا ہو جاتی ہے۔ ؎

یارب تو کریمی و رسولِ تو کریم　　　صد شکر کہ ہستیم میانِ دو کریم

جمعۃ الوداع، ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۶۴ھ
مطابق ۷ ستمبر ۱۹۴۵ء

محمد نُور بخش تَوَکُّلی عُفِیَ عَنْہ

پہلا مقدمہ

مُلکِ عرب کا جغرافیہ

مُلکِ عرب بَرِّ اعظم ایشیا کے جنوب مغرب میں واقع ہے چونکہ اس کو تین طرف سے تو سَمُنْدَر نے اور چوتھی طرف سے دریائے فُرات نے جزِیرے کی طرح گھیرا ہوا ہے اس لئے اسے جزیرۂ عرب کہتے ہیں۔اس کے شِمال میں بلادِ شام وعراق ہیں۔مغرب میں بحرِ اَحمر یعنی بُحَیْرَہ قُلْزُم، جنوب میں بحرِ ہند اور مشرق میں خلیجِ عُمّان اور خلیجِ فارِس ہیں۔اس کا طول شِمالاً جنوباً پندرہ سو میل کے قریب اور اوسط عرض شرقاً غرباً آٹھ سو میل ہے۔اس کا رقبہ ایک لاکھ بیس ہزار مربع میل یعنی بَرِّ اعظم یورپ کی ایک تہائی کے قریب ہے۔

علمائے جغرافیہ نے بَربِنائے طبیعتِ ارضی[1] اس ملک کو آٹھ حصوں میں تقسیم کیا ہے جن کا بیان بطریقِ اِختصار نیچے لکھا جاتا ہے:

﴿۱﴾ اِقلیم حجاز

جو مغرب میں بحرِ اَحمر کے ساحل کے قریب واقع ہے۔حجاز سے ملحق ساحلِ بحر کو جو نشیب ہے ''تِہامَہ'' یا ''غَوْر'' کہتے ہیں اور حجاز سے مشرق کو جو حصۂ ملک ہے وہ نجد (زمین مرتفع) کہلاتا ہے۔حجاز چونکہ نجد و تہامہ کے درمیان حاجز و حائل ہے اس لئے اسی نام سے موسوم ہے۔حجاز کے مشہور شہروں میں مکہ مشرّفہ ہے جو مشرق میں جبل اَبُو قُبَیس اور مغرب میں جبل قُعَیْقِعَان کے درمیان واقع ہے۔اس شہر مبارک میں نوشیرواں کی تخت نشینی کے بیالیسویں سال ''سالِ فیل'' میں رَبیع الاوّل کی بارہویں تاریخ کو سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پیدا ہوئے۔خانہ کعبہ (بیت اللّٰہ شریف) اسی شہر میں ہے۔مناسک حج کے مشہور مقامات میں سے صَفا اور مَروَہ تو بیت اللّٰہ شریف کے عین قریب ہی ہیں، مِنیٰ تین میل مشرق کو ہے، مِنیٰ سے اسی قدر فاصلے پر مشرق کی طرف مُزدَلِفہ اور مُزدَلِفہ سے مشرق کو اتنے ہی مسافت پر عَرَفات ہے۔

---

[1] ......زمینی خصلتوں کی بنا پر۔

مکہ مُشَرَّ فہ سے شمال کی طرف قریباً دوسو میل کے فاصلہ پر مدینہ منورہ ہے جہاں حضور سرورِکائنات عَلَیْہِ التَّحِیَّۃُ وَالصَّلٰوۃ کا مزارِ مقدس واقع ہے۔ مدینہ منورہ سے قریباً تین میل شِمال کوجبلِ اُحُد ہے جہاں حضرت امیر حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا مزار مبارک ہے۔

مکہ مُشَرَّ فہ کا بندرگاہ جَدَّہ ہے جو۴۴میل کے فاصلے پر بُحَیْرَہ قُلْزُم کے ساحل پر واقع ہے۔ مدینہ منورہ کا بندرگاہ یَنْبُوع ہے جو مدینہ سے ۱۳۲میل کے فاصلے پر بُحَیْرَہ قُلْزُم کے ساحل پر ہے۔ حجاز ریلوے لائن ۱۹۰۸ء میں دِمَشْق سے مدینہ منورہ تک تیار ہوگئی تھی، مدینہ منورہ سے مکہ مُشَرَّ فہ تک اس وقت تک تیار نہیں ہوئی۔

اس اِقلیم میں حرمین شریفین کے علاوہ بَدْر، اُحُد، خیبر، فِدَک، حُنَیْن، طائف، تَبُوک اور غَدِیْرِخُمّ اسلامی تاریخ میں بہت مشہور ہیں۔ حضرت شُعَیب عَلَیْہِ السَّلَام کا شہر مَدْیَن تَبُوک کے محاذ میں ساحلِ بحرِ احمر پر واقع ہے۔ حِجر میں، جو وادی القُریٰ میں ہے آثارِ ثَمود اب تک پائے جاتے ہیں۔ طائف اہل مکہ مُشَرَّ فہ کا مَصِیف ہے[1] یہاں کے میوے مشہور ہیں۔

﴿۲﴾ اِقلیم یَمَن

جو حجاز کے جنوب میں بحرِ احمر اور بحرِ ہند کے ساحل سے متصل واقع ہے۔ اس کی یُمْن و برکت یا کعبۃ اللہ سے جانب یَمین ہونے کے سبب سے اس نام سے موسوم ہے۔

اس اِقلیم میں نَجران، صَنْعاء اور سَبا ءومارِب مشہور تاریخی مقامات ہیں۔ مَخَا، حَدِیْدَہ اور زُبَیْد تجارتی حیثیت رکھتے ہیں۔

صَنْعاء دارالسلطنت ہے جو عَدَن سے ۶۸ میل ہے۔ کَنیسہ قُلَیس اسی شہر میں تھا۔ اس کا بندرگاہ حَدِیْدَہ ہے جہاں سے بُن[2] اور چمڑے بیرونی ممالک کو جاتے ہیں۔ صَنْعاء سے چار دن کی مسافت پر سباومارِب کے آثار پائے جاتے ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے۔

نَجران ایک بڑا شہر تھا جس کے متعلق ستّر گاؤں تھے، یہ شہر ملک عرب میں عیسائیت کا مرکز تھا یہاں ایک بڑا گِرجا تھا جسے بنو عبدالمَدَان بن الدَّیّان حارِثی نے کعبۃ اللہ کے مقابلہ میں بنایا تھا۔ وہ کعبۃ اللہ کی طرح اس کی تعظیم

---

1 ......مصیف: گرمیاں گزارنے کا مقام یعنی اہل مکہ گرمیوں میں طائف چلے جاتے۔

2 ......ایک بیج جسے بھون کر کھاتے اور چائے کی طرح جوش دے کر پیتے ہیں۔

کرتے تھے اور اسے کعبۂ نَجران کہا کرتے تھے اسی گرجا کے بڑے بڑے پادری ہجرت کے بارہویں سال حضور سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت اَقدس میں حاضر ہوئے تھے اور حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کو مُباہَلہ[1] کی دعوت دی تھی۔ نَجران ہی کے ایک گاؤں میں قصۂ اَصحابِ اُخدُود وُقوع میں آیا تھا جس کا تذکرہ اللّٰہ تعالیٰ کے کلام پاک میں پایا جاتا ہے۔

﴿۳﴾ اِقلیم حَضْر مَوت

جو یَمَن کے مشرق میں بحرِ ہند کے ساحل سے متصل واقع ہے اس کے مشہور شہر تَرِیم اور شِبام ہیں اور شِبام دار السلطنت ہے ان کے علاوہ مِرْباط، ظَفار، شِحْر اور مُکلَّا ساحل پر واقع ہیں۔ مُکلَّا سے لوبان بیرونی ممالک کو جاتا ہے۔

﴿٤﴾ اِقلیم مَہْرَہ

جو حَضْر مَوت کے مشرق میں واقع ہے یہاں کے اونٹ مشہور ہیں جنہیں قبیلہ مَہْرَہ کی طرف نسبت کر کے اِبل مَہْرِیہ بولتے ہیں یہاں کے باشندوں کی غذا عموماً مچھلی ہے۔

﴿۵﴾ اِقلیم عُمان

جو مَہْرَہ سے متصل بحرِ ہند و بحرِ عُمان کے ساحل سے ملحق ہے۔ اس کے مشہور شہروں میں سے مَسْقَط اور صُحار ہیں یہاں کے باشندے عموماً خوارِج اُباضیہ ہیں۔[2]

﴿٦﴾ اِقلیم الاَحْساء

جسے بَحرَین بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ بحرِ فارِس و بحرِ عُمان کے ساحل پر واقع ہے۔ اس طرف کے جزائر میں موتیوں کے مَغاص[3] ہیں اس کے مشہور شہروں میں سے قَطِیْف، ہُفُوف اور ہَجَر ہیں یہاں کے باشندے عموماً رافضی تبرّائی ہیں۔

1 ...... یعنی کسی متنازعہ فیہ مسئلے کو خدا پر چھوڑتے ہوئے جھوٹے کے لیے بربادی کی دعا کرنا۔

2 ...... خوارج خارجی کی جمع ہے یہ وہ لوگ ہیں جو حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَهُ الْکَرِیْم سے بُغض رکھتے ہیں خارجیوں کے بارہ فرقے ہیں جن میں سے ایک اُباضیہ کہلاتا ہے بعض نے اِباضیہ بھی لکھا ہے اور اس کی بھی مزید چار شاخیں بنتی ہیں۔ عبد اللّٰہ بن اُباض کے ساتھی اُباضی کہلاتے ہیں بعض کا کہنا ہے کہ اُباض ایک گاؤں کا نام ہے یہ لوگ اسی کی طرف منسوب ہیں۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔ (مذاہب اسلام، ص ٦٣٧)۔ علمیہ

3 ...... یعنی سمندر میں موتی پائے جانے کی مخصوص جگہیں۔

﴿۷﴾ اِقلیمِ نَجْد

جو حجاز کے مشرق اور صحرائے شام کے جنوب میں ہے۔ اسی اِقلیم کی نسبت حدیث شریف میں آیا ہے کہ یہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا،[1] یہ پیشن گوئی محمد بن عبد الوہاب اور فرقہ وَہابیہ کے ظہور سے پوری ہوگئی۔ اسی اِقلیم کے شمالی حصے میں حربِ داحس اور حربِ بَسُوس وقوع میں آئیں جن میں سے ہر ایک چالیس سال تک جاری رہی۔ وہابیہ کا دار السلطنت ریاض ہے۔

﴿۸﴾ اِقلیم الاَحقاف

جو عُمان و اَحساء و نَجْد و حَضْر مَوت و مَہْرہ کے درمیان میں ایک وسیع بے آباد صحرا ہے، اس کا حال معلوم نہیں۔ حضرت ہُود عَلَیْہِ السَّلَام کی قبر مبارک حَضْر مَوت کے متصل اَحقاف ہی میں ہے۔

پیداوار

یَمَن وغیرہ میں بُن[2] کے پیڑ اور صَمْغِ عربی[3] کے درخت (اَقَاقِیا)[4] ہوتے ہیں حَضْر مَوت میں نباتاتِ عطریہ اور مَشْمُومَات[5] اور عُودِ قَاقُلی[6] ہوتا ہے۔ کھجور، کپاس، مکئی اور چاول یَمَن میں خصوصیت سے ہوتے ہیں۔ سَنَا[7] جنوبی حجاز اور تہامہ میں ہوتی ہے۔ بَلَسان مکہ مُشَرَّفہ کے قریب اور حنا[8] مغربی ساحل پر پائی جاتی ہے۔ نَجْد کے گھوڑے اور مَہْرہ کے اونٹ مشہور ہیں۔ گدھے، دُنبے، بکریاں اور مویشی کثرت سے ہیں۔ عرب میں وُحوش میں سے شتر مرغ، چیتا، پلنگ[9]، سیاہ گوش[10] اور کَفتار[11] ہیں۔

---

1 ......صحیح البخاری، کتاب الاستسقاء، باب ما قیل فی الزلازل و الآیات، الحدیث: ۱۰۳۷، ج ۱، ص ۳۵۴ علمیہ۔

2 ......ایک قسم کا بیج جسے بھون کر کھاتے اور چائے کی طرح جوش دے کر پیتے ہیں۔

3 ......یعنی کیکر کے گوند۔

4 ......اقاقیا ایک دوا ہے۔

5 ......مُشک۔

6 ......ایک بُوٹی۔

7 ......ایک پودا جس کی پتی دست آور ہوتی ہے۔

8 ......مہندی۔

9 ......چیتے کی طرح کا ایک درندہ۔

10 ......جنگلی بلا۔

11 ......ایک درندہ۔

دوسرا مقدمہ

عرب کی تاریخِ قدیم پر طائرانہ نظر

زمانہ قدیم میں طوفانِ نوح کے بعد جزیرۂ عرب میں سام بن نوح کی نسل کے لوگ آباد تھے۔ چنانچہ بنو یَعْرُب بن قحطان بن عامر بن شالخ بن اَرْفَخْشَد بن سام یمن میں بستے تھے۔ بنو جُرہُم بن قَحْطان اور بنو عِمْلِیق بن لوذ بن سام حجاز میں رہتے تھے۔ بنو طَسْم بن لُوذ اور بنو جَدِیس بن عامر بن اِرَم بن سام یمامہ میں بحرین تک پھیلے ہوئے تھے۔ قوم عاد بن عَوَض بن اِرَم شحر و عُمان و حضرموت کے مابین اَحقاف میں آباد تھی اس قوم کی طرف اللّٰہ تعالیٰ نے حضرت ہُود عَلَیْہِ السَّلام کو بھیجا تھا۔ قوم ثمود بن جاثر بن اِرَم حجاز و شام کے درمیان حجر میں آباد تھی۔ ان کی طرف حضرت صالح عَلَیْہِ السَّلام بھیجے گئے تھے۔

ایک زمانہ گزرنے پر عاد و ثمود و جدِیس و عَمالِیق و جُرہُم فنا ہوگئے۔ اس واسطے ان کو عرب بائدہ[1] بولتے ہیں ان میں سے جو باقی رہے وہ حضرت اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلام کی اولاد میں مل جل گئے۔ حضرت اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلام کی شادی قبیلہ جُرہُم میں ہوئی تھی اس واسطے ان کی اولاد کو عرب مُستَعرِبہ کہتے ہیں[2] اور بنو قحطان کو عرب عارِبہ یعنی اصلی عرب بولتے ہیں۔ القصّہ مَذکورہ بالا تباہی و اِختلاط کے بعد عرب میں دو بڑے قبیلے رہ گئے۔ بنو قحطان اور بنو عدنان (بنو اسمٰعیل) ان دونوں کی بہت سی شاخیں تھیں۔ اب عرب کا بڑا حصہ خاندانِ اسمٰعیل سے ہے اور خود حضور سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی اسی خاندان سے ہیں۔

قدیم الایّام سے عربوں کی تجارت مصر و شام کے ساتھ تھی۔ چنانچہ جب بھائیوں نے حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلام کو کنوئیں میں گرادیا تو انہوں نے دیکھا کہ گِلْعاد سے اسماعیلیوں کا قافلہ آرہا ہے۔ جن کے اُونٹوں پر اَدْوِیہ[3] وبَلَسان[4] ومُر[5] لدے ہوئے ہیں اور وہ مصر کو جارہے ہیں۔[6] یہ چیزیں لاشوں کے معطر بنانے میں مصریوں کے کام

---

1 ...... ہلاک ہونے والی قوم۔ 2 ...... یعنی عرب میں آکر آباد ہونے والے غیر عربی۔ 3 ...... دوا کی جمع ہے۔ 4 ...... ایک خاص قسم کے درخت کے پتے جن سے دوا حاصل کی جاتی ہے۔ 5 ...... ایک دوا۔ 6 ...... کتاب پیدائش، باب ۳۷، آیہ ۲۵۔

آیا کرتی تھیں۔ اس کے مدتوں بعد وہ اَہالی صُور[1] کے ساتھ مویشیوں اوراَدْوِیَہ اور بیش بہا پتھروں اور سونے کی تجارت کرتے دیکھے جاتے ہیں۔[2]

قرونِ ماضیہ[3] میں عربوں پر بہت سے بیرونی حملے ہوئے مگر وہ کسی کے ماتحت نہ رہے، چنانچہ مصری فاتح شیشک ان کو زیر نہ کرسکا۔ قیروش فارِسی (مُتَوَفّٰی ۵۲۹ قبل مسیح) نے عرب کے شمالی حصے کے بعض عربوں کو مغلوب کیا مگر مؤرخ ہیرُودوَتس[4] (مُتَوَفّٰی ۴۲۴ قبل مسیح) ہمیں یقین دلاتا ہے کہ دارا ہشتاسپ (جس نے سلطنتِ فارِس کی توسیع کی تھی) کے عہد میں عرب خراج سے بری تھے۔ بُخْت نَصَّر بابِلی نے ان پر حملہ کیا اور ان کے بہت سے شہر فتح کیے مگر غنیمت لے کر اپنے وطن کو چلا آیا۔[5] سکندرِ اعظم کا جانشین اَنْطِیغُونَس[6] (مُتَوَفّٰی ۳۰۱ قبل مسیح) ان پر حملہ آور ہوا، مگر اسے ان کے ساتھ ان ہی کی شرائط پر صلح کرنی پڑی۔ رومی فاتح پومپے (مولود ۱۰۶ قبل مسیح) نے ملک عرب کے ایک حصے کو تاخت وتاراج[7] کیا مگر اس کی فوج پسپا ہوئی تو عربوں نے شدت سے تعاقب کیا اور وہ کچھ عرصے تک شام میں رومیوں کو تنگ کرتے رہے، ولادتِ مسیح سے تقریباً ۲۳ سال پہلے رومی سپہ سالار الیوس گالس بُحَیْرَہ قُلْزُم تک آیا۔ اس نے چاہا کہ عرب کو فتح کرلے مگر ناکام رہا۔ طراجان رومی نے ۱۲۰ء کے قریب ان پر حملہ کیا اور شہر حجر کا محاصرہ کرلیا مگر رَعْد وژالہ وگرد باد[8] اور مکھیوں کے جھُنڈ کے سبب سے اس کا لشکر کامیاب نہ ہوا۔ جب وہ حملہ کرتے تو یہی آفتیں پیش آتیں۔ ۲۰۰ء کے قریب سیواروس رومی نے لشکر کثیر اور سامانِ حرب کے ساتھ شہر حجر کا دوبارہ محاصرہ کیا مگر لشکر وشاہ کے درمیان ایک بے وجہ تنازع نے شاہ کو محاصرہ اٹھا لینے پر مجبور کردیا۔[9]

شاہِ فارِس شاپور ذُوالْاَکْتاف نے عرب پر حملہ کیا تو بحرین وہجر ویمامہ میں کُشت وخون کرتا ہوا مدینہ تک پہنچ گیا۔ سردارانِ عرب جو گرفتار ہوکر آتے تھے وہ انکے مونڈھے نکال دیتا تھا اس لئے اسے ذوالْاَکْتاف کہتے تھے۔[10] مگر اسی

---

1 ......شام کے ساحلی شہر صور کے باشندوں۔ 2 ......حزقیل باب ۲۷ آیہ ۲۰ تا ۲۲۔ 3 ......گزشتہ زمانوں۔

4 ......Herodotus 5 ......تاریخ کامل ابن اثیر۔(الکامل فی التاریخ،ذکر غزو بختنصر العرب، ج۱، ص۲۰۶-۲۰۷ علمیه)

6 ......Antigonus 7 ......تہس نہس۔

8 ......بجلی کی کڑک، اَولوں اور تند وتیز ہواؤں۔ 9 ......لغت بائبل مصنفہ پادری جان برون مطبوعہ نیویارک ۱۸۳۳ء تحت لفظِ عرب۔

10 ......تاریخ کامل ابن اثیر ذکر شافور ذُوالاکتاف۔(الکامل فی التاریخ،ذکر ملك ابنه سابور ذی الاکتاف، ج۱، ص۳۰۱-۳۰۲ علمیه۔)

بادشاہ نے ۳۶۰ء کے قریب تکریت پر جو خود مختار عربوں کا ایک مضبوط قلعہ تھا حملہ کیا تو ناکام رہا۔[1]

دسویں صدی قبل مسیح میں یمن میں ملوکِ حِمیَر بن سبامیں سے ایک فاسق خبیث بادشاہ مالک نام تھا وہ باکرہ عورتوں کو بلا کراُن کی آبرو ریزی کرتا تھا چنانچہ اس نے اپنی چچازاد بہن بِلقیس سے بھی یہی ارادہ ظاہر کیا۔ بِلقیس نے کہا کہ میرے محل میں آجانا اوراس کے قتل کرنے کے لئے اپنے اقرباء میں سے دو آدمی مقرر کیے۔ جب وہ محل میں داخل ہوا تو ان آدمیوں نے اسے قتل کر ڈالا۔ اہل یَمَن نے اسی سبب سے بِلقیس کو اپنا حکمران بنایا ورنہ وہ عورت کی حکومت کو پسند نہ کرتے تھے۔ یہ وہی بِلقیس ہے جس کا قصہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔[2]

بِلقیس کے بعد خاندان حِمیَر کے بہت سے بادشاہ یکے بعد دیگرے تختِ یَمَن پر مُتَمَکِّن ہوئے۔ جب اہل یَمَن نے خداتعالیٰ کی نافرمانی کی تو ان پر سَیلِ عَرِم[3] بھیجا گیا جس سے ان کے باغات وغیرہ برباد ہوگئے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں وارِد ہے وہ رزق ومعاش کی تلاش میں مختلف اَطراف کو ہجرت کرکے چلے گئے چنانچہ بنولخم بن عدِی کی ایک جماعت خُراسان کی طرف نکلی انہوں نے دریائے فُرات کے قریب شہر حیرَہ کی بناڈالی جو بعد میں اسی خاندان کا دارُ السلطنت رہا۔ مُلُوک بنولَخمیہ ومَناذِرَہ ۶۳۴ء تک اَکاسِرَہ[4] کی طرف سے عراق پر گورنر ہوتے رہے اس کے بعد اسلام کا تَسلُّط ہوگیا۔

بنولَخم کی طرح بنو قحطان کی ایک جماعت ہجرت کرکے دِمَشق کے متصل ایک چشمہ پر جسے غَسّان کہتے تھے جا اُتری۔ وہ آخر کار شام کے حکمران بن گئے۔ ملوکِ غَسّان جنہیں مؤرِخینِ عرب، عربِ مُتَنَصِّرَہ[5] سے تعبیر کرتے ہیں قیاصرہ روم[6] کی طرف سے قریباً ۲۰۰ء سے ۶۳۶ء تک ملک شام میں حکمرانی کرتے رہے۔ اس خاندان کا آخری بادشاہ جَبَلَہ بن اَیْہَم تھا جو بھاگ کر قیصر کے ہاں چلا گیا تھا اس کے بعد یہ ملک حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے عہد میں مسلمانوں کے قبضے میں آگیا۔

بنو قحطان میں سے قبیلہ اَزْد کے دو بھائی اَوس وخَزرَج مدینہ میں آبسے۔ انصار ان ہی کی اولاد میں سے ہیں۔

---

1 ......تنزل وزوال رومۃ الکبریٰ مصنفہ ایڈورڈ گبن در چہار جلد، جلد اوّل ص ۵۲۵۔

2 ......الکامل فی التاریخ، ذکر ما جری له مع بلقیس، ج ۱، ص ۱۷۷-۱۷۸ علمیه۔

3 ......تباہ کن سیلاب۔

4 ......کسریٰ کی جمع، کسریٰ یعنی ایران کے بادشاہ۔

5 ...... یعنی مدد کیلئے کوشاں رہنے والے عربی۔

6 ......قیصر کی جمع، قیصر یعنی روم کے بادشاہ۔

قحطانیوں میں سے بعضے اندرون جزیرہ عرب میں چلے گئے۔ چنانچہ مُلُوکِ کِنْدَہ نے نجد میں اپنی سلطنت قائم کی ان کے علاوہ عرب میں اور متفرق ملوک تھے جن کے ذکر کی یہاں چنداں ضرورت نہیں۔

سَیلِ عَرِم [1] کے بعد جو لوگ یَمَن میں رہ گئے ان پر بنو قحطان بدستور حکمرانی کرتے رہے ان بادشاہوں میں سے ایک کا نام شمر بن افریقیس بن اَبْرَہَہ تھا۔ کہتے ہیں کہ شمر مذکور بڑا عالی ہمت تھا اس نے عراق پر لشکر کشی کی اور اسے فتح کر کے چین کی طرف روانہ ہوا راستے میں جب وہ صُغْد میں پہنچا تو اس نواح کے باشندے ایک مقام میں پناہ گزین ہوگئے۔ شمر نے چاروں طرف سے محاصرہ کر کے ان کو قتل کیا اور اس مقام کو کھدوا کر ویران کر دیا اس واسطے اس مقام کو شمر کند کہنے لگے، جسے عرب معرب کر کے سمرقند بولتے تھے۔ شمر وہاں سے چین کی طرف بڑھا مگر وہ اور اس کی فوج پیاس سے ہلاک ہوگئی۔ [2]

تَبَابِع [3] یمن [4] میں سے تُبّان اَسْعَد ابو کَرِب تھا۔ وہ بلادِ مشرق کو فتح کر کے واپس آتا ہوا مدینہ میں اترا، جہاں وہ جاتا ہوا اپنے بیٹے کو چھوڑ گیا تھا مگر اس کو کسی نے ناگہاں قتل کر دیا تھا اس لئے تُبَّع مذکورہ نے مدینہ اور اہل مدینہ کو تباہ کرنا چاہا مگر یہودِ بنی قُرَیْظَہ سے دو عالموں نے تبَّع کو منع کیا۔ اس نے وجہ دریافت کی تو عالموں نے کہا کہ آخر زمانہ میں قریش میں سے ایک پیغمبر پیدا ہوگا جس کی ہجرت اسی شہر مدینہ کی طرف ہوگی۔ وہ یہ سن کے باز آیا اور اس نے مذہبِ یہودِ اختیار کر لیا۔

تُبَّع مذکورہ مدینہ سے اپنے وطن یَمَن کی طرف روانہ ہوا، راستے میں اس نے مکہ میں چھ دن قیام کیا اور طواف کر کے کعبہ پر بُرُدِ یَمانی چڑھائی۔ یہ تُبَّع پہلا شخص ہے جس نے سب سے پہلے کعبۃ اللہ پر پردہ چڑھایا۔ مکہ سے وہ یَمَن میں آیا دونوں عالم اس کے ساتھ تھے اس نے اپنی قوم یعنی حِمْیَر کو یہودیت کی دعوت دی۔ حِمْیَر اس وقت تک بت پرست تھے انہوں نے تُبَّع کی دعوت سے آخر کار مذہب یہود اختیار کر لیا۔

تُبّان اَسْعَد کے بعد اس کے بیٹے حسان کو عَمْرو [5] بن تُبّان اَسْعَد نے ملک کے لالچ میں قتل کر دیا۔ عَمْرو مذکور بھی جلدی ہلاک ہو گیا اور حِمْیَر کی سلطنت کا شیرازہ پراگندہ ہو گیا۔ لَخْنِیْعَہ یَنُوْف ذُوشَنَاتِر جو شاہی خاندان میں سے نہ تھا ان کا بادشاہ بن بیٹھا۔ وہ فاسق خبیث تھا۔ اَبنائے مُلُوک [6] سے لواطت کیا کرتا تھا تاکہ وہ بادشاہ نہ بن جائیں کیونکہ اس زمانے میں عرب

---

1 ...... تباہ کن سیلاب۔

2 ...... معجم البلدان یاقوت حموی، تحت سمرقند۔ (معجم البلدان لیاقوت حموی، باب السین والمیم وما یلیھما، تحت سمرقند، ج۵، ص۶۶۔ علمیہ)

3 ...... یہاں سے سیرت ابن ہشام سے ماخوذ ہے۔

4 ...... یمنی بادشاہوں۔

5 ...... عمر اور عمرو لکھنے میں یکساں ہیں اس لیے امتیاز کے لیے عَمْرو کے ساتھ واو اور عُمَر بغیر واو کے لکھا جاتا ہے۔ علمیہ

6 ...... بادشاہوں کے بیٹوں۔

کی عادت تھی کہ ایسے شہزادے کو بادشاہ نہ بناتے تھے۔ زُرْعہ بن تُبَّان اسعد اپنے بھائی حسان کے قتل کے وقت بچہ ہی تھا وہ بہت خوبصورت تھا اس کے سر کے بال پیٹھ تک پہنچتے تھے اس واسطے اس کا لقب ذُونُوَاس تھا خوبصورتی کے سبب سے لوگ اسے یوسف کہا کرتے تھے۔ ذُوشَنَاتِر نے اسے بلا بھیجا۔ ذُونُوَاس سمجھ گیا اور ایک تیز چھری جوتے میں پاؤں تلے چھپا کر لے گیا جب وہ خلوت میں پہنچا تو اسی چھری سے ذوشناتر کا کام تمام کردیا، یہ شجاعت دیکھ کر حِمْیَر نے ذُونُوَاس ہی کو اپنا بادشاہ تسلیم کرلیا۔ اہل نجران اس وقت عیسائی تھے ذُونُوَاس لشکر سمیت نَجران میں گیا اور اس نے اہل نَجران کو یہودیت کی دعوت دی۔ ذُونُوَاس نے ایک خندق کُھدوا کر آگ سے بھردی، جو لوگ یہودی ہونے سے انکار کرتے وہ ان کو آگ میں گرادیتا تھا۔ قرآنِ کریم میں اسی ذُونُوَاس اور اس کے اصحاب کو سورۂ بُرُوْج میں اَصحابُ الاُخدُود کہا گیا ہے۔ نَجران کے عیسائیوں میں سے ایک شخص دَوس ذُوثَعْلَبان قیصر روم جستینین (مُتوفّٰی ۵۶۵ء) کے پاس پہنچا اور اسے سب ماجرا کہہ سنایا۔ قیصر نے جواب دیا کہ تمہارا ملک ہم سے بہت دور ہے ہم شاہِ حبشہ نجاشی کو جو عیسائی ہے تمہاری مدد کے لئے لکھ دیتے ہیں، چنانچہ دَوس قیصر کا نامہ نجاشی کے پاس لایا۔ نجاشی نے اپنے ایک امیر اَرْیاط کو لشکر جرار دے کر دوس کے ساتھ روانہ کیا۔ اس لشکر میں اَبْرَہہ اَشْرَم بھی تھا۔ ذُونواس کو شکست ہوئی وہ بدیں خیال کہ مبادا دشمن کے ہاتھ گرفتار ہو جائے ۵۲۸ء میں سمندر میں ڈوب کر مرگیا۔ اَرْیاط ۵۲۹ء سے ۵۴۹ء تک یَمَن میں حکمران رہا، وہ کمزوروں پر تَعَدِّی[1] کیا کرتا تھا، اس لئے بہت سی رعیت اس کے خلاف اَبْرَہہ سے مل گئی۔ اَبْرَہہ نے اَرْیاط سے کہا کہ ہم دونوں سمجھ لیں چنانچہ دونوں لڑنے لگے۔ اَبْرَہہ نے پس پشت ایک غلام کو مقرر کیا تھا۔ جب اَرْیاط نے حربہ مارا تو اَبْرَہہ کی پیشانی پر پڑا اور اس کی آنکھ، ناک اور ہونٹ کاٹ دیئے۔ اسی سبب سے اس کو اَبْرَہہ اَشْرَم کہتے ہیں۔ یہ دیکھ کر اس غلام نے اَبْرَہہ کی پشت کی طرف سے نکل کر اَرْیاط کو قتل کرڈالا۔ اس طرح حبشہ اور یَمَن نے اَبْرَہہ کو بادشاہ تسلیم کرلیا۔ نجاشی یہ حال سن کر اَبْرَہہ پر ناراض ہوا مگر اَبْرَہہ نے معافی مانگ کر اس کو راضی کرلیا۔ اسی اَبْرَہہ نے صَنْعَاء میں ایک گرجا بنایا تھا، تاکہ عرب بجائے کعبۃ اللّٰہ کے اس کا طواف کیا کریں، مگر بنو کنانہ میں سے ایک شخص نے اس میں بول و براز[2] کردیا۔ اس پر اَبْرَہہ ہاتھی لے کر خانہ کعبہ کو ڈھانے آیا مگر وہ اور اس کی فوج تباہ ہوگئی۔ یہ قصۂ اصحابِ فیل قرآن مجید میں مذکور ہے۔ حضور ختم المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا تولد شریف اس واقعہ کے پچپن دن بعد ہوا۔

---

1 ......ظلم وزیادتی۔ 2 ......پیشاب وپاخانہ۔

اَبْرَہَہ کے بعد اس کا بیٹا یکسوم تختِ یَمَن پر بیٹھا مگر جلد ہی ہلاک ہوگیا۔ پھر یکسوم کا بھائی مَسْرُوق تخت نشین ہوا۔ اہلِ یَمَن اَجنبیوں کی حکومت سے تنگ آئے ہوئے تھے۔ اس لئے سَیْف بِن ذِی یَزَن حِمْیَری قیصرِ روم کے پاس گیا اور اپنے ملک کو غیروں کی غلامی سے آزاد کرنے کے لئے اس سے مدد مانگی۔ قیصر نے مدد دینے سے انکار کر دیا اس لئے وہ کسریٰ نوشیرواں کے دربار میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ہمارے ملک پر اَجنبیوں کی حکومت ہے اگر آپ مدد کریں تو ہمارا ملک آپ کے زیرِ فرمان ہوجائے گا۔ کسریٰ کے ایک مَرزبان نے یہ مشورہ دیا کہ بادشاہ کے قید خانہ میں آٹھ سو آدمی واجِبُ الْقَتْل موجود ہیں ان کو بھیج دیا جائے۔ اگر وہ ہلاک ہوگئے فَھُوَالْمُرَاد اور اگر فتحیاب ہوگئے تو علاقہ مفتوحہ آپ کے قبضے میں آجائے گا، چنانچہ قیدیوں میں سے ایک شخص وَہْرِز کی سرکردگی میں وہ سب مہم یَمَن پر بھیج دیئے گئے۔ اہلِ فارِس کو فتح نصیب ہوئی اور مسروق مارا گیا۔ اس طرح حبشہ کا تصرف یَمَن پر بہتر سال (۵۲۹ء سے ۶۰۱ء تک) رہا۔

وَہْرِز کے بعد کسریٰ کی طرف مَرزُبان بن وَہْرِز پھر تینُجَان بن مَرزبان نائب السلطنت مقرر رہا۔ تینُجَان کے بعد اس کا بیٹا جانشین ہوا مگر کسریٰ نے اسے معزول کر کے باذان کو اپنا نائب مقرر کیا۔ جب حضور سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مبعوث ہوئے تو اس وقت یہی باذان حاکمِ یمن تھا۔ جب کسریٰ (خسرو پرویز) کو حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بعثت کی خبر پہنچی تو اس نے باذان کو لکھا کہ تم اس مُدَّعی نبوت کے پاس جاؤ اور اسے کہہ دو کہ اپنے دعوے سے باز آجائے ورنہ اس کا سر قلم کر کے ہمارے پاس بھیج دو۔ باذان نے وہ خط رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ اَقدس میں بھیج دیا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے باذان کو جواب میں لکھا کہ کسریٰ فلاں مہینے کی فلاں تاریخ کو قتل ہوجائے گا۔ جب یہ نامہ باذان کو ملا تو کہنے لگا کہ اگر وہ نبی ہیں تو ایسا ہی ہوگا۔ چنانچہ کسریٰ کو اس کے بیٹے شیرو نے اسی مہینے اور اسی تاریخ کو قتل کر دیا جیسا کہ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پیشگوئی فرمائی تھی۔ یہ دیکھ کر باذان اور دیگر اہلِ فارِس جو یمن میں تھے مشرف باسلام ہوئے۔ (1)

حروبِ عرب کی، جنہیں ایامِ عرب سے تعبیر کیا جاتا ہے اس مختصر مقدمہ میں گنجائش نہیں، عرب کی جاہلیت کی دینی و اَخلاقی حالت کا بیان آگے آئے گا ان شآء اللّٰہ تعالٰی۔

---

(1) ......الکامل فی التاریخ،ذکر حوادث العرب ایام قباذ وغیرہ،ج۱، ص۳۲۱-۳۴۸ و السیرۃ النبویۃ لابن ھشام،ذکر ماانتھی الیہ امر الفرس بالیمن،ص۳۱-۳۲ علمیہ۔

پہلا باب

برکاتِ نورِ محمدی

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے بلاواسطہ اپنے حبیب محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نور پیدا کیا، پھر اسی نور کو خلقِ عالم کا واسطہ ٹھہرایا۔[1] اور عالمِ اَرواح ہی میں اس رُوح سراپا نور کو وَصْفِ نُبُوَّت سے سرفراز فرمایا، چنانچہ ایک روز صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم نے حضورِ انور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے پوچھا کہ آپ کی نبوت کب ثابت ہوئی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: وَ اٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَ الْجَسَدِ[2] یعنی میں اس وقت نبی تھا جب کہ آدم (عَلَیْہِ السَّلَام) کی روح نے جسم سے تعلق نہ پکڑا تھا۔ بعد ازاں اسی عالم میں اللہ تعالیٰ نے دیگر انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کی روحوں سے وہ عہد لیا جو وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ الآیہ[3] میں مذکور ہے۔ جس وقت ان پیغمبروں عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی رُوحوں نے عہد مذکور کے مطابق حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کی نبوت و امداد کا اقرار کر لیا تو نورِ محمدی کے فیضان سے ان رُوحوں میں وہ قابلیتیں پیدا ہو گئیں کہ دنیا میں اپنے اپنے وقت میں ان کو منصب نبوت عطا ہوا اور ان سے معجزات ظہور میں آئے امام بُوصیری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے خوب فرمایا ہے:

وَکُلُّ اٰیٍ اَتَی الرُّسُلُ الْکِرَامُ بِھَا ۔۔۔ فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُّوْرِہٖ بِھِمِ

---

1 ......مصنف عبد الرزاق (مُتَوَفّٰی ۲۱۱ھ) بروایت حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔ (الجزء المفقود من الجزء الاول من المصنف لعبد الرزاق، کتاب الایمان، باب فی تخلیق نور محمد صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم، الحدیث:۱۸، ص۶۳ علمیہ)

2 ......ترمذی شریف۔ (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب ما جاء فی فضل النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم، الحدیث:۳۶۲۹، ج۵، ص۳۵۱ علمیہ)

3 ......اس آیت کا ترجمہ یوں ہے اور جب لیا اللہ نے اقرار پیغمبروں کا کہ البتہ جو کچھ میں نے تم کو دیا کتاب و حکمت سے پھر آوے تمہارے پاس رسول سچا کرنے والا اس چیز کو کہ تمہارے ساتھ ہے البتہ تم ایمان لاؤ گے اس پر اور البتہ مدد دو گے اس کو، کہا خدا نے کیا اقرار کیا تم نے اور لیا اس پر عہد میرا، کہا انہوں نے اقرار کیا ہم نے، فرمایا خدا نے تم گواہ رہو اور میں تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں۔ انتہٰی (آل عمران، رکوع ۹)۔۱۲منہ
(ترجمۂ کنز الایمان: اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔ پ۳، ال عمران: ۸۱ علمیہ)

فَاِنَّہٗ شَمْسُ فَضْلٍ ھُمْ کَوَاکِبُھَا یُظْھِرْنَ اَنْوَارَھَا لِلنَّاسِ فِی الظُّلَمِ [1]

ترجمہ منظوم:

معجزے جتنے کہ لائے تھے رسولانِ کرام لڑ اُسی کے نور سے جا ملتی ہے سب کی بہم

آفتابِ فضل ہے وہ سب کواکب اس کے تھے ظلمتوں میں نور پھیلایا جنھوں نے بیش وکم

اسی عہد کے سبب سے حضرات اَنبیائے سابقین عَلَیْہِمُ السَّلام اپنی اپنی امتوں کو حضور نبی آخر الزمان عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی آمد و بشارت اور ان کے اتباع و امداد کی تاکید فرماتے رہے ہیں۔ اگر حضور نبی اُمی بِاَبِیْ ھُوَ وَاُمِّی [2] کی نبوت دنیا میں ظاہر نہ ہوتی تو تمام انبیائے سابقین عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی نبوتیں باطل ہوجاتیں اور وہ تمام بشارتیں ناتمام رہ جاتیں۔ پس دنیا میں حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تشریف آوری نے تمام انبیائے سابقین عَلَیْہِمُ السَّلام کی نبوتوں کی تصدیق فرمادی۔

بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۳۷﴾ [3]

جس طرح رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نور رازِ ہر مَنْبَعِ اَنوارالانبیاء تھا اسی طرح آپ کے جسمِ اَطہر کا مادہ بھی لطیف ترین اَشیاء تھا چنانچہ حضرت کعب اَحبار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے منقول ہے [4] کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو پیدا کرنا چاہا تو جبرئیل عَلَیْہِ السَّلام کو حکم دیا کہ سفید مٹی لاؤ۔ پس جبرئیل عَلَیْہِ السَّلام بہشت کے فرشتوں کے ساتھ اترے اور حضرت کی قبر شریف کی جگہ سے مُٹھی بھر خاکِ سفید چمکتی دمکتی اٹھالائے پھر وہ مشتِ خاکِ سفید بہشت کے چشمۂ تسنیم کے پانی سے گُوندھی گئی یہاں تک کہ سفید موتی کی مانند ہوگئی جس کی بڑی شعاع تھی

---

1 ......قصیدۃ البردۃ مع شرح عصیدۃ الشہدۃ، شعر ۵۲، ۵۳، ص ۹۸ علمیہ۔

2 ......میرے ماں باپ آپ پر قربان۔

3 ......بلکہ لایا ہے حق کو اور سچا کیا ہے پیغمبروں کو (صافات، رکوع ۲) ۱۲ منہ۔ (ترجمۂ کنزالایمان: بلکہ وہ تو حق لائے ہیں اور انہوں نے رسولوں کی تصدیق فرمائی۔ (پ ۲۳، الصّٰفّٰت: ۳۷) علمیہ)

4 ......وفاء الوفاء فی فضائل المصطفیٰ لابن الجوزی۔ (الوفا باحوال المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم لابن جوزی (مترجم) دوسرا باب، سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود عنصری کا بیان، ص ۴۹)

بعدازاں فرشتے اسے لے کر عرش وکرسی کے گرد اور آسمانوں اور زمین میں پھرے یہاں تک کہ تمام فرشتوں نے آپ (روحِ انور و مادۂ اطہر) کو آدم عَلَیْہِ السَّلَام کی پیدائش سے پہلے پہچان لیا۔

جب اللّٰہ تعالیٰ نے حضرت آدم علٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو پیدا کیا تو اپنے حبیب پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نور کو ان کی پشتِ مبارک میں بطورِ وَدِیْعَت[1] رکھا۔ اس نور کے اَنوار اُن کی پیشانی میں یوں نمایاں تھے جیسے آفتاب آسمان میں اور چاند اندھیری رات میں اور ان سے عہد لیا گیا کہ یہ نورِ انور پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوا کرے۔ اسی واسطے جب وہ حضرت حواء عَلَیْہَا السَّلَام سے مُقارَبت کا ارادہ کرتے تو انہیں پاک و پاکیزہ ہونے کی تاکید فرماتے یہاں تک کہ وہ نور حضرتِ حواء عَلَیْہَا السَّلَام کے رِحم پاک میں منتقل ہو گیا اس وقت وہ انوار جو حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام کی پیشانی میں تھے حضرت حواء عَلَیْہَا السَّلَام کی پیشانی میں نُمودار ہوئے۔ ایامِ حمل میں حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام نے بپاسِ اَدب و تعظیم حضرت حواء عَلَیْہَا السَّلَام سے مُقارَبَت ترک کردی یہاں تک کہ حضرت شیث عَلَیْہِ السَّلَام پیدا ہوئے تو وہ نور ان کی پشت میں منتقل ہو گیا۔ یہ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا معجزہ تھا کہ حضرت شیث عَلَیْہِ السَّلَام اکیلے پیدا ہوئے۔ آپ کے بعد ایک بطن میں جوڑا (لڑکا لڑکی) پیدا ہوتا رہا اس طرح یہ نورِ پاک، پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوتا ہوا حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے والد ماجد حضرت عبد اللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ تک پہنچا اور ان سے بِنا بَر قولِ اَصَحّ ایامِ تشریق میں جمعہ کی رات کو آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کے رِحم پاک میں منتقل ہوا۔

اسی نور کے پاک وصاف رکھنے کے لئے اللّٰہ تعالیٰ نے حضرت کے تمام آباء و اُمَّہات کو شرک و کفر کی نجاست اور زنا کی آلودگی سے پاک رکھا ہے۔ اسی نور کے ذریعہ سے حضرت کے تمام آباء و اَجداد نہایت حسین و مرجع خلائق تھے۔ اسی نور کی برکت سے حضرت آدم علٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ملائک کے مسجود بنے اور اسی نور کے وسیلہ سے ان کی توبہ قبول ہوئی، اسی کی برکت سے حضرت نوح علٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی کشتی طوفان میں غرق ہونے سے بچی۔ اسی نور کی برکت سے حضرت ابراہیم علٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر آتشِ نَمرود گلزار ہو گئی اور اسی نور کے طفیل سے حضرات انبیائے سابقین علٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِمُ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِیْمَات پر اللّٰہ تعالیٰ کی عنایات بے غایت[2] ہوئیں۔

---

1 ……بطورِ امانت۔ 2 ……بے انتہا۔

جب آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تو حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی اجازت سے آپ کی مدح میں چند اشعار عرض کیے۔[1] جن میں مذکور ہے کہ کشتیِ نوح کا طوفان سے بچنا اور حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام پر آتشِ نمرود کا گلزار ہو جانا حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نور ہی کی برکت سے تھا۔

حضرت اِمامُ الْاَئمہ ابو حنیفہ نعمان بن ثابت تابعی کوفی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ حضور رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مَدْح میں یوں فرماتے ہیں:[2]

اَنْتَ الَّذِیْ لَوْلَاکَ مَا خُلِقَ امْرُءٌ	کَلَّا وَلَا خُلِقَ الْوَرٰی لَوْلَاکَا
اَنْتَ الَّذِیْ مِنْ نُّوْرِکَ لِلْبَدْرِ السَّنَا	وَالشَّمْسُ مُشْرِقَۃٌ بِنُوْرِ بَھَاکَا
اَنْتَ الَّذِیْ لَمَّا تَوَسَّلَ اٰدَمُ	مِنْ زَلَّۃٍ بِکَ فَازَ وَھُوَ اَبَاکَا
وَبِکَ الْخَلِیْلُ دَعَا فَعَادَتْ نَارُہٗ	بَرْدًا وَّ قَدْ خَمِدَتْ بِنُوْرِ سَنَاکَا
وَدَعَاکَ اَیُّوْبُ لِضُرٍّ مَّسَّہٗ	فَاُزِیْلَ عَنْہُ الضُّرُّ حِیْنَ دَعَاکَا
وَبِکَ الْمَسِیْحُ اَتٰی بَشِیْرًا مُّخْبِرًا	بِصِفَاتِ حُسْنِکَ مَادِحًا لِعُلَاکَا
کَذٰلِکَ مُوْسٰی لَمْ یَزَلْ مُتَوَسِّلًا	بِکَ فِی الْقِیٰمَۃِ مُحْتَمًا بِحِمَاکَا
وَالْاَنْبِیَاءُ وَکُلُّ خَلْقٍ فِی الْوَرٰی	وَالرُّسُلُ وَالْاَمْلَاکُ تَحْتَ لِوَاکَا[3]

آپ کی وہ مقدس ذات ہے کہ اگر آپ نہ ہوتے تو ہر گز کوئی آدمی پیدا نہ ہوتا اور نہ کوئی مخلوق پیدا ہوتی اگر آپ نہ ہوتے۔ آپ وہ ہیں کہ آپ کے نور سے چاند کو روشنی ہے اور سورج آپ ہی کے نورِ زیبا سے چمک رہا ہے۔ آپ وہ

---

1 ......خصائص کبریٰ للسیوطی بحوالہ حاکم وطبرانی۔ (الخصائص الکبری للسیوطی، باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم بطھارۃ نسبہ...الخ، ج١، ص٦٦ علمیہ)

2 ......مجموعہ قصائد ص٤٠۔

3 ...... المستطرف ،باب الثانی والاربعون ،الفصل الاول فی المدح و الثناء ،ج١،ص٣٩١،٣٩٣ ملتقطا علمیہ۔

ہیں کہ جب آدم نے لغزش کے سبب سے آپ کا وسیلہ پکڑا تو وہ کامیاب ہوگئے حالانکہ وہ آپ کے باپ ہیں۔آپ ہی کے وسیلہ سے خلیل نے دعا مانگی،تو آپ کے روشن نور سے آگ ان پر ٹھنڈی ہوگئی اور بجھ گئی اور ایوب نے اپنی مصیبت میں آپ ہی کو پکارا تو اس پکارنے پر ان کی مصیبت دور ہوگئی اور مسیح آپ ہی کی بشارت اور آپ ہی کی صفات حسنہ کی خبر دیتے اور آپ کی مدح کرتے ہوئے آئے۔اسی طرح موسیٰ آپ کا وسیلہ پکڑنے والے اور قیامت میں آپ کے سبزہ زار میں پناہ لینے والے رہے اور انبیاء اور مخلوقات میں سے ہر مخلوق اور پیغمبر اور فرشتے آپ کے جھنڈے تلے ہوں گے۔

مولٰینا جامی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ یوں فرماتے ہیں:

و صلی اللّٰہ علیٰ نور کزوشد نورہا پیدا	زمین از حبِ اُو ساکن فلک در عشقِ اُوشیدا
محمد احمد و محمود وے را خالقش بستود	کزو شد بود ہر موجود زو شد دیدہا بینا
اگر نامِ محمد را نیاوردے شفیع آدم	نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجّینا
نہ ایوب از بلا راحت نہ یوسف حشمت وجاہت	نہ عیسیٰ آں مسیحا دم نہ موسیٰ آں یدِ بیضا

نورانی پھول

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے قدِ مبارک کا سایہ نہ تھا۔حکیم ترمذی (متوفی ۲۵۵ھ) نے اپنی کتاب "نوادرالاصول " میں حضرت ذکوان تابعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ سورج کی دھوپ اور چاند کی چاندنی میں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کا سایہ نہیں پڑتا تھا۔ امام ابن سبع رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا قول ہے کہ یہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا اور آپ نور تھے اس لئے جب آپ دھوپ یا چاندنی میں چلتے تو آپ کا سایہ نظر نہ آتا تھا اور بعض کا قول ہے کہ اس کی شاہد وہ حدیث ہے جس میں آپ کی اس دعا کا ذکر ہے کہ آپ نے یہ دعا مانگی: ﴿اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِی قَلْبِی نُورًا وَفِی سَمْعِی نُورًا وَفِی بَصَرِی نُورًا وَعَنْ یَمِینِی نُورًا وَعَنْ یَسَارِی نُورًا وَأَمَامِی نُورًا وَخَلْفِی نُورًا وَفَوْقِی نُورًا وَتَحْتِی نُورًا وَاجْعَلْنِی نُورًا.مسلم کتاب صلاۃ المسافرین وقصرہ،باب الدعاء فی صلاۃ اللیل وقیامہ﴾ کہ خداوندا! تو میرے تمام اعضاء (اور میرے تمام اطراف) کو نور بنادے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی اس دعا کو اس قول پر ختم فرمایا کہ " وَاجْعَلْنِی نُورًا" یعنی یا اللّٰہ! تو مجھ کو سراپا نور بنادے۔ظاہر ہے کہ جب آپ سراپا نور تھے تو پھر آپ کا سایہ کہاں سے پڑتا !

اسی طرح عبداللّٰہ بن مبارک اور ابن الجوزی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِما نے بھی حضرت عبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُما سے روایت کی ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کا سایہ نہیں تھا۔

(المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی،الفصل الاول فی کمال خلقتہ ...الخ، ۵/۵۲۴،۵۲۵)

دوسرا باب

حالاتِ نسب و ولادت شریف تا بعثت شریف

حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا سلسلۂ نسب یہ ہے: سیِّدُنا محمد بن عبد اللّٰہ بن عبد المُطَّلِب بن ہاشم بن عبد مَناف بن قُصَی بن کلاب بن مُرَّہ بن کعب بن لُؤَی بن غالب بن فِہْر بن مالک بن نَضْر بن کنانہ بن خزیمہ بن مُدْرِکہ بن الیاس بن مُضَر بن نزار بن معد بن عدنان۔[1] اور عدنان حضرت اِسمٰعیل بن اِبراہیم خلیل اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِمَا السَّلَام کی اولاد سے ہیں۔

خاندانی شرافت وسیادت

رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا خاندان عرب میں ہمیشہ سے ممتاز ومُعزّز چلا آتا تھا۔ نَضْر (یا فِہْر) کا لقب قریش تھا اس وجہ سے اس کی اولاد کو قریشی اور خاندان کو قریش کہنے لگے اور اس سے اوپر والے کنانی کہلائے۔ قریش کی وجہ تسمیہ میں بہت سے مختلف اَقوال ہیں جن کے اِیراد کی اس مختصر میں گنجائش نہیں[2]۔ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ میں بنی آدم کے بہترین طبقات سے بھیجا گیا، ایک قَرن بعد دوسرے قَرن کے، یہاں تک کہ میں اس قَرن سے ہوا، جس سے کہ ہوا۔[3]

حدیثِ مسلم میں ہے کہ اللّٰہ تعالٰی نے حضرت اسماعیل عَلَیْہِ السَّلَام کی اولاد میں سے کِنانہ کو برگزیدہ بنایا اور کِنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو بنی ہاشم میں سے مجھ کو برگزیدہ بنایا۔[4] اسی طرح ترمذی شریف میں بہ سندِ حسن آیا ہے کہ اللّٰہ تعالٰی نے خَلْقَت کو پیدا کیا تو مجھ کو ان کے سب سے اچھے گروہ میں بنایا پھر قبیلوں کو چنا تو مجھ کو سب سے اچھے قبیلہ میں بنایا۔ پھر گھروں کو چنا تو مجھے ان کے سب سے اچھے گھر میں بنایا، پس میں روح وذات اور اصل

---

1 ......السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، ذکر سرد النسب...الخ، ص٧ علمیہ۔

2 ......یعنی انہیں یہاں بیان کرنے کی گنجائش نہیں۔

3 ......صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب صفۃ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم، الحدیث:٣٥٥٧، ج٢، ص٤٨٨ علمیہ۔

4 ......صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فضل نسب النبی...الخ، الحدیث:٢٢٧٦، ص١٢٤٩ علمیہ۔

کے لحاظ سے ان سب سے اچھا ہوں۔[1] کسی نے کیا اچھا کہا ہے:

لَمْ یَخْلُقِ الرَّحْمٰنُ مِثْلَ مُحَمَّدٍ　　اَبَدًا وَّ عِلْمِیْ اَنَّہٗ لَا یَخْلُقٗ[2]

خدا نے حضرت محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا مثل کبھی پیدا نہیں کیا اور مجھے علم ہے کہ وہ آپ کا مثل پیدا نہ کرے گا۔

نَضْر کے بعد فِہر اپنے وقت میں رئیس عرب تھا، اس کا ہم عصر حسان بن عبد کُلال حِمْیَری چاہتا تھا کہ کعبہ کے پتھر اٹھا کر یمن میں لے جائے تا کہ حج کے لئے وہیں کعبہ بنا دیا جائے، جب وہ اس ارادے سے حِمْیَر وغیرہ کو ساتھ لے کر یمن سے آیا اور مکہ سے ایک منزل پر مقامِ نخلہ میں اترا تو فِہر نے قبائل عرب کو جمع کر کے اس کا مقابلہ کیا۔ حِمْیَر کو شکست ہوئی، حسان گرفتار ہوا اور تین برس کے بعد فدیہ دے کر رہا ہوا۔ اس واقعہ سے فِہر کی ہیبت وعظمت کا سکہ عرب کے دلوں پر جم گیا۔

فِہر کے بعد قُصَی[3] بن کِلاب نے نہایت عزت واقتدار حاصل کیا۔ قُصَی مذکور آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جد خامس ہیں ان کا اصلی نام زید تھا۔ کِلاب کی وفات کے بعد ان کی والدہ فاطمہ نے بنو عُذْرہ میں سے ایک شخص ربیعہ بن حَرَام سے شادی کر لی تھی، وہ فاطمہ کو اپنی ولایت یعنی ملک شام کو لے گیا۔ فاطمہ اپنے ساتھ زید کو بھی لے گئی چونکہ زید ابھی بچہ ہی تھے اور اپنے وطن مالوف[4] سے دور جا رہے تھے اس لئے ان کو قُصَی (تصغیرِ اقصٰی بمعنی بعید) کہنے لگے۔ جب قُصَی جوان ہو گئے تو پھر مکہ میں اپنی قوم میں آگئے اور وہیں حُلَیْل خُزاعی کی بیٹی حُبَّی سے شادی کر لی۔ حُلَیْل اس وقت کعبہ کا مُتَوَلِّی تھا، اس کے مرنے پر تَوَلِیَت قُصَی کے ہاتھ آئی، اس نے خُزاعہ کو بیت المال سے نکال دیا اور قریش کو گھاٹیوں پہاڑیوں اور وادیوں سے جمع کر کے مکہ کے اندر اور باہر آباد کیا اس وجہ سے قُصَی کو مُجَمِّع بھی کہتے ہیں۔[5]

---

1 ......سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب ماجاء فی فضل النبی، الحدیث: ٣٦٢٧، ج٥، ص٣٥٠ علمیه۔

2 ......حیاة الحیوان الکبرٰی، خلافة ابی بکر الصدیق رضی اللّٰہ عنه، ج١، ص٧٥ علمیه۔

3 ......قُصَی کے حالات کے لئے دیکھو سیرت ابن ہشام اور سیرت حلبیہ۔ ١٢ منہ

4 ......وطن مانوس۔

5 ......السیرة الحلبیة، باب نسبه الشریف، ج١، ص١٤۔١٥ ملخصاً والکامل فی التاریخ لابن اثیر، نسب رسول اللّٰہ...الخ، ج١، ص٥٥٦۔٥٥٧ ملخصاً علمیه۔

قُصی نے کئی کارہائے نمایاں کیے چنانچہ ایک کمیٹی گھر قائم کیا جسے دارُ النَّدْوَہ کہتے ہیں۔ مُہِمّاتِ اُمور [1] میں مشورے یہیں کرتے۔ لڑائی کے لئے جھنڈا یہیں تیار ہوتا۔ نکاح اور دیگر تقریبات کی مَراسم [2] یہیں ادا کرتے۔ حرم کی رِفادَت وَسَقایَت [3] کا منصب بھی قُصی ہی نے قائم کیا۔ چنانچہ موسم حج میں قریش کو جمع کرکے یہ تقریر کی: ''تم خدا کے پڑوسی اور خدا کے گھر کے مُتَوَلِّی ہو اور حجاج خدا کے مہمان اور خدا کے گھر کے زائرین ہیں وہ اور مہمانوں کی نسبت تمہاری میزبانی کے زیادہ مستحق ہیں اس لئے ایام حج میں ان کے کھانے پینے کے لئے کچھ مقرر کرو۔'' اس پر قریش نے سالانہ رقم مقرر کی جس سے ہر سال ایام منیٰ میں غریب حاجیوں کو کھانا کھلایا جاتا تھا۔ سَقایَت کے لئے قُصی نے چرمی [4] حوض بنائے جو ایام حج میں کعبہ کے صحن میں رکھے جاتے تھے۔ ان حوضوں کے بھرنے کے لئے مکہ کے کوؤں [5] کا پانی مَشکوں میں اونٹوں پر لایا جاتا تھا۔ ان مَناصِب [6] کے علاوہ قریش کے باقی شَرَف بھی یعنی حِجابَت (کعبہ کی کلید برداری وتَولِیَت) اور لِواء (علم بندی) اور قِیادت (امارتِ لشکر) قُصی کے ہاتھ میں تھے اور قُصی ہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے مُزدَلِفہ پر روشنی کی تاکہ لوگوں کو عرفات سے نظر آجائے۔ [7]

قُصی کے چار لڑکے (عبدالدَّار، عبدمَناف، عبدالعُزّٰی، عبد) اور دو لڑکیاں (تَخْمُر، بَرَّہ) تھیں۔ [8] عَبدُالدّار اگرچہ عمر میں سب سے بڑا تھا مگر شرافت ووجاہت میں اپنے بھائیوں کے ہم پایہ نہ تھا اور عبدمَناف تو سب سے اَشرف تھے یہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جدِّ رابع تھے ان کا اصلی نام مُغِیرہ تھا۔ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نور کی جھلک ان کی پیشانی میں ایسی تھی کہ ان کو قمر البطحا (وادیٔ مکہ کا چاند) کہا کرتے تھے۔ جب قُصی بہت بوڑھے ہوگئے تو انہوں نے عَبدُالدّار سے کہا کہ میں تجھے تیرے بھائیوں کے برابر کرتا ہوں یہ کہہ کر حرم شریف کے تمام مَناصِب اس کے سپرد کردیئے۔ قُصی کی ہیبت کے سبب سے اس وقت کسی نے اعتراض نہ کیا، مگر قُصی کے بعد جب عَبدُالدّار اور

---

1 ......اہم ترین امور۔ 2 ......رسمیں۔

3 ......رفادت: حاجیوں کے کھانے پینے کا انتظام کرنا۔ سقایت: حاجیوں کو آب زمزم پلانا۔ ١٢ منہ

4 ......چمڑے کے۔ 5 ......کنوؤں۔ 6 ......منصب کی جمع۔

7 ......السيرة الحلبية، باب نسبه الشريف، ج١، ص٢١، ٢٢ ملخصاً و الكامل فى التاريخ لابن اثير، نسب رسول الله...الخ، ج١، ص٥٥٧ ملخصاً علميه۔

8 ......السيرة النبوية لابن هشام، امر البسل، اولاد قُصى وامهم، ص٤٦ علميه۔

عبدمَناف کا بھی انتقال ہو چکا تو عبدمَناف کے بیٹوں (ہاشم، عبدشمس، مُطَّلِب، نوفل) نے اپنا استحقاق ظاہر کیا اور چاہا کہ حرم شریف کے وظائف عَبْدُالدَّار کی اولاد سے چھین لیں۔ اس پر قریش میں اختلاف پیدا ہو گیا بنو اسد بن عزی اور بنو زَہرہ بن کِلاب اور بنو تَیم بن مُرَّہ اور بنو حارث بن فِہر یہ سب بنو عبدمَناف کی طرف اور بنو مَخزُوم اور بنو سَہم اور بنو جُمَح اور بنو عَدِی بن کعب دوسری طرف ہو گئے۔ بنو عبدمَناف اور ان کے اَحلاف نے قسمیں کھا کر معاہدہ کیا کہ ہم ایک دوسرے کا ساتھ نہ چھوڑیں گے اور یک جہتی کے اظہار کے لئے ایک پیالہ خوشبو سے بھر کر حرم شریف میں رکھا اور سب نے اس میں اپنی انگلیاں ڈبوئیں اس لئے ان پانچ قبائل کو مُطَیَّبِین کہتے ہیں۔ اسی طرح دوسرے فریق نے باہم معاہدہ کیا اور ایک پیالہ خون سے بھر کر اس میں اپنی انگلیاں ڈبو کر چاٹ لیں اس لئے ان پانچ قبائل کو لَعَقَۃُ الدَّم (خون کے چاٹنے والے) کہتے ہیں۔ غرض ہر دو فریق لڑائی کے لئے تیار ہو گئے مگر اس بات پر صلح ہو گئی کہ سِقایَت و رِفادت وقیادت بنو عبدمَناف کو دی جائے اور حِجابت ولِواء ونَدْوَہ بدستور بنو عَبْدُالدَّار کے پاس رہے چنانچہ ہاشم کو جو بھائیوں میں سب سے بڑے تھے سِقایَت و رِفادت ملی۔ ہاشم کے بعد مُطَّلِب کو اور مُطَّلِب کے بعد عبدالمُطَّلِب اور عبدالمُطَّلِب کے بعد ابو طالب کو ملی اور ابو طالب نے اپنے بھائی عباس کے حوالہ کر دی، قیادت عبدشمس کو دی گئی عبدشمس کے بعد اس کے بیٹے امیہ کو پھر امیہ کے بیٹے حرب کو پھر حرب کے بیٹے ابو سفیان کو عطا ہوئی اس لئے جنگ اُحُد اور اَحزاب میں ابوسفیان ہی قائد تھا۔ جنگ بدر کے وقت وہ قافلۂ قریش کے ساتھ تھا اس لئے عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس امیر الجیش تھا۔ دار الندوہ عبدالدار کی اولاد میں رہا یہاں تک کہ عکرمہ بن عامر بن ہاشم بن عبدمَناف بن عَبْدُالدَّار نے حضرت معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ انہوں نے اسے دار الامارت بنا لیا اور آخر کار حرم میں شامل ہو گیا۔[1] حِجابت آج تک عبدالدار کی اولاد میں ہے اور وہ بنو شَیْبَہ بن عثمان بن ابی طلحہ بن عبدُالعُزّٰی بن عثمان بن عَبْدُالدَّار ہیں۔ لواء بھی اسی کی اولاد میں رہا چنانچہ جنگ اُحُد میں جھنڈا ان ہی کے ہاتھ میں تھا۔ جب ایک قتل ہو جاتا تو دوسرا اس کی جگہ لیتا اس طرح ان کی ایک جماعت قتل ہو گئی۔

ہاشم[2] نے منصب رِفادت وسِقایَت کو نہایت خوبی سے انجام دیا ذی الحجہ کی پہلی تاریخ کو صبح کے وقت کعبہ سے پشت لگا کر یوں خطاب کرتے تھے: ''اے قریش کے گروہ تم خدا کے گھر کے پڑوسی ہو خدا نے بنی اسمٰعیل میں سے تم کو اس

1 ......السیرۃ الحلبیۃ، باب نسبہ الشریف، ج۱، ص۲۲۔۲۴ ملخصاً والکامل فی التاریخ لابن اثیر، نسب رسول اللّٰہ...الخ، ج۱، ص۵۵۷۔۵۵۸ ملخصاً علمیہ۔

2 ......کامل ابن اثیر وسیرت حلبیہ۔

کی تولیت کا شرف بخشا ہے اور تم کو اس کے پڑوس کے لئے خاص کیا ہے۔ خدا کے زائرین تمہارے پاس آرہے ہیں جو اس کے گھر کی تعظیم کرتے ہیں، پس وہ خدا کے مہمان ہیں اور خدا کے مہمانوں کی میزبانی کا حق سب سے زیادہ تم پر ہے اس لئے تم خدا کے مہمانوں اور اس کے گھر کے زائرین کا اکرام کرو جو، ہر ایک شہر سے تیروں جیسی لاغر اور سُبک اَندام[1] اونٹنیوں پر ژُولیدَہ مُو[2] اور غبار آلودہ آرہے ہیں۔ اس گھر کے ربّ کی قسم! اگر میرے پاس اس کام کے لئے کافی سرمایہ ہوتا تو میں تمہیں تکلیف نہ دیتا میں اپنے کسب حلال کی کمائی میں سے دے رہا ہوں۔ تم میں سے بھی جو چاہے ایسا کرے۔ میں اس گھر کی حرمت کا واسطہ دے کر گزارش کرتا ہوں کہ جو شخص بیت اللّٰہ کے زائرین کو اپنے مال سے دے، وہ بجز حلال کی کمائی کے نہ ہو۔'' اس تقریر پر قریش اپنے حلال مالوں میں سے دیا کرتے اور دارُالنَّدْوَہ میں جمع کر دیتے۔

ہاشم کا اصلی نام عَمْرو تھا علو رتبہ[3] کے سبب عَمْرُوالعلا کہلاتے تھے۔ نہایت مہمان نواز تھے، ان کا دستر خوان ہر وقت بچھا رہتا تھا۔ ایک سال قریش میں سخت قحط پڑا۔ یہ ملکِ شام سے خشک روٹیاں خرید کر ایامِ حج میں مکہ میں پہنچے اور روٹیوں کا چورہ کر کے اونٹوں کے گوشت کے شوربے میں ڈال کر ثرید بنایا اور لوگوں کو پیٹ بھر کر کھلایا۔ اس دن سے ان کو ہاشم (روٹیوں کا چورہ کرنے والا) کہنے لگے۔[4]

عبدِ مَناف کے صاحبزادوں نے قریش کی تجارت کو بہت ترقی دی اور دُوَلِ خارجہ[5] کے ساتھ تعلقات پیدا کر کے ان سے کاروانِ قریش کے لئے فرامینِ حفظ و اَمن حاصل کیے۔ چنانچہ ہاشم نے قیصرِ روم اور مَلِکِ غَسّان سے اور عبد شمس نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی سے اور نوفَل نے اَکاسِرہِ عراق سے اور مُطَّلِب نے یمن کے شاہ حِمْیَر سے اسی قسم کے فرمان لکھوالئے۔ اس کے بعد ہاشم نے قریش کے لئے سال میں دو تجارتی سفر مقرر کیے اس لئے قریش موسم سرما میں یمن و حبشہ اور گرما میں عراق و شام میں جاتے اور ایشیائے کوچک کے مشہور شہر اَنْقَرَہ (انگورہ) تک پہنچ جاتے۔

ہاشم کی پیشانی میں نورِ محمدی چمک رہا تھا۔ اَحبار میں سے جو آپ کو دیکھتا آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیتا۔ قبائل عرب و اَحبار میں سے آپ کو شادی کے پیام آتے مگر آپ انکار کر دیتے۔ ایک دفعہ بغرضِ تجارت آپ ملک شام کو گئے۔ راستے

---

1 ...... ہلکے بدن والی۔
2 ......بکھرے یا الجھے ہوئے بالوں والے۔
3 ......بلندرتبہ۔
4 ......السيرة الحلبية، باب نسبه الشريف، ج١،ص ١٠۔١٢ ملتقطاً علميه۔
5 ...... بیرونی حکومتیں۔

میں مدینہ میں بنو عدِی بن نجّار میں سے ایک شخص عَمْرو بن زید بن لَبِید خزرَجی کے ہاں ٹھہرے۔ اس کی صاحبزادی سلمٰی حسن وصورت وشرافت میں اپنی قوم کی تمام عورتوں میں ممتاز تھی۔ آپ نے اس سے شادی کر لی۔ مگر عَمْرو نے ہاشم سے یہ عہد لیا کہ سلمٰی[1] جو اولاد جنے گی وہ اپنے میکے میں جنے گی۔ شادی کے بعد ہاشم شام کو چلے گئے۔ جب واپس آئے تو سلمٰی کو اپنے ساتھ مکہ میں لے آئے۔ حمل کے آثار بخوبی محسوس ہوئے تو سلمٰی کو مدینہ میں چھوڑ کر آپ شام کو چلے گئے اور وہیں غزّہ[2] میں پچیس سال کی عمر میں انتقال کیا اور غزّہ ہی میں دفن ہوئے۔ سلمٰی کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کے سر میں کچھ سفید بال تھے اس لئے اس کا نام شَیْبہ رکھا گیا اور شَیْبَۃُ الْحَمْد بھی کہتے تھے۔ حمد کی نسبت اس کی طرف اس امید پر کی گئی کہ اس سے افعالِ نیک سرزد ہوں گے جس کے سبب سے لوگ اس کی تعریف کیا کریں گے۔ شَیْبہ سات یا آٹھ سال مدینہ ہی میں رہے پھر مُطّلِب کو خبر لگی تو بھتیجے کو لینے کے لئے مدینہ میں پہنچے۔ جب مدینہ سے واپس آئے تو شَیْبہ کو اپنے پیچھے اونٹ پر سوار کر لیا۔ شَیْبہ کے کپڑے پھٹے پرانے تھے۔ جب چاشت کے وقت مکہ میں داخل ہوئے تو لوگوں نے مُطّلِب سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ مُطّلِب نے کہا: یہ میرا عبد (غلام) ہے اس وجہ سے شَیْبہ کو عبد المُطّلِب کہنے لگے۔ وجہ تسمیہ میں بعضوں نے اور قول بھی نقل کیے ہیں۔[3]

مُطّلِب کے بعد اہل مکہ کی ریاست عبد المُطّلِب[4] کو ملی اور رِفادت وسِقایت ان کے حوالہ ہوئی، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نور اُن کی پیشانی میں چمک رہا تھا اُن سے کستوری کی سی خوشبو آتی تھی جب قریش کو کوئی حادثہ پیش آتا تو عبد المُطّلِب کو کوہ شَیْبہ پر لے جاتے اور ان کے وسیلہ سے بارگاہ رب العزت میں دعا مانگتے اور ایامِ قحط میں ان کے واسطہ سے طلب باراں کرتے اور وہ دعا قبول ہوتی۔ عبد المُطّلِب پہلے شخص ہیں جو تَحَنُّث کیا کرتے تھے یعنی ہر سال ماہ

---

1 ...... سلمٰی ہاشم سے پہلے اُحَیحہ بن جلاح کے تحت میں تھی جس سے عَمْرو بن اُحَیحہ پیدا ہوا۔ ۱۲ منہ

2 ...... یہ شہر مصر کی طرف اقصائے شام میں واقع ہے، مُطّلِب نے رومان میں، عبد شمس نے مکہ میں اور نوفل نے سلمات میں وفات پائی جو عراق سے مکہ کے راستے میں ایک قطعہ آب ہے۔ ۱۲ منہ

3 ......السیرۃ الحلبیۃ، باب نسبہ الشریف، ج ۱، ص ۹ ـ ۱۲ ملتقطاً والکامل فی التاریخ لابن اثیر، نسب رسول اللّٰہ...الخ، ج ۱، ص ۵۴۹ و ۵۵۳-۵۵۴ ملخصاً علمیہ۔

4 ......ان کے حالات کیلئے دیکھو سیرت ہشامیہ اور سیرت نبویہ للسید احمد زینی المشہور بدحلان۔ ۱۲ منہ

رمضان میں کوہِ حراء میں جا کر خدا کے گیان دِھیان میں گوشہ نشین رہا کرتے۔ وہ مُوَحِّد [1] تھے شراب و زنا کو حرام جانتے تھے، نکاحِ محارم سے اور بحالتِ برہنگی طواف کعبہ سے منع کرتے، لڑکیوں کے قتل سے روکتے، چور کا ہاتھ کاٹ دیتے، بڑے مُجَابُ الدَّعوات [2] اور فیاض تھے، اپنے دستر خوان سے پہاڑیوں کی چوٹیوں پر پرند چرند کو کھلایا کرتے تھے۔ اس لئے انہیں مُطْعِمُ الطَّیر (پرندوں کو کھلانے والے) کہتے تھے۔ [3] یہ سب کچھ نورِ محمدی کی برکت سے تھا۔

عبدالمُطَّلِب نے چاہِ زمزم کو نئے سرے سے کھدوا کر درست کیا۔ اس کا قصہ یوں ہے کہ حضرت اسمٰعیل عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے بعد کعبہ کی تَوَلِّیت نابت بن اسمٰعیل کے سپرد ہوئی نابت کے بعد نابت کا نانا مَضَّاض بن عَمْرو جُرْہُمی مُتَوَلّی ہوا۔ جب بنو جُرْہُم حرم شریف کی بے حرمتی کرنے اور کعبہ کے مال اپنے خرچ میں لانے لگے تو بنو بکر بن عبد مَناف بن کِنانہ اور غُبْشان خُزاعی نے ان کو مکہ سے یمن کی طرف نکال دیا۔ اس وقت سے خُزاعہ متولی ہوئے۔ خُزاعہ میں سے اخیر متولی حُلَیْل بن حَبْشِیَّہ تھا جس کے بعد تَوَلِّیت قُصَی کے ہاتھ آئی جیسا کہ پہلے مذکور ہوا۔ عَمْرو بن حارِث بن مَضَّاض جُرْہُمی نے جاتے وقت کعبہ کے ہر دو غَزالِ طِلائی [4] اور حجرِ رکن کو زمزم میں ڈال کر اسے ایسا بند کر دیا تھا کہ مدت گزرنے پر کسی کو اس کا نشان تک معلوم نہ رہا۔ آخر کار عبدالمُطَّلِب کو خواب میں اسکے کھودنے کا اشارہ ہوا۔ عبدالمُطَّلِب کے ہاں اس وقت صرف ایک صاحبزادہ حارث تھا اسی کو ساتھ لے کر کھودنے لگے۔ جب کوئیں کا بالائی حصہ نظر آیا تو خوشی میں تکبیر کہی۔ کھودتے کھودتے ہر دو غَزال [5] اور کچھ تلواریں اور زِرِہیں برآمد ہوئیں۔ یہ دیکھ کر قریش نے کہا کہ اس میں ہمارا بھی حق ہے۔ عبدالمُطَّلِب نے بجائے مقابلہ کے اس معاملہ کو قُرْعَہ اندازی پر چھوڑا چنانچہ ہر دو غَزال کا قُرْعَہ کعبہ پر، تلواروں اور زِرِہوں کا قُرْعَہ عبدالمُطَّلِب پر پڑا اور قریش کے نام کچھ نہ نکلا۔ اس طرح عبدالمُطَّلِب نے زمزم کو کھود کر درست کیا۔ اس وقت سے زم زم ہی کا پانی حاجیوں کے کام آنے لگا اور مکہ کے کوؤں [6] کے پانی کی ضرورت نہ رہی۔ [7]

---

1 ……خدا کو ایک ماننے والا۔ 2 ……جن کی دعائیں قبول ہوں۔

3 ……السیرة الحلبیة، باب نسبه الشریف، ج۱، ص۹، ۱۰ ملتقطاً و الکامل فی التاریخ لابن اثیر، نسب رسول اللّٰه...الخ، ج۱، ص۵۵۳ علمیه۔

4 ……سونے کے دونوں ہرن۔ 5 ……دونوں ہرن۔

6 ……کنوؤں 7 ……السیرة الحلبیة، باب تزویج عبد اللّٰه...الخ، ج۱، ص۴۸۔۵۲ ملتقطاً و السیرة النبویة لابن هشام، ذکر حضر زم زم...الخ، ص۶۱ ملخصاً علمیه۔

زمزم کے کھودنے میں عبدالمُطَّلِب نے اپنے مُعاوِنِیْن کی قِلَّت محسوس کر کے یہ مَنَّت مانی تھی کہ اگر میں اپنے سامنے دس بیٹوں کو جوان دیکھ لوں تو ان میں سے ایک کو خدا کی راہ میں قربان کروں گا۔ جب مراد برآئی تو اِیفائے نَذْر کے لئے[1] دسوں بیٹوں کو لے کر کعبہ میں آئے اور پُجاری سے اپنی نَذْر کا حال بیان کیا اور کہا کہ ان دسوں پر قرعہ ڈالو، دیکھو کس کا نام نکلتا ہے۔ چنانچہ ہر ایک نے اپنے اپنے نام کا قُرْعَہ دیا۔ ایک طرف پجاری قُرْعَہ نکال رہا تھا دوسری طرف عبدالمُطَّلِب یوں دعا کر رہے تھے: ''یااللہ! میں نے ان میں سے ایک کی قربانی کی منت مانی تھی اب میں ان پر قُرْعَہ اندازی کرتا ہوں، تو جسے چاہتا ہے اس کا نام نکال۔'' اتفاق سے عبداللہ کا نام نکلا جو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے والد اور عبدالمُطَّلِب کو سب بیٹوں میں پیارے تھے۔ عبدالمُطَّلِب چُھری ہاتھ میں لے کر ان کو قربان گاہ کی طرف لے چلے مگر قریش اور عبداللہ کے بھائی مانع ہوئے، آخر کار عبداللہ اور دس اونٹوں پر قُرْعَہ ڈالا گیا اتفاق یہ کہ عبداللہ ہی کے نام پر قرعہ نکلا پھر عبداللہ اور بیس اونٹوں پر قُرْعَہ ڈالا گیا مگر نتیجہ وہی نکلا۔ بڑھاتے بڑھاتے سو اونٹوں پر نوبت پہنچی تو قُرْعَہ اونٹوں پر نکلا، چنانچہ عبدالمُطَّلِب نے سو اونٹ قربانی کیے اور عبداللہ بچ گئے اسی واسطے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا ہے: اَنَا ابْنُ الذَّبِیْحَیْن یعنی میں دو ذَبیح (اسماعیل وعبداللہ) کا بیٹا ہوں۔[2]

جب عبدالمُطَّلِب اونٹوں کی قربانی سے فارغ ہوئے تو عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شادی کی فکر ہوئی۔ عبداللہ نورِ محمدی کے سبب کمال حسن و جمال رکھتے تھے۔ قَضِیّۂ ذبح[3] سے اور مشہور ہو گئے قریش کی عورتیں ان کی طرف مائل تھیں، مگر اللہ تعالٰی نے ان کو پردۂ عفت وعصمت میں محفوظ رکھا۔ عبدالمُطَّلِب ان کے لئے ایسی عورت کی تلاش میں تھے جو شَرَف، نَسَب وحَسَب وعِفَّت میں ممتاز ہو۔ اس لئے وہ ان کو بنو زُہرہ کے سردار وَہْب بن عبدمَناف بن زُہرہ بن کِلاب بن مُرَّہ کے ہاں لے گئے وہب کی بیٹی آمنہ زُہْرِیہ قُرَشِیَّہ نَسَب وشَرَف میں قریش کی تمام عورتوں سے افضل تھیں، عبدالمُطَّلِب نے وَہْب کو عبداللہ کی شادی کا پیغام دیا اور وہیں عقد ہو گیا۔ بعضے[4] کہتے ہیں کہ آمنہ اپنے چچا وُہَیْب کے پاس رہتی تھیں عبدالمُطَّلِب نے وُہَیْب کو پیغام دیا اور نکاح ہو گیا اور اسی مجلس میں خود عبدالمُطَّلِب نے وُہَیْب کی صاحبزادی ہالہ

---

1 ......منت پوری کرنے کے لیے۔

2 ......السیرۃ الحلبیۃ، باب تزویج عبد اللّٰہ...الخ، ج۱، ص۵۳۔۵۵ ملتقطاً علمیہ۔

3 ......ذبح کے معاملے۔

4 ......استیعاب ابن عبدالبر۔۱۲منہ

سے شادی کی۔[1]

عبدالمُطّلِب کے ہاں بقول ابن ہشام پانچ بیویوں سے دس لڑکے اور چھ لڑکیاں پیدا ہوئیں جن کی تفصیل یوں ہے:

زوجہ کا نام	اولاد
سَمْرَاء بنت جُنْدَب ھَوازِنیه	حارِث[2]
لُبْنٰی بنت ھَاجِر خُزَاعِیَّه	ابولَھَب (اصلی نام عبدُ العُزّٰی)
فَاطِمَه بنت عَمْرومَخْزُومِیَه	اَبُوطَالِب (اصلی نام عبدِ مَناف)، زُبَیْر، عبدُ اللّٰه (والد رسول اللّٰه صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)، بَیْضَاء، عَاتِکَه، بَرَّه، اُمَیْمَه، اَرْوٰی
ھَالَه بنت وُھَیْب زُھْرِیَه	حَمْزَه، مُقَوَّم، حَجْل، صَفِیَّه
نُتَیْلَه بنت خَبَّاب خَزْرَجِیَّه	عَبَّاس، ضِرَار[3]

جب نورِ محمدی حضرت آمنہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے رِحم مبارک میں منتقل ہوگیا تو کئی عجائبات ظہور میں آئے۔ اس سال قریش میں سخت قحط سالی تھی، اس نور کی برکت سے زمین پر جا بجا رُوئیدگی[4] کی مخملی چادر نظر آنے لگی۔ درختوں نے اپنے پھل جھکا دیئے اور مکہ میں اس قدر فراخ سالی ہوئی کہ اس سال کو ''سَنَةُ الْفَتْحِ وَالِابْتِهَاجِ''[5] کہنے لگے۔ قریش کا ہر ایک چار پایہ فصیح عربی زبان میں حضرت آمنہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے حمل کی خبر دینے لگا، بادشاہوں کے تخت اور بت اوندھے گر پڑے، مشرق و مغرب کے وحشی چرند پرند اور دریائی جانوروں نے ایک دوسرے کو خوشخبری دی۔ جن پکار اُٹھے کہ حضرت کا زمانہ قریب آگیا، کہانت کی آبرو جاتی رہی اور رُہبانیت پر خوف طاری ہوا۔ حضرت کی والدہ ماجدہ نے

---

1 ......السيرة الحلبية، باب ترويج عبد اللّٰه...الخ،ج١،ص٥٨_٥٩ ملتقطاً والاستيعاب فى معرفة الاصحاب، محمد رسول اللّٰه...الخ، ج١، ص١٣٤ علميه۔

2 ......بقول واقدی حارث کی ماں کا نام صفیہ بنت جندب ہے اور اروٰی حارث کی سگی بہن ہے۔١٢منہ

3 ......السيرة النبوية لابن هشام، اولاد عبدالمُطَّلِب بن هاشم، ص٤٧ علميه۔

4 ......ہریالی۔ 5 ......فتح اور خوشحالی کا سال۔

خواب میں سنا کہ کوئی کہہ رہا ہے: ''تیرے پیٹ میں جہان کا سردار ہے، جب وہ پیدا ہوں تو ان کا نام محمد رکھنا۔''[1]

حضرت عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی وفات

جب قولِ مشہور کے مُوافق حمل شریف کو دو مہینے پورے ہو گئے تو حضرت کے دادا عبد المُطَّلِب نے آپ کے والد حضرت عبد اللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو مدینہ میں کھجوریں لانے کے لئے بھیجا۔ حضرت عبد اللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وہاں اپنے والد کے ننہال بنو عَدِی بن نجّار میں ایک ماہ بیمار رہ کر انتقال فرما گئے اور وہیں دارِ نابِغہ میں دفن ہوئے۔ بعضے کہتے ہیں کہ عبد المُطَّلِب نے حضرت عبد اللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو تجارت کے لئے ملکِ شام بھیجا تھا وہ واپس آتے ہوئے مدینہ میں بنو عَدِی میں ٹھہرے اور بیمار ہو کر یہیں رہ گئے۔ حضرت عبد اللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا تر کہ ایک لونڈی اُمِّ اَیْمَن بَرَ کہ حَبَشِیَّہ اور پانچ اُونٹ اور کچھ بکریاں تھیں۔[2]

واقِعۂ اَصحابِ فیل

تَوَلُّد شریف سے 55 دن پہلے ایک واقعہ پیش آیا جو اَصحابِ فیل کا واقعہ کر کے مشہور ہے۔ اس واقعہ کی کیفیت بطریقِ اِختصار یوں ہے کہ اس وقت شاہ حَبَشَہ کی طرف سے اَبْرَہَہ یمن کا گورنر تھا اس نے شہر صَنْعَاء میں ایک کَلِیْسا بنایا اور شاہ حَبَشَہ کو لکھا کہ میں نے آپ کے لئے ایک بے نظیر کلیسا بنوایا ہے۔ میں کوشش کر رہا ہوں کہ عرب کے لوگ آئندہ خانہ کعبہ کو چھوڑ کر یہیں حج و طواف کیا کریں۔ جب یہ خبر عرب میں مشہور ہو گئی تو بنی کِنانہ میں سے ایک شخص نے غصہ میں آکر اس کَلِیْسا میں بول و براز کر دیا۔ یہ دیکھ کر اَبْرَہَہ آگ بگولہ ہو گیا اور اس نے قسم کھائی کہ کعبہ کی اینٹ سے اینٹ نہ بجادوں تو میرا نام اَبْرَہَہ نہیں۔ اسی وقت فوج و ہاتھی لے کر کعبہ پر چڑھائی کی یہاں تک کہ مقام مُغَمَّس میں جو مکہ مشرفہ سے دو میل ہے جا اترا اور ایک سردار کو حکم دیا کہ اہل مکہ سے چھیڑ چھاڑ شروع کرے۔ چنانچہ وہ سردار، قریش کے اونٹ اور بھیڑ بکریاں ہانک لایا جن میں دو سو اونٹ عبد المُطَّلِب بن ہاشم کے بھی تھے۔ بعد ازاں اَبْرَہَہ کی طرف سے حُناطَہ حِمیَری گیا اور عبد المُطَّلِب کو اَبْرَہَہ کے پاس لے آیا۔ اَبْرَہَہ نے عبد المُطَّلِب کا بڑا اِکرام کیا اور دونوں میں بذریعہ ترجمان یہ گفتگو ہوئی:

---

1. ......السيرة الحلبية، باب ذكر حمل امه به...الخ، ج۱، ص۶۹۔۷۰ ملتقطاً علميه۔
2. ......السيرة الحلبية، باب وفاة والده...الخ، ج۱، ص۷۴، ۷۷ ملتقطاً علميه۔

اَبْرَہَہ: تم کیا چاہتے ہو؟

عبدالمُطَّلِب: میرے اونٹ واپس کردو۔

اَبْرَہَہ: (مُتَعَجِّب ہوکر) تمہیں اونٹوں کا تو خیال ہے مگر خانہ کعبہ جوتمہارا اور تمہارے آباؤ اَجداد کا دین ہے جسے میں ڈھانے آیا ہوں اس کا نام تک نہیں لیتے۔

عبدالمُطَّلِب: میں اونٹوں کا مالک ہوں، خانہ کعبہ کا مالک اور ہے وہ اپنے گھر کو بچائے گا۔

اَبْرَہَہ: خانہ کعبہ مجھ سے بچ نہیں سکتا۔

عبدالمُطَّلِب: پھر تم جانو اور وہ۔

اس گفتگو کے بعد عبدالمُطَّلِب اپنے اونٹ لے کر مکہ میں واپس آ گیا اور قریش سے کہنے لگا کہ شہر مکہ سے نکل جاؤ اور پہاڑیوں کے دَرّوں میں پناہ لو۔ یہ کہہ کر خود چند آدمیوں کو ساتھ لے کر خانہ کعبہ میں گیا اور دروازے کا حلقہ پکڑ کر یوں دعا کی:

لَا هُمَّ اِنَّ الْعَبْدَ يَمْنَعُ رَحْلَهٗ فَامْنَعْ حِلَالَكْ

لَا يَغْلِبَنَّ صَلِيْبُهُمْ وَمِحَالُهُمْ غَدْوًا مِحَالَكْ

اِنْ كُنْتَ تَارِكَهُمْ وَقِبْلَتَنَا فَاَمْرٌ مَّا بَدَا لَكْ

ترجمہ اَشعار: اے اللہ! بندہ اپنے گھر کو بچایا کرتا ہے تو بھی اپنا گھر بچا، ایسا نہ ہو کہ کل کو ان کی صلیب اور ان کی تدبیر تیری تدبیر پر غالب آجائے، اگر تو ہمارے قبلہ کو ان پر چھوڑنے لگا ہے تو حکم کر جو چاہتا ہے۔

اِدھر عبدالمُطَّلِب یہ دعا کر کے اپنے ساتھیوں سمیت پہاڑوں کے دَرّے[1] میں پناہ گزیں ہوا، اُدھر صبح کو اَبْرَہَہ خانہ کعبہ کو ڈھانے کے لئے فوج اور ہاتھی لے کر تیار ہوا۔ جب اس نے ہاتھی کا منہ مکہ کی طرف کیا تو وہ بیٹھ گیا، بُہتیرے آنکس[2] مارے مگر نہ اٹھا، آخر مکہ کی طرف سے اس کا منہ موڑ کر اٹھایا تو اٹھا اور تیز بھاگنے لگا، غرض جب مکہ کی طرف اس کا منہ کرتے تو بیٹھ جاتا اور کسی دوسری طرف کرتے تو اٹھ کر بھاگتا، اسی حال میں اللّٰہ تعالیٰ نے سُمُندر کی طرف سے اَبابیلوں

1 ......دو پہاڑوں کے درمیان گھاٹی۔

2 ......آنکس (آں۔کُس): لوہے کا آنکڑا جس سے کونچ کر عموماً فیل بان ہاتھی کو چلاتا اور قابو میں رکھتا ہے۔

کے غول کے غول بھیجے، جن کے پاس کنکریاں تھیں، ایک ایک چونچ میں اور دو دو پنجوں میں انہوں نے کنکروں کا مینہ برسانا شروع کیا، جس پر کنکر گرتی ہلاک ہو جاتا۔ یہ دیکھ کر اَبْرَہَہ کا لشکر بھاگ نکلا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنا گھر دشمن سے بچالیا، قرآن مجید سورۂ فیل میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ [1]

قصۂ اَصحاب فیل میں دو طرح سے حضرت کی کرامت ظاہر ہے، ایک تو یہ کہ اگر اصحاب فیل غالب آتے تو وہ حضرت (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی قوم کو قید کر لیتے اور غلام بنالیتے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اَصحابِ فیل کو ہلاک کر دیا تاکہ اس کے حبیبِ پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر حمل وطُفُوْلِیَّت کی حالت میں اَسیری وغلامی کا دھبہ نہ لگے۔ دوسرے یہ کہ اصحاب فیل نصاریٰ اہل کتاب تھے جن کا دین قریش کے دین سے جو بت پرست تھے یقیناً بہتر تھا مگر یہ کہ حضرت (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے وُجُود باجُود کی برکت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ شریف کی حرمت قائم رکھنے کے لئے قریش کو باوجود بت پرست ہونے کے اہل کتاب پر فتح دی۔ یہ واقعہ حضرت (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی نبوت کا پیش خیمہ تھا کیونکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دین میں اسی بیت اللہ کی تعظیم اسی کے حج اور اسی کی طرف نماز کا حکم ہوا۔

تَوَلُّد شریف

جب حَمْل شریف کو چاند کے حساب سے پورے نو مہینے ہو گئے تو حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بارہ ربیع الاوّل کو دوشنبہ کے دن فجر کے وقت کہ ابھی بعض ستارے آسمان پر نظر آرہے تھے پیدا ہوئے۔ دونوں ہاتھ زمین پر رکھے ہوئے، سر آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے (جس سے آپ اپنے عُلُوِّ مرتبہ کی طرف اشارہ فرمارہے تھے)، بدن بالکل پاکیزہ اور تیز بو کستوری کی طرح خوشبودار، ختنہ کیے ہوئے، ناف بُرِیدہ، [2] چہرہ چودہویں رات کے چاند کی طرح نورانی، آنکھیں قدرت الٰہی سے سرمگیں، دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت دَرَخشاں، [3] آپ کی والدہ نے آپ کے دادا عبد المُطَّلِب کو جو اس وقت خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے بُلا بھیجا۔ وہ حضرت کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور بیت اللہ شریف میں لے جاکر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے صدقِ دل سے دعا کی اور اللہ تعالیٰ کی اس نعمت عظمیٰ کا شکریہ ادا کیا۔

1 ......السيرة النبوية لابن هشام، امر الفيل وقصة النسأة، ص ٢٢-٢٦ ملخصاً علميه۔

2 ......یعنی صحیح وسلامت بنی ہوئی ناف۔

3 ......چمکتی ہوئی۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چچا ابولَہَب کی لونڈی ثُوَیْبَہ نے ابولَہَب کو تَوَلُّد شریف کی خبر دی تو اُس نے اس خوشی میں ثُوَیْبَہ کو آزاد کردیا۔

حضرت (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) جس مہینے میں پیدا ہوئے اس کا نام تو ربیع تھا ہی مگر وہ موسم بھی ربیع (بہار) کا تھا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

رَبِیْعٌ فِیْ رَبِیْعٍ فِیْ رَبِیْعٍ　　وَ نُوْرٌ فَوْقَ نُوْرٍ فَوْقَ نُوْرٍ

چہرۂ مبارک ۱۲　یوم ربیع ۱۲　ماہ تولد شریف ۱۲

تَوَلُّد شریف کی خوشی کا ثمرہ

ابولَہَب کی موت کے ایک سال بعد حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے خواب میں ابولہب کو برے حال میں دیکھا، پوچھا: تجھے کیا ملا؟ ابولہب نے جواب دیا: ''لَمْ اَلْقَ بَعْدَکُمْ غَیْرَاَ نِّی سُقِیْتُ فِی ھٰذِہٖ بِعَتَاقَتِی ثُوَیْبَۃَ [1]۔'' تمہارے بعد مجھے کچھ آرام نہیں ملا سوائے اس کے کہ ثُوَیْبَہ کو آزاد کرنے کے سبب سے بمقدار اس مُغاک (میانِ ابہام وسبابہ)[2] کے پانی مل جاتا ہے جسے میں پی لیتا ہوں۔

اس حدیث[3] عُروہ بن زُبیر کا مطلب یہ ہے کہ ابولہب بتا رہا ہے کہ میرے تمام اعمال رائگاں گئے سوائے ایک کے اور وہ یہ کہ میں نے حضرت (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی ولادت کی خوشی میں اپنی لونڈی ثُوَیْبَہ کو آزاد کردیا تھا، اس ایک عمل کا فائدہ باقی رہ گیا اور وہ یوں ہے کہ اسکے بدلے ہر دوشنبہ کو ابہام وسبابہ کے درمیانی مغاک کی مقدار مجھے پانی مل جاتا ہے جسے میں انگلیوں سے چوس لیتا ہوں اور عذاب میں تخفیف ہوجاتی ہے۔ یہ حضور رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خصوصیات سے ہے، ورنہ کافر کا کوئی عمل فائدہ نہ دے گا۔

---

1 ......صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب وامہاتکم اللاتی ارضعنکم، الحدیث: ۵۱۰۱، ج۳، ص۴۳۲ وشرح الزرقانی علی المواھب، ذکر رضاعه وما معه، ج۱، ص۲۶۰ علمیه۔

2 ......یعنی انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کے درمیان گڑھا یا گوشت۔

3 ......صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب وامہتکم اللاتی ارضعنکم، نیز زرقانی علی المواھب (جزاوّل، ص ۳۸)۔

فقیر توکلی[1] گزارش کرتا ہے کہ جب حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے تَوَلُّد شریف پر خوشی منانے سے ایک کافر کو یہ فائدہ پہنچا تو قیاس کیجئے کہ ایک مسلمان جو ہر سال مولود شریف کراتا اور حضور احمد مختار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تَوَلُّد شریف پر خوشیاں مناتا اس دارِفانی سے رخصت ہو جائے تو اسے کس قدر فائدہ پہنچے گا۔

تَوَلُّد شریف کے وَقْت خَوارِق

تَوَلُّد شریف کے وقت غیب سے عجیب وغریب اور خارقِ عادت[2] اُمور ظاہر ہوئے تاکہ آپ کی نبوت کی بنیاد پڑ جائے اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ آپ اللّٰہ تعالیٰ کے برگزیدہ و پسندیدہ ہیں۔ چنانچہ ستارے تعظیم کے لئے جھک کر آپ کے قریب آگئے اور ان کے نور سے حرم شریف کی پست زمین اور ٹیلے روشن ہو گئے۔ آپ کے ساتھ ایسا نور نکلا کہ مکہ مشرفہ کے رہنے والوں کو ملک شام کے قَیصَری محل نظر آگئے۔ شیاطین پہلے آسمانوں پر چلے جاتے اور کاہنوں کو بعض مُغیبات کی خبر دے دیتے تھے اور وہ لوگوں کو کچھ اپنی طرف سے ملا کر بتا دیا کرتے تھے۔ اب آسمانوں میں ان کا آنا جانا بند کر دیا گیا اور آسمانوں کی حفاظت شِہابِ ثاقِب سے کر دی گئی۔ اس طرح وحی وغیر وحی میں خَلْط مَلْط ہو جانے کا اندیشہ جاتا رہا۔ شہر مدائن میں محل کِسریٰ پھٹ گیا اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے۔ اس میں اشارہ تھا کہ چودہ حکمرانوں کے بعد ملک فارِس خادمانِ اسلام کے قبضہ میں آجائے گا۔[3] فارِس کے آتش کدے ایسے سرد پڑ گئے کہ ہر چند ان میں آگ جلانے کی کوشش کی جاتی تھی مگر نہ جلتی تھی۔ بُحَیرَۂ ساوَہ جو ہمدان وقُم کے درمیان چھ میل لمبا اور اتنا ہی چوڑا تھا اور جس کے کناروں پر شرک وبت پرستی ہوا کرتی تھی یکایک بالکل خشک ہو گیا۔ وادی ساوَہ (شام وکوفہ کے درمیان) کی ندی جو بالکل خشک پڑی تھی لبالب بہنے لگی۔

رَضاعت

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو آپ کی والدہ ماجدہ نے کئی دن دودھ پلایا پھر ابولَہَب کی آزاد کی ہوئی

---

1 ......راقم الحروف۔

2 ......خلافِ عادت۔

3 ......چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا، ان حکمرانوں کے نام یہ ہیں: نوشیرُوان، ہُرمُز بن نوشیرُوان، خُسرَو پرویز بن ہُرمُز، شِیرُوَیہ بن خُسرَو پرویز، اَزْدَ شیر بن شِیرُوَیہ، شَہرَیار یا شَہرَیراز، کِسریٰ بن شِیرُوَیہ (بقول بعض بن پرویز)، ملکہ بُوران ہمشیرہ شِیرُوَیہ، فَیرُوز حفش، آرزمیدخت ہمشیرہ شِیرُوَیہ، خِرزاد خُسرُوانہ اولاد پرویز بن ہُرمُز، ابن مِہرُ جِسنِس ازنسل اَردُ شیر بن بابَک، فَیرُوز بن مِہرَان جِسنِس، یزد بن شَہرَیار بن پرویز۔ ۱۲منہ

لونڈی ثُوَیْبَہ نے چند روز ایسا ہی کیا، بعد ازاں حلیمہ سعدیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا نے یہ خدمت اپنے ذمہ لی۔

قریش میں دستور تھا کہ شہر کے لوگ اپنے شیر خوار بچوں کو بَدْوِی آبادی[1] میں بھیج دیا کرتے تھے تاکہ بچے بدوؤں میں[2] پل کر فصاحت اور عرب کی خالص خصوصیات حاصل کریں اور مدتِ رضاعت کے ختم ہونے پر عوضانہ دے کر واپس لے آتے تھے۔ اس لئے نواحِ مکہ کے قبائل کی بَدْوِی عورتیں سال میں دو دفعہ ربیع و خریف میں بچوں کی تلاش میں شہر مکہ میں آیا کرتی تھیں۔ چنانچہ اس دفعہ قحط سالی میں حلیمہ سَعْدِیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا اپنے قبیلہ کی دس عورتوں کے ساتھ اسی غرض سے شہر میں آئی۔ حلیمہ کے ساتھ اس کا شیر خوار بچہ عبداللہ نام، اس کا شوہر حارِث بن عبدالعُزّٰی سَعْدِی، ایک دراز گوش اور ایک اونٹنی تھی۔ بھوک کے مارے نہ اونٹنی دودھ کا ایک قطرہ دیتی تھی اور نہ حلیمہ کی چھاتیوں میں کافی دودھ تھا، اس لئے بچہ بے چین رہتا تھا اور رات کو اس کے رونے کے سبب سے میاں بیوی سو بھی نہ سکتے تھے، اب قسمت جاگی تو حلیمہ کو جو شَرف و کمال میں مشہور تھی ایسا مبارک رَضِیْع[3] مل گیا کہ ساری زحمت کافور ہوگئی۔ دیکھتے ہی دائیں چھاتی سے لگا لیا۔ دودھ نے جوش مارا حضرت نے پیا اور بائیں چھاتی چھوڑ دی جس سے حلیمہ کے بچے نے پیا، اس کے بعد بھی ایسا ہی ہوتا رہا، یہ عدلِ جِبِلّی[4] کا نتیجہ تھا۔ ڈیرے پر پہنچی تو پھر دونوں بچوں نے سیر ہو کر دودھ پیا۔ حارث نے اٹھ کر اونٹنی کو جو دیکھا تو اس کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے تھے جس سے میاں بیوی سیر ہوگئے اور رات آرام سے کٹی۔ اس طرح تین راتیں مکہ میں گزار کر حضرت آمنہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کو وداع کر دیا گیا اور حلیمہ اپنے قبیلہ کو آئی، اس نے حضرت کو اپنے آگے دراز گوش پر سوار کر لیا۔ دراز گوش نے پہلے کعبہ کی طرف تین سجدے کر کے سر آسمان کی طرف اٹھایا گویا شکریہ ادا کیا کہ اس سے یہ خدمت لی گئی، پھر روانہ ہوئی اور حضرت کی برکت سے ایسی چست و چالاک بن گئی کہ قافلہ کے سب چوپایوں سے آگے چل رہی تھی حالانکہ جب آئی تھی تو کمزوری کے سبب سے سب سے پیچھے رہ جاتی تھی۔ ساتھ کی عورتیں حیران ہو کر پوچھتی تھیں ابوذُؤَیب کی بیٹی! کیا یہ وہی دراز گوش ہے؟ حلیمہ جواب دیتی واللہ یہ وہی ہے۔ بنو سعد میں اس وقت سخت قحط تھا مگر حضرت کی برکت سے حلیمہ کے مویشی سیر ہو کر آتے اور خوب دودھ دیتے اور دوسروں کے مویشی بھوکے

---

1 ......دیہات۔
2 ......دیہات میں رہنے والوں میں۔
3 ......دودھ پیتا۔
4 ......فطری عدل۔

آتے اور وہ دودھ کا ایک قطرہ بھی نہ دیتے، اس طرح حلیمہ کی سب تنگدستی دور ہوگئی۔ [1]

حلیمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہَا حضرت (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو کسی دور جگہ نہ جانے دیتی تھی، ایک روز وہ غافل ہوگئی اور حضرت اپنی رضائی بہن شَیْماء کے ساتھ دوپہر کے وقت بھیڑوں کے ریوڑ میں تشریف لے گئے مائی حلیمہ تلاش میں نکلی اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو شَیْماء کے ساتھ پایا۔ کہنے لگی: تپش میں!!! شَیْماء بولی: [2] ''اماں جان! میرے بھائی نے تپش محسوس نہیں کی، بادل آپ پر سایہ کرتا تھا، جب آپ ٹھہر جاتے تو بادل بھی ٹھہر جاتا اور جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم چلتے تو بادل بھی چلتا، یہی حال رہا یہاں تک کہ ہم اس جگہ آپہنچے ہیں۔'' [3]

جب حضرت دو سال کے ہوگئے تو مائی حلیمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہَا نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دودھ چھڑا دیا اور آپ کو آپ کی والدہ کے پاس لے کر آئی اور کہا: کاش! تو اپنے بیٹے کو میرے پاس اور رہنے دے تاکہ قوی ہو جائے کیونکہ مجھے اس پر وبائے مکہ کا ڈر ہے۔ یہ سن کر بی بی آمنہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہَا نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو حلیمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہَا کے ساتھ واپس کر دیا۔ حلیمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہَا کا بیان ہے کہ ہمیں واپس آئے دو یا تین مہینے گزرے تھے کہ ایک روز حضرت اپنے رضائی بھائی عبداللہ کے ساتھ ہمارے گھروں کے پیچھے ہماری بھیڑوں میں تھے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا بھائی دوڑتا آیا، کہنے لگا کہ میرے اس قریشی بھائی کے پاس دو شخص آئے جن پر سفید کپڑے ہیں انہوں نے پہلو کے بل لٹا کر اس کا پیٹ پھاڑ دیا۔ یہ سن کر میں اور میرا خاوند دوڑے گئے، دیکھا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کھڑے ہیں اور چہرے کا رنگ بدلا ہوا ہے، ہم دونوں آپ کے گلے لپٹ گئے اور پوچھا: بیٹا! تجھے کیا ہوا؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بیان کیا کہ دو شخص میرے پاس آئے جن پر سفید کپڑے تھے، انہوں نے پہلو کے بل لٹا کر میرا پیٹ پھاڑ دیا اور اس میں سے ایک خون کی پھٹکی نکال کر کہا: ''هٰذَا حَظُّ الشَّیۡطٰنِ مِنۡکَ'' (یہ تجھ سے شیطان کا حصہ ہے) پھر اسے ایمان وحکمت سے بھر کر سی دیا۔ پس ہم آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے خیمہ میں لے آئے۔ میرے خاوند نے کہا: حلیمہ! مجھے ڈر ہے اس لڑکے کو کچھ آسیب ہے، آسیب ظاہر ہونے سے پہلے اسے اس کے کنبے میں چھوڑ آ۔ میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو آپ کی والدہ کے پاس لائی اور بڑے اِصرار کے

---

1 ......مواہب وزرقانی۔ (المواهب اللدنية وشرح الزرقاني، ذكر رضاعه وما معه، ج١، ص٢٦٦۔٢٧٤ ملخصاً علميه۔)

2 ......ابن سعد وابونعیم وغیرہ۔

3 ......المواهب اللدنية، ذكر رضاعه وما معه، ج١، ص٢٧٨ علميه۔

بعد اس سے حقیقت حال بیان کی۔ ماں نے کہا: اللہ کی قسم! ان پر شیطان کو دخل نہیں، میرے بیٹے کی بڑی شان ہے۔[1]

تَعَدُّدِ شَقِّ صَدْر

واضح رہے کہ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا شقِ صَدْر[2] چار مرتبہ ہوا ہے، ایک وہ جس کا ذکر اوپر ہوا، یہ اس واسطے تھا کہ حضورِ انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وساوسِ شیطان سے جن میں بچے مبتلا ہوا کرتے ہیں محفوظ رہیں اور بچپن ہی سے اَخلاقِ حمیدہ پر پرورِش پائیں، دوسری مرتبہ دس برس کی عمر میں ہوا تاکہ آپ کامل ترین اوصاف پر جوان ہوں، تیسری مرتبہ غارِ حرا میں بِعْثَت کے وقت ہوا تاکہ آپ وحی کے بوجھ کو برداشت کرسکیں، چوتھی مرتبہ شبِ معراج میں ہوا تاکہ آپ مناجات الٰہی کے لئے تیار ہوجائیں۔[3]

حضرت آمِنہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ کی وفات

حضرت (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی عمر مبارک چھ سال کی ہوئی تو آپ کی والدہ آپ کو ساتھ لے کر مدینہ میں آپ کے دادا کے نَنہال بنو عَدِی بن نَجّار میں ملنے گئیں بعض کہتے ہیں کہ اپنے شوہر کی قبر کی زیارت کے لئے گئی تھیں۔ اُمِّ اَیْمَن بھی ساتھ تھیں، جب واپس آئیں تو راستے میں مقام اَبْوَاء میں انتقال فرما گئیں اور وہیں دفن ہوئیں۔[4]

ہجرت کے بعد جب حضرت (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا گزر بنو نجار پر ہوا تو اپنے قیام مدینہ کا نقشہ سامنے آگیا اور اپنے قیام گاہ کو دیکھ کر فرمایا: ''اس گھر میں میری والدہ مکرمہ مجھے لے کر ٹھہری تھیں میں بنی عَدِی بن نَجّار کے تالاب میں تیرا کرتا تھا۔''[5]

عبدالمُطَّلِب و ابو طالب کی کَفالت

اُمِّ اَیْمَن حضرت (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو مکہ میں لائیں اور آپ کے دادا عبدالمُطَّلِب کے حوالہ کیا۔

1 ......المواھب اللدنیة و شرح الزرقانی، ذکر رضاعه وما معه، ج۱، ص۲۷۹۔۲۸۲ ملخصاً علمیه۔

2 ......سینہ مبارک کا چاک ہونا۔

3 ......المواھب اللدنیة و شرح الزرقانی، ذکر رضاعه وما معه، ج۱، ص۲۸۸ ملخصاً علمیه۔

4 ......المواھب اللدنیة و شرح الزرقانی، ذکر وفاة امه...الخ، ج۱، ص۳۰۸۔۳۰۹ ملخصاً علمیه۔

5 ......شرح الزرقانی علی المواھب، باب ذکر وفاة امه...الخ، ج۱، ص۳۰۹ علمیه۔

عبد المُطَّلِب آپ کی پرورش کرتا رہا مگر جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عمر مبارک آٹھ سال کی ہوئی تو اس نے بھی وفات پائی اور حسب وصیت آپ کا چچا ابو طالب جو حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہُ کا باپ اور آپ کے والد عبد اللّٰہ کا ماں جایا بھائی تھا، آپ کی تربیت کا کفیل ہوا، ابو طالب نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی کفالت کو بہت اچھی طرح انجام دیا اور آپ کو اپنی ذات اور بیٹوں پر مُقَدَّم رکھا۔[1]

طُفُولِیَّت میں حضرت کی دعا سے نُزُولِ باراں

ایک دفعہ ابو طالب نے حضرت (صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو ساتھ لے کر بارش کے لئے دعا کی تھی جو حضور کی برکت سے فوراً قبول ہوئی تھی۔ چنانچہ ابن عساکر جُلْہُمَہ بن عُرْ فُطَہ سے ناقل ہے کہ اس نے کہا کہ میں مکہ میں آیا، اَہل مکہ قحط میں مبتلا تھے، ایک بولا کہ لات وعُزّٰی کے پاس چلو دوسرا بولا کہ مَنات کے پاس چلو۔ یہ سن کر ایک خُوبْرو جَیِّدُ الرَّائے[2] بوڑھے نے کہا: تم کہاں الٹے جارہے ہو حالانکہ ہمارے درمیان بَاقِیَہٗ ابراہیم[3] وسُلَالَۂ اسماعیل[4] موجود ہے۔ وہ بولے: کیا تمہاری مراد ابو طالب ہے؟ اس نے کہا: ہاں! پس وہ سب اُٹھے اور میں بھی ساتھ ہولیا۔ جاکر دروازے پر دستک دی ابو طالب نکلا تو کہنے لگے: "ابو طالب! جنگل قحط زدہ ہوگیا، ہمارے زن وفرزند قحط میں مبتلا ہیں، چل مینہ مانگ۔" پس ابو طالب نکلا اس کے ساتھ ایک لڑکا تھا گویا آفتاب تھا، جس سے ہلکا سیاہ بادل دور ہوگیا ہو، اس کے گرد اور چھوٹے چھوٹے لڑکے تھے۔ ابو طالب نے اس لڑکے کو لیا اور اس کی پیٹھ کعبہ سے لگائی۔ اس لڑکے (محمد صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے التجا کرنے والے کی طرح اپنی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا، حالانکہ اس وقت آسمان پر کوئی بادل کا ٹکڑا نہ تھا، اشارہ کرنا تھا کہ چاروں طرف سے بادل آنے لگے۔ برسا اور خوب برسا جنگل میں پانی ہی پانی نظر آنے لگا اور آبادی و وادی سب سرسبز وشاداب ہوگئے اسی بارے میں ابو طالب نے کہا ہے:

وَاَبْیَضَ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ

اور گورے رنگ والے جن کی ذات کے وسیلہ سے نُزُولِ باراں طلب کیا جاتا ہے یتیموں کے ملجا وماویٰ رَانْڈوں[5] اور درویشوں کے نگہبان۔

---

1 ......المواهب اللدنية وشرح الزرقاني، ذكر وفاة امه...الخ، ج۱، ص۳۵۳۔۳۵٤ ملخصاً علميه۔

2 ......اچھی رائے دینے والا۔ 3 ......حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلام کی آل۔

4 ......حضرت اسماعیل عَلَیْہِ السَّلام کی اولاد۔ 5 ......بیواؤں۔

بِعْثَت کے بعد جب قریش آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ستارہے تھے تو ابو طالب نے ایک قصیدہ لکھا تھا جو سیرت ابن ہِشَام میں دیا ہوا ہے۔ شعر مذکور اسی قصیدے میں سے ہے، اس شعر میں ابو طالب قریش پر بچپن سے حضرت کے احسانات جتارہا ہے اور گویا کہہ رہا ہے کہ ایسے قدیم بابرکت محسن کے دَرْپَئِے آزار[1] کیوں ہو؟[2] (مواہب وزرقانی)

شام کا پہلا سفر

جب حضرت کی عمر مبارک بارہ سال کی ہوئی تو ابو طالب حسب معمول قافلہ قریش کے ساتھ بغرض تجارت ملک شام کو جانے لگا، یہ دیکھ کر آپ اس سے لپٹ گئے۔ اس لئے اس نے آپ کو بھی ساتھ لے لیا۔ جب قافلہ شہر بصریٰ میں پہنچا تو وہاں بَحِیْرا راہب نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھ کر پہچان لیا اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا: یہ سارے جہان کا سردار ہے، رب العالمین کا رسول ہے، اللّٰہ اس کو تمام جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گا۔ قریشیوں نے پوچھا: تجھے یہ کیونکر معلوم ہوا؟ اس نے کہا کہ جس وقت تم گھاٹی سے چڑھے کوئی درخت اور پتھر باقی نہ رہا مگر سجدے میں گر پڑا۔ درخت اور پتھر پیغمبر کے سوا کسی دوسرے شخص کو سجدہ نہیں کرتے اور میں ان کو مُہرِ نبوت سے پہچانتا ہوں جو ان کے شانے کی ہڈی کے نیچے سیب کی مانند ہے پھر اس راہب نے کھانا تیار کیا۔ جب وہ ان کے پاس کھانا لایا تو حضرت اونٹوں کے چرانے میں مشغول تھے۔ اس نے کہا: آپ کو بلالو۔ آپ آئے تو بادل نے آپ پر سایا کیا ہوا تھا۔ جب آپ قوم کے نزدیک آئے تو ان کو درخت کے سایہ کی طرف آگے بڑھے ہوئے پایا جس وقت آپ بیٹھ گئے تو درخت کا سایا آپ کی طرف ہٹ آیا۔ پھر کہا: ''تمہیں خدا کی قسم! بتاؤ ان کا وَلی کون ہے؟'' انہوں نے کہا: ابو طالب۔ پس اس نے ابو طالب سے بتاکیدِ تمام کہا کہ ان کو مکہ واپس لے جاؤ کیونکہ اگر تم آگے بڑھو گے تو ڈر ہے کہیں یہودی ان کو قتل کر دیں لہٰذا ابو طالب آپ کو واپس لے آیا اور شہر بصریٰ سے آگے نہ بڑھا اور اس راہب نے حضرت کو خشک روٹی اور زیتون کا تیل زادِ راہ دیا۔[3]

---

1 ......تکلیف یا ضرر پہنچانے کی فکر میں رہنا۔

2 ......المواھب اللدنیة وشرح الزرقانی، ذکر وفاة امه...الخ، ج١، ص٣٥٥۔٣٥٨ملخصاً علمیه۔

3 ......ترمذی شریف۔(سنن الترمذی، کتاب مناقب رسول، باب ما جاء فی بدء نبوة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم، ج٥، ص٣٦٥، الحدیث:٣٦٤٠ علمیه۔)

حربِ فِجَار میں شرکت

آغازِ اسلام سے پہلے عرب میں جولڑائیاں ان مہینوں میں پیش آتی تھیں جن میں لڑنا ناجائز تھا حُرُوبِ فِجَار کہلاتی تھیں۔ چوتھی یعنی اَخیر حربِ فِجَار میں حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بھی شرکت فرمائی تھی۔ اس جنگ کا سبب یہ تھا کہ نعمان بن مُنْذِر شاہِ حِیْرَہ ہر سال اپنا تجارتی مال بازارِ عُکَاظ میں فروخت ہونے کے لئے اَشرافِ عرب میں سے کسی کی پناہ میں بھیجا کرتا تھا اس دفعہ جو اس نے اونٹ لدوا کر تیار کیے، اتفاقاً عرب کی ایک جماعت اس کے پاس حاضر تھی جن میں بنی کِنانہ میں سے بَرَّاض اور ہَوَازِن میں سے عُرْوَہ رَحَّال موجود تھا۔ نعمان نے کہا: اس قافلہ کو کون پناہ دے گا؟ بَرَّاض بولا: میں بنی کِنانہ سے پناہ دیتا ہوں۔ نعمان نے کہا: میں ایسا شخص چاہتا ہوں جو اہل نجد و تہامہ سے پناہ دے۔ یہ سن کر عروہ نے کہا: [1] اَکَلْبٌ خَلِیعٌ یُجِیرُھَا لَكَ. میں اہل نجد و تہامہ سے پناہ دیتا ہوں۔ بَرَّاض نے کہا: اے عُرْوَہ کیا تو بنی کِنانہ سے پناہ دیتا ہے؟ عُرْوَہ نے کہا: تمام مخلوق سے۔ پس عروہ اس قافلہ کے ساتھ نکلا۔ بَرَّاض بھی اس کے پیچھے روانہ ہوا اور موقع پا کر عُرْوَہ کا ماہ حرام میں قتل کر ڈالا۔ ہَوَازِن نے قصاص میں بَرَّاض کو قتل کرنے سے انکار کیا کیونکہ عُرْوَہ ہَوَازِن کا سردار تھا، وہ قریش کے کسی سردار کو قتل کرنا چاہتے تھے مگر قریش نے منظور نہ کیا اس لئے قریش و کِنانہ اور ہَوَازِن میں جنگ چھڑ گئی کِنانہ کا سپہ سالارِ اعظم حرب بن امیہ تھا جو ابوسفیان کا باپ اور حضرت امیرِ مُعاوِیَہ کا دادا تھا اور ہَوَازِن کا سپہ سالارِ اعظم مسعود بن مُعَتِّب ثَقَفِی تھا۔ لشکر کِنانہ کے ایک پہلو پر عبد اللّٰہ بن جُدْعَان اور دوسرے پر کُرَیْز بن رَبِیْعَہ اور قلب میں حَرْبِ بن اُمَیَّہ تھا۔ اس جنگ میں کئی لڑائیاں ہوئیں، ان میں سے ایک میں حضرت کے چچا آپ کو بھی لے گئے، اس وقت آپ کی عمر مبارک چودہ سال کی تھی مگر آپ نے خود لڑائی نہیں کی بلکہ تیر اٹھا اٹھا کر اپنے چچاؤں کو دیتے رہے چنانچہ فرماتے ہیں: [2] " وَکُنْتُ اُنَبِّلُ عَلٰی اَعْمَامِی " بعضے کہتے ہیں: آپ نے بھی تیر پھینکے تھے بہر حال اَخیر میں فریقین میں صلح ہو گئی۔ [3]

---

1 ......کیا راندہ قوم کتا تیرے قافلہ کو پناہ دے گا؟ دیکھو عقد الفرید لابن عبد ربہ۔ ١٢ منہ

2 ......اور میں تیر اٹھا کر اپنے چچاؤں کو دے رہا تھا۔ ١٢ منہ

3 ......العقد الفرید، الفجار الآخر، ج٦، ص١٠٣۔١٠٦ ملتقطاً علمیہ۔

حِلْفُ الفُضُول میں شرکت

جب قریش حَرْبِ فِجار سے واپس آئے تو یہ واقعہ پیش آیا کہ شہر زُبَید کا ایک شخص اپنا مالِ تجارت مکہ میں لایا جسے عاص بن وَائل سَہمی نے خرید لیا مگر قیمت نہ دی۔ اس پر زُبَیدی نے اپنے اَحلاف عبدُالدّار و مَخزُوم و جُمَح و سَہم و عدِیّ بن کَعب سے مدد مانگی مگر ان سب نے مدد دینے سے انکار کیا۔ پھر اس نے جبلِ ابو قُبَیس پر کھڑے ہو کر فریاد کی، جسے قریش کعبہ میں سن رہے تھے، یہ دیکھ کر حضرت کے چچا زُبیر بن عبدالمُطَّلِب کی تحریک پر بنو ہاشم، زُہرہ اور بنو اسد بن عبدُالعزّٰی سب عبداللہ بن جُدعان کے گھر میں جمع ہوئے اور باہم عہد کیا کہ ہم ظالم کے خلاف مظلوم کی مدد کیا کریں گے اور مظالم[1] واپس کرا دیا کریں گے، اس کے بعد وہ سب عاص بن وَائل کے پاس گئے اور ان سے زُبَیدی کا مال واپس کرایا۔ اس معاہدہ کو حِلف الفُضُول اس واسطے کہتے ہیں کہ یہ مُعاہَدہ اس مُعاہَدہ کے مُشابہ تھا جو قدیم زمانہ میں جُرہُم کے وقت مکہ میں بدیں مضمون ہوا تھا کہ ہم ایک دوسرے کی حق رسانی کیا کریں گے اور قوی سے ضعیف کا اور مقیم سے مسافر کا حق لے کر دیا کریں گے۔ چونکہ جُرہُم کے وہ لوگ جو اس مُعاہَدہ کے مُحَرِّک تھے ان سب کا نام فضل تھا، جن میں سے فَضْل بن حارث اور فَضْل بن وَدَاعہ اور فَضْل بن فَضَالہ تھے۔ اس لئے اس کو ''حِلْفُ الْفُضُول'' سے مَوسُوم کیا گیا تھا۔

اس مُعاہَدہ قریش میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی شریک تھے اور عہدِ نبوت میں فرمایا کرتے تھے کہ اس مُعاہَدے کے مقابلہ میں اگر مجھ کو سرخ رنگ کے اونٹ بھی دیئے جاتے تو میں اسے نہ توڑتا اور ایک روایت میں ہے کہ میں عبداللہ بن جُدْعان کے گھر میں ایسے مُعاہَدے میں حاضر ہوا کہ اگر اس سے غیر حاضری پر مجھے سرخ رنگ کے اونٹ بھی دیئے جاتے تو میں پسند نہ کرتا اور آج اسلام میں بھی اگر کوئی مظلوم "یَا آلَ حِلْفِ الْفُضُوْل"[2] کہہ کر پکارے تو میں مدد دینے کو حاضر ہوں۔[3]

شام کا دوسرا سفر

جب حضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عمر مبارک پچیس سال کی ہوئی تو آپ کے صدق و امانت کا شہرہ

---

1 ......ظلماً چھینی ہوئی اشیاء۔ 2 ......اے حلف الفضول والو!

3 ......الروض الانف، حلف الفضول، ج۱، ص۲۴۳۔۲۴۴ ملخصاً علمیہ۔

دور دور تک پہنچ چکا تھا کہ زبانِ خَلْق نے آپ کو امین کا لقب دے دیا تھا یہ دیکھ کر حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا نے جو ایک مُعزَّز مالدار خاتون تھیں آپ کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ میرا مال تجارت لے کر شام کو جائیں جو مُعاوَضَہ میں اَوروں کو دیتی ہوں آپ کو اس کا مُضاعَف (دُگنا) دوں گی۔ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے قبول فرمایا اور مالِ تجارت لے کر شام کو روانہ ہوئے۔ حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کا غلام مَیْسَرَہ آپ کے ساتھ تھا جو آپ کی خدمت کرتا تھا اور آپ کی ضروریات کا مُتَکَفِّل[1] تھا۔ جب آپ شام میں پہنچے تو بازار بصریٰ میں ایک راہب نَسْطُورا نام کی خانقاہ کے نزدیک اترے۔ وہ راہب مَیْسَرَہ کی طرف آیا اور اسے جانتا تھا، کہا: "اے مَیْسَرَہ! یہ کون ہے جو اس درخت کے نیچے اترا ہے۔" مَیْسَرَہ نے کہا: اہلِ حرم میں سے قریش سے ہے۔ راہب نے کہا: سوائے نبی کے اس درخت کے نیچے کبھی کوئی نہیں اترا، پھر اس نے پوچھا: کیا اس کی دونوں آنکھوں میں سرخی ہے؟ مَیْسَرَہ نے جواب دیا: ہاں اور کبھی دور نہیں ہوتی۔ یہ سن کر راہب بولا: "یہ وہی ہیں اور یہی آخر الانبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَام ہیں، کاش! میں ان کو پاؤں جس وقت یہ مبعوث ہوں گے۔" اور مَیْسَرَہ سے کہا کہ "ان سے جدا نہ ہونا اور نیک نیتی سے ان کے ساتھ رہنا کیونکہ اللّٰہ تعالٰی نے ان کو نبوت کا شرف عطا کیا ہے۔" حضرت بازارِ بصریٰ میں خرید و فروخت کر کے مکہ واپس آئے جب حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا نے جو عورتوں کے درمیان ایک بالا خانے میں بیٹھی تھی آپ کو آتے ہوئے دیکھا تو دو فرشتے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سر مبارک پر دھوپ سے سایہ کیے ہوئے تھے۔ مَیْسَرَہ نے حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے بیان کیا کہ میں نے تمام سفر میں آپ کا یہی حال دیکھا ہے اور اس راہب کے قول و وصیت کی خبر دی۔ اللّٰہ تعالٰی نے اس تجارت میں مُضَاعَف[2] نفع دیا۔ حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا نے جو دیکھا اور سنا اس سے ظاہر ہو گیا کہ آپ بیشک ساری مخلوق کی طرف اللّٰہ کے بھیجے ہوئے ہیں۔[3]

حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے نکاح

اس وقت حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا بیوہ تھیں ان کی دو شادیاں پہلے ہو چکی تھیں، ان کی پاکدامنی کے سبب لوگ جاہلیت میں ان کو طاہرہ کہا کرتے تھے۔ ان کا سلسلہ نسب پانچویں پشت میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

1 ......ذمہ دار۔ 2 ......دُگنا۔

3 ......السیرۃ الحلبیۃ، باب سفرہ الی الشام ثانیاً، ج۱، ص۱۹۳۔۱۹۶ ملتقطاً علمیہ۔

وَسَلَّم کے خاندان سے ملتا ہے۔حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا نے امورِ مذکورہ بالا کو مدِنظر رکھ کر واپس آنے کے قریباً تین مہینے بعد یَعْلٰی بن مُنْیَہ کی بہن نفیسہ کی وَساطت سے آپ کو نکاح کا پیغام بھیجا۔آپ نے اس درخواست کی خبر اپنے چچاؤں کو دی،انہوں نے قبول کیا۔پس تاریخ مُعَیَّن پر ابوطالب اور امیر حمزہ اور دیگر رؤسائے خاندان حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کے مکان پر گئے اور ان کے چچا عَمْرو بن اسد نے اور بقول بعض ان کے بھائی عَمْرو بن خُوَیْلِد نے ان کا نکاح کر دیا۔شادی کے وقت اُن کی عمر چالیس سال کی تھی۔ابوطالب نے نکاح کا خطبہ پڑھا اور پانسو ۵۰۰ درہم مہر قرار پایا۔[1] یہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پہلی شادی تھی۔حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کے انتقال کے بعد آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے چند شادیاں اور کیں۔تمام اَزواجِ مُطَہَّرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ کا مہر پانسو ۵۰۰ درہم ہی مقرر رہا۔آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تمام اولاد حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا ہی کے بَطَن سے ہوئی،صرف ایک صاحبزادے جن کا نام ابراہیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ تھا حضرت ماریہ قِبْطِیَّہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کے بطن سے سنہ آٹھ ہجری میں پیدا ہوئے اور سنہ دس ہجری میں انتقال فرما گئے۔

تعمیرِ کعبہ

جب حضرت کی عمر مبارک پینتیس سال کی ہوئی تو قریش نے کعبہ کو از سرِ نو بنایا۔علامہ اَزْرَقی[2] (متوفی ۲۲۳ھ) نے تاریخ مکہ میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے پتھروں سے جو تعمیر کی تھی اس کا طول وعرض حسب ذیل تھا:

ارتفاع ـــــــــــــ ۹ گز۔[3]

طول (سامنے کی طرف) حجر اسود سے رکن شامی تک۔۳۲ گز (۳۲ ہاتھ)

عرض (میزاب شریف کی طرف) رکن شامی سے رکن غربی تک۔۲۲ گز (۲۲ ہاتھ)

طول (پچھواڑے کی طرف) رکن غربی سے رکن یمانی تک۔۳۱ گز (۳۱ ہاتھ)

عرض رکن یمانی سے حجر اسود تک .... ۲۰ گز (۲۰ ہاتھ)

---

1 ......السیرۃ الحلبیۃ،باب تزویجہ خدیجۃ...الخ،ج۱،ص۱۹۹۔۲۰۴ملخصاً علمیہ۔

2 ......اعلام باعلام بیت اللہ الحرام للعلامۃ قطب الدین الحنفی،ص۱۴۔

3 ......شرعی گز ۲۴ اُنگل کا ہوتا ہے۔۱۲منہ

اس عمارت کو حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام تعمیر کررہے تھے اور حضرت اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلَام کندھے پر پتھر لا دکر لا رہے تھے جب دیواریں اونچی ہوگئیں تو مقام پر کھڑے ہوکر کام کرتے رہے جب حجرِ اسود کی جگہ تک پہنچ گئے تو آپ نے حضرت اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلَام سے فرمایا کہ ایک پتھر لاؤ، میں اسے یہاں نصب کردوں تاکہ لوگ طواف یہاں سے شروع کیا کریں حضرت اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلَام پتھر کی تلاش میں گئے تو حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام حجرِ اسود لے کر حاضر ہوئے۔ اس بنا میں دروازہ سطح زمین کے برابر تھا مگر چوکھٹ بازو نہ تھے نہ کواڑ تھے نہ چھت۔ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کے بعد عَمالِقَہ[1] وجُرْہُم وقُصَی نے اپنے اپنے وقت میں اس عمارت کی تجدید کی۔ چونکہ عمارت نشیب میں واقع تھی وادی مکہ کی رَوؤں کا پانی حرم میں آجاتا تھا اس پانی کی روک کے لئے بالائی حصہ پر بند بھی بنوادیا گیا تھا مگر وہ ٹوٹ ٹوٹ جاتا تھا۔ اس دفعہ ایسے زور کی رَو[2] آئی کہ کعبہ کی دیواریں پھٹ گئیں اس لئے قریش نے پرانی عمارت کو ڈھا کر نئے سرے سے مضبوط ومُسَقَّف[3] بنانے کا ارادہ کیا۔ حسن اتفاق یہ کہ ایک رومی تاجر باقُوم کا جہاز ساحل جدّہ پر کنارے سے ٹکرا کر ٹوٹ گیا۔ باقُوم مذکور معمار ونجار بھی تھا۔ قریش کو جو خبر لگی تو وَلید بن مُغیرہ چند اور قریشیوں کے ساتھ وہاں پہنچا، اس نے چھت کے لئے جہاز کے تختے مول لے لئے اور باقُوم کو بھی ساتھ لے آیا۔ دیواروں کے لئے قریش کے ہر ایک قبیلہ نے الگ الگ پتھر ڈھونے شروع کیے، مرد دو دو مل کر دور سے پتھروں کو کندھوں پر اُٹھا کر لاتے تھے، چنانچہ اس کام میں حضرت اپنے چچا عباس کے ساتھ شریک تھے اور کوہ صفا کے متصل اَجیاد سے پتھر لارہے تھے۔ جب سامان عمارت جمع ہوگیا تو ابووہب بن عَمْرو بن عائذ مَخْزُومی کے مشورے سے قبائل قریش نے تعمیر کے لئے بیت اللہ کی چاروں طرفیں آپس میں تقسیم کرلیں۔

ابووَہْب مذکور حضرت کے والد ماجد عبداللہ کا ماموں تھا، اسی نے قریش سے کہا تھا کہ کعبہ کی تعمیر میں کسب حلال کی کمائی کے سوا اور مال صرف نہ کیا جائے۔ جب عمارت حجر اسود کے مقام تک پہنچ گئی تو قبائل میں سخت جھگڑا پیدا ہوا، ہر ایک قبیلہ چاہتا تھا کہ ہم ہی حجر اسود کو اٹھا کر نصب کریں گے اسی کشمکش میں چار دن گزر گئے اور تلواروں تک نوبت پہنچ گئی۔ بنوعبدالدّار اور بنوعَدِی بن کعب نے تو اس پر جان دینے کی قسم کھائی اور حسب دستور اس حلف کی تاکید کے لئے ایک پیالہ میں خون بھر کر اپنی انگلیاں اس میں ڈبو کر چاٹ لیں۔ پانچویں دن سب مسجد حرام میں جمع ہوئے۔ ابواُمَیّہ بن مغیرہ مخزومی

---

1 ...... تفصیل اعلام باعلام بیت اللہ الحرام میں ہے۔ ۱۲ منہ
2 ...... تیز لہر۔
3 ...... چھت والی۔

نے جو حضرت اُمُّ المُومنین اُم سَلَمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا والد اور قریش میں سب سے مُعَمَّر [1] تھا یہ رائے دی کہ کل صبح جو شخص اس مسجد کے باب بنی شیبہ سے حرم میں داخل ہو وہ ثالث قرار دیا جائے۔ سب نے اس رائے سے اتفاق کیا۔ دوسرے روز سب سے پہلے داخل ہونے والے ہمارے آقائے نامدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تھے۔ دیکھتے ہی سب پکار اٹھے: ''یہ امین ہیں ہم ان پر راضی ہیں۔'' جب انہوں نے آپ سے یہ معاملہ ذکر کیا تو آپ نے ایک چادر بچھا کر اس میں حجر اَسود کو رکھا، پھر فرمایا کہ ہر طرف والے ایک ایک سردار کا انتخاب کرلیں اور وہ چاروں سردار چادر کے چاروں کونے تھام لیں اور اوپر کو اٹھائیں، اس طرح جب وہ چادر مقام نصب کے برابر پہنچ گئی تو حضرت نے حجر اسود کو اپنے مبارک ہاتھ سے اٹھا کر دیوار میں نصب فرمادیا اور وہ سب خوش ہوگئے۔ [2]

قریش نے اس تعمیر میں بہ نسبتِ سابق کئی تبدیلیاں کردیں۔ بِنائے خلیل میں اِرتفاع [3] نو گز تھا، اب اٹھارہ گز ارتفاع کرکے عمارت مسقّف [4] کردی گئی مگر سامانِ تعمیر کے لئے نفقہ حلال کافی نہ ملا اس لئے بنائے خلیل میں سے جانب غرب کا کچھ حصہ چھوڑ دیا گیا اور اس کے گرد چار دیواری کھینچ دی گئی کہ پھر موقع ملے گا تو کعبہ کے اندر لے لیں گے اس حصہ کو حجر یا حطیم [5] کہتے تھے۔ بنائے خلیل میں کعبہ کا دروازہ سطح زمین کے برابر تھا مگر اب قریش نے زمین سے اونچا کردیا، تاکہ جس کو چاہیں اندر جانے دیں اور جس کو چاہیں روک دیں۔ عہد نبوت میں حضرت کا ارادہ ہوا کہ حجر کو عمارت کعبہ میں ملالیں اور دروازہ سطح زمین کے برابر کردیں، مگر بدیں خیال ایسا نہ کیا کہ قریش نئے نئے مسلمان ہیں کہیں دیوار کعبہ کے گرانے سے بدظن ہوکر دین اسلام سے نہ پھر جائیں۔

---

1 ...... بڑی عمر کا۔

2 ......الکامل فی التاریخ، ذکر ھدم قریش الکعبة وبنائھا، ج ۱، ص ۵۷۱-۵۷۳ علمیہ۔

3 ......بلندی۔ 4 ......چھت دار۔

5 ...... بقول حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا حجر کو حطیم نہ کہنا چاہیے کیونکہ یہ نام ایام جاہلیت میں وضع ہوا ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ ایام جاہلیت میں وہاں باہم قسم کھایا کرتے تھے اور عقد حلف کی علامت یہ ہوا کرتی تھی کہ معاہدین اپنا جوتا یا چابک یا کمان حجر کی طرف پھینک دیا کرتے تھے، اس واسطے حجر کو حطیم کہا کرتے تھے۔ (بخاری شریف) ۱۲ منہ......شارِح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی نزہۃ القاری شرح بخاری میں اس کے بعد فرماتے ہیں: یہ ابن عباس (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا) کی اپنی پسند تھی ورنہ حطیم کو حطیم کہنا پوری امت میں زمانۂ رسالت سے معمول رہا ہے۔ (نزہۃ القاری ج ۴ ص ۶۷۱) لہٰذا حطیم کو حطیم کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ علمیہ

حالات بعثت شریف تا ہجرت

اس عنوان پر قلم اٹھانے سے پہلے مناسب بلکہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت عرب اور باقی دنیا کی دینی اور اَخلاقی اور رُوحانی حالت جوتھی اس کا مُجْمَل بیان پیش کیا جائے جس سے حضور نبی آخرالزَّمان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بِعْثَت کی ضرورت واہمیت ثابت ہو جائے۔

دنیا کی حالت

عرب پہلے دینِ ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام پر تھے۔حضرت اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلَام کے بعد ان کے صاحبزادے حضرت نابت کعبہ کے مُتَوَلِّی ہوئے ان کے بعد قبیلہ جُرْہُم مُتَوَلِّی ہوا، اس قبیلہ کو عَمْرو بن لُحَیّ [1] نے جو قبیلہ خزاعہ کا مورِثِ اعلیٰ تھا، بیت اللّٰہ شریف سے نکال دیا اور خود متولی بن گیا اس کا اصلی نام عَمْر و بن رَبیعہ بن حارِثہ بن عَمْر و بن عامر اَزْدی تھا عرب میں بت پرستی کا بانی یہی شخص تھا اسی نے سائِبَہ، وَصِیْلَہ، بَحِیْرَہ، حَامِیَہ کی رسم ایجاد کی تھی۔[2] ایک دفعہ یہ سخت بیمار ہو گیا کسی نے کہا کہ بَلْقاء واقع شام میں ایک گرم پانی کا چشمہ ہے، اگر تم اس میں غسل کرو تو تندرست ہو جاؤ گے۔ اس لئے یہ بَلْقاء میں پہنچا اور اس چشمہ میں غُسل کرنے سے اچھا ہو گیا، وہاں اس نے لوگوں کو بتوں کی پوجا کرتے دیکھا، پوچھا کہ

---

1 ......سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں یہاں "عَمْرو بن لحمی" لکھا ہے یہ ہمیں نہیں ملا البتہ حدیث وسیرت کی کتب میں "عَمْرو بن لُحَیّ" ہے لہٰذا کتابت کی غلطی پر محمول کرتے ہوئے ہم نے یہاں "عَمْرو بن لحمی" کے بجائے "عَمْرو بن لُحَیّ" لکھا ہے۔علمیہ

2 ......زمانہ جاہلیت میں کُفّار کا یہ دستور تھا کہ جو اونٹنی پانچ مرتبہ بچے جنتی اور آخری مرتبہ اس کے نَر ہوتا اس کا کان چیر دیتے پھر نہ اس پر سواری کرتے نہ اس کو ذبح کرتے، نہ پانی اور چارے پر سے ہنکاتے، اس کو بحیرہ کہتے۔اور جب سفر پیش ہوتا یا کوئی بیمار ہوتا تو یہ نذر کرتے کہ اگر میں سفر سے بخیریت واپس آؤں یا تندرست ہو جاؤں تو میری اونٹنی سائبہ ہے اور اس سے بھی نفع اٹھانا بحیرہ کی طرح حرام جانتے اور اس کو آزاد چھوڑ دیتے۔اور بکری جب سات مرتبہ بچے جن چکتی تو اگر ساتواں بچہ نَر ہوتا تو اس کو مرد کھاتے اور اگر مادّہ ہوتا تو بکریوں میں چھوڑ دیتے اور ایسے ہی اگر نَر مادّہ دونوں ہوتے تو کہتے کہ یہ اپنے بھائی سے مل گئی اس کو وصیلہ کہتے۔اور جب نَر اُونٹ سے دس گیا بھ حاصل ہو جاتے تو اس کو چھوڑ دیتے نہ اس پر سواری کرتے، نہ اس سے کام لیتے، نہ اس کو چارے پانی پر سے روکتے اس کو حامی کہتے۔ (مدارک) بخاری ومسلم کی حدیث میں ہے کہ بحیرہ وہ ہے جس کا دودھ بتوں کے لئے روکتے تھے کوئی اس جانور کا دودھ نہ دوہتا اور سائبہ وہ جس کو اپنے بتوں کے لئے چھوڑ دیتے تھے کوئی ان سے کام نہ لیتا، یہ رسمیں زمانہ جاہلیت سے ابتدائے عہدِ اسلام تک چلی آرہی تھیں۔

(خزائن العرفان تحت پ٧، المائدہ:١٠٣)

یہ کیا ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہم ان کے وسیلہ سے بارش کی دعا کرتے ہیں اور ان ہی کے وسیلہ سے دشمن پر فتح پاتے ہیں۔ یہ سن کر اس نے درخواست کی کہ ان میں سے کچھ مجھے بھی عنایت کیجئے۔ غرض اس نے وہ بت لاکر کعبہ کے گرد نَصب کر دیئے اور عرب کو ان کی پوجا کی دعوت دی، اس طرح عرب میں بت پرستی شائع ہوگئی۔ جس کا اجمالی[1] خاکہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

بت کا نام	مقام جہاں وہ بت تھا	قبیلہ جو اس بت کو پوجتا تھا	کیفیت
وُدّ	دُوْمَۃُ الْجَنْدَل جو دِمشق و مدینہ کے وسط میں ہے۔	کلب	یہ بت بشکل انسان بزرگ جثہ تھا جس پر دو حُلّہ منقوش تھے،[2] ایک حُلّہ بطورِ اِزار دوسرا بطور چادر، تلوار آڑے لٹکائے ہوئے اور کمان شانے پر، سامنے ایک تھیلے میں نیزہ اور جھنڈا تھا اور ایک ترکش[3] تھی جس میں تیر تھے۔ حارِثہ اَجداری اپنے بیٹے مالک کو دودھ دے کر اس بت کے پاس بھیجا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ اپنے معبود کو پلا لاؤ۔
سُوَاع	رُھاط	ھُذَیْل	بنو لِحیان اس بت کے خادم یا پجاری تھے۔
یَغُوث	مَذْحِج	مَذْحِج واھلِ جُرَش	مَذْحِج یمن میں ایک ٹیلہ کا نام ہے۔
یَعُوق	خَیْوان	ہمدان اور اسکے نواح کے لوگ یمن میں	خَیْوان صَنْعاء یمن سے مکہ کی طرف دو دن کا راستہ ہے۔
نَسْر	بَلْخَع	حِمْیَر	بَلْخَع سرزمین سبا واقع یَمَن میں ہے۔ حمیر نَسْر کو پوجتے رہے یہاں تک کہ ذُونُوَاس نے ان کو یہودی بنالیا، اس طرح حِمْیَر کے لئے تبدیل مذہب سے پہلے صَنْعَاء یَمَن میں ایک مندر رِیام تھا جس پر وہ قربانیاں چڑھاتے تھے۔

1 ...... یہ خاکہ ابوالمنذر ہشام کلبی (متوفی ۲۰۴ھ) کی تصنیف کتاب الاصنام سے ماخوذ ہے جو مصر میں ۱۳۴۳ھ میں چھپ چکی ہے۔

2 ...... نقش و نگار والی دو چادریں تھیں۔

3 ...... تیردان۔

فُلس (بشکل انسان)	اَجَأ	طَیْ	قبیلہ طَیْ کے دو پہاڑ اَجَأ وسلمٰی مدینہ منورہ سے جانب شمال تین مرحلہ[1] کے فاصلہ پر ہیں اس بت پر قربانی چڑھاتے تھے، اگر کوئی جانور بھاگ کر اس کی پناہ میں آتا تو وہ اسی کا ہو جاتا۔ ایک روز اس کا پجاری صَیْفِی نام ایک عورت کی اونٹنی بھگا لایا اور اس بت کے پاس لاکر باندھ دی۔ عورت نے اپنے ہمسایہ سے شکایت کی، وہ اونٹنی کو کھول کر لے گیا، پجاری نے بت سے فریاد کی مگر کچھ نہ بنا۔ عدِی بن حاتم نے یہ دیکھ کر بت پرستی چھوڑ دی اور عیسائی ہو گئے، پھر ۹ ھ میں مشرف باسلام ہوئے۔ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ
مَنات	قُدَیْد کے قریب ساحل بحر پر کوہ مُشَلَّل[2] کے نواح میں۔	اَوْس وخَزْرَج ہُذَیْل وخُزَاعَہ	قریش اور باقی تمام عرب اس کی عبادت کرتے تھے اور اس پر قربانیاں چڑھاتے تھے۔ اَوْس وخَزْرَج جب مدینہ سے حج کرنے آتے تو ارکان حج ادا کر کے اپنے سر اس بت کے پاس منڈواتے تھے اور اس کے بغیر حج کو ناتمام سمجھتے تھے۔
لات	طائف	ثَقِیف	مربع (3) پتھر تھا، تمام عرب اس کی تعظیم کرتے تھے۔
عُزّٰی	وادی حُرَّاض واقع نخلہ شامیہ (مکہ سے جانب شمال دو دن کا راستہ)	قریش	یہ ایک شیطانہ تھی جس کا تھان[4] ببول کے تین درختوں میں تھا۔ فتح مکہ کے بعد حضرت خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ان درختوں کو کاٹ دیا اور عُزّٰی کو قتل کر دیا قریش دیگر اَصنام کی نسبت اس کی تعظیم زیادہ کیا کرتے تھے، انہوں نے حرم کعبہ کی طرح وادی حُرَّاض میں ایک درّہ کو اس کا حرم قرار دیا تھا، اس درّہ کا نام سُقام تھا اور قربانیوں کے لئے ایک

1 ...... یعنی بارہ میل۔

2 ...... سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں یہاں ”مشقل“ لکھا ہے یہ ہمیں نہیں ملا، البتہ کتاب الاصنام اور دیگر کتب میں ”مشلل“ ہے لہٰذا کتابت کی غلطی پر محمول کرتے ہوئے ہم نے یہاں ”مشقل“ کے بجائے ”مُشَلَّل“ لکھا ہے۔ علمیہ

3 ...... چوکور۔ 4 ...... مقام، ٹھکانہ۔

			مَذبَح بنایا تھا جسے غَبْغَب کہتے تھے۔عرب لات ومَنات وعُزّٰی کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے اوران کا عقیدہ تھا کہ یہ ہماری شفاعت کریں گی۔
ذُو الخَلَصَہ	تبَالہ	خَثْعَم، بَجِیلَہ، اَزْدْ، سراۃ	تبَالہ مکہ ویَمَن کے درمیان مکہ سے سات یا آٹھ دن کی راہ ہے۔یہ بت سفید پتھر پر منقوش تھا جس پر تاج کی مثل کوئی شے تھی۔
سَعْد	ساحلِ جدّہ	مالک ومِلکان پسرانِ کِنانہ	طویل پتھر تھا،اس پر خون بہایا جاتا تھا۔
ذو الکَفَّین[1]	ارض دَوس واقع یَمَن	دَوس	فتحِ مکہ کے بعد حضرت طُفیل بن عَمْرو دَوسی نے اس بت کو بحکم رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آگ سے جلادیا تھا۔
ذُو الشَّریٰ	ذُوالشّریٰ	بنوحارث بن یشکر اَزْدی	ذوالشریٰ مکہ معظّمہ کے قریب ایک مقام کا نام ہے۔
اُقَیصِر	مَشارِفِ شام	قُضاعَہ،لَخْم،جُذَام، عامِلہ،غَطَفان	اس کا حج کرتے،قربانی دیتے اوراس کے پاس اپنا سر منڈایا کرتے سر منڈوانے والا ہر بال پر گیہوں کے آٹے کی ایک مٹھی پھینکا کرتا تھا۔
نُہم	=	مُزَیْنَہ	اس کا پجاری خزاعی بن عبدنُہم مُزنی تھا،اس نے جب رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حال سنا تو اس بت کو توڑ کر حاضر خدمت ہوا اور ایمان لایا۔
عائم	=	اَزْدِ سَرات	=
رُضَاء یا رُضٰی	=	بنو رَبیعہ بن کعب بن سعد تَمیمی	اس بت کا ذکر صَنْعاء کے پرانے کُتبوں[2] میں بھی پایا جاتا ہے۔اس کو مُسْتَوغِر یعنی عَمْرو بن رَبِیْعَہ تَمِیْمی نے زمانہ اسلام میں منہدم کردیا۔

1 ……سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں یہاں" ذوالکفلین" لکھا ہے جو کہ کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ"کتاب الاصنام" اور دیگر کتب میں" ذوالکَفَّین" ہے لہٰذا ہم نے یہاں"کتاب الاصنام" کے مطابق" ذوالکَفَّین" لکھا ہے۔واللّٰہُ تعالٰی اَعلم۔علمیہ

2 ……کندہ کیے ہوئے پتھر۔

سَعِیر	=	عَنَزَہ[1]	اس پر قربانیاں چڑھاتے تھے۔
عُمیانِس	مَوضَع خَولان واقعہ یَمَن	خولان	مویشیوں اور کھیتوں کو اس بت اور خدا تعالیٰ کے درمیان تقسیم کیا کرتے تھے۔ بقول ہشام کلبی ''وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِیْبًا الآیۃ'' خولان ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔[2]
ھُبَل	مکہ	قریش	کعبۃ اللّٰہ جو خانۂ خدا تھا بت خانہ بنا ہوا تھا، اس میں تین سو ساٹھ بت تھے جن میں ہبل بہت بڑا اور جوفِ کعبہ[3] میں نصب کیا ہوا تھا یہ بت بشکل انسان عقیق اَحمر[4] کا بنا ہوا تھا۔ اس کا بایاں ہاتھ ٹوٹا ہوا تھا قریش کو اسی حالت میں ملا تھا، انہوں نے اس کے لئے سونے کا ہاتھ بنا دیا تھا، اس کے سامنے سات تیر رکھے ہوئے تھے، جن سے پجاری قرعہ اندازی کیا کرتا تھا۔ اِسَاف اور نَائلہ[5] دونوں زمزم کی جگہ پر تھے قریش ان کے پاس قربانیاں دیا کرتے تھے، قریش کا ایک بت مَناف تھا علاوہ ان کے مکہ کے گھر گھر میں ایک ایک بت تھا جب کوئی سفر کو جاتا تو بطور تبرک اس کو مسح کرتا جب واپس آتا تو گھر میں داخل ہو کر سب سے پہلے اس کو مسح کرتا۔

مندرجہ بالا بتوں کے علاوہ عرب میں اور بھی بت تھے۔ ستاروں کی بھی پوجا ہوتی تھی چنانچہ قبیلۂ حِمْیَر سورج کی پرستش کرتا تھا، کِنانہ چاند کو، بنو تمیم دَبَران کو، قیس شِعْریٰ کو، اسد عُطارِد کو اور لَخْم وجُذام مُشْتَری کو پوجتے تھے۔[6]

1 ......سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں یہاں ''غنزہ'' لکھا ہے لیکن کتاب الاصنام اور دیگر کتب میں ''عنزہ'' ہے لہٰذا کتابت کی غلطی پر محمول کرتے ہوئے ہم نے یہاں کتاب الاصنام کے مطابق ''عنزہ'' لکھا ہے۔ علمیہ

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور اللّٰہ نے جو کھیتی اور مویشی پیدا کئے ان میں اسے ایک حصہ دار ٹھہرایا۔ (پ۸، الانعام: ۱۳۶)

3 ......کعبہ شریف کے وسط میں۔

4 ......ایک قیمتی سرخ پتھر۔

5 ...... یہ دو بت تھے، قبیلہ جرہم کے ایک مرد اِساف بن بغی نے جرہم ہی کی ایک عورت نائلہ بنت دیک سے خانہ کعبہ میں بدکاری کی، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے ان دونوں کو پتھر کا بنا دیا۔ (السیرة النبویة لابن هشام، قصة عمرو بن لحی...الخ، ص۳۷) علمیہ

6 ......طبقات الامم لابن صاعد الاندلسی، مطبوعہ بیروت ۱۹۱۲ء ص۴۳۔ (المحرر الوجیز حج تحت الایة ۱۸، ج۴، ص۱۱۳ - علمیه)

عرب میں درخت پرستی بھی پائی جاتی تھی۔ مکہ مشرفہ کے قریب ایک بڑا سبز درخت تھا جاہلیت میں لوگ سال میں ایک دفعہ وہاں آتے اور اس درخت پر اپنے ہتھیار لٹکاتے اور اس کے پاس حیوانات ذبح کرتے۔ کہتے ہیں کہ عرب جب حج کو آتے تو اپنی چادریں اس درخت پر لٹکا دیتے اور حرم میں بغرضِ تعظیم بغیر چادروں کے داخل ہوتے اس لئے اس درخت کو اَنواط[1] کہتے تھے۔[2] ابن اسحاق نے حدیث وَہب بن مُنَبِّہ میں ذکر کیا ہے کہ جب فَیْمِیُوْن نصرانی اپنی سیاحت میں نَجران میں بطور غلام فروخت ہوا تو اس وقت اہل نجران ایک بڑے درخت کی پوجا کیا کرتے تھے۔ اس درخت کے پاس سال میں ایک دفعہ عید ہوا کرتی تھی وہ عید کے موقع پر اپنے اچھے سے اچھے کپڑے اور عورتوں کے زیورات اس درخت پر ڈال دیا کرتے تھے۔ پھر وہ فَیْمِیُوْن کی کرامت دیکھ کر عیسائی ہوگئے۔[3]

بتوں پر عموماً حیوانات کا خون بہایا جاتا تھا مگر بعض دفعہ انسان کو بھی ذبح کر دیتے تھے چنانچہ نِیْلُوس ایک قسم کی قربانی کا ذکر جو ۴۱۰ء میں دی گئی تھی بدیں الفاظ کرتا ہے:

حجاز کے وحشی عربوں کے ہاں دیوتا کی کوئی صورت نہ تھی۔ صرف اَن گھڑ پتھروں کی ایک قربان گاہ ہوا کرتی تھی اس پر وہ ستارۂ صبح (زُہرَہ) کے لئے کوئی انسان یا سفید اونٹ بڑی جلدی سے ذبح کیا کرتے تھے، یہ قربانی طلوع آفتاب سے پہلے بظاہر بدیں وجہ ہوا کرتی تھی کہ وہ ستارہ اس عمل میں پیش نظر رہے۔ وہ مقام متبرک کے گرد بھجن[4] گاتے ہوئے تین بار طواف کرتے تب سردار قوم یا بوڑھا پجاری اس بھینٹ پر پہلا وار کرتا اور اس کا کچھ خون پیتا، بعد ازاں حاضرین کود پڑتے اور اس جانور کو کچا اور صرف نیم پوست کُندہ[5] طلوع آفتاب سے پہلے کھا جاتے۔ خود نیلوس کا بیٹا زُہرَہ کی بھینٹ چڑھنے کو تھا کہ ایک اتفاقی امر سے بچ گیا۔ نِیْلُوس سے پیشتر پورفری[6] بیان کرتا ہے کہ عرب میں دُومہ کے باشندے سال میں ایک بار ایک لڑکے کی بھینٹ دیتے اور اسے قربان گاہ کے نیچے دفن کر دیتے۔[7]

---

1 ...... انواط "نوط" کی جمع ہے، نوط کہتے ہیں لٹکانے اور سپرد کرنے کو، چونکہ عرب اپنی چادریں اور اسلحہ اس درخت پر لٹکا کر اس کے سپرد کر دیتے تھے اس لیے اسے انواط کہا جاتا تھا۔ بعضوں نے اس کو ذَاتِ اَنواط بھی لکھا ہے۔ علمیه

2 ...... معجم البلدان یاقوت حموی، تحت انواط۔ (معجم البلدان، باب الهمزة و النون وما يليهما، الانواط، ج ١، ص ٢١٨ ۔ علمیه)

3 ...... سیرت ابن ہشام۔ قصہ اصحاب الاخدود۔ (السيرة النبوية لابن هشام، ابتداء وقوع النصرانية بنجران، ص ١٨ ۔ علمیه)

4 ...... خوشی میں گیت۔

5 ...... آدھی کھال اترا ہوا۔

6 ...... Forphyrius

7 ...... مذہب واخلاق کی انسائیکلو پیڈیا، تحت عرب قدیم۔

اوپر کے بیان سے ظاہر ہے کہ عرب کے طول وعرض میں بت پرستی کا جال بچھا ہوا تھا اس کے علاوہ یہودیت و نصرانیت و مجوسیت بھی کہیں کہیں رائج تھی۔ چنانچہ[1] حِمْیر، کِنانہ، بنو حارِث بن کَعْب اور کِنْدَہ میں یہودیت تھی، مدینہ میں یہودیوں کا زور تھا، خیبر میں بھی یہودی بستے تھے، رَبِیْعَہ، غَسَّان اور بعض قُضَاعَہ میں نصرانیت تھی، مجوسیت بہت کم تھی، وہ بت پرستی و یہودیت وعیسائیت میں جذب ہوتے ہوتے صرف بنو تَمیم میں رہ گئی تھی جن کے منازِل[2] نَجْد سے یَمامہ تک پائے جاتے تھے۔ حضرت حاجِبْ بِن زُرارہ تَمیمی اسی قبیلہ سے تھے جنہوں نے کسریٰ کے ہاں اپنی کمان رہن رکھی تھی اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانہ میں فَکّ کرا کر[3] بطورِ ہدیہ خدمت اَقدس میں بھیجی تھی۔[4]

عرب میں اِزْدَواج کی کثرت تھی چنانچہ جب حضرت غَیْلان ثَقَفی ایمان لائے تو ان کے تحت میں دس عورتیں تھیں۔ جَمْع بَیْنَ الْاُخْتَیْن[5] جائز سمجھتے تھے چنانچہ ضَحّاک بن فَیروز کا بیان ہے کہ جب میرا باپ اسلام لایا تو اس کے تحت میں دو سگی بہنیں تھیں۔ جب کوئی شخص مرجاتا تو اس کا سب سے بڑا بیٹا اپنی سوتیلی ماں کو میراث میں پاتا، چاہتا تو اس سے شادی کر لیتا ورنہ اپنے کسی اور بھائی یا رشتہ دار کو شادی کے لئے دے دیتا۔ زنا کاری کا عام رَواج تھا اور اسے جائز خیال کرتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا بیان ہے کہ جاہلیت میں نکاح چار طرح[6] کا تھا: ایک نکاح متعارف، جیسا کہ آج کل ہے کہ زوج وزوجہ کے ولی مہرِ مُعَیَّن پر مُتَّفِق ہو جائیں اور ایجاب وقبول ہو جائے۔ دوسرا نکاحِ اِسْتِبْضَاع، بدیں طور کہ شوہر اپنی عورت کو حیض سے پاک ہونے کے بعد کہتا کہ تو فلاں سے استبضاع (طلب ولد) کر لے اور خود اس سے مقاربت نہ کرتا یہاں تک کہ اس شخص سے حمل ظاہر ہو جاتا، اس وقت چاہتا تو وہ اپنی زوجہ سے مُجَامَعَت[7] کرتا یہ اِسْتِبْضَاع بغرضِ نجابت ولد[8] کیا جاتا تھا۔ تیسرا نکاحِ جَمْع، بدیں طور کہ دس سے کم مرد ایک عورت پر یکے بعد دیگرے داخل ہوتے یہاں تک کہ وہ حاملہ ہو جاتی، وَضْعِ حَمْل کے چند روز بعد وہ عورت ان سب کو بلاتی اور ان سے کہتی کہ تم نے جو کیا وہ تمہیں معلوم ہے، میرے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے، ان میں سے ایک کی طرف اشارہ کر کے کہتی کہ یہ تیرا بچہ ہے، پس وہ

1 ......حیوۃ الحیوان للدمیری (جز اول ص ۱۶۹) بحوالہ بصائر القدماء، وسرائر الحکماء للشیخ ابی حیان التوحیدی المتوفی ۳۸۰ھ۔

2 ......ٹھکانے۔

3 ......رہن رکھی گئی شے کو چھڑانا۔

4 ......حياة الحيوان الكبرى، باب الجيم، الجريث، ج ۱، ص ۲۸۰ علميه۔

5 ......دو بہنوں کو اکٹھا نکاح میں رکھنا۔

6 ......کشف الغمہ للقطب الشعرانی، جزء ثانی، ص ۵۶۔

7 ...... قربت۔

8 ......بچے کی خاندانی شرافت طلب کرنے کی غرض سے۔

اسی کا سمجھا جاتا تھا اور وہ شخص انکار نہ کر سکتا تھا۔ چوتھا نکاحِ بَغَایا، بدیں طور کہ بہت سے مرد جمع ہو کر بغایا (زنا کار عورتیں) میں سے کسی پر بے روک ٹوک داخل ہوتے۔ یہ بَغَایا بطورِ علامت کے اپنے دروازوں پر جھنڈے نصب کرتی تھیں، جو چاہتا ان کے پاس جاتا جب ان میں سے کوئی حاملہ ہو جاتی تو وضع حمل کے بعد وہ سب مرد اس کے ہاں جمع ہوتے اور قافہ[1] کو بلاتے وہ قافہ اس بچہ کو (اس کے اعضاء دیکھ کر فراست سے) جس سے منسوب کرتا اسی کا بیٹا سمجھا جاتا تھا اور اس سے انکار نہ ہو سکتا تھا۔[2] (44)

شراب خوری اور قمار بازی[3] بھی عرب میں کثرت سے رائج تھیں۔ مہمان نوازی کی طرح ان دونوں میں مال و دولت لٹانے پر فخر کیا کرتے تھے۔ ملک عرب میں انگوروں یا کھجوروں وغیرہ سے جو شراب بناتے تھے وہ ان کے لئے کافی نہ تھی اس لئے شراب کا بہت بڑا حصہ دیگر ممالک سے منگایا جاتا تھا، وہ بہت تیز ہوتی تھی۔ پانی میں ملا کر استعمال کیا کرتے تھے۔ شراب کی دکانوں پر جھنڈے لہرایا کرتے تھے جب کسی دکان میں شراب کا ذخیرہ ختم ہو جاتا تو جھنڈا اتار لیا جاتا تھا۔

اشعارِ عرب میں جن مقامات کی شراب کا ذکر آیا ہے ان کی تفصیل یوں ہے:

ملک کا نام	مقامات جو شراب کے لئے مشہور تھے	کیفیت
سِیر یا یعنی شام	جَدَر، حِمْص، بیت راس، خُصّ، اَندَرِین، بُصریٰ، صَرخَد، مَآب	بیت راس دو شہروں کا نام ہے ایک بیت المقدس میں دوسرا انواع حلب میں ہے، دونوں میں انگور بکثرت اور شراب کے لئے مشہور تھے۔ جَدَر کی شراب کو جَدَرِیَّہ کہتے تھے۔
فلسطین	مقدّر، غور، بیْسَان	مقدر کی شراب کو مقدری یا مقدریہ اور بیْسَان کی شراب کو بیْسَانِیَّہ بولتے تھے۔
الجَزِیرَہ	عانہ	عانہ کی شراب کو عانِیَہ کہتے تھے۔

---

1 ...... بچے کے اعضاء کو دیکھ کر فراست سے نسب بتا دینے کے ماہر۔

2 ...... کشف الغمة، کتاب النکاح، باب انکحة الکفار و اقرارھم علیھا و فصل فیمن اسلم ...الخ، الجزء الثانی، ص ۸۴۔۸۵ ملتقطاً۔

3 ...... جوا۔

کلدیہ یا بابلونیا	بابِل، صَرِیفُون، قُطْرَبُّل	صَرِیفُون عکبرا کے قریب ہے اور قُطْرَبُّل بغداد وعکبرا کے درمیان ہے۔ان مقامات کی شراب کو بابلیہ وصَرِیْفِیَہ وقُطْرَبّلیہ کہتے تھے۔

خلاصہ کلام یہ کہ دین ابراہیمی جو عرب کا اصلی دین تھا، سوائے چند رسموں کے جن سے عقل سلیم کو، قطع نظر ارشادِ اَنبیاءعَلَیْہِمُ السَّلَام کے انکار نہیں ہوسکتا عرب میں معدوم ہو گیا تھا۔ بجائے توحید کے عموماً شرک وبت پرستی تھی وہ معبودانِ باطل کو قادرِ مطلق کی طرح اپنے حاجت روا جانتے تھے۔بعضے اَجرامِ فلکیہ: آفتاب ماہتاب وستارگان کی پوجا کرتے تھے۔ بعضے تشبیہ کے قائل تھے اور فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں سمجھ کر ان کی پوجا کرتے اور خدا کے ہاں ان کی شفاعت کے امیدوار تھے۔شرک وتشبیہ کا کیا ذکر بعض کو خدا کی ہستی ہی سے انکار تھا۔ وہ شب وروز شراب خوری، قمار بازی، زنا کاری اور قتل و غارت گری میں مشغول رہتے تھے۔قَسَاوَتِ قلب[1] کا یہ حال تھا کہ لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دیتے تھے، بتوں پر آدمیوں کی قربانی چڑھانے سے دَریغ نہ کرتے،لڑائیوں میں آدمیوں کو زندہ جلا دینا، مستورات کا پیٹ چاک کرنا اور بچوں کو تہ تیغ[2] کرنا عموماً جائز سمجھتے تھے۔ان کے درمیان جو یہود ونصاریٰ تھے ان کی حالت بھی دِگرگُوں[3] تھی،ان کی کتابیں مُحَرَّف[4] ہو چکی تھیں۔یہود خدا کو مَغْلُولَۃُ الْیَد[5] اور حضرت عُزیر عَلَیْہِ السَّلَام کو خدا کا بیٹا کہتے تھے اور نصاریٰ تین خدا مانتے تھے اور مسئلہ کَفَّارہ[6] کی آڑ میں اعمالِ حَسَنہ کی کوئی ضرورت ہی محسوس نہ کرتے تھے۔

یہ حالت صرف عرب کے ساتھ مخصوص نہ تھی بلکہ تمام دنیا میں اسی طرح کی تاریکی چھائی ہوئی تھی چنانچہ اہل فارِس[7] آگ کے پوجنے اور ماؤں کے ساتھ وطی کرنے میں مشغول تھے۔تُرک شب وروز بستیوں کے تباہ کرنے اور بندگان خدا کو اذیت دینے میں مصروف تھے،ان کا دین بتوں کی پوجا اور ان کی عادت مخلوقات پر ظلم کرنا تھا۔ ہندوستان کے لوگ بتوں کی پوجا اور خود کو آگ میں جلانے کے سوا کچھ نہ جانتے تھے اور نیوگ[8] کو جائز سمجھتے تھے۔

---

1 ……دل کی سختی۔
2 ……قتل۔
3 ……متغیر۔
4 ……تحریف وتبدیل۔
5 ……بخیل۔
6 ……عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے مصلوب ہو کر ہمارے تمام گناہوں کا کفارہ ادا کر دیا۔مَعَاذَ اللّٰہ عزوجل۔
7 ……شرح فقہ اکبر لعلی القاری۔
8 ……ہندوؤں میں اولاد کے حصول کی مخصوص رسم۔

یہ عالمگیر ظلمت[1] اس امر کی مُقْتَضِی[2] تھی کہ حسب عادتِ الٰہی ملک عرب میں جہاں دنیا بھر کے اَدیان باطلہ و عقائد قبیحہ واَخلاق رَدِیّہ[3] موجود تھے۔ایک ہادی[4] تمام دنیا کے لئے مبعوث ہو، چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔

عرب جیسی قوم میں جس کی حالت اوپر بیان ہوئی، سیدنا محمد مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زندگی بِعْثَت تک ہر پہلو کے لحاظ سے بالکل بے لوث رہی۔آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اَخلاق حَمِیْدہ سے مُتَّصِف اور صدق و امانت میں مشہور تھے حتّٰی کہ قوم نے آپ کو امین کا لقب دیا ہوا تھا۔آپ مجالس لَہْو ولَعِب میں کبھی شریک نہ ہوئے وہ اَفعالِ جاہلیت جن کی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شریعت میں مُمانعَت وارد ہے آپ کبھی ان کے مرتکب نہ ہوئے۔ جو جانور بتوں پر ذبح کیے جاتے آپ ان کا گوشت نہ کھاتے،فسانہ گوئی،شراب خوری،قمار بازی اور بت پرستی جو قوم میں عام شائع تھیں،آپ ان سب سے الگ رہے۔سال میں ایک بار ماہ رمضان میں کوہِ حرَا میں جو مکہ مشرفہ سے تین میل کے فاصلہ پر مِنیٰ کو جاتے ہوئے بائیں طرف کو ہے اعتکاف فرمایا کرتے اور وہاں ذکر وفکر میں مشغول رہتے چند راتوں کا توشہ ساتھ لے جاتے،وہ ختم ہو چکتا تو گھر تشریف لاتے اور اسی قدر توشہ لے کر حرَاء میں جا معتکف ہوتے۔

ابتداء وحی

جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عمر مبارک چالیس سال کی ہوئی تو اللّٰہ تعالٰی نے آپ کو منصب نبوت سے سرفراز فرمایا۔وحی کی ابتداءرُویائے صادِقہ[5] سے ہوئی،جو کچھ آپ رات کو خواب میں دیکھتے بعینہ وہی ظہور میں آتا، چھ ماہ اسی حالت میں گزر گئے کہ ایک روز آپ حسب معمول غارِ حراء میں مُراقب تھے[6] کہ فرشتہ(جبرئیل عَلَیْہِ السَّلام)آپ کے پاس آیا،اس نے آپ سے کہا:اِقْرَاْ (پڑھو)،آپ نے فرمایا:مَا اَنَا بِقَارِیٍٔ[7] (میں پڑھا ہوا نہیں)،آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

---

1 ......تاریکی۔ 2 ......مطالبہ کرنے والا۔ 3 ......گندے اخلاق۔

4 ...... ہدایت کرنے والا۔ 5 ......سچے خوابوں۔ 6 ......یعنی مشاہدہ ذات وصفاتِ الٰہی میں مستغرق تھے۔

7 ......شارحِ بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی نزہۃ القاری شرح بخاری میں فرماتے ہیں:"ما انا بقاری ٔ"کا ترجمہ عام طور پر یہ کیا جاتا ہے کہ"میں پڑھا ہوا نہیں"(اگرچہ درست ہے) لیکن ہمارے مشائخ(رحمھم اللہ) نے یہ ترجمہ کرایا"میں نہیں پڑھتا" کیونکہ یہ ترجمہ زیادہ انسب وارجح ہے اور یہ ترجمہ محاورۂ عرب کے مطابق بھی ہے کہ یہ ترکیب حال اور مستقبل کے لئے استعمال کرتے تھے جیسا کہ ابوسفیان نے تجدیدِ صلح کے لئے صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے سفارش چاہی تو حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا:مَا اَنَا بِفَاعِلٍ (سیرۃ ابن ہشام) میں نہیں کروں گا۔ خود قرآن مجید میں برادران یوسف کا قول مذکور ہے: وَمَاۤ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا (یوسف:۱۷) آپ ہمارا یقین نہ کریں گے۔(نزہۃ القاری ج۱ ص۲۴۷)۔علمیہ

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا بیان ہے کہ اس پر فرشتہ نے مجھے پکڑ کر بھینچا یہاں تک کہ وہ مجھ سے غایت وسع اور طاقت کو پہنچا۔[1] پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا: اِقْرَاْ، میں نے کہا: مَا اَنَا بِقَارِیٍٔ، اس پر اس نے مجھے پکڑ کر دوسری بار بھینچا یہاں تک وہ مجھ سے غایت وسع وطاقت کو پہنچا پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا: اِقْرَاْ، میں نے کہا: مَا اَنَا بِقَارِیٍٔ پس اس نے مجھے پکڑ کر تیسری بار بھینچا یہاں تک کہ وہ مجھ سے غایت وسع اور طاقت کو پہنچا[2] پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ﴿۱﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ﴿۲﴾ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ﴿۳﴾ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ﴿۴﴾ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ؕ﴿۵﴾

پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، پیدا کیا آدمی کو لہو کی پھٹکی سے۔ پڑھ اور تیرا رب بڑا اکریم ہے جس نے علم سکھایا قلم سے سکھایا آدمی کو جو کچھ نہ جانتا تھا۔[3]

یہ سبق پڑھ کر آپ گھر تشریف لائے اور حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے سارا قصہ بیان کیا وہ آپ کو اپنے چچیرے بھائی وَرَقَہ بن نَوفَل کے پاس لے گئیں جو عیسائی اور تورات وانجیل کا ماہر تھا، اس نے یہ ماجرا سن کر کہا کہ یہ وہی ناموس[4] وفرشتہ ہے جو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام پر اترا تھا۔[5] اس کے بعد کچھ مدت تک وحی بند رہی تا کہ آپ کا شوق و انتظار زیادہ ہو جائے پھر یہ آیتیں نازل ہوئیں:

یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ﴿۱﴾ قُمْ فَاَنْذِرْ ۪ۙ﴿۲﴾ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ ۪ۙ﴿۳﴾ وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ ۪ۙ﴿۴﴾ وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۪ۙ﴿۵﴾

اے لحاف میں لپٹے اٹھ کھڑا ہو۔ پس ڈر سنا اور اپنے رب کی بڑائی کر اور اپنے کپڑے پاک رکھ اور پلیدی کو چھوڑ دے۔[6]

---

1. ......یعنی فرشتے نے مجھے گلے لگا کر خوب زور سے دبایا۔
2. ......علامہ علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں کہ پہلی بار جو ارشاد ہوا: "ما انا بقاریٔ" وہاں "ما" نافیہ ہے اور اب تیسری بار جو فرمایا: "ما انا بقاریٔ" اس میں "ما" استفہامیہ ہے یعنی اب بتاؤ! میں کیا پڑھوں؟ (مرقاۃ المفاتیح ج ۱۰ ص ۱۰۵)
3. ......ترجمۂ کنز الایمان: پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم جس نے قلم سے لکھنا سکھایا آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا (پ ۳۰، العلق: ۱۔۵) علمیہ
4. ......حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام کا لقب۔
5. ......تفصیل کے لئے صحیح بخاری، کتاب التفسیر دیکھو۔ ......(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ اقرأ باسم ربك الذی خلق، الحدیث: ۴۹۵۳، ج ۳، ص ۳۸۴ ملخصاً علمیه)
6. ......ترجمۂ کنز الایمان: اے بالا پوش اوڑھنے والے کھڑے ہو جاؤ پھر ڈر سناؤ اور اپنے رب ہی کی بڑائی بولو اور اپنے کپڑے پاک رکھو اور بتوں سے دور رہو۔ (پ ۲۹، المدثر: ۱۔۵) علمیه

آغاز دعوت

قُمْ فَاَنْذِرْ سے آپ پر اِنذار[1] اور دعوت اِلی اللّٰہ[2] فرض ہوچکی تھی مگر اعلان دعوت کا حکم نہ آیا تھا، اس لئے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پہلے خفیہ طور سے ان لوگوں کو دعوت اسلام دی جن پر آپ کو اعتماد تھا اور جو آپ کے حالات سے بخوبی واقف تھے، اس دعوت پر کئی مرد و زن[3] ایمان لائے۔ چنانچہ مردوں میں سب سے پہلے جو آپ پر ایمان لائے وہ حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہیں۔ لڑکوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِیْم ہیں اور عورتوں میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا ۔ آزاد کیے ہوئے غلاموں میں حضرت زید بن حارثہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور غلاموں میں حضرت بلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ایمان لاتے ہی دعوتِ اسلام شروع کردی۔ عشرۂ مبشرہ[4] میں سے پانچ یعنی حضرات عثمان غنی، سعد بن ابی وقاص، طلحه بن عبید اللّٰه، عبدالرحمن بن عوف اور زبیر بن العوام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم آپ ہی کی ترغیب سے مشرف باسلام ہوئے۔ ان کے بعد حضرات سعید بن زید، ابو ذَر غفَّاری، اَر قَم بن ابی اَرقَم، عبد اللّٰه بن مسعود، عثمان بن مَظْعُون، ابوعُبیدہ بن الجرَّاح، عُبیدہ بن حارِث، حُصَین والد عمران بن حُصَین، عمَّار بن یاسر، خَبَّاب بن الاَرَت، خالد بن سعید بن العاص اور صُهَیب رُومی وغیرہم سابقین اوّلین کے زُمرہ میں شامل ہوئے[5] رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اَجْمَعِیْن اور عورتوں میں فاطمه بنت خطَّاب همشیرۂ عمر فاروق،

---

1 ......ڈرسنانا یعنی ایمان نہ لانے پر عذاب الٰہی کا ڈرسنانا۔

2 ......اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف بلانا۔

3 ......مرد اور عورتیں۔

4 ......وہ دس صحابہ جن کے قطعی جنتی ہونے کی بشارت وخوشخبری رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کی زندگی ہی میں سنادی تھی وہ عشرۂ مبشرہ کہلاتے ہیں یعنی حضرات خلفائے اربعہ راشدین، حضرت طلحہ بن عبید اللّٰہ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اَجْمَعِیْن. (قال رسول اللّٰه صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: "أبو بكر في الجنة و عُمَر في الجنة و عُثْمان في الجنة و عَلِي في الجنة و طَلْحَة في الجنة و الزُبَير في الجنة و عبد الرحمٰن بن عَوْف في الجنة و سَعْد بن أبي وَقَّاص في الجنة و سَعِيد بن زيد في الجنة و أبو عُبَيْدة بن الجَرَّاح في الجنة." سنن الترمذي، كتاب المناقب، الحديث: ۳۷۶۸، ج ۵، ص ۴۱۶)۔ علمیہ

5 ......صحابہ میں سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں شامل ہوئے۔

اَسماء بنت ابی بکر، اَسماء بنت سَلّامہ تمیمیہ، اَسماء بنت عُمَیس خَثْعَمِیَّہ، فاطِمہ بنت المُجَلَّل قُرَشِیہ عامِریہ، فُکَیْہَہ بنت یَسار، رَمْلہ بنت اَبی عَوف اور اَمِینہ بنت خَلَف خُزاعِیہ سابقات اِلی الاسلام میں سے ہیں۔[1] رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ ۔ لیکن یہ سب کچھ جو ہوا پوشیدہ طور پر ہوا۔ نماز بھی شِعابِ مکہ[2] میں چھپ کر پڑھا کرتے تھے۔ ایک روز حضرت سعد بن ابی وَقّاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور کچھ اصحاب مکہ کے کسی شَعب[3] میں نماز پڑھ رہے تھے کہ مشرکین نے دیکھ کر اس فعل کو برا کہا۔ پس باہم لڑائی ہوگئی۔ حضرت سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اونٹ کے تالو کی ہڈی ان نابکاروں[4] میں سے ایک پر ماری اور سر توڑ ڈالا۔ اس کے بعد آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آپ کے اصحاب دارِ اَرقم میں جو کوہِ صفا کے نشیب میں تھا رہتے اور وہیں نماز پڑھتے۔[5]

تبلیغ علی الاعلان

خفیہ دعوت کو جب تین سال ہو چکے تو اعلان کا حکم اس طرح آیا:

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۹۴﴾ (سورۂ حجر)

پس تو کھول کر بیان کردے جو تجھے حکم دیا جاتا ہے اور مشرکوں سے کنارہ کر۔[6]

نیز حکم آیا:

وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ ﴿۲۱۴﴾ (شعراء)

اور ڈرا اپنے نزدیک کے ناطے والوں کو۔[7]

اس[8] پر آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کوہِ صفا پر چڑھ کر قبیلہ قریش کے بطون[9] کو یوں پکارا:

---

1 ......صحابیات میں سب سے پہلے ایمان لانے والیوں میں سے ہیں۔ 2 ......شِعاب جمع ہے شَعب کی، یعنی مکہ کی گھاٹیاں۔

3 ......گھاٹی۔ 4 ......ناکاروں۔

5 ......السیرۃ الحلبیۃ، باب بدء الوحی لہ، ج۱، ص۳۷۲ و باب استخفائہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم واصحابہ...الخ، ص۴۰۲ و المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، ذکر اول من آمن باللّٰہ ورسولہ، ج۱، ص۴۵۴ والسیرۃ النبویۃ لابن ھشام، ذکر من اسلم من الصحابۃ، ص۱۰۰۔ علمیہ

6 ......ترجمۂ کنز الایمان: تو علانیہ کہہ دو جس بات کا تمہیں حکم ہے اور مشرکوں سے منہ پھیرلو۔ (پ۱۴، الحجر: ۹۴)۔ علمیہ

7 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور اے محبوب اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ۔ (پ۱۹، الشعراء: ۲۱۴)۔ علمیہ

8 ......صحیح بخاری، کتاب التفسیر سورۂ شعراء۔ 9 ......خاندانوں۔

یابنی فِھر ! یا بنی عَدِی ! یہاں تک کہ وہ جمع ہو گئے، جو خود نہ آسکتا تھا وہ اپنی طرف سے کسی اور کو بھیجتا تا کہ دیکھے کہ یہ پکار کیسی ہے۔ پس ابولہب اور قریش آ گئے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''بتاؤ اگر میں تم سے کہوں کہ وادیٔ مکہ سے ایک سواروں کا لشکر تم پر تاخت وتاراج کرنا چاہتا ہے[1] تو کیا تمہیں یقین آجائے گا؟'' وہ بولے: ہاں! کیونکہ ہم نے تم کو سچ ہی بولتے دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا: تو میں تم سے کہتا ہوں کہ اگر تم مجھ پر ایمان نہ لاؤ گے تو تم پر سخت عذاب نازل ہو گا۔ اس پر ابولہب بولا: تجھ پر آیندہ ہمیشہ ہلاک وزیان ہو، کیا اس کے لئے تو نے ہم کو جمع کیا ہے! تب یہ آیتیں نازل ہوئیں:[2]

تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَہَبٍ وَّ تَبَّ ؕ﴿۱﴾ مَاۤ اَغۡنٰی عَنۡہُ مَالُہٗ وَ مَا کَسَبَ ؕ﴿۲﴾

ہلاک ہو جیو ہاتھ ابولہب کے اور ہلاک ہو وہ، کام نہ آیا اس کو مال اس کا اور نہ جو کچھ کمایا۔[3]

جب آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اعلانِ دعوت کیا اور بت پرستی کی علانیہ مذمت شروع کی تو سردارانِ قریش عُتبَہ و شَیبہ پسرانِ رَبیعہ بن عَبدشَمس، ابوسُفیان، ابو جَھل، وَلِید بن مُغِیرَہ ، عاص بن وَائِل سَہمی اور اَسوَدبن مُطَّلِب وغیرہ ابوطالب کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ تیرا بھتیجا ہمارے معبودوں کو برا کہتا ہے اور ہمارے آباء واجداد کو گمراہ بتاتا ہے اور ہمیں احمق ٹھہراتا ہے تم اس کو منع کر دو یا بیچ میں سے ہٹ جاؤ، ہم اس سے سمجھ لیں گے۔ ابوطالب نے انہیں نرمی سے سمجھا کر رخصت کر دیا۔ آپ نے تبلیغ کو جاری رکھا مگر قریش بجائے روبراہ[4] ہونے کے آپ سے حقد وعداوت[5] زیادہ کرنے لگے اور ایک دوسرے کو آپ سے لڑنے پر ابھارنے لگے۔ وہ دوبارہ ابو طالب کے پاس آئے اور کہنے لگے: ''ابو طالب! بیشک ہم میں تیری قدر ومنزلت ہے ہم نے تم سے کہا تھا کہ اپنے بھتیجے کو منع کر دو، مگر تم نے ایسا نہیں کیا، خدا کی قسم! ہم اپنے معبودوں اور آباء واجداد کی توہین گوارا نہیں کر سکتے، تم اس کو روک دو ورنہ وہ اور تم میدان میں آؤ کہ ہم دونوں میں سے ایک کا فیصلہ ہو جائے۔'' وہ یہ کہہ کر چلے گئے۔ ابوطالب نے حضور

---

1 ......تمہیں تہس نہس کرنا چاہتا ہے۔

2 ......صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الشعراء، باب ولاتخزنی یوم یبعثون، الحدیث: ٤٧٧٠، ج١، ص٢٩٤ علمیه۔

3 ......ترجمۂ کنز الایمان: تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا اسے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور نہ جو کمایا۔ (پ٣٠، اللھب: ١، ٢) علمیه۔

4 ......آمادہ۔ 5 ......کینہ ودشمنی۔

عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کو بلا کر کہا: ''اے میرے بھتیجے! تیری قوم نے میرے پاس آکر ایسا ایسا کہا ہے، تو اپنے آپ پر اور مجھ پر رحم کر اور مجھے اَمْرِ مَا لَایُطَاق [1] کی تکلیف نہ دے۔'' یہ سن کر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بدیں خیال کہ اب میرے چچا نے مجھے چھوڑ دیا ہے اور میری مدد سے عاجز آگیا ہے، یوں فرمایا: ''اے میرے چچا! اللہ کی قسم! اگر وہ سورج کو میرے دائیں ہاتھ پر اور چاند کو میرے بائیں ہاتھ پر رکھ دیں تا کہ میں اس کام کو چھوڑ دوں تب بھی میں اس کو نہ چھوڑوں گا یہاں تک کہ اللہ اسے غالب کردے یا میں خود اس میں ہلاک ہو جاؤں۔'' [2]

دست از طلب ندارم تا کام من بر آید — یا تن رسد بجاناں یا جاں ز تن بر آید

پھر آپ آبدیدہ ہوئے اور رو پڑے۔ آپ واپس ہوئے تو ابو طالب نے بلا کر کہا: ''اے میرے بھتیجے! جو کچھ آپ چاہیں کہیں میں کبھی آپ کا ساتھ نہ چھوڑوں گا۔'' جب قریش نے دیکھا کہ ابو طالب اس طرح نہیں مانتا تو عمارہ بن ولید بن مغیرہ کو ساتھ لے کر اس کے پاس آئے، کہنے لگے: اے ابو طالب! یہ عمارہ قریش میں نہایت قوی اور خوبصورت نوجوان ہے۔ ہم یہ تجھے دیتے ہیں تو اس کو اپنا بیٹا بنالے اور اس کے عوض میں اپنے بھتیجے کو ہمارے حوالے کردے۔ ابو طالب نے کہا: ''اللہ کی قسم! تم مجھے بڑی تکلیف دیتے ہو، کیا تم مجھے اپنا بیٹا دیتے ہو کہ میں اسے تمہارے واسطے پالوں اور اپنا بیٹا تمہیں دوں کہ اسے قتل کر ڈالو! اللہ کی قسم! ایسا ہرگز نہ ہوگا۔'' [3] یہ سن کر قریش اور بھی بَرافْرَوْختَہ ہوگئے وہ ایک روز وَلِیْد بن مُغِیْرہ کے پاس جمع ہوئے، ولید مذکور فَصاحَت وبَلاغَت میں ان کا سردار تھا۔ ایامِ حج قریب تھے۔ ولید و قریش میں یوں گفتگو ہوئی:

ولید: اے گروہِ قریش! حج کا موسم آگیا ہے، عرب کے قبائل تمہارے پاس آئیں گے جنہوں نے تمہارے صاحب کا حال سن لیا ہے۔ اس کے بارے میں ایک رائے پر اتفاق کرلو ایسا نہ ہو کہ تم ایک دوسرے کی تکذیب کرو۔

قریش: آپ ہی ایک رائے قائم کردیں ہم اسے تسلیم کرلیں گے۔

ولید: نہیں! تم ہی کہو میں سنتا ہوں۔

---

1 ......ایسا کام جس کی طاقت نہ ہو۔

2 ......سیرت ابن ہشام۔

3 ......السيرة النبوية لابن هشام، مباداة رسول الله...الخ، ص۱۰۳۔۱۰۴ ملتقطاً۔

قریش: ہم کہیں گے کہ وہ کاہن ہے۔

ولید: اللہ کی قسم! وہ کاہن نہیں، ہم نے کاہن دیکھے ہوئے ہیں اس کا کلام نہ کاہن کا زَمزَمہ[1] ہے نہ سَجْعُ۔[2]

قریش: ہم کہیں گے کہ وہ دیوانہ ہے۔

ولید: وہ دیوانہ نہیں، ہم نے دیوانگی دیکھی ہوئی ہے وہ دیوانہ کا غیظ وغضب نہیں نہ دیوانہ کا خلجان[3] ووسوسہ ہے۔

قریش: ہم کہیں گے کہ وہ شاعر ہے۔

ولید: وہ شاعر نہیں، ہمیں تمام اقسام شعر رَجْز، ہَزَج، قَرِیض، مَقْبُوض اور مَبْسُوط معلوم ہیں اس کا کلام شعر نہیں۔

قریش: ہم کہیں گے کہ وہ جادوگر ہے۔

ولید: وہ جادوگر نہیں، ہم نے جادوگر اور ان کے جادو دیکھے ہوئے ہیں، یہ جادوگروں کا پھونک مارنا نہیں اور نہ ان کا رسیوں یا بالوں کو گرہ دینا ہے۔

قریش: ابو عبد شمس! پھر تم بتاؤ ہم کیا کہیں؟

ولید: اللہ کی قسم! اس کے کلام میں بڑی حَلاوَت[4] ہے، اس کلام کی اَصل مضبوط جڑ والا درخت خُرما ہے اور اس کی فَرْع پھل ہے۔ ان باتوں میں سے جو تم کہو گے وہ ضرور پہچان لی جائے گی کہ جھوٹ ہے اس کے بارے میں صحت سے قریب تر قول یہ ہے کہ تم کہو: وہ جادوگر ہے اور ایسا کلام لایا ہے جو جادو ہے، اس کلام میں وہ باپ بیٹے میں، بھائی بھائی میں، میاں بیوی میں اور خَوِیش[5] واَقارب میں جدائی ڈال دیتا ہے۔

ولید کا کلام سن کر وہ مجلس سے چلے گئے جب موسم حج میں لوگ آنے لگے تو وہ ان کے راستوں میں بیٹھتے جو کوئی ان کے پاس سے گزرتا وہ اس کو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ڈرا دیتے اور آپ کا حال بیان کر دیتے اللہ تعالٰی نے ولید کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں:

ذَرۡنِیۡ وَمَنۡ خَلَقۡتُ وَحِیۡدًا ﴿۱۱﴾ وَّ جَعَلۡتُ لَہٗ مَالًا مَّمۡدُوۡدًا ﴿۱۲﴾ وَّ بَنِیۡنَ شُہُوۡدًا ﴿۱۳﴾ وَّ مَہَّدۡتُّ لَہٗ تَمۡہِیۡدًا ﴿۱۴﴾

چھوڑ دے مجھ کو اور اس کو جو میں نے بنایا اکیلا اور دیا میں نے اس کو مال پھیلا کر اور بیٹے موجود (یعنی زندگی والے) اور تیاری کر

---

1 ......گیت۔ 2 ......قافیہ دار کلام۔شاعری۔ 3 ......اندیشہ۔
4 ......مٹھاس۔ 5 ......(خ ـ ے ـ ش) یعنی قریبی رشتہ دار۔

ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ﴿۱۵﴾ كَلَّا ؕ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ﴿۱۶﴾ (مدثر، ع ۱، آیت ۱۱)[1] دی اس کو خوب تیاری اور پھر لالچ رکھتا ہے کہ اور دوں۔ کوئی نہیں وہ ہے ہماری آیتوں کا مخالف۔[2]

ان کے بعد کی اور کئی آیتیں وَلید ہی کے بارے میں ہیں۔

اسی طرح ایک دن جب کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مسجد میں اکیلے بیٹھے ہوئے تھے سردارِ قوم عُتْبَہ بن رَبِیْعَہ بن عبد شمس اور قریش میں یوں[3] گفتگو ہوئی:

عتبہ: اے گروہ قریش! کیا میں محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے پاس جاؤں تا کہ اس سے کلام کروں اور چند باتیں اس کے آگے پیش کروں شاید وہ ان میں سے ایک بات کو پسند کرے پس ہم وہ کر دیں اور وہ ہم سے باز رہے۔

قریش: ہاں اے ابوالولید! آپ جائیے اور اس سے گفتگو کیجئے۔

عتبہ: (حضرت سے مخاطب ہوکر) بھائی کے بیٹے! آپ کو معلوم ہے کہ خَوِیْش و اقارب[4] میں آپ بزرگ و بَرگُزِیْدَہ اور نسب میں عالی رتبہ ہیں آپ اپنی قوم میں ایک نیا مذہب لائے ہیں جس سے آپ نے ان کی جماعت کو پَراگَندہ[5] کر دیا ہے آپ نے ان کے داناؤں کو نادان بتایا ان کے معبودوں اور ان کے دین کو برا کہا اور ان کے گزشتہ آباء واجداد کو کافر بتایا۔ سنئے! میں چند باتیں پیش کرتا ہوں شاید آپ ان میں سے ایک بات پسند فرمائیں۔

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: ابوالولید! بیان کر، میں سنتا ہوں۔

عتبہ: بھائی کے بیٹے! اس نئے مذہب سے آپ کا مقصود اگر مال ہے تو ہم آپ کے لئے اتنا مال جمع کر دیتے ہیں کہ آپ ہم سب سے زیادہ مالدار بن جائیں، اگر اس سے ہم پر شرف مقصود ہے تو ہم آپ کو اپنا سردار بنا لیتے ہیں آپ کے بغیر کوئی کام نہ کیا کریں گے۔ اگر آپ کو ملک مطلوب ہے تو ہم آپ کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیتے ہیں۔ اگر ہم آپ سے اس جن کو نہ روک سکیں جو آپ کے پاس آتا ہے تو آپ کا علاج کرائیں گے اور علاج میں اپنا خرچ کریں گے یہاں تک کہ وہ جن

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: اسے مجھ پر چھوڑ جسے میں نے اکیلا پیدا کیا اور اسے وسیع مال دیا اور بیٹے دیئے سامنے حاضر رہتے اور میں نے اس کے لئے طرح طرح کی تیاریاں کیں پھر یہ طمع کرتا ہے کہ میں اور زیادہ دوں ہرگز نہیں وہ تو میری آیتوں سے عناد رکھتا ہے۔ (پ ۲۹، المدّثّر: ۱۱۔۱۶) علمیه

2 ......السيرة النبوية لابن هشام، تحير الوليد بن المغيرة...الخ، ص ۱۰۵ علميه

3 ......سیرت ابن ہشام۔ 4 ......رشتہ داروں۔ 5 ......منتشر۔

بھاگ جائے۔

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: ابوالولید! کیا تو کہہ چکا جو کہنا تھا؟

عتبہ: ہاں!

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: مجھ سے سن!

عتبہ: سنایئے!

(آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سورۂ حٰمٓ السجدہ کی آیات تا آیۂ سجدہ تلاوت فرما کر سجدہ کیا اور عتبہ کھڑا سنتا رہا)

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: ابوالولید! تو نے سنا!

عتبہ: میں نے سن لیا، آپ جانیں اور آپ کا کام!

قریش: (عتبہ کو آتا دیکھ کر ایک دوسرے سے) اللہ کی قسم! ابوالولید وہ چہرہ لے کر نہیں آیا جو لے کر گیا تھا۔ (عتبہ کو پاس بیٹھا دیکھ کر) ابوالولید! وہاں کا حال سنایئے!

عتبہ: اللہ کی قسم! میں نے ایسا کلام سنا کہ اس کی مثل کبھی نہیں سنا، اللہ کی قسم! وہ شعر نہیں نہ جادو ہے نہ کہانت۔ اے گروہ قریش! میرا کہا مانو، اس شخص کو کرنے دو جو کرتا ہے اور اس سے الگ ہو جاؤ۔ اللہ کی قسم! میں نے جو کلام اس سے سنا ہے اس کی بڑی عظمت وشان ہوگی۔ اگر عرب اس کو مغلوب کرلیں تو تم غیر کے ذریعے اس سے بچ گئے۔ اگر وہ عرب پر غالب آ گیا تو اس کا ملک تمہارا ملک ہے اور اس کی عزت تمہاری عزت ہے تم اس کے سبب سے خوش نصیب ہو جاؤ گے۔

قریش: ابوالولید! اللہ کی قسم! اس نے اپنی زبان سے تجھے بھی جادو کر دیا۔

عتبہ: اس کی نسبت میری یہی رائے ہے، تم جو چاہو کرو۔[1]

اب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ذکر بلادِ عرب میں دور دور پہنچ چکا تھا قریش روز بروز تشدد میں زیادتی کرتے جاتے تھے، انہوں نے آپ کو طرح طرح کی اذیتیں دیں کمینے لوگوں کو آپ پر برانگیختہ کیا، آپ کی تکذیب کی، آپ پر استہزاء کیا، آپکو شاعر کہا، جادوگر بتایا، کاہن کہا، سڑی[2] اور پاگل بتایا مگر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم برابر تبلیغ فرماتے رہے۔

---

1 ......السيرة النبوية لابن هشام،قول عتبة بن ربيعة...الخ،ص ١١٤ ملخصاً ـ علميه

2 ......دیوانہ۔

ایک روز آپ خانہ کعبہ کے نزدیک نماز پڑھ رہے تھے۔حرم شریف میں اس وقت قریش کی ایک جماعت موجود تھی۔عُقْبَہ بن اَبی مُعِیط نے ابوجہل کی ترغیب سے ذبح کیے ہوئے اونٹوں کی اوجھ[1] سجدے کی حالت میں آپ کے دونوں شانوں کے درمیان رکھ دی، یہ دیکھ کر وہ سب نابکار قہقہہ مار کر ہنسے۔کسی نے آپ کی صاحبزادی بی بی فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو خبر کر دی وہ فوراً دوڑی آئیں اور آپ کی پشت مبارک سے وہ پلیدی دور کر دی اور ان کو برا بھلا کہا۔یہ نابکار حُرُماتُ اللّٰہ[2] کی بے حرمتی بھی کیا کرتے تھے۔اس لئے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو یوں بددعا فرمائی:[3] ''یااللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تو گروہ قریش کو پکڑ۔یااللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تو ابوجهل بن هِشام، عُتبه بن رَبیعه، شَیْبَه بن رَبیعه، عُقْبَه بن اَبی مُعِیط اور اُمَیَّه بن خَلَف کو پکڑ۔'' اس حدیث کے راوی حضرت عبد اللّٰہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سب کو بَدْر کے دن مقتول دیکھا اور اُمَیَّہ کے سوا سب چاہِ بدر میں پھینک دیئے گئے، امیہ موٹا تھا، جب اسے کھینچنے لگے تو چاہ میں ڈالنے سے پہلے ہی اس کے اعضاء ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔[4]

اسی طرح شیاطین قریش ایک دن خانہ کعبہ میں جمع تھے۔ابوجہل ایک بھاری پتھر اٹھا کر سجدے کی حالت میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سر مبارک کو کچلنے کے لئے آگے بڑھا جب وہ نزدیک پہنچا تو وہ خوف زدہ اور رنگ بدلا ہوا پیچھے بھاگا اور پتھر ہاتھ سے نہ پھینک سکا۔قریش نے پوچھا اے ابوالْحَکَم! تجھے کیا ہوا؟ بولا: جب میں نزدیک گیا تو میں نے اس کے وَرے[5] ایک اونٹ دیکھا۔اللّٰہ کی قسم! میں نے اس کا وہ سر اور گردن اور دانت دیکھے کہ کبھی کسی اونٹ کے دیکھنے میں نہیں آئے، وہ اونٹ مجھے کھانے لگا تھا۔رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:[6] ''وہ جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام تھے، اگر ابوجہل اور نزدیک آتا تو اسے پکڑ لیتے۔''[7] ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ وہ نابکار کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے اور رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مقام ابراہیم کے پاس نماز پڑھ رہے تھے۔عقبہ بن ابی معیط نے آپ کی گردن مبارک میں چادر ڈال لی پھر اسے کھینچا یہاں تک کہ آپ گھٹنوں کے بل گر پڑے۔لوگوں کو گمان ہوا کہ

---

1 ......معدہ۔ 2 ......جن کو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے محترم بنایا۔

3 ......صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب طرح جیف المشرکین فی البئر۔

4 ......صحیح البخاری، کتاب الجزیة والموادعة، باب طرح جیف المشرکین...الخ، الحدیث:۳۱۸۵، ج۲، ص۳۷۲۔ علمیه

5 ......قریب۔ 6 ......سیرت ابن ہشام۔

7 ......السیرة النبویة لابن هشام، ما دار بین رسول اللّٰه...الخ، ص۱۱۷ ملتقطاً۔ علمیه

آپ کا انتقال ہوگیا، حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ دوڑے آئے اور فرمانے لگے:[1] "کیا تم ایک شخص کو اس لئے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے۔"[2] یہ سن کر وہ ہٹ گئے۔

یہ اذیتیں آنحضرت صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم تک محدود نہ تھیں بلکہ آپ کے اصحاب بھی طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا تھے۔ وہ غریب مسلمان جن کا مکہ میں کوئی قبیلہ اور یار و یاور[3] نہ تھا خصوصیت سے قریش کا تختہ مشق[4] بنے ہوئے تھے۔ اذیتیں مختلف انواع کی تھیں مثلاً آگ پر لٹا دینا، تپتی ریت پر لٹا کر بھاری پتھر سینہ پر رکھ دینا تاکہ کروٹ نہ لے سکے، چابک سے اس قدر مارنا کہ ٹوٹ جائے، چٹائی میں لپیٹ کر ناک میں دھواں دینا، جکڑ کر کوٹھڑی میں بند کر دینا، پاؤں میں رسی باندھ کر تپتی ریت پر گھسیٹنا، گلا اس قدر گھونٹنا کہ دم نکل جانے کا گمان ہو جائے، زدو کوب[5] سے بیہوش و مُخْتَلُّ الْحواس[6] کر دینا، نیزہ مار کر ہلاک کر دینا وغیرہ۔

۵ نبوت

جب آنحضرت صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے دیکھا کہ مسلمانوں کا مکہ میں رہنا مشکل ہوگیا ہے تو آپ نے اصحاب سے فرمایا کہ ملک حبشہ کا بادشاہ اپنے ہاں کسی پر ظلم نہیں ہونے دیتا، تم میں سے جو چاہیں وہاں چلے جائیں۔ چنانچہ اس سال ماہ رجب میں اوّل اوّل گیارہ مرد اور چار عورتوں نے ہجرت کی، جن میں حضرت عثمان غنی اور ان کی زوجہ محترمہ رُقَیَّہ بنت رسول اللہ بھی تھیں۔ حسن اتفاق سے جب یہ بندرگاہ پر پہنچے تو دو تجارتی جہاز حبشہ کو جا رہے تھے، جہاز والوں نے ان کو سستے کرایہ پر بٹھا لیا۔ قریش کو خبر لگی تو انہوں نے بندرگاہ تک تعاقب کیا مگر موقعہ نکل چکا تھا۔[7]

مہاجرین قریباً تین ماہ حبشہ میں امن و امان سے رہے۔ ماہِ شوال میں ان کو یہ غلط خبر پہنچی کہ اہل مکہ ایمان لے آئے ہیں اس لئے ان میں سے اکثر مکہ میں واپس آگئے۔

1 ......صحیح بخاری، مناقب ابو بکر۔

2 ......صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب قول النبی...الخ، الحدیث: ۳۶۷۸، ج۲، ص۵۲۴۔ علمیه

3 ......دوست و مددگار۔ 4 ......ظلم و ستم کا نشانہ۔ 5 ......مار پیٹ۔

6 ......حواس باختہ، جس کے حواس جاتے رہیں۔

7 ......المواهب اللدنية و شرح الزرقاني، الهجرة الاولى الى الحبشة، ج۱، ص۵۰۳...... والطبقات الكبرى، ذكر هجرة من هاجر...الخ، ج۱، ص۱۵۹۔ علمیه

۶ سنہ نبوت

اس سال آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چچا امیر حمزہ ایمان لائے اور ان کے تین دن بعد حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بھی مشرف باسلام ہوئے۔ جو لوگ حبشہ سے واپس آئے تھے قریش نے ان کو اور دوسرے مسلمانوں کو زیادہ ستانا شروع کیا یہاں تک کہ ہجرت پر مجبور ہوئے۔ چنانچہ اس دفعہ ۸۳ مرد اور ۱۸ عورتیں حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی اجازت سے ہجرت کر کے حبشہ چلی گئیں۔[1]

جب آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی تو مہاجرین حبشہ میں سے کچھ لوگ فوراً واپس آ گئے۔ حضرت جعفر بن ابی طالب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وغیرہ جو وہاں رہ گئے تھے وہ فتح خیبر کے وقت مدینہ میں واپس آئے۔ جب حضرت جعفر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نے ان سے معانقہ کیا اور پیشانی کو بوسہ دے کر فرمایا:[2] ''میں نہیں بتا سکتا کہ فتح خیبر سے مجھے زیادہ خوشی ہے یا جعفر کے آنے سے۔''

حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بھی بارادۂ ہجرت حبشہ کی طرف نکلے تھے۔ بَرْکُ الْغِماد تک جو مکہ سے یَمَن کی طرف پانچ دن کی راہ ہے، یہ پہنچے تھے کہ قبیلہ قارّہ کا سردار ابن الدُّغُنَّہ ملا، اس نے پوچھا: کہاں جا رہے ہو؟ آپ نے جواب دیا کہ میری قوم نے مجھے نکلنے پر مجبور کر دیا، میں چاہتا ہوں کہ کہیں الگ جا کر خدا کی عبادت کروں۔ ابن الدُّغُنَّہ نے کہا: یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ سا فیّاض و مہمان نواز، اپنوں سے نیک سلوک کرنے والا، غریب پرور اور حوادث حق میں لوگوں کا مددگار مکہ سے نکل جائے یا نکالا جائے، میں آپ کو اپنی پناہ میں لیتا ہوں۔ اس لئے آپ ابن الدُّغُنَّہ کے ساتھ مکہ میں واپس آ گئے۔[3]

جب قریش کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے مشورہ کر کے ایک سفارت بسر کردگی عَمْرو بن العَاص اور عبد اللّٰہ بن ابی ربیعہ

---

1 ......المواهب اللدنية وشرح الزرقاني، اسلام الفاروق، ج٢، ص٣ والهجرة الثانية...الخ، ج٢، ص٣١ ملخصاً۔ علميه

2 ......مشکوٰۃ شریف بحوالہ شرح السنہ، باب المصافحۃ والمعانقۃ۔......(مشكاة المصابيح، كتاب الآداب، باب المصافحة والمعانقة، الحديث: ٤٦٨٦ـ٤٦٨٧، ج٢، ص١٧٠ـ١٧١ ملتقطاً۔ علميه)

3 ......تفصیل کے لئے دیکھو صحیح بخاری، باب ہجرت مدینہ ۱۲ منہ......(صحيح البخاری، كتاب مناقب الانصار، باب هجرة النبی و اصحابه الی المدينة، الحديث: ٣٩٠٥، ج٢، ص٥٩١ ملخصاً۔ علميه)

(یا عُمَارَہ بن وَلِیْد) نجاشی کی خدمت میں مع تحائف بھیجی۔ سُفَراء[1] وہاں پہنچ کر پہلے بادشاہ کے بَطارِقہ[2] سے ملے اور نذریں پیش کر کے کہا کہ ہم میں چند نادان لونڈوں نے ایک نیا دین ایجاد کیا ہے جو نصرانیت و بت پرستی دونوں سے جدا ہے، وہ بھاگ کر یہاں پناہ گزین ہو گئے ہیں ہمیں اشراف قریش نے آپ کے بادشاہ کے پاس بھیجا ہے کہ ان کو واپس کر دے درخواست پیش ہونے پر آپ ہماری تائید کر دیں۔ چنانچہ سُفَراء نے نجاشی کی خدمت میں حاضر ہو کر تحائف پیش کیے اور سارا قصہ بیان کیا، بادشاہ نے مہاجرین کو طلب کیا۔ بَطارِقہ نے کہا: ''حضور! یہ لوگ ان کے حال سے بخوبی واقف ہیں آپ ان کے حوالہ کر دیں۔'' بادشاہ نے کہا: ''نہیں پہلے ہم ان سے دریافت کر لیں۔'' چنانچہ جب مہاجرین دربار میں حاضر ہوئے تو حضرت جعفر بن ابی طالب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ان کی طرف سے اس طرح تقریر شروع کی:[3]

''شاہا! ہم لوگ ایک جاہل قوم تھے، بتوں کو پوجتے تھے، مردار کھاتے تھے، بدکاریاں کرتے تھے، اپنوں سے دشمنی رکھتے تھے، پڑوسیوں سے برا سلوک کرتے تھے، قوی لوگ کمزوروں کو کھا جاتے تھے، ہم اس حالت میں تھے کہ اللہ تعالٰی نے ہم میں سے ایک رسول ہماری طرف بھیجا جس کے نسب اور صدق و امانت اور پرہیزگاری سے ہم لوگ پہلے سے واقف تھے، اس نے ہم کو یہ دعوت دی کہ ہم خدا کو ایک جانیں، اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، بتوں کی پوجا جو ہم اور ہمارے باپ دادا کیا کرتے تھے چھوڑ دیں، سچ بولا کریں، امانت ادا کریں، اپنوں سے محبت و سلوک رکھیں، ہمسایوں سے نیک سلوک کریں، محارم اور خونریزی سے باز آئیں، یتیموں کا مال نہ کھائیں، عفیف عورتوں[4] پر تہمت نہ لگائیں، نماز پڑھیں، صدقہ دیں، روزے رکھیں، پس ہم اس پر ایمان لے آئے، اللہ کی عبادت کرنے لگے، شرک و بت پرستی چھوڑ دی، حرام کو حرام اور حلال کو حلال جاننے لگے، اس جرم پر ہماری قوم ہم پر ٹوٹ پڑی اور اذیت دے کر مجبور کرنے لگی کہ ہم اللہ کی عبادت چھوڑ کر پھر بتوں کو پوجنے لگ جائیں اور خبائث کو بدستور سابق حلال سمجھیں۔ جب انہوں نے ہم پر قہر و ظلم کیا اور ہمارے فرائض مذہبی کی بجا آوری میں سدِّ راہ[5] ہو گئے تو ہم آپ کے ملک میں آپ کی پناہ میں آ گئے، ہمیں امید ہے کہ آپ کے ہاں ہم پر ظلم نہ ہوگا۔''

یہ تقریر سن کر نجاشی نے کہا کہ تمہارے پیغمبر پر جو کلام اترا ہے اس میں سے کچھ سناؤ۔ حضرت جعفر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی

1 ......سفیر کی جمع۔ 2 ......پادری۔ 3 ......سیرت ابن ہشام۔
4 ......پاک دامن عورتوں۔ 5 ......رکاوٹ۔

عَنۡہُ نے سورۂ مریم کی چند آیتیں پڑھیں۔ نجاشی سن کر اتنا رویا کہ اس کی ڈاڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی اور اس کے اساقفہ[1] بھی روئے۔ پھر نجاشی نے کہا: ''یہ کلام اور انجیل دونوں ایک ہی چراغ کے پرتو ہیں۔'' اس کے بعد سفیروں سے کہا کہ تم واپس چلے جاؤ، اللہ کی قسم! میں ان کو تمہارے حوالہ نہ کروں گا۔

دوسرے دن عَمرو بن العاص نے حاضر دربار ہوکر عرض کیا: ''حضور! یہ لوگ حضرت عیسیٰ عَلَیۡہِ السَّلَام کی نسبت بُرا عقیدہ رکھتے ہیں۔'' نجاشی نے مسلمانوں کو طلب کیا، جب وہ حاضر ہوئے تو ان سے پوچھا کہ ''تم حضرت عیسیٰ عَلَیۡہِ السَّلَام کی نسبت کیا عقیدہ رکھتے ہو؟'' حضرت جعفر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے کہا: ہم اعتقاد رکھتے ہیں جیسا کہ ہمارے پیغمبر نے فرمایا ہے کہ عیسیٰ عَلَیۡہِ السَّلَام خدا عَزَّوَجَلَّ کے بندے اور پیغمبر اور روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں۔ یہ سن کر نجاشی نے زمین سے ایک تنکا اٹھالیا اور کہا: ''واللہ! جو تم نے کہا حضرت عیسیٰ عَلَیۡہِ السَّلَام اس سے اس تنکے کے برابر بھی زیادہ نہیں ہیں۔'' جب نجاشی کی زبان سے یہ الفاظ نکلے تو بَطارِقہ حاضرین کے نتھنوں سے خَرخَراہٹ کی آواز آنے لگی مگر نجاشی نے پروانہ کی اور سِفارَت بالکل ناکام واپس آئی۔[2]

۷ نبوت

قریش نے جب دیکھا کہ باوجود تشدد و مزاحمت کے اسلام قبائل عرب میں پھیل رہا ہے۔ حضرت حمزہ و عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُمَا جیسے لوگ ایمان لا چکے ہیں، نجاشی نے مسلمانوں کو پناہ دی ہے اور سفارت بھی بے نَیلِ مَرام[3] واپس آگئی ہے تو انہوں نے بالاتفاق یہ قرار[4] دیا کہ (حضرت) محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو علانیہ قتل کردیا جائے۔ ابوطالب کو یہ خبر پہنچی تو اس نے بنی ہاشم و بنی مُطَّلِب کو جمع کرکے کہا کہ (حضرت) محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو بغرض حفاظت اپنے شِعب (درّہ) میں لے چلو، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، جب قریش کو معلوم ہوا کہ ہاشم و مُطَّلِب کی اولاد نے (سوائے ابولہب کے) بلا امتیازِ مذہب حضرت کو اس طرح اپنی پناہ میں لے لیا ہے تو انہوں نے مقام مُحَصَّب میں جو کہ مکہ و منٰی کے درمیان ہے آپس میں یہ عہد کیا کہ ہاشم و مُطَّلِب کی اولاد سے مناکحت[5] اور لین دین سب موقوف کردیا جائے

1 ......اُسْقُف کی جمع، یعنی پادریوں کے سردار۔

2 ......السيرة النبوية لابن هشام،ارسال قريش الى الحبشة...الخ،ص۱۳۲۔۱۳۴ملخصاً ۔ علميه

3 ......مقصد حاصل کیے بغیر۔ 4 ......خصائص کبریٰ للسیوطی بحوالہ بیہقی وابونعیم۔ 5 ......شادی بیاہ۔

یہاں تک کہ وہ تنگ آ کر محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو قتل کے لئے ہمارے حوالہ کر دیں۔[1] اور تاکید مزید کے لئے یہ مُعاہَدہ تحریر کر کے کعبۃ اللّٰہ کی چھت میں لٹکا دیا۔ کفار قریش نے نہایت سختی سے اس معاہدہ پر عمل کیا، باہر سے جو غلہ مکہ میں آتا وہ خود ہی خرید لیتے اور مسلمانوں تک نہ پہنچنے دیتے اگر ان میں سے کوئی بطور صلہ رحم اپنے کسی مسلمان رشتہ دار کو اناج بھیجتا تو اس کے بھی سدراہ ہوتے۔ غرض بنو ہاشم شعب ابی طالب میں طرح طرح کی تکلیفیں اٹھاتے رہے۔ ابو طالب کا یہ معمول تھا کہ جب لوگ سو جاتے تو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بغرض حفاظت آپ کے بستر سے اٹھاتا تاکہ دوسرے بستر پر جالیٹیں اور آپ کے بستر پر اپنے کسی بیٹے یا بھائی کو لٹاتا۔[2]

صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کیا کہ ابو طالب آپ کی مراعات و مدد کیا کرتا تھا اور آپ کے لئے ناراض ہوا کرتا تھا کیا یہ عمل اس کو فائدہ دے گا؟ آپ نے فرمایا: نَعَمْ وَجَدتُّہٗ فِیْ غَمَرَاتٍ مِنَ النَّارِ فَاَخْرَجْتُہٗ اِلٰی ضَحْضَاحٍ.[3] ہاں! میں نے اسے سرتاپا بڑی آگ میں پایا پس اس کو نکال کر تھوڑی آگ میں کر دیا جو اس کے ٹخنوں تک پہنچتی ہے۔

یہ تو عذاب قبر میں تخفیف ہے قیامت کو بھی اس کی یہی حالت ہوگی۔ چنانچہ ابو سعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ ابو طالب کا ذکر آیا تو رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: لَعَلَّہٗ تَنْفَعُہٗ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَیُجْعَلُ فِیْ ضَحْضَاحٍ مِنَ النَّارِ یَبْلُغُ کَعْبَیْہِ یَغْلِیْ مِنْہُ دِمَاغُہٗ[4] مجھے امید ہے قیامت کو میری شفاعت اسے فائدہ دے گی پس اس کو تھوڑی آگ میں کر دیا جائے گا جو اس کے ٹخنوں تک پہنچے گی جس سے اس کا دماغ جوش کھائے گا۔ بعض علماء نے خلافِ اَحادیث صحاح ابو طالب کا ایمان ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ والعلم عند اللّٰہ۔

جب تین سال اسی حالت میں گزر گئے تو اللّٰہ تعالٰی نے اپنے حبیب پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو خبر دی کہ اس مُعاہَدے کو دیمک اس طرح چاٹ گئی ہے کہ اللّٰہ کے نام کے سوا اس میں کچھ باقی نہیں رہا۔ آپ نے یہ خبر ابو

---

1 ......صحیح بخاری، باب نزول النبی صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم مکہ۔

2 ......المواھب اللدنیۃ و شرح الزرقانی، دخول الشعب و خبر الصحیفۃ، ج۲، ص۱۲-۱۴۔ علمیہ

3 ......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب شفاعۃ النبی...الخ، الحدیث: ۲۰۹، ص۱۳۳۔ علمیہ

4 ......صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب شفاعۃ النبی...الخ، الحدیث: ۲۱۰، ص۱۳۳۔ علمیہ

طالب کو دی اس نے کفارِ قریش کو جا کر کہا: ''اے گروہِ قریش! میرے بھتیجے نے مجھ کو اس طرح خبر دی ہے تم اپنا مُعاہدہ لاؤ، اگر یہ خبر صحیح نکلی تو تم قطع رحم سے باز آؤ اور اگر غلط نکلی تو میں اپنے بھتیجے کو تمہارے حوالے کردوں گا۔'' وہ اس پر راضی ہو گئے، جب معاہدہ دیکھا گیا تو ویسا ہی پایا گیا جیسا کہ خبر دی گئی تھی[1] اسی وقت پانچ اشخاص (ھشام بن عَمْر و، زہیر بن ابی اُمَیَّہ مَخزومی، مُطْعِم بن عَدِی، ابو البختری، زمعہ بن الاَسْوَد) کچھ قیل وقال کے بعد اس معاہدے کو چاک کرنے پر متفق ہوگئے[2] اور آخر کار ابو البختری نے لے کر پھاڑ ڈالا، باقی سب بجائے رُوبراہ[3] ہونے کے مزید ایذاء کے درپے ہو گئے۔

۱۰ نبوت

اس سال ماہِ رمضان میں ابو طالب نے وفات پائی اور اس کے تین روز بعد خدیجۃ الکبریٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا بھی انتقال فرما گئیں۔ اب کفار قریش رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ایذا رسانی پر اور دلیر ہو گئے۔ ایک روز ایک نابکار نے راہ میں آپ کے سر مبارک پر خاک ڈال دی آپ اسی حالت میں گھر تشریف لے گئے آپ کی صاحبزادی نے دیکھا تو پانی لے کر سر مبارک کو دھونے لگیں اور روتی جاتی تھیں، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''جانِ پدر! اللہ تعالیٰ تیرے باپ کو بچالے گا۔''[4]

آخر آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تنگ آکر اس خیال سے کہ اگر ثَقِیْف ایمان لے آئے تو قریش کے برخلاف میری مدد کریں گے طائف کا قصد کیا، زید بن حارثہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ تھے، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے وہاں پہنچ کر اشرافِ ثَقِیْف یعنی عَبْدِ یالیل اور اس کے بھائی مسعود وحبیب[5] کو دعوتِ اسلام دی۔ مگر انہوں نے آپ کی دعوت کا بری طرح جواب[6] دیا ایک بولا: ''اگر تجھے خدا نے پیغمبر بنایا ہے تو وہ کعبہ کا پردہ چاک

---

1 ......الخصائص الکبری، باب ماوقع فی قصة الصحیفة من الآیات، ج۱، ص۲۴۹۔۲۵۰ ملخصاً وصحیح البخاری، کتاب الحج، باب نزول النبی مکة، الحدیث: ۱۵۸۹، ج۱، ص۵۳۵ ملتقطاً۔ علمیه

2 ......الکامل فی التاریخ، ذکر امر الصحیفة، ج۱، ص۶۰۵۔ علمیه

3 ......آمادہ۔

4 ......سیرت ابن ہشام۔......(السیرة النبویة لابن هشام، وفاة ابی طالب و خدیجة، ص۱۶۵-۱۶۶ ملتقطاً۔ علمیه)

5 ......سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں یہاں ''مسعود حبیب'' لکھا ہے یقیناً یہ کتابت کی غلطی ہے، جس کی وجہ سے درمیان میں ''و'' لکھنے سے رہ گیا، صحیح ''مسعود و حبیب'' ہے، سیرۃ ابن ھشام میں لکھا ہے کہ یہ تینوں بھائی تھے۔ و ھم إخوة ثلاثة: عبد یالیل بن عمرو، و مسعود بن عمرو، و حبیب بن عمرو بن عمیر بن عوف بن ثقیف۔

6 ......سیرت ابن ہشام۔

کر رہا ہے۔'' دوسرے نے کہا: ''کیا خدا کو پیغمبری کے لئے تیرے سوا کوئی اور نہ ملا؟'' تیسرے نے کہا: ''میں ہرگز تجھ سے کلام نہیں کر سکتا، اگر تو پیغمبری کے دعویٰ میں سچا ہے تو تجھ سے گفتگو کرنا خلاف ادب ہے اور اگر جھوٹا ہے تو قابل خطاب نہیں۔'' جب آپ مایوس ہو کر واپس ہوئے تو انہوں نے کمینے لوگوں اور غلاموں کو آپ پر ابھارا جو آپ کو گالیاں دیتے اور تالیاں بجاتے تھے، اتنے میں لوگ جمع ہو گئے وہ آپ کے راستہ میں دو رویہ[1] صف باندھ کر کھڑے ہو گئے جب آپ درمیان سے گزرے تو قدم اٹھاتے وقت آپ کے پاؤں پر پتھر برسانے لگے یہاں تک کہ نعلین مبارک خون سے بھر گئے، جب آپ کو پتھروں کا صدمہ پہنچتا تو بیٹھ جاتے، مگر وہ بازو تھام کر کھڑا کر دیتے جب پھر چلنے لگتے تو پتھر برساتے اور ساتھ ساتھ ہنستے جاتے۔ اس طرح انہوں نے عُتْبہ اور شَیْبہ پسرانِ رَبیْعَہ کے باغ تک آپ کا تعاقب کیا، آپ نے باغ میں ایک انگور کی شاخ کے سایہ میں پناہ لی۔ عُتْبہ اور شَیْبہ اگرچہ آپ کے سخت دشمن تھے مگر آپ کی اس حالت پر ان کو بھی رحم آ گیا، انہوں نے اپنے نصرانی غلام عدّاس سے کہا کہ انگور کا ایک خوشہ تھال میں رکھ کر ان کے پاس لے جا اور کہہ دے کہ کھا لیں۔ آپ نے بسم اللہ کہہ کر کھایا، عدّاس متعجب ہو کر کہنے لگا کہ ان شہروں کے لوگ ایسا نہیں کہتے۔ آپ نے پوچھا: تو کہاں سے ہے؟ اس نے کہا: نینویٰ سے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ نیک بندے یونس بن متّٰی عَلَیْہِ السَّلَام کا شہر ہے۔ پھر اس نے آپ سے یونس عَلَیْہِ السَّلَام کا حال پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ بھی میری طرح پیغمبر تھے۔ یہ سن کر وہ آپ کے ہاتھ پاؤں چومنے لگا اور اسلام لایا۔[2]

اسی سفر میں مقام نَخْلہ میں جو مکہ مشرفہ سے ایک رات کا راستہ ہے۔ شہر نَصِیْبِیْن[3] کے جن حاضر ہوئے۔ آپ رات کو نماز میں قرآن مجید پڑھ رہے تھے وہ سن کر ایمان لائے۔ وَ اِذْ صَرَفْنَاۤ اِلَیْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ الآیہ[4] میں اسی طرف اشارہ ہے۔[5] نَخْلہ میں چند روز قیام رہا، وہاں سے آپ حرا میں تشریف لائے اور مُطْعِم بن عدِی کو پیغام بھیجا کہ کیا تم مجھے اپنی پناہ و امان میں لے سکتے ہو؟ مُطْعِم نے قبول کیا۔ آپ رات کو مُطْعِم کے ہاں رہے جب صبح ہوئی تو مُطْعِم اور اس کے

1 ......دونوں طرف۔

2 ......السيرة النبوية لابن هشام، سعى الرسول الى ثقيف يطلب النصرة، ص١٦٦-١٦٧ ملتقطاً۔ علميه

3 ......یہ مقام موصل سے چھ دن کا راستہ ہے اور موصل سے شام کو قافلہ کا راستہ ہے اس پر واقع ہے۔ ١٢ منہ

4 ......**ترجمۂ کنز الایمان:** اور جب کہ ہم نے تمہاری طرف کتنے جن پھیرے۔ (پ ٢٦، الاحقاف: ٢٩) علميه

5 ......السيرة النبوية لابن هشام، سعى الرسول الى ثقيف يطلب النصرة، ص١٦٨۔ علميه

بیٹوں نے ہتھیار لگائے اور آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کہا کہ آپ طواف کیجئے اور خود تلواریں لگائے ہوئے مَطاف میں موجود رہے جب حضرت طواف سے فارغ ہوئے تو اسی ہیئت میں آپ کے دولت خانہ تک آپ کے ساتھ آئے۔

اس سفر طائف کے مدتوں بعد ایک روز عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے عرض کیا: یارسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کیا آپ پر کوئی ایسا دن آیا ہے جو احد کے دن سے سخت ہو؟ فرمایا: بے شک میں نے تیری قوم سے دیکھا جو دیکھا اور جو میں نے ان سے دیکھا اس میں سب سے سخت عقبہ کا دن تھا جب کہ میں نے اپنے آپ کو عبد یا لیل بن کلال پر پیش کیا، اس نے دعوت اسلام کو قبول نہ کیا، پس میں غم کی حالت میں گردن جھکائے چلا، مجھے ہوش نہ آیا مگر قَرْنُ الثَّعالِب[1] میں سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بادل نے مجھے سایہ کیا ہوا ہے۔ میں نے نظر اٹھائی تو اس بادل میں حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام دکھائی دیئے۔ حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام نے مجھے آواز دی اور کہا: بیشک اللّٰہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کا قول سن لیا ہے اور انہوں نے جو آپ کو جواب دیا وہ بھی سن لیا ہے، آپ کی طرف پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا گیا ہے تاکہ آپ اسے حکم دیں جو کچھ آپ اپنی قوم میں چاہتے ہیں۔ حضور کا بیان ہے کہ پھر مجھے پہاڑوں کے فرشتہ نے آواز دی اور سلام کے بعد کہا: اے محمد! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بیشک اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کی قوم کا قول سن لیا ہے۔ میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں، مجھ کو آپ کے رب نے آپ کی طرف بھیجا ہے تاکہ آپ مجھے جو چاہیں حکم دیں اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں اَخْشَبَیْن[2] کو ان پر اُلٹ دوں؟ (تو اُلٹ دیتا ہوں) آپ نے جواب دیا: ''نہیں بلکہ میں امید کرتا ہوں کہ اللّٰہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے ایسے بندے پیدا کرے گا جو صرف اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔''[3]

۱۱ تا ۱۳ نبوت

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عادت شریف تھی کہ ہر سال موسم حج میں تمام قبائل عرب کو جو مکہ اور نواح مکہ میں موجود ہوتے دعوت اسلام دیا کرتے تھے۔ اسی غرض سے ان کے میلوں میں بھی تشریف لے جایا کرتے ان میلوں میں سے عُکَاظ و مجَنَّہ و ذُوالمجاز کا ذکر حدیث میں آیا ہے۔ عُکَاظ جو ان سب سے بڑا تھا نخلہ و طائف کے درمیان

1 ......مکہ مکرمہ سے ایک دن اور رات کے فاصلے پر ایک مقام۔

2 ......اَخْشَبَیْن دو پہاڑ ہیں جن کے درمیان مکہ مشرفہ واقع ہے ان کے نام یہ ہیں: ابوقبیس اور قعیقعان۔ ۱۲ منہ

3 ......صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ (صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب اذا قال احدکم...الخ، الحدیث: ۳۲۳۱، ج ۲، ص ۳۸۶ و صحیح مسلم، کتاب الجھاد والسیر، مالقی النبی من اذی المشرکین والمنافقین، الحدیث: ۱۷۹۵، ص ۹۹۲۔ علمیہ)

طائف سے دس میل کے فاصلہ پر لگا کرتا تھا۔ یہ عرب کی تجارت کی بڑی منڈی اور شعراء کا دنگل تھا، ذیقعدہ کی پہلی تاریخ سے بیس تک رہا کرتا تھا۔ پھر مَجنّہ جو مَرُّ الظّهران کے متصل مکہ سے چند میل پر تھا، اخیر ذیقعدہ تک لگتا۔ اور ذُوالمجاز جو عرفہ کے متصل تھا ذی الحجہ کی پہلی تاریخ سے آٹھویں تک قائم رہتا، بعد ازاں لوگ حج کو نکلتے۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لوگوں کے ڈیروں پر جا کر تبلیغ فرماتے مگر کوئی آپ کی نصرت کا دم نہ بھرتا تھا۔ عرب کے قبائل جن کے پاس حضرت بغرضِ تبلیغ تشریف لے گئے یہ ہیں: بنو عامر مُحارِب، فَزارہ، غَسّان، مُرّہ، حَنِیفَہ، سُلَیم، عَبْس، بنو نَضر، کِنْدَہ، کَلْب، حارث بن کَعْب عُذْرَہ، حضارمہ، ان سب کو آپ نے دعوت اسلام دی مگر کوئی ایمان نہ لایا۔ ابولہب لعین ہر جگہ ساتھ جاتا جب آپ کہیں تقریر فرماتے تو وہ برابر سے کہتا: ''اس کا کہنا نہ مانیو! یہ بڑا دروغ گو، دین سے پھرا ہوا ہے۔''

اللہ تعالٰی کو اپنے دین اور اپنے رسول کا اعزاز منظور تھا اس لئے نبوت کے گیارہویں سال ماہِ رجب میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حسب عادت مِنیٰ میں عقبہ کے نزدیک جہاں اب مسجد عقبہ ہے قبیلہ خزرج کے چھ آدمیوں کو اسلام کی دعوت دی تو وہ ایمان لے آئے۔

واضح رہے کہ مَدینہ کا اصلی نام یثرب تھا،[1] بہت قدیم زمانہ میں یہاں قوم عَمالِقہ کے لوگ آباد تھے، ان کے بعد شام سے یہود آبسے اور انہوں نے یثرب اور اس کے نواح میں اپنی سکونت کے لئے آہستہ آہستہ چھوٹے چھوٹے قلعے بنائے، جب مَآرِب واقع یَمَن میں سَیلِ عَرِم[2] آیا تو وہاں کے لوگ یَمَن سے نکل کر مختلف جگہوں میں چلے گئے۔ چنانچہ قبیلہ اَزْد بن غَوث قحطانی کے دو بھائی اَوْس وخَزْرَج یثرب میں آبسے۔ تمام انصار ان ہی دو کے خاندان سے ہیں جیسا کہ پہلے آچکا ہے، یہود کا چونکہ بڑا اقتدار و زور تھا اس لئے قبیلہ اَوْس وخَزْرَج آخر کار ان کے حلیف بن گئے۔ یہود اہل کتاب اور صاحب علم تھے، اَوْس وخَزْرَج نے جو بت پرست تھے ان سے سنا ہوا تھا کہ ایک اور پیغمبر عنقریب مبعوث ہونے والا ہے اس لئے جب آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حسب معمول دعوت اسلام دی تو خَزْرَج کے چھ اشخاص نے آپ کے حالات پر غور کر کے ایک دوسرے سے کہا کہ ''واللّٰہ! یہ تو وہی ہیں جن کا ذکر ہم نے یہودِ مَدینہ سے سنا ہوا

---

1 ...... جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہجرت فرما کر یہاں تشریف لائے تو اس کا نام مَدینۃُ النبی پڑ گیا اور اب مدینہ کہتے ہیں، حدیث میں اسے یثرب کہنے کی ممانعت ہے۔ علمیہ

2 ...... تباہ کن سیلاب۔

ہے، کہیں یہود ہم سے سبقت نہ لے جائیں۔'' اس لئے وہ سب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایمان لائے، انہوں نے مدینہ میں پہنچ کر اپنے بھائی بندوں کو اسلام کی دعوت دی۔ آیندہ سال بارہ مرد اَیامِ حج میں مکہ میں آئے اور انہوں نے عقبہ کے متصل آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہاتھ پر عورتوں کی طرح بیعت کی کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے، چوری نہ کریں گے، اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گے، زنا نہ کریں گے، بہتان نہ لگائیں گے، کسی امر معروف میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نافرمانی نہ کریں گے۔ چونکہ عورتوں سے ان ہی باتوں پر بیعت ہوئی تھی اس لئے بیعت مذکورہ کو عورتوں کی سی بیعت کہا گیا، اس کو بیعتِ عُقْبَہ اُولیٰ یعنی عقبہ میں اوّل مرتبہ بیعت بولتے ہیں۔

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان بارہ کے ساتھ مُصْعَب بن عُمیر بن ہاشم بن عبد مَناف کو بدیں غرض بھیجا کہ ان کو تعلیم اسلام دیں۔ حضرت مُصْعَب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اَسعد بن زُرارہ کے مکان پر قیام کیا پھر ان کو ساتھ لے کر بنی عبد الاَشْہَل اَوسی میں آئے، اس قبیلہ کے سردار سعد بن معاذ اور اُسَید بن حُضَیر آپ کے سمجھانے سے ایمان لائے اور ان کے ایمان لانے سے سارا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔[1] بقولِ مشہور اسی سال ماہ رجب کی ستائیسویں رات کو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو حالت بیداری میں جسد شریف کے ساتھ معراج شریف ہوا اور پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔

نبوت کے تیرہویں سال ایام حج میں انصار کے ساتھ ان کی قوم کے بہت سے مشرک بھی بغرض حج مکہ میں آئے، جب حج سے فارغ ہوئے تو ان میں سے تہتر[73] مرد اور دو[2] عورتیں اپنی قوم سے چھپ کر ایامِ تشریق میں رات کے وقت عقبہ منیٰ میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس وقت حضرت عباس بن عبد المُطَّلِب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ جو اَب تک اسلام نہ لائے تھے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ تھے، سب سے پہلے وہی بولے: ''اے گروہ خَزْرَج! محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اپنی قوم میں مُعَزَّز ہیں اور اپنے شہر میں مددگاروں کی ایک جماعت ساتھ رکھتے ہیں، ہم نے ان کو دشمنوں سے بچایا ہے اگر تم اپنے عہد کو پورا کر سکو اور ان کا ساتھ دے سکو تو بہتر ورنہ ابھی سے ان کا ساتھ چھوڑ دو۔'' اس کے بعد آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کو دعوت اسلام دی اور فرمایا کہ میں تم سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تم مجھ سے وہ چیز باز رکھو گے جو اپنے اہل وعیال سے باز رکھتے ہو۔ یہ سن کر سب سے پہلے بَرَاء بن مَعْرور انصاری خَزْرَجی نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا دست مبارک پکڑ کر کہا: ''ہمیں

1 ......السيرة النبوية لابن هشام، بدء اسلام الانصار، ص ١٧٠ ـ ١٧٤ ملتقطاً۔ علميه

منظور ہے یارسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمیں بیعت کرلیجئے! واللہ! ہم اہل حرب واہل سلاح ہیں، یہی چیزیں باپ دادا سے ہمیں ورثہ میں ملی ہیں۔'' ابوالہَیثَم بن تَیِّہان انصاری اَوسی نے قطع کلام کرکے عرض کیا: ''یارسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یہود سے ہمارے تعلقات ہیں جو بیعت سے ٹوٹ جائیں گے، ایسا نہ ہو کہ جب اللہ آپ کو غلبہ دے تو آپ ہمیں چھوڑ کر اپنی قوم میں چلے جائیں۔'' آپ نے مسکرا کر فرمایا: ''نہیں! تمہارا خون میرا خون ہے، میرا جینا مرنا تمہارے ساتھ ہے، میں تمہارا ہوں اور تم میرے ہو، تمہارا دشمن میرا دشمن اور تمہارا دوست میرا دوست ہے۔'' اس طرح جب وہ بیعت کے لئے آمادہ ہوگئے تو عباس بن عُبادہ بن نَضْلہ انصاری خَزْرَجی نے ان سے کہا: ''یہ بھی خبر ہے تم محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) سے کس چیز پر بیعت کررہے ہو، یہ عرب وعجم سے جنگ پر بیعت ہے، اگر تمہارا خیال ہے کہ جب تمہارے مال تاراج ہوں اور تمہارے اشراف قتل ہوں، تم ان کا ساتھ چھوڑ دو گے تو ابھی سے چھوڑ دو اور اگر ایسی مصیبت پر بھی ساتھ دے سکو تو بیعت کرلو۔'' سب بولے: ہم اسی بات پر بیعت کرتے ہیں مگر یارسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اگر ہم اس عہد پر ثابت رہیں تو ہمیں کیا ملے گا؟ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا: بہشت۔ یہ سن کر سب نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی اسے عقبہ کی بیعت[1] ثانیہ کہتے ہیں۔ بیعت کے بعد آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان میں بارہ اشخاص کو نقیب مقرر کیا، جن کے نام خود انصار نے پیش کیے اور ان سے یوں خطاب فرمایا: ''تم اپنی اپنی قوم کے حالات کے کفیل ہو، جیسا کہ حواری حضرت عیسیٰ ابن مریم (عَلَیْہِمَا السَّلَام) کے تھے اور میں اپنی قوم کا کفیل ہوں۔'' وہ بولے کہ ہاں! منظور ہے۔ اس کے بعد وہ اپنے اپنے ڈیروں پر چلے گئے۔ صبح کو قریش ان سے کہنے لگے: ہم نے سنا ہے کہ تم نے ہمارے ساتھ جنگ کرنے پر بیعت کی ہے؟ ان کے مشرک ساتھیوں نے کہا کہ کوئی ایسی بات نہیں ہوئی، یہ سن کر قریش واپس چلے گئے مگر تفتیش کے بعد حقیقت حال جو ان کو معلوم ہوئی تو انہوں نے انصار کا تعاقب کیا۔ صرف سعد بن عبادہ ان کے ہاتھ آئے، ظالموں نے ان ہی کے اونٹ کے تنگ[2] سے ان کے ہاتھ گردن سے جکڑ لئے اور مارتے پیٹتے اور سر کے بالوں سے گھسیٹتے ہوئے ان کو مکہ میں لے آئے وہاں جُبیر بن مُطْعِم بن عدِی اور حارِث بن حَرب بن اُمَیَّہ نے ان کو چھڑایا۔[3]

---

1 ......اس بیعت کے حالات سیرت ابن ہشام سے ماخوذ ہیں۔۱۲منہ

2 ......زین کسنے کا چوڑا تسمہ۔

3 ......السيرة النبوية لابن هشام، امر العقبة الثانية، ص ۱۷۵۔۱۷۹ ملتقطاً وملخصاً۔ علميه

چوتھا باب

حالات ھجرت تا وفات شریف

قریش کی اَذِیت رَسانی کے سبب سے اب مکہ میں مسلمانوں کا قیام نہایت دشوار ہوگیا اس لئے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ ہجرت کرکے مدینہ چلے جاؤ۔ چنانچہ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم متفرق طور پر رفتہ رفتہ چوری چھپے مدینہ پہنچ گئے اور مکہ میں حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بِاَبِیْ ھُوَ وَ اُمِّیْ کے علاوہ حضرات ابوبکر و علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا اور کچھ بیمار و عاجز رہ گئے۔ حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ہجرت کی اجازت مانگی تو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''امید ہے کہ مجھے ہجرت کی اجازت مل جائے گی۔'' عرض کیا: ''میرے ماں باپ آپ پر قربان، یہ امید ہے؟'' فرمایا: ''ہاں!'' یہ سن کر حضرت صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہمراہی کی امید پر حاضرِ خدمت رہے۔

خَبَرِ دار النَّدْوَہ

قریش نے جب دیکھا کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مددگار مکہ سے باہر مدینہ میں بھی ہوگئے ہیں اور مہاجرین مکہ کو انصار نے اپنی حمایت و پناہ میں لے لیا ہے تو وہ ڈرے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ بھی وہاں چلے جائیں اور اپنے مددگاروں کو ساتھ لے کر حملہ آور ہوں، اس لئے تمام قبائل کے سردار عُتْبَہ و شَیْبَہ پسرانِ رَبِیْعَہ، ابو سُفیان، طُعَیْمَہ بن عَدِی، جُبَیْر بن مُطْعِم، نَضْربن حارِث، ابو البَخْتَری بن ہِشام، زَمْعَہ بن اَسْوَد، ابوجَھْل، نَبِیْہ ومُنَبِّہ پسرانِ حَجَّاج اور اُمَیَّہ بن خَلَف وغیرہ ''دارُالنَّدْوَہ''[1] میں مشورہ کے لئے جمع ہوئے۔ ابلیس لعین بھی کمبل اوڑھے اور شیخِ پارسا کی صورت بنائے دروازہ پر آموجود ہوا، انہوں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ بولا: ''میں نجدیوں سے ایک شیخ ہوں، میں نے سن لیا ہے جس امر کے لئے تم جمع ہوئے ہو، اس لئے میں بھی حاضر ہوا ہوں تاکہ سنوں کہ تم کیا کہتے ہو اور مجھے تم سے اپنی رائے اور نصیحت سے بھی دریغ نہ ہوگا۔'' وہ بولے: بہت اچھا! آیئے! جب آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا معاملہ پیش ہوا تو ایک بولا کہ اس کے ہاتھ پاؤں میں لوہے کی بیڑیاں ڈال کر ایک کوٹھڑی میں بند کردو اور کھانے

1 ......سیرت ابن ہشام، خبر دار الندوہ۔

پینے کو کچھ نہ دو، خود ہلاک ہو جائے گا۔ شیخ نجدی نے کہا: یہ رائے اچھی نہیں، اللہ کی قسم! اگر تم اس کو اس طرح کوٹھڑی میں قید بھی کر دو تو اس کی خبر بند دروازے میں سے اس کے اصحاب تک پہنچ جائے گی وہ تم پر حملہ کر کے اس کو چھڑا لیں گے۔ دوسرا بولا کہ اس کو شہر سے نکال دو، جہاں چاہے چلا جائے ہمیں اس کا خوف نہ رہے گا۔ شیخ نَجدِی نے کہا: اللہ کی قسم! یہ رائے اچھی نہیں، کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس کا کلام کیسا شیریں اور دلفریب ہے، اگر تم ایسا کرو گے تو ممکن ہے وہ کسی قبیلہ میں چلا جائے اور اپنے کلام سے اسے اپنا تابع بنا لے اور پھر انہیں ساتھ لے کر تم پر حملہ کر دے۔ ابو جہل بولا: میرے ذہن میں ایک رائے ہے جو اب تک کسی کو نہیں سوجھی۔ انہوں نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ ابو جہل نے کہا: ''وہ یہ ہے کہ ہم ہر قبیلہ میں سے ایک ایک عالی قدر دلیر خاندانی جوان لیں اور ہر نوجوان کے ہاتھ میں ایک ایک تیز تلوار دے دیں، پھر وہ سب مل کر اس کو قتل کر دیں اس طرح جرمِ خون تمام قبائل پر عائد ہوگا۔ عبد مناف کی اولاد تمام قبائل سے لڑ نہیں سکتی اس لئے وہ خون بہا لینے پر راضی ہو جائیں گے اور ہم آسانی سے خون بہا دے دیں گے۔'' یہ سن کر شیخ نَجدِی بولا: ''یہی بات درست ہے اس کے سوا کوئی اور رائے نہیں۔'' سب نے اس رائے پر اتفاق کیا اور مجلس بَرخاشت ہوگئی۔ قرآن مجید کی آیۂ ذیل میں اسی قصہ کی طرف اشارہ ہے:

وَ اِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ اَوْ یُخْرِجُوْكَ ؕ وَ یَمْكُرُوْنَ وَ یَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَ اللّٰهُ خَیْرُ الْمٰكِرِیْنَ ۝۳۰ (انفال، ع ۴)(1)

اے محبوب! یاد کرو جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے کہ تمہیں بند کر لیں یا شہید کر دیں یا نکال دیں اور وہ اپنا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر۔(2)

قصۂ ہجرت

جب قریش قتل پر اتفاق کر کے اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے تو حضرت جبرئیل عَلَیْهِ السَّلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور قریش کے ارادہ کی آپ کو اطلاع دی

---

1 ......السيرة النبوية لابن هشام، هجرة الرسول، ص ۱۹۱-۱۹۳ ملتقطاً ۔ علميه

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور اے محبوب یاد کرو جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے کہ تمہیں بند کر لیں یا شہید کر دیں یا نکال دیں اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر۔ (پ ۹، الانفال: ۳۰) علمیه

اورعرض کیا کہ آج رات آپ اپنے بستر پر نہ سوئیں۔عین[1] دوپہر کے وقت حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے گھر تشریف لے گئے دروازے پر دستک دی، اجازت کے بعد اندر داخل ہوئے اور حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے فرمایا: ''جو تمہارے پاس ہیں ان کو نکال دو۔'' حضرت صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! میرا باپ آپ پر قربان! آپ کے سوا کوئی اور نہیں۔'' آپ نے فرمایا کہ ''مجھے ہجرت کی اجازت ہوگئی ہے۔'' حضرت صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میرا باپ آپ پر قربان! میں آپ کی ہمراہی چاہتا ہوں۔'' رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے منظور فرمایا۔حضرت صدیق نے پھر عرض کیا: ''یارسول اللّٰہ! میرا باپ آپ پر قربان! آپ ان دو اونٹنیوں[2] میں سے ایک پسند فرمالیں۔'' رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ میں قیمت سے لوں گا۔چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا جو شادی کے بعد سے اس وقت تک اپنے والد بزرگوار کے گھر میں تھیں بیان فرماتی ہیں کہ ہم نے سفر کی ضروریات کو جلدی تیار کردیا اور دونوں کے لئے کچھ کھانا توشہ دان میں رکھ دیا۔حضرت اسماء بنت ابی بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا نے اپنے نِطاق (پٹکے)[3] کے دو ٹکڑے کرکے ایک سے توشہ دان کا منہ اور دوسرے سے مشکیزہ کا منہ باندھا۔جس کی وجہ سے ان کو ذَاتُ النِّطَاقَیْن کہا جاتا ہے۔ایک کافر عبداللّٰہ بن اُرَیقِط دُئَلِی جو راستہ سے خوب واقف تھا رہنمائی کے لئے اجرت پر نوکر رکھ لیا گیا اور دونوں اونٹنیاں اس کے سپرد کردی گئیں تاکہ تین راتوں کے بعد غار پر حاضر کردے۔اس انتظام کے بعد رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے دولت خانہ کو تشریف لے گئے۔

ایک تہائی رات گزری ہی تھی کہ قریش نے حسب قرارداد دولت خانہ کا محاصرہ کرلیا اور اس انتظار میں رہے کہ آپ سو جائیں تو حملہ آور ہوں۔اس وقت آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس صرف حضرت علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم تھے۔قریش کو اگرچہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سخت عداوت تھی، مگر آپ کی

---

1 ......قصہ ہجرت کے لئے دیکھو صحیح بخاری باب ہجرۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واصحابہ الی المدینۃ۔۱۲منہ

2 ......حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ان اونٹنیوں کو چار ماہ سے ببول کی پتیاں کھلا کھلا کر تیار کیا تھا۔جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے۔۱۲منہ

3 ......پٹکہ یعنی کمر سے باندھنے والا کپڑا۔

امانت و دیانت پر انہیں اس قدر اعتماد تھا کہ جس کے پاس کچھ مال و اسباب ایسا ہوتا کہ اسے خود اپنے پاس رکھنے میں جوکھم نظر آتی [1] وہ آپ ہی کے پاس امانت رکھتا۔ چنانچہ اب بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس کچھ امانتیں تھیں اس لئے آپ نے حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْكَرِيْم سے فرمایا کہ تم میری سبز چادر اوڑھ کر میرے بستر پر سو رہو، تمہیں کوئی تکلیف نہ ہوگی اور حکم دیا کہ یہ امانتیں واپس کر کے چلے آنا اور خود خاک کی ایک مٹھی لی۔ [2] اور سورۂ یٰسٓ شریف کے شروع کی آیات فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ تک پڑھتے ہوئے کفار پر پھینک دی اور اس مجمع میں سے صاف نکل گئے، کسی نے آپ کو نہ پہچانا۔ ایک مخبر نے جو اس مجمع میں نہ تھا ان کو خبر دی کہ محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) تو یہاں سے نکل گئے اور تمہارے سروں پر خاک ڈال گئے ہیں۔ انہوں نے اپنے سروں پر جو ہاتھ پھیرا تو واقع میں خاک پائی مگر حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو سبز چادر اوڑھے ہوئے سوتے دیکھ کر خیال کیا کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سو رہے ہیں۔ جب صبح کو حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بیدار ہوئے تو وہ کہنے لگے کہ اس مخبر نے سچ کہا تھا۔ [3]

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے دولت خانہ سے نکل کر حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے گھر تشریف لے گئے۔ راستے میں بازار حَزْوَرَہ میں جو بعد میں مسجد حرام میں شامل کر لیا گیا ٹھہر کر یوں خطاب [4] فرمایا: ''بطحائے مکہ! [5] تو پاکیزہ شہر ہے اور میرے نزدیک کیسا عزیز ہے اگر میری قوم مجھے تجھ سے نہ نکالتی تو میں تیرے سوا کسی اور جگہ سکونت پذیر نہ ہوتا۔'' اسی رات آپ حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو ساتھ لے کر گھر کے عقب میں ایک دریچہ سے نکلے اور کوہ ثور کے غار پر پہنچے۔ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے چاہا کہ غار میں داخل ہوں مگر صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا کہ آپ داخل نہ ہوں جب تک کہ میں پہلے داخل نہ ہولوں تاکہ اگر اس میں کوئی سانپ بچھو وغیرہ ہو تو وہ مجھ کو کاٹے آپ کو نہ کاٹے۔ اس لئے حضرت صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پہلے داخل ہوئے، غار میں جھاڑ و دی، اس کے ایک طرف میں کچھ سوراخ پائے۔ اپنا شلوار پھاڑ کر ان کو بند کیا مگر دو سوراخ باقی رہ گئے، ان میں اپنے دونوں

---

1 ......خطرہ ہوتا۔
2 ......سیرت ابن ہشام۔
3 ......صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب هجرة النبی واصحابه الی المدینة، الحدیث:۳۹۰۵، ج۲، ص۵۹۲ ملتقطاً والسیرة النبویة لابن هشام، هجرة الرسول، ص۱۹۲۔۱۹۳ ملتقطاً۔ علمیه
4 ......معجم البلدان لیاقوت الحموی، تحت حزورہ۔
5 ......اے مکہ کی پتھریلی زمین۔

پاؤں ڈال دیئے۔ پھر عرض کیا: اب تشریف لائیے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم داخل ہوئے اور سر مبارک حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی گود میں رکھ کر سو گئے۔ ایک سوراخ سے کسی چیز نے حضرت صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو کاٹا، مگر وہ اپنی جگہ سے نہ ہلے کہ مَبادا[1] رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جاگ اٹھیں۔ حضرت صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے آنسو جو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چہرہ مبارک پر گرے، تو فرمایا: ''ابوبکر تجھے کیا ہوا!'' عرض کی: ''میرے ماں باپ آپ پر فدا! مجھے کسی چیز نے کاٹ کھایا۔'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے زخم پر اپنا لعاب دہن لگا دیا، فوراً سب درد جاتا رہا۔[2] اس غار میں دونوں تین راتیں رہے۔ حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بیٹے عبد اللّٰہ جو نوخیز جوان تھے رات کو غار میں ساتھ سوتے صبح منہ اندھیرے شہر چلے جاتے اور قریش جو مشورہ کرتے یا کہتے شام کو غار میں آکر اس کی اطلاع دیتے۔ حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا غلام عامر بن فُہَیرہ دن کو بکریاں چراتا اور رات کو دو بکریاں غار پر لے جاتا۔ ان کا دودھ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے کام آتا۔ عامر منہ اندھیرے بکریوں کو عبد اللّٰہ کے نقشِ پا[3] پر ہانک لے جاتا تاکہ نقش قدم مٹ جائے۔[4]

جب آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم رات کو اپنے دولت خانہ سے نکل آئے تو صبح کو کفار نے حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے پوچھا کہ تیرا یار کہاں گیا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: مجھے معلوم نہیں اس لئے پائے مبارک کے نشان کے ذریعے سے انہوں نے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا تعاقب کیا۔ جب وہ کوہ ثور کے پاس پہنچے تو پائے مبارک کا نشان ان پر مُشتَبَہ ہو گیا۔[5] وہ پہاڑ پر چڑھ گئے اور غار کے دہانہ پر پہنچ گئے مگر غار پر اس وقت خدائی پہرہ لگا ہوا تھا دہانہ[6] پر مکڑی نے جالا تنا ہوا تھا[7] اور کنارے پر کبوتری نے انڈے دے رکھے تھے۔ یہ دیکھ کر وہ کہنے لگے کہ اگر (حضرت) محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اس میں داخل ہوتے تو مکڑی جالا نہ تنتی اور کبوتری انڈے نہ

---

1 ......ایسا نہ ہو کہ۔ 2 ......مشکوٰۃ شریف، باب مناقب ابی بکر۔ 3 ......قدموں کے نشان۔

4 ......معجم البلدان، حزورۃ، ج۲، ص۱٤٦ و مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، باب مناقب ابی بكر، الحديث: ٦٠٣٤، ج۲، ص٤١٧ والسيرة النبوية لابن هشام، هجرة الرسول، ص١٩٤۔ علميه

5 ......یعنی قدموں کے نشان واضح نہ رہے۔ 6 ......مشکوٰۃ شریف، باب فی المعجزات، فصل ثالث۔

7 ......مشكاة المصابيح، كتاب الفضائل والشمائل، باب فی المعجزات، الحديث: ٥٩٣٤، ج۲، ص٣٩٦۔ علميه

دیتی۔ اس حال میں آہٹ پا کر حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: ''یارسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اگر ان میں سے کسی کی نظر اپنے قدم پر پڑ جائے تو ہمیں دیکھ لے گا۔'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''غم نہ کر خدا عَزَّوَجَلَّ ہمارے ساتھ ہے۔''

قصہ کوتاہ غار میں تین راتیں گزار کر شب دوشنبہ[1] یکم ربیع الاوّل کو اونٹنیوں پر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے عامر بن فُہیرہ کو حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بغرضِ خدمت اپنے ساتھ سوار کرلیا تھا۔ بدرقہ[2] آگے آگے راستہ بتاتا جاتا تھا۔ راستے میں اگر کوئی حضرت صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نسبت پوچھتا تھا کہ یہ کون ہیں جواب دیتے کہ یہ میرے ہادیِ طریق[3] ہیں۔[4]

حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا بیان ہے کہ (دوشنبہ کی) رات کو روانہ ہو کر ہم برابر چلتے رہے یہاں تک کہ دوپہر ہوگئی اور راستہ میں آمد و رفت بند ہوگئی۔ ہمیں ایک بڑا پتھر نظر آیا، ہم اس کے نزدیک اتر پڑے، میں نے اس کے سایہ میں اپنے ہاتھوں سے جگہ ہموار کی، اس پر پوستین[5] بچھا دی اور عرض کی: ''یارسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ سوجائیں میں آپ کے اردگرد پاسبانی کرتا ہوں۔'' آپ سو گئے میں نکلا کہ دیکھوں اردگرد کوئی دشمن تو نہیں آرہا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چرواہا اپنی بکریاں اسی پتھر کی طرف سایہ میں آرام پانے کے لئے لا رہا ہے۔ میں نے پوچھا: تو کس کا غلام ہے؟ اس نے قریش کے ایک شخص کا نام لیا تو میں نے اسے پہچان لیا اور پوچھا: کیا تیری بکریوں میں دودھ دینے والی ہیں؟ وہ بولا کہ ہاں! میں نے کہا: کیا تو دوہ کر دے سکتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ہاں! پس اس نے ایک بکری پکڑ لی۔ میں نے کہا: اس کا تھن گرد و غبار سے صاف کرلے، پھر کہا کہ تو اپنا ہاتھ صاف کرلے۔ اس نے ایک پیالۂ چوبین[6] میں دودھ دوہا۔ میں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کیلئے ایک مِطْہَرَہ[7] ساتھ لے گیا تھا جس سے آپ وضو کرتے۔ میں نے ٹھنڈا کرنے کے لئے دودھ میں تھوڑا سا پانی ملا کر خدمت اقدس میں پیش کیا۔ آپ نے خوب پیا۔ جس سے میری

---

1 ......شب پیر۔ 2 ......راستوں کا ماہر، راستہ بتانے والا۔ 3 ......رہنما، راستہ دکھانے والے۔

4 ......المواھب اللدنیة مع شرح الزرقانی، باب ھجرة المصطفٰی...الخ، ج۲، ص۱۰۲ و ص۱۱۸۔۱۲۳ و السیرة الحلبیة، باب الھجرة الی المدینة، ج۲، ص۵۷۔ علمیه

5 ......چمڑے کا کوٹ۔ 6 ......لکڑی کے پیالے۔ 7 ......وضو کا برتن۔

طبیعت خوش ہوئی، پھر فرمایا: کیا چلنے کا وقت نہیں آیا؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں! دن ڈھل چکا تھا کہ ہم وہاں سے چلے۔[1]

دوسرے روز یعنی سہ شنبہ کے دن جب قُدَید کے قریب پہنچے تو **سُراقہ بن مالک بن جُعْشُم مُدْلِجی** تعاقب میں نکلا۔ جس کی کیفیت وہ خود یوں بیان کرتا ہے: ''کفارِ قریش کے قاصد ہمارے پاس آئے، کہنے لگے کہ جو شخص محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) یا ابو بکر کو قتل کرے گا یا گرفتار کرکے لائے گا اسے ایک خون بہا کے برابر (یعنی سو اونٹ) انعام دیا جائے گا۔ میں اپنی قوم بنو مُدْلِج کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ان میں سے ایک شخص نے آکر کہا: ''سراقہ! میں نے ابھی ساحل پر چند اشخاص دیکھے ہیں، میرے خیال میں وہ محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اور ان کے ساتھی ہیں۔'' میں سمجھ گیا کہ وہی ہیں مگر میں نے اس سے کہا کہ وہ نہیں ہیں تو نے فلاں فلاں کو دیکھا ہے جو ہمارے سامنے سے گئے ہیں۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد میں مجلس سے اٹھ کر گھر آیا اور اپنی لونڈی سے کہا کہ میرے گھوڑے کو پشتہ[2] کے پیچھے (بطنِ وادی میں) لے جا کر ٹھہرا۔ میں نیزہ لے کر اپنے گھر کے عقب سے نکلا اور بُنِ نیزہ[3] سے زمین میں خط کھینچا اور نیزے کے بالائی حصہ کو نیچا کیے ہوئے گھوڑے کے پاس پہنچا۔ میں نے سوار ہو کر گھوڑے کو ذرا دوڑایا یہاں تک کہ میں ان کے قریب جا پہنچا۔ میرے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی، میں گر پڑا، اٹھ کر میں نے ترکش کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس میں سے فال کے تیر نکالے کہ حملہ کرنا چاہیے یا نہیں مگر جواب خلاف مراد نکلا۔ میں نے تیر کی بات نہ مانی۔ دوبارہ گھوڑے پر سوار ہو کر آگے بڑھا یہاں تک کہ جب میں نے رسول اللّٰہ کی قراءت کی آواز سنی حالانکہ آپ (میری طرف) نہ دیکھتے[4] تھے اور ابو بکر اکثر پیچھے دیکھتے تھے تو میرے گھوڑے کے اگلے پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے میں نے اتر کر گھوڑے کو زَجْر و تَوبیخ[5] کی۔ اس نے چاہا کہ اٹھے مگر وہ پاؤں زمین سے نہ نکال سکا۔ جب وہ (بمشکل تمام) سیدھا کھڑا ہوا تو ناگاہ[6]

---

1 ......صحیح بخاری، باب علامات النبوۃ فی الاسلام۔ نیز باب مناقب المہاجرین وفضلھم۔ (صحیح البخاری، کتاب المناقب و کتاب فضائل اصحاب النبی، الحدیث: ۳۶۱۵ و ۳۶۵۲، ج۲، ص۵۰۵ و ۵۱۶ ملتقطاً۔ علمیہ)

2 ......مضبوطی کے لیے لگایا گیا مٹی کا ڈھیر۔

3 ......نیزے کی نوک۔

4 ......آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے پروردگار عزوجل پر اعتماد تھا اس لئے آپ کو سراقہ کی کچھ پروانہ تھی حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اپنا تو خیال نہ تھا مگر محبت کی وجہ سے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا بڑا خیال تھا اس لئے از روئے شفقت پیچھے دیکھتے تھے کہ سراقہ کی طرف سے کیا ظہور میں آتا ہے۔ ۱۲ منہ

5 ......لعنت ملامت۔

6 ......اچانک۔

اس کے پاؤوں کے نشان سے دھوئیں کی مانند غبار آسمان کی طرف اٹھا۔ میں نے پھر تیروں سے فال لی مگر خلاف مراد ہی جواب ملا۔ میں نے پکارا: امان! امان! یہ سن کر وہ ٹھہر گئے۔ میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پاس پہنچ گیا۔ مکرّر تجربہ[1] سے میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا بول بالا ہوگا۔ میں نے آپ سے قریش کے ارادے اور انعام کا ذکر کیا اور زادو متاع[2] پیش کیا۔ مگر انہوں نے کچھ نہ لیا اور صرف یہی درخواست کی کہ ہمارا حال پوشیدہ رکھنا۔ اس کے بعد میں نے آپ سے درخواست کی کہ مجھے کتابِ اَمن تحریر فرمادیجئے۔ آپ کے حکم سے عامر بن فُہیرہ نے چمڑے کے ٹکڑے پر فرمان امن لکھ[3] دیا۔'' سراقہ نے فرمان امن اپنی ترکش میں رکھ لیا اور واپس ہوا راستے میں جس سے ملتا یہ کہہ کر واپس کر لیتا کہ میں نے بہت ڈھونڈا، آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس طرف نہیں ہیں۔ حسن اتفاق سے حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو مسلمانوں کا ایک قافلہ ملا جو شام سے مال تجارت لا رہا تھا۔ اس قافلہ میں حضرت زبیر بن العوام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بھی تھے جنہوں نے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو سفید کپڑے پہنائے۔[4]

قُدَید ہی میں سہ شنبہ[5] کو دوپہر کے وقت اُمِّ مَعْبَد عاتِکہ بنت خالد خُزاعِیہ کے ہاں گزر ہوا۔ اُمِّ مَعْبَد کی قوم قحط زدہ تھی وہ اپنے خیمہ کے صحن میں بیٹھا کرتی اور آنے جانے والوں کو پانی پلاتی اور کھانا کھلاتی۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

---

1 ...... بار بار کے تجربہ۔

2 ...... سفر کے لیے سامان۔

3 ...... صحیح بخاری، باب الہجرۃ الی المدینۃ۔ اس موقع پر آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سراقہ سے فرمایا: کَیْفَ بِکَ اِذَا لَبِسْتَ سِوَارَیْ کِسْرٰی۔ (تیرا کیا حال ہوگا جب تو کسریٰ کے دو کنگن پہنایا جائے گا) جب رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم غزوۂ حُنین وطائف سے واپس ہوئے تو جعرانہ میں سراقہ نے وہ فرمان امن پیش کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ آج وفا و احسان کا دن ہے۔ سراقہ آگے بڑھے اور ایمان لائے۔ جب عہد فاروقی میں ایران فتح ہوا اور کسری ہرمز کے کنگن حضرت فاروق کے ہاتھ آئے تو آپ نے قول رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تصدیق و تحقیق کے لئے وہ کنگن سراقہ کو پہنا دیئے اور فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی سَلَبَهُمَا كِسْرٰی وَاَلْبَسَهُمَا سُرَاقَة. (یعنی سب ستائش اللّٰہ کو ہے جس نے کسریٰ جیسے شاہ عجم کے کنگن چھین کر سراقہ جیسے غریب بدوی کو پہنا دیئے۔) سراقہ نے ۲۴ھ میں بعہد حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وفات پائی۔ ۱۲ منہ

4 ......صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب هجرة النبی واصحابه الی المدینة، الحدیث: ۳۹۰۶، ج۲، ص۵۹۳۔ علمیه

5 ...... بروز منگل۔

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس سے گوشت اور کھجوریں خریدنے کا قصد کیا مگر اس کے پاس ان میں سے کوئی چیز موجود نہ تھی۔ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے اس کے خیمہ کی ایک جانب ایک بکری دیکھی، پوچھا: یہ بکری کیسی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ لاغری و کمزوری کے سبب دوسری بکریوں سے پیچھے رہ گئی ہے، پھر پوچھا: کیا دودھ دیتی ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تو مجھے اجازت دیتی ہے کہ اسے دوہ لوں؟ اس نے عرض کی: ''میرے ماں باپ آپ پر قربان! اگر آپ اس کے نیچے دودھ دیکھتے ہیں تو دوہ لیں۔ آپ نے اس کے تھن پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا اور بسم اللّٰہ پڑھی اور اللّٰہ تعالٰی سے دعا مانگی۔ بکری نے آپ کے لئے دونوں ٹانگیں چوڑی کر دیں، دودھ اتار لیا اور جُگالی کی۔ آپ نے برتن طلب کیا جو جماعت کو سیراب کر دے۔ پس آپ نے اس میں خوب دوہا یہاں تک کہ اس پر جھاگ آگئی۔ پھر ام معبد کو پلایا یہاں تک کہ سیر ہوگئی اور اپنے ساتھیوں کو پلایا یہاں تک کہ سیر ہو گئے۔ سب کے بعد آپ نے پیا۔ بعد ازاں دوسری بار دوہا یہاں تک کہ برتن بھر دیا اور اس کو (بطور نشان) ام معبد کے پاس چھوڑا اور اس کو اسلام میں بیعت کیا پھر سب وہاں سے چل دیئے۔[1] تھوڑی دیر کے بعد ام معبد کا خاوند گھر آیا، اس نے دودھ جو دیکھا تو حیران ہو کر کہنے لگا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا؟ حالانکہ گھر میں تو کوئی ایسی بکری نہیں جو دودھ کا ایک قطرہ بھی دے۔ ام معبد نے جواب دیا کہ ایک مبارک شخص آیا تھا کہ جس کا حلیہ شریف ایسا ایسا تھا۔ وہ بولا: وہی تو قریش کے سردار ہیں جن کا چرچا ہو رہا ہے، میں نے قصد کر لیا ہے کہ ان کی صحبت میں رہوں۔

جب مدینہ کے قریب موضعِ غَمِیم میں پہنچے جو رابِغ و جُحْفَہ کے درمیان ہے تو بُرَیدہ اَسلَمی قبیلہ بنی سَہْم کے ستر سوار لے کر حصولِ انعام کی امید پر آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو گرفتار کرنے آیا۔ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں بُرَیدہ ہوں۔ یہ سن کر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے بطور تَفَاؤُل[2] فرمایا: ابوبکر! ہمارا کام خوش و خُنک اور دُرست ہو گیا، پھر آپ نے بُرَیدہ سے پوچھا کہ تو کس قبیلہ سے ہے؟ اس نے کہا کہ بنو اسلم سے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت

---

1 ......مشکوٰۃ، باب فی المعجزات، فصل۔ (مشکاۃ المصابیح، کتاب الفضائل والشمائل، باب فی المعجزات، الحدیث: ۵۹۴۳، ج ۲، ص ۳۹۸۔ علمیہ)

2 ......اچھی فال لینے کے طور پر۔

ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے فرمایا: ہمارے لئے خیر و سلامتی ہے۔ پھر پوچھا: کون سے بنو اسلم سے؟ اس نے کہا کہ بنو سہم سے۔ آپ نے فرمایا: تو نے اپنا حصہ (اسلام سے) پالیا۔ بعد ازاں بریدہ نے حضرت سے پوچھا آپ کون ہیں؟ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ میں **اللّٰہ** کا رسول محمد بن عبد **اللّٰہ** ہوں۔ بریدہ نے نام مبارک سن کر کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمان ہوگیا۔ جو سوار بریدہ کے ساتھ تھے وہ بھی مشرف باسلام ہوئے۔ بریدہ نے عرض کیا: یارسول **اللّٰہ**! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مدینہ میں آپ کا داخلہ جھنڈے کے ساتھ ہونا چاہیے پس اپنا عمامہ سر سے اتار کر نیزہ پر باندھ لیا اور حضرت کے آگے آگے روانہ ہوا۔ پھر عرض کیا: یارسول اللّٰہ! آپ کس کے ہاں اتریں گے؟ فرمایا: یہ میرا ناقہ مامور ہے جہاں یہ بیٹھ جائے گا وہی میری منزل ہے۔ بریدہ نے کہا: **الحمد للّٰہ** کہ بنو سہم بطوع و رغبت[1] مسلمان ہوگئے۔[2]

رسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تشریف آوری کی خبر مدینہ پہنچ چکی تھی۔ لوگ ہر روز صبح کو شہر سے نکل کر حَرَّہ میں جمع ہوتے انتظار کرتے کرتے جب دوپہر ہوجاتی تو واپس چلے جاتے۔ ایک دن انتظار کرکے گھروں میں واپس جاچکے تھے کہ ایک یہودی نے ایک قلعہ پر سے کسی مطلب کے لئے نظر دوڑائی، اسے رسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آپ کے ہمراہی سفید لباس پہنے ہوئے نظر پڑے جو سَراب[3] کے آگے حائل تھے۔ وہ یہودی نہایت زور سے بے ساختہ پکار اٹھا: ''اے مَعْشَرِ عَرَب![4] لو تمہارا مقصد و مقصود جس کا تم انتظار کر رہے تھے وہ آگیا۔'' یہ سن کر مسلمانوں نے فوراً ہتھیار لگا کر حَرَّہ ِقُبَاء کے عقب میں رسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا استقبال کیا اور اظہار مسرت کے لئے نعرۂ تکبیر بلند کیا جس کی آواز بنی عمرو بن عوف میں پہنچی۔ یہ قبیلہ موضع قُباء میں جو مدینہ سے جنوب کی طرف دو میل کے فاصلہ پرہے آباد تھا۔ اس خاندان کا سردار کلثوم بن ہِدْم اَنصاری اَوْسی تھا۔ اس سے پہلے اکثر اکابر صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم اسی کے ہاں اترتے تھے۔ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے بھی اسی کو شرفِ نزول بخشا۔

---

1 ......خوشی سے۔

2 ......استیعاب لابن عبد البر۔ وفاء الوفاء للسمہودی۔......(وفاء الوفاء للسمهودی،الفصل التاسع فی هجرة النبی الیها، ج ١، الجزء الاول، ص ٢٤٣ ۔ علمیه)

3 ......زمین کی وہ چمک جو چاند سورج کی روشنی پڑنے سے پیدا ہوتی ہے اور جس پر پانی کا دھوکا ہوتا ہے۔

4 ......اے عرب کے گروہ۔

ہجرت کا پہلا سال

تعمیر مسجد قباء:

قُباء میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا نزول ۱۲ ربیع الاوّل یوم دوشنبہ[1] کو ہوا۔ یہی تاریخ اسلامی کی ابتداء ہے۔ حضرت علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجۡهَهُ الۡکَرِیۡم جو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی روانگی کے تین دن بعد مکہ سے چلے تھے یہاں آ ملے اور یہیں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے اس مسجد کی بناء[2] رکھی جس کی شان میں یہ آیت وارِد ہے:

لَمَسۡجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقۡوٰی مِنۡ اَوَّلِ یَوۡمٍ اَحَقُّ اَنۡ تَقُوۡمَ فِیۡهِ ؕ فِیۡهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوۡنَ اَنۡ یَّتَطَهَّرُوۡا ؕ وَاللّٰهُ یُحِبُّ الۡمُطَّهِّرِیۡنَ ﴿۱۰۸﴾ (سورۂ توبہ)

البتہ وہ مسجد جسکی بنیاد پہلے دن سے پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے زیادہ لائق ہے کہ تو اس میں کھڑا ہو، اس میں وہ مرد ہیں جو پاک رہنے کو دوست رکھتے ہیں اور اللہ پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔[3]

کلثوم بن ہِدْم کی ایک اُفتادہ زمین[4] تھی جہاں کھجوریں خشک ہونے کے لئے پھیلا دی جاتی تھیں۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے اس سے یہ زمین لے کر مسجد مذکور کی بنیاد رکھی۔ اس مسجد کی تعمیر میں دیگر اصحاب کے ساتھ حضور عَلَیۡهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام خود بھی بغرضِ تَشوِیق و ترغیب[5] کام کرتے تھے۔ شَمُوس بنت نعمان اَنصاریہ مدنیہ کا بیان ہے کہ میں دیکھ رہی تھی کہ ''رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم اتنا بھاری پتھر اٹھاتے کہ جسم اَطہر خم ہو جاتا اور بطن شریف پر مجھے مٹی کی سفیدی نظر آ جاتی۔'' آپ کے اصحاب میں سے اگر کوئی عقیدت مند آ کر عرض کرتا: ''یا رسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم میرے ماں باپ آپ پر فدا! چھوڑ دیجئے میں اٹھاتا ہوں۔'' تو آپ فرماتے: ''نہیں! تم ایسا اور پتھر اٹھالو اور خود اسی کو عمارت میں لگاتے۔'' اس تعمیر میں حضرت جبرئیل عَلَیۡهِ السَّلَام آپ کو سمت قبلہ بتا رہے تھے۔ اسی

---

1 ……بروز پیر۔
2 ……بنیاد۔
3 ……ترجمۂ کنز الایمان: بے شک وہ مسجد کہ پہلے ہی دن سے جس کی بنیاد پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے وہ اس قابل ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو اس میں وہ لوگ ہیں کہ خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں اور ستھرے اللہ کو پیارے ہیں۔ (پ ۱۱، التوبۃ: ۱۰۸) علمیہ
4 ……ناکارہ زمین۔
5 ……شوق و ترغیب دلانے کے لیے۔

واسطے کہا جاتا تھا کہ اس مسجد کا قبلہ اَعْدَل و اَقْوَم[1] ہے۔[2]

حضرت عبداللہ بن رَواحہ خَزرَجی شاعر بھی تعمیر مسجد میں شامل تھے اور کام کرتے ہوئے یوں کہتے جاتے تھے:

اَفْلَحَ مَنْ يُّعَالِجُ الْمَسَاجِدَا

وَ يَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ قَآئِماً وَّ قَاعِدَا

وَ لَا يَبِيْتُ اللَّيْلَ عَنْهُ رَاقِدَا

''وہ کامیاب ہے جو مسجدیں تعمیر کرتا ہے اور اٹھتے بیٹھتے قرآن پڑھتا ہے اور رات کو جاگتا رہتا ہے۔''[3] آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی ہر ہر قافیہ کے ساتھ آواز ملاتے جاتے تھے۔[4]

مَدینہ میں نزولِ رحمت

قباء میں چار (چودہ یا بیس) روز قیام رہا۔ یہاں سے جمعہ کے دن باطن مدینہ[5] کو روانہ ہوئے۔ مہاجرین وانصار ساتھ تھے۔ انصار کے جس قبیلہ پر سے گزر ہوتا اس کے سَر بَر آوَرْدَہ[6] عقیدت مند عرض کرتے: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہماری نصرت وحمایت میں اتریئے۔'' آپ اِظہارِ مِنَّت[7] ودعائے خیر کے بعد فرماتے کہ ''میرا ناقہ مامور ہے، اس کا راستہ چھوڑ دو۔'' راستے میں بنو سالم خَزرَجی کے محلّہ میں جمعہ کا وقت آگیا۔ آپ نے وادی ذِی صَلْب کی مسجد میں نماز جمعہ مع خطبہ ادا کی۔ یہ آپ کا پہلا جمعہ اور پہلا خطبہ تھا۔ اس طرح بنی بَیَاضَہ، بنی ساعِدَہ اور بنی حارِث بن خَزرَج سے گزرتے ہوئے بنی عَدِی بن نَجّار میں پہنچے جو آپ کے دادا عبدالمُطَّلِب کے نَنْہال تھے۔ سَلِیط بن قیس نَجّاری خَزرَجی وغیرہ نے نَنْہالی رشتہ کو یاد دلا کر اِقامت کے لئے عرض کیا، مگر ان کو بھی وہی جواب ملا۔ بعد ازاں آپ کا ناقہ محلّہ

---

1 ...... برابر و درست۔

2 ......اصابہ للحافظ ابن حجر، ترجمہ شموس بنت نعمان، نیز وفاء الوفاء۔

3 ...... الاصابة فی تمییز الصحابة، الشموس بنت النعمان، ج٨، ص٢٠٤ ووفاء الوفاء للسمهودی، الفصل العاشر فی دخوله ارض المدینة...الخ، ج١، الجزء الاول، ص٢٤٨ ملتقطاً و صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب هجرة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم...الخ، ج٢، ص٥٩٤۔ علمیه

4 ......وفاء الوفاء، جز اول ص ١٨١۔

5 ......اندرونِ مدینہ۔

6 ......سردار، بڑے لوگ۔

7 ......عاجزی وانکساری کا اظہار۔

مالک بن نجار میں اس جگہ بیٹھ گیا جہاں اب مسجد نبوی ہے۔ پھر اٹھ کر قدرے آگے بڑھا اور مڑ کر پہلی جگہ بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا: ان شآء اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ یہی منزل ہے۔ حضرت ابوایوب انصاری خزرجی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ آپ کی اجازت سے آپ کا سامان اٹھا کر اپنے گھر لے گئے اور حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام یہ فرما کر اَلْمَرْءُ مَعَ رَحْلِہٖ وہیں تشریف فرما ہوئے۔ ؎

مبارک منزلے کاں خانہ را ماہے چنیں باشد

ہمایوں کشورے کاں عرصہ را شاہے چنیں باشد

حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تشریف آوری سے جو خوشی مدینہ میں مسلمانوں کو ہوئی اس کا بیان نہیں ہوسکتا۔ حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سواری نزدیک پہنچی تو جوش مسرت کا یہ عالم تھا کہ پردہ نشین عورتیں چھتوں پر نکل آئیں اور یوں گانے لگیں: ؎

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوَدَاع

وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا مَا دَعَا لِلّٰہِ دَاع

''ہم پر چاند نکل آیا وَداع کی گھاٹیوں سے، ہم پر خدا کا شکر واجب ہے جب تک دعا مانگنے والا دعا مانگے۔'' آپ کے ناقہ کا بیٹھنا تھا کہ بنو نجار کی لڑکیاں دَف بجاتی نکلیں اور یوں گانے لگیں:

نَحْنُ جَوَارٍ مِّنْ بَنِی النَّجَّارِ یَاحَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِّنْ جَارِ

''ہم بنو نجار کی لڑکیاں ہیں، اے نجاریو! محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کیسا اچھا ہمسایہ ہے۔''

آپ نے یہ سن کر ان لڑکیوں سے پوچھا: کیا تم مجھ کو دوست رکھتی ہو؟ وہ بولیں: ہاں! آپ نے فرمایا: میں بھی تم کو دوست رکھتا ہوں۔

اسی خوشی میں زن و مرد، چھوٹے بڑے، گلی کوچوں میں پکار رہے تھے: جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ جَآءَ نَبِیُّ اللّٰہِ حبشی غلام آپ کے قُدُومِ مَیْمَنَت لُزُوم[1] کی خوشی میں ہتھیاروں سے کھیل رہے تھے۔ انسانوں پر کیا موقوف ہے وحوش[2] بھی اپنی حرکات وسکنات سے خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔

جب مدینہ میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قیام کا انتظام ہو چکا تو آپ نے زید بن حارثہ اور

1 ...... بابرکت تشریف آوری۔ 2 ...... جانور۔

اپنے غلام ابورافع کو پانسو درہم اور دو اونٹ دے کر مکہ میں بھیجا کہ آپ کے عیال کو مدینہ میں لے آئیں۔ اسی وقت حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے **عبد اللہ بن اُرَیْقِط دُئلی** (جو کہ مکہ کو واپس جا رہا تھا) کے ہاتھ اپنے صاحبزادے **عبد اللہ** کو رُقْعَہ[1] دے دیا کہ میرے عیال کو مدینہ میں لے آؤ۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صاحبزادیوں میں سے حضرت زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو ان کے خاوند ابوالعاص نے آنے نہ دیا حضرت رُقَیَّہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا حبشہ میں تھیں، اس لئے زید و ابورافع حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صاحبزادیوں حضرت ام کلثوم و فاطمہ اور زوجہ محترمہ حضرت سَوْدَہ کو اور اُمِّ اَیمن زوجہ زید اور اسامہ بن زید کو لے آئے، اور ان کے ساتھ عبد اللہ بن ابی بکر، حضرت عائشہ اور ان کی والدہ ام رُومان اور حضرت اَسماء بنت ابی بکر کو لائے۔ یہ سب حارِثہ بن نعمان کے ہاں اُترے۔[2] رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ

حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا قیام سات ماہ تک حضرت ابوایوب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ہاں ہی رہا۔ جب مسجد نبوی کے ساتھ حجرے تیار ہوگئے تو نقلِ مکان فرمایا۔ اس عرصہ میں بنو نجار نے مہمانی کا حق کَمَا حَقُّہٗ[3] ادا کیا۔ حضرت ابوایوب اور سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم نے خصوصیت سے اس میں حصہ لیا۔ جَزَاھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی خَیْرَ الْجَزَاءِ۔[4]

تعمیرِ مسجدِ نبوی

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ناقہ جہاں بیٹھا تھا وہ جگہ دو نجاری یتیموں (سہیل و سہل) کی تھی، جن کے ولی حضرت اَسْعد بن زُرارہ نَجّاری خزرجی تھے۔ وہ اس زمین میں کھجوریں خشک کرنے کے لئے پھیلا دیا کرتے تھے۔ اس کے ایک حصہ میں حضرت اَسْعد نے نماز کے لئے ایک مختصر جگہ بنائی ہوئی تھی جس پر چھت نہ تھی یہاں وہ نماز جمعہ پڑھا کرتے تھے، باقی زمین میں کھجور کے درخت اور مشرکوں کی قبریں اور گڑھے تھے۔ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے یہاں مسجدِ جامع بنانے کا ارادہ کیا۔ آپ نے ان یتیم بچوں کو بلا بھیجا اور ان سے قیمت پر زمین طلب کی، انہوں نے کہا

1 ......تحریری پیغام نامہ۔

2 ......زادالمعاد۔ وفاءالوفاء......(وفاء الوفاء للسمہودی، الفصل العاشر فی دخولہ ارض المدینۃ...الخ، ج۱، الجزء الاول، ص۲۴۴۔۲۶۳ ملتقطاً و ملخصاً وزاد المعاد، فصل، ج۲، الجزء الثالث، ص۴۲۔۴۵ ملتقطاً۔ علمیہ

3 ......جیسا کہ اس کا حق تھا۔ 4 ......اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کو اچھی جزاء عطا فرمائے۔

کہ ہم بلا قیمت آپ کی نذر کرتے ہیں، آپ نے قبول نہ فرمایا اور قیمت دے کر خرید لی، تعمیر کا کام شروع ہوگیا، قبریں اُکھڑوا کر ہڈیاں کسی دوسری جگہ دبا دی گئیں، درخت کاٹ دیئے گئے اور گڑھے ہموار کر دیئے گئے، حضور سرور دو عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خود بھی کام کر رہے تھے آپ اپنی چادر میں اینٹیں اٹھا کر لا رہے تھے اور یوں فرما رہے تھے:

هذا الحمال لاحمال خيبر　　　هـذا ابـر ربـنـا واطهـر

''اے ہمارے پروردگار! عَزَّوَجَلَّ یہ اینٹیں خیبر کے تمر و زبیب[1] سے زیادہ ثواب والی اور پاکیزہ ہیں۔''

اور نیز فرما رہے تھے:

اللهم ان الاجر اجر الأخرة　　　فارحم الانصار والمهاجرة[2]

''خدایا! بیشک اجر صرف آخرت کا اجر ہے پس تو انصار و مہاجرین پر رحم فرما۔''

یہ مسجد نہایت سادہ تھی، بنیادیں تین ہاتھ تک پتھر کی تھیں، دیواریں کچی اینٹوں کی، چھت بَرگِ خُرما[3] کی قد آدم سے کچھ اونچی اور ستون کھجور کے تھے، قبلہ بیت المقدس کی طرف رکھا گیا، تین دروازے تھے، ایک جانب کعبہ اور دو دائیں بائیں۔ جب قبلہ بدل کر کعبہ کی طرف ہوگیا تو جانب کعبہ کا دروازہ بند کر دیا گیا اور اس کے مقابل شمالی جانب میں نیا دروازہ بنا دیا گیا۔ چونکہ چھت پر مٹی کم تھی اور فرش خام تھا اس لئے بارش میں کیچڑ ہو جایا کرتی تھی۔ ایک دفعہ رات کو بارش بہت ہوئی، جو نمازی آتا کپڑے میں کنکریاں ساتھ لاتا اور اپنی جگہ پر بچھا لیتا۔ جب آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''یہ خوب ہے'' اور کنکروں کا فرش بنوا دیا۔

اَصحابِ صُفّہ

پایانِ مسجد[4] میں ایک سائبان تھا جو صُفّہ کہلاتا تھا اور ان فقراء و مساکین صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم کے لئے تھا جو مال و مَنال اور اَہل و عِیال نہ رکھتے تھے۔ ان ہی کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے:

---

1 ......کھجور اور کشمش۔

2 ......وفاء الوفاء للسمهودي،الباب الرابع...الخ،الفصل الاول في اخذه...الخ، ج۱،الجزء الاول،ص ۳۲۱۔۳۲۸ ملتقطاً۔علمیه

3 ......کھجور کے پتے۔　4 ......مسجد کے آخر۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ (کہف، ٤٦)

اور روک رکھ جان اپنی ساتھ ان لوگوں کے کہ پکارتے ہیں پروردگار اپنے کو صبح کو اور شام کو چاہتے ہیں رضامندی اس کی۔(1)

ان کی تعداد میں موت یا سفر یا تزوُّج کے سبب سے کمی بیشی ہوتی رہتی تھی۔ بعض وقت ان کی تعداد ستر تک پہنچ جاتی تھی۔ باہر سے مدینہ میں اگر کوئی آتا اور شہر میں اس کا کوئی شریف جان پہچان نہ ہوتا تو وہ بھی صُفّہ میں اترا کرتا تھا۔ حافظ ابونعیم نے حِلْیَۃُ الْاَولیاء میں سے سو سے کچھ اوپر اہل صُفّہ کے نام گنائے ہیں۔ جن میں حضرات ابوذر غفاری، عَمّار بن یاسر، سلمان فارسی، صُہَیب رُومی، بلال حبشی، ابوہُرَیرہ، خَبَّاب بن الارت، حُذَیفہ بن الیَمان، ابوسعید خُدْرِی، بَشِیر بن الخَصَاصِیہ، ابومُوَیْہِبَہ (مولیٰ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) وغیرہم مشاہیر میں سے تھے۔ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم اجمعین۔(2)

اہل صُفّہ پر آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بڑی نظر عنایت تھی۔ ایک دفعہ غنیمت میں کنیزیں آئی ہوئی تھیں، اس موقع کو غنیمت سمجھ کر آپ کی صاحبزادی حضرت بی بی فاطمہ اور حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم دونوں خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور ایک خادمہ کے لئے درخواست کی۔ آپ نے یوں جواب دیا: ''اللہ کی قسم! یہ نہیں ہونے کا کہ تم کو خادمہ دوں اور اہل صُفّہ بھوکے مریں۔ ان کے خرچ کے لئے میرے پاس کچھ نہیں میں ان اسیرانِ جنگ کو بیچ کر ان کی قیمت اہل صُفّہ پر خرچ کروں گا۔(3)

اَزواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ کے حجروں کی تعمیر

اَزواجِ مطہرات میں سے اس وقت حضرت سَوْدَہ وحضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی رضا چاہتے۔ (پ ۱۵، الکھف: ۲۸) علمیه

2 ......مرقات شرح مشکوٰۃ، جزء خامس، ص ۴۸٦۔ عینی شرح صحیح بخاری، جزء ثانی، ص ٦۱۳۔......(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الفضائل، باب الکرامات، تحت الحدیث: ٥٩٤٦، ج ١٠، ص ٢٨٥ وعمدۃ القاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب السمر مع الضیف و الاهل، تحت الحدیث: ٦٠٢، ج ٤، ص ١٣٨۔ علمیه)

3 ......مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی۔......(عمدۃ القاری، کتاب الخمس، باب الدلیل علی ان الخمس لنوائب رسول الله، تحت الحدیث: ٣١١٣، ج ١٠، ص ٤٤٣۔ علمیه)

عَـلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عقد میں آچکی تھیں ان کے لئے مسجد سے متصل دو مکان بنادیئے گئے۔ بعدازاں دیگر ازواج کے آنے پر اور مکانات بنتے گئے۔ ان مکانات میں سے پانچ کھجور کی شاخوں سے بنے تھے جن پر کَہْگِل[1] کی ہوئی تھی۔ ان کے ساتھ کوئی حجرہ نہ تھا۔ دروازوں پر کمبل کا پردہ پڑا رہتا تھا باقی چار مکان کچی اینٹوں کے تھے جن کی چھت پر کھجور[2] کی شاخوں کی کہگل کی ہوئی تھی۔ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک ایک حجرہ کھجور کی شاخوں کا تھا جس کے دروازے پر کمبل کا پردہ تھا۔ بقول داؤد بن قیس[3] حجرہ کے دروازے سے اندرونی کمرہ کے دروازے تک چھ یا سات ہاتھ کا فاصلہ تھا اور اندرونی کمرہ دس ہاتھ کا تھا اور اِرتفاع[4] سات آٹھ ہاتھ کے درمیان تھا۔ حضرت امام حسن بصری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا بیان ہے کہ میں عہد عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ میں مُراہِق[5] تھا ان مکانات کی چھت کو میں ہاتھ سے چھو لیتا تھا۔[6]

یہ مکانات[7] جانب غربی کے سوا مسجد کے اردگرد تھے۔ ان کے دروازے مسجد ہی کی طرف تھے اور مسجد سے اس قدر مُتَّصِل تھے کہ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حالت اعتکاف میں مسجد سے سر مبارک نکال دیتے اور ازواج مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ گھر میں بیٹھی آپ کے بال مبارک دھو دیا کرتی تھیں۔

حضرت فاطمہ زہرا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کا دولت خانہ جانب مشرق حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کے حجرہ سے متصل اس جگہ تھا جہاں اب آپ کی قبر شریف کی صورت بنی ہوئی ہے۔ جب آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

---

1 ......بھس اور مٹی کا پلستر۔

2 ......جب آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم غزوۂ دومۃ الجندل کے لئے تشریف لے گئے تو آپ کی غیر حاضری میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے اپنا حجرہ بھی کچی اینٹوں کا بنا لیا۔ آپ نے واپسی پر دریافت فرمایا کہ یہ عمارت کیسی ہے؟ ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے جواب دیا: یارسول اللہ! صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں نے یہ اس لئے بنالیا کہ لوگوں کی نظر نہ پڑے۔ آپ نے فرمایا: ''ام سلمہ! مسلمان کے مال کا برا مصرف عمارت ہے۔'' وفاء الوفاء، جزء اول، صفحہ ۳۲۷۔ ۱۲ منہ

3 ......الادب المفرد للبخاری صفحہ ۸۸۔

4 ......اس ارتفاع میں بظاہر تین ہاتھ کی بنیا محسوب ہے۔ واللّٰہ اعلم بالصواب۔ ۱۲ منہ

5 ......بالغ ہونے کے قریب۔

6 ......وفاء الوفاء للسمهودی، الباب الرابع...الخ، الفصل التاسع...الخ، ج۱، الجزء الثانی، ص۴۵۸-۴۶۱ ملتقطاً والادب المفرد للبخاری، باب التطاول فی البنیان، الحدیث: ۴۵۱، ص۱۲۰۔ علمیه

7 ......تعمیر مسجد و مکانات کی تفصیل کے لئے دیکھو صحیح بخاری اور وفاء الوفاء۔ ۱۲ منہ

وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں دوگانہ ادا کرتے ، بعدازاں حضرت فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کے ہاں تشریف لے جاتے اور ان کا حال دریافت فرماتے ، پھر ازواجِ مُطَہَّرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ کے گھروں میں قدم رنجہ فرماتے۔[1]

مہاجرین کے مکانات کی تعمیر

مہاجرین کی سکونت کے لئے مسجد کے قریب مکانات کا انتظام کیا گیا چنانچہ آقائے نامدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بنوزہرہ کو مسجد کی ایک جانب میں ایک خطہ عنایت فرمایا جس میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف قرشی زہری کے حصہ میں ایک خُرمَاسِتان[2] آیا جوان کے نام سے مشہور ومعروف تھا۔ حضرت عبد اللّٰہ وعتبہ پسرانِ مسعود ہُذَلی جو بنوزُہرَہ کے حلیف تھے، ان کے لئے مسجد کے پاس ایک خطہ معین کیا گیا جوان کے نام سے مشہور تھا۔ حضرت زبیر بن عوام قرشی اسدی کو ایک وسیع قطعہ ملا، جس میں مختلف اقسام کے درختوں کی جڑیں تھیں وہ بَقِیعُ الزُّبَیْر کہلاتا تھا۔ حضرت طلحہ بن عبیداللہ قرشی تیمی کو ان کے گھروں کی جگہ ملی۔ حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو بھی مسجد کے قریب زمین دی گئی۔ اسی طرح حضرات عثمان بن عفّان قرشی اُمَوِی، خالد بن وَلید قرشی مخزومی، مِقداد بن اَسْوَد کِندِی اور طفیل بن حارِث قرشی مُطَّلَبِی وغیرہم کو زمینیں دی گئیں۔

ان قطعات میں سے جو زمینیں بے آباد، غیر مملوکہ تھیں[3] وہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بطورِ خود تقسیم فرمادیں اور جن قطعات میں انصار کے منازل ومکانات تھے وہ انہوں نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ہبہ کردیئے اور حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مہاجرین کو عطا فرمادیئے چنانچہ سب سے پہلے حضرت حارِثہ بن نعمان نے اپنے مکانات بطور ہدیہ پیش[4] کیے۔ بقولِ وَاقِدی منازلِ[5] حارثہ کی جگہ ہی حضرات امہات المومنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ کے حجرے بنے۔[6]

---

1. ......وفاء الوفاء للسمهودی، الباب الرابع...الخ، الفصل العاشر فی حجرة فاطمة...الخ، الجزء الثانی، ص٤٦٦-٤٦٧ ملتقطاً۔ علمیه
2. ......کھجوروں کا باغ۔
3. ......کسی کی ملک نہ تھیں۔
4. ......معجم البلدان للحموی، تحت مدینہ یثرب، زیادہ تفصیل وفاء الوفاء میں ہے۔
5. ......مکانات۔
6. ......معجم البلدان للحموی، تحت مدینة یثرب، ج٤، ص٢٣١ و وفاء الوفاء للسمهودی، الباب الرابع...الخ، الفصل الرابع والثلاثون فیما کان مطیفاً...الخ، ج١، الجزء الثانی، ص٧١٧۔ علمیه

مسجد نبوی میں چراغ کی ابتداء

مسجدِ نبوی عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور حجرات میں راتوں کو چراغ نہیں[1] جلتے تھے۔[2] حضرت تمیم داری کے غلام سراج کا بیان ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مسجد میں کھجور کی ٹہنیوں اور پتوں سے روشنی کی جاتی تھی۔ ہم قَنادِیل[3] وروغن زیتون اور رسیاں لائے اور میں نے (قندیلوں کو لٹکا کر) مسجد میں روشنی کی۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ دیکھ کر پوچھا کہ ہماری مسجد کو کس نے روشن کیا ہے؟ تمیم نے کہا: میرے اس غلام نے۔ آپ نے پوچھا: اس کا کیا نام ہے؟ تمیم نے کہا: فتح۔ پیغمبر خدا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: بلکہ اس کا نام سراج ہے۔ پس رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میرا نام سراج[4] رکھا۔[5]

مواخات

مہاجرین اپنے وطن سے اہل وعیال اور بھائی بندوں کو چھوڑ کر بے سروسامان چھپ کر نکلے تھے، اس لئے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مسجد جامع کی تعمیر کے بعد مہاجرین وانصار میں رشتہ اخوت قائم کیا تا کہ مہاجرین غربت کی وحشت اور اہل وعیال کی مفارقت محسوس نہ کریں اور ایک کو دوسرے سے مدد ملے۔ مہاجرین کی تعداد پینتالیس یا پچاس تھی آپ ہر دو فریق میں سے دو دو کو بلا کر فرماتے گئے کہ یہ اور تم بھائی بھائی ہو۔ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ وہ درحقیقت بھائی بن گئے چنانچہ جب حضور انور بِاَبِیْ ھُوَ وَاُمِّیْ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف قرشی زُہری اور حضرت سعد بن ربیع انصاری خَزْرَجی میں رشتۂ برادری قائم کر دیا تو حضرت سعد نے حضرت عبدالرحمٰن سے کہا کہ انصار میں میرے پاس

---

1 ......صحیح بخاری، باب الصلٰوۃ علی الفراش۔

2 ......صحيح البخاری، كتاب الصلاة، باب الصلاة على الفراش، الحديث: ۳۸۲، ج۱، ص۱۵۳۔ علميه

3 ......قندیل کی جمع، قندیل: ایک قسم کا فانوس جس میں چراغ جلاتے ہیں۔

4 ......استیعاب واصابہ، ترجمہ سراج التمیمی۔

5 ......الاصابة فی تمييز الصحابة، ۳۱۱۰۔ سراج التميمی، ج۳، ص۳۳۔ والاستيعاب فی معرفة الاصحاب، ۱۱۳۶۔ سراج مولى تميم الدارى، ج۲، ص۲۴۲۔ علميه

سب سے زیادہ مال ہے۔میں اپنا مال آپ کو بانٹ دیتا ہوں۔میری دو بیویاں ہیں،ان میں سے ایک کو جو آپ پسند کریں میں طلاق دے دیتا ہوں۔عدت گزرنے پر آپ اس سے نکاح کر لیجئے۔حضرت عبدالرحمٰن نے کہا کہ آپ کے اہل اور آپ کا مال آپ کو مبارک ہو۔کیا یہاں کوئی بازار تجارت ہے؟انہوں نے بنوقَیْنُقاع کے بازار کا راستہ بتا دیا۔حضرت عبدالرحمٰن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ شام کو نفع کا پنیر اور مکھن ساتھ لائے۔اسی طرح ہر روز بازار میں چلے جایا کرتے۔تھوڑے عرصہ میں وہ مالدار ہو گئے۔ایک روز رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ان کے بدن پر خوشبو کا نشان تھا۔حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟عرض کی کہ میں نے انصار کی ایک عورت سے شادی کی ہے۔حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پوچھا کہ مہر کتنا دیا؟عرض کی کہ پانچ درہم بھر سونا۔فرمایا کہ ''ولیمہ دو،خواہ ایک بکری ہو۔''[1] حضرت عبدالرحمٰن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی طرح کئی اور مہاجرین نے بھی تجارت کا کام شروع کر دیا۔

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کا بیان ہے کہ عقد برادری کے بعد انصار نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے درخواست کی کہ آپ ہمارے نخلستان ہمارے بھائیوں اور ہم میں تقسیم فرما دیں۔آپ نے فرمایا:نہیں!یہ سن کر انصار نے مہاجرین سے کہا کہ کام (درختوں کو پانی دینا وغیرہ) تم کیا کرو،ہم تمہیں پھل میں شریک کرلیں گے۔اس پر سب نے کہا:''بسَر و چشم[2]۔''[3] یہ مُسَاقَاۃ[4] کی صورت تھی۔مگر بعض نخلستان محض مَنِیۡحَہ[5] کے طور پر بھی دیئے ہوئے تھے۔جن میں کام بھی خود انصار کرتے تھے اور مہاجرین کو پیداوار کا نصف دیتے تھے۔

یہ عقد برادری نُصْرَت و مُؤَاسات و تَوارُث پر تھا اس لئے جب کوئی انصاری وفات پاتا تھا تو اس کی جائیداد و مال

---

1 ……صحیح بخاری،کتاب المناقب،باب اخاء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بین المہاجرین والانصار ……(صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار،باب اِخاء النبی…الخ، الحدیث: ۳۷۸۰۔ ۳۷۸۱،ج۲،ص۵۵۴ ملخصاً۔علمیہ)

2 ……بڑی خوشی سے۔

3 ……صحیح بخاری،ابواب الحرث والمزارعۃ۔……(صحیح البخاری، کتاب الحرث و المزارعۃ،باب اذا قال اکفنی…الخ، الحدیث: ۲۳۲۵،ج۲،ص۸۶۔ علمیہ)

4 ……بیع کی ایک قسم۔ 5 ……تحفہ۔

مہاجر کوملتا تھا اور قریبی رشتہ دار محروم رہتے تھے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

وَ الَّذِیۡنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَ الۡاِیۡمَانَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ یُحِبُّوۡنَ مَنۡ هَاجَرَ اِلَیۡهِمۡ وَلَا یَجِدُوۡنَ فِیۡ صُدُوۡرِهِمۡ حَاجَةً مِّمَّاۤ اُوۡتُوۡا وَ یُؤۡثِرُوۡنَ عَلٰۤی اَنۡفُسِهِمۡ وَلَوۡ کَانَ بِهِمۡ خَصَاصَةٌ ؕ وَمَنۡ یُّوۡقَ شُحَّ نَفۡسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۚ﴿۹﴾ (حشر، ع ۱)

اور (فَی ہے واسطے) ان لوگوں کے جنہوں نے مہاجرین سے پہلے دار السلام (مدینہ) اور ایمان میں جگہ پکڑی وہ دوست رکھتے ہیں ان کو جو وطن چھوڑ کر ان کے پاس آتے ہیں اور اپنے دلوں میں کوئی دغدغہ نہیں پاتے اس چیز سے جو مہاجرین کو دی گئی اور انکو اپنی جانوں سے اول رکھتے ہیں اگر چہ خود ان کو تنگی ہو اور جو کوئی اپنے نفس کے حرص سے بچایا جائے وہی لوگ ہیں فلاح پانے والے۔[1]

صحیح[2] بخاری میں یہ قصہ مذکور ہے کہ ایک بھوکا سائل جناب پیغمبر خدا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں آیا۔ آپ نے گھر میں دریافت کیا کہ کچھ کھانے کو ہے؟ جواب آیا: صرف پانی۔ آپ نے فرمایا کہ کون ہے جو اس کو اپنا مہمان بنائے؟ ایک انصاری نے کہا: میں حاضر ہوں چنانچہ وہ اسے اپنے گھر لے گیا اور بیوی سے کہا کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مہمان کو کھانا کھلاؤ، وہ بولی کہ صرف بچوں کی خوراک موجود ہے، کہا کہ تو وہ کھانا تیار کر اور چراغ روشن کر کے کھانے کے وقت بچوں کو سلا دینا، چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ جب میاں بیوی اور مہمان کھانے پر بیٹھے تو بیوی نے بتی اکسانے کے بہانہ سے اٹھ کر چراغ گل کر دیا۔ میاں بیوی بھوکے رہے اور اس طرح ہاتھ چلاتے رہے کہ گویا کھا رہے ہیں۔ صبح کو وہ انصاری رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ رات اللّٰہ تعالٰی تمہارے نیک کام سے راضی ہوا اور وَیُؤۡثِرُوۡنَ عَلٰۤی اَنۡفُسِهِمۡ الآیۃ نازل فرمائی۔[3]

جب ۴ھ میں بنونَضِیر جلا وطن ہوئے اور ان کے اَموال (اراضی ونخلستان) رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ

---

1 ……ترجمۂ کنز الایمان: اور جنہوں نے پہلے سے اس شہر اور ایمان میں گھر بنا لیا دوست رکھتے ہیں انہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے گئے اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے اس چیز کی جو دیئے گئے اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگر چہ انہیں شدید محتاجی ہو اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا تو وہی کامیاب ہیں۔ (پ ۲۸، الحشر: ۹) علمیہ

2 ……صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب: ویؤثرون علی انفسھم۔

3 ……صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ویؤثرون علی انفسھم...الخ، الحدیث: ۳۷۹۸، ج ۲، ص ۵۵۹۔ علمیه

وَسَلَّم کے قبضہ میں آئے تو آپ نے تمام انصار کو بلا کر فرمایا:[1] اگر تم چاہتے ہو تو میں بنو نضیر کے اموال تم میں اور مہاجرین میں تقسیم کر دیتا ہوں اور مہاجرین تمہارے گھروں اور اموال میں بدستور رہیں گے اور اگر تم چاہتے ہو تو یہ اموال مہاجرین کو بانٹ دیتا ہوں اور وہ تمہارے گھروں اور اموال سے بے دخل ہو جائیں گے۔ حضرات سعد بن عُبادہ اور سعد بن مُعاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُمَا نے عرض کیا: یارسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان اموال کو آپ مہاجرین میں تقسیم کر دیجئے، وہ ہمارے گھروں اور اموال میں بدستور رہیں گے، یہ سن کر انصار بولے یارسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہم اس پر راضی ہیں۔ اس پر رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''خدایا! تو اَنصار اور اَبنائے اَنصار[2] پر رحم فرما۔'' اس طرح حضور عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اموال بنی نضیر صرف مہاجرین میں تقسیم فرما دیئے۔[3]

۸ھ ہجری میں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت عَلاء بن الحَضْرَمی کو بغرضِ تبلیغ ولایت بحرین[4] میں بھیجا۔ مُنذِر بن ساویٰ حاکم بحرین اور وہاں کے تمام عرب ایمان لائے باقی اہلِ بحرین (مجوس و یہود و نصاریٰ) نے جِزْیَہ پر صلح کرلی۔ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انصار کو بلایا تاکہ بحرین کا جزیہ وخراج انصار کے لئے لکھ دیں، مگر انصار نے عرض کیا: ''نہیں![5] اللّٰہ کی قسم! ایسا نہ کیجئے، یہاں تک کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے قریشی بھائیوں کے لئے اتنا ہی مال لکھ دیں۔''[6]

جب ۷ھ میں خیبر فتح ہوا تو مہاجرین کے حصہ میں اس قدر مال آیا کہ ان کو انصار کے نخلستان کی حاجت نہ رہی، اس لئے انہوں نے وہ نخلستان جو بطورِ اباحت ان کے پاس تھے انصار کو واپس کر دیئے۔[7]

---

1 ......زرقانی علی المواہب، غزوۂ بنی نضیر، بحوالہ اکلیل حاکم نیشاپوری۔ نیز دیکھو فتوح البلدان بلاذری مطبوعہ مصر صفحہ ۲۶۔ ۱۲ منہ

2 ......انصار کی اولاد۔

3 ......شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیة، حدیث بنی نضیر، ج ۲، ص ۵۱۹ ۔ ۵۲۰۔ علمیه 4 ......سلطنت بحرین۔

5 ......صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب ما اقطع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من البحرین وما وعد من مال البحرین والجزیۃ. یہ حدیث کتاب المناقب اور کتاب المساقات میں بھی وارد ہے۔ ۱۲ منہ

6 ......صحیح البخاری، کتاب الجزیة و الموادعة، باب ما اقطع النبی...الخ، الحدیث: ۳۱۶۳، ج ۲، ص ۳٦٤۔ علمیه

7 ......صحیح مسلم، کتاب الجہاد، باب رد المہاجرین الی الانصار منائحھم من الشجر والثمر حین استغنوا عنھا بالفتوح۔......(صحیح مسلم، کتاب الجهاد والسیر، باب رد المهاجرین الی الانصار...الخ، الحدیث: ۱۷۷۱، ص ۹۷٤۔ علمیه)

اذان کی ابتداء

جب مدینہ منورہ میں مسجد جامع تیار ہوچکی تو رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ خیال آیا کہ مسلمانوں کو نماز کے لئے کس طرح جمع کیا جائے۔ آپ نے اپنے اصحاب کرام سے مشورہ کیا۔ ظاہر ہے کہ ایک وقت اور ایک مکان میں اجتماع بغیر اِعلام[1] وآگاہی کے نہیں ہوسکتا، اس لئے صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم نے اِعلام کے لئے کئی طریقے پیش کیے، بعض نے کہا کہ آگ روشن کرکے اونچی کردی جائے مسلمان اسے دیکھ کر جمع ہوجایا کریں گے۔ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے بوجہ مشابہت مجوس اس طریقہ کو پسند نہ فرمایا، بعضوں نے ناقوس[2] تجویز کیا، مگر بوجہ مشابہت نصاریٰ یہ تجویز رد کردی گئی۔ اس طرح بُوق[3] کو بوجہ مشابہت یہود پسند نہ کیا گیا۔ حضرت فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے یہ مشورہ دیا کہ ایک شخص کو نماز کے وقت بغرض اعلام بھیج دیا جائے۔ اس پر رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت بلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے فرمایا کہ اُٹھ کر نماز کے لئے ندا کردے، چنانچہ حضرت بلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یوں ندا کردیا کرتے: "الصلوۃ جامعة" اسی اثنا میں حضرت عبد اللّٰہ بن زید انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو خواب میں ان سب سے بہتر طریق بتلادیا گیا اور وہ مُرَوَّجہ[4] اذان شرعی ہے۔ حضرت عبد اللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنا خواب بارگاہِ رسالت میں عرض کیا۔ حضور انور بِاَبِیْ ھُوَ وَاُمِّیْ پر اس سے پہلے اس بارے میں وحی آچکی تھی اس لئے آپ نے سن کر فرمایا کہ بیشک یہ رُویا[5] حق ہے ان شآء اللّٰہ تعالٰی اور حضرت عبد اللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو حکم دیا کہ حضرت بلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو کلماتِ اذان کی تلقین کردو وہ اذان دیں گے کیونکہ ان کی آواز تم سے بلند اور نرم وشیریں ہے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔[6]

یہود سے معاہدہ

اسی سال رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مسلمانوں اور یہود مدینہ کے درمیان ایک معاہدہ تحریر

---

1 ......اعلان۔ 2 ......مخروطی شکل کا لکڑی کا باجا جسے نصاریٰ مخصوص عبادت کے لیے بجاتے تھے۔
3 ......یعنی بِگل: ایک باجا جو یہود اپنی مخصوص عبادت کے لیے بجاتے اور اس کی آواز سن کر جمع ہوجاتے تھے۔
4 ......رائج۔ 5 ......خواب۔
6 ......المواهب اللدنية و شرح الزرقاني، باب بدء الاذان، ج٢، ص١٩٤۔ علميه

فرمایا، جس کی شرائط کی پوری تفصیل سیرت ابن ہشام میں ہے، ان شرائط کا خلاصہ یہ ہے:

﴿1﴾......خون بہا اور فدیہ کا طریقہ سابقہ قائم رہے گا۔

﴿2﴾......ہر دو فریق کو مذہبی آزادی ہوگی، ایک دوسرے کے دین سے تعرض نہ کریں گے۔

﴿3﴾......ہر دو فریق ایک دوسرے کے خیر خواہ رہیں گے۔

﴿4﴾......اگر ایک فریق کو کسی سے لڑائی پیش آئے تو دوسرا اس کی مدد کرے گا۔

﴿5﴾......اگر فریقین میں ایسا اختلاف پیدا ہو جائے کہ جس سے فساد کا اندیشہ ہو تو اس کا فیصلہ خدا اور رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر چھوڑ دیا جائے گا۔

﴿6﴾......کوئی فریق، قریش اور ان کے معاونین کو امان نہ دے گا۔

﴿7﴾......اگر کوئی دشمن یثرب پر حملہ آور ہو تو ہر دو فریق مل کر اس کا مقابلہ کریں گے۔

﴿8﴾......اگر ایک فریق کسی سے صلح کرے گا تو اس مصالحت میں دوسرا فریق بھی شامل ہوگا مگر مذہبی لڑائی اس سے مستثنیٰ ہوگی۔ (1)

مسجد سے محبت کی فضیلت

حضرت ابوسعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ اُلفت نشان ہے: ''جو مسجد سے الفت (محبت) رکھتا ہے اللہ تعالٰی اس سے الفت رکھتا ہے۔''

(المعجم الاوسط للطبرانی، الحدیث:٦٣٨٣، ج٤، ص٤٠٠)

حضرت علامہ عبدالرؤف مناوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اس کی شرح میں لکھتے ہیں: مسجد سے الفت اس طرح ہے کہ رضائے الٰہی کیلئے اس میں اعتکاف، نماز، ذکراللہ، اور شرعی مسائل سیکھنے سکھانے کیلئے بیٹھے رہنے کی عادت بنانا ہے۔ اور اللہ تعالٰی کا اس بندے سے محبت کرنا اس طرح ہے کہ اللہ تعالٰی اس کو اپنے سایۂ رحمت میں جگہ عطا فرماتا اور اس کو اپنی حفاظت میں داخل کرتا ہے۔

(فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، تحت الحدیث:٨٥٢٤، ج٦، ص١١٢)

---

(1) ......السیرة النبویة لابن ھشام، ھجرة الرسول، ص٢٠١۔ علمیه

ہجرت کا دوسرا سال

تحویلِ قبلہ:

نماز اسلام کا ایک رکن ہے اور نماز کی روح خشوع ہے، خشوع کے لئے باطنی یکجہتی کے ساتھ ظاہری یکجہتی بھی درکار ہے کیونکہ ظاہر کا اثر باطن پر ضرور پڑتا ہے اور مقصودِ اصلی کو تقویت پہنچتی ہے۔ نمازِ جماعت و جمعہ میں اتحادِ جہت کا اثر جو دوسرے نمازیوں پر پڑتا ہے محتاجِ بیان نہیں اس لئے نماز میں ایک جہت کا تعیُّن ضروری ہے مگر اس میں انسانی عقل کو دخل نہیں بلکہ جو ذاتِ پاک سزاوارِ عبادت(1) ہے یہ تعیُّن اسی کا حق ہے۔

رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پہلے مکہ میں کعبہ کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے ہجرت کے بعد بحکم الٰہی بنا بر حکمت و مصلحتِ وقت بیت المقدس آپ کا قبلہ مقرر رہا، چنانچہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سولہ یا سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی۔ یہود آپ پر طعن کیا کرتے تھے کہ محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) ہماری مخالفت کرتے ہیں مگر قبلہ میں ہمارے تابع ہیں اس لئے آپ کی یہ آرزو رہی کہ ملتِ ابراہیمی کی طرح میرا قبلہ بھی ابراہیمی ہی ہو۔ مدتِ مذکورہ کے بعد اللّٰہ تعالٰی نے آپ کی یہ آرزو پوری کر دی:

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ (البقرة، ع ١٧)	بیشک ہم دیکھتے ہیں تیرے منہ کا پھرنا آسمان کی طرف پس ضرور ہم پھیریں گے تجھ کو اس قبلہ کی طرف کہ تو اسے پسند کرتا ہے۔ پس پھیر منہ اپنا مسجد حرام کی طرف اور جس جگہ تم ہوا کرو پس پھیرو منہ اپنے اس کی طرف۔(2)

اس تحویل کی کیفیت یہ ہے کہ نصف رجب یومِ دوشنبہ(3) یا نصف شعبان یومِ سہ شنبہ(4) کو حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مسجد بنی سلمہ میں نماز ظہر پڑھا رہے تھے تیسری رکعت کے رکوع میں تھے کہ وحی الٰہی سے آپ نے نماز ہی

1 ......عبادت کے لائق۔

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف اور اے مسلمانو تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرو۔(پ ٢، البقرۃ: ١٤٤) علمیہ

3 ......بروز پیر شریف۔ 4 ......بروز منگل۔

میں کعبہ کی طرف رخ کرلیا اور مقتدیوں نے بھی آپ کا اتباع کیا۔ اس مسجد کو "مسجد قِبلَتَین" کہتے ہیں۔ ایک نمازی جو شامل جماعت تھا عصر کے وقت مسجد بنی حارثہ میں گیا اس نے دیکھا کہ وہاں انصار نماز عصر بیت المقدس کی طرف پڑھ رہے ہیں اس نے تحویلِ قبلہ کی خبر دی۔ وہ لوگ نماز ہی میں کعبہ رخ ہوگئے۔ دوسرے روز قباء میں عین اس وقت خبر پہنچی جب کہ لوگ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے انہوں نے بھی اسی حال میں اپنا رخ بدل کر کعبہ کی طرف کرلیا۔[1]

تحویلِ قبلہ یہودیوں پر سخت ناگوار گزرا، وہ اس پر اعتراض کرنے لگے۔ ان کا اعتراض اور اس کا جواب قرآنِ کریم میں یوں مذکور ہے:

﴿۱﴾

سَیَقُوۡلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمۡ عَنۡ قِبۡلَتِهِمُ الَّتِیۡ كَانُوۡا عَلَیۡهَا ؕ قُلۡ لِّلّٰهِ الۡمَشۡرِقُ وَ الۡمَغۡرِبُ ؕ یَهۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ﴿۱۴۲﴾ (البقرة، ع ۱۷)

اب کہیں گے لوگوں میں سے بیوقوف کس چیز نے پھیرا ان کو ان کے قبلے سے جس پر وہ تھے کہہ دے اللہ کی ہے مشرق اور مغرب چلاتا ہے جسے چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف۔[2]

﴿۲﴾

وَ مَا جَعَلۡنَا الۡقِبۡلَةَ الَّتِیۡ كُنۡتَ عَلَیۡهَاۤ اِلَّا لِنَعۡلَمَ مَنۡ یَّتَّبِعُ الرَّسُوۡلَ مِمَّنۡ یَّنۡقَلِبُ عَلٰی عَقِبَیۡهِ ؕ وَ اِنۡ كَانَتۡ لَكَبِیۡرَةً اِلَّا عَلَی الَّذِیۡنَ هَدَی اللّٰهُ ؕ (البقرة، ع ۱۷)

اور نہیں مقرر کیا ہم نے قبلہ اسکو جس پر تو پہلے تھا (یعنی کعبہ) مگر اسی واسطہ کہ معلوم کریں کون تابع رہے گا رسول کا اور کون پھر جاوے گا الٹے پاؤں اور البتہ یہ قبلہ ہے شاق و دشوار مگر ان لوگوں پر جن کو راہ دکھائی اللہ نے (حکمتِ احکام کی)۔[3]

پہلی آیت میں ان کا اعتراض نقل کرکے یوں جواب دیا گیا کہ شرق و غرب بلکہ جہاتِ سِتّہ[4] سب خدا عَزَّوَجَلَّ

---

1 ......المواهب اللدنية وشرح الزرقاني، تحويل القبلة وفرض رمضان وزكاة الفطر، ج ٢، ص ٢٤٢-٢٤٥۔ علميه

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: اب کہیں گے بےوقوف لوگ کس نے پھیر دیا مسلمانوں کو ان کے اس قبلہ سے جس پر تھے تم فرمادو کہ پورب پچھم سب اللہ ہی کا ہے جسے چاہے سیدھی راہ چلاتا ہے۔ (پ ٢، البقرة: ١٤٢) علميه

3 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور اے محبوب تم پہلے جس قبلہ پر تھے ہم نے وہ اسی لئے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے اور بے شک یہ بھاری تھی مگر ان پر جنہیں اللہ نے ہدایت کی۔ (پ ٢، البقرة: ١٤٣) علميه

4 ...... چھ سمتیں۔

کی ہیں، اس کو کسی خاص جہت سے خصوصیت نہیں کیونکہ وہ مکان و جہت[1] سے پاک ہے وہ جس جہت کو چاہے قبلہ مقرر کر دے ہمارا کام اطاعت ہے۔ دوسری آیت میں مذکور ہے کہ تحویل قبلہ اس واسطے ہوا کہ ثابت ومُتزلزل میں[2] تمیز ہو جائے۔

غزوات و سَرایا کا آغاز

اسی سال سلسلہ غَزوات وسَرایا شروع ہوتا ہے۔ محدثین واہل سِیَر[3] کی اِصطلاح میں غزوہ وہ لشکر ہے جس میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بذات اقدس شامل ہوں اور اگر حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بذات شریف شامل نہ ہوں بلکہ اپنے اصحاب میں سے کسی کو دشمن کے مقابلہ میں بھیج دیں تو وہ لشکر سَرِیَّہ کہلاتا ہے۔ غزوات تعداد میں ستائیس ہیں۔ جن میں سے نو میں قتال وقوع میں آیا ہے اور وہ یہ ہیں: بَدْر، اُحُد، مُرَیْسِیع، خندق، قُرَیْظَہ، خیبر، فتح مکہ، حُنَین، طائف۔ سرایا کی تعداد سینتالیس ہے۔ نظر بر اِختصار ہم سرایا کو پَس اَنداز کر کے[4] غزوات وبعض دیگر وَقائع[5] کا حال سنہ وار پیش کرتے ہیں۔

ہجرت کے بعد بھی کفار قریش مسلمانوں کے مذہبی فرائض کی بجا آوری میں مُزاحِم ہوتے[6] تھے اور اسلام کے مٹانے کی کوشش کرتے تھے بلکہ دیگر قبائل کو بھی مسلمانوں کی مخالفت پر برانگیختہ کرتے[7] تھے، اس لئے حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مختلف اَغراض کے لئے اپنے اصحاب کی چھوٹی چھوٹی جماعتیں (سرایا) اَطرافِ مدینہ میں بھیجنی شروع کیں بلکہ بعض دفعہ خود بھی شرکت فرمائی۔ کہیں دشمن کی نقل وحرکت کی خبر لانے کے لئے کہیں بعض قبیلوں سے معاہدہ قائم کرنے کے لئے اور کہیں محض مُدافعت کے لئے ایسا کیا گیا۔ ہاں ایک غرض یہ بھی تھی کہ قریش کی شامی تجارت کا راستہ بند کر دیا جائے اور یہ وہی بات ہے جس کی دھمکی حضرت سعد بن معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ہجرت کے بعد ابوجہل کو خاص خانہ کعبہ میں یوں دی تھی کہ اگر تم نے[8] ہم کو طواف کعبہ سے روکا تو ہم تمہارا مدینہ کا راستہ بند کر دیں گے،[9] چونکہ قریش بالعموم مسلمانوں کو حج وعمرہ سے روکتے تھے اس لئے مجبوراً مسلمانوں کو ان کے تجارتی قافلوں سے تَعَرُّض کرنا

---

1 ……یعنی جگہ اور سمت۔ 2 ……ثابت قدم اور ڈگمگانے والوں یعنی مومن و کافر میں۔ 3 ……سیرت لکھنے والوں۔

4 ……چھوڑ کے۔ 5 ……واقعات۔ 6 ……رکاوٹ بنتے۔

7 ……اُبھارتے، اکساتے۔ 8 ……صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب ذکر النبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم من یقتل ببدر۔

9 ……صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب ذکر النبی من یقتل ببدر، الحدیث: ۳۹۵۰، ج۳، ص۳۔ علمیه

پڑا[1] تا کہ مذہبی مُداخلت سے باز آجائیں۔

''غزوۂ اَبواء''[2] اسی سال کے ماہِ صفر میں، ''غزوۂ بُواط''[3] وغزوۂ بَدْر اُولیٰ ماہِ ربیع الاوّل میں اور ''غزوۂ ذُوالعُشَیْرہ''[4] ماہِ جُمادَی الاُخریٰ میں ہوا۔ بَدْرِ[5] اُولیٰ کُرْز بن جابر فِہری کی گوشمالی[6] کے لئے تھا جو مدینہ منورہ کے اونٹ ہانک لے گیا تھا۔ باقی تینوں قافلۂ قریش سے تعَرُّض کے لئے تھے مگر ان میں سے کسی میں بھی مقابلہ نہیں ہوا۔

غزوۂ ذُوالعُشَیْرہ کے بعد ماہ رجب میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے پھوپھی زاد بھائی حضرت عبد اللّٰہ بن جحش رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو آٹھ یا بقولِ بعض بارہ مہاجرین کی جمعیت کے ساتھ نخلہ[7] کی طرف روانہ کیا۔ وہ نخلہ میں پہنچ کر قافلہ قریش کے منتظر رہے۔ ناگاہ[8] قریش کے اونٹوں کا قافلہ جن پر وہ شراب مُنَقّٰی اور چمڑا وغیرہ مالِ تجارت طائف سے لا رہے تھے ان کے قریب اترا۔ اس قافلے میں عَمْرو[9] بن حَضْرَمی، عثمان بن عبد اللّٰہ بن مُغِیرہ اور اس کا بھائی نَوفَل بن عبد اللّٰہ اور ابو جہل کے باپ ہِشام بن مُغِیرہ کا آزاد کردہ غلام حَکَم بن کَیْسان تھے۔ فریقین میں مقابلہ ہوا، اس میں حضرت واقِد بن عبد اللّٰہ تَمِیمی نے ایک تیر سے عَمْرو بن حَضْرَمی کا کام تمام کر دیا۔ عثمان بن عبد اللّٰہ اور حَکَم بن کَیْسان گرفتار ہوئے اور باقی بھاگ گئے۔ حضرت عبد اللّٰہ بن جحش دونوں اَسیروں اور مال غنیمت کو لے کر حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نے غنیمت تقسیم فرمادی۔ حضرت حَکَم بن

---

1 ......رکاوٹ بننا پڑا۔

2 ......ابواء ایک قریہ ہے جو جحفہ سے ۲۳ میل ہے۔ یہاں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی والدہ ماجدہ کی قبر ہے۔۱۲ منہ

3 ......بواط ایک پہاڑ کا نام ہے جو ینبع سے ایک دن کی راہ ہے۔۱۲ منہ

4 ......ذوالعشیرہ مکہ مدینہ کے درمیان میں ینبع کے نواح میں واقع ہے۔۱۲ منہ

5 ......بَدْر ایک کنوئیں کا نام ہے بَدْر اور مدینہ منورہ کے درمیان سات برید (منزل) ہیں۔۱۲ منہ

6 ......سزا دینا۔

7 ......یہ مقام مکہ وطائف کے درمیان مکہ سے ایک دن کی راہ ہے۔۱۲ منہ

8 ......اچانک۔

9 ......عمرو بن حضرمی کا باپ عبد اللّٰہ حضرمی حضرت معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دادا حرب بن اُمَیَّہ کا حلیف تھا اور حرب قریش کا رئیس تھا اور عثمان ونوفل حضرت خالد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دادا مغیرہ کے بیٹے تھے جو روساءِ قریش کے زمرہ میں شمار ہوتا تھا۔۱۲ منہ

کیسان اسلام لائے عثمان بن عبد اللّٰہ کو چھوڑ دیا گیا، وہ مکہ میں چلا گیا اور کفر پر مرا۔[1]

اسی سال کے ماہ شعبان میں ماہ رمضان کے روزے فرض ہوئے اور ماہ رمضان میں ''غزوۂ بدر ثانیہ'' وُقوع میں آیا۔

غزوۂ بَدر کُبریٰ

''غزوۂ بدر'' سب سے بڑا غزوہ ہے۔ اس کا سبب عَمرْو بن حَضْرَمی کا قتل اور قافلہ قریش کا شام کی طرف سے آنا تھا۔ یہ وہی قافلہ تھا جس کے قصد سے حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ذُوالْعُشَیْرَہ تک تشریف لے گئے تھے۔ امیر قافلہ ابوسُفیان تھا۔ اس قافلے میں قریش کا بہت سا مال تھا۔ جب یہ قافلہ بدر کے قریب پہنچا تو حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو خبر لگی آپ نے فوراً مسلمانوں کو نکلنے کی دعوت دی۔ اس لئے جلدی سے تیاری کر کے آپ بتاریخ ۱۲ ماہِ رمضان بروز ہفتہ مدینہ سے نکلے اور مدینہ منورہ سے ایک میل کے فاصلہ پر ''بِئْرِ اَبِی عُتْبَہ''[2] پر لشکر گاہ مقرر ہوا۔ یہاں لشکر کا جائزہ لینے کے بعد آپ نے صغیر السن[3] صحابہ (مثلاً ابن عمر، بَراء بن عازِب، اَنَس بن مالک، جابر، زید بن حارِث اور رَافع بن خَدِیج رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْھُم) کو واپس کر دیا اور باقی کو لے کر روانہ ہوئے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص کے بھائی عُمَیر[4] جن کی عمر سولہ سال کی تھی حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے آنکھ بچا رہے تھے کیونکہ ان کو شہادت کا شوق تھا مگر ڈرتے تھے کہ کہیں چھوٹی عمر کے سبب واپس نہ کر دیئے جائیں چنانچہ جب پیش ہوئے تو واپسی کا حکم ملا۔ اس پر آپ رونے لگے لہٰذا اس رحمۃ للعالمین صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے شمولیت کی اجازت دے دی بلکہ ان پر خود اپنی تلوار کا پَرتلہ[5] لگا دیا۔[6]

---

1 ......الطبقات الکبری لابن سعد،سریة عبد اللّٰہ بن جحش الاسدی،ج٢،ص٣-٧ و السیرة النبویة لابن ھشام،سریة عبد اللّٰہ بن جحش...الخ،ص٢٤٧-٢٤٩ ملتقطاً-علمیه

2 ......سیرت کی کتب میں اس کنویں کا نام '' بِئرِ ابی عِنَبَه'' بھی لکھا ہے۔علمیه

3 ......کم عمر۔

4 ......طبقات ابن سعد و استیعاب و اصابہ، ترجمہ عمیر بن ابی وقاص۔

5 ......وہ پٹی جو تلوار لٹکانے کے لیے کندھے پر ڈالتے ہیں۔

6 ......الاصابة فی تمییز الصحابة،٦٠٧٢-عمیر بن ابی وقاص،ج٤،ص٦٠٣ و الاستیعاب فی معرفة الاصحاب، ٢٠١٩-عمیر بن ابی وقاص،ج٣،ص٢٩٤- علمیه

واضح رہے کہ مسلمان محض قافلہ قریش سے تعرُّض[1] کے لئے نکلے تھے ان کو علم نہ تھا کہ فوج قریش سے مقابلہ کرنا پڑے گا۔اس لئے فوری ناتمام تیاری کی گئی۔حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ''جس کا سواری کا اونٹ موجود ہو وہ سوار ہو کر ہمارے ساتھ چلے۔'' انصار آپ سے ان اونٹوں کے لانے کے لئے جو مدینہ کے حصہ بالائی میں تھے اجازت مانگنے لگے۔آپ نے فرمایا: ''نہیں صرف وہی ساتھ چلے جس کا سواری کا اونٹ حاضر ہے۔''[2]

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ صرف ستر اونٹ دو گھوڑے اور تین سو آٹھ مجاہدین تھے۔جن میں سے مہاجرین کچھ ساٹھ سے اوپر تھے اور باقی سب انصار تھے۔آٹھ صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم اور تھے جو بوجہ عذر شامل نہ ہوسکے۔حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کو بھی غنیمت میں سے پورا حصہ دیا لہٰذا یہ بھی اصحابِ بَدْر میں شامل ہوتے ہیں۔ان آٹھ میں سے تین تو مہاجرین تھے۔یعنی حضرت عثمان بن عفان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ جو اپنی اہلیہ حضرت رُقَیَّہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا بنت رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تیمارداری کے لئے حضور ہی کے ارشاد سے مدینہ منورہ میں رہ گئے تھے اور حضرت طلحہ بن عبید اللّٰہ اور سعید بن زید (ہر دو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں) جن کو حضور نے روانگی سے دس روز پیشتر قافلہ قریش کی خبر لانے کے لئے بھیج دیا تھا اور وہ آپ کی روانگی کے بعد مدینہ میں واپس آئے تھے اور پانچ انصار تھے۔یعنی ابولُبَابہ بن عبدالمُنْذِر جن کو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی غَیبت میں مدینہ کا حاکم مقرر کیا[3]۔عاصِم بن عدِی العَجْلانی جو رَوحا[4] سے ضربِ شدید کے سبب واپس کر دیئے گئے اور مدینہ منورہ کی

---

1 ......حدیث کعب بن مالک میں ہے: انما خرج النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یرید عیر قریش حتی جمع اللہ بینہ وبینھم علی غیر میعاد. (یعنی آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم صرف قافلہ قریش کے قصد سے نکلے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے دونوں فریق کو اچانک مقابل کر دیا۔) یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے اور قرآن کریم کی آیت ذیل کی صحیح تفسیر ہے:
وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِی الْمِیْعٰدِ ۙ وَلٰكِنْ لِّیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۙ (انفال، ع۵) اور اگر آپس میں تم وعدے کرتے تو نہ پہنچتے وعدے پر لیکن اللّٰہ کو کرڈالنا تھا ایک امر کا جو ہو چکا تھا (ترجمۂ کنز الایمان: اور اگر تم آپس میں کوئی وعدہ کرتے تو ضرور وقت پر برابر نہ پہنچتے لیکن یہ اس لئے کہ اللہ پورا کرے جو کام ہونا ہے۔(پ۱۰، الانفال:۴۲۔علمیہ) حدیث کعب کے علاوہ اور حدیثیں بھی ہیں جو اسی مضمون کی تائید کرتی ہیں۔۱۲منہ

2 ......صحیح مسلم، کتاب الجہاد، باب سقوط فرض الجہاد عن المعذورین، حدیث انس بن مالک۔......(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب ثبوت الجنۃ للشھید، الحدیث:۱۹۰۱، ص۱۰۵۳۔علمیہ)

3 ......یعنی مدینے سے روانگی پر اپنے پیچھے ان کو مدینہ منورہ کا حاکم مقرر فرمایا۔

4 ......بدر سے ۳۶ میل ہے۔۱۲منہ

بالائی آبادی (عالیہ) کے حاکم بنائے گئے۔ حارِث بن حاطِب العمری جن کو حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے روحا سے کسی خاص کام کے لئے بنوعَمرو بن عَوْف کے پاس بھیج دیا۔ حارث بن الصِّمَّہ جو رَوحاء میں ٹانگ پر ضرب شدید آنے کے سبب واپس کر دیئے گئے اور خَوَّات بن جُبَیر جو اَثنائے راہ میں ساق[1] پر پتھر لگنے کے سبب مقام صفرا[2] سے واپس کر دیئے گئے۔[3]

سواری کے لئے تین تین مجاہدین کو ایک ایک اونٹ ملا ہوا تھا۔ چنانچہ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حضرت علی اور حضرت مَرثَد غَنَوِی[4] ایک اونٹ پر اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عبدالرحمٰن بن عوف دوسرے پر باری باری سوار ہوتے تھے۔ جب آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم روحاء سے چل کر صفراء کے قریب پہنچے تو آپ نے حضرت بَسْبَس بن عَمْرْ و اور عدِی بن اَبِی الزَّغْباء کو قافلہ قریش کی خبر لانے کے لئے بھیجا۔ وہ بَدْر میں پہنچے اور وہاں سے یہ خبر سن کر آئے کہ قافلہ کل یا پرسوں[5] بَدْر میں پہنچے گا۔ ابوسفیان کو شام میں خبر لگی تھی کہ حضرت قافلہ کی واپسی کا انتظار کر رہے ہیں۔ اس لئے اس نے حجاز کے قریب پہنچ کر ضَمْضَم بن عَمر و کو بیس مِثقال سونے کی اُجرت پر مکہ میں قریش کے پاس بھیجا تاکہ ان کو قافلہ کے بچانے کی ترغیب دے۔ چنانچہ ضَمْضَم اونٹ پر سوار ہو کر فوراً روانہ ہوگیا۔

مکہ پہنچ کر ضَمْضَم نے اپنے اونٹ کے ناک کان کاٹ دیئے تھے۔ کجاوہ اُلٹ دیا تھا اور اپنی قمیص پھاڑ دی تھی۔ اس ہیئت گذائی میں[6] وہ اپنے اونٹ پر سوار، یوں پکار پکار کر کہہ رہا تھا: ''اے گروہ قریش! قافلہ تجارت! قافلہ تجارت! تمہارا مال ابوسفیان کے ساتھ ہے۔ محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اور اس کے اصحاب اس کے سَدِّ راہ[7] ہو گئے ہیں۔ میں

---

1 ...... پنڈلی۔ 2 ...... بَدْر سے ایک منزل کے فاصلہ پر ہے۔ ۱۲منہ

3 ......الطبقات الکبری لابن سعد،غزوۃ بدر،ج۲،ص۸ والسیرۃ النبویۃ لابن ہشام،غزوۃ بدر الکبری، ص۲۵۱۔۲۵۶ ملتقطاً وصحیح البخاری، کتاب المغازی، باب ذکر النبی من یقتل ببدر، الحدیث: ۳۹۵۰، ج۳، ص۳ ملتقطاً۔ علمیہ

4 ......مقام روحاء تک حضرت مرثد کی جگہ حضرت ابولبابہ تھے۔ جب حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی باری پیدل چلنے کی آتی تو حضرت علی و ابولبابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما عرض کرتے کہ آپ سوار ہو لیں ہم بجائے آپ کے پیدل چلتے ہیں مگر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے: تم پیدل چلنے پر مجھ سے زیادہ قادر نہیں ہو اور نہ میں تمہاری نسبت اجر کا کم خواہاں ہوں۔ طبقات ابن سعد، غزوہ بَدْر۔ ۱۲منہ

5 ......سیرت ابن ہشام۔ 6 ......یعنی اسی حالت میں۔ 7 ......راہ میں رکاوٹ بننا۔

خیال نہیں کرتا کہ تم اسے بچالو گے۔فریاد! فریاد!۔'' یہ سن کر قریش کہنے لگے: کیا محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اور اس کے اصحاب گمان کرتے ہیں کہ یہ قافلہ بھی عَمْرو بن حَضْرمی کی مانند ہوگا! ہرگز نہیں۔ اللہ کی قسم! اُنہیں معلوم ہو جائے گا کہ ایسا نہیں۔غرض قریش جلدی نکلے اور ان کے اشراف میں سے سوائے ابولہب کے کوئی پیچھے نہ رہا اور اس نے بھی اپنے عوض ابوجہل کے بھائی عاص بن ہشام کو بھیجا اور چار ہزار درہم جو بطورِ سود اُس سے لینے تھے اس صلے میں اس کو معاف کردیئے۔ اُمَیَّہ بن خلف نے بھی پیچھے رہ جانے کا ارادہ کیا تھا کیونکہ اس نے حضرت سعد بن معاذ سے ہجرت کے بعد مکہ مشرفہ میں سنا تھا کہ وہ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آپ کے اصحاب کے ہاتھ سے قتل ہوگا مگر ابوجہل نے کہا: تو اہل وادی مکہ کا سردار ہے اگر تو پیچھے رہ گیا تو دوسرے بھی دیکھا دیکھی تیرے ساتھ رہ جائیں گے۔ غرض پَس و پیش[1] کے بعد ابوجہل کے اِصرار پر وہ بھی ساتھ ہولیا۔[2]

قریش جب بڑے ساز وسامان سے اس طرح چلنے کو تیار ہو گئے تو انہیں بنو کنانہ کی طرف سے اندیشہ پیدا ہوا کیونکہ بدْر سے پہلے قریش و کنانہ میں لڑائی جاری تھی۔ اس لئے قریش خائف تھے کہ مبادا[3] کینہ سابق[4] کے سبب ہمارے پیچھے ہم کو کوئی ضرر پہنچائیں۔ اس وقت ابلیس[5] بصورت سُراقہ بن مالک ظاہر ہوا جو کنانہ کا سردار تھا، اور کہنے لگا: میں ضامن ہوں تمہارے پیچھے، بنو کنانہ سے تمہیں کوئی ضرر نہ پہنچے گا۔ میں تمہارے[6] ساتھ ہوں۔ اس طرح ابلیس لعین بصورتِ سُراقہ لشکر قریش کے ساتھ تھا۔ علاوہ ازیں اہل مکہ کے ساتھ گانے والی عورتیں اور آلات مَلاہی[7] بھی تھے۔ رسد کا انتظام[8] یہ تھا کہ اُمَراءِ قریش عباس، عُتْبہ بن رَبیعہ، حارِث بن عامر، نَضْر بن حارث، ابوجہل، اُمَیَّہ وغیرہ باری باری ہر روز دس دس اونٹ ذبح کرتے اور لوگوں کو کھلاتے تھے۔ عُتْبہ بن رَبیعہ جو قریش کا سب سے معزز رئیس تھا فوج کا سپہ سالار تھا۔

---

1 ......سوچ و بچار۔ 2 ......صحیح بخاری، باب ذکر النبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم من یقتل ببدر۔

3 ......ایسا نہ ہو۔ 4 ......پرانی دشمنی۔ 5 ......سیرت ابن ہشام۔

6 ......قرآن مجید کی آیت ذیل میں اسی قصہ کی طرف اشارہ ہے: وَ اِذْ زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَ قَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْیَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَ اِنِّیْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ (الانفال، ع٦) اور جس وقت سنوار نے لگا شیطان ان کی نظر میں ان کے کام اور بولا کوئی غالب نہ ہوگا تم پر آج کے دن اور میں رفیق ہوں تمہارا۔۱۲منہ (ترجمۂ کنز الایمان: اور جبکہ شیطان نے ان کی نگاہ میں ان کے کام بھلے کر دکھائے اور بولا آج تم پر کوئی شخص غالب آنے والا نہیں اور تم میری پناہ میں ہو۔(پ ۱۰، الانفال: ٤٨) علمیه)

7 ......لہولعب کے آلات۔ 8 ......لشکر کے کھانے پینے کا انتظام۔

جب ابوسفیان مدینہ کے نواح میں پہنچا اور قریش کی کُمک[1] اس کی مدد کو نہ پہنچی تو وہ نہایت خوفزدہ ہوا کہ کہیں مسلمان کمین گاہ[2] میں نہ ہوں۔ اسی حال میں وہ بَدْر میں جا پہنچا وہاں اس نے مَجْدِی بن عَمْرو سے پوچھا: کیا تو نے محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے جاسوسوں میں سے کسی کو دیکھا ہے؟ مجدی بولا: ''اللّٰہ کی قسم! میں نے کسی اجنبی شخص کو نہیں دیکھا، ہاں اس مقام پر دو سوار آئے تھے۔ یہ کہہ کر عَدِی و بَسْبَس کے مُناخ[3] کی طرف اشارہ کیا۔ ابوسفیان نے ان کے اونٹوں کی مینگنیوں کو لے کر توڑا تو کیا دیکھتا ہے کہ ان میں کھجور کی گٹھلیاں ہیں۔ کہنے لگا: ان اونٹوں[4] نے یثرب کی کھجوریں کھائی ہیں۔ وہ تو محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے جاسوس تھے لہٰذا اس نے اپنے قافلے کے اونٹوں کے منہ پھیر دیئے اور بَدْر کو بائیں ہاتھ چھوڑ کر ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ مکہ کو روانہ ہوا۔ جب وہ قافلے کو محلِ خطر سے بچا لے گیا تو اس نے قیس بن اِمْرَءُ الْقَیس کے ہاتھ قریش کو کہلا بھیجا کہ میں نے قافلے کو بچا لیا ہے لہٰذا تم واپس چلے جاؤ۔ یہ قاصد جُحْفَہ[5] میں قریش سے ملا اور انہیں ابوسفیان کا پیغام پہنچایا۔ قریش نے واپس ہونے کا ارادہ کیا مگر ابوجہل بولا کہ ہم[6] بَدْر سے وَرے[7] واپس نہ ہوں گے۔ وہاں تین دن ٹھہریں گے، اونٹ ذبح کریں گے اور کھائیں کھلائیں گے۔ شراب پئیں گے اور راگ سنیں گے۔ اس طرح قبائل عرب کے اَطراف میں ہماری عظمت و شوکت کا آوازہ پھیل[8] جائے

---

1 ...... وہ فوج جو لڑائی میں مدد کے لیے بھیجی جائے۔

2 ...... دشمن کو پکڑنے یا مارنے کے لیے گھات لگا کر یعنی چھپ کر بیٹھنے کی جگہ کو کمین گاہ کہتے ہیں۔

3 ...... اونٹوں کے بٹھانے کی جگہ کو مناخ بولتے ہیں۔ ۱۲ منہ

4 ...... طبقات ابن سعد، غزوہ بَدْر۔

5 ...... جحفہ مدینے کے راستے میں مکہ سے تین یا چار منزل ہے اور غدیر خم سے دو میل اور ساحل بحر سے قریباً تین منزل ہے۔ معجم البلدان لیاقوت الحموی۔ ۱۲ منہ

6 ...... کامل لابن الاثیر، غزوہ بَدْر۔ بَدْر مواسم عرب میں ایک موسم بھی تھا جہاں ہر سال ایک دفعہ میلا لگا کرتا تھا حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بَدْر پہنچنے کے لئے جو راستہ اختیار فرمایا تھا وہ روحا میں سے تھا۔ روحاء اور مدینے کے درمیان چار دن کا رستہ ہے۔ پھر روحاء سے منصرف ایک برید۔ پھر ذات اجذال ایک برید پھر معاملات ایک برید پھر اثیل ایک برید اور اثیل سے بَدْر دو میل۔ طبقات ابن سعد۔ ۱۲ منہ

7 ...... بدر کے قریب آ کر۔

8 ...... قرآن کریم کی آیت ذیل میں اسی طرف اشارہ ہوا ہے وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بَطَرًا وَّ رِئَآءَ النَّاسِ وَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِؕ-وَ اللّٰهُ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطٌ (انفال، ع۶) اور مت ہو کہ جیسے نکلے وہ لوگ اپنے گھروں سے اتراتے اور لوگوں کو دکھاتے اور روکتے اللہ کی راہ سے اور اللہ کے قابو میں ہے جو وہ کرتے ہیں۔ ۱۲ منہ (ترجمۂ کنز الایمان: اور ان جیسے نہ ہونا جو اپنے گھر سے نکلے اتراتے اور لوگوں کے دکھانے کو اور اللہ کی راہ سے روکتے اور ان کے سب کام اللہ کے قابو میں ہیں۔ (پ ۱۰، الانفال: ۴۷) علمیہ)

گا[1] اور وہ ہمیشہ ہم سے ڈرتے رہیں گے۔ پس ابو جہل کی رائے پر عمل کیا گیا۔ جُحفہ ہی میں اَخنس[2] بن شَرِیق الثقفی نے اپنے حلیف بنو زُہرہ کو جو ایک سو اور بقول بعض تین سو مرد تھے مشورہ دیا کہ واپس چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ واپس چلے گئے اس طرح بنو عدی بن کعب جو قریش کے ساتھ آئے تھے ثَنِیَّہ لَفْت سے واپس لوٹ گئے اور واپسی میں ابوسفیان ان سے ملا اور کہنے لگا: اے بنو عدی! تم کیونکر لوٹ آئے۔ لَا فِی الْعِیْرِ وَلَا فِی النَّفِیْرِ۔[3] (نہ قافلے میں اور نہ قریش میں) وہ بولے کہ تو نے ہی تو قریش کو لوٹ جانے کا پیغام بھیجا تھا۔ غرض بنو زُہرہ اور بنو عَدِی کے سوا تمام قریش کے قبائل لڑائی میں شامل تھے۔[4]

مقام صَفْراء کے نزدیک وادی ذَفِران میں حضورِ اَقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام دو جماعتوں میں سے ایک کا وعدہ لائے۔ پس آپ نے صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم سے مشورہ کیا اور پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو، عِیر (قافلہ) یا نَفِیر (گروہ قریش) مسلمان چونکہ محض قافلہ کے قصد سے نکلے تھے، تعداد بھی کم تھی اور سامان جنگ بھی کافی نہ تھا، اس لئے ایک فریق اس حالت میں لڑائی سے ہچکچاتا تھا۔[5] وہ بولے: عیر۔ یہ سن کر

---

1 ......شہرت ہو جائے گی۔

2 ......اس کا اصلی نام اُبَی تھا مگر جب بنو زہرہ کو لوٹا لے گیا تو کہا گیا خنس بھم (وہ ان کو واپس لے گیا) لہٰذا اس کو اَخنس کہنے لگے (طبقات ابن سعد) اس کے اسلام میں اختلاف ہے۔ دیکھو اصابہ فی تمییز الصحابہ۔ ۱۲ منہ

3 ......طبقات ابن سعد۔ مگر ضرب الامثال للبدائی میں ہے کہ ابوسفیان کا یہ خطاب بنو زہرہ سے تھا اور اسی نے لکھا ہے کہ یہ مثل سب سے پہلے ابوسفیان کی زبان سے نکلی تھی۔ بقول اصمعی اسے ایسے مقام پر بولا جاتا ہے جہاں کسی شخص کی قدر سے تحقیر و تصغیر منظور ہو۔ ۱۲ منہ

4 ......الطبقات الکبری لابن سعد، غزوۃ بدر، ج ۲، ص ۹۔۱۰ ملتقطاً و والکامل فی التاریخ، ذکر غزوۃ بدر الکبری، ج ۲، ص ۱۷۔۱۹۔ علمیہ

5 ......سورۂ انفال، رکوع اوّل میں ہے: كَمَاۤ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَیْتِكَ بِالْحَقِّ (آیہ ۵ تا ۱۱) بعض نے پانچویں آیت میں وَ اِنَّ فَرِیْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَكٰرِهُوْنَ کو حال حقیقیہ سمجھ کر کہا ہے کہ مدینہ سے نکلے اور اس گروہ کے جی چرانے کا وقت ایک ہی تھا اور ساتویں آیت وَ اِذْ یَعِدُكُمُ اللّٰهُ کی رو سے دو فریق (کاروان تجارت و فوج قریش) میں سے ایک کا وعدہ بھی مدینہ ہی میں تھا۔ مگر یہ درست نہیں کیونکہ جملہ وان فریقا حال حقیقیہ نہیں بلکہ مقدرہ ہے جیسا کہ تمام کتب تفسیر میں مذکور ہے اور وَ اِذْ یَعِدُكُمُ میں واو عاطفہ نہیں بلکہ استیناف ہے اور اذ ظرف ہے فعل مضمر وَاذْكُرُوْا کا نہ کہ اَخْرَجَكَ کا۔ اس میں شک نہیں کہ نویں آیت۔ (اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ) میں اور گیارہویں آیت (اِذْ یُغَشِّیْكُمُ النُّعَاسَ) میں اذ بدل ہے وَ اِذْ یَعِدُكُمُ سے پس بنا بر تقریر بعض مذکور خروج من البیت، وعدہ احدی الطائفتین، استغاثہ مسلمین، نیند کا طاری ہونا اور مینہ کا برسنا یہ سب مدینہ ہی میں ہونا چاہیے۔ وھذا کما تری تفصیل کے لئے رسالہ غزوات النبی، مولفہ خاکسار دیکھو۔ ۱۲ منہ

حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ناخوش ہوئے، لہٰذا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کھڑے ہو کر تقریر کی اور خوب[1] کہا۔ پھر حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے تقریر کی اور اچھی کی۔ پھر حضرت مِقْداد بن عَمْرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کھڑے ہوئے اور بولے کہ ''یارسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ تعالٰی نے جو آپ کو بتایا ہے وہ کیجئے ہم آپ کے ساتھ ہیں، اللہ کی قسم! ہم[2] نہیں کہتے جیسا کہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی قوم نے کہا تھا: فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ[3] بلکہ ہم آپ کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے لڑیں گے۔'' یہ سن کر حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خوش ہوئے اور حضرت مِقْداد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ پھر آپ نے انصار کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ مجھے مشورہ دو۔ انصار کی طرف اشارہ کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے بیعت عُقْبہ کے وقت کہا تھا:[4] ''یارسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہم آپ کے ذِمام یعنی عہد سے بری ہیں یہاں تک کہ آپ ہمارے دِیار میں پہنچ جائیں جب آپ ہمارے دیار میں پہنچیں گے تو ہمارے امان وعہد میں ہوں گے اور ہم آپ کی حمایت کریں گے ہر ایسے امر سے کہ اس سے ہم اپنی اولاد اور عورتوں کی حمایت کرتے ہیں۔'' چونکہ اس عبارت سے ایک طرح کا وَہْم ہوتا تھا کہ انصار پر صرف مدینے میں ہی حضور کی حمایت واجب تھی، لہٰذا آپ نے اس مقام پر مَحْض ان کے حال سے اِسْتِکْشاف و اِسْتِمْزاج کے لئے ایسا کیا۔[5] انصار نے جب حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد سنا تو حضرت سعد بن معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جو اَکابرِ اَنصار میں سے تھے یوں جواب دیا:[6] ''ہم آپ پر ایمان لائے ہیں اور شاہد ہیں اس امر پر کہ جو کچھ آپ لائے ہیں وہی حق ہے

---

1 ......سیرت ابن ہشام۔

2 ......صحیح بخاری، غزوۂ بدر، باب قول اللہ تعالٰی: اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّكُمْ الآیۃ۔ سیرت ابن ہشام میں حضرت مقداد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی تقریر میں یہ بھی ہے: ''قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے اگر آپ ہمارے ساتھ برک الغماد کا قصد کریں گے تو ہم تلوار چلائیں گے یہاں تک کہ آپ وہاں پہنچ جائیں۔'' بعض روایتوں میں یہی الفاظ حضرت سعد بن معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی طرف منسوب ہیں۔ ممکن ہے دونوں نے ایسا ہی کہا ہو۔ جیسا کہ ابن الدیبہ کا قول ہے۔ (معجم البلدان لیاقوت الحموی) برک الغماد مکہ مشرفہ سے پانچ دن کی راہ پر اقصائے یمن میں حبشہ کے مقابل ایک شہر ہے۔ ۱۲ منہ

3 ...... فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ۔ تو جا اور تیرا رب دونوں لڑو ہم یہاں ہی بیٹھتے ہیں۔ (مائدہ، ع ٤)

(ترجمۂ کنز الایمان: تو آپ جائیے اور آپ کا رب تم دونوں لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ (پ ٦، المائدۃ: ٢٤) علمیہ)

4 ......سیرت ابن ہشام، غزوۂ بدر۔

5 ......یعنی وضاحت اور مرضی پوچھنے کیلئے ایسا فرمایا۔

6 ......سیرت ابن ہشام، غزوۂ بدر۔

اور اس تصدیق پر ہم نے آپ کو اپنی اطاعت کے عہد و مواثیق دیئے ہوئے ہیں۔ یارسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ جہاں چاہیں چلیں ہم آپ کے ساتھ ہیں اللّٰہ کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے، اگر آپ ہمارے ساتھ اس سمندر کو عبور کرنا چاہیں اور اس میں کود پڑیں تو بیشک ہم بھی آپ کے ساتھ اس میں کود پڑیں گے اور ہم میں سے ایک بھی پیچھے نہ رہے گا۔ ہمیں یہ ناگوار نہیں کہ کل کو آپ ہمیں ساتھ لے کر دشمن کا مقابلہ کریں۔ ہم لڑائی میں صابر اور دشمن کے مقابلے کے وقت صادق ہیں۔ شاید اللّٰہ تعالیٰ مقابلے میں ہمارے ہاتھ سے آپ کو وہ دکھائے کہ جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں، لہٰذا آپ ہم کو اللّٰہ کی برکت سے لے چلیں۔'' حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے اس قول سے خوش ہوئے اور فرمایا کہ ''اللّٰہ کی برکت سے چلو! اللّٰہ تعالیٰ نے مجھ سے دو باتوں (قافلہ اور فوجِ قریش) میں سے ایک[1] کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ اللّٰہ کی قسم! گویا میں قریش کی موت کی جگہوں کو دیکھ رہا ہوں۔'' یہاں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جھنڈے تیار کیے۔ سب سے بڑا جھنڈا مہاجرین کا تھا جو حضرت مُصْعَب بن عمیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ہاتھ میں تھا اور قبیلہ خزرج کا جھنڈا حضرت حباب بن المنذر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس تھا اور قبیلہ اَوس کا جھنڈا حضرت سعد بن معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اٹھایا ہوا تھا۔ مشرکین کے ساتھ بھی تین جھنڈے تھے۔ ایک ابوعزیز بن عمیر دوسرا نضر بن حارث اور تیسرا طلحہ بن ابی طلحہ کے ہاتھ میں تھا۔ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بتاریخ ۱۷ ماہِ رمضان جمعہ کی رات کو بدر میں قریب کے میدان میں اترے اور قریش دوسری طرف اترے۔[2] حضور

---

1 ......قرآن کریم میں ہے: وَ اِذْ یَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآىٕفَتَیْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَ تَوَدُّوْنَ اَنَّ غَیْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَ یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ یَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِیْنَ ۝ اور جب وعدہ کرتا ہے اللّٰہ ایک کا دو جماعتوں میں سے کہ یہ واسطے تمہارے ہے اور تم دوست رکھتے ہو یہ کہ بن شوکت والا ہی ہووے واسطے تمہارے اور اللّٰہ چاہتا ہے کہ سچا کرے سچ کو اپنے کاموں سے اور کاٹے پیچھا کافروں کا۔ ۱۲ منہ (ترجمۂ کنز الایمان: اور یاد کرو جب اللّٰہ نے تمہیں وعدہ دیا تھا کہ ان دونوں گروہوں میں ایک تمہارے لئے ہے اور تم یہ چاہتے تھے کہ تمہیں وہ ملے جس میں کانٹے کا کھٹکا نہیں اور اللّٰہ یہ چاہتا تھا کہ اپنے کلام سے سچ کو سچ کردکھائے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے۔ (پ ۹، الانفال: ۷) علمیہ۔) حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مطلب یہ تھا کہ کاروان اور لشکر قریش میں سے ایک کا وعدہ ہو چکا ہے۔ اب قافلہ تو ہاتھ سے جاتا رہا لہٰذا قریش گرفتار ہوں گے۔ ۱۲ منہ

2 ......قرآن کریم میں ہے: اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْیَا وَ هُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَ الرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ؕ (انفال، ع ۵) جس وقت تم تھے ورے کے ناکے پر اور وہ پرے کے ناکے پر اور قافلہ نیچے اتر گیا تم سے۔ (ترجمۂ کنز الایمان: جب تم نالے کے اس کنارے تھے اور کافر پرلے کنارے اور قافلہ تم سے ترائی میں (پ ۱۰، الانفال: ۴۲) علمیہ۔) یعنی مسلمان قریب کے میدان میں مدینے کی طرف کو اترے اور =

انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرات علی و زبیر و سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کو مشرکین کا حال دریافت کرنے کے لئے بھیجا وہ قریش کے دو غلام پکڑ لائے۔ اس وقت حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نماز پڑھ رہے تھے۔ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم نے ان[1] غلاموں سے پوچھا: کیا تم ابوسفیان کے ساتھی ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم تو قریش کے سقے ہیں۔ قریش نے ہمیں پانی پلانے کے لئے بھیجا ہے۔ اس پر صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم نے انہیں مارا۔ جب وہ درد سے بے چین ہوئے تو کہنے لگے کہ ہم ابوسفیان کے ساتھی ہیں۔ اتنے میں حضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نماز سے فارغ ہوئے۔ آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: ''جب یہ تم سے سچ بولے تم نے ان کو مارا اور جب تم سے جھوٹ بولے تو ان کو چھوڑ دیا۔ اللّٰہ کی قسم! انہوں نے سچ کہا وہ قریش کے ساتھی ہیں۔''
پھر حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان غلاموں سے قریش کا حال دریافت کیا۔ انہوں نے جواب دیا: اللّٰہ کی قسم! یہ تودہ رَیگ[2] جو نظر آرہا ہے اس کے پیچھے ہیں۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ قریش تعداد میں کتنے ہیں؟ وہ بولے کہ ہمیں معلوم نہیں۔ پھر آپ نے پوچھا کہ وہ روزانہ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ ایک دن دس اور ایک دن نو۔ آپ نے فرمایا کہ وہ ہزار اور نو سو کے درمیان ہیں۔ (واقع میں وہ ساڑھے نو سو تھے اور ان کے پاس سو گھوڑے تھے۔) پھر آپ نے پوچھا: سرداران قریش میں سے کون کون آئے ہیں؟ وہ بولے عُتْبَہ بن رَبیعہ، شَیْبَہ بن رَبیعہ، ابوجہل بن ہِشام، ابوالبُختَری بن ہِشام، حکیم بن حِزَام، نَوفَل بن خُوَیلِد، حارِث بن عامِر بن نَوفَل، طُعَیمہ بن عَدِی ابن نَوفَل، نَضر بن حارِث، زَمْعَہ بن اَسْوَد، اُمَیَّہ بن خَلَف، نُبَیْہ و مُنَبِّہ پسرانِ حَجّاج، سُہَیل بن عَمْرو،[3] عَمْرو بن عَبْدِوُدّ۔ یہ سن کر حضور صَلَّی اللّٰہُ

= کفار پرلے ناکے پر مکہ کی طرف اترے اور قافلہ مسلمانوں سے نیچے کی طرف ساحل سمندر کے قریب تھا۔ ۱۲ منہ......

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، غزوۃ بدر الکبری، ص۲۵۳۔۲۵۴ و صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب قول اللّٰہ تعالٰی: اذ تستغیثون ربکم...الخ، الحدیث: ۳۹۵۲، ج۳، ص۵ و الطبقات الکبری، لابن سعد، غزوۃ بدر، ج۲، ص۱۰۔ علمیہ)

1 ......سیرت ابن ہشام۔ مگر صحیح مسلم میں ایک غلام کا ذکر ہے۔ بظاہر حدیث مسلم کے راوی نے ایک ہی کے ذکر پر اختصار کیا ہے۔ واللّٰہ اعلم۔ ۱۲ منہ

2 ......ریت کا ٹیلہ۔

3 ......سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں یہاں '' سھل بن عمرو '' لکھا ہے جو کہ کتابت کی غلطی ہے کیونکہ السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، السیرۃ الحلبیۃ اور دیگر کتب میں '' سُھَیل بن عَمْرو '' ہے لہٰذا ہم نے یہی لکھا ہے۔ علمیہ

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: ''لو! مکہ نے اپنے جگر پارے تمہاری طرف بھیج دیئے ہیں۔'' پس حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جلدی کوچ کر کے کوؤں[1] کی طرف آئے اور جو کوآں[2] بدْر کے سب سے قریب تھا اس پر اترے۔ حضرت حباب بن منذر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جہاں آپ ہیں وہ اچھی جگہ نہیں۔ آپ ہمیں اس کوئیں پر لے چلیں جو قریش کے سب سے نزدیک ہو میں بدْر سے اور اس کے کوؤں سے واقف ہوں۔ وہاں ایک میٹھے پانی کا کوآں ہے جس کا پانی ختم نہیں ہوتا۔ ہم اس پر ایک حوض بنالیں گے اس میں سے پئیں گے اور جنگ کریں گے اور باقی کوؤں کو بند کردیں گے تاکہ کفار کو پانی نہ ملے۔ حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حباب کی رائے درست ہے۔[3]

علاوہ ازیں جہاں مسلمان اترے ہوئے تھے وہ نرم ریتلی زمین تھی جس میں آدمیوں کے پاؤں اور چوپایوں کے کُھر اور سُم دھنستے تھے اور جہاں کفار ٹھہرے ہوئے تھے انہوں نے وہاں کوئیں کھود لئے تھے اور پانی جمع کرلیا تھا۔ مسلمانوں میں سے بعض کو غسل جنابت اور بعض کو وضو کی حاجت تھی اور پیاسے تھے پانی نہ ملتا تھا۔ پس شیطان نے ان کے دلوں میں یہ وسوسہ ڈالا کہ تمہارا گمان ہے کہ ہم حق پر ہیں، پیغمبر ہمارے درمیان ہیں اور ہم اللّٰہ کے پیارے ہیں، حالانکہ مشرکین پانی پر قابض ہیں اور تم جُنُب اور مُحْدِث[4] ہونے کی حالت میں نمازیں پڑھتے ہو، پھر تمہیں کس طرح امید ہوسکتی ہے کہ تم ان پر غالب آجاؤ گے۔ ایسی حالت میں اللّٰہ تعالیٰ نے ان پر نیند طاری کردی۔[5] جس سے ان کا رَنج و تَعَب[6] دور ہوگیا اور مینہ برسادیا جس سے انہوں نے پیا، غسل کیا اپنے چوپایوں کو پلایا اور مشکیں بھرلیں اور ریت سخت ہوگئی جس پر چلنا

---

1 ......کنوؤں۔ 2 ......کنواں۔

3 ......السیرة النبویة لابن هشام،غزوة بدر الکبری،ص٢٥٤ و الطبقات الکبری لابن سعد،غزوة بدر،ج٢،ص١٠ ملخصاً۔ علمیه۔

4 ......بے غسل اور بے وضو۔

5 ......قرآن مجید میں ہے: اِذْ یُغَشِّیْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَ یُنَزِّلُ عَلَیْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّیُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَ یُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّیْطٰنِ وَ لِیَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَ یُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ﴿۱۱﴾ (انفال، ع٢) اور جس وقت ڈال دی تم پر اونگھا اپنی طرف سے تسکین کو اور اتارا تم پر آسمان سے پانی کہ اس سے تم کو پاک کرے اور دور کرے تم سے شیطان کی نجاست اور محکم گرہ دے تمہارے دلوں پر اور ثابت کرے اس کے سبب تمہارے قدم۔ ١٢ منہ (ترجمۂ کنزالایمان: جب اُس نے تمہیں اُونگھ سے گھیر دیا تو اُس کی طرف سے چین (تسکین) تھی اور آسمان سے تم پر پانی اتارا کہ تمہیں اس سے ستھرا کردے اور شیطان کی ناپاکی تم سے دور فرمادے اور تمہارے دلوں کی ڈھارس بندھائے اور اس سے تمہارے قدم جمادے۔ (پ٩، الانفال: ١١) علمیه)

6 ......رنج اور تھکاوٹ۔

آسان ہو گیا اور کفار کی زمین کیچڑ ہو گئی جس پر چلنا دشوار ہو گیا۔ اس طرح وسوسۂ شیطان جاتا رہا اور اطمینان حاصل ہو گیا۔

غرض حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آپ کے اصحاب وہاں سے چل کر کفار سے پہلے آبِ بَدْر پر پہنچ گئے اور قریش کے سب سے قریب کوئیں پر اترے اور اس پر حوض بنا کر پانی سے بھر لیا اور دوسرے کوؤں کو بند کر دیا پھر حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے اونچی جگہ پر ایک عریش (کھجور کی شاخوں کا سائبان) بنایا گیا، اور حضرت بذات خود معرکہ کی جگہ پر تشریف لے گئے اور دست مبارک کے اشارے سے فرماتے تھے کہ یہ فلاں کافر کے مارے جانے کی جگہ ہے اور یہ فلاں کافر کے قتل ہونے کی جگہ ہے۔ جیسا کہ حضور نے فرمایا تھا لڑائی میں ویسا ہی وقوع میں آیا ان میں سے کسی نے بھی اشارے کی جگہ سے سرِ مُو[1] تجاوز نہ کیا۔ یہ سب کچھ جمعہ کی رات بتاریخ ۱۷ ماہ رمضان المبارک واقع ہوا۔ کفار کیچڑ کے سبب سے اپنی جگہ سے آگے نہ بڑھ سکے۔ حضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مع صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عریش میں داخل ہوئے یار غار یہاں بھی عریش کے اندر اپنے آقائے نامدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حفاظت کے لئے شمشیر برہنہ[2] علم کیے ہوئے[3] تھا اور دروازے پر حضرت سعد بن معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ تلوار آڑے لٹکائے پہرہ دے رہے تھے۔[4]

حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تمام رات بیدار اور مصروفِ دُعا رہے۔ صبح ہوئی تو لوگوں کو نماز کے لئے آواز دی اور نماز سے فارغ ہو کر جہاد پر وعظ فرمایا۔[5] پھر آپ صف آرائی میں مشغول ہوئے۔ آپ کے دست مبارک میں ایک تیر کی لکڑی تھی جس سے کسی کو آپ اشارہ فرماتے کہ آگے ہو جاؤ اور کسی سے ارشاد فرماتے تھے کہ پیچھے ہو جاؤ۔ چنانچہ حضرت سَوَّاد[6] بن غَزِیَّہ اَنصاری جو صف سے آگے نکلے ہوئے تھے حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے

---

1 ...... بال برابر۔
2 ...... صواعق محرقہ لابن حجر المکی بحوالہ مسند بزار ص ۱۷۔
3 ...... ننگی تلوار بلند کیے ہوئے۔
4 ...... السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، غزوۃ بدر الکبری، ص ۲۵۶۔۲۵۹ و سبل الھدی والرشاد، غزوۃ بدر الکبری، ذکر وصول ابی سفیان، ج ٤، ص ۲۹-۳۱ و الدر المنثور للسیوطی، سورۃ الانفال، تحت الآیۃ: ۷، ۸، ج ٤، ص ۲۷۔ علمیہ
5 ...... منتخب کنز الاعمال بروایت ابن عساکر۔
6 ...... سیرت ابن ہشام، غزوۂ بَدْر بروایت ابن اسحاق۔

اس لکڑی سے ان کے پیٹ کو ٹھوکا دیا[1] اور فرمایا: اِسْتَوِ یَا سَوَاد۔ (اے سواد برابر ہو جاؤ) حضرت سواد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ نے مجھے ضربِ شدید لگائی ہے حالانکہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے حق و انصاف کے ساتھ بھیجا ہے آپ مجھے قصاص دیں۔ یہ سن کر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا شکم مبارک ننگا کر دیا اور فرمایا: اپنا قصاص لے لو، اس پر حضرت سواد حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے گلے لپٹ گئے اور آپ کے شکم مبارک کو بوسہ دیا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پوچھا: اے سواد! تو نے ایسا کیوں کیا؟ حضرت سواد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم موت حاضر ہے میں نے چاہا کہ آخر عمر میں میرا بدن آپ کے بدنِ اَطْہر سے مس کر جائے، یہ سن کر آپ نے اس کے لئے دعائے خیر فرمائی اور اس نے معاف کر دیا۔ اسی اثناء میں مشرکین بھی نمودار ہوئے۔ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کی تعداد کثیر دیکھ کر یوں دعا فرمائی: ''یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! یہ قریش فخر و تکبر کرتے آ پہنچے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تیرے ساتھ جنگ کریں اور تیرے رسول کو جھٹلائیں، اے خدا! عَزَّوَجَلَّ میں اس نصرت کا منتظر ہوں جس کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے۔''[2]

جب ہر دو فریق صف آرائی کر چکے تو قریش نے عمیر بن وَہْب جُمَحِی کو لشکر اسلام کی تعداد معلوم کرنے بھیجا۔ وہ لشکر اسلام میں آیا اور دیکھ بھال کے بعد واپس جا کر کہنے لگا: ''مسلمان[3] کم و بیش تین سو ہیں اور ان کے ساتھ ستر اونٹ اور دو گھوڑے ہیں۔ اے گروہ قریش! میں نے دیکھا کہ ان کے اونٹوں کے پالان[4] موتوں کو اٹھائے ہوئے ہیں۔ یثرب کے آب کش اونٹ[5] زہر قاتل سے لدے ہوئے ہیں۔ ان کو اپنی تلواروں کے سوا اور کوئی پناہ نہیں وہ گونگے ہیں کلام نہیں کر سکتے اور سانپوں کی طرح زبانیں منہ سے نکالتے ہیں۔ اللّٰہ کی قسم! میری رائے میں ان میں سے ایک شخص بھی قتل نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ تم میں سے ایک کو قتل نہ کر لے۔ پس جب وہ تم میں سے اپنی تعداد کے برابر قتل کر دیں گے تو اس کے بعد تمہارا جینا کیسا ہوگا۔ اس لئے تم آپس میں مشورہ کر لو۔''[6] جب حکیم بن حزام نے یہ سنا تو عُتْبَہ بن رَبیعہ کے پاس گیا اور

---

❶ ......اندر کی طرف دبایا۔ ❷ ......السيرة النبوية لابن هشام،غزوة بدر الكبرى،ص٢٥٧۔٢٥٩ ملتقطاً۔ علميه

❸ ......طبقات ابن سعد، غزوۂ بدر۔ ❹ ......وہ گدا یا کپڑا جو اونٹ وغیرہ کی پیٹھ کے بچاؤ کیلئے اسکی پشت پر ڈالتے ہیں۔

❺ ......آب پاشی کے لیے پانی لے جانے والے اُونٹ۔

❻ ......الطبقات الكبرى لابن سعد،غزوة بدر،ج٢،ص١١۔ علميه

اس سے کہا: اے ابوالولید! تو قریش کا سردار ہے۔ کیا تو چاہتا ہے کہ آخر زمانے تک دنیا میں تیرا ذکر خیر رہے؟ وہ بولا: پھر میں کیا کروں؟ حکیم نے کہا: لوگوں کو واپس لے جا اور اپنے حلیف عَمرو بن حَضْرَمی کا خون بہا ادا کردے۔ عتبہ نے کہا: بے شک وہ میرا حلیف تھا۔ اس کا خون بہا اور اس کا نقصانِ مال جو ہوا وہ سب میرے ذمہ ہے۔ تو ابن الحَنْظَلِیَّہ (ابو جہل) کے پاس جا کیونکہ وہی ہے جس کی طرف سے مجھے اندیشہ ہے کہ لوگوں میں لڑائی کرادے۔ پھر عتبہ نے کھڑے ہو کر یوں تقریر کی: ''اے گروہ قریش! تمہیں محمد اور اس کے اصحاب کے ساتھ لڑنے سے کچھ فائدہ نہیں۔ خدا کی قسم! اگر تم محمد کو قتل کرو گے تو تم میں سے ہر ایک کو ان میں اپنے چچیرے بھائی کے قاتل یا ماموں زاد بھائی کے قاتل یا اپنے خاندان کے کسی شخص کے قاتل کا منہ ہر وقت دیکھنا پڑے گا اس لئے لوٹ چلو اور محمد اور باقی عرب کو خود آپس میں سمجھ لینے دو۔'' حکیم مذکور کا بیان ہے کہ میں ابو جہل کے پاس گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ابو جہل نے زرہ دان میں سے اپنی زرہ نکالی ہوئی ہے۔ اسے زیتون کے تیل کی چیٹک مل رہا ہے۔ میں نے کہا: اے ابوالحکم! عتبہ نے مجھے ایسا ایسا کہہ کر تیرے پاس بھیجا ہے۔ ابو جہل نے کہا: ''خدا کی قسم![1] محمد اور اس کے اصحاب کو دیکھ کر اس کا سینہ پھول گیا ہے۔ (یعنی بزدل ہو گیا ہے) خدا کی قسم! ہم ہرگز واپس نہ ہوں گے یہاں تک کہ اللہ ہمارے اور محمد کے درمیان فیصلہ کردے۔ عتبہ بزدل تو نہیں ہے مگر اس نے دیکھا کہ محمد اور اس کے اصحاب چند اونٹوں کا گوشت کھانے والے ہیں اور ان میں ان کا بیٹا ابو حُذَیفہ ہے۔ اس کے بارے میں وہ تم سے ڈر گیا ہے۔'' پھر ابو جہل نے عامر بن حَضْرَمی کو کہلا بھیجا کہ تیرا حَلِیف عُتْبَہ چاہتا ہے کہ لوگوں کو ہٹا لے جاوے اور تو قصاص چاہتا ہے۔ اس لئے اٹھ اور اپنے بھائی کا قِصَاص اور عہد و پیمان یاد دلا۔ اس پر عامر مذکور اٹھا اور اپنے چُوتڑ[2] ننگے کر کے چلایا واعَمْراہْ! واعَمْراہ! یہ دیکھ کر لوگوں کی رائے بدل گئی۔ جب عتبہ کو معلوم ہوا کہ ابو جہل نے اس کی نسبت یہ الفاظ (اللہ کی قسم اس کا سینہ پھول گیا ہے) کہے ہیں تو بولا: ''وہ حلقۂ دُبر[3] زرد کیے ہوئے جلدی جان لے گا کہ کس کا سینہ پھول گیا ہے میرا یا اس کا۔'' یہ کہہ کر عتبہ نے اپنے سر کے لئے خَوْد[4] طلب کی مگر اس کی کھوپڑی اتنی بڑی تھی کہ تمام لشکر

---

1 ......طبقات ابن سعد، غزوۂ بدر۔
2 ......سرین۔
3 ......ابوجہل لعین کے حلقہ دبر پر ایک برص کا داغ تھا جسے وہ زعفران لگا کر زرد رکھا کرتا تھا۔ سیرت ابن ہشام۔ ۱۲ منہ
4 ......لوہے کی جنگی ٹوپی۔

میں ایسی خَوْد نہ ملی جو اس کے سر پر ٹھیک آجائے۔ اس لئے اس نے چادر سے اپنا سر ڈھانپ لیا۔[1] اس طرح قریش آمادۂ جنگ ہو گئے۔ عتبہ نے عمیر بن وہب سے کہا کہ جنگ کر و اس لئے وہ سو سوار لے کر حملہ آور ہوا۔ مسلمان اپنی صف پر قائم رہے۔ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ میری اجازت کے بغیر لڑائی نہ کرنا۔ اس وقت حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر نیند[2] طاری ہو گئی۔ حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قریش ہم پر آپڑے ہیں۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بیدار ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس خواب میں قریش تھوڑے دکھائے۔[3] اگر بہت دکھاتا تو مسلمان تعداد کثیر کا نام سن کر ڈر جاتے۔ اللہ تعالیٰ کے اس انعام کو دیکھئے کہ میدانِ جنگ میں اِلْتِحامِ حرب سے پہلے[4] مسلمانوں کو کفار تھوڑے[5] دکھائے تاکہ وہ جنگ پر اِقدام کریں اور کفار کو مسلمان تھوڑے دکھائے جس سے انہوں نے لڑنے میں بہت کوشش نہ کی۔[6]

مسلمانوں میں سے جو سب سے پہلے لڑائی کیلئے نکلا وہ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا آزاد کردہ غلام

---

1 ......السیرۃ النبویۃ لابن ھشام،غزوۃ بدرالکبری،ص٢٥٧۔ علمیہ

2 ......درمنثور للسیوطی بحوالہ دلائل بیہقی، جزء ثالث، صفحہ ١٦٧۔

3 ......قرآن مجید میں ہے: اِذْ یُرِیْكَهُمُ اللّٰهُ فِیْ مَنَامِكَ قَلِیْلًاؕ وَ لَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِیْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَ لَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (انفال، ع٥) جب اللہ تعالیٰ نے ان کو دکھایا تیرے خواب میں تھوڑے اگر وہ تجھ کو بہت دکھاتا تو تم لوگ نامردی کرتے اور جھگڑا ڈالتے کام میں لیکن اللہ نے بچا لیا اس کو معلوم ہے جو بات ہے دلوں میں۔ ١٢ منہ (ترجمۂ کنز الایمان: جب کہ اے محبوب اللہ تمہیں کافروں کو تمہاری خواب میں تھوڑا دکھاتا تھا اور اے مسلمانو اگر وہ تمہیں بہت کر کے دکھاتا تو ضرور تم بزدلی کرتے اور معاملہ میں جھگڑا ڈالتے مگر اللہ نے بچا لیا بیشک وہ دلوں کی بات جانتا ہے۔ (پ١٠،الانفال:٤٣) علمیہ)

4 ......دونوں فوجوں کے گتھم گتھا ہونے سے پہلے۔

5 ......قرآن مجید میں ہے: وَ اِذْ یُرِیْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَیْتُمْ فِیْۤ اَعْیُنِكُمْ قَلِیْلًا وَّ یُقَلِّلُكُمْ فِیْۤ اَعْیُنِهِمْ لِیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًاؕ وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ "(انفال، ع٥) اور جب تم کو دکھائی دی وہ فوج وقت ملاقات کے تمہاری آنکھوں میں تھوڑی اور تم کو تھوڑا دکھایا ان کی آنکھوں میں تاکہ کر ڈالے اللہ ایک کام جو ہو چکا تھا اور اللہ تک پہنچ ہے ہر کام کی۔ ١٢ منہ (ترجمۂ کنز الایمان: اور جب لڑتے وقت تمہیں کافر تھوڑے کر کے دکھائے اور تمہیں ان کی نگاہوں میں تھوڑا کیا کہ اللہ پورا کرے جو کام ہونا ہے اور اللہ کی طرف سب کاموں کی رجوع ہے۔ (پ١٠،الانفال:٤٤) علمیہ)

6 ......الدرالمنثور للسیوطی،سورۃ الانفال،تحت الآیۃ:٨،٧،ج٤،ص٢٤۔ علمیہ

مِھْجَعْ نام تھا۔ جسے عامر بن حَضْرَمی نے تیر سے شہید کیا وہ مسلمانوں میں پہلا قتیل[1] تھا پھر انصار میں سے حضرت حارثہ بن سراقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ شہید ہوئے بعد ازاں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مسلمانوں کو ترغیب دی اور فرمایا:[2] ''بہشت کی طرف اٹھو جس کا عرض آسمان و زمین ہے یہ سن کر حضرت عمیر بن حُمام اَنصاری بولے: ''یارسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بہشت جس کا عرض آسمان و زمین ہے؟'' آپ نے فرمایا: ہاں! تب حضرت عمیر نے کہا: واہ وا۔ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پوچھا کہ تو نے واہ وا کیوں کہا؟ حضرت عمیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا: ''یارسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فقط اس توقع پر کہ میں اہل بہشت سے ہوجاؤں۔'' آپ نے فرمایا: ''تب تو بیشک اہل بہشت میں سے ہے۔'' اس پر حضرت عمیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنی ترکش سے چھوارے نکال کر کھانے شروع کیے پھر کہنے لگے: ''اگر میں زندہ رہوں یہاں تک کہ یہ چھوہارے کھالوں تو البتہ یہ لمبی زندگی ہے۔'' یہ کہہ کر حضرت عمیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے چھوارے جو پاس تھے پھینک دیئے پھر جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہوگئے۔[3]

دوسری جانب صف اَعدا میں سے اسود بن عبدالاسد مخزومی جو بد خُلق تھا، آگے بڑھا اور کہنے لگا: ''میں اللّٰہ سے عہد کرتا ہوں کہ مسلمانوں کے حوض سے پانی پیوں گا یا اسے ویران کردوں گا یا اس سے وَرے[4] مرجاؤں گا۔'' ادھر سے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نکلے۔ اسود حوض تک پہنچنے نہ پایا کہ حضرت حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس کا پاؤں نصف ساق تک کاٹ دیا اور وہ پیٹھ کے بل گر پڑا پھر وہ حوض کے قریب پہنچا یہاں تک کہ اس میں گر پڑا تاکہ اس کی قسم پوری ہوجائے۔ حضرت حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس کا تعاقب کیا اور حوض ہی میں اس کا کام تمام کردیا۔[5] بعد ازاں شَیْبَہ بن رَبیعہ اور عُتْبَہ بن رَبیعہ اور وَلید بن رَبیعہ نکلے۔ مشرکین نے چلا کر کہا: ''اے محمد! ہماری طرف اپنی قوم میں سے ہمارے جوڑ کے آدمی بھیجئے۔'' یہ سن کر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اے بنی ہاشم! اٹھو اور اس حق کی حمایت

---

1 ......مقتول، شہید۔
2 ......صحیح مسلم، کتاب الجہاد، باب سقوط فرض الجہاد عن المعذورین۔
3 ......صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب ثبوت الجنة للشهيد، الحديث: ۱۹۰۱، ص۱۰۵۳ وسبل الهدى والرشاد، غزوة بدر الكبرى، ج۴، ص۳۴، ۳۵۔ علميه
4 ......اس کے پاس۔
5 ......دلائل النبوة للبيهقي، باب سياق قصة بدر عن مغازي...الخ، ج۳، ص۱۱۳۔ السيرة النبوية لابن هشام، غزوة بدر الكبرى، ص۲۵۸۔ علميه

میں لڑو جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کو بھیجا ہے کیونکہ وہ باطل لائے ہیں تا کہ اللہ کے نور کو بجھا دیں۔'' پس حضرت حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ (جن کے سینہ مبارک پر بطور نشان شتر مرغ کا پر تھا) اور علی بن ابی طالب اور عبیدہ بن مطلب بن عبد مناف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ دشمن کی طرف بڑھے اور ان کے سروں پر خود تھے۔ عتبہ نے کہا: ''تم بولو تا کہ ہم پہچان لیں۔'' حضرت حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا: ''میں حمزہ بن عبد المطلب شیر خدا اور شیر رسول ہوں۔'' عتبہ بولا: ''یہ اچھا جوڑ ہے، میں حلیفوں کا شیر ہوں۔'' پھر اس نے اپنے بیٹے سے کہا: ولید اٹھ۔ پس حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہٗ ولید[1] کی طرف بڑھے اور ایک نے دوسرے پر وار کیا مگر حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس کو قتل کر دیا، پھر عتبہ اٹھا حضرت حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اس کی طرف بڑھے اور اسے قتل کر دیا پھر شیبہ اٹھا حضرت عبیدہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ جو اصحاب میں سے عمر میں سب سے بڑے تھے اس کی طرف بڑھے شیبہ نے تلوار کی دھار حضرت عبیدہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاؤں پر ماری جو پنڈلی کے گوشت پر لگی اور اسے کاٹ دیا پھر حضرت حمزہ اور حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُما شیبہ پر حملہ آور ہوئے اور اسے قتل کر دیا اور حضرت عبیدہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اٹھا کر حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں لائے۔ حضرت عبیدہ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ کیا میں شہید نہیں؟'' حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''ہاں۔'' پھر حضرت عبیدہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا: اگر ابو طالب اس حالت[2] میں مجھے دیکھتا تو مان جاتا کہ میں اس کی نسبت اس کے شعر ذیل کا زیادہ مستحق ہوں۔

و نسلمه حتی نصرع حوله ونذهل عن ابنائنا والحلائل[3]

ہم محمد کو حوالہ نہ کریں گے یہاں تک کہ ان کے گرد لڑ کر مر جائیں اور اپنے بیٹوں اور بیویوں کو بھول جائیں۔

---

1 ......ابن سعد نے اس قول کو ثبت کہا ہے مگر سنن ابی داود میں بروایت حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وارد ہے کہ حضرت عبیدہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور ولید میں مقابلہ ہوا اور حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا مقابلہ شیبہ سے ہوا۔ ۱۲منہ

2 ......ان چھ (حضرت حمزہ، حضرت علی، حضرت عبیدہ بن حارث رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم، عتبہ، شیبہ، ولید بن عتبہ) کے بارے میں سورۂ حج کی یہ آیت نازل ہوئی: هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ ۔ (صحیح بخاری، تفسیر سورۂ حج) ۱۲منہ (ترجمۂ کنز الایمان: یہ دو فریق ہیں کہ اپنے رب میں جھگڑے۔ (پ۱۷، الحج: ۱۹) علمیہ)

3 ......الطبقات الکبری لابن سعد، غزوة بدر، ج۲، ص۱۲ و شرح الزرقانی علی المواهب اللدنية، باب غزوة بدر الکبری، ج۲، ص۲۷۶ علمیہ۔

یہ سب کچھ ہر دو فوج کے اجتماعی حملہ سے پہلے وقوع میں آیا۔ پھر دونوں فوجیں مقابلہ کے لئے نزدیک ہوئیں۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مسلمانوں کو تاکید فرمائی کہ میرے حکم کے بغیر حملہ نہ کرو اگر تمہیں دشمن آگھیرے تو نیزوں سے اسے دور رکھو۔ اہل اسلام نے جب جنگ سے چارہ نہ دیکھا تو اپنی تعداد کی کمی اور دشمن کی کثرت دیکھ کر خدا سے دعا کرنے لگے۔ حضرت بھی صفیں درست کرنے کے بعد عریش میں تشریف لے آئے۔ عریش میں بجز یارِ غار آپ کے ساتھ کوئی نہ تھا۔ اس وقت حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قبلہ رو ہو کر یوں دست بدعا ہوئے: ''یا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ![1] تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے اسے پورا کر۔ یا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! تو نے جو کچھ مجھ سے وعدہ کیا ہے وہ عطا کر۔ یا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! اگر تو مسلمانوں کا یہ گروہ ہلاک کردے گا تو روئے زمین پر تیری عبادت نہ کی جائے گی۔'' حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دعا میں اتنا الحاح[2] کیا کہ چادر شانۂ مبارک سے گر پڑی۔ حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے چادر اٹھا کر شانۂ مبارک پر ڈال دی، پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا دست مبارک پکڑ لیا اور عرض کی: ''یا نبی اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ کو اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ سے اتنی ہی درخواست کافی ہے۔[3] جو اس نے آپ سے وعدہ کیا ہے وہ جلدی پورا کردے گا۔'' عریش ہی میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر غنودگی طاری ہوئی۔ جب بیدار ہوئے تو فرمایا: ''ابوبکر! بشارت ہو۔ اللّٰہ کی نصرت آپہنچی۔ حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام گھوڑے پر سوار باگ[4] پکڑے آرہے ہیں اور ان کے دندانِ پیشین پر[5] غبار ہے۔'' اس انعام کو اللّٰہ تعالیٰ یوں بیان فرماتا ہے:

---

1 ......اَللّٰھُمَّ اَنۡجِزۡ لِیۡ مَا وَعَدۡتَنِی،اَللّٰھُمَّ اٰتِ مَا وَعَدۡتَنِی،اَللّٰھُمَّ اِنۡ تُھۡلِکۡ ھٰذِہِ الۡعِصَابَۃَ مِنۡ اَھۡلِ الۡاِسۡلَامِ لَا تُعۡبَدۡ فِی الۡاَرۡضِ.
(صحیح مسلم، باب الامداد بالملائکۃ فی غزوۃ بدر وإباحۃ الغنائم) ۱۲ منہ

2 ......گریہ وزاری۔

3 ......امام خطابی فرماتے ہیں کہ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نسبت اس حالت میں وعدۂ الٰہی پر زیادہ اعتماد تھا کیونکہ یہ قطعاً ناجائز ہے بلکہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے اصحاب پر شفقت اور ان کے دلوں کی تقویت کے لئے ایسا کیا۔ اس لئے کہ یہ دشمن کے ساتھ پہلا مقابلہ تھا۔ لہٰذا دعا میں الحاح فرمایا کہ ان کے دل کو تسکین حاصل ہو، کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وسیلہ مقبول اور ان کی دعا مستجاب ہے۔ پس حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو قوت وطمانیت قلبی سے معلوم ہوگیا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دعا قبول ہوگئی تو انہوں نے عرض کی کہ بس یہ کافی ہے۔ عینی شرح بخاری۔ ۱۲ منہ

4 ......لگام۔ 5 ......سامنے والے دانتوں پر۔

اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّیْ مُمِدُّكُمْ جب تم لگے فریاد کرنے اپنے رب سے تو پہنچا تمہاری پکار کو کہ میں
بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓىٕكَةِ مُرْدِفِیْنَ ۝ (انفال، ع ۱) تمہاری مدد بھیجوں گا ہزار فرشتے لگا تار آنے والے۔[1]

پہلے ہزار فرشتے آئے۔ پھر تین[2] ہزار ہو گئے۔ بعد ازاں بصورتِ صبر وتقویٰ پانچ ہزار ہو گئے۔ شیطان نے جو بصورت سُراقہ کفار کے ساتھ تھا جب یہ آسمانی مدد دیکھی تو اپنی جان کے ڈر سے بھاگ گیا۔[3] حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک کنکریوں کی مٹھی لے کر کفار کی طرف پھینک دی۔[4] کوئی مشرک ایسا نہ تھا جس کی آنکھ میں کنکریاں نہ ہوں اب حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حملہ اجتماعی کا حکم دیا۔ گھمسان کے معرکہ[5] کے وقت اللّٰہ تعالیٰ نے

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تھے تو اس نے تمہاری سن لی کہ میں تمہیں مدد دینے والا ہوں ہزار فرشتوں کی قطار سے۔(پ ۹، الانفال: ۹) علمیہ۔

2 ......قرآن کریم میں ہے: اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ اَلَنْ یَّكْفِیَكُمْ اَنْ یُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓىٕكَةِ مُنْزَلِیْنَ ۝ بَلٰۤى اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا وَ یَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا یُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓىٕكَةِ مُسَوِّمِیْنَ ۝ (آل عمران، ع ۱۳) جب تو کہنے لگا مسلمانوں کو۔ کیا تم کو کفایت نہیں کہ تمہاری مدد بھیجے رب تمہارا تین ہزار فرشتے آسمان سے اترے البتہ اگر تم ٹھہرے رہو اور پرہیزگاری کرو تم اور وہ آئیں تم پر اسی دم تو مدد بھیجے رب تمہارا پانچ ہزار فرشتے پلے ہوئے گھوڑوں پر۔ ۱۲ منہ (ترجمۂ کنز الایمان: جب اے محبوب تم مسلمانوں سے فرماتے تھے کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تمہاری مدد کرے تین ہزار فرشتے اتار کر ہاں کیوں نہیں اگر تم صبر وتقویٰ کرو اور کافر اسی دم تم پر آپڑیں تو تمہارا رب تمہاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے گا۔(پ ٤، ال عمران: ١٢٤، ١٢٥) علمیه)

3 ......چنانچہ قرآن مجید میں ہے: فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَیْهِ وَ قَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّیْۤ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّیْۤ اَخَافُ اللّٰهَ ؕ وَ اللّٰهُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝ (انفال، ع ۲) پس جب سامنے ہوئیں دو فوجیں الٹا پھرا اپنی ایڑیوں پر اور بولا میں تمہارے ساتھ نہیں میں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے میں ڈرتا ہوں اللّٰہ سے اور اللّٰہ کا عذاب سخت ہے۔ ۱۲ منہ (ترجمۂ کنز الایمان: تو جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے الٹے پاؤں بھاگا اور بولا میں تم سے الگ ہوں میں وہ دیکھتا ہوں جو تمہیں نظر نہیں آتا میں اللّٰہ سے ڈرتا ہوں اور اللّٰہ کا عذاب سخت ہے (پ ۱۰، الانفال: ٤٨) ......صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب الامداد بالملائكة...الخ، الحدیث: ١٧٦٣، ص ٩٦٩ و المواهب اللدنیة و شرح الزرقانی، باب غزوة بدرالكبری، ج ٢، ص ٢٧٧-٢٨٦ ملتقطاً و السیرة النبویة لابن هشام، غزوة بدر الكبری، ص ٢٥٨-٢٥٩ ملتقطاً۔ علمیه)

4 ......اسی کی نسبت قرآن مجید میں وارد ہے: وَ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ (انفال) اور تو نے نہیں پھینکی تھی مٹھی خاک جس وقت پھینکی تھی لیکن اللّٰہ نے پھینکی۔ ۱۲ منہ (ترجمۂ کنز الایمان: اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللّٰہ نے پھینکی۔ (پ ۹، الانفال: ١٧) علمیه)

5 ......جنگ کی شدت۔

کفار کو مسلمان اپنے سے دوچند[1] دکھائے جس سے ان پر رعب طاری ہوگیا۔ قتل کا بازار گرم ہوا۔ فرشتے نظر نہ آتے تھے مگر ان کے افعال نمایاں تھے۔ کہیں کسی مشرک کے منہ اور ناک پر کوڑے کی ضرب کا نشان پایا جاتا کہیں بے تلوار سر کٹتا نظر آتا کہیں آواز آتی:[2] اُقْدُمْ حَیْزُوْم۔ آخر کفار کو شکست ہوئی اور وہ بھاگ نکلے۔ خود حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عریش سے ننگی تلوار علم[3] کیے یہ پکارتے ہوئے نکلے:[4] سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ[5] (قمر، ع۳)

حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے لڑائی شروع ہونے سے پہلے ارشاد فرمایا[6] تھا کہ ''مجھے معلوم ہے کہ بنو ہاشم وغیرہ میں سے چند لوگ بجَبْر و اِکراہ[7] کفار کے ساتھ شامل ہو کر آئے ہیں جو ہم سے لڑنا نہیں چاہتے۔ اگر ان میں سے کوئی تمہارے مقابل آجائے تو تم اسے قتل نہ کرو۔'' حضورِ انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان لوگوں کے نام بھی بتادیئے تھے۔ از انجملہ[8] ابُوالْبَخْتَری عاص بن ہشام تھا جو مکہ میں حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کسی قسم کی اذیت نہ دیا کرتا تھا۔ ابُوالْبَخْتَری کے ساتھ جُنادہ بن مُلَیحہ بھی اس کا رَدِیف[9] تھا۔ مُجَذَّر بن ذِیاد کی نظر جو ابُوالْبَخْتَری پر پڑی تو کہا کہ ''رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہمیں تیرے قتل سے منع فرمایا ہے اس لئے تجھے چھوڑتا ہوں۔'' ابُوالْبَخْتَری نے کہا: میرے رفیق کو بھی۔ مُجَذَّر نے کہا: ''اللّٰہ کی قسم! ہم تیرے رفیق کو نہیں چھوڑنے کے،

---

1 ...... چنانچہ قرآن کریم میں ہے قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰیَةٌ فِیْ فِئَتَیْنِ الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ اُخْرٰى كَافِرَةٌ یَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَیْهِمْ رَاْیَ الْعَیْنِ ؕ وَ اللّٰهُ یُؤَیِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ (آل عمران، ع۲) ابھی ہو چکا ہے تم کو ایک نمونہ دو فوجوں میں جو بھڑی تھیں ایک فوج ہے لڑتی ہے اللہ کی راہ میں اور دوسری منکر ہے دیکھتے تھے وہ کافر مسلمانوں کو اپنے دو برابر صریح آنکھوں سے اور اللہ زور دیتا ہے اپنی مدد کا جس کو چاہے۔ اس میں عبرت ہے آنکھ والوں کے لئے۔ ۱۲ منہ (ترجمۂ کنز الایمان: بے شک تمہارے لئے نشانی تھی دو گروہوں میں جو آپس میں بھڑ پڑے ایک جتھا اللّٰہ کی راہ میں لڑتا اور دوسرا کافر کہ انہیں آنکھوں دیکھا اپنے سے دُونا سمجھیں اور اللّٰہ اپنی مدد سے زور دیتا ہے جسے چاہتا ہے بے شک اس میں عقلمندوں کے لئے ضرور دیکھ کر سیکھنا ہے۔ (پ۳، ال عمران:۱۳) دوچند یعنی دُگنے۔ علمیہ)

2 ...... حیزوم حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام کے گھوڑے کا نام ہے۔ یعنی اے حیزوم آگے بڑھو۔ ۱۲ منہ

3 ...... بلند۔

4 ...... ترجمہ: شتاب شکست کھاوے گی جماعت اور بھاگیں گے پیٹھ دے کر انتہیٰ۔ اس آیت میں نبوت کا ایک نشان ہے کیونکہ مکہ مشرفہ میں نازل ہوئی جس میں پہلے یہ بتایا گیا تھا کہ کفار کو ہزیمت ہوگی۔ ۱۲ منہ

5 ...... ترجمۂ کنز الایمان: اب بھگائی جاتی ہے یہ جماعت اور پیٹھیں پھیر دیں گے۔ (پ۲۷، القمر:۴۵) علمیہ)

6 ...... سیرت ابن ہشام، غزوۂ بدر۔

7 ...... اپنی مرضی کے خلاف، مجبوراً۔

8 ...... ان میں سے۔

9 ...... سوار کے پیچھے بیٹھنے والا۔

ہمیں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فقط تیرے چھوڑنے کا حکم دیا ہے۔'' ابُوالْبَخْتَری نے کہا: ''تب اللہ کی قسم! میں اور وہ دونوں جان دیں گے، میں مکہ کی عورتوں کا یہ طعنہ نہیں سن سکتا کہ ابُوالْبَخْتَری نے اپنی جان بچانے کے لئے اپنے رفیق کا ساتھ چھوڑ دیا۔'' جب مُجَذّر نے حملہ کیا تو ابوالبختری بھی یہ رجز پڑھتا ہوا حملہ آور ہوا اور مارا گیا۔

لن یسلم ابن حرة زمیله حتی یموت او یری سبیله[1]

شریف زادہ اپنے رفیق کو نہیں چھوڑ سکتا جب تک مر نہ جائے یا اپنے رفیق کے بچاؤ کی راہ نہ دیکھ لے۔

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا بڑا دشمن اُمَیَّہ بن خلف بھی جنگ بَدْر میں شریک تھا اور اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا۔ حضرت بلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پہلے اسی اُمَیَّہ کے غلام تھے۔ اُمَیَّہ ان کو اذیت دیا کرتا تھا تاکہ اسلام چھوڑ دیں۔ مکہ کی گرم ریت پر پیٹھ کے بل لٹا کر ایک بھاری پتھر ان کے سینے پر رکھ دیا کرتا تھا پھر کہا کرتا تھا: تمہیں یہ حالت پسند ہے یا ترک اسلام؟ حضرت بلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اس حالت میں بھی '' اَحَد ! اَحَد ! '' پکارا کرتے تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کسی زمانہ میں مکہ میں اُمَیَّہ سے معاہدہ کیا تھا کہ وہ مدینہ میں آئے گا تو یہ اس کی جان کے ضامن ہوں گے۔ عہد کی پابندی کو ملحوظ رکھ کر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے چاہا کہ وہ میدان جنگ سے بچ کر نکل جائے۔ اس لئے اس کو اور اس کے بیٹے کو لے کر ایک پہاڑ پر چڑھے۔ اتفاق یہ کہ حضرت بلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے دیکھ لیا اور انصار کو خبر کر دی۔ لوگ دفعۃً ٹوٹ پڑے۔ حضرت عبدالرحمٰن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اُمَیَّہ کے بیٹے کو آگے کر دیا لوگوں نے اسے قتل کر دیا لیکن اس پر بھی قناعت نہ کی اور اُمَیَّہ کی طرف بڑھے۔ اُمَیَّہ چونکہ جسیم و ثقیل[2] تھا اس لئے حضرت عبدالرحمٰن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا تم زمین پر لیٹ جاؤ۔ وہ لیٹ گیا تو آپ اس پر چھاگئے تاکہ لوگ اس کو مارنے نہ پائیں مگر لوگوں نے حضرت عبدالرحمٰن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ٹانگوں کے اندر سے ہاتھ ڈال کر اس کو قتل کر دیا۔ حضرت عبدالرحمٰن کی بھی ایک ٹانگ زخمی ہوئی اور زخم کا نشان مدتوں باقی رہا۔[3]

---

1 ......السیرة النبویة لابن هشام،غزوة بدرالکبری،ص ۲۶۰ ملتقطاً۔ علمیه

2 ...... بھاری بدن والا۔

3 ......صحیح بخاری، کتاب الوکالۃ۔......(صحیح البخاری، کتاب الوکالة،باب اذا وکل المسلم حربیاً...الخ،الحدیث:۲۳۰۱، ج۲،ص۷۸ و السیرة النبویة لابن هشام، غزوة بدر الکبری، ص ۲۶۰۔ علمیه)

جب میدان کارزار سرد ہو گیا تو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ایسا کون ہے جو ابو جہل کی خبر لائے؟ یہ سن کر حضرت عبد اللّٰہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ گئے اور اسے اس حال میں پایا کہ عَفْراء کے بیٹوں معاذ اور مُعَوِّذ نے اسے ضرب شمشیر سے گرایا ہوا تھا اور اس میں ابھی رمق حیات باقی تھا۔[1] حضرت ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اس لعین کے سینے پر بیٹھ گئے اور اس کی ناپاک ڈاڑھی کو پکڑ کر کہا: کیا تو ابو جہل ہے؟ بتا آج تجھے اللّٰہ نے رسوا کیا؟ اس لعین نے جواب دیا: ''رسوا کیا کیا! تمہارا مجھے قتل کرنا اس سے زیادہ[2] نہیں کہ ایک شخص کو اس کی قوم نے قتل کر ڈالا۔ کاش! مجھے کسان کے سوا کوئی اور قتل کرتا۔'' اس جواب میں اس لعین کا تکبر اور انصار کی تحقیر پائی جاتی ہے کیونکہ حضرت معاذ اور مُعَوِّذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا انصار میں سے تھے اور انصار کھیتی باڑی کا کام کیا کرتے تھے۔ پھر حضرت ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس لعین کا کام تمام کر دیا اور یہ خبر حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت اقدس میں لائے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ سن کر تین بار ''اَللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ'' پڑھا۔ چوتھی بار یوں فرمایا: ''اللّٰہ اَکْبَر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ صَدَّقَ وَعْدَہٗ وَ نَصَرَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ'' پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو ساتھ لے کر اس لعین کی لاش کے پاس تشریف لے گئے اور دیکھ کر یہ فرمایا: ''یہ اس امت کا فرعون ہے۔''[3]

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جنگ سے فارغ ہو کر حضرت زید بن حارثہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اس فتح کی خوشخبری دینے کے لئے مدینہ میں بھیجا اور اسی غرض کے لئے حضرت عبد اللّٰہ بن رَواحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اہل عالیہ (مدینہ کی بالائی آبادی) کی طرف بھیجا۔ جب حضرت زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ مدینہ میں پہنچے تو بقیع میں حضرت رُقَیَّہ بنت رسول اللّٰہ کو دفن کر رہے تھے۔[4]

---

1 ......کچھ سانسیں باقی تھیں۔

2 ......اس لعین کا مطلب یہ تھا کہ تمہارا مجھے قتل کرنا ایسا ہے جیسا کہ ایک شخص کو اس کی قوم قتل کر دے پس اس میں نہ تمہیں کوئی فخر ہے اور نہ مجھے کوئی عار ہے۔ ۱۲منہ

3 ......صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب قتل ابی جهل، الحدیث: ۳۹۶۳، ج۳، ص۸ و سبل الهدی والرشاد، غزوة بدر الکبری، ج٤، ص٥١ و دلائل النبوة للبیهقی، باب اجابة اللّٰه عزوجل دعوة رسول اللّٰه...الخ، ج۳، ص۸۸۔ علمیه

4 ......السیرة النبویة لابن هشام، غزوة بدر الکبری، ص٢٦٥۔ علمیه

اس جنگ میں مسلمانوں میں سے صرف چودہ شہید ہوئے جن کے اسمائے مبارک یہ ہیں: حضرت عبیدہ بن حارِث بن مُطَّلِب بن عبدمَناف، حضرت عُمَیر بن ابی وَقّاص، حضرت ذُوالشِّمالین عُمَیر بن عبد عَمرو بن نَضْلَہ، حضرت عاقل بن ابی بکیر، حضرت مِہْجَع مولیٰ عمر بن الخطاب، حضرت صَفْوان بن بیضاء، (یہ چھ مہاجرین میں سے ہیں) حضرت سعد بن خَیْثَمَہ، حضرت مبشر بن عبدالمُنذِر، حضرت حارِثہ بن سُراقہ، حضرت عوف ومعوذ پسرانِ عفراء، حضرت عمیر بن حُمام، حضرت رَافِع بن مُعلّٰی، حضرت یزید بن حارث بن فسحم (یہ آٹھ انصار میں سے ہیں) رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم اَجْمَعِیْن ۔مشرکین میں سے ستر مقتول اور ستر گرفتار ہوئے۔[1] منجملہ مقتولین یہ ہیں: شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، عاص بن سعید بن عاص، ابوجہل بن ہشام، ابوالبختری، حنظلہ بن ابی سفیان بن حرب، حارث بن عامر بن نوفل بن عبدمناف، طعیمہ بن عدی، زمعہ بن اسود بن مطلب، نوفل بن خویلد، عاص بن ہشام بن مغیرہ جو حضرت عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا ماموں تھا، اُمَیَّہ بن خلف، علی بن اُمَیَّہ بن خلف، منبہ بن حجاج، معید بن وہب اور منجملہ اسیران یہ ہیں: نوفل بن حارث بن عبد المطلب، عباس بن عبدالمطلب، عقیل بن ابی طالب، ابوالعاص بن ربیع، عدی بن خیار، ابوعزیز بن عمیر، ولید بن ولید بن مغیرہ، عبداللہ بن ابی بن خلف، ابوعزہ عمرو بن عبداللہ جمحی شاعر، وہب بن عمیر بن وہب جمحی، ابووداعہ بن ضبیرہ سہمی، سہیل بن عمرو عامری۔

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حکم سے مشرکین مقتولین میں سے چوبیس رُؤُساء[2] کی لاشیں ایک گڑھے میں ڈال دی گئیں جس میں مُردار پھینکا کرتے تھے۔ اُمَیَّہ بن خَلَف جو زِرہ میں پھول گیا تھا اس پر جہاں وہ پڑا تھا وہیں مٹی ڈال دی گئی اور باقی لاشوں کو اور جگہ پھینک دیا گیا۔

حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عادت شریف تھی کہ جب دشمن پر فتح پاتے تو تین دن میدان جنگ میں قیام فرماتے۔ چنانچہ بَدْر میں بھی تیسرے روز سوار ہو کر مقتولین کے گڑھے پر تشریف لے گئے اور ان سے یوں خطاب[3] فرمایا: ''اے بیٹے فلاں کے! اے فلاں بیٹے فلاں کے! کیا اب تمہیں تمنا ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت

---

1 ......السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، من استشھد من المسلمین یوم بدر، ص۲۹۵-۳۰۰ و المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، باب غزوۃ بدر الکبری، ج۲، ص۳۲۸۔ علمیہ

2 ......سرداروں۔

3 ......صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب قتل ابی جہل۔

کرتے، جو کچھ ہمارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ نے ہم سے وعدہ فرمایا تھا ہم نے اسے سچ پایا۔ کیا تم نے بھی اسے جو تمہارے پروردگار نے تم سے وعدہ کیا تھا سچ پایا!'' یہ دیکھ کر حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ ان بے روح جسموں سے کیا خطاب فرمارہے ہیں؟'' اس پر حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''قسم ہے خدا کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے، تم میری بات کو ان سے زیادہ نہیں سنتے۔[1]''

پھر جناب رسالت مآب عَلَیْہِ اُلُوْفُ التَّحِیَّۃِ وَ الصَّلٰوۃ مُظَفَّر و مَنْصُورا[2] سیرانِ جنگ[3] اور غنائم[4] کے ساتھ مدینہ کو واپس ہوئے۔

جب آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مقام صَفْراء میں پہنچے جو بَدْر سے ایک منزل ہے تو آپ نے تمام غنیمت مجاہدین میں[5] برابر برابر تقسیم فرمادی۔ اسی مقام پر حضرت عُبیدہ بن حارِث رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جن کا پائے مبارک کٹ گیا تھا وفات پائی۔[6] صَفْراء ہی میں نَضْر بن حارِث کو قتل کردیا گیا۔ یہاں سے روانہ ہو کر جب عِرْقُ الظَّبْیَہ میں پہنچے تو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حکم سے عُقْبَہ بن اَبی مُعَیط قتل کردیا گیا۔ مدینہ میں اس فتح کی اتنی خوشی تھی کہ لوگوں نے مبارکباد کہنے کے لئے حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مقام رَوحاء میں استقبال کیا۔ اسیرانِ جنگ جناب سرورِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ایک دن بعد مدینہ میں پہنچے۔ آپ نے ان کو صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم میں تقسیم کردیا تھا اور تاکید فرمادی تھی کہ ان کے ساتھ نیک سلوک کیا جائے چنانچہ ابوعزیز بن عمیر کا بیان ہے کہ جب مجھے بَدْر سے لائے تو میں انصار کی ایک جماعت میں تھا وہ صبح یا شام کا کھانا لاتے تو روٹی مجھے دیتے اور خود کھجوریں کھاتے ان میں سے جس کے ہاتھ روٹی کا ٹکڑا آتا وہ میرے آگے رکھ دیتا مجھے شرم آتی میں اسے واپس کرتا مگر وہ مجھ ہی کو واپس

---

1 ......اس سے سماعِ موتی ثابت ہے اگر زیادہ تفصیل مطلوب ہو تو کتاب البرزخ مولفہ خاکسار دیکھو۔۱۲منہ ......(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب قتل ابی جھل، الحدیث: ۳۹۷۶، ج۳، ص۱۱ و المواھب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، باب غزوۃ بدر الکبری، ج۲، ص۳۰۳۔۳۰۵ ملتقطاً۔ علمیہ)

2 ......کامیاب و کامران۔

3 ......جنگی قیدی۔

4 ......غنیمت کی جمع، اَموالِ غنیمت۔

5 ......غنیمت کے بارے میں مجاہدین میں جھگڑا ہوا۔ لہٰذا اللہ تعالٰی نے ''قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ'' الآیۃ نازل فرمائی اور تقسیم کا معاملہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سپرد کیا پس حضور بِاَبِیْ ھُوَ وَ اُمِّیْ نے برابر تقسیم فرمائی۔۱۲منہ

6 ......سیرت ابن ہشام۔

دیتا اور ہاتھ نہ لگاتا۔[1]

جن قیدیوں کے پاس کپڑے نہ تھے ان کو کپڑے دلوائے گئے۔ حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ چونکہ دراز قد تھے کسی کا کرتہ ان کے بدن پر ٹھیک نہ اترتا تھا، عبد اللّٰہ بن اُبی (رئیس المنافقین) نے جو حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا ہم قد تھا اپنا کرتہ منگوا کر دیا۔ صحیح بخاری[2] میں سُفْیان بن عُیَیْنہ کا یہ قول منقول ہے کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے عبد اللّٰہ مذکور کو قبر سے نکلوا کر جو اپنا کرتہ پہنایا تھا وہ اکثر کے نزدیک اسی احسان کا معاوضہ[3] تھا۔[4]

رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے قیدیوں کے بارے میں اپنے اصحاب سے مشورہ کیا۔ حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا:[5] ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یہ آپ کی قوم اور آپ کا قبیلہ ہیں، انہیں قتل نہ کیا جائے بلکہ ان سے فدیہ لیا جائے، شاید اللّٰہ تعالٰی ان کو اسلام کی توفیق دے۔'' حضرت فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میری تو وہ رائے نہیں جو ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ہے بلکہ میری رائے تو یہ ہے کہ آپ ان کو ہمارے حوالے کردیں تاکہ ہم ان کو قتل کر ڈالیں، مثلاً عقیل کو حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے حوالہ کردیں اور میرے فلاں رشتہ دار کو میرے سپرد کردیں''۔ حضور انور بِاَبِیْ ھُوَ وَاُمِّیْ نے حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی رائے پر عمل فرمایا۔[6]

قیدیوں میں سے ہر ایک کا فدیہ حسب استطاعت ایک ہزار درہم سے چار ہزار درہم تک تھا جن کے پاس مال

---

1 ......سیرت ابن ہشام، غزوۂ بدر۔......(السیرة النبویة لابن هشام، غزوة بدر الکبری، ص٢٦٦-٢٦٧ ملتقطاً و ص٢٩٥۔ علمیه)

2 ......صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب ھل یخرج المیت من القبر واللحد لعلۃ۔ 3 ......بدلہ۔

4 ......صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب هل یخرج المیت...الخ، الحدیث: ١٣٥٠، ج١، ص٤٥٤ علمیه۔

5 ......صحیح مسلم، باب الامداد بالملئکۃ فی غزوۂ بدر واباحۃ الغنائم۔

6 ......اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ''مَا كَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى یُثْخِنَ فِی الْاَرْضِؕ-تُرِیْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْیَا ﳓ وَ اللّٰهُ یُرِیْدُ الْاٰخِرَةَؕ-وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ(۶۷)'' (انفال، ع۹) ''نہ تھا لائق واسطے نبی کے یہ کہ ہوئیں واسطے اس کے بندی وان یہاں تک کہ خونریزی کرے بیچ زمین کے۔ ارادہ کرتے ہو اسباب دنیا کا اور اللّٰہ ارادہ کرتا ہے آخرت کا اور اللّٰہ غالب حکمت والا ہے۔ (ترجمۂ کنز الایمان: کسی نبی کو لائق نہیں کہ کافروں کو زندہ قید کرے جب تک زمین میں ان کا خون خوب نہ بہائے تم لوگ دنیا کا مال چاہتے ہو اور اللّٰہ آخرت چاہتا ہے اور اللّٰہ غالب حکمت والا ہے۔ (پ۱۰، الانفال: ٦٧)......(صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب الامداد بالملائکة...الخ، الحدیث: ١٧٦٣، ص٩٧٠ ملتقطاً۔ علمیه)

نہ تھا اور وہ لکھنا جانتے تھے ان میں سے ہر ایک کا فدیہ یہ تھا کہ انصار کے دس[1] لڑکوں کو لکھنا سکھا دے۔ چنانچہ زید بن ثابت نے اس طرح لکھنا سیکھا تھا۔ بعضوں مثلاً "ابو عَزّہ جُمَحِی شاعر" کو حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یونہی چھوڑ دیا۔[2] ان قیدیوں میں سے ایک شخص سُہیل بن عَمْرو تھا جو عام مجمعوں میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خلاف تقریریں کیا کرتا تھا، حضرت عمر ابن الخطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا: "یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مجھے اجازت دیجئے کہ میں سہیل کے دندانِ پیشین[3] اُکھاڑ دوں اور اس کی زبان نکال دوں پھر وہ کسی جگہ آپ کے خلاف تقریر نہ کر سکے گا۔" حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "میں اس کا عُضْو نہیں بگاڑتا ورنہ خدا اس کی جزا میں میرے اَعْضا بگاڑ دے گا، گو میں نبی ہوں۔"[4]

حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ان دس رُؤسائے قریش میں تھے جنہوں نے لشکرِ قریش کی رسد کا سامان اپنے ذمہ لیا تھا اس غرض کے لئے حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس بیس اُوقیہ[5] سونا تھا چونکہ ان کی نوبت کھانا کھلانے کی نہ آئی اس لئے وہ سونا انہیں کے پاس رہا اور غنیمت میں شامل کر لیا گیا۔ حضرت عباس نے عرض کیا: "یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں مسلمان ہوں۔" حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "اللہ عَزَّوَجَلَّ کو تیرے اسلام کا خوب علم ہے اگر تو سچا ہے تو اللہ تجھے جزا دے گا۔ تو اپنے فدیہ کے ساتھ عَقِیل بن ابی طالب اور نوفل بن حارث بن عبد المطلب اور اپنے حَلِیف عَمْرو بن جَحْدَم کا فدیہ بھی ادا کر۔" حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جواب دیا کہ میرے پاس کوئی مال نہیں۔ اس پر آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ وہ مال کہاں ہے جو تو نے اپنی بیوی اُمُّ الْفَضْل کے پاس رکھا تھا اور اسے کہا تھا کہ اگر میں لڑائی میں مارا جاؤں تو اتنا فَضْل کو اتنا عبد اللہ کو اتنا عبید اللہ کو ملے۔

---

1 ......طبقات ابن سعد، غزوہ بدر۔

2 ......الطبقات الكبرى لابن سعد، غزوة بدر، ج۲، ص۱۳و۱۶۔ علميه

3 ......اگلے دانت۔

4 ......السيرة النبوية لابن هشام، غزوة بدر الكبرى، ص۲۶۹۔ علميه)

5 ......ایک اوقیہ وزن میں چالیس درہم کے برابر تھا اور ایک درہم کا وزن تقریباً 3.0618 گرام بنتا ہے لہٰذا بیس اوقیہ تقریباً 2450 گرام ہوا۔ واللّٰہ تعالٰی اعلم بالصواب۔ علميه

6 ......سیرت ابن ہشام، غزوہ بدر۔

یہ سن کر حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ[1] نے کہا: ''قسم ہے اس خدا کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے اس مال کا علم سوائے میرے اور اُمُّ الْفَضْل کے کسی کو نہ تھا میں خوب جانتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔'' حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ تیرا یہ بیس اوقیہ سونا فدیہ میں شمار نہ ہوگا یہ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں عطا کیا ہے۔ پس حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنا اور اپنے بھائیوں کے بیٹوں اور اپنے حلیف کا فدیہ[2] ادا کر دیا۔[3]

شکستِ قریش کی خبر مکہ میں سب سے پہلے حَیْسُمان بن ایاس خُزاعی لایا۔[4] قریش اپنے مقتولین پر نوحہ کرنے لگے پھر بدیں خیال[5] کہ مسلمان ہم پر ہنسیں گے نوحہ بند کر دیا۔ شکست کی خبر پہنچنے کے نو روز بعد ابولہب مر گیا۔ اَسود بن عبدِ یَغُوث کے دو بیٹے زَمعہ اور عقیل اور ایک پوتا حارِث بن زَمعہ میدان بَدْر میں کام آئے۔ وہ چاہتا تھا کہ ان پر روئے مگر ممانعت کے سبب خاموش تھا۔ ایک رات اس نے کسی عورت کے رونے کی آواز سنی چونکہ اس کی بینائی جاتی رہی تھی اس لئے اس نے اپنے غلام سے کہا کہ جاؤ دریافت کرو کیا اب رونے کی اجازت ہوگئی ہے۔ اگر ایسا ہے تو میں بھی زَمعہ پر نوحہ کروں کیونکہ میرا جگر جل گیا ہے۔ غلام نے آکر کہا ایک عورت کا اونٹ گم ہوگیا ہے۔ اس کے لئے رو رہی ہے۔ یہ سن کر اَسود کی زبان سے بے اختیار یہ شعر[6] نکلے۔

اتبکی ان یضل لھا بعیر و یمنعھا من النوم السھود

فلا تبکی علٰی بِکرٍ و لٰکن علی بدر تقاصرت الجدود

---

❶ ......کامل ابن اثیر، غزوۂ بَدْر۔

❷ ......اس پر یہ آیت نازل ہوئی: یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّمَنْ فِیْۤ اَیْدِیْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤىۙ اِنْ یَّعْلَمِ اللّٰهُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ خَیْرًا یُّؤْتِكُمْ خَیْرًا مِّمَّاۤ اُخِذَ مِنْكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۝(انفال، ع ۱۰) ''اے نبی! کہہ دے ان کو جو تمہارے ہاتھ میں ہیں قیدی اگر جانے گا اللہ تمہارے دل میں کچھ نیکی تو دے گا تم کو بہتر اس سے جو تم سے چھن گیا اور تم کو بخشے گا اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان۔ (ترجمۂ کنز الایمان: اے غیب کی خبریں بتانے والے جو قیدی تمہارے ہاتھ میں ہیں ان سے فرماؤ اگر اللہ نے تمہارے دلوں میں بھلائی جانی تو جو تم سے لیا گیا اس سے بہتر تمہیں عطا فرمائے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (پ ۱۰، الانفال: ۷۰) علمیه)

❸ ......الطبقات الکبری لابن سعد، الطبقة الثانية من المهاجرين...الخ، ج ٤، ص ۹ ـ ۱۰ والکامل فی التاریخ لابن اثیر، ذکر غزوة بدر الکبری، ج ۲، ص ۲۹ ـ علمیه

❹ ......کامل ابن اثیر، غزوۂ بَدْر۔ ❺ ......اس خیال سے۔ ❻ ......سیرت ابن ہشام، غزوۂ بَدْر۔

و بکی ان بکیت علٰی عقیل و بکی حارثا اسد الا سود
و بکیھم و لا تسمی جمیعًا و ما لابی حکیمۃ من ندید[1]

کیا وہ اونٹ کے گم ہونے پر روتی ہے اور بے خوابی اسے نیند نہیں آنے دیتی سو وہ جوان اونٹ پر نہ روئے بلکہ بَدْر پر جہاں قسمتوں نے کوتاہی کی، اگر تجھ کو رونا ہے تو عقیل پر رواور شیروں کے شیر حارث پر رواور ان سب پر رواور نام نہ لے اور ابو حکیمہ (زمعہ) کا کوئی ہمسر نہیں۔

یوم بَدْر واقع میں یوم فرقان تھا کہ کفر و اسلام میں فرق ظاہر ہو گیا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ضعف کے بعد مسلمانوں کو تقویت دی چنانچہ اس نعمت کو یوں یاد دلایا ہے:

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ (ال عمران، ع ١٣) اور تمہاری مدد کر چکا ہے اللہ بدر کی لڑائی میں اور تم بے مقدور تھے۔(2)

اس دن سے اسلام کا سکہ کفار کے دل پر جم گیا اور اہل مدینہ میں بہت سے لوگ ایمان لائے۔ اہل بَدْر کے فضائل میں اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے کہ رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کے حق میں فرمایا ہے:[3] ''بیشک اللہ اہل بَدْر سے واقف ہے کیونکہ اس نے فرمادیا: تم عمل کرو جو چاہو البتہ تمہارے واسطے جنت ثابت ہو چکی یا تحقیق میں نے تمہیں بخش دیا۔''[4] آخرت میں مغفور ہونے کے علاوہ دنیا میں بھی بَدْری ہونا خاص امتیاز کا سبب شمار کیا جاتا تھا بلکہ وہ ہتھیار بھی جن سے بَدْر میں کام لیا گیا تبرک خیال کیے جاتے تھے چنانچہ حضرت زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جو برچھی عُبَیْدہ بن سَعِیْد بن عَاص کی آنکھ میں ماری تھی۔[5] وہ یادگار رہی بدیں طور کہ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مُسْتعار لی، پھر آپ کے چاروں خلیفوں کے پاس منتقل ہوتی رہی۔ بعد ازاں حضرت

---

1 ......السیرۃ النبویۃ لابن ھشام،غزوۃ بدرالکبری،ص٢٦٨ والکامل فی التاریخ لابن اثیر،ذکر غزوۃ بدرالکبری،ج٢، ص٢٨ علمیہ۔

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور بے شک اللہ نے بَدْر میں تمہاری مدد کی جب تم بالکل بے سروسامان تھے۔(پ٤،اٰل عمران:١٢٣) علمیہ)

3 ......لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ اِلٰی اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ اَوْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ (صحیح بخاری، کتاب المغازی، فضل من شہد بدراً) ١٢منہ

4 ......صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب فضل من شھد بدراً، الحدیث:٣٩٨٣،ج٣،ص١٣ ملتقطاً۔ علمیہ

5 ......صحیح بخاری، باب شہود الملائکۃ بَدْر۔

عبد اللہ بن زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس رہی یہاں تک کہ ۷۳ھ میں حجاج نے ان کو شہید کر دیا۔

اہلِ بَدْر کے تَوَسُّل سے جو دعا مانگی جائے وہ بفضلِ الٰہی ''مُسْتَجاب'' ہوتی ہے جیسا کہ ''مشائخ'' کا تجربہ ہے۔[1]

اَنْدَلُس کے مشہور سَیّاح محمد بن جبیر (متوفی ۲۷ شعبان ۶۱۴ھ) نے بَدْر کے حال میں یوں لکھا ہے:[2] ''اس موضع میں خرما[3] کے بہت باغ ہیں اور آبِ رَواں کا ایک چشمہ ہے۔ مَوْضَع کا قلعہ بلند ٹیلے پر ہے اور قلعہ کا راستہ پہاڑوں کے بیچ میں ہے۔ وہ قطعہ زمین نشیب میں ہے جہاں اسلامی لڑائی ہوئی تھی اور اللّٰہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت اور اہلِ شرک کو ذلت دی۔ آج کل اس زمین میں خرما کا باغ ہے اور اس کے بیچ میں گنج شہیداں[4] ہے۔ اس آبادی میں داخل ہوتے وقت بائیں طرف جَبَلُ الرَّحْمَۃ ہے۔ لڑائی کے دن اس پہاڑ پر فرشتے اترے تھے۔ اس پہاڑ کے ساتھ جَبَلُ الطُّبُوْل ہے۔ اس کی قَطْع[5] ریت کے ٹیلے کی سی ہے۔ کہتے ہیں ہر شب جمعہ کو اس پہاڑ سے نقارے کی صدا آتی ہے۔ اس لئے اس کا نام جَبَلُ الطُّبُوْل رکھا ہے۔ ہنوز نصرتِ نبوی کی یہ بھی ایک کرامت باقی ہے۔ اس بستی کے ایک عرب باشندے نے بیان کیا کہ میں نے اپنے کانوں سے نقاروں کی آواز سنی ہے، یہ آواز ہر جمعرات اور دوشنبہ کو آیا کرتی ہے۔ اس پہاڑ کی سطح کے قریب آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تشریف رکھنے کی جگہ ہے اور اس کے سامنے میدان جنگ ہے۔''

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِحَبِیْبِکَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَبِاَھْلِ بَدْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ اَنْ تُبَلِّغَنِیْ فِی الدَّارَیْنِ اَقْصٰی مَرَامِیْ وَ تَغْفِرَ لِیْ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِمَشَائِخِیْ وَلِاَحِبَّائِیْ وَلِسَآئِرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَاَنْ تُؤَیِّدَ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِیْنَ۔

اسی سال یوم فطر سے دو دن پہلے یا شروع شوال میں صدقہ فطر واجب ہوا عید کے دن نماز عید الفطر عید گاہ میں جماعت سے پڑھی گئی۔ اسی وقت زکوٰۃِ مال فرض ہوئی۔

غزوۂ بنی قَیْنُقاع

نصف ماہ شوال میں غزوۂ بنی قَیْنُقاع پیش آیا۔ یہود سے پہلے معاہدہ ہو چکا تھا جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا۔ مدینہ

1 ......صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب شھود الملائکۃ بدراً، الحدیث: ۳۹۹۸، ج۳، ص۱۸۔ علمیہ

2 ......سفر نامہ محمد بن جبیر اندلسی (اردو ترجمہ) مطبع احمدی ریاست رامپور صفحہ ۱۹۲۔

3 ......کھجور۔ 4 ......اجتماعی قبر۔ 5 ......بناوٹ۔

کے گرد یہود کے تین قبیلے تھے۔ بنوقَیْنُقاع، بنونَضِیر، بنوقُرَیْظَہ ان تینوں نے یکے بعد دیگرے نَقْضِ عَہْد کیا۔[1] ان میں سب سے پہلے بنوقَیْنُقاع نے جو چھ سو مرد کارزار اور یہود میں سب سے بہادر تھے عہد کو توڑا اور باغی ہو کر قلعہ بند ہوگئے مگر پندرہ روز کے محاصرہ کے بعد مغلوب ہوگئے۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کو جلاوطن کردیا اور وہ اَذْرِعَات ملک شام میں پہنچا دیئے گئے جہاں وہ جلدی ہلاک وتباہ ہوگئے۔[2]

غزوۂ سویق

ماہ ذی قعدہ میں غزوۂ سَوِیق وقوع میں آیا۔ سَوِیق عرب میں ستو کو کہتے ہیں چونکہ اس غزوہ میں کفار کی غذا ستو تھی اس لئے اس نام سے موسوم ہوا۔ اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ غزوۂ بَدْر کے بعد ابوسفیان نے قسم کھائی تھی کہ جب تک میں محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) سے لڑائی نہ کرلوں جنابت سے سر نہ دھوؤں گا۔ اس لئے قسم کے پورا کرنے کے لئے وہ دو سو سوار لے کر نکلا۔ مقام عُرَیض میں اس نے ایک نخلستان کو جلادیا اور ایک انصاری کو قتل کرڈالا۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تعاقب فرمایا۔ ابوسفیان اور اس کے ہمراہی بوجھ ہلکا کرنے کے لئے ستو کے بورے پھینک کر بھاگ گئے۔ جنہیں مسلمانوں نے اٹھالیا اور واپس چلے آئے۔[3]

غمخواری کا ثواب

فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: ''جو شخص اپنے کسی (مسلمان) بھائی کی مصیبت میں تعزیت کرتا (یعنی تسلی دیتا) ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ بروز قیامت اسے عزّت کا لباس پہنائے گا۔'' (الترغیب والترہیب، ج٤، ص٣٤٤)

---

1 ......وعدہ توڑ دیا۔

2 ......الطبقات الکبری لابن سعد،غزوۃ بنی قینقاع،ج۲،ص۲۱ملخصاً والکامل فی التاریخ لابن اثیر،ذکر غزوۃ بنی قینقاع، ج۲،ص۳۳۔۳٤ملخصاً۔ علمیه

3 ......الکامل فی التاریخ لابن اثیر،ذکرغزوۃ السویق،ج۲،ص۳٦ملخصاً و الکامل فی التاریخ لابن اثیر،ودخلت السنة الثالثة...الخ،ج۲،ص۳۸-٤۲ و المواھب اللدنیة مع شرح الزرقانی، غزوۃ بنی سلیم...الخ،ج۲،ص۳٤٤-۳٤٥ و غزوۃ غطفان، ۳۷۸-۳۸۱ملخصاً۔ علمیه

ہجرت کا تیسرا سال

نصف محرم کو ''غـزوۂ قَـرقَـرَۃُ الْکُدر'' اور ربیع الاوّل میں غزوۂ اَنمار یا غطفان اور جُمادَی الاُولیٰ میں غزوۂ بنی سُلَیم وُقوع میں آیا۔ ان میں سے کسی میں مقابلہ نہیں ہوا۔ غزوۂ اَنمار میں دُعْثُور غطفانی اسلام لایا۔ ماہ ربیع الاوّل میں کعب بن اشرف یہودی شاعر جو اسلام کی ہَجو کیا کرتا تھا حضرت محمد بن مَسلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ ماہ جُمادَی الاخریٰ میں ابو رافع سلّام بن ابی الحُقَیق یہودی جو رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اذیت دیا کرتا تھا حضرت عبد اللّٰہ بن عَتِیک اَنصاری خَزرَجی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ (1)

غزوۂ احد

ماہِ شوال میں غزوۂ اُحُد (2) وُقوع میں آیا۔ جب قریش بَدْر میں شکستِ فاش کھا کر مکہ میں آئے تو ابو سفیان کے قافلے کا تمام مال دار النَّدْوَہ میں رکھا ہوا پایا۔ عبد اللّٰہ بن اُبی رَبیعہ اور عِکْرِمہ بن اَبی جہل اور صفوان بن اُمَیَّہ وغیرہ روسائے قریش جن کے باپ بھائی اور بیٹے جنگ بَدْر میں قتل ہوئے تھے، ابو سفیان اور دیگر شرکاء کے پاس آکر کہنے لگے کہ اپنے مال کے نفع سے مدد کرو تاکہ ہم ایک لشکر تیار کریں اور (حضرت) محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) سے بدلہ لیں۔ سب نے بخوشی منظور کیا چنانچہ تمام مال فروخت کر دیا گیا اور حسب قرار داد رَاْس المال (3) مالکوں کو دیا گیا اور نفع تجہیز لشکر (4) میں کام آیا۔ اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِیَصُدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِؕ فَسَیُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَیْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ یُغْلَبُوْنَ۬ؕ وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى جَهَنَّمَ یُحْشَرُوْنَ (۳۶) (انفال: ع ۴)

جو لوگ کافر ہیں خرچ کرتے ہیں اپنے مال تاکہ روکیں اللّٰہ کی راہ سے سو ابھی اور خرچ کریں گے پھر آخر ہوگا ان پر پچھتاوا پھر آخر مغلوب ہوں گے اور جو کافر ہیں دوزخ کو ہانکے جائیں گے۔ (4)

---

1 ......اس قتل کے سنہ وماہ میں یہ مختلف اقوال ہیں: رمضان ۶ھ، ذوالحجہ ۵ھ، ذوالحجہ ۴ھ، جمادی الاخریٰ ۳ھ، رجب ۳ھ۔ ۱۲ منہ

2 ......اُحد ایک پہاڑ کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے قریباً تین میل پر ہے۔ ۱۲ منہ

3 ......اصل زر۔

3 ......لشکر کے ساز وسامان۔

4 ......ترجمۂ کنز الایمان: بے شک کافر اپنے مال خرچ کرتے ہیں کہ اللّٰہ کی راہ سے روکیں تو اب انہیں خرچ کریں گے پھر وہ ان پر پچھتاوا ہوں گے پھر مغلوب کر دیئے جائیں گے اور کافروں کا حشر جہنم کی طرف ہوگا۔ (پ ۹، الانفال: ۳۶) علمیہ

قریش نے بڑی سرگرمی سے تیاری کی اور قبائل عرب کو بھی دعوت جنگ دی۔ مردوں کے ساتھ عورتوں کی ایک جماعت بھی شامل ہوئی تا کہ ان کو مقتولین بَدْر کی یاددلا کر لڑائی پر ابھارتی رہیں چنانچہ ابوسفیان کی زوجہ ہند بنت عُتْبہ، عکرِمہ بن ابوجہل کی زوجہ اُم حکیم بنت حارِث بن ہِشام، حارث بن ہِشام بن مُغیرہ کی زوجہ فاطمہ بنت وَلید بن مُغیرہ، صفوان بن اُمیَّہ کی زوجہ بَرزہ بنت مسعود ثقفیَہ، عَمرو بن عاص کی زوجہ ریطہ بنت منبہ سہمیہ،[1] طلحہ حَجَبی کی زوجہ سُلافہ بنت سعد اپنے اپنے شوہروں سمیت نکلیں۔ اسی طرح خناس بنت مالک اپنے بیٹے ابوعزیز بن عمیر کے ساتھ نکلی۔ کل جمعیت تین ہزار تھی جن میں سات سو زِرہ پوش تھے ان کے ساتھ دوسو گھوڑے تین ہزار اونٹ اور پندرہ عورتیں تھیں۔ جُبیر بن مُطْعِم نے اپنے حبشی غلام وحشی نام کو بھی یہ کہہ کر بھیج دیا کہ اگر تم محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے چچا حمزہ کو میرے چچا طُعَیْمَہ بن عدی کے بدلے قتل کر دو تو میں تم کو آزاد کر دوں گا۔

یہ لشکرِ قریش بسر کردگی ابوسفیان[2] مدینہ کی طرف روانہ ہوا، اور مدینہ کے مقابل احد کی طرف بطن وادی میں اترا۔ حضرت عباس بن عبدالمُطَّلِب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جو اَب تک مکہ میں تھے بذریعہ خط آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو قریش کی تیاری کی خبر دی۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت اَنَس و مُونِس پسرانِ فَضالہ بن عدی انصاری کو بطور جاسوس بھیجا۔ وہ خبر لائے اور کہنے لگے کہ مشرکین نے اپنے اونٹ اور گھوڑے عَرِیض[3] میں چھوڑ دیئے ہیں جنہوں نے چراگاہ میں سبزی کا نام ونشان نہیں چھوڑا پھر حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے حضرت حُباب بن مُنْذِر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو بھی بغرضِ تجسس بھیجا وہ لشکر کی تعداد وغیرہ کی خبر لائے۔ جمعہ کی رات (۱۴ شوال) کو حضرت سعد بن معاذ اور اُسید بن حُضَیر اور سعد بن عُبادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم ایک جماعت کے ساتھ مسلح ہو کر حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دولت خانے پر پہرہ دیتے رہے اور شہر پر بھی پہرہ لگا رہا۔ اسی رات حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خواب میں دیکھا کہ گویا آپ مضبوط زرہ پہنے ہوئے ہیں، آپ کی تلوار ''ذوالفقار'' ایک طرف سے ٹوٹ گئی ہے، ایک گائے پر نظر پڑی جو ذبح کی جارہی ہے اور آپ کے پیچھے ایک مینڈھا سوار ہے۔ صبح کو آپ نے یہ تعبیر بیان فرمائی

1 ......سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں یہاں '' ربطه بنت منبه '' لکھا ہے لیکن سیرۃ ابن ہشام، سیرۃ ابن اسحاق اور دیگر کتب میں '' رَیْطَه بنت مُنَبِّه '' ہے لہٰذا کتابت کی غلطی پر محمول کرتے ہوئے ہم نے یہاں سیرۃ ابن ہشام کے مطابق '' رَیْطَه بنت مُنَبِّه '' لکھا ہے۔ علمیه

2 ......ابوسفیان کی سرداری میں۔

3 ......مدینہ کی چراگاہ کا نام۔

کہ مضبوط زرہ مدینہ ہے۔ تلوار[1] کی شکستگی ذات شریف پر مصیبت ہے۔ گائے آپ کے وہ اصحاب ہیں جو شہید ہوں گے اور مینڈھا ''کَبْش[2] الْکَتِیبَہ'' ہے جسے اللّٰہ تعالٰی قتل کرے گا۔ اس خواب کے سبب سے حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رائے تھی کہ لڑائی کے لئے مدینہ سے باہر نہ نکلیں۔ عبد اللّٰہ بن اُبی کی بھی یہی رائے تھی۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا تو اکابر مہاجرین وانصار بھی آپ سے متفق ہو گئے مگر وہ نوجوان جو جنگ بدر میں شامل نہ تھے آپ سے درخواست کرنے لگے کہ مدینہ سے نکل کر لڑنا چاہیے ان کے اصرار پر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نکلنے کی طرف مائل ہوئے نماز جمعہ کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے وعظ فرمایا، اہل مدینہ و اہل عوالی جمع ہو گئے۔ آپ دولت خانہ میں تشریف لے گئے اور دوہری زِرہ پہن کر نکلے یہ دیکھ کر وہ نوجوان کہنے لگے کہ ہمیں زیبا نہیں کہ آپ کی رائے کے خلاف کریں اس پر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ''پیغمبر خدا کو شایاں نہیں کہ جب وہ زِرَہ پہن لے تو اسے اتار دے یہاں تک کہ اللّٰہ تعالٰی اس کے اور دشمن کے درمیان فیصلہ کر دے اب جو میں حکم دوں وہی کرو اور خدا کا نام لے کر چلو اگر تم صبر کرو گے تو فتح تمہاری ہوگی۔'' پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تین جھنڈے تیار کیے۔ اَوس کا جھنڈا حضرت اُسید بن حضیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اور خزرج کا جھنڈا حضرت حُباب بن مُنذِر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اور مہاجرین کا جھنڈا حضرت علی ابن ابی طالب کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کو عطا فرمایا اس طرح آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک ہزار کی جمعیت کے ساتھ نکلے جن میں سے ایک سو نے دوہری زِرہ پہنی ہوئی تھی۔ حضرت سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا زرہ پہنے ہوئے آپ کے آگے چل رہے تھے جب آپ ثَنِیَّۃُ الْوَدَاع کے قریب پہنچے تو ایک فوج نظر آئی آپ کے دریافت فرمانے پر صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم نے عرض کیا کہ یہ یہود میں سے ابن اُبی کے حلیف ہیں جو آپ کی مدد کو آئے ہیں آپ نے فرمایا کہ ان سے کہہ دو کہ لوٹ جائیں کیونکہ ہم مشرکین کے خلاف مشرکین سے مدد نہیں لیتے۔ جب آپ موضع شَیْخَان[3] میں اترے تو عرضِ لشکر کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بعض صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم کو بوجہ صغرسنی[4] واپس کر دیا۔ چنانچہ اُسامہ بن زید، ابن عمر،

---

1 ......طبقات ابن سعد، بخاری شریف میں ہے کہ تلوار کا اوپر کا حصہ ٹوٹ گیا جس کی تعبیر اصحاب کرام کی شکستگی و ہزیمت تھی۔۱۲ منہ

2 ......طلحہ بن ابی طلحہ کو کَبْشُ الْکَتِیبَہ کہا کرتے تھے۔۱۲ منہ

3 ......مدینہ منورہ کی ایک بستی کا نام۔

4 ......کم عمری۔

زید بن ثابت، براء بن عازب، عمرو بن حزم، اُسید بن ظُہَیر انصاری، ابو سعید خُدری، عَرَابہ بن اَوس، زید بن ارقم، سعد بن عُقَیب، سعد بن حَبْتَہ، زید بن جاریہ انصاری اور جابر بن عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُم واپس ہوئے۔ حضرت سَمُرَہ بن جندب اور رافع بن خَدِیج رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُمَا جو پندرہ پندرہ سال کے تھے پہلے روک دیئے گئے پھر عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم رافع اچھا تیر انداز ہے اس لئے وہ بھی رکھ لئے گئے پھر سَمُرَہ کی نسبت کہا گیا کہ وہ کشتی میں رافع کو پچھاڑ دیتے ہیں۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ دونوں کشتی لڑیں چنانچہ سمرہ نے رافع کو پچھاڑ دیا، اس طرح حضرت سمرہ بھی رکھ لئے گئے۔ رات یہیں بسر ہوئی دوسرے روز باغ شَوط میں جو مدینہ اور اُحُد کے درمیان ہے فجر کے وقت پہنچے اور نماز باجماعت ادا کی گئی اسی جگہ ابن اُبَی اپنے تین سو آدمی لے کر لشکر اسلام سے علیحدہ ہو گیا اور یہ کہہ کر مدینہ کو چلا آیا کہ ''حضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کا کہا مانا میرا کہنا نہ مانا، پھر ہم کس لئے یہاں جان دیں۔'' جب یہ منافقین واپس ہوئے تو صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُم کے ایک گروہ نے کہا کہ ہم ان سے قتال کرتے ہیں اور دوسرے گروہ نے کہا کہ ہم قتال نہیں کرتے کیونکہ یہ مسلمان ہیں اس پر آیت نازل ہوئی:

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۸۸﴾ (نساء، ع ۱۲)

پس کیا ہے واسطے تمہارے بیچ منافقوں کے دو فرقے ہو رہے ہو اور اللہ نے الٹا کیا ان کو بسبب اس چیز کے کہ کمایا انہوں نے۔ کیا ارادہ کرتے ہو تم یہ کہ راہ پر لاؤ جس کو گمراہ کیا اللہ نے؟ اور جس کو گمراہ کرے اللہ پس ہرگز نہ پاوے گا تو واسطے اس کے راہ۔(1)

ابن اُبَی کا قول سن کر خزرج میں سے بنو سلمہ اور اوس میں سے بنو حارثہ نے دل میں لوٹنے کی ٹھہرائی مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو بچا لیا چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ؕ

جب قصد کیا دو فریقوں نے تم میں سے یہ کہ نامردی کریں اور

---

(1) ......ترجمۂ کنز الایمان: تو تمہیں کیا ہوا کہ منافقوں کے بارے میں دو فریق ہو گئے اور اللہ نے انہیں اوندھا کر دیا ان کے کوتکوں کے سبب کیا یہ چاہتے ہو کہ اسے راہ دکھاؤ جسے اللہ نے گمراہ کیا اور جسے اللہ گمراہ کرے تو ہرگز تو اس کے لئے کوئی راہ نہ پائے گا۔

(پ ۵، النساء: ۸۸) علمیه

دوستدار تھا ان کا اللہ اور اوپر اللہ کے پس چاہیے کہ توکل کریں ایمان والے۔[1] وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ (آلِ عمران:۱۲۲)

اب حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ سات سو آدمی اور دو گھوڑے رہ گئے۔ آپ نے ابوخَیْثَمہ انصاری کو بطورِ بدرقہ[2] ساتھ لیا تا کہ نزدیک کے راستے سے لے چلے۔ اس طرح حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حرہ بنی حارثہ اور ان کے اموال کے پاس سے گزرتے ہوئے مِرْبَع بن قَیْظِی منافق کے باغ کے پاس پہنچے وہ نابینا تھا۔ اس نے جب لشکر اسلام کی آہٹ سنی تو ان پر خاک پھینکنے لگا اور حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کہنے لگا کہ اگر تو اللہ کا رسول ہے تو میں تجھے اپنے باغ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتا۔ یہ سن کر صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم اسے قتل کرنے دوڑے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اسے قتل نہ کرو یہ آنکھ کا اندھا دل کا بھی اندھا ہے۔ مگر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے منع کرنے سے پہلے ہی سعد بن زید اَشْہلی نے اس پر کمان ماری اور سر توڑ دیا۔ یہاں سے روانہ ہو کر لشکر اسلام نصف شوال یوم شنبہ[3] کو کوہِ احد کی شعب (درہ) میں کرانہ وادی[4] میں پہاڑ کی طرف اُترا۔[5] حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صف آرائی کے لئے پہاڑ کو پس پشت اور کوہ عَیْنَیْن کو جو وادیٔ قنات میں ہے اپنی بائیں طرف رکھا۔ کوہِ عَیْنَیْن میں ایک شگاف یا درہ تھا جس میں سے دشمن عَقْب سے مسلمانوں پر حملہ آور ہو سکتا تھا۔ اس لئے آپ نے اس دَرّے پر اپنے پچاس پیدل تیر اَنداز مقرر کیے اور حضرت عبد اللہ بن جُبَیر کو ان کا سردار بنایا اور یوں ہدایت کی: ''اگر تم دیکھو کہ پرندے ہم کو اُچک لے گئے ہیں تو اپنی جگہ کو نہ چھوڑو یہاں تک کہ میں تمہارے پاس کسی کو بھیجوں اور اگر تم دیکھو کہ ہم نے دشمن کو شکست دی ہے اور مار کر پامال کر دیا ہے تو بھی ایسا ہی کرنا۔''[6]

مشرکین نے بھی جو عَیْنَیْن میں وادیٔ قنات کے مدینہ کی طرف کے کنارے پر شورستان میں اترے ہوئے تھے،

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: جب تم میں کے دو گروہوں کا ارادہ ہوا کہ نامردی کر جائیں اور اللہ ان کا سنبھالنے والا ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہئے۔ (پ ٤، اٰل عمران: ۱۲۲) علمیه

2 ......راستہ بتانے والا۔ 3 ......بروز ہفتہ۔

4 ......وادی کے کنارے۔ 5 ......الطبقات الكبرى لابن سعد، غزوة رسول الله أحداً، ج ٢، ص ٢٨ ـ ٣٠ ملخصاً والسيرة النبوية لابن هشام، غزوة أحد، ص ٣٢٣ ـ ٣٢٥ ملتقطاً والكامل في التاريخ لابن اثير، ذكر غزوة أحد، ج ٢، ص ٤٤ ـ ٤٦ ملخصاً۔ علميه

6 ......صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب ما یکرہ من التنازع والاختلاف فی الحرب۔......(صحيح البخاري، كتاب الجهاد، باب مايكره من التنازع... الخ، الحديث: ٣٠٣٩، ج ٢، ص ٣٢٠۔ علميه)

صفیں آراستہ کیں چنانچہ انہوں نے سواروں کے مَیْمَنہ پر خالد بن وَلید کو، مَیْسَرہ پر عِکرَمہ بن ابی جہل کو، پیدلوں پر صفوان بن اُمَیَّہ کو اور تیراندازوں پر جو تعداد میں ایک سو تھے، عبداللّٰہ بن ابی رَبیعہ کو مقرر کیا اور جھنڈا طلحہ بن ابی طلحہ کو دیا۔ جب آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دیکھا کہ مشرکین کا جھنڈا بنو عبدالدار کے پاس ہے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے لشکر اسلام کا جھنڈا حضرت مُصْعَب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہُ کو دیا اور میمنہ پر حضرت زبیر بن عوام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور میسرہ پر حضرت منذر بن عامر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو مقرر فرمایا۔

مشرکین میں سب سے پہلے جو لڑائی کے لئے نکلا وہ ابو عامر انصاری اَوسی تھا۔ اس کو راہب کہا کرتے تھے مگر رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کا نام فاسق رکھا۔ زمانہ جاہلیت میں وہ قبیلۂ اَوس کا سردار تھا۔ جب آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہجرت فرما کر مدینہ میں تشریف لے گئے تو وہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مخالفت کرنے لگا اور مدینہ سے نکل کر مکہ میں چلا آیا۔ اس نے قریش کو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے لڑنے پر آمادہ کیا اور کہا کہ میری قوم جب مجھے دیکھے گی تو میرے ساتھ ہو جائے گی۔ اس لئے اس نے پکار کر کہا: ''اے گروہِ اَوس! میں ابو عامر ہوں۔'' اَوس نے جواب دیا: ''اے فاسق! تیری مراد پوری نہ ہو۔'' فاسق کا نام سن کر کہنے لگا کہ میری قوم میرے بعد بگڑ گئی ہے۔ اس کے ساتھ غلامان قریش کی ایک جماعت تھی وہ مسلمانوں پر تیر پھینکنے لگے۔ مسلمان بھی ان پر سنگباری کرنے لگے یہاں تک کہ ابو عامر اور اس کے ساتھی بھاگ گئے۔ (1)

مشرکین کا علم بردار طلحہ صف سے نکل کر پکارا: ''مسلمانو! تم سمجھتے ہو کہ ہم میں سے جو تمہارے ہاتھوں مر جاتا ہے وہ جلد دوزخ میں پہنچ جاتا ہے اور تم میں جو ہمارے ہاتھوں مر جاتا ہے وہ جلد بہشت میں پہنچ جاتا ہے۔ کیا تم میں کوئی ہے جس کو میں جلد بہشت میں پہنچادوں یا وہ مجھے جلد دوزخ میں پہنچادے۔'' حضرت علی ابن ابی طالب کَرَّمَ اللّٰہُ تعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نکلے اور طلحہ کے سر پر ایسی تلوار ماری کہ کھوپڑی پھاڑ دی اور وہ گر پڑا۔ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کَبْشُ الْکَتِیْبَۃِ کے مارے جانے پر خوش ہوئے آپ نے تکبیر کہی۔ مسلمانوں نے بھی آپ کا اقتداء کیا۔ طلحہ کے بعد اس کے بھائی عثمان بن ابی طلحہ نے جھنڈا ہاتھ میں لیا۔ اس کے پیچھے عورتیں اشعار پڑھتی آتی تھیں اور وہ ان کے آگے یہ

---

(1) ......الطبقات الکبری لابن سعد،غزوۃ رسول اللّٰہ اُحداً،ج۲،ص۳۰ملخصاً والسیرۃ النبویۃ لابن ہشام،غزوۃ اُحد،ص۳۲۶۔ علمیہ

رجز پڑھتا تھا:

اِنَّ عَلٰی اَھْلِ اللِّوَآءِ حَقًّا　　　اَنْ تُخْضَبَ الصَّعْدَۃُ اَوْ تَنْدَقًّا

بیشک علم برداروں پر واجب ہے کہ نیزہ خون سے سرخ ہو جائے یا ٹوٹ جائے۔

حضرت حمزہ بن عبدالمُطَّلِب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ مقابلے کے لئے نکلے اور عثمان کے دوشانوں کے درمیان اس زور سے تلوار ماری کہ ایک بازو اور شانے کو کاٹ کر سرین تک جا پہنچی۔ حضرت حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ واپس آئے اور زبان پر یہ الفاظ تھے: اَنَا ابْنُ سَاقِی الحَجِیْجِ۔[1] میں ساقی حجاج[2] (عبدالمُطَّلِب) کا بیٹا ہوں۔

اب میدان کارزار گرم ہوا۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دست مبارک میں ایک تلوار تھی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: کون ہے جو اس تلوار کو لے کر اس کا حق ادا کرے۔ یہ سن کر کئی شخص آپ کی طرف بڑھے مگر آپ نے وہ تلوار کسی کو نہ دی۔ ابودُجانہ (سِماک بن خَرَشہ انصاری) نے اٹھ کر عرض کیا: یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کا حق کیا ہے؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اس کا حق یہ ہے کہ تو اس کو دشمن پر مارے یہاں تک کہ ٹیڑھی ہو جائے۔ ابودُجانہ نے عرض کیا: یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں اس کو اس کے حق کے ساتھ لیتا ہوں۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ابودُجانہ کو عنایت فرمائی۔ ابودُجانہ مشہور پہلوان تھے اور لڑائی میں اَکڑ کر چلا کرتے تھے۔ جب سرخ رومال سر پر باندھ لیتے تو لوگ سمجھ جاتے تھے کہ لڑیں گے۔ انہوں نے تلوار لے کر حسب عادت سر پر سرخ رومال باندھا اور اَکڑتے تَنتے نکلے یہ دیکھ کر حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ''یہ چال خدا عَزَّوَجَلَّ کو ناپسند ہے۔''[3] حضرت ابودُجانہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ صفوں کو چیرتے اور لاشوں پر لاشیں گراتے دامن کوہ[4] میں مشرکین کی عورتوں تک جا پہنچے جو بغرضِ ترغیب دف پر اشعار ذیل گا رہی تھیں:

---

1 ......الکامل فی التاریخ لابن اثیر، ذکر غزوۃ اُحد، ج۲، ص۴۷ ملخصاً والطبقات الکبری لابن سعد، غزوۃ رسول اللّٰہ اُحداً، ج۲، ص۳۱۔ علمیہ

2 ......حاجیوں کو پانی پلانے والا۔

3 ......المعجم الکبیر للطبرانی اور دیگر کتب میں، اس روایت میں مزید الفاظ یوں ہیں: '' الا فی ھذا الموضع '' (یعنی) اس مقام کے سوا۔ علمیہ

4 ...... پہاڑ کا دامن۔

نحن بنات طارق　　نمشی علی النمارق

ان تقبلوا نعانق　　او تدبروا نفارق

ہم (علووشرف میں) پروین ستارے ہیں۔ہم قالینوں پر چلنے والیاں ہیں اگر تم آگے بڑھوگے تو ہم تم سے گلے ملیں گی پیچھے ہٹوگے تو ہم تم سے جدا ہو جائیں گی۔

حضرت ابودجانہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے تلوار اٹھائی کہ ہند بنت عتبہ کے سر پر ماریں پھر بدیں خیال رک گئے کہ یہ سزاوار نہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تلوار ایک عورت پر ماری جائے۔[1]

حضرت ابودجانہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی طرح حضرت حمزہ وحضرت علی وغیرہ بھی دشمنوں میں جا گھسے اور صفوں کی صفیں صاف کردیں۔حضرت امیر حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کو آخر کار وحشی نے جو بعد میں ایمان لائے، شہید کردیا۔ وحشی اپنا قصہ یوں بیان کرتے ہیں: "حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے طُعَیۡمَہ بن عدی بن الخِیار کو بدر میں قتل کردیا تھا اس لئے میرے آقا جبیر بن مطعم نے کہا: اگر تو حمزہ کو میرے چچا کے بدلے قتل کردے تو آزاد ہوجائے گا۔جب سال عینین میں (عینین احد کے مقابل ایک پہاڑ ہے اور دونوں کے درمیان ایک وادی ہے) لوگ نکلے تو میں لوگوں کے ساتھ لڑائی کے لئے نکلا جب لڑائی کے لئے صف بستہ ہوئے تو سِباع (بن عبد العُزّٰی) نکلا اور کہا کیا کوئی مُبارِز ہے؟ یہ سن کر حمزہ بن عبد المُطَّلِب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ اس کی طرف نکلے اور یوں خطاب کیا: اے سِباع! اے عورتوں کے ختنہ کرنے والی ام اَنۡمار[2] کے بیٹے! کیا تو خدا اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ جنگ کرتا ہے!! یہ کہہ کر حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے اس پر حملہ کیا پس وہ کل گزشتہ کی طرح ہوگیا۔[3] میں ایک پتھر کے نیچے حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی تاک میں تھا جب حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ مجھ سے نزدیک ہوا میں نے اپنا حربہ[4] اس پر مارا وہ اس کی ناف وعانہ[5] کے درمیان لگا۔یہاں تک

1 ......الکامل فی التاریخ لابن اثیر، ذکر غزوۃ اُحد، ج۲، ص۴۷۔۴۸ و المعجم الکبیر للطبرانی، ۶۵۲۔من اسمه سماك، الحدیث: ۶۵۰۸، ج۷، ص۱۰۴۔ علمیه

2 ......سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں یہاں "ام نمار" لکھا ہے لیکن بخاری شریف اور حدیث وسیرت کی دیگر کتب میں "اُمِّ اَنۡمَار" ہے لہٰذا کتابت کی غلطی پر محمول کرتے ہوئے ہم نے یہاں بخاری شریف کے مطابق "اُمِّ اَنۡمَار" لکھا ہے۔ علمیه

3 ......یعنی نیست و نابود ہوگیا۔

4 ......نیزہ۔　　5 ......ناف کے نیچے کی جگہ جہاں بال ہوتے ہیں۔

کہ اس کی دورانوں میں سے نکل گیا اور یہ اس کا آخرام[1] تھا۔ جب لوگ واپس آئے میں ان کے ساتھ واپس آیا اور مکہ میں ٹھہرا یہاں تک کہ اس میں اسلام پھیل گیا پھر (فتح کے بعد) طائف کی طرف بھاگ گیا جب اہل طائف نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف اپنے قاصد بھیجے تو مجھ سے کہا گیا کہ حضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قاصدوں کو تکلیف نہیں دیتے۔ اس لئے میں قاصدوں کے ساتھ نکلا اور رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے دیکھا تو پوچھا: کیا تو وحشی ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: کیا تو نے حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو قتل کیا؟ میں نے کہا: ایسا ہی وقوع میں آیا ہے جیسا کہ آپ کو خبر پہنچی ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: تو میرے سامنے نہ آیا کر، پس میں چلا گیا۔ جب رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وصال ہوا تو مُسَیلمہ کذاب ظاہر ہوا میں نے کہا کہ میں مسیلمہ کی طرف ضرور نکلوں گا شاید میں اسے مار ڈالوں اور اس طرح سے قتل حمزہ کی مکافات[2] کر دوں اس لئے میں لوگوں کے ساتھ نکلا مسیلمہ کا حال ہوا جو ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ایک شخص ہے دیوار کے درمیان کھڑا ہوا۔ گویا کہ وہ ایک ثَژولیدہ مو[3] خاکستری[4] اونٹ ہے۔ میں نے اس پر اپنا حربہ[5] مارا جو اس کے دو پستان کے درمیان لگا یہاں تک کہ اس کے دونوں شانوں کے درمیان سے پار ہو گیا۔ انصار میں سے ایک شخص اس کی طرف کودا اور اس کے سر پر تلوار ماری پس ایک لونڈی نے گھر کی چھت پر (نوحہ کرتے ہوئے) کہا: ''وائے امیر المؤمنین![6] اسے ایک حبشی غلام وحشی نے قتل کر دیا''۔[7]

حضرت حنظلہ بن ابی عامر انصاری اَوسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے مشرکین کے سپہ سالار ابو سفیان پر حملہ کیا اور قریب تھا کہ ابو سفیان کو قتل کر دیتے مگر شدّاد بن الاسود نے ان کے وار کو روک لیا اور اپنی تلوار سے حضرت حنظلہ رَضِیَ

---

❶ ......انجام۔ ❷ ......بدلہ، عوض۔ ❸ ......بکھرے بالوں والا۔ ❹ ......مٹیالے رنگ کا۔

❺ ......یہ وہی حربہ ہے جس سے حضرت حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو شہید کیا تھا۔ حضرت وحشی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہا کرتے تھے: قتلت في كفري خير الناس و في اسلامي شر الناس یعنی میں نے اپنی کفر کی حالت میں خیر الناس کو شہید کیا اور مسلمان ہونے کی حالت میں شر الناس کو قتل کیا۔ ۱۲ منہ

❻ ......مسیلمہ کذاب کو امیر المؤمنین اس لئے کہا کہ اس پر ایمان لانے والوں کے امور کا مرجع وہی تھا۔ اس سے تلقیب (لقب دینا) مقصود نہ تھی۔ ۱۲ منہ

❼ ......صحیح بخاری، باب قتل حمزہ۔......(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب قتل حمزة رضی اللّٰہ تعالٰی عنه، الحدیث: ۴۰۷۲، ج۳، ص۴۱۔ علمیه)

اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کوشہید کر دیا۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ فرشتے حنظلہ کو غسل دے رہے ہیں۔ ان کی بیوی سے ان کا حال دریافت کرو۔ بیوی نے کہا کہ شب اُحد کو ان کی شادی ہوئی تھی۔ صبح کو اٹھے تو غسل کی حاجت تھی غسل کے لئے آدھا سر دھویا تھا کہ دعوت جنگ کی آواز کان میں پڑی۔ فوراً اسی حالت میں وہ شریک جنگ ہو گئے۔ یہ سن کر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اسی سبب سے اسے فرشتے غسل دے رہے ہیں۔ اسی وجہ سے حضرت حنظلہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو غَسِیْلُ الملائکہ [1] کہتے ہیں۔ [2]

بہادران اسلام نے خوب دادِ شجاعت دی۔ [3] مشرکین کے پاؤں اکھڑ گئے۔ عثمان بن ابی طلحہ کے بعد ان کے علمبردار ابوسعید بن ابی طلحہ، مُسَافِع بن طلحہ، حارِث بن طلحہ، کِلاب بن طلحہ، جُلَاس بن طلحہ، اَرْطات بن شُرَحْبِیل، شُرَیح بن قارِظ اور ابوزید بن عمرو بن عبد مناف یکے بعد دیگرے قتل ہو گئے۔ ان کا جھنڈا زمین پر پڑا رہ گیا کوئی اس کے نزدیک نہ آتا تھا، عَمْرہ بنت عَلْقَمہ حارِثِیَّہ نے اٹھالیا، جس سے ایک حبشی غلام صُوَاب نام نے لے لیا۔ قریش اس کے گرد جمع ہو گئے، لڑتے لڑتے صُواب کے دونوں بازو کٹ گئے وہ سینے کے بل زمین پر گر پڑا اور جھنڈے کو سینے اور گردن کے درمیان دبا لیا اس حالت میں یہ کہتا ہوا مارا گیا کہ میں نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ [4]

صواب کے بعد کسی کو جھنڈا اٹھانے کی جرأت نہ ہوئی۔ مشرکین کو شکست ہوئی۔ وہ عورتیں جو دف بجاتی تھیں اب کپڑے چڑھائے برہنہ ساق پہاڑ پر بھاگی جارہی تھیں۔ مسلمان قتل و غارت میں مشغول تھے۔ یہ دیکھ کر عینین پر تیر اندازوں نے آپس میں کہا: ''غنیمت! غنیمت! تمہارے اصحاب غالب آ گئے ہیں۔ اب تم کیا دیکھتے ہو۔'' حضرت عبد اللّٰہ بن جبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے انہیں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد یاد دلایا مگر وہ بدیں خیال کہ مشرکین اب واپس نہیں آسکتے اپنی جگہ چھوڑ کر لوٹنے میں مشغول ہو گئے اور صرف چند آدمی حضرت عبد اللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی

---

1 ...... جسے فرشتوں نے غسل دیا۔

2 ...... سیرت ابن ہشام۔......السيرة النبوية لابن هشام،غزوة أُحد،ص۳۲۹۔ علمیه

3 ...... جرأت و بہادری سے لڑے۔

4 ...... سیرت ابن ہشام، بروایت ابن اسحٰق۔......(السيرة النبوية لابن هشام،غزوة أُحد،ص ۳۳۱ و سبل الهدى والرشاد، غزوة احد، ج ٤، ص ۱۹٤-۱۹۵۔ علمیه)

عَنۡہُ کے ساتھ رہ گئے۔ خالد بن وَلید اور عِکرَمہ بن اَبی جہل نے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر حضرت عبد اللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ اور ان کے ساتھیوں پر حملہ کیا اور سب کو شہید کر دیا۔ پھر درّہ کوہ میں سے آکر عقب سے لشکر اسلام پر ٹوٹ پڑے اور ان کی صفوں کو درہم برہم کر دیا۔ ابلیس لعین نے پکار کر کہا: ان محمدًا قد قتل (محمد قتل ہو چکے) مسلمان سراسیمہ[1] بھاگنے لگے اور ان کے تین فرقے ہو گئے۔ فرقہ قلیل بھاگ کر مدینے کے قریب پہنچ گئے اور اختتام[2] جنگ تک واپس نہیں آئے ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے:

اِنَّ الَّذِیۡنَ تَوَلَّوۡا مِنۡكُمۡ یَوۡمَ الۡتَقَى الۡجَمۡعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسۡتَزَلَّهُمُ الشَّیۡطٰنُ بِبَعۡضِ مَا كَسَبُوۡا ۚ وَلَقَدۡ عَفَا اللّٰهُ عَنۡهُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ حَلِیۡمٌ ﴿۱۵۵﴾ (آلِ عمران، ع ۱۶)

تحقیق جو لوگ کہ پیٹھ موڑ گئے تم میں سے اس دن کہ ملیں دو جماعتیں۔ سوائے اس کے نہیں کہ ڈگا دیا ان کو شیطان نے کچھ ان کے گناہوں کی شامت سے اور تحقیق معاف کیا اللّٰہ نے ان سے بیشک اللّٰہ بخشنے والا بردبار ہے۔[3]

دوسرا فرقہ یعنی اکثر صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُم یہ سن کر کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قتل ہو گئے، حیران ہو گئے۔ ان میں سے جہاں کوئی تھا وہیں رہ گیا اور اپنی جان بچاتا رہا یا جنگ کرتا رہا۔ تیسرا فرقہ جو بارہ یا کچھ اوپر صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُم تھے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ثابت رہا۔

فتح کے بعد مسلمانوں کو جو شکست ہوئی اس کی وجہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ارشاد کی خلاف ورزی تھی جیسا کہ آیات ذیل سے ثابت ہے:

وَلَقَدۡ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعۡدَهٗۤ اِذۡ تَحُسُّوۡنَهُمۡ بِاِذۡنِهٖ ۚ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلۡتُمۡ وَتَنَازَعۡتُمۡ فِى الۡاَمۡرِ وَعَصَیۡتُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ مَاۤ اَرٰٮكُمۡ مَّا تُحِبُّوۡنَ ؕ مِنۡكُمۡ مَّنۡ یُّرِیۡدُ

اور البتہ تحقیق سچا کیا ہے تم سے اللّٰہ نے وعدہ اپنا جس وقت کاٹتے تھے تم ان کو اسکے حکم سے یہاں تک کہ جب نامردی کی تم نے اور جھگڑا کیا تم نے اپنے کام میں اور نافرمانی کی تم نے بعد اسکے کہ

1 ...... پریشان اور گھبرا کر۔

2 ......الطبقات الکبری لابن سعد، غزوۃ رسول اللّٰہ اُحداً، ج۲، ص۳۱۔۳۲ ملتقطاً۔ علمیه

3 ......ترجمۂ کنز الایمان: بیشک وہ جو تم میں سے پھر گئے جس دن دونوں فوجیں ملی تھیں انہیں شیطان ہی نے لغزش دی ان کے بعض اعمال کے باعث اور بیشک اللّٰہ نے انہیں معاف فرما دیا بیشک اللّٰہ بخشنے والا حلم والا ہے۔ (پ۴، اٰل عمرٰن: ۱۵۵) علمیه

الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْفَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۲﴾ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰۤى اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْۤ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَاۤ اَصَابَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ (آل عمران، ع ١٦)

دکھلایا تم کو جو چاہتے تھے تم بعض تم میں سے وہ تھا کہ ارادہ کرتا تھا دنیا کا اور بعض تم میں سے وہ تھا کہ ارادہ کرتا تھا آخرت کا، پھر پھیر دیا تم کو ان سے تا کہ آزماوے تم کو اور البتہ تحقیق معاف کیا تم سے اور اللہ صاحب فضل کا ہے ایمان والوں پر جس وقت چڑھے جاتے تھے تم شہر کو اور پیچھے نہ دیکھتے تھے کسی کو اور رسول پکارتا تھا تم کو پچھاڑی میں پس دوبارہ دیا تم کو غم ساتھ غم کے تا کہ تم غم نہ کھاؤ اس چیز کا جو چوک گئی تم سے اور جو نہ پہنچی تم کو اور اللہ کو خبر ہے اس چیز کی کہ کرتے ہو تم۔[1]

خالد بن ولید کے حملے پر مسلمانوں میں جو لوٹنے میں مشغول تھے ایسی ابتری و سراسیمگی[2] پھیلی کہ اپنے بیگانے میں تمیز نہ رہی۔ چنانچہ حضرت حُذَیفہ کے والد حضرت یَمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو مسلمانوں ہی نے شہید کر دیا۔

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شہادت کی آواز نے بڑے بڑے بہادروں کو بدحواس کر رکھا تھا۔ حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا بیان ہے کہ میرے چچا حضرت اَنَس بن نَضْر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ جنگ بدْر میں حاضر نہ تھے۔ وہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں پہلے قتال میں کہ آپ نے بذات شریف مشرکین سے کیا ہے حاضر نہ تھا۔ اگر خدا مجھے

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور بیشک اللہ نے تمہیں سچ کر دکھایا اپنا وعدہ جب کہ تم اس کے حکم سے کافروں کو قتل کرتے تھے یہاں تک کہ جب تم نے بزدلی کی اور حکم میں جھگڑا ڈالا اور نافرمانی کی بعد اس کے کہ اللہ تمہیں دکھا چکا تمہاری خوشی کی بات تم میں کوئی دنیا چاہتا تھا اور تم میں کوئی آخرت چاہتا تھا پھر تمہارا منہ ان سے پھیر دیا کہ تمہیں آزمائے اور بیشک اس نے تمہیں معاف کر دیا اور اللہ مسلمانوں پر فضل کرتا ہے جب تم منہ اٹھائے چلے جاتے تھے اور پیٹھ پھیر کر کسی کو نہ دیکھتے اور دوسری جماعت میں ہمارے رسول تمہیں پکار رہے تھے تو تمہیں غم کا بدلہ غم دیا اور معافی اس لئے سنائی کہ جو ہاتھ سے گیا اور جو افتاد پڑی اس کا رنج نہ کرو اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

(پ ٤، آل عمران: ١٥٢ـ١٥٣) علمیه

2 ......گھبراہٹ۔

مشرکین کے قتال میں حاضر کرے تو دیکھئے گا کہ میں کیا کرتا ہوں۔ جب احد کا دن آیا اور مسلمانوں نے شکست کھائی تو کہا: یااللہ عَزَّوَجَلَّ میں عذر چاہتا ہوں تیرے آگے اس سے جوان لوگوں نے کیا یعنی اصحاب کرام رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْھُم نے اور بیزار ہوں تیرے آگے اس سے جوان لوگوں نے کیا یعنی مشرکوں نے۔ پھر لڑائی کے لئے آئے۔ حضرت سعد بن معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہُ ان کو ملے، ابن نَضْر نے کہا: سعد! میں بہشت چاہتا ہوں اور نضر کے رب کی قسم کہ میں احد کی طرف سے اس کی خوشبو پاتا ہوں۔ سعد نے کہا: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں نہ کرسکا جو ابن نضر نے کیا۔ انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہُ کا قول ہے کہ ہم نے ابن نَضْر پر اَسّی80 سے کچھ اوپر تلوار و نیزہ و تیر کے زخم پائے اور وہ شہید تھے، مشرکین نے ان کو مُثْلہ کردیا تھا، ان کو فقط ان کی بہن نے انگلیوں کے پوروں سے پہچانا۔ راوی کا بیان ہے کہ ہم گمان کرتے تھے کہ آیت ذیل ابن نَضْر اور اس کی مثل دوسروں کے حق میں نازل[1] ہوئی ہے:

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ (احزاب، ع۳)[2]

مسلمانوں میں سے وہ مرد ہیں کہ سچ کر دکھایا انہوں نے اس چیز کو کہ عہد باندھا تھا اللہ سے اس پر۔ پس بعض ان میں سے وہ ہے کہ پورا کر چکا کام اپنا اور بعض ان میں سے وہ ہے کہ انتظار کرتا ہے اور نہیں بدل ڈالا انہوں نے کچھ بدل ڈالنا۔[3]

ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ حضرت ابن نَضْر رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہُ نے راستے میں مہاجرین وانصار کی ایک جماعت کو دیکھا جس میں حضرت عمر فاروق وطلحہ بن عبید اللہ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْھُمَا بھی تھے وہ مایوس ہوکر بیٹھ رہے تھے۔ ابن نضر رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہُ نے ان سے پوچھا کہ کیوں بیٹھ رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم شہادت پاچکے ہیں۔ ابن نضر رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہُ نے کہا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد تم زندہ رہ کر کیا کرو گے، تم بھی اسی طرح دین پر شہید ہو جاؤ۔ پھر ابن نضر رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہُ نے جنگ کیا اور شہید[4] ہو

1 ......صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب قول اللہ عزوجل: من المؤمنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ. (الآیۃ)۔

2 ......صحیح البخاری، کتاب الجھاد والسیر، باب قول اللہ: من المؤمنین رجال...الخ، الحدیث: ۲۸۰۵، ج۲، ص۲۵۵۔ علمیہ

3 ......ترجمۂ کنز الایمان: مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کردیا جو عہد اللہ سے کیا تھا تو ان میں کوئی اپنی منت پوری کرچکا اور کوئی راہ دیکھ رہا ہے اور وہ ذرا نہ بدلے۔ (پ۲۱، الاحزاب: ۲۳) علمیہ

4 ......سیرت ابن ہشام۔

گئے۔[1]

حضرت ابن نضر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۂ کی طرح ثابت بن دَحْدَاح آئے اور انصار سے یوں خطاب کیا: ''اے گروہِ انصار! اگر حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم شہید ہو چکے تو اللّٰہ تو زندہ ہے مرتا نہیں، تم اپنے دین کے لئے لڑو۔'' یہ کہہ کر انہوں نے چند انصار کے ساتھ خالد بن ولید کی فوج پر حملہ کیا مگر خالد بن ولید نے ان کو شہید[2] کر دیا۔[3]

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قتل کی افواہ اور مسلمانوں کی نظروں سے غائب ہونے کے بعد سب سے پہلے حضرت کعب بن مالک انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۂ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو پہچانا، سر مبارک پر مِغْفَر[4] تھا جس کے نیچے سے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ حضرت کعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۂ نے زور سے پکار کر کہا: ''مسلمانو! تم کو بشارت ہو رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یہ ہیں۔'' یہ سن کر ایک جماعت حاضر خدمت ہوئی اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق، علی المرتضٰی، طلحہ بن عبید اللّٰہ، زبیر بن العوام اور حارث بن صِمَّہ وغیرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم کے ساتھ شعب[5] کی طرف متوجہ ہوئے تاکہ اپنے باقی اصحاب کا حال دیکھیں۔ اب کفار نے بھی سب طرف سے ہٹ کر اسی رخ پر زور دیا۔ وہ بار بار ہجوم کر کے حملہ آور ہوتے تھے۔ ایک دفعہ ہجوم ہوا تو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''کون مجھ پر جان دیتا ہے'' حضرت زِیاد بن سَکَن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۂ پانچ یا سات انصاری ساتھ لے کر حاضر ہوئے جنہوں نے یکے بعد دیگرے جانبازی سے لڑ کر جانیں فدا کر دیں۔ عُتْبَہ بن ابی وَقَّاص نے پتھر مار کر حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا دانت مبارک (رباعیہ یمنٰی سفلی) شہید کر دیا[6] اور نیچے کا ہونٹ زخمی کر دیا۔ ابن قَمِئَہ لعین نے چہرۂ مبارک ایسا زخمی کیا کہ خَود کے دو حلقے رخسار

---

1 ......السيرة النبوية لابن هشام،غزوة أُحد،ص٣٣٣۔ علميه

2 ......اصابہ، ترجمہ ثابت بن دحداح۔

3 ......الاصابة فی تمييز الصحابة، ٨٨٠۔ثابت بن الدحداح، ج١،ص٥٠٣۔ علميه

4 ......لوہے کی جالی جو خَود کے اندر پہنی جاتی ہے۔ 5 ......گھاٹی، وادی۔

6 ......ابن جوزی نے اور خطیب نے تاریخ میں محمد بن یوسف حافظ فریابی سے نقل کیا ہے کہ اس نے کہا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جس نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا رباعیہ توڑا تھا اس کے گھر میں جو بچہ پیدا ہوتا اس کا رباعیہ نہ اگتا۔ زرقانی علی المواہب، جزء اول ص۳۵۔۱۲منہ

مبارک میں گھس گئے اور آپ ان گڑھوں میں سے ایک گڑھے میں گر پڑے جو ابو عامر فاسق نے بدیں غرض[1] کھودے تھے کہ مسلمان بے علمی میں ان میں گر پڑیں۔ اس حالت میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرمارہے تھے: **کیف یفلح قوم شجوا نبیھم** (وہ قوم کیا فلاح پاسکتی ہے جس نے اپنے پیغمبر کو زخمی کردیا۔ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام) اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْهِمْ اَوْ یُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ (آلِ عمران، ع۱۳)

تیرا اختیار کچھ نہیں یا ان کو توبہ دیوے یا ان کو عذاب کرے کہ وہ ناحق پر ہیں۔[2]

حضرت علی مرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ہاتھ مبارک پکڑا اور حضرت طلحہ بن عبید **اللّٰہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اٹھایا یہاں تک کہ آپ سیدھے کھڑے ہوگئے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے دانتوں سے خود کا ایک حلقہ نکالا تو ان کا ایک سامنے کا دانت گر پڑا دوسرا حلقہ نکالا تو دوسرا نکل گیا۔ حضرت ابو سعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے والد مالک بن سِنان نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا خون چوس کر پی لیا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خود بھی کپڑے سے اپنے چہرے کا خون پونچھ رہے تھے کہ مبادا (ایسا نہ ہو) زمین پر گر پڑے تو عذاب نازل ہو اور یوں فرمارہے تھے: **اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْن** (اے اللہ! عَزَّوَجَلَّ میری قوم کو بخش دے کیونکہ وہ نہیں جانتے۔)[3]

اس موقع پر بعض اصحاب نے جانبازی کی خوب داد دی چنانچہ حضرت طلحہ بن عبید **اللّٰہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اس کثرت سے رسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر سے تیر روکے کہ ہاتھ بیکار ہوگیا۔ حضرت ابودُجانہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے آگے ڈھال بنے کھڑے تھے۔ ان کی پشت پر تیر لگ رہے تھے مگر اپنے آقا رسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر جھکے ہوئے تھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص

---

1 ......اس لیے۔

2 ......ترجمۂ **کنز الایمان**: یہ بات تمہارے ہاتھ نہیں یا انہیں توبہ کی توفیق دے یا ان پر عذاب کرے کہ وہ ظالم ہیں۔ (پ۴، ال عمران:۱۲۸) علمیہ

3 ......المواھب اللدنیۃ وشرح الزرقانی، غزوۃ اُحد، ج۲، ص۴۲۳۔۴۲۹ و۴۳۵ ملخصاً والسیرۃ النبویۃ لابن ھشام، غزوۃ اُحد، ص۳۳۱۔۳۳۲ ملتقطاً۔ علمیہ

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بھی حضورِ انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مدافعت میں تیر چلا رہے تھے اور کہہ رہے تھے آپ پر میرے ماں باپ قربان۔[1] حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خود ان کو اپنے تَرکَش میں سے تیر دیتے تھے اور فرماتے تھے: ''پھینکتے جاؤ'' حضرت ابوطلحہ انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بڑے تیر انداز تھے، انہوں نے اس قدر تیر برسائے کہ دو تین کمانیں ٹوٹ ٹوٹ کران کے ہاتھ میں رہ گئیں۔ وہ حضورِ انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر چمڑے کی ڈھال کی اوٹ بنائے کھڑے تھے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کبھی گردن اٹھا کر دشمنوں کی طرف دیکھتے تو ابوطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عرض کرتے: ''آپ پر میرے ماں باپ قربان! گردن اٹھا کر نہ دیکھئے ایسا نہ ہو کہ کوئی تیر لگ جائے۔ یہ میرا سینہ آپ کے سینے کے لئے ڈھال ہے۔'' حضرت شَمَّاس بن عثمان قرشی مخزومی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ تلوار کے ساتھ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مدافعت کر رہے تھے۔ دائیں بائیں جس طرف سے وار ہوتا وہ ڈھال کی طرح آپ کو بچا رہے تھے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ ابھی رمق حیات باقی تھا[2] کہ ان کو اٹھا کر مدینے میں حضرت ام سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے پاس لے گئے۔ وہاں ایک دن رات زندہ رہ کر وفات پائی۔ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اس دن ڈھال کے سوا مجھے کوئی ایسی چیز نہ سوجھی کہ جس سے شَمَّاس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو تشبیہ دوں۔ اسی طرح سہل بن حنیف انصاری اَوسی تیروں کے ساتھ مدافعت کر رہے تھے اور حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام فرما رہے تھے: ''سہل کو تیر دو۔'' حضرت قَتادہ بن نعمان انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چہرے مبارک کو بچانے کے لئے اپنا چہرہ سامنے کیے ہوئے تھے۔ آخر کار ایک تیر ان کی آنکھ میں ایسا لگا کہ ڈیلا رخسارے پر آ گرا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے دست مبارک سے اس کی جگہ پر رکھ دیا اور یوں دعا فرمائی: ''خدایا! تو قتادہ کو بچا

---

1 ......ان الفاظ کیساتھ روایت ہمیں نہیں ملی البتہ بخاری شریف اور سیرت ابن ہشام وغیرہ میں مروی ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے فرمایا: سعد! تیر پھینکو، تم پر میرے ماں باپ قربان!۔ بخاری شریف میں ہے: عن علی رضی اللّٰہ عنہ قال ما سمعت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم جمع ابویہ لاحد الا لسعد بن مالک، فانی سمعتہ یقول یوم احد یا سعد ارم، فداك ابی و امی. (صحیح البخاری، کتاب المغازی، الحدیث: ۴۰۵۹، ج۳، ص۳۸) سیرۃ ابن ہشام میں ہے: و رمی سعد بن ابی وقاص دون رسول اللّٰہ، قال سعد: فلقد رایتہ یناولنی النبل و هو یقول: ارم، فداك ابی و امی (سیرۃ ابن هشام، غزوۃ احد، ص۳۳۲ و المواهب اللدنیہ مع شرح الزرقانی، باب غزوۃ احد، ج۲، ص۴۳۱) و اللّٰہ تعالٰی اعلم۔ علمیہ

2 ......کچھ سانسیں باقی تھیں۔

جیسا کہ اس نے تیرے نبی کے چہرے کو بچایا ہے۔'' پس وہ آنکھ دوسری آنکھ سے بھی تیز اور خوبصورت ہو گئی۔[1]

اَثنائے جنگ میں مشرکین کی عورتیں شہدائے عِظام کو مُثلہ کرنے میں مشغول تھیں۔ عُتبہ کی بیٹی ہند نے اپنے پاؤں کے کڑے، بالیاں اور ہار حضرت امیر حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے قاتل وحشی کو دے دیئے اور خود شہداء کے کانوں اور ناکوں سے اپنے واسطے کڑے بالیاں اور ہار بنائے اور حضرت حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے جگر کو پھاڑ کر چبایا نگل نہ سکی تو پھینک[2] دیا۔[3]

حضرت مُصْعَب بن عمیر علمبردار لشکر اسلام نے بھی آقائے نامدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر جان فدا کر دی۔ جب ابن قَمِئَہ لعین حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قتل کے ارادے سے حملہ آور ہوا تو حضرت مُصْعَب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے مُدافعت کی مگر شہید ہو گئے۔ حضرت محمد بن شُرَحْبِیْل عَبدَرِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ روایت کرتے ہیں کہ حضرت مُصْعَب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا داہنا ہاتھ کٹ گیا تو انہوں نے جھنڈا بائیں ہاتھ میں لے لیا اور وہ کہہ رہے تھے: وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ (الآیہ)[4] پھر بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا تو جھک کر جھنڈے کو دونوں بازوؤں کے ساتھ سینہ سے لگا لیا اور آیۂ مذکور زبان پر تھی۔ راوی کا قول ہے کہ یہ آیت بعد میں نازل ہوئی مگر اس دن اللّٰہ تعالیٰ نے بجواب قول قائل: ''قَدْ قُتِلَ مُحَمَّدٌ'' ان کی زبان پر جاری کر دی تھی۔[5] حضرت مُصْعَب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بعد اسلامی جھنڈا حضرت علی مرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو دیا گیا۔

جب رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم شعب پر چڑھے تو اُبی بن خَلَف سامنے آکر کہنے لگا: ''اے محمد! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اگر تم بچ گئے تو میں نہ بچوں گا۔'' صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم نے عرض کیا: اگر اجازت ہو تو ہم میں سے ایک اس کا فیصلہ کر دے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اجازت نہ دی اور بذات شریف حضرت

---

1 ......السيرة النبوية لابن هشام، شان عاصم بن ثابت، ص٣٣٢ و سبل الهدى والرشاد،غزوة احد،ج٤،ص٢٠٤ و الاصابة فى تمييز الصحابة، حرف الشين المعجمة، شماس بن عثمان:٣٩٣٨،ج٣،ص٢٨٨۔ علميه

2 ......سیرت ابن ہشام۔

3 ......السيرة النبوية لابن هشام،غزوة أُحد،ص٣٣٦۔ علميه

4 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور محمد تو ایک رسول ہیں۔(پ٤،ال عمران:١٤٤) علميه

5 ......تفسیر درمنثور للسیوطی، بحوالہ طبقات ابن سعد۔......(الدرالمنثور للسيوطى،سورة آل عمران،تحت الآية:١٤٤۔١٤٥، ج٢، ص٣٣٦۔ علميه)

حارث بن صِمَّہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے نیزہ لے کر اس کی گردن پر مارا جس سے فقط خراش آئی اور لہو نہ نکلا، اُبی مذکور مکہ میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کہا کرتا تھا کہ میرے پاس ایک گھوڑا ہے جسے میں ہر روز آٹھ یا دس سیر پختہ ذُرَّہ (جُوار) کھلاتا ہوں اس پر سوار ہوکر آپ کو قتل کروں گا۔ آپ فرماتے: بلکہ میں ان شَآءَاللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تم کو قتل کروں گا۔ جب وہ قریش میں واپس گیا تو کہنے لگا: اللّٰہ کی قسم! مجھے محمد نے قتل کردیا۔ وہ کہنے لگے: تو بے دل ہوگیا ہے۔ اس خراش کا کچھ ڈر نہیں۔ اس نے کہا کہ مکہ میں مجھ سے محمد نے کہا تھا کہ میں تجھے قتل کروں گا۔ سو اللّٰہ کی قسم! اگر وہ مجھ پر صرف تھوک دے تو میں مرجاؤں گا۔ چنانچہ قریش اس دشمن خدا کو مکہ کی طرف لے جارہے تھے کہ راستے میں مقام سَرِف میں مرگیا۔[1]

جب رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم شعب کے دہانے پر پہنچے تو حضرت علی مرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم مہراس[2] (کُنڈ) سے اپنی ڈھال پانی سے بھرلائے تاکہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پئیں مگر آپ نے اس میں بُو پائی اور نہ پیا۔ حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے اس سے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چہرے سے خون دھویا اور سر مبارک پر گرایا۔ اس وقت حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اِشْتَدَّ[3] غَضَبُ اللّٰہِ عَلٰی مَنْ دَمّٰی وَجْہَ نَبِیِّہٖ''۔[4]

مشرکین اب تک تعاقب میں تھے چنانچہ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اصحاب مذکورۂ بالا کے ساتھ شعب میں تھے تو ان کے سواروں کا ایک دستہ بسر کردگی خالد بن ولید پہاڑ پر چڑھا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دعا فرمائی کہ خدایا! یہ ہم پر غالب نہ آئیں۔ پس حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور مہاجرین کی ایک جماعت نے قتال کیا یہاں تک کہ ان کو پہاڑ سے اتار دیا۔ یہاں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک چٹان پر چڑھنے لگے تو ناتوانی اور دہری زرہ کے سبب سے نہ چڑھ سکے۔ یہ دیکھ کر حضرت طلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ آپ کے نیچے بیٹھ گئے اور آپ ان کی پشت پر سے چڑھ گئے۔ اس وقت حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اوجب طلحۃ (یعنی حضرت طلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے وہ کام کیا کہ جس سے وہ بہشت کے مستحق ہوگئے۔) اس روز زخموں کی وجہ سے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

---

1 ......سیرت ابن ہشام۔......(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام،غزوۃ اُحد،ص۳۳۳ملتقطاً۔ علمیہ)

2 ......تالاب۔ 3 ......سیرت ابن ہشام۔

4 ......اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا غضب سخت ہے اس پر جس نے اس کے پیغمبر کا چہرہ خون آلود کردیا۔۱۲ منہ

وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نمازِ ظہر بیٹھ کر ادا کی اور مقتدیوں نے بھی بیٹھ کر پڑھی۔[1]

جب ابوسفیان نے میدان سے واپس ہونے کا ارادہ کیا تو سامنے کی ایک پہاڑی پر چڑھ کر پکارا: کیا تم میں محمد ہیں؟ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اس کا جواب نہ دو۔ وہ پھر پکارا: کیا تم میں ابن ابی قحافہ ہے؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اس کا جواب نہ دو۔ اس نے پھر پکار کر کہا: کیا تم میں ابن خطاب ہے؟ جب جواب نہ ملا تو کہنے لگا کہ یہ سب مارے گئے کیونکہ اگر زندہ ہوتے تو ضرور جواب دیتے۔ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے رہا نہ گیا بول اٹھے: ''او دشمن خدا! تو نے جھوٹ کہا، وہ سب زندہ ہیں۔ اللہ نے تیرے واسطے وہ باقی رکھا ہے جو تجھے غمگین کرے گا۔ (فتح کے دن) ابوسفیان بولا:

''اُعْلُ ھُبَل'' اے ہبل! تو اُونچا رہ۔

صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم نے حسب ارشاد حضور جواب دیا:

'' اَللّٰہُ اَعْلٰی وَ اَجَلُّ'' اللہ اونچا اور بڑا ہے۔

ابوسفیان نے کہا:

''لَنَا الْعُزّٰی وَ لَا عُزّٰی لَکُمْ'' ہمارے پاس عزیٰ ہے اور تمہارے پاس عزیٰ نہیں

صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم نے حسب ارشاد نبوی جواب دیا:

'' اَللّٰہُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ'' اللہ ہمارا ناصر و مددگار ہے اور تمہارا کوئی ناصر نہیں۔

ابوسفیان نے کہا: آج کا دن بَدْر کے دن کا جواب ہے۔ لڑائی میں کبھی جیت کبھی ہار ہوتی ہے۔ تم اپنی قوم میں ناک کان کٹے پاؤ گے۔ میں نے اپنی فوج کو یہ حکم نہیں دیا مگر اس پر کچھ رنج بھی نہیں ہوا۔[2] اس کے بعد ابوسفیان یہ کہہ کر واپس ہوا کہ ہمارا اور تمہارا مقابلہ آیندہ سال مقام بَدْر میں ہوگا۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے فرما دیا کہ کہہ دیجئے: ہاں! بَدْر ہمارا اور تمہارا مَوْعِد ہے۔[3] اس طرح جب مشرکین مکہ کو لوٹے تو

1 ……السيرة النبوية لابن هشام،غزوة أُحد،ص٣٣٤ملتقطاً۔ علميه

2 ……صحیح بخاری،غزوۂ احد۔

3 ……یعنی ہاں! بدر میں ہمارا اور تمہارا مقابلہ ہوگا۔

صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُم کو خدشہ ہوا کہ مبادا[1] وہ مدینہ کا قصد کریں اس لئے حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے علی مرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجۡھَہُ الۡکَرِیۡم کو دریافت حال کے لئے بھیجا اور فرمادیا کہ اگر وہ اونٹوں پر سوار ہوں اور گھوڑوں کو پہلو میں خالی لئے جارہے ہوں تو سمجھنا کہ وہ مکہ کو جاتے ہیں اگر اس کا عکس کریں تو مدینہ کا قصد رکھتے ہیں۔ حضرت مرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجۡھَہُ الۡکَرِیۡم خبر لائے کہ وہ اونٹوں پر سوار گھوڑوں کو خالی لے جارہے ہیں اور مکہ کی طرف متوجہ ہیں۔[2] سَنُلۡقِیۡ فِیۡ قُلُوۡبِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوا الرُّعۡبَ (آل عمران، ع ۱٦)[3] مشرکین کے اسی فرار کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ پہلے آچکا ہے۔

خواتین اسلام نے بھی اس غزوہ میں حصہ لیا چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ اور ام سُلَیم (والدۂ انس) رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُم پائینچے چڑھائے ہوئے کہ جس سے ان کے پاؤں کی جھانجیں[4] نظر آتی تھیں، مشکیں بھر بھر کر لاتی تھیں اور مسلمانوں کو پانی پلاتی تھیں۔ جب مشکیں خالی ہوجاتیں تو پھر بھر لاتیں اور پلاتیں۔ حضرت اُم سَلِیط (والدۂ حضرت ابوسعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُمَا) بھی یہی خدمت بجالا رہی تھیں۔ حضرت ام اَیمن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھَا (رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دایہ) اور حَمۡنَہ بنت جحش (ام المؤمنین زینب کی بہن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُما) پانی پلاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ حضرت ام عُمَّارہ نَسِیۡبَہ بنت کعب انصاریہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھَا (زوجہ زید بن عاصم انصاری مازنی) اپنے شوہر اور دونوں بیٹوں کے ساتھ مشک لے کر نکلیں۔ جب رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ صرف چند جانباز رہ گئے تو یہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس پہنچیں اور تیر اور تلوار سے کافروں کو روکتی رہیں۔ جب ابن قَمِئَہ لعین، حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف بڑھا تو حضرت مُصۡعَب بن عمیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ اور چند اور مسلمان مقابل ہوئے۔ ان میں ام عُمَّارہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھَا بھی تھیں۔ ابن قَمِئَہ نے ان کے کندھے پر ایسی ضرب لگائی کہ غار

---

1 ......کہیں ایسا نہ ہو۔

2 ......صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ أحد، الحدیث: ٤٠٤٣، ج٣، ص٣٤ والمواھب اللدنیة وشرح الزرقانی، غزوۃ أحد، ج٢، ص٤٤٤۔ علمیه

3 ......ترجمۂ کنز الایمان: کوئی دم جاتا ہے کہ ہم کافروں کے دلوں میں رعب ڈالیں گے۔ (پ٤، اٰل عمران: ١٥١) علمیه

4 ...... پاؤں کا ایک زیور۔

پڑ گیا۔ام عمّارہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہَا نے بھی کئی وار کیے مگر وہ دشمن خدا دوہری زرہ پہنے ہوئے تھا اس لئے کارگر نہ ہوئے۔ حضرت صَفِیّہ (حضرت امیر حمزہ کی بہن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُمَا) مسلمانوں کی شکست پر اُحُد میں نیزہ ہاتھ میں لئے آئیں اور بھاگنے والوں کے منہ پر مار کر کہتی تھیں کہ تم رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو چھوڑ کر بھاگتے ہو۔ پھر بھائی کی لاش دیکھ کر بڑے استقلال سے '' اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ '' پڑھا اور دعائے مغفرت کی۔

جب مشرکین میدان کارزار سے چلے گئے تو مدینہ کی عورتیں صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُم کی مدد کو نکلیں۔ان میں حضرت فاطمۃ الزہرا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہَا بھی تھیں۔جب حضرت فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہَا نے حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھا تو خوشی کے مارے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے گلے لپٹ گئیں اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زخموں کو دھونے لگیں۔حضرت علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجۡہَہُ الۡکَرِیۡم ڈھال سے پانی گرا رہے تھے۔ جب فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہَا نے دیکھا کہ پانی سے خون زیادہ نکل رہا ہے تو چٹائی کا ایک ٹکڑا جلا کر لگا دیا جس سے خون[1] بند ہو گیا۔ پھر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اِشۡتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰی قَوۡمٍ دَمَّوۡا وَجۡهَ رَسُوۡلِهٖ[2] پھر تھوڑی دیر بعد فرمایا: اَللّٰهُمَّ اغۡفِرۡ لِقَوۡمِیۡ فَاِنَّهُمۡ لَا یَعۡلَمُوۡنَ[3] اس کے بعد آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے محمد بن مسلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کو حضرت سعد بن ربیع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کا حال معلوم کرنے کے لئے بھیجا۔حضرت محمد بن مسلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے حضرت سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کو مقتولین میں زخمی پایا۔(ان پر تیر، تلوار اور نیزے کے ستر زخم تھے۔) ان میں فقط رمق حیات باقی تھا۔حضرت محمد بن مسلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حکم دیا ہے کہ میں دیکھوں کہ تم زندوں میں ہو یا مردوں میں۔حضرت سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے دھیمی آواز سے جواب دیا: ''میں مردوں میں ہوں، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں میرا اسلام پہنچانا اور عرض کرنا کہ سعد بن ربیع آپ سے گزارش کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے اچھی سے اچھی جزا دے جو اس نے کسی نبی عَلَیۡہِ السَّلَام کو ان کی امت کی طرف سے دی ہے اور اپنی قوم کو میرا اسلام پہنچانا اور ان سے کہنا کہ اگر کوئی (دشمن)

---

1 ......صحیح بخاری، غزوۂ احد۔

2 ......اللہ عَزَّوَجَلَّ کا غضب شدید ہو گیا اس قوم پر جس نے اس کے رسول کے چہرہ کو خون آلود کر دیا۔ علمیہ

3 ......اے اللہ عَزَّوَجَلَّ میری قوم کو بخش دے کیونکہ وہ نہیں جانتے۔ علمیہ

تمہارے پیغمبر عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام تک (بارادۂ قتل) پہنچ جائے اور تم میں سے ایک بھی زندہ ہو تو خدا عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں تمہارا کوئی عذر نہ ہوگا۔'' حضرت سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یہ کہہ کر واصل بحق ہوگئے۔ حضرت محمد بن مسلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں صورت حال عرض کردی۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ سن کر فرمایا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس پر رحم کرے اس نے حیات وموت میں خدا عَزَّوَجَلَّ اور رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خیر خواہی کی۔''[1]

اس غزوہ میں مسلمانوں میں سے ستر یا کچھ کم وبیش شہید ہوئے۔ ابن نَجّار نے ان سب کے نام دیئے ہیں۔ جن میں سے چار مہاجرین میں سے اور باقی چھیاسٹھ انصار میں سے ہیں۔[2] اختتامِ جنگ پر آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم شہدائے کرام کی لاشوں پر تشریف لے گئے۔ حضرت امیر حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی لاش مبارک کو دیکھ کر فرمایا کہ ''ایسا دردناک منظر میری نظر سے کبھی نہیں گزرا۔ حضرت حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ساتوں آسمانوں میں شیر خدا اور شیر رسول لکھے گئے۔'' پھر تمام لاشوں پر نظر ڈالتے ہوئے فرمایا:[3] اَنَا شَهِيْدٌ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ. میں قیامت کے دن ان کا شفیع ہوں۔

بعد ازاں[4] حکم دیا کہ ان کو دفن کردیا جائے۔ کپڑے کی قلت کا یہ عالم تھا کہ عموماً دو دو تین تین ملا کر ایک ہی کپڑے میں ایک ہی قبر میں دفن کردیئے گئے۔ جس کو قرآن زیادہ یاد ہوتا اس کو مقدم کیا جاتا اور ان شہداء پر اس وقت نماز جنازہ نہ پڑھی گئی بلکہ بے غسل اسی طرح خون میں لتھڑے ہوئے دفن کردیئے گئے۔ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم اَجْمَعِیْن۔[5]

سید الشہداء امیر حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو ایک چادر میں دفن کیا گیا مگر چادر کوتاہ تھی اگر منہ ڈھانپتے تو قدم ننگے

---

1 ......استیعاب ومواہب۔......(صحیح البخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب المجن...الخ، الحدیث:۲۹۰۳، ج۲، ص۲۸۳ و المواهب اللدنیة وشرح الزرقانی، غزوة أُحد، ج۲، ص۴۴۴۔۴۴۶ ملتقطاً والاستیعاب فی معرفة الاصحاب، ۹۳۶۔ سعد بن الربیع بن عمرو الانصاری، ج۲، ص۱۵۷ وسبل الهدی والرشاد، غزوة احد، ج۴، ص۲۰۲۔علمیه)

2 ......وفاء الوفاء للسمہودی، جزء ثانی، ص۱۱۳۔

3 ......صحیح بخاری، غزوۂ احد۔

4 ......اس کے بعد۔

5 ......وفاء الوفاء للسمهودی، تسمیة شهداء أُحد، ج۲، الجزء الثالث، ص۹۳۳۔۹۳۵ ملتقطاً وصحیح البخاری، کتاب المغازی، باب من قتل المسلمین یوم أُحد...الخ، الحدیث:۴۰۷۹، ج۳، ص۴۴۔ علمیه

رہتے، قدموں کو چھپاتے تو منہ ننگا رہتا۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ منہ کو ڈھانپ دو اور قدموں پر حَرْمَل[1] ڈال دو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔[2]

حضرت مُصْعَب بن عمیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ جب شہید ہوئے تو ان کے پاس صرف ایک کملی[3] تھی اس سے سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے رہتے اور پاؤں چھپاتے تو سر ننگا رہتا۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ارشاد سے سر کملی سے ڈھانپ دیا گیا اور پاؤں اِذْخَر[4] گھاس[5] سے چھپا دیئے گئے۔[6]

حضرت وَہْب بن قابُوس مُزَنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور ان کا بھتیجا حارث بن عُقْبَہ بن قابوس[7] بکریاں چراتے مدینہ میں آئے۔ جب معلوم ہوا کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم غزوۂ اُحُد پر تشریف لے گئے تو اسلام لا کر حاضر خدمت اقدس ہوئے۔ خالد و عِکرَمہ کے حملہ کے وقت حضرت وَہْب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بڑی بہادری سے لڑے۔ مشرکین کا ایک دستہ آگے بڑھا تو آپ نے تیروں سے ہٹا دیا، دوسرا آیا تو اسے تلوار سے بھگا دیا، تیسرا آیا تو تلوار سے لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ ان کا بھتیجا بھی اسی طرح لڑ کر شہید ہوا۔ مشرکین نے حضرت وہب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا بری طرح سے مثلہ کر دیا تھا۔ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اگرچہ زخموں سے نڈھال تھے مگر دونوں لاشوں پر کھڑے رہے اور حضرت وہب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: "رَضِیَ اللّٰہُ عَنْكَ فَاِنِّیْ عَنْكَ رَاضٍ" اللّٰہ تجھ سے راضی ہو، میں تو تجھ سے راضی ہوں۔

حضرت وہب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو لحد میں رکھا گیا تو حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کا سر ان ہی کی چادر سے چھپا دیا مگر وہ چادر ان کی نصف ساق[8] تک پہنچی اس لئے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے

---

1 ......ایک جنگلی پودے کے پتے۔

2 ......طبقات ابن سعد......(الطبقات الکبری لابن سعد،الطبقة البدریین من المھاجرین،الطبقة الاولی، ۲۔حمزة بن عبد المطلب،ج۳،ص۶-۷ ۔ علمیه)

3 ......چھوٹا کمبل۔ 4 ......فارسی گورگیاہ۔ بہ ہندی گندھلین گندھیل ۔۱۲ منہ 5 ......خوشبودار گھاس۔

6 ......صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوة اُحد، الحدیث:۴۰۴۷، ج۳، ص۳۵۔ علمیه

7 ......اسد الغابة، الاستیعاب، الطبقات لابن سعد ودیگر کتب میں ان کا نام " عقبه بن قابوس" لکھا ہے۔ و اللّٰہ تعالیٰ اعلم۔ علمیه

8 ......آدھی پنڈلی۔

ارشاد سے پاؤں پر حَرمَل[1] ڈال دی گئی۔ حضرت عمر فاروق اور حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا تمنا کیا کرتے تھے کہ کاش! ہم خدا تعالیٰ سے مُزَنی کے حال میں ملیں۔[2]

حضرت عبد اللّٰہ بن عَمرو بن حرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا جنازہ اٹھایا گیا تو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک رونے والی عورت کی آواز سنی اور دریافت فرمایا کہ یہ کون ہے؟ عرض کیا گیا کہ مقتول کی بہن یا پھوپھی ہے۔ فرمایا کہ یہ کیوں روتی ہے یا فرمایا کہ نہ روئے کیونکہ جنازہ اٹھنے تک فرشتے اسے اپنے بازوؤں سے سایہ کرتے رہتے ہیں۔[3] ترمذی (ابواب تفسیر القرآن) میں حضرت جابر بن عبد اللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مجھ سے ملے فرمایا کہ تو غمگین کیوں ہے؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میرا باپ احد کے دن شہید ہوگیا اور قرض و عیال چھوڑ گیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: کیا میں تجھے بشارت نہ دوں کہ خدا تیرے باپ سے کس طرح ملا ہے؟ اللّٰہ تعالیٰ نے کبھی شہدائے احد میں سے کسی سے بے پردہ کلام نہیں کیا مگر تیرے باپ سے روبرو کلام کیا اور کہا: مجھ سے مانگ کہ تجھے عطا کروں۔ تیرے باپ نے کہا: اے پروردگار! عَزَّوَجَلَّ تو مجھے حیات دنیوی عطا کرتا کہ میں دوبارہ تیری راہ میں شہید ہو جاؤں۔ رب عَزَّوَجَلَّ نے کہا: میری طرف سے وعدہ ہو چکا ہے کہ وہ (مرکر) دنیا کی طرف نہ لوٹیں گے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی: ''وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًاؕ''۔[4] (الآیہ)[5] حضرت عبد اللّٰہ بن عَمرو بن حرام بھی ایک کملی[6] میں دفن ہوئے تھے، پاؤں حَرمَل سے چھپا دیئے گئے تھے۔

حضرت عبد اللّٰہ بن جُبَیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ تیر اندازوں کے امیر تھے جب ان کے ساتھ صرف چند آدمی رہ

---

1 ......ایک جنگلی پودے کے پتے۔

2 ......طبقات ابن سعد۔......(الطبقات الکبری لابن سعد،الطبقة الثانية من المهاجرين والانصار،٤٤٢۔وهب بن قابوس المزنی، ج٤،ص١٨٦۔ علميه)

3 ......بخاری،(باب ما یکون من النیاحۃ علی المیت)......(صحيح البخاری، كتاب الجنائز،٣٤۔باب، الحديث:١٢٩٣، ج١، ص٤٣٨۔ علميه)

4 ......زاد المعاد،غزوۂ احد۔......(سنن الترمذی، كتاب التفسير،باب ومن سورة آل عمران،الحديث:٣٠٢١،ج٥،ص١٢۔علميه)

5 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور جو اللّٰہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا۔(پ٤،اٰل عمرٰن:١٦٩)۔علميه

6 ......چھوٹا کمبل۔

گئے تو مشرکین نے ان پر حملہ کیا وہ سب شہید ہو گئے مگر اپنی جگہ کو نہ چھوڑا۔ حضرت عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پہلے دشمنوں پر تیر پھینکتے رہے جب تیر ختم ہو گئے تو نیزہ سے کام لینے لگے جب نیزہ بھی ٹوٹ گیا تو تلوار سے لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ کفار نے آپ کو بری طرح سے مثلہ کر دیا تھا آپ کے بھائی حضرت خَوَّات بن جُبَیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کمانوں سے گڑھا کھود کر آپ کو دفن کر دیا۔[1]

حضرت عَمرو بن جَمُوح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ لنگڑے تھے۔ ان سے کہا گیا کہ آپ معذور ہیں آپ پر جہاد فرض نہیں، مگر وہ مسلح ہو کر نکلے اور کہنے لگے کہ مجھے امید ہے کہ میں اسی طرح بہشت میں ٹہلا کروں گا۔ پھر قبلہ رو ہو کر یوں دعا کی: ''خدایا! مجھے شہادت نصیب کر اور اپنے اہل کی طرف محروم واپس نہ لا۔'' چنانچہ اُحُد میں شہید ہو گئے۔[2]

اَثنائے جنگ[3] میں ایک مسلمان کھڑا ہوا کھجوریں کھا رہا تھا اس نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پوچھا کہ اگر میں مارا گیا تو کہاں ہوں گا؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''بہشت میں۔'' یہ سن کر اس نے کھجوریں ہاتھ سے پھینک دیں اور لڑتا ہوا شہید ہو گیا۔[4]

شہدائے کرام کی تدفین کے بعد رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مدینہ کو واپس آئے۔ راستے میں جو عورتیں اپنے اہل و اقارب کا حال دریافت کرتی تھیں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بتاتے جاتے تھے۔ آپ بنو دینار کی ایک عورت کے برابر سے گزرے جس کا شوہر اور بھائی اور باپ احد میں شہید ہو گئے تھے، لوگوں نے اسے تینوں کی شہادت کی خبر دی تو اس نے کچھ پروانہ کی اور پوچھا کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کیسے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ بخیر ہیں۔ کہنے لگی کہ مجھے دکھا دو تا کہ میں آنکھوں سے دیکھ لوں چنانچہ اس وقت حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرف اشارہ کر دیا گیا۔ اس نے جب حضور انور بِاَبِیْ هُوَ وَاُمِّی کو دیکھا تو پکار اٹھی:[5] ''كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَكَ

---

1 ......طبقات ابن سعد۔......(الطبقات الکبری لابن سعد،طبقات البدريين من الانصار،الطبقة الاولى من الانصار،١٣٧۔ عبدالله بن جبير،ج٣،ص٣٦٢۔٣٦٣ملخصاً۔ علميه)

2 ......استیعاب ابن عبدالبر۔......(الاستيعاب فی معرفة الاصحاب، ١٩٢٥۔عمروبن الجموح السلمی،ج٣،ص٢٥٣۔ علميه)

3 ......دورانِ جنگ۔

4 ......بخاری،غزوۂ احد۔......(صحيح البخاری، كتاب المغازی،باب غزوة اُحد،الحديث:٤٠٤٦،ج٣،ص٣٥۔ علميه)

5 ......سیرت ابن ہشام۔

جَلَلٌ"۔[1] آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہوتے ہوئے ہر ایک مصیبت ہیچ ہے۔

جب آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم انصار کے محلّہ بنی عبد الاشہل میں پہنچے تو ان کی عورتوں کو دیکھا کہ اپنے مقتولین پر رو رہی ہیں۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور زبان مبارک سے نکلا: ''اَمَّا حَمْزَۃُ فَلا بَوَاکِیَ لَہٗ'' لیکن حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے لئے کوئی رونے والیاں نہیں۔

یہ سن کر حضرت سعد بن معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اُن عورتوں کے پاس گئے اور کہا کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے در دولت پر جا کر افسوس کرو، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ ہم بھی شامل گریہ ہوگئیں۔ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سو گئے اور ہم رو رہی تھیں، آپ نے جاگ کر نماز عشا پڑھی اور سو گئے پھر جو آنکھ کھلی اور رونے کی آواز سنی تو فرمایا: کیا تم اب تک رو رہی ہو۔ یہ فرما کر آپ نے رونے والیوں کو رخصت کیا اور ان کیلئے اور انکے ازواج و اولاد کیلئے دعائے خیر فرمائی۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے نوحہ سے منع فرمادیا۔[2]

اس واقعہ سے آٹھ برس کے بعد ایک روز آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس طرف کو نکلے اور شہدائے اُحُد پر نماز جنازہ پڑھی۔ اس کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے منبر منیف[3] پر رونق افروز ہو کر یہ خطبہ دیا:[4]

اِنِّیْ فَرَطٌ لَّکُمْ وَ اِنِّیْ وَ اللّٰہِ لَاَنْظُرُ اِلٰی حَوْضِی الْاٰنَ وَ اِنِّیْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِحَ خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اَوْ مَفَاتِحَ الْاَرْضِ وَ اِنِّیْ وَ اللّٰہِ مَآ اَخَافُ عَلَیْکُمْ اَنْ تُشْرِکُوْا بَعْدِیْ وَ لٰکِنْ اَخَافُ عَلَیْکُمْ اَنْ تَنَافَسُوْا فِیْھَا۔[5]

بیشک میں تمہارے واسطے فرط[6] (پیشرو) ہوں، اللّٰہ کی قسم! میں اس وقت اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں بیشک مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں یا زمین کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں۔ خدا کی قسم! مجھے یہ ڈر نہیں کہ تم میرے بعد مشرک بن جاؤ گے لیکن یہ ڈر ہے کہ تم دنیا میں پھنس جاؤ۔

---

1 ......السيرة النبوية لابن هشام،غزوة أُحد،ص ٣٤٠۔ علميه

2 ......طبقات ابن سعد۔......(الطبقات الكبرى لابن سعد،طبقات البدريين من المهاجرين،الطبقة الاولى،٢۔حمزة بن عبد المطلب،ج٣،ص١٣۔ علميه)

3 ...... بزرگی والا بلند رتبہ منبر۔

4 ......بخاری، کتاب الجنائز، باب الصلوٰۃ علی الشہید۔

5 ......صحيح البخاری،كتاب الجنائز،باب الصلاة على الشهيد،الحديث:١٣٤٤،ج١،ص٤٥٢ وكتاب المغازی،باب غزوة احد، الحديث:٤٠٤٢،ج٣،ص٣٣۔ علميه

6 ......فرط آنکہ پیش قوم رود تا اسباب آبخور را درست کند۔ منتہی الارب۔ ۱۲ منہ

ہجرت کا چوتھا سال

غزوہ بنی نَضیر:

یہ غزوہ ماہ ربیع الاوّل میں ہوا جس کی وجہ نقضِ عہدِ سابق [1] تھی۔ بنو عامر کے دوشخص جن کے ساتھ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا عہد تھا مدینہ منورہ سے اپنے اہل کی طرف نکلے۔ راستے میں عمرو بن اُمَیَّہ ضَمْری ان سے ملا، اسے معلوم نہ تھا کہ وہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جوار میں [2] ہیں اس نے دونوں کو قتل کردیا۔ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مطالبہ دیت کے لئے بنونَضِیر سے مدد مانگی۔ انہوں نے جواب دیا کہ آپ تشریف رکھئے ہم باہم مشورہ کرتے ہیں۔ پس رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرات ابوبکر وعمر وعلی وغیرہم کے ساتھ ان کی ایک دیوار تلے بیٹھ گئے۔ یہود نے بجائے مدد دینے کے اس بات پر اتفاق کرلیا کہ بے خبری میں دیوار پر سے آپ پر چکی کا پاٹ پھینک دیں۔ حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اطلاع کردی، آپ فوراً وہاں سے مدینہ منورہ تشریف لائے اور جنگ کے لئے تیار ہو کر ان پر حملہ آور ہوئے۔ بنوقُرَیْظہ بھی برسرِ پیکار [3] تھے۔ آخر کار آپ نے بنونضیر کو جلا وطن کردیا۔ بدیں شرط [4] ان کو اجازت دی کہ جو مال وہ اونٹوں پر لے جاسکیں لے جائیں۔ چنانچہ وہ اپنے اموال لے کر خیبر میں اور بعضے اَذرِعات واقع شام میں چلے گئے مگر بنوقُرَیْظہ پر آپ نے احسان کیا کہ ان کو امن دے دیا۔ [5] جُمادَی الاُولیٰ میں غزوہ ذات الرِّقاع ہوا۔ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بنومُحارِب اور بنوثَعْلَبہ کے قصد سے نجد کی طرف نکلے مگر قتال وقوع میں نہ آیا۔ امام بخاری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اس غزوہ کو غزوۂ خیبر کے بعد بتایا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ غزوہ دو دفعہ ہوا ہو۔ صلوٰۃ الخوف سب سے پہلے اسی غزوہ میں پڑھی گئی۔ اس میں غَوْرَث بن حارِث کا قصہ پیش آیا۔

---

1 ......پچھلے معاہدہ کی خلاف ورزی۔
2 ......پناہ میں۔
3 ......جنگ پر آمادہ۔
4 ......اس شرط پر۔
5 ......صحیح بخاری مع قسطلانی، باب حدیث بنی نضیر۔......(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب حدیث بنی النضیر...الخ، الحدیث: ٤٠٢٨، ج٣، ص٢٦ و کتاب المغازی، باب غزوة ذات الرقاع، ج٣، ص٥٧، ٥٨ و ارشادالساری لشرح صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب حدیث بنی النضیر...الخ، ج٩، ص٨٢-٨٣ ملتقطاً والمواهب اللدنية وشرح الزرقانی، حدیث بنی النضیر، ج٢، ص٥٠٧-٥٠٨ وغزوة ذات الرقاع، ص٥٢٢، ٥٣١، ٥٣٢۔ علمیہ)

ہجرت کا پانچواں سال

غزوۂ دُومۃُ الْجَنْدَل:[1]

ماہ ربیع الاوّل میں غزوۂ دُومۃُ الْجَنْدَل پیش آیا مگر قتال وقوع میں نہ آیا۔ شعبان میں غزوۂ مُرَیْسِیْع یا غزوۂ بنی الْمُصْطَلِق ہوا۔ جس میں بنوالْمُصْطَلِق مغلوب ہوئے۔ قصۂ اِفک یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا پر منافقوں نے جو تہمت لگائی تھی وہ اسی غزوہ سے واپسی پر پیش آیا۔

غَزوۂ احزاب

ماہ ذی قعدہ میں غزوۂ احزاب یا غزوۂ خندق واقع ہوا۔ بنونَضِیر جلا وطن ہو کر خیبر میں آرہے تھے، انہوں نے مکہ میں جا کر قریش کو مسلمانوں سے لڑنے پر اُبھارا اور دیگر قبائل عرب (غطفان، بنوسُلیم، بنومُرَّہ، اشجع، بنواسد وغیرہ) کو بھی اپنے ساتھ متفق کر لیا۔ بنوقریظہ پہلے شامل نہ تھے مگر حُیَیّ بن اَخطب نے آخر کار ان کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا۔ غرض قریش و یہود وقبائل عرب بارہ ہزار کی جمعیت کے ساتھ مدینہ کی طرف بڑھے۔ چونکہ اس غزوہ میں تمام قبائل عرب و یہود شامل تھے اس واسطے اس غزوہ کو غزوۂ اَحزاب (حزب بمعنی طائفہ) کہتے ہیں۔ کفار کی تیاری کی خبر سن کر رسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا۔ حضرت سلمان فارسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا کہ کھلے میدان میں لڑنا مصلحت نہیں، مدینہ اور دشمن کے درمیان ایک خندق کھود کر مقابلہ کرنا چاہیے۔ سب نے اس رائے کو پسند کیا۔ رسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مستورات[2] اور بچوں کو شہر کے محفوظ قلعوں میں بھیج دیا اور بذات شریف تین ہزار کی جمعیت کے ساتھ شہر سے نکلے اور سامی طرف میں[3] سَلْع کی پہاڑی کو پس پشت رکھ کر خندق کھودی۔ اس واسطے اس غزوہ کو غزوۂ خندق بھی کہتے ہیں۔ خندق کھودنے میں حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بھی بغرض ترغیب شامل تھے۔ کفار نے ایک ماہ محاصرہ قائم رکھا۔ وہ خندق کو عبور نہ کر سکتے تھے۔ اس لئے دور سے تیر اور پتھر برساتے تھے۔ ایک روز قریش کے کچھ سوار عَمرو بن عبدود وغیرہ ایک جگہ سے جہاں سے اتفاقاً عرض[4] کم رہ گیا تھا، خندق کو عبور کر گئے۔ عمرو مذکور نے مبارز[5]

---

1 ...... یہ موضع دمشق و مدینہ کے درمیان دمشق سے سات منزل پر ہے۔ ۱۲ منہ 2 ......خواتین۔ 3 ......اونچائی کی جانب میں۔
4 ......چوڑائی۔ 5 ......مقابلہ پر آنے والا۔

طلب کیا۔ حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ آگے بڑھے اور تلوار سے اس کا فیصلہ کر دیا۔ یہ دیکھ کر باقی ہمراہی بھاگ گئے۔ آخر کار قُرَیۡظَہ وقریش میں پھوٹ پڑ گئی اور[1] باوجود سردی کے موسم کے ایک رات بادِ صَرصَر[2] کا ایسا طوفان آیا کہ خیموں کی طنابیں[3] اُکھڑ گئیں اور گھوڑے چھوٹ گئے۔ کھانے کے دیگچے چولھوں پر اُلٹ اُلٹ جاتے تھے۔ اِمتِدادِ مُحاصرہ کے سبب سے[4] سامانِ رَسد[5] بھی ختم ہو چکا تھا، اس لئے قریش و دیگر قبائل محاصرہ اٹھانے پر مجبور ہو گئے اور بنو قُرَیۡظَہ اپنے قلعوں میں چلے آئے اس غزوہ میں شدت قتال کے وقت عصر و مغرب اور بقول بعض ظہر بھی قضا ہو گئی تھی۔ شہداء کی تعداد چھ تھی جن میں اَوس کے سردار حضرت سَعَد بن معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ بھی تھے ان کی رگِ اَکحل[6] تیر لگنے سے کٹ گئی۔ مسجد میں رُفَیۡدَہ انصاریہ کا خیمہ تھا جو زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ حضور عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے حضرت سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کو علاج کے لئے اسی خیمہ میں بھیج دیا مگر وہ اس زخم سے جانبر نہ ہوئے اور ایک ماہ کے بعد انتقال فرما گئے۔ اس غزوہ میں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے متعدد معجزے ظہور میں آئے۔

غزوۂ بَنِی قُرَیۡظَہ

جب آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم غزوۂ خندق سے واپس تشریف لائے تو نماز ظہر کے بعد بنو قریظہ سے جنگ کا حکم آیا۔ بنو قریظہ نقضِ عہد کر کے[7] اَحزاب کے ساتھ مل گئے تھے۔ اس لئے حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تین ہزار کی جمعیت کے ساتھ روانہ ہوئے اور پچیس دن ان کو محاصرہ میں رکھا۔ آخر کار انہوں نے حضرت سعد بن معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کو حَکَم[8] منظور کر لیا۔ حضرت سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے یہ فیصلہ کیا کہ ان کے مرد قتل کیے جائیں۔ عورتیں اور بچے گرفتار کر لئے جائیں اور ان کا مال و اسباب غنیمت سمجھا جائے۔ اس پر آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''قَضَیۡتَ بِحُکۡمِ اللّٰہِ'' تو نے اللّٰہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔ (استثناء باب ٢٠ آیت ١٠)

چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ مردوں کی تعداد چھ سو یا سات سو تھی۔ اسی سال رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نکاح حضرت زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہَا سے ہوا۔ جن کا قصہ قرآن کریم میں مذکور ہے۔

---

1 ...... کفار کا بڑے زور شور سے مدینہ پر حملہ کرنا، مخلصوں کا ثابت قدم رہنا اور منافقوں سے کلمات نفاق کا سرزد ہونا اور طوفان باد سے لشکر کفار کا برباد ہونا یہ سب کچھ سورۂ اَحزاب میں مذکور ہے۔ ١٢ منہ
2 ...... جھکڑ، آندھی۔
3 ...... خیموں کی رسیاں۔
4 ...... محاصرہ کی مدت طویل ہو جانے کے سبب سے۔
5 ...... خوراک، کھانے کا سامان۔
6 ...... بازو کی ایک رگ جس کی فصد کی جاتی ہے۔
7 ...... عہد توڑ کر۔
8 ...... فیصلہ کرنے والا۔

ہجرت کا چھٹا سال

بیعت رِضوان اور صلح حدیبیہ

ماہ جمادی الاُولیٰ میں غزوۂ بنی لِحیان پیش آیا مگر مقابلہ نہ ہوا۔ ماہ ذیقعد میں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک ہزار چار سو صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم کے ساتھ مدینہ منورہ سے عمرہ کے ارادہ سے نکلے، حضرت ام سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا ساتھ تھیں۔ جب آپ ذُوالحُلَیفہ میں پہنچے جو اہل مَدینہ کا میقات ہے، آپ نے عمرہ کا احرام باندھا اور قربانیوں کو تقلید و اِشعار[1] کیا۔ یہاں سے آپ نے حضرت بُسْر بن سُفیان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو قریش کی طرف بطور جاسوس بھیجا۔ جب آپ عُسْفان کے قریب غدیر اَشْطاط میں پہنچے تو آپ کا جاسوس خبر لایا کہ قریش حُلَفاء[2] سمیت مکہ سے باہر مقام بَلْدَح میں جمع ہیں اور آمادہ ہیں کہ آپ کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیں یہ سن کر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے اصحاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم سے مشورہ کیا کہ حُلَفاء کے اہل وعیال کو گرفتار کیا جائے تاکہ اگر وہ ان کی مدد کو آئیں تو ہمیں تنہا قریش سے مقابلہ کرنا پڑے۔

حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ بیت اللّٰہ کے قصد سے نکلے ہیں آپ کا ارادہ کسی سے لڑائی کا نہیں آپ بیت اللّٰہ کا رخ کریں جو ہمیں اس سے روکے گا ہم اس سے لڑیں گے۔'' آپ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ جب آپ حدیبیہ کے قریب ثنیۃ المرار[3] میں پہنچے جہاں سے اُتر کر قریش کے پاس پہنچ جاتے، تو آپ کی ناقہ قَصْوَاء بیٹھ گئی ہر چند اٹھانے کی کوشش کی گئی مگر نہ اٹھی آپ نے فرمایا: ''قصواء نہیں رکی اور نہ رکنا اس کی عادت ہے بلکہ خدائے حابس الفیل[4] نے اسے روک لیا ہے۔ قسم ہے اس ذات

---

1 ......قربانی کے جانوروں کی گردن میں کوئی شے بطور علامت ڈالنا جس سے معلوم ہو کہ یہ قربانی کے لیے ہیں۔

2 ......حلیفوں یعنی مددگاروں سمیت۔

3 ......سیرتِ رسولِ عربی کے بعض نسخوں میں یہاں ''ثنیۃ المرا'' اور بعض میں ''ثنیۃ المرہ'' لکھا ہے لیکن مواھب لدنیۃ، سیرۃ ابن ھشام، مسند احمد بن حنبل اور دیگر کتب میں '' ثَنِیَّۃُ الْمرار '' ہے لہٰذا اسے کتابت کی غلطی پر محمول کرتے ہوئے ہم نے یہاں '' ثَنِیَّۃُ الْمرار '' لکھا ہے۔ واللّٰہ تعالٰی اعلم۔ علمیہ

4 ......قصۂ اصحاب فیل کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی اللّٰہ تعالٰی نے فیل کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا تھا تاکہ جان ومال کا نقصان اور بیت=

کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے،قریش مجھ سے کسی ایسی حاجت کا سوال نہ کریں گے جس سے وہ حُرُمَاتُ اللّٰہ[1] کی تعظیم کریں مگر میں وہ انہیں عطا کردوں گا۔''اس کے بعد آپ نے قصواء کو جھڑک دیا اور وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور آپ مڑ کر حدیبیہ[2] کی پَرلی طرف[3] ایک کوئیں پر اترے جس میں پانی کم تھا۔موسم گرما تھا پانی جلدی ختم ہوگیا اور آپ کی خدمت اقدس میں پیاس کی شکایت آئی۔آپ نے پانی کی ایک کُلّی کوئیں میں ڈال دی جس سے پانی بکثرت ہوگیا اور چھاگل[4] میں اپنا دست مبارک رکھ دیا تو آپ کی انگلیوں سے چشموں کی طرح پانی نکلنے لگا۔ان دونوں معجزوں کا ذکر اس کتاب میں آگے آئے گا۔

اسی اَثناء میں بُدَیل[5] بن وَرْقاء خُزاعی اپنی قوم کے چند اشخاص کے ساتھ خدمت اقدس میں حاضر ہوا کہنے لگا کہ قبائل کَعْب بن لُؤی اور عامر بن لُؤی حُدَیبیہ کے آبِ کثیر پر اترے ہوئے ہیں اور ان کے ساتھ دُودھیل[6] اونٹنیاں اور عورتیں بچوں سمیت ہیں۔رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جواب دیا:''ہم کسی سے لڑنے نہیں آئے بلکہ صرف عمرہ کے ارادہ سے آئے ہیں۔لڑائی نے قریش کو کمزور کردیا ہے اور نقصان پہنچایا ہے اگر وہ چاہیں تو ہم ایک مدت کے لئے ان سے جنگ کا اِلتواء[7] کردیتے ہیں باقی لوگوں سے ہم خود سمجھ لیں گے۔اگر میں غالب آجاؤں اور بصورت غلبہ وہ میری اطاعت میں آنا چاہیں تو ایسا کرسکتے ہیں اگر انہوں نے انکار کردیا تو قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں ان سے ضرور لڑتا رہوں گا یہاں تک کہ میں اکیلا رہ جاؤں اللّٰہ تعالیٰ اپنے دین کی ضرور مدد کرے گا۔''بُدَیل نے عرض کیا کہ میں آپ کا یہ ارشاد ان تک پہنچادوں گا۔چنانچہ وہ قریش میں آکر کہنے لگا کہ میں اس مرد (رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا قول سن آیا ہوں اگر چاہو تو گزارش کردوں۔ان میں سے ایک نادان بولا کہ ہم اس کی کسی

=اللّٰہ کی بے حرمتی نہ ہو اور اس کے حبیب پاک پر غلامی کا دھبہ نہ لگے اسی قسم کے امور کے لئے خدا تعالیٰ نے قصواء کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا۔۱۲منہ

1 ......اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی عظمت والی اشیاء۔
2 ......حدیبیہ مکہ سے ۹ میل کے فاصلہ پر ہے۔۱۲منہ
3 ......دوسری طرف۔
4 ......مٹی کا وہ برتن جس میں مسافر پانی بھر کر رکھتے ہیں۔
5 ......بدیل مذکور فتح مکہ کے دن ایمان لایا۔قبیلہ خزاعہ نے زمانہ جاہلیت میں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دادا عبد المطلب کے عہد سے موالات کیا تھا اسی کی رو سے بدیل کا اس موقع پر خدمت اقدس میں حاضر ہونا بغرض خیر خواہی تھا۔۱۲منہ
6 ......بہت دودھ دینے والی۔
7 ......جنگ کو ملتوی۔

بات کے سننے کے لئے تیار نہیں۔ایک صاحب الرائے[1] نے کہا کہ بیان کیجئے جو اس سے سن آئے ہو۔اس پر بدیل نے بیان کردیا۔عُروَہ بن مسعود نے اٹھ کر کہا کہ اس نے ایک نیک امر پیش کیا ہے وہ قبول کرلو اور مجھے اس کے پاس جانے دو۔چنانچہ عروہ خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور بدیل کی طرح کلام کیا اور وہی جواب پایا۔عروہ نے یہ الفاظ (میں ان سے ضرور لڑتا رہوں گا) سن کر عرض کیا: ''اے محمد! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) بتایئے اگر آپ نے اپنی قوم کو بالکل ہلاک کردیا۔کیا آپ نے عرب میں کسی کی بابت سنا ہے کہ اس نے آپ سے پہلے اپنے اہل کو ہلاک کردیا ہو۔اور اگر قریش غالب آگئے تو آپ ان سے امن میں نہ رہیں گے کیونکہ اللّٰہ کی قسم! میں سردار (مکہ) ہوں اور اَخلاط کو دیکھتا ہوں جو اس لائق ہیں کہ آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں[2]۔'' حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے یہ سن کر کہا: ''امصص بظر اللات[3] کیا ہم آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے!'' اس پر عروہ بولا کہ یہ کون ہے؟ جواب ملا: ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ۔ پس وہ حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے یوں مخاطب ہوا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر مجھ پر تیرا احسان[4] نہ ہوتا جس کا بدلہ میں نے نہیں دیا تو میں تجھے جواب دیتا۔'' پھر عروہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف متوجہ ہوا۔جب وہ آپ سے کلام کرتا تو (حسب عادتِ عرب) آپ کی رِیش مبارک[5] کو چھوتا۔اس وقت مُغیرہ بن شعبہ خُود سر پر تلوار ہاتھ میں لئے آپ کے سر مبارک پر کھڑے تھے۔جب عروہ اپنے ہاتھ ریش مبارک کی طرف بڑھاتا تو مغیرہ بغرض تعظیم نیام شمشیر اس کے ہاتھ پر مارتے اور کہتے کہ ریش مبارک سے ہاتھ ہٹاؤ۔عروہ نے آنکھ اٹھا کر پوچھا کہ یہ کون ہے؟ جواب ملا کہ (تیرا بھتیجا) مغیرہ بن شعبہ۔عروہ نے یہ سن کر کہا: او بیوفا! کیا میں تیری دیت[6]

---

1 ......اچھا مشورہ دینے والا، عقل مند۔

2 ......اَخلاط جمع ہے خلط کی یعنی ملے ہوئے مراد یہ کہ آپ کے اصحاب میں ایسے بھی ہیں جو وقت پڑنے پر آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔

3 ......عربی میں ''امصص بظر الام'' گالی ہے حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بجائے ام کے لات کہہ دیا۔اس میں عروہ اور اس کے معبود کی تحقیر ہے۔وہ لات کو خدا کی بیٹی کہا کرتے تھے،لہٰذا عروہ پر چوٹ ہے کہ لات اگر خدا کی بیٹی ہے تو اس کے لئے وہ چاہیے جو عورتوں میں ہے۔۱۲منہ

4 ......ایک دفعہ عروہ کو دِیَت دینی پڑی تھی اس میں حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عروہ کو مدد دی تھی یہ اس کی طرف اشارہ ہے۔۱۲منہ

5 ......داڑھی مبارک۔

6 ......مغیرہ اور ثقیف کے تیرہ آدمی تحائف لے کر مُقَوْقِس والی مصر کے ہاں گئے تھے جو انعام ملا وہ تیرہ نے لے لیا اور مغیرہ کو کچھ نہ دیا=

میں کوشش نہ کرتا تھا؟ پھر عروہ اصحاب نبی کی طرف دیکھتا رہا۔ اس نے واپس جا کر اپنی قوم سے صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُم کے اوصاف بیان کیے اور کہا کہ ایک نیک امر جو پیش کیا جارہا ہے اسے قبول کرلو۔ پھر حُلَیس بن علقمہ خدمت اَقدس میں حاضر ہوا اس نے بھی واپس جا کر کہا کہ میری رائے ہے کہ مسلمانوں کو بیت اللہ سے نہ روکا جائے۔ حُلَیس کے بعد مِکرَز آیا وہ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کلام کر ہی رہا تھا کہ خطیب قریش سہیل بن عمرو قریشی عامری حاضر ہوا آپ نے بطریقِ تفاؤل[1] فرمایا کہ اب تمہارا کام کچھ سہل[2] ہوگیا۔ گفتگوئے صلح کے بعد قرار پایا کہ دس سال تک لڑائی بند رہے۔ سہیل نے عرض کیا کہ معاہدہ تحریر میں آجائے۔ پس نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کاتب یعنی حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کو طلب فرمایا۔

رسول اللہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) (علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ سے): لکھ! "بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ"

سہیل: "الرحمن" میں نہیں جانتا کیا ہے بلکہ لکھ بِاسۡمِکَ اللّٰھُمَّ جیسا کہ تو پہلے لکھا کرتا تھا۔

صحابہ حاضرین: اللہ کی قسم! بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کے سوا اور نہ لکھ۔

رسول اللہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم): لکھ![3] بِاسۡمِکَ اللّٰھُمَّ (بعد تعمیل) لکھ! ھٰذا ما قاضٰی علیہ محمد رسول اللہ۔

سہیل: (بعد کتابت) اللہ کی قسم! اگر ہم جانتے کہ تو اللہ کا رسول ہے تو تجھے بیت اللہ سے منع نہ کرتے اور نہ تجھ سے لڑائی کرتے (علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ سے) بلکہ لکھ محمد بن عبداللہ اور لفظ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو مٹادے۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم (سہیل سے): اللہ کی قسم! میں بیشک اللہ کا رسول ہوں اگر تم میری تکذیب

واپسی پر راستے میں وہ تیرہ شراب پی کر سو گئے۔ مغیرہ نے سب کو قتل کر دیا اور مال لے کر مدینہ میں حاضر ہوا اور اسلام لایا۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ تیرا اسلام ہم قبول کرتے ہیں مگر مال میں دخل نہیں دیتے۔ اس پر فریقین میں لڑائی ہوئی۔ عروہ نے دیت دے کر ثقیف سے صلح کر لی۔ ۱۲ منہ

1 ......اچھی فال لینے کے طور پر۔ 2 ......آسان۔

3 ......رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سہیل سے جو موافقت کی اس میں بڑی مصلحت تھی جو صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُم کو اس وقت معلوم نہ ہوئی۔ یہ حقیقت میں بڑی فتح تھی۔ یہی سہیل حجۃ الوداع میں حاضر ہے حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قربانی دینے کے بعد اپنا سر مبارک منڈا رہے ہیں اور سہیل آپ کے بال مبارک لے کر اپنی آنکھوں پر رکھ رہا ہے۔ علاوہ ازیں باسمک اللّٰھم اور بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کے ایک ہی معنی ہیں۔ ۱۲ منہ

کررہے ہو (تو اس سے میری رسالت میں فرق نہیں آتا) (علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے) اسے مٹادو!

حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ: میں اسے نہیں مٹاؤں گا۔

رسول اللہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم): مجھے اس لفظ کی جگہ بتاؤ۔

(حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بتادیتے ہیں اور حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لفظ رسول **اللہ** کو مٹا کر علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے اس کی جگہ محمد بن عبد **اللہ** لکھواتے ہیں) آگے لکھ! شرط یہ ہے کہ قریش ہمارے واسطے بیت **اللہ** کا راستہ چھوڑ دیں گے اور ہم اس کا طواف کریں گے۔

سہیل: اللہ کی قسم! ہم نہ چھوڑیں گے۔ عرب یہ کہیں گے کہ دباؤ ڈال کر ہمیں اس پر راضی کیا گیا ہے، ہاں آئندہ سال ایسا ہو جائے گا۔ (چنانچہ ایسا ہی لکھا گیا) دیگر شرط یہ[1] ہے کہ ہم میں سے جو کوئی آپ کے پاس آئے خواہ وہ آپ کے دین پر ہو آپ اسے ہماری طرف واپس کردیں گے۔

صحابہ حاضرین: (متعجب ہوکر) سبحان اللہ! جو مسلمان ہو کر آئے وہ مشرکین کی طرف کس طرح واپس کیا جائے گا؟

(اسی اَثناء میں سہیل کا بیٹا ابو جَنْدَل پابزنجیر[2] اَسفل مکہ سے (قید خانہ میں سے نکل کر) یہاں آجاتا ہے اور اپنے تئیں[3] مسلمانوں کے حوالہ کرتا ہے۔)

سہیل: یا محمد! پہلے میں اسی پر آپ سے مُحاکَمہ کرتا ہوں[4] کہ آپ اسے میرے حوالہ کردیں۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: ہم ابھی صلح نامہ کی کتابت سے فارغ نہیں ہوئے۔

سہیل: اللہ کی قسم! تب میں بھی آپ سے کبھی کسی بات پر مصالحت نہ کروں گا۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: اسے میرے پاس رہنے دو۔

سہیل: میں آپ کو اس کی اجازت نہیں دیتا۔

---

1 ......اس شرط میں بھی موافقت بناء بر مصلحت تھی اور وہ اس صلح کے ثمرات وفوائد تھے اس سے کفار کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حالات سننے اور دیکھنے کا موقع مل گیا اور وہ اسلام کی طرف مائل ہوگئے۔ چنانچہ حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیان کچھ لوگ اسلام لائے مگر فتح مکہ کے بعد گروہ درگروہ اسلام میں داخل ہوئے۔ ۱۲ منہ

2 ......پاؤں میں زنجیر سمیت۔ 3 ......اپنے آپ کو۔ 4 ......یعنی اسی صلح نامہ کے تحت فیصلہ کا طلب گار ہوں۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: ہاں اجازت دے دو۔

سہیل: میں ایسا نہیں کرنے کا۔

مِکرز: (سہیل سے) ہم نے تیرے واسطے اجازت دے دی۔

ابو جَندَل: اے مَعْشَرِ مسلمین![1] میں مسلمان ہو کر مشرکین کے حوالہ کیا جارہا ہوں کیا تم میری تکلیف نہیں دیکھتے ہو۔

رسول اللہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم): ابو جندل! صبر کر اور ثواب کی امید رکھ ہم عہد نہیں توڑتے **اللہ** تیرے واسطے خلاصی کی کوئی سبیل پیدا کر دے گا۔ (یہ سن کر حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اٹھ کر ابو جَندل کے ساتھ ہو لئے اور کہہ رہے تھے وہ تو مشرکین ہیں کسی مشرک کو قتل کرنا ایسا ہے جیسا کسی کتے کو قتل کر ڈالا۔)

ابن سعد اور بیہقی وغیرہ نے لکھا ہے کہ رسول **اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب حدیبیہ میں پہنچے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے قریش کو اپنے ارادے سے مطلع کرنے کے لئے حضرت خِراش بن اُمَیَّہ خزاعی[2] کو اپنے اونٹ پر سوار کر کے ان کی طرف بھیجا۔ عکرمہ بن ابو جہل نے اس اونٹ کی کونچیں کاٹ دیں اور خراش کو قتل کرنے لگے مگر اَحابیش[3] اور اَحلاف نے روک دیا۔ خراش نے خدمت اقدس میں واپس آکر یہ ماجرا کہہ سنایا۔ حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو ایک خط دے کر اَشرافِ قریش کی طرف بھیجا اور فرمایا کہ مکہ میں کمزور مسلمانوں کو عنقریب فتح کی بشارت دینا۔ حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے قریش کو مقام بَلْدَح میں دیکھا کہ مسلمانوں کو مکہ سے روکنے پر متفق ہیں۔

اَبان بن سعید اُمَوِی نے جو اب تک ایمان نہ لائے تھے حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو پناہ دی اور اپنے ساتھ گھوڑے پر سوار کر کے مکہ میں لے آئے۔ حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اشراف قریش کو رسول **اللہ** صَلَّی

---

1 ......اے مسلمانوں کے گروہ۔

2 ......سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں یہاں "فراش بن امیہ" لکھا ہے یہ کتابت کی غلطی ہے کیونکہ طبقات ابن سعد، مسند احمد بن حنبل اور دیگر کتب میں "خِرَاش بن اُمَیَّہ" ہے لہٰذا ہم نے یہی لکھا ہے۔ علمیہ

3 ......احابیش وہ قریشی جنہوں نے حبشی عورتوں سے نکاح کیے یا پھر جبل حبشہ کے پاس آپس میں عہد و پیمان کرنے کی وجہ سے احابیش کہلائے۔ علمیہ

اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا پیغام پہنچایا اور نامہ مبارک پڑھ کر ایک ایک کو سنایا مگر وہ روبراہ[1] نہ ہوئے۔ جب صلح نامہ مکمل ہو گیا اور وہ اس کے نفاذ کے منتظر تھے تو فریقین کے ایک شخص نے دوسرے فریق کے ایک شخص پر پتھر یا تیر مارا اس سے لڑائی چھڑ گئی۔ اس لئے فریقین نے فریق مخالف کے آدمیوں کو بطور یرغمال اپنے پاس روک لیا۔ چنانچہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سُہَیل بن عَمرو کو اور مشرکین نے حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو (مع دس اور کے) زیرحراست رکھا۔ اس اَثناء میں یہ غلط خبر اڑی کہ حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ مکہ میں قتل کردیئے گئے۔ اس لئے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ببول کے درخت کے نیچے مسلمانوں سے موت پر بیعت لی جس کا ذکر کتاب اللّٰہ میں ہے، اس کو بیعت الرضوان کہتے ہیں۔ حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ چونکہ مکہ میں تھے اس لئے حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر مار کر ان کو بیعت کے شرف میں شامل کیا۔ جیسا کہ اس کتاب میں دوسری جگہ بالتفصیل مذکور ہے۔ جب قریش کو اس بیعت کی خبر پہنچی تو وہ ڈر گئے اور مَعذِرَت کرکے صلح کرلی اور طرفین کے اصحاب چھوڑ دیئے گئے۔

جب صلح سے فارغ ہوئے تو رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے اصحاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم سے فرمایا کہ اُٹھو! قربانیاں دو اور سر منڈاؤ!۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تین بار ایسا فرمایا مگر کوئی نہ اٹھا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرتِ اُمِ سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے یہ تذکرہ کیا تو ان کی تدبیر سے یہ مشکل حل ہو گئی جیسا کہ آگے آئے گا۔

جب رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حدیبیہ سے مدینہ میں واپس تشریف لائے تو ابو جَنْدل کی طرح ابو بَصیر ثَقَفی حلیف بنی زُہرہ مکہ سے بھاگ کر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ قریش نے دو شخص اس کے تعاقب میں بھیجے۔ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے حسب معاہدہ ابو بَصیر کو ان دونوں کے حوالہ کردیا۔ جب وہ ذُوالحُلَیْفہ میں پہنچے تو ابو بَصیر نے ان میں سے ایک سے دیکھنے کے بہانہ سے تلوار لی اور اس کا کام تمام کردیا۔ دوسرا بھاگ کر خدمت اقدس میں آیا ابو بَصیر بھی اس کے پیچھے آپہنچا اور آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کیا کہ آپ کا وعدہ پورا ہو چکا۔

---

1 ...... آمادہ۔

آپ نے فرمایا: پورا نہیں ہوا تو جہاں چاہتا ہے چلا جا۔ اس لئے ابوبَصیر ساحل بحر پر چلا گیا۔ ابوجَنْدل بھی بھاگ کے ذومرہ کے قریب ابوبَصیر سے آملا اور رفتہ رفتہ ایک جماعت ان کے ساتھ ہوگئی۔

ابوجَنْدل نے قریش کا شامی راستہ روک لیا۔ قریش تنگ آکر حضور رحمت دو عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے طالب رحم ہوئے اور واپسی کی شرط بھی اُڑا دی۔ پس حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ابوبَصیر وابوجَنْدل کے نام ایک نامہ بھیجا۔ ابوبَصیر اس وقت قریب الموت تھا وہ نامہ مبارک اس کے ہاتھ ہی میں تھا کہ انتقال کر گیا اور ابوجَنْدل ساتھیوں سمیت مدینہ میں حاضر خدمت اقدس ہوگیا اور مدینہ ہی میں رہا یہاں تک کہ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے عہد میں ملک شام میں شہید ہوگیا۔[1] رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ اَجْمَعِیْن۔

اذان کا جواب دینے والا جنّتی ہو گیا

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب جن کا بظاہر کوئی بہت بڑا نیک عمل نہ تھا، وہ فوت ہوگئے تو رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صَحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ اَجْمَعِیْن کی موجودگی میں فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللّٰہ تعالٰی نے اسے جنت میں داخل کر دیا ہے۔ اس پر لوگ مُتَعَجِّب ہوئے کیونکہ بظاہر ان کا کوئی بڑا عمل نہ تھا۔ چُنانچہ ایک صَحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اُن کے گھر گئے اور ان کی بیوہ سے پوچھا کہ اُن کا کوئی خاص عمل ہمیں بتایئے، تو اُنہوں نے جواب دیا: اور تو کوئی خاص بڑا عمل مجھے معلوم نہیں، صِرف اتنا جانتی ہوں کہ دن ہو یا رات، جب بھی وہ اذان سنتے تو جواب ضَرور دیتے تھے۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر، ج ٤٠، ص ٤١٢۔٤١٣ ملخصاً) اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی اُن پر رحمت ہو اور اُن کے صَدْقے ہماری مغفرت ہو۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جب اذان شُروع ہو تو باتیں اور دیگر کام کاج موقوف کر کے اس کا جواب دینا چاہئے۔ ہاں اگر مسجِد کی طرف جا رہا ہے یا وُضو کر رہا ہے تو چلتے چلتے اور وُضو کرتے کرتے جواب دے سکتا ہے۔ جب پے در پے اذانوں کی آوازیں آرہی ہوں تو پہلی اذان کا جواب دے دینا کافی ہے، اگر سب اذانوں کا جواب دے تو بہتر ہے۔

اذان وجوابِ اذان کے تفصیلی اَحکامات کی معلومات کیلئے مکتبۃ المدینہ کا مطبوعہ رسالہ فیضانِ اذان (32 صَفْحات) ضرور مُلاحظہ فرمایئے۔

---

[1] ......حالات مذکورہ کے لئے دیکھو زرقانی علی المواہب۔......(المواھب اللدنیة وشرح الزرقانی، امر الحدیبیة، ج۳، ص ۱۷۰۔ ۲۲٦ ملخصاً وغزوة المریسیع، ص ۳-۱٦ و غزوة الخندق...الخ، ص ۱۷-٦٤ و غزوة بنی قریظة، ص ٦٥-۱۰۰، سبل الھدی والرشاد، غزوة دومة الجندل، ج٤، ص ۳٤۲۔ علمیه)

ہجرت کا ساتواں سال

والیانِ ملک کو دعوتِ اسلام

جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم (ذی الحجہ ٦ ھ میں) حدیبیہ سے واپس تشریف لائے تو آپ نے شروع ٧ ھ میں والیانِ ملک [1] کو دعوت اسلام کے خطوط اِرسال فرمائے جن کا ذکر کسی قدر تفصیل سے یہاں درج کیا جاتا ہے:

﴿١﴾...... جو نامہ مبارک قیصر روم کے نام لکھا گیا اس کے الفاظ یہ تھے:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ من محمد عبد اللّٰہ و رسوله الٰی هِرَقْلَ عظیم الروم سلام علٰی من اتبع الهدٰی امّا بعد فانی ادعوك بدعایة الاسلام اسلم تسلم یؤتك اللّٰہ اجرك مرتین فان تولیت فان علیك اثم الاریسین ویٰاهل الکتٰب تعالوا الٰی کلمة سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللّٰہ ولا نشرك به شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضًا اربابًا من دون اللّٰہ فان تولّوا فقولوا اشهدوا بانا مسلمون۔ (اللہ رسول محمد)

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ اللہ کے بندے اور رسول محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی طرف سے ہِرَقْل امیر رُوم کے نام۔ سلام اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ اما بعد میں تجھ کو دعوتِ اسلام کی طرف بلاتا ہوں تو اسلام لا، سلامت رہے گا، خدا تجھ کو دوہرا ثواب دیگا۔ اگر تو نے روگردانی کی تو تیری رعایا کا گناہ تجھ پر ہوگا۔ اور اے اہل کتاب! آؤ ایسی بات

[1] ...... مختلف ممالک کے بادشاہ۔

کی طرف جو ہم میں اور تم میں یکساں ہے کہ ہم خدا کے سوا کسی کی پوجا نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی اللہ کو چھوڑ کر دوسرے کو خدا نہ بنائے۔ اگر وہ نہیں مانتے تو کہہ دو: تم گواہ رہو کہ ہم ماننے والے ہیں۔ (محمد رسول اللہ)

رومیوں اور ایرانیوں میں دیر سے لڑائی چلی آتی تھی۔ ایرانیوں نے ملک شام فتح کرلیا تھا۔ ہرقل کی یہ حالت ہوگئی تھی کہ اسے اپنے پایۂ تخت[1] قُسْطَنْطِنِیہ پر ایرانی حملہ کا اندیشہ ہوگیا تھا۔ اس حالت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں خبر دی کہ رومی جو شام میں مغلوب ہوگئے ہیں چند سال میں وہ ایرانیوں پر غالب آئیں گے۔ یہ پیشین گوئی صلح حدیبیہ سے نو سال پیشتر ہوئی تھی اور حرف بحرف پوری ہوئی۔ چنانچہ حدیبیہ کے دن مسلمانوں کو رومیوں کی فتح کی خبر پہنچی۔ ہرقل اس فتح کے شکرانے کے لئے حِمص سے بیت المقدس میں پیادہ گیا۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا نامہ مبارک حضرت دِحْیہ بن خلیفہ کلبی کے ہاتھ روانہ کیا تھا۔ حضرت دَحیہ نے وہ خط ہرقل کے گورنر شام حارث غَسَّانی کو بصرے میں دے دیا۔ اس نے قیصر کے پاس بیت المقدس میں بھیج دیا۔ قیصر نے حکم دیا کہ اس مدعی نبوت کی قوم کا کوئی آدمی یہاں ملے تو لاؤ۔ اتفاق یہ کہ ابوسفیان جو اس وقت تک ایمان نہ لائے تھے، تاجران قریش کے ساتھ غَزَّہ[2] میں آئے ہوئے تھے۔ قیصر کا قاصد ان سب کو بیت المقدس میں لے گیا۔ ابوسفیان[3] کا بیان ہے کہ جب ہم کو قیصر کے پاس لے گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ تاج پہنے ہوئے دربار میں تخت پر بیٹھا ہے اور اس کے گرداگرد[4] اُمرائے روم ہیں۔ اس نے اپنے ترجمان سے کہا کہ ان (قریشیوں) سے پوچھو کہ تم میں بلحاظ نسب اس مدعی نبوت سے کون اَقرب[5] ہے؟ (قول ابوسفیان) میں نے کہا کہ میں اقرب ہوں۔ قیصر نے رشتہ دریافت کیا۔ میں نے کہا: وہ میرا چچیرا بھائی ہے۔ قافلہ میں اس وقت عبد مناف کی اولاد میں میرے سوا کوئی نہ تھا۔ قیصر کے حکم سے مجھے نزدیک بلایا گیا اور میرے ساتھیوں کو میری پیٹھ پیچھے بٹھایا گیا۔ پھر قیصر نے اپنے ترجمان سے کہا کہ اس کے ساتھیوں سے کہہ دو کہ میں اس (ابوسفیان) سے اس مدعی نبوت کا حال دریافت کرتا ہوں۔ اگر یہ جھوٹ بولے تو کہہ دینا کہ یہ جھوٹ بولتا ہے۔ ابوسفیان کا قول ہے کہ اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ میرے ساتھی میرا جھوٹ اوروں سے نقل کیا کریں گے تو میں اس کا حال بیان کرنے میں جھوٹ بولتا مگر اس ڈر سے میں

---

1 ......دارالحکومت۔

2 ......یہ شہر اقصائے شام میں مصر کی طرف واقع ہے۔۱۲منہ

3 ......صحیح بخاری، کتاب العلم وکتاب الجہاد۔

4 ......اِردگرد۔

5 ......زیادہ قریبی۔

سچ ہی بولا۔ اس کے بعد قیصر و ابوسفیان میں بذریعہ ترجمان یہ گفتگو ہوئی:

قیصر:......اس مدعی نبوت کا نسب تم میں کیسا ہے؟

ابوسفیان:......وہ شریف النسب ہے۔

قیصر:......کیا اس سے پہلے تم میں سے کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟

ابوسفیان:......نہیں۔

قیصر:......کیا اس کے خاندان میں کوئی بادشاہ گزرا ہے؟

ابوسفیان:......نہیں۔

قیصر:......اس کے پیرو اکابر ہیں یا کمزور لوگ؟

ابوسفیان:......کمزور لوگ ہیں۔

قیصر:......اس کے پیرو زیادہ ہو رہے ہیں یا کم ہوتے جا رہے ہیں؟

ابوسفیان:......زیادہ ہو رہے ہیں۔

قیصر:......کیا اس کے پیرووں میں سے کوئی اس کے دین سے ناخوش ہو کر اس دین سے پھر بھی جاتا ہے؟

ابوسفیان:......نہیں۔

قیصر:......کیا دعوائے نبوت سے پہلے تمہیں اس پر جھوٹ بولنے کا گمان ہوا ہے؟

ابوسفیان:......نہیں۔

قیصر:......کیا وہ عہد شکنی کرتا ہے؟

ابوسفیان:......نہیں۔ لیکن اب جو ہمارا اس کے ساتھ معاہدہ صلح ہے، دیکھئے اس میں کیا کرتا ہے۔

قیصر:......کیا تم نے کبھی اس سے جنگ بھی کی؟

ابوسفیان:......ہاں۔

قیصر:......جنگ کا نتیجہ کیا رہا؟

ابوسفیان:......کبھی ہم غالب رہے اور کبھی وہ۔

قیصر:......وہ تمہیں کیا تعلیم دیتا ہے؟

ابوسفیان:......کہتا ہے کہ ایک خدا کی عبادت کرو، خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، تمہارے آباء واجداد جو کچھ کہتے ہیں وہ چھوڑ دو، نماز پڑھو، سچ بولو، پاک دامن رہو، صلۂ رحم کرو۔

اس گفتگو کے بعد قیصر نے ترجمان کی وَساطت سے ابوسفیان سے کہا کہ تم نے اس کو شریف النسب بتایا، پیغمبر اپنی قوم کے اَشراف میں مبعوث ہوا کرتے ہیں۔ تم نے کہا کہ ہم میں سے کسی نے اس سے پہلے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھ لیتا کہ اس نے پہلے کے قول کا اقتداء کیا ہے۔ تم نے کہا کہ اس کے خاندان میں کوئی بادشاہ نہیں گزرا۔ اگر ایسا ہوتا تو میں خیال کرتا کہ وہ اپنے آبائی ملک کا طالب ہے۔ تم نے کہا کہ دعویٰ نبوت سے پہلے وہ کبھی مُتَّہم بالکِذب نہیں ہوا۔[1] اس سے میں نے پہچان لیا کہ ایسا نہیں ہوسکتا کہ وہ لوگوں پر تو جھوٹ نہ باندھے اور خدا پر جھوٹ باندھے۔ تم نے بتایا کہ کمزور لوگ اس کے پیرو ہیں۔ پیغمبروں کے پیرو (غالبًا) کمزور لوگ ہی ہوا کرتے ہیں۔ تم نے ذکر کیا کہ اس کے پیرو زیادہ ہو رہے ہیں۔ دین وایمان کا یہی حال ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ تمام وکامل ہو جاتا ہے۔ تم نے بتایا کہ اس کے پیرووں میں سے کوئی مرتد[2] نہیں ہوتا۔ ایمان کا یہی حال ہے کہ جب اس کی بشاشت ولذت دل میں سرایت کر جاتی ہے تو وہ دل سے نہیں نکلتا۔ تم نے کہا کہ وہ عہد شکنی نہیں کرتا۔ پیغمبر عہد نہیں توڑا کرتے۔ تم نے بیان کیا کہ جنگ میں کبھی ہم غالب رہتے ہیں اور کبھی وہ۔ پیغمبروں کا یہی حال ہوتا ہے کہ اعدائے دین کے سبب ان کو اِبْتِلاء[3] ہوا کرتا ہے مگر آخر کار فتح پیغمبروں ہی کو ہوتی ہے۔ تم نے اس کی تعلیمات بیان کیں۔ اگر تم سچ کہتے ہو تو میرے قدم گاہ تک اس کا قبضہ ہو جائے گا۔ میں جانتا تھا کہ وہ آنے والا ہے مگر مجھے یہ خیال نہ تھا کہ وہ تم میں سے ہوگا۔ اگر مجھے یقین ہوتا کہ اس تک پہنچ جاؤں گا تو میں اس کی خدمت میں حاضر ہونے کی تکلیف گوارا کرتا اور اگر میں اس کے پاس ہوتا تو اس کے پاؤں دھوتا۔ اس کے بعد رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نامہ مبارک پڑھا گیا۔ اسے سن کر اُمرائے روم نے بڑا شور و شَغَب برپا کیا ابوسفیان اور اس کے ہمراہی رخصت کر دیئے گئے۔

---

1 ......جھوٹ کی تہمت نہیں لگائی گئی۔ 2 ......ایمان لانے کے بعد پھر جانا۔ 3 ......آزمائش، امتحان۔

قیصر حِمص[1] میں چلا آیا اور امرائے روم کو قصر شاہی میں جمع کر کے حکم دیا کہ دروازے بند کر دیئے جائیں۔ پھر یوں خطاب کیا: ”اے گروہ روم! اگر تم فلاح و رُشد کے طالب ہو اور چاہتے ہو کہ تمہارا ملک برقرار رہے تو اس نبی پر ایمان لاؤ۔ یہ سن کر وہ خَرانِ وَحشی کی طرح[2] دروازوں کی طرف بھاگے مگر ان کو بند پایا۔ جب ہرقل نے ان کی نفرت دیکھی اور ان کے ایمان سے مایوس ہو گیا تو کہا کہ ان کو میرے پاس لاؤ اور ان سے یوں خطاب کیا کہ میں تمہیں آزماتا تھا کہ تم اپنے دین میں کیسے مستحکم ہو، سو میں نے تم کو مستحکم پایا۔ یہ سن کر انہوں نے قیصر کو سجدہ کیا اور اس سے خوش ہو گئے۔[3]

﴿۲﴾ ......خسرو پرویز بن ہُرمُز بن نوشیرواں شاہِ ایران کو یوں[4] لکھا گیا:

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللّٰہ الی
کسریٰ عظیم فارس سلام علی من اتبع الھدیٰ
و اٰمن باللّٰہ و رسولہ و شھد ان لا الہ الا اللّٰہ وحدہ
لا شریک لہ و ان محمدا عبدہ و رسولہ ادعوک
بدعایة اللّٰہ عز وجل فانی رسول اللّٰہ الی الناس کلھم
لینذر من کان حیًّا و یحقّ القول علی الکفرین
اسلم تسلم فان تولیت فعلیک اثم المجوس. (اللّٰہ رسول محمد)

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ اللّٰہ کے رسول محمد کی طرف سے کسریٰ امیر فارس کے نام۔ سلام اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی اور اللّٰہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا اور گواہی دی کہ کوئی معبود بحق نہیں مگر خدا ایک جس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد اس کا بندہ اور رسول ہے۔ میں تجھے دعوت خدائے عَزَّوَجَلَّ کی طرف بلاتا ہوں کیونکہ میں تمام لوگوں کی طرف خدا کا رسول

---

1 ......یہ شہر دمشق و حلب کے وسط میں واقع ہے۔ ۱۲ منہ
2 ......وحشی گدھوں کی طرح۔
3 ......صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، باب ـ ٦، الحدیث: ٧، ج ١، ص ١٠ ـ ١٢ ملخصاً۔ علمیہ
4 ......مواہب لدنیہ۔

ہوں تاکہ ڈراوے اس کو جو زندہ ہو اور ثابت ہو جائے کلمہ عذاب کافروں پر تو اسلام لا سلامت رہے گا۔ پس اگر تو نے نہ مانا تو مجوسیوں کا گناہ تجھ پر ہے۔ (مہر: اللہ رسول محمد)

علاقہ بحرین کسریٰ کے زیر فرمان تھا۔ وہاں اس کی طرف سے مُنْذِر بن ساوِی عبدی تمیمی نائب السلطنت تھا۔ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا نامہ مبارک حضرت عبداللّٰہ بن حُذافہ قُرَشی سَہْمی کو دے کر حکم دیا[1] کہ اسے حاکم بحرین کے پاس لے جاؤ۔ حاکم موصوف نے وہ نامہ خسرو پرویز کے پاس بھیج دیا۔ جب وہ پڑھا گیا تو پرویز نے اسے پھاڑ ڈالا۔ جب آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو خبر ہوئی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پرویز اور اس کے معاونین پر بددعا فرمائی کہ ''وہ ہر طرح پارہ پارہ کیے جائیں۔'' چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا، ان کی سلطنت جاتی رہی، دولت و اقبال نے منہ پھیر لیا اور وہ ہلاک ہوگئے۔ اس بربادی کی کیفیت یوں ہے[2] کہ پرویز نے نامہ مبارک کو چاک کرنے کے بعد اپنے گورنر یمن باذان کو لکھا کہ اپنے دو دلیر آدمیوں کو حجاز میں بھیج تاکہ اس مدعی نبوت کو پکڑ کر میرے پاس لائیں۔ باذان نے اپنے قہرمان[3] بابُوَیہ اور ایک شخص خرخسرہ نام کو اس غرض کے لئے مدینہ میں بھیجا اور بابُوَیہ سے کہہ دیا کہ اس مدعی نبوت سے کلام کرنا اور اس کے حال سے اطلاع دینا۔ یہ دونوں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ بابُوَیہ نے حقیقت حال عرض کی۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ کل میرے پاس آؤ۔ جب وہ دوسرے دن حاضرِ خدمت ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ فلاں مہینے کی فلاں رات کو خدا نے کسریٰ کو قتل کر دیا اور اس کے بیٹے شِیرَ وَیہ کو اس پر مسلط کر دیا۔ وہ بولے آپ یہ کیا فرما رہے ہیں کیا ہم اپنے بادشاہ (باذان) کو یہ اطلاع کر دیں؟ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے فرمایا: ہاں! میری طرف سے اسے یہ خبر دے دو اور کہہ دو کہ میرا دین اور میری حکومت کسریٰ کے ملک کی انتہا تک پہنچ جائے گی اور (باذان سے) یہ بھی کہہ دو کہ اگر تم اسلام لاؤ تو تمہارا ملک تم ہی کو دیا جائے گا۔ دونوں نے واپس آکر باذان سے سارا ماجرا کہہ سنایا۔ اس پر کچھ عرصہ نہ گزرا تھا کہ شِیرَ وَیہ کا خط باذان کے نام آیا جس میں لکھا تھا کہ میں نے اپنے باپ پرویز کو قتل کر ڈالا کیونکہ وہ اَشرافِ فارس کا قتل جائز سمجھتا تھا۔ اس لئے تم لوگوں سے میری اطاعت کا عہد لو اور اس مدعی نبوت کو جس کے بارے میں کسریٰ نے تم کو کچھ لکھا تھا برا بھلا مت کہو۔ یہ دیکھ کر باذان مسلمان ہوگیا اور ایرانی جو یمن میں تھے سب ایمان لے آئے۔ اس کے چھ ماہ بعد شِیرَ وَیہ بھی مر گیا۔ فارس کا آخری بادشاہ یَزْدَجْرِدْ بن شہریار

---

1 ……صحیح بخاری، کتاب العلم وکتاب الجہاد۔ 2 ……اصابہ، ترجمہ جد جمیرہ۔ 3 ……وکیل۔

بن شیرَوَیہ حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے عہد میں قتل ہوا۔[1]

﴿۳﴾...... اَصْحَمہ نَجاشی شاہِ حَبَشہ کو جو نامہ مبارک[2] لکھا گیا اس کے الفاظ یہ ہیں:

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللّٰہ الی النجاشی ملك الحبشۃ سلام انت فانی احمد الیك اللّٰہ الذی لا الہ الا ھو الملك القدوس السلام المؤمن المھیمن و اشھد ان عیسی ابن مریم روح اللّٰہ و کلمتہ القٰھا الی مریم البتول الطیبۃ الحصینۃ حملت بعیسی فخلقہ من روحہ و نفخہ کما خلق اٰدم بیدہٖ و انی ادعوك الی اللّٰہ وحدہ لا شریك لہ و الی موالات علی طاعتہ و ان تتبعنی و تؤمن بالذی جآء نی فانی رسول اللّٰہ الیك و انی ادعوك و جنودك الی اللّٰہ عز و جل و قد بلغت و نصحت فاقبلوا نصیحتی و السلام علی من ا تبع الھدٰی .

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ اللّٰہ کے رسول محمد کی طرف سے نجاشی شاہِ حبشہ کے نام۔ تو سلامتی والا ہے میں تیرے پاس خدا کا شکر کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود بحق نہیں وہ بادشاہ ہے، پاک ذات، سلامت سب عیب سے، امان دینے

1 ......المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی،واما مکاتبتہ الی الملوك وغیرھم،ج۵،ص۱۴وصحیح البخاری،کتاب المغازی، باب کتاب النبی الی کسری وقیصر،الحدیث:۴۴۲۴،ج۳،ص۱۵۱والاصابۃ فی تمییز الصحابۃ،الجیم بعدھا الدال والراء،۱۲۷۸۔جد جمیرۃ،ج۱،ص۶۳۲ملخصاً ومدارج النبوۃ،مضمون نامہ کہ کسری...الخ،ج۲،ص۲۲۴ والکامل فی التاریخ،ذکرمقتل یزدجر بن شھریار،ج۳،ص۱۴-۱۸۔ علمیہ

2 ......ہدایۃ الحیاری لابن قیم۔ مواہب لدنیہ۔

والا، نگہبان اور میں گواہی دیتا ہوں کہ عیسیٰ ابن مریم روح اللہ ہیں اور اللہ کا کلمہ جسے اس نے القاء کیا مریم بتول طیبہ عَفِیفَہ[1] کی طرف وہ باڑ وَر ہوئی[2] عیسیٰ کے ساتھ پس خدا نے اسے پیدا کیا اپنی روح سے اور اس کے پھونکنے سے جیسا کہ پیدا کیا آدم کو اپنے ہاتھ سے اور میں تجھے بلاتا ہوں اللہ کی طرف جو وحدہ لاشریک ہے اور اس کی اطاعت پر موالات[3] کی طرف اور یہ کہ تو میری پیروی کرے اور ایمان لائے اس چیز پر جو مجھے ملی کیونکہ میں تیری طرف اللہ کا رسول ہوں اور میں تجھ کو اور تیرے لشکروں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف بلاتا ہوں۔ میں نے پہنچادیا اور نصیحت کردی تم میری نصیحت کو قبول کرو۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔ (اللہ رسول محمد)

جب یہ نامۂ مبارک حضرت عمرو بن اُمَیَّہ ضَمْرِی کے ہاتھ اَصْحَمہ نجاشی کو ملا تو اس نے اسے اپنی آنکھوں پر رکھا اور تخت سے اتر کر زمین پر بیٹھ گیا پھر اپنے اسلام کا اعلان کر دیا اور نامہ مبارک کو ہاتھی دانت کے ڈبے میں رکھ لیا اور یہ جواب لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم الی محمد رسول اللہ من
النجاشی اصحمة سلام علیك یارسول اللہ و رحمة اللہ
وبرکات اللہ الذی لا الہ الا ھو الذی ھدا نی للاسلام
اما بعد فقد بلغنی کتابك یارسول اللہ فما ذکرت من
امر عیسی فو رب السمآء والارض ان عیسٰی علیہ الصلٰوۃ
و السلام لا یزید علٰی ما ذکرت ثفروقاً انہ کما ذکرت
وقد عرفنا ما بعثت بہ علینا فاشھد انك رسول اللہ صادقاً
مصدقاً وقد بایعتك وبایعت ابن عمك واسلمت علی
یدیہ للہ رب العٰلمین وقد بعثت الیك ابنی وان شئت
اتیتك بنفسی فعلت فانی اشھد ان ما تقولہ حق و
السلام علیك ورحمة اللہ وبرکاتہ . (مہر)

---

1 ......عِفَّت والی یعنی پاکباز عورت۔ 2 ......حاملہ ہوئی۔ 3 ......باہمی اتفاق و اتحاد۔

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ اللہ کے رسول محمد کے نام نجاشی اصحمہ کی طرف سے۔ یارسول اللہ آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اللہ کی برکتیں جس کے سوا کوئی معبود بحق نہیں۔ اس نے مجھے اسلام کی طرف ہدایت کی۔ امابعد! یارسول اللہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) مجھے آپ کا نامہ ملا، آپ نے جو حضرت عیسیٰ (علیہ الصلوٰۃ و السلام) کا حال بیان کیا ہے سو آسمان و زمین کے رب کی قسم کہ حضرت عیسیٰ (علیہ الصلوٰۃ و السلام) اس سے ذرہ بھی زیادہ نہیں ہیں وہ بے شک ایسے ہی ہیں جیسا کہ آپ نے ذکر کیا ہے اور ہم نے پہچان لیا جو کچھ آپ نے ہماری طرف لکھ کر بھیجا ہے۔ پس میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول صادق مصدق ہیں اور میں نے آپ کی بیعت کی اور آپ کے چچیرے بھائی کی بیعت کی اور اس کے ہاتھ پر اللہ رب العالمین کے لئے اسلام لایا اور میں آپ کی خدمت میں اپنے بیٹے کو بھیج رہا ہوں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں خود حاضر ہو جاؤں تو تیار ہوں۔ پس میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ جو کچھ فرماتے ہیں حق ہے۔ والسلام علیك و رحمة اللّٰه و بر کاته۔ (مہر)

اَصْحَمہ کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے عمرو بن اُمَیَّہ ضَمْرِی کے ہاتھ ایک اور نامہ بھیجا تھا کہ اُمِّ حبیبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا (امیر معاویہ کی بہن) کو نکاح کا پیغام دو اور مہاجرین میں سے جواب تک حبشہ میں ہیں ان کو یہاں پہنچادو۔ ارشاد مبارک کی تعمیل کی گئی۔ حضرت ام حبیبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا نے حضرت خالد بن سعید بن العاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اپنا وکیل مقرر کیا اور نجاشی نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نکاح اُم حبیبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے کر دیا اور مہر جو چار سو دینار تھا وہ بھی خود ہی ادا کر دیا۔ ام حبیبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کا پہلا خاوند عُبَیْدُ اللّٰہ بن جَحْش اَسَدِی تھا دونوں ہجرت کر کے حبشہ میں چلے آئے تھے مگر عبید اللہ نصرانی ہو کر مر گیا تھا۔ اس طرح ام حبیبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا بیوہ رہ گئی تھیں۔

نجاشی نے حضرت جعفر[1] طیار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور حضرت ام حبیبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا اور دیگر مہاجرین حبشہ کو ایک جہاز میں مدینہ منورہ کی طرف روانہ کیا۔ اس کے بعد دوسرے جہاز میں اپنے بیٹے کو مصاحبوں کے ساتھ رسول

---

1 ...... جب حضرت ابوموسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ہجرت کی خبر پہنچی تو وہ اور ان کے دو بھائی اور ان کی قوم کے باون یا ترپن آدمی یمن سے ہجرت کر کے ایک کشتی میں مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے، مگر بادِ مخالف کے سبب سے ان کی کشتی ساحل حبشہ پر جا لگی اس لئے وہ حبشہ میں حضرت جعفر طیار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ ٹھہرے ہوئے تھے۔ اس سفر میں وہ بھی حضرت جعفر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ مدینہ چلے آئے۔ ۱۲منہ

اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں ایک خط دے کر بھیجا جس میں اپنے ایمان لانے کا حال لکھا تھا۔ پہلا جہاز صحیح وسالم منزل مقصود پر پہنچ گیا۔ اس وقت رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خیبر میں تشریف رکھتے تھے مگر دوسرا جہاز سمندر میں ڈوب گیا اور سوار سب ہلاک ہوگئے۔

اصحمہ نجاشی نے ۹ ھ میں وفات پائی۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کے جنازے کی نماز غائبانہ پڑھی۔[1] رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دوسرے نجاشی کو بھی جو اصحمہ کے بعد بادشاہ ہوا دعوت اسلام کا خط لکھا تھا اس دوسرے نجاشی کے ایمان کا حال معلوم نہیں۔[2]

﴿٤﴾ ......مُقَوْقِس والیِ مصر ہِرَقْل قیصر روم کا باج گزار[3] تھا۔ حضرت حاطِب بن اَبی بَلْتَعہ کے ہاتھ اس کو یہ نامہ مبارک بھیجا گیا:

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم من محمد عبد اللّٰہ و
رسولہ الی المقوقس عظیم القبط سلام علی من
اتبع الھدٰی اما بعد فانی ادعوک بدعایۃ الاسلام
اسلم تسلم یوتک اللّٰہ اجرک مرتین فان تولیت
فعلیک اثم القبط یٰاھل الکتٰب تعالوا الی کلمۃ
سوآء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللّٰہ و لا نشرک بہ
شیئا و لا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللّٰہ فان
تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون. (اللّٰہ رسول محمد)

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ اللّٰہ کے بندے اور اس کے رسول محمد کی طرف سے مُقَوْقِس امیر

---

1 ...... المواھب اللدنیۃ و شرح الزرقانی، واما مکاتبتہ الی الملوک وغیرھم، ج۵، ص۱۹۔۲۶ ملخصاً۔ علمیہ

2 ......فقہ حنفی میں غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں۔ تفصیل کے لیے "نزھۃ القاری شرح صحیح بخاری" جلد اوّل، صفحہ ۷۵۴ پر اسی حدیث کی شرح ملاحظہ فرمایئے۔

3 ......محصول دینے والا۔

قِبط کے نام۔ سلام اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ امابعد میں بلاتا ہوں تجھ کو دعوت اسلام کی طرف۔ تو اسلام لا سلامت رہے گا۔ دے گا تجھ کو اللہ ثواب دوہرا۔ اگر تو نے نہ مانا تو تجھ پر ہوگا گناہ قِبطیوں کا۔ اے اہل کتاب! تم آؤ طرف ایسی بات کی جو یکساں ہے ہم میں اور تم میں کہ ہم عبادت نہ کریں مگر اللہ کی اور شریک نہ ٹھہرائیں اس کے ساتھ کسی کو اور نہ بنائے ہم سے کوئی دوسرے کو رب سوائے اللہ کے سو اگر وہ نہ مانیں تو کہو تم گواہ رہو کہ ہم ہیں ماننے والے۔ (اللہ رسول محمد)

حسن اتفاق سے اصل نامہ مبارک ایک فرانسیسی سیاح کو اخمیم کے گرجا میں ایک راہب سے ملا۔ اس نے خرید کر سلطان عبد المجید خاں مرحوم والی سلطنت عثمانیہ کی خدمت میں بطورِ ہدیہ پیش کیا اور اب قُسْطَنْطِنِیہ میں محفوظ ہے۔ اس کے دو فوٹو اس وقت ہمارے زیر نظر ہیں۔ ہم نے اسے تبرکاً مطابقِ اَصل لفظ بہ لفظ سطر وار نقل کیا ہے۔ اس کے اخیر میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مہر ثبت ہے۔ جس کی اوپر کی سطر میں اللہ دوسری میں رسول اور تیسری میں محمد ہے۔ دیگر خطوط کے آخر میں بھی یہی مہر مبارک ثبت تھی۔ یہ نامۂ مبارک مُقَوْقِس کو سکندریہ میں ملا۔ اس نے ہاتھی دانت کے ڈبے میں رکھ لیا اور اس پر اپنی مہر لگادی اور جواب میں عربی زبان میں یوں لکھوایا:

بسم اللّٰه الرحمن الرحيم لمحمد بن عبد اللّٰه من المقوقس عظيم
القبط سلام عليك اما بعد فقد قرات كتابك فهمت ماذكرت فيه وما
تدعو اليه وقد علمت ان نبيا بقي وكنت اظن انه يخرج بالشام وقد
اكرمت رسولك وبعثته اليك بجاريتين لهما مكان في القبط عظيم
وبكسوة واهديت اليك بغلة لتركبها والسلام عليك.[1] (مہر)

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ محمد بن عبد اللّٰہ کے نام مُقَوْقِس امیر قبط کی طرف سے سلام آپ پر۔ امابعد! میں نے آپ کا خط پڑھا اور سمجھ گیا جو کچھ آپ نے اس میں ذکر کیا ہے اور جس کی طرف آپ بلاتے ہیں۔ مجھے معلوم تھا کہ ایک نبی آنے والا ہے۔ میرا گمان تھا کہ وہ شام میں ظاہر ہوگا۔ میں نے آپ کے قاصد کی عزت کی اور آپ کی طرف دو کنیزیں جن کی قِبطیوں میں بڑی عزت ہے اور کپڑے بھیجتا ہوں اور آپ کی سواری کے لئے ایک خچر ہدیہ بھیجتا ہوں و السلام عليك. (مہر)

1 ......المواهب اللدنية وشرح الزرقاني، واما مكاتبته الى الملوك وغيرهم، ج٥، ص٢٧-٣٣ ملتقطاً - علميه

یہ دو کنیزیں ماریہ اور سیرین نام سگی بہنیں تھیں۔ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کو دعوت اسلام دی تو ماریہ نے فوراً اور سیرین نے کچھ توقف کے بعد کلمہ شہادت پڑھا اس واسطے حضرت ماریہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا حرم نبوی میں داخل کر لی گئیں اور سیرین حضرت حسان بن ثابت شاعر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو عنایت ہوئی۔ خچر کا نام دُلدُل تھا۔ حضرت حاطب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے مُقَوْقِس کا حال جو ذکر کیا تو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اس خبیث کو ملک کی طَمَع نے اسلام سے محروم رکھا حالانکہ اس کا ملک باقی نہ رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

﴿۵﴾......ہَوذَہ بن علی الحَنَفی صاحب یمامہ کی طرف یوں لکھا گیا ہے:

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللّٰہ الی
ھَوذۃ بن علی سلام علی من اتبع الھدی واعلم ان
دینی سیظھر الی منتھی الخف و الحافر فاسلم تسلم
اجعل لك ما تحت یدیك. (اللّٰہ رسول محمد)

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ اللّٰہ کے رسول محمد کی طرف سے ہَوذَہ بن علی کے نام۔ سلام اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ تجھے معلوم رہے کہ میرا دین عنقریب اس حد تک پہنچے گا جہاں تک کہ اونٹ اور خچر جاتے ہیں تو اسلام لا، سلامت رہے گا۔ میں تیرا ملک تجھ کو دے دوں گا۔ (اللّٰہ رسول محمد)

جب حضرت سَلِیط بن عَمْرو عامری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یہ نامہ مبارک ہَوذَہ کے پاس لے گئے تو اُرکُون[1] دمشق جو اُمرائے نصاریٰ میں سے تھا اس وقت حاضر تھا۔ ہَوذَہ نے مضمون نامہ بیان کر کے اس سے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نسبت دریافت کیا۔ اُرکُون نے کہا: تم اس کی دعوت قبول کیوں نہیں کرتے؟ ہَوذَہ نے کہا: میں اپنی قوم کا بادشاہ ہوں اگر میں اس کا پیرو بن گیا تو ملک جاتا رہے گا۔ اُرکُون نے کہا: خدا کی قسم! اگر تو اس کا پیرو بن جائے تو

---

1 ......سردار۔

وہ ضرور تیرا ملک تجھ کو دیدے گا۔ تیری بہبودی اس کے اتباع میں ہے۔ وہ بیشک نبی عربی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے جس کی بشارت حضرت عیسٰی ابن مریم عَلَیْہِ السَّلَام نے دی ہے اور یہ بشارت ہمارے پاس انجیل میں موجود ہے۔ بایں ہمہ ہَوذَہ ایمان نہ لایا۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ہَوذَہ ہلاک ہوگیا اور اس کا ملک جاتا رہا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فتح مکہ سے واپس تشریف لائے تو حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام نے حاضر خدمت ہوکر خبر دی کہ ہَوذَہ مرگیا۔[1]

﴿٦﴾...... قیصر رُوم کی طرف سے حارِث بن ابی شِمر غَسَّانی حدود شام کا گورنر تھا، غُوطہ دمشق اس کا پایۂ تخت[2] تھا۔ اس کو یہ نامہ مبارک بھیجا گیا:

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللّٰہ الی
الحارث بن ابی شمر سلام علی من اتبع الھدی
وامن بہ وصدق فانی ادعوك الی ان تؤمن باللّٰہ
وحدہ لا شریك لہ یبقی ملکك۔ (اللّٰہ رسول محمد)

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ اللّٰہ کے رسول محمد کی طرف سے حارث بن ابی شمر کے نام۔ سلام اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی اور اس پر ایمان لایا اور تصدیق کی۔ میں تجھے اس بات کی طرف بلاتا ہوں کہ تو اللّٰہ وحدہ لاشریک پر ایمان لائے۔ تیری حکومت قائم رہے گی۔ (اللّٰہ رسول محمد)

حضرت شُجَاع بن وَہب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یہ نامہ مبارک لے کر روانہ ہوئے۔ جب یہ دِمَشق پہنچے تو دیکھا کہ قیصر روم جو حِمص سے بیت المقدس کو ایرانیوں پر فتح کے شکرانہ کے لئے آرہا تھا، اس کے استقبال کے لئے تیاریاں ہو رہی ہیں۔ ان کا بیان ہے[3] کہ میں نے حارث کے دروازے پر دو تین دن قیام کیا میں نے اس کے رومی دربان سے کہا

---

1 ......المواھب اللدنیة وشرح الزرقانی، واما مکاتبته الی الملوك وغیرھم، ج٥، ص٤٣۔٤٥ ملتقطاً۔ علمیه

2 ......دار الحکومت۔ 3 ......ہدایۃ الحیاری لابن قیم۔

کہ میں حارث کی طرف رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا قاصد ہوں۔اس نے کہا کہ فلاں روز باریابی[1] ہو گی۔وہ دربان جس کا نام مُرِّی تھا مجھ سے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آپ کی دعوت کا حال پوچھتا رہتا تھا میں بیان کرتا تو اس پر رقت طاری ہوجاتی یہاں تک کہ رو پڑتا اور کہتا کہ میں نے انجیل میں پڑھا ہے۔بِعَیْنِہٖ اسی نبی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی صفت اس میں مذکور ہے۔میرا خیال تھا کہ وہ شام میں ظاہر ہوگا مگر میں دیکھتا ہوں کہ وہ زمین عرب میں ظاہر ہوا ہے۔میں اس پر ایمان لاتا ہوں اور اس کی تصدیق کرتا ہوں۔مجھے اندیشہ ہے کہ حارث مجھے قتل کر دے گا آخر کار حارِث ایک روز دربار میں تاج پہن کر تخت پر بیٹھا، میں باریاب ہوا تو میں نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نامہ مبارک پیش کیا۔اس نے پڑھ کر پھینک دیا کہنے لگا: مجھ سے میرا ملک کون چھین سکتا ہے؟ وہ خواہ یمن میں ہو میں اس کے پاس جاتا ہوں اور حکم دیا کہ فوج تیار ہوجائے اور گھوڑوں کی نعل بندی کی جائے۔پھر مجھ سے کہا: تم جو کچھ دیکھ رہے ہو اس کو بتا دینا۔حارث نے میری آمد کا حال قیصر کو لکھا۔وہ عرضداشت قیصر کو بیت المقدس میں ملی۔دَحیہ کلبی ابھی وہاں تھے۔جب قیصر نے حارث کا خط پڑھا تو اسے لکھا کہ اس مدعی نبوت کے پاس مت جاؤ اس سے دور رہو اور مجھ سے بیت المقدس میں ملو۔یہ جواب میرے ایام قیام میں آگیا۔حارث نے مجھے بلا کر دریافت کیا کہ کب جانے کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا کہ کل۔یہ سن کر اس نے حکم دیا کہ مجھے سو مثقال سونا دے دیا جائے۔حضرت مُرِّی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے نفقہ ولباس سے میری مدد کی اور کہا کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بعد سلام عرض کر دینا کہ میں آپ کے دین کا پیرو ہوں۔میں نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر حارث کا حال عرض کیا تو فرمایا کہ اس کا ملک جاتا رہا اور حضرت مُرِّی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا حال عرض کیا تو فرمایا کہ وہ سچا ہے۔[2]

﴿۷﴾...... ۸ھ میں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت علا ابن الحضرمی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ہاتھ مُنذِر بن ساوٰی حاکم بحرین کے نام ایک تبلیغی خط بھیجا جس کے مطالعہ سے منذر کے ساتھ وہاں کے تمام عرب اور بعض عجم ایمان لائے مگر یہود و مجوس ایمان نہ لائے۔حضرت مُنذِر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بذریعہ عرضداشت آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ان حالات کی اطلاع دی اور دریافت کیا کہ کیا کیا جائے؟ اس پر حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام

---

1 ......ملاقات۔

2 ......المواهب اللدنية و شرح الزرقاني،واما مكاتبته الى الملوك وغيرهم،ج٥،ص٤٦۔٤٧ ملتقطاً۔ علميه

نے مُنذِر کو یہ خط لکھا:

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللّٰہ الی
المنذر بن ساوی سلام علیك فانی احمد اللّٰہ الیك
الذی لا الہ الا ھو واشھد ان لا الہ الا اللّٰہ وان محمداً
عبدہ ورسولہ اما بعد فانی اذکر اللّٰہ عزوجل فانہ
من ینصح فانما ینصح لنفسہ وانہ من یطع رسلی
ویتبع امرھم فقد اطاعنی ومن نصح لھم فقد نصح
لی وان رسلی قد اثنوا علیك خیرا وانی قد شفعتك
فی قومك فاترك للمسلمین ما اسلموا علیہ وعفوت
عن اھل الذنوب فاقبل منھم وانك مھما تصلح فلن
نعزلك عن عملك و من اقام علی یھودیتہ او
مجوسیتہ فعلیہ الجزیۃ. (مہر: اللّٰہ رسول محمد) (1)

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ اللّٰہ کے رسول محمد کی طرف سے مُنذِر بن ساویٰ کے نام۔ سلام تجھ پر میں تیرے پاس خدا کا شکر کرتا ہوں کہ جس کے سوا کوئی معبود بحق نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ اللّٰہ کے سوا کوئی معبود بحق نہیں اور یہ کہ محمد اللّٰہ کا بندہ اور رسول ہے، امابعد! میں تجھے یاد دلاتا ہوں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ (کے احکام) بیشک جو خیر خواہی کرتا ہے وہ اپنے لئے کرتا ہے اور جو میرے قاصدوں کی اطاعت کرے اور ان کا حکم مانے، اس نے بے شبہ میری اطاعت کی اور جو ان کی خیر خواہی کرے اس نے بیشک میری خیر خواہی کی۔ میرے قاصدوں نے تمہاری تعریف کی ہے میں نے تمہاری سفارش تمہاری قوم کے بارے میں قبول کی۔ پس مسلمانوں

---

1 ......المواھب اللدنیۃ و شرح الزرقانی،واما مکاتبتہ الی الملوك وغیرھم،ج٥،ص٣٤-٣٦ ملخصاً۔ علمیہ

کے لئے چھوڑ دو وہ (مال وغیرہ) جس پر وہ مسلمان ہوئے۔ میں نے گنہگاروں کو (پہلے گناہ) معاف کر دیئے تم ان سے (اسلام) قبول کرو۔ جب تک تم کام اچھا کرتے رہو گے ہم تم کو تمہارے عہدے سے معزول نہ کریں گے اور جو شخص یہودیت یا مجوسیت پر قائم رہے اس پر جزیہ ہے۔ (اللہ رسول محمد)

یہ اصل نامۂ مبارک بھی ایک فرانسیسی سیاح نے اَطراف بلادِ مصر سے ایک قِبطی راہب سے خرید کر سلطان عبد المجید خاں مرحوم کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا تھا۔ اب وہ خزانہ شاہی میں محفوظ ہے اس کے اخیر میں یہ مہر ہے:

﴿۸﴾...... ذیقعدہ ۸ ھ میں وَالیانِ عُمان کے نام یہ نامہ مبارک لکھا گیا:

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم من محمد بن عبد اللّٰہ الی
جیفر و عبد ابنی الجلندی سلام علی من اتبع الھدی
اما بعد فانی ادعو کما بدعایۃ الاسلام اسلما تسلما
فانی رسول اللّٰہ الی الناس کافۃ لانذر من کان حیا
و یحق القول علی الکفرین وانکما ان اقررتما بالاسلام
ولیتکما مکانکما وان ابیتما ان تقرّا بالاسلام فان
ملککما زائل عنکما و خیلی تحل بساحتکما و
تظھر نبوتی علی ملککما. (اللہ رسول محمد)

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ محمد بن عبد اللہ کی طرف سے جَیفَر و عبد پسران جُلَنڈی کے نام۔ سلام اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ امابعد میں تم دونوں کو دعوت اسلام کی طرف بلاتا ہوں۔ تم اسلام لاؤ سلامت رہو گے کیونکہ میں تمام لوگوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں تاکہ ڈراؤں اس کو جو زندہ ہو اور کافروں پر حُجت ثابت ہو جائے۔ اگر تم اسلام کا اقرار کر لو تو میں تم کو تمہارا

ملک دے دوں گا اگر تم اقرار اسلام سے انکار کرو تو تمہارا ملک تمہارے ہاتھ سے نکل جائے گا اور میرے سوار تمہارے مکانات کی فضا میں اتریں گے اور میری نبوت تمہارے ملک پر غالب آئے گی۔ (اللہ رسول محمد)

یہ نامہ مبارک حضرت عمرو بن العاص رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہُ کے ہاتھ ارسال کیا گیا۔ جَیفر و عبد دونوں ایمان لائے۔[1]

غزوۂ ذی قَرَد

ماہِ محرم میں غزوۂ غابہ یا غزوۂ ذِی قَرَد پیش آیا۔ موضع غابہ میں جو مدینہ سے چار میل ملک شام کی طرف واقع ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اونٹنیاں چرا کرتی تھیں۔ حضرت ابوذر غفاری رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہُ کا لڑکا چرایا کرتا اور شام کو ان کا دودھ دوہ کر آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں لایا کرتا تھا۔ ایک رات قبیلہ غَطفان کے چالیس سواروں نے بسر کردگی عُیَیْنَہ بن حِصْن فَزَاری چھاپا مارا۔ وہ حضرت ابوذر رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہُ کے صاحبزادے کو قتل کر کے بیس اونٹنیاں لے گئے اور حضرت ابوذر رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہُ کی بیوی کو بھی گرفتار کر کے ساتھ لے گئے۔ دوسرے روز فجر کی اذان سے پہلے حضرت سلمہ بن اَکوع رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہُ جو مشہور تیر انداز اور تیز رفتار صحابی تھے کمان حمائل کیے مدینہ سے غابہ کی طرف جو نکلے تو حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہُ کے غلام نے ان کو اس ماجرا کی خبر دی۔ انہوں نے کوہ سَلْع یا ثَنِیَّۃُ الوَداع پر کھڑے ہو کر مدینہ کی طرف منہ کر کے تین بار زور سے یا صباحاہ! پکارا[2] یہاں تک کہ وہ آواز رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تک پہنچ گئی پھر وہ پیادہ دشمن کی طرف دوڑے اور ان کو جا لیا اور تیر اندازی سے وہ اُونٹنیاں یکے بعد دیگرے چھڑالیں۔ ادھر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھی پانسو 500 کی جمعیت کے ساتھ تعاقب میں نکلے۔ غَطفان ذُوقَرَد[3] کے قریب ایک تنگ درہ میں پہنچے جہاں عیینہ ان کی مدد کو آیا یہاں مقابلہ ہوا غطفان بھاگ گئے۔ آفتاب غروب نہ ہوا تھا کہ وہ ذُوقَرَد میں پانی پینے لگے۔ حضرت سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہُ نے دوڑ کر ان پر تیر برسانے شروع کیے اور ان کو پانی نہ پینے دیا وہ بھاگ کر اپنے علاقہ میں جو

---

1 ......تفصیل کیلئے دیکھو ہدایۃ الحیاری اور مواہب لدنیہ۔......(المواهب اللدنية و شرح الزرقاني، واما مكاتبته الى الملوك وغيرهم، ج ٥، ص ٣٧-٤٣ ملتقطاً۔ علميه)

2 ......دشمن یا کسی آفت وغیرہ سے خبردار کرنے کے لیے اس طرح پکارا جاتا تھا۔ علمیه

3 ......ذوقرد ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ منورہ اور خیبر کے درمیان مدینہ سے ایک دن (بقول بعض دودن) کی مسافت پر ہے۔ ۱۲ منہ

ذُوقَرَد سے ملحق تھا چلے گئے۔ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم شام کو ذُوقَرَد میں پہنچے۔ سوار و پیادہ سب آپ سے آملے۔ حضرت سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا کہ میں نے ان کو پانی پینے نہ دیا اگر مجھے ۱۰۰ سو سوار مل جائیں تو میں ان کو ایک ایک گرفتار کر لاتا ہوں مگر حضور رحمۃ للعالمین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جواب دیا: اِذَا مَلَکْتَ فَاَسْجِحْ جب تو قابو پا جائے تو نرمی سے کام لے۔ ذوقرد میں ایک دن رات قیام کر کے واپس ہوئے۔ حضرت ابوذر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی بیوی اس کے بعد ناقہ پر آ پہنچی۔[1]

غزوۂ خیبر

غزوۂ غابہ کے تین دن بعد جنگ خیبر[2] پیش آئی۔ خیبر کے یہود اسلام کے سخت دشمن تھے۔ غزوۂ احزاب میں اگرچہ ان کو کامیابی نہ ہوئی مگر وہ اسلام کو مٹانے کے لئے برابر سازش کر رہے تھے۔ غطفان ان کو مدد دینے کے لئے تیار ہو گئے۔ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک ہزار چھ سو کی جمعیت کے ساتھ نکلے جن میں سے دو سو سوار اور باقی سب پیادہ تھے۔ راس المنافقین[3] عبداللّٰہ بن اُبی بن سَلُول نے اہل خیبر کو کہلا بھیجا کہ محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) تم سے لڑنے آرہے ہیں مگر تم ان سے نہ ڈرنا تمہاری تعداد بہت ہے یہ تو مٹھی بھر آدمی ہیں جن کے پاس ہتھیار تک نہیں۔ اس سفر میں جب لشکر اسلام صَہْبَاء میں پہنچا جو خیبر سے بارہ میل پر ہے تو رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نماز عصر پڑھ کر کھانا طلب فرمایا صرف ستو پیش کیے گئے جو حسب الارشاد پانی میں گھول دیئے گئے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اور صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم نے وہی کھائے۔ صَہْبَاء سے روانہ ہو کر خیبر کے قریب غَطَفان و یہود کے درمیان وادی رَجیع میں اترے تاکہ غَطَفان یہود کی مدد کو نہ جاسکیں۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔ یہ مقام اسلامی کیمپ یا لشکر گاہ مقرر رہا۔ یہاں سے لڑائی کے لئے تیار ہو کر جایا کرتے اور زخمیوں کو علاج کے لئے یہاں لایا جاتا غرض اسباب بار برداری اور مستورات کو یہاں چھوڑ دیا گیا اور رات یہیں گزاری کیونکہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

---

1 ......المواهب اللدنية وشرح الزرقاني،غزوة ذي قرد،ج٣،ص ١١٠-١١٧۔ علميه

2 ......خیبر مدینہ سے شام کی طرف ۹۶ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اس بڑی بستی میں سات قلعے اور کھیت و باغات بکثرت تھے۔ قلعوں کے نام یہ ہیں: ناعِم، قَمُوص، شِق، نَطاۃ، سَلالِم، وَطِیح، کَتِیبہ۔ معجم البلدان ۱۲ منہ

3 ......منافقوں کا سردار۔

کی عادت[1] مبارک تھی کہ کسی قوم پر رات کو حملہ نہ کیا کرتے تھے۔ صبح کو نماز فجر اوّل وقت پڑھ کر آگے بڑھے۔ جب بستی نظر آئی تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تین بار یوں پکارا: اَللّٰہُ اَکْبَرُ خَرِبَتْ خَیْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِیْنَ. اللّٰہ اکبر! خیبر ویران ہوگیا۔ ہم جب کسی قوم کی انگنائی میں اترتے ہیں تو ڈرائے گیوں کی صبح بری ہوتی ہے۔

جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم شہر میں داخل ہونے لگے تو فرمایا: ٹھہرو! یہ سن کر تمام فوج نے تعمیل ارشاد کی اور آپ نے یہ دعا مانگی: اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَآ اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْاَرْضِیْنَ السَّبْعِ وَمَا اَقْلَلْنَ وَرَبَّ الشَّیٰطِیْنَ وَمَا اَضْلَلْنَ وَرَبَّ الرِّیَاحِ وَمَآ اَذْرِیْنَ فَاِنَّا نَسْأَلُكَ خَیْرَ ھٰذِہِ الْقَرْیَةِ وَخَیْرَ اَھْلِھَا وَخَیْرَ مَا فِیْھَا وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ ھٰذِہِ الْقَرْیَةِ وَشَرِّ اَھْلِھَا وَشَرِّ مَا فِیْھَا.

اے پروردگار سات آسمانوں کے اور ان چیزوں کے جن پر آسمانوں نے سایہ ڈالا ہے اور پروردگار سات زمینوں کے اور ان چیزوں کے جن کو زمینوں نے اٹھایا ہوا ہے اور پروردگار شیطانوں کے اور ان کے جن کو شیطانوں نے گمراہ کیا ہے اور پروردگار ہواؤں کے اور ان چیزوں کے جن کو ہوائیں اڑا لے جاتی ہیں ہم تجھ سے اس بستی اور بستی والوں اور بستی کی چیزوں کی خیر مانگتے ہیں اور اس بستی اور بستی والوں اور بستی کی چیزوں کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا معمول تھا کہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے تو یہی دعا مانگتے۔[2] اس کے بعد شہر میں داخلہ ہوا اور تمام قلعے یکے بعد دیگرے فتح ہوگئے۔

سب سے پہلے قلعہ ناعم فتح ہوا۔ حضرت محمود بن مسلمہ انصاری اَوسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اسی قلعہ کی دیوار تلے شہید ہوئے۔ گرمی کی شدت تھی۔ وہ لڑتے لڑتے تھک کر دیوار کے سایہ میں آبیٹھے۔ کنانہ بن ربیع بن اَبی الْحُقَیْق نے اکیلے یا بشراکتِ مَرْحب فصیل پر سے چکی کا پاٹ ان کے سر پر گرا دیا جس کے صدمہ سے انہوں نے شہادت پائی۔

ناعم کے بعد قَموص فتح ہوا یہ بڑا مضبوط قلعہ تھا جو اسی نام کی پہاڑی پر واقع تھا۔ ابن ابی الْحُقَیْق یہودی کا خاندان

---

1 ......صحیح بخاری، غزوۂ خیبر۔

2 ......صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوة خیبر، الحدیث: ٤١٩٧، ج٣، ص٨١ و المواهب اللدنية وشرح الزرقاني، غزوة خيبر، ج٣، ص٢٥٢-٢٥٣ والسيرة الحلبية، باب ذكر مغازيه صلى الله عليه وسلم، ج٣، ص٤٩۔ علمیه

اسی قلعہ میں رہتا تھا عرب کا مشہور پہلوان مَرْحب اسی قلعہ کا رئیس تھا۔ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پہلے حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پھر حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو فوج دے کر بھیجا مگر یہ قلعہ فتح نہ ہوا جب محاصرے نے طول کھینچا تو ایک روز آپ نے فرمایا کہ میں کل علم اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر خدا فتح دے گا اور جو اللّٰہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللّٰہ اور اللّٰہ کے رسول بھی اس کو دوست رکھتے ہیں۔ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے یہ رات انتظار و بیقراری میں گزاری کہ دیکھئے علم کسے عنایت ہوتا ہے۔ صبح کو ارشاد ہوا کہ علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کہاں ہیں؟ عرض کیا گیا کہ ان کی آنکھوں میں آشوب[1] ہے۔ فرمایا: ان کو بلاؤ۔ جب وہ حاضر خدمت ہوئے تو آپ نے اپنا لُعابِ دَہن مبارک ان کی آنکھوں میں ڈالا اور دعا کی۔ فوراً آرام ہو گیا اور علم ان کو عنایت ہوا دشمن کی طرف سے پہلے مَرْحب کا بھائی حارِث نکلا جو شجاعت میں معروف تھا۔ وہ حضرت مرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے ہاتھ سے قتل ہوا تو خود مَرْحب بڑے طُمْطُراق[2] سے نکلا اس کو بھی بِناء بر اَصَحُّ الرِوایات[3] حضرت علی مرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے قتل کیا۔ مَرْحب کے بعد یاسر نکلا اسے حضرت زُبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے قتل کیا۔ اس طرح یہ محکم قلعہ[4] بھی فتح ہو گیا۔ جو سبایا[5] ہاتھ آئیں وہ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ میں تقسیم کر دی گئیں اور صَفِیہ بنت حُیَیّ بن اَخطب جو کنانہ بن ربیع کے تحت میں تھی اس کو آزاد کر کے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے نکاح میں لائے۔ حضرت صفیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا باپ رئیس خیبر تھا ان کا شوہر قبیلہ نَضِیر کا رئیس تھا باپ اور شوہر دونوں قتل کیے جا چکے تھے وہ کنیز ہو کر بھی رہ سکتی تھی مگر حضور رحمۃ للعالمین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حفظ مراتب اور رفع غم کے لئے ان کو آزاد کر کے اپنے عقد میں لے لیا اور وہ اُمہات المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ میں شامل ہوئیں اس سے بڑھ کر اور کیا حسن سلوک ہو سکتا تھا۔

قَموص کے بعد باقی قلعے جلدی فتح ہو گئے۔ ان معرکوں میں ۹۳ یہود مارے گئے اور صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم میں سے پندرہ نے شہادت پائی۔ فتح کے بعد زمینِ خیبر پر قبضہ کر لیا گیا مگر یہود نے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے درخواست کی کہ زمین ہمارے قبضہ میں رہے ہم پیداوار کا نصف آپ کو دے دیا کریں گے۔ آپ نے یہ

---

1 ......آنکھوں کا مرض جس میں آنکھیں سرخ ہو جاتی اور دکھتی ہیں۔
2 ......غرور و تکبر۔
3 ......صحیح روایتوں کے مطابق۔
4 ......مضبوط قلعہ۔
5 ......قیدی عورتیں۔

درخواست منظور کی اور فرمایا: ''ہم تمہیں برقرار رکھیں گے جب تک ہم چاہیں۔'' جب غلہ کا وقت آیا تو آپ نے حضرت عبداللہ بن رَواحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو وہاں بھیج دیا۔ انہوں نے غلہ کو دو مُساوی حصوں میں تقسیم کرکے یہود سے کہا کہ جو حصہ چاہو لے لو۔ اس پر وہ حیران ہو کر کہنے لگے کہ ''زمین وآسمان ایسے ہی عدل سے قائم ہیں۔''[1]

غزوۂ وادی القُریٰ

جنگ خیبر سے فارغ ہوکر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وادی القُریٰ کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ وادی خیبر اور تَیْماء کے درمیان واقع ہے۔ اس میں دیہات کا لگا تار سلسلہ چلا گیا ہے اس لئے اسے وادی القُریٰ کہتے ہیں۔ وہاں پہنچ کر یہود کو دعوت اسلام دی گئی انہوں نے قبول نہ کی بلکہ بر سر پیکار ہوئے[2] مگر جلدی مغلوب ہوگئے۔ خیبر کی طرح غنائم تقسیم کردی گئیں اور زمین وباغات نصف پیداوار پر اُن کے قبضہ میں چھوڑ دیئے گئے۔ تَیْماء کے یہود نے جب وادی القُریٰ کا حال سنا تو قاصد بھیج کر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے جِزْیہ پر صلح کرلی اور زمین ان ہی کے قبضہ میں رہی۔

جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خیبر سے واپس تشریف لائے تو آپ نے حضرت مُحَیِّصہ بن مسعود کو اہل فدک کے پاس بھیجا وہاں کا رئیس یوشع بن نون یہودی تھا۔ دعوتِ اسلام دی گئی وہ خیبر کا حال سن کے پہلے ہی ڈرے ہوئے تھے اس لئے انہوں نے نصف زمین پر صلح[3] کرلی۔[4]

یہودِ خیبر کو اگرچہ امان دیا گیا تھا مگر وہ اپنی شرارتوں سے باز نہ آتے تھے۔ چنانچہ ایک دن زینب نے جو سلام بن مِشْکَم کی زوجہ اور مَرْحب کی بھاوج تھی ایک بکری کا گوشت بھون کر اس میں زہر ملادی اور بطور ہدیہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں بھیجا۔ آپ نے اس میں سے بازو اٹھالیا اور کھانے لگے۔ باقی چند صحابہ حاضرین نے تناول کیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کھاتے ہوئے فرمایا کہ یہ گوشت نہ کھاؤ۔ اور اس یہودیہ کو بلا بھیجا۔ وہ

---

1 ......فتوح البلدان بلاذری، ذکر خیبر۔......(سبل الهدی والرشاد، فی غزوة خیبر، ج٥، ص١٢٠ و١٢٤-١٢٧ والسيرة الحلبية، باب ذكر مغازيه صلى الله عليه وسلم، ج٣، ص٥٠، ٥٥ و٦٣۔ علميه)

2 ......لڑائی کے لیے تیار ہوگئے۔ 3 ......بلاذری، ذکر فدک۔ ١٢منہ

4 ......المواهب اللدنية وشرح الزرقاني، فتح وادى القرى، ج٣، ص٣٠١-٣٠٣ - علميه

حاضر خدمت ہوئی تو فرمایا کہ تم نے اس گوشت میں زہر ملایا ہے۔ وہ بولی آپ کو کس نے خبر دی۔ آپ نے بازو کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ اس بازو نے جو میرے ہاتھ میں ہے۔ اس نے کہا: ہاں میں نے اس میں زہر ملادی ہے۔ بدیں خیال کہ اگر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَالِہٖ وَسَلَّم پیغمبر ہیں تو زہر اثر نہ کرے گی اور اگر آپ پیغمبر نہیں ہیں تو ہم آپ سے آرام پائیں گے۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَالِہٖ وَسَلَّم اپنی ذات شریف کے لئے کسی سے انتقام نہ لیتے تھے۔ اس لئے معاف[1] فرمادیا۔[2] وہ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم جنہوں نے کھایا تھا انتقال فرما گئے۔ ان میں سے سب سے پہلے حضرت بِشر بن بَراء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے انتقال فرمایا تو ان کے قصاص میں اس یہودیہ کو قتل کردیا گیا۔

اسی سال حضرت خالد بن وَلید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ (فاتح شام) اور حضرت عَمْرو بن العاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ (فاتح مصر) ایمان لائے۔

لوگوں سے سوال نہ کرنے کی فضیلت

حضرت سَیِّدُنا ثوبان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ، راحت قلب وسینہ، باعث نزولِ سکینہ، صاحب معطر پسینہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَالِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''جو شخص مجھے اس بات کی ضمانت دے کہ لوگوں سے کوئی چیز نہ مانگے تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔''

حضرت سَیِّدُنا ثوبان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عرض گزار ہوئے کہ میں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ کسی سے کچھ نہیں مانگا کرتے تھے۔

(سنن ابی داود، کتاب الزکاۃ، باب کراھیۃ المسألۃ، الحدیث:١٦٤٣، ج٢، ص١٧٠)

---

1 ......مشکوۃ شریف، باب فی المعجزات، فصل ثانی۔

2 ......مشکاۃ المصابیح، کتاب احوال القیامۃ وبدء الخلق، باب فی المعجزات، الحدیث:٥٩٣١، ج٢، ص٣٩٥ و مرقاۃ المفاتیح، کتاب الفضائل، باب فی المعجزات، تحت الحدیث:٥٩٣١، ج٣، ص٢٦٦۔ علمیہ

ہجرت کا آٹھواں سال

غزوۂ مؤتہ

جُمادی الاُولیٰ میں غزوۂ مُؤتہ وقوع میں آیا۔ حقیقت میں یہ سَرِیّہ تھا مگر لشکر کی کثرت کے سبب سے اسے غزوہ سے تعبیر کیا گیا۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت حارث بن عُمیر ازدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ہاتھ امیر بصریٰ یا قیصر روم کے نام اپنا نامۂ مبارک بھیجا۔ جب قاصد مُؤتہ میں پہنچا تو شُرَحْبِیل بن عَمْرو غسّانی نے جو قیصر روم کی طرف سے شام میں ایک گورنر تھا اس کو شہید کر دیا۔ جب آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ خبر پہنچی تو آپ نہایت غمگین ہوئے اور تین ہزار فوج بسر کردگی زید بن حارِثہ (جو آپ کے آزاد کردہ غلام تھے) بھیجی اور حکم دیا کہ اگر زید شہید ہو جائیں تو جعفر بن ابی طالب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور وہ بھی شہید ہوں تو عبداللّٰہ بن رَواحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فوج کے سردار ہوں اور ارشاد ہوا کہ اس مقام پر جانا جہاں حارث بن عمیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ شہید ہوئے ہیں اور یہ بھی ہدایت کر دی گئی کہ پہلے ان کو دعوت اسلام دینا اگر وہ قبول کرلیں تو جنگ کی ضرورت نہیں۔ خود جناب رسالت مآب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ثَنِیَّۃُ الوَداع تک فوج کی مُشایعت[1] فرمائی۔ شُرَحْبِیل کو خبر پہنچی تو اس نے ایک لاکھ فوج تیار کی۔ ادھر قیصر روم عرب کی ایک لاکھ فوج لے کر زمین بَلْقاء[2] میں خیمہ زن ہوا۔ جب لشکر اسلام شہر مَعان میں پہنچا تو ان کو دشمن کی تعداد کثیر کی اطلاع ملی۔ انہوں نے چاہا کہ دربار رسالت کو حالات کی اطلاع دی جائے اور حکم کا انتظار کیا جائے مگر حضرت عبداللّٰہ بن رواحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا کہ فتح وشہادت میں سے ایک ہمیں ضرور حاصل ہو جائے گی اس لئے آگے بڑھے۔ جب بلقاء کی حد پر پہنچے تو مَشارِف میں قیصر کا لشکر نظر آیا۔ مسلمان بچ کر موتہ کی طرف چلے گئے اور یہاں جنگ ہوئی۔ حضرات زید وجعفر وعبداللّٰہ بن رَواحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم یکے بعد دیگرے بڑی بہادری سے پیدل ہو کر لڑے اور شہید ہوئے۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مدینہ میں ان واقعات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے اور بیان

---

1 ......فوج کو رخصت کرتے وقت کچھ فاصلے تک اس کے ساتھ جانا۔

2 ......یہ مقام شام ووَادِی القُریٰ کے درمیان واقع ہے، موتہ اور مشارف دیہات بلقاء میں سے ہیں، شہر معان بلقاء کے نواح میں ہے۔ ۱۲ منہ

فرمارہے تھے۔حضرت جعفر رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنہُ نے پہلے اپنے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں[1] پھر حملہ کیا ان کا دایاں بازو کٹ گیا تو علم بائیں ہاتھ میں لے لیا۔ بایاں بھی کٹ گیا تو بغل میں لے لیا یہاں تک کہ شہید ہوگئے۔حضرت عبد اللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنہُ کا بیان ہے کہ میں نے انکی لاش دیکھی تو اس پر نوے سے کچھ اوپر زخم تلواروں اور برچھیوں کے تھے اور سب کے سب سامنے کی طرف تھے پشت پر ایک بھی نہ تھا۔آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت جعفر رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنہُ کو شہادت کے بعد بہشت میں فرشتوں کے ساتھ اڑتے دیکھا۔دوسری روایت میں ہے کہ بشکل فرشتہ دو خون آلودہ بازوؤں کے ساتھ دیکھا۔اسی واسطے ان کو جعفر طَیَّار یا جعفر ذُوالجَنَاحَین کہتے ہیں۔حضرت عبد اللّٰہ بن رَواحہ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنہُ کے بعد بالاتفاق حضرت خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنہُ امیر لشکر ہوئے۔وہ بھی نہایت شجاعت سے لڑے۔خود ان کا بیان ہے کہ اس دن نو تلواریں میرے ہاتھ سے ٹوٹ ٹوٹ کر گر پڑیں۔لشکر کفار میں تزلزل پڑ گیا[2] آخر لشکر اِسلام پسپا ہوگیا۔اسے مسلمانوں کی فتح کہنا چاہیے کہ دو لاکھ کے مقابلہ میں صرف بارہ شہید ہوئے باقی سب صحیح وسالم مدینہ منورہ واپس آگئے۔

غزوۂ فتح مکہ

ماہِ رمضان میں غزوۂ فتح مکہ وقوع میں آیا۔اس کا سبب یہ تھا کہ قریش نے معاہدہ حدیبیہ توڑ دیا۔بغرضِ توضیح ہم یہاں کسی قدر تفصیل سے کام لیتے ہیں۔عبد المُطّلِب بن ہاشم کو ان کے چچا مُطّلِب سات یا آٹھ سال کی عمر میں مدینہ سے مکہ میں لائے تھے جیسا کہ اس کتاب میں پہلے مذکور ہوا اور ہاشم کے مکانات پر ان کو قابض کر دیا تھا جب مُطّلِب نے وفات پائی تو عبد المُطَّلِب کے چچا نوفل نے وہ مکانات چھین لئے۔عبد المُطّلِب نے قریش سے مدد مانگی۔قریش نے کہا کہ ہم تو تم دونوں میں دخل نہیں دیتے۔عبد المُطَّلِب نے اپنے نَنِہال یعنی بنو نَجّار کو مدینہ میں لکھا۔اس لئے ابو سعید بن عُدَس نَجّاری اَسّی سوار لے کر مدد کو آیا۔جب وہ مکہ میں پہنچا تو نَوفَل حَطِیم میں قریش کی ایک جماعت میں بیٹھا ہوا تھا۔ابو سعید نے وہاں پہنچ کر نَوفَل کے سر پر تلوار کھینچ لی اور کہنے لگا کہ ہمارے بھانجے کے مکانات واپس کر دو ورنہ اس تلوار سے

---

1 ......ایڑی کے اوپر سے پاؤں کے پٹھے کاٹنا، لُولا بنادینا۔

2 ......ہلچل مچ گئی۔

فیصلہ کر دیتا ہوں۔ یہ دیکھ کر نَوفَل نے قریش کے سامنے مکانات تو واپس کر دیئے مگر اپنی کمزوری کو محسوس کر کے آیندہ کے لئے عبد شمس کے بیٹوں کو بنو ہاشم کے خلاف اپنا حلیف بنا لیا۔ اس پر عبد المُطَّلِب نے خزاعہ سے کہا کہ تم بنو نوفل اور بنو عبد شمس کے خلاف میرے حَلِیف بن جاؤ۔ عبد مناف کی ماں خُزَاعہ کے سردار حُلَیْل کی بیٹی تھی۔ اس لئے وہ کہنے لگے کہ تمہاری مدد کرنا ہم پر واجب ہے۔ چنانچہ دار الندوہ میں یہ معاہدہ لکھا گیا۔

حدیبیہ کے دن از روئے معاہدہ ہر ایک قبیلہ فریقین میں سے جس کا چاہا حَلِیف بن گیا۔ چنانچہ خزاعہ اپنا پرانا معاہدہ دکھا کر رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حَلِیف بن گئے اور بنو بکر قریش کے معاہدے میں شامل ہوئے۔ یہ دونوں قبیلے (خزاعہ و بنو بکر) ایک دوسرے کے حریف تھے اور ان میں مدت سے لڑائی چلی آتی تھی۔ جس کا سبب یہ تھا کہ زمانہ جاہلیت میں بنو الحَضْرمی میں سے ایک شخص جو اَسود بن رَزن دُئَلِی بکری کا حَلِیف تھا بغرضِ تجارت گھر سے نکلا جب وہ خزاعہ کے علاقہ میں پہنچا تو انہوں نے اسے قتل کر ڈالا اور مال لے لیا۔ اس پر بنو بکر نے خُزَاعہ کا ایک آدمی قتل کر ڈالا۔ پھر خزاعہ نے بنو الاسود یعنی سلمٰی وکلثوم وذُؤَیب کو عرفات میں قتل کر ڈالا۔ اسی حالت میں اسلام کے ظہور نے عرب کو اپنی طرف متوجہ کر لیا اور وہ لڑائیاں رک گئیں۔ جب صُلْحِ حُدَیْبِیہ کے سبب سے اسلام وکفر میں لڑائی کا سلسلہ بند ہو گیا تو بنو بکر (کی ایک شاخ بنو نُفَاثہ) سمجھے کہ اب انتقام کا وقت ہے اس لئے نَوفَل بن مُعَاوِیہ دَیلی بکری بنو نُفَاثہ کو ساتھ لے کر آبِ وَتِیر میں جو اسفل مکہ میں خزاعہ کے علاقہ میں ہے رات کو حملہ آور ہوا۔ قریش نے حسب معاہدہ بنو بکر کی مدد کی۔ چنانچہ صفوان بن اُمَیَّہ، حُوَیْطَب بن عبد العُزّٰی، عِکْرَمہ بن ابی جہل اور سہیل بن عمرو وغیرہ صورتیں بدل بدل کر خُزَاعہ سے لڑے یہاں تک کہ خُزَاعہ نے مجبور ہو کر حرم مکہ میں پناہ لی۔ بنو بکر حرم کا احترام ملحوظ رکھ کر رک گئے مگر نوفل نے کہا کہ یہ موقع پھر ہاتھ نہ آئے گا چنانچہ حرم میں خزاعہ کا خون بہایا گیا۔

جب بنو بکر و قریش نے وہ عہد توڑ دیا جو ان کے اور رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے درمیان تھا تو عمرو بن سالم خزاعی چالیس سوار لے کر مدینہ پہنچا اس وقت رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مسجد میں اپنے اصحاب میں تشریف رکھتے تھے۔ عمرو مذکور حاضر خدمت ہو کر یوں گویا ہوا:

يَا رَبِّ اِنِّيْ نَاشِدٌ مُحَمَّدَا　　　حِلْفَ اَبِيْنَا وَ اَبِيْهِ الْاَتْلَدَا

فَانْصُرْ رَسُوْلَ اللّٰهِ نَصْرًا عَتِدًا وَ ادْعُ عِبَادَ اللّٰهِ يَاْتُوْا مَدَدًا

اِنَّ قُرَيْشًا اَخْلَفُوْكَ الْمَوْعِدَا وَ نَقَضُوْا مِيْثَاقَكَ الْمُؤَكَّدَا

هُمْ بَيَّتُوْنَا بِالْوَتِيْرِ هُجَّدًا وَ قَتَلُوْنَا رُكَّعًا وَّ سُجَّدًا

اے خدا! میں محمد کو یاد دلاتا ہوں وہ پرانا معاہدہ جو ہمارے باپ اور اس کے باپ (عبدالمطلب) کے درمیان ہوا تھا۔ یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہماری پوری مدد کیجئے اور خدا کے بندوں کو بلایئے جو ہماری مدد کو آئیں۔ قریش نے آپ سے وعدہ کے خلاف کیا اور آپ کا محکم[1] معاہدہ توڑ ڈالا۔ انہوں نے وَتیر میں ہم پر بحالت خواب حملہ کیا اور ہمیں رکوع وسجدے کی حالت میں قتل کر ڈالا۔

یہ سن کر رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: عمرو! تجھے مدد مل جائے گی۔ ایک روایت[2] میں ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ میں قریش سے دریافت کرتا ہوں۔ پس آپ نے حضرت ضَمْرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو بھیجا اور یہ تین شرطیں پیش کیں کہ قریش ان میں سے ایک اختیار کرلیں:

﴿۱﴾...... خزاعہ کے مقتولین کا خون بہادیں۔

﴿۲﴾...... بنونفاثہ کی حمایت سے دست بردار ہوجائیں۔

﴿۳﴾...... اعلان کردیں کہ حدیبیہ کا معاہدہ ٹوٹ گیا۔

قُرطہ بن عمرو نے کہا کہ ہمیں صرف تیسری شرط منظور ہے۔

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مکہ پر حملہ کی پوشیدہ تیاری شروع کردی۔ حضرت حاطب بن اَبی بَلْتَعَہ لَخْمی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جو بنو اسد بن عبدالعُزّٰی کے حلیف تھے بنو ہاشم کی کنیز سارہ کے ہاتھ قریش کو ایک خط لکھ بھیجا جس میں اس جنگی تیاری کا حال درج تھا۔ سارہ نے وہ خط اپنے سر کے بالوں میں چھپالیا اور روانہ ہوئی۔ اللّٰہ تعالٰی نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اس معاملہ کی خبر دے دی۔ آپ نے حضرت علی وزبیر ومقداد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کو بھیجا اور ان سے فرمایا کہ روضہ خاخ میں تم کو ایک سانڈنی سوار[3] عورت ملے گی اس کے پاس قریش مکہ

1 ......مضبوط۔

2 ......زرقانی علی المواہب بحوالہ مغازی ابن عائذ بروایت ابن عمر۔

3 ......اونٹنی پر سوار۔

کے نام ایک خط ہے وہ لے آؤ۔ وہ سوار ہو کر چل پڑے اور سارہ سے روضہ خاخ میں جا ملے۔ اس کو نیچے اتار لیا اور کہا کہ تیرے پاس ایک خط ہے۔ اس نے انکار کیا۔ اس کے کجاوے کی تلاشی لی گئی مگر کچھ برآمد نہ ہوا۔ حضرت علی مرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے اس سے کہا: میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جھوٹ نہیں فرمایا تو خط نکال ورنہ ہم تیرے کپڑوں کی تلاشی لیں گے۔ یہ سن کر اس نے اپنے سر کے بالوں سے وہ خط نکال کر حوالہ کیا۔ جب یہ خط آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت حاطب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو طلب فرمایا اور پوچھا: ''حاطب! تو نے یہ کیا حرکت کی؟'' حاطب نے یوں عرض کیا: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میرے بارے میں جلدی نہ کیجئے۔ میں دین سے نہیں پھرا۔ میرے بال بچے مکہ میں قریش کے درمیان ہیں۔ آپ کے ساتھ جو مہاجرین ہیں قریش میں ان کے رشتے ہیں جن کے سبب سے وہ ان کے بال بچوں کی حفاظت کریں گے۔ مگر میرا قریش میں کوئی رشتہ نہیں۔ اپنے اہل و عیال کے بچاؤ کے لئے میں نے یہ حیلہ کیا کہ قریش پر یہ احسان کروں تاکہ اس کے صلہ میں وہ میرے بال بچوں کی حفاظت کریں۔'' رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا ہے۔ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بیتاب ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کا سر اُڑا دوں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ حاطب اصحاب بدر میں سے ہے۔ عمر! تجھے کیا معلوم ہے بے شک اللہ تعالیٰ اہل بدر پر مطلع ہے کہ فرما دیا:[1] اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ. غرض باوجود ایسے سنگین جرم کے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت حاطب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو معاف فرما دیا۔[2]

قصہ کوتاہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بتاریخ ۱۰ ماہِ رمضان ۸ ھ دس ہزار آراستہ فوج لے کر مدینہ سے روانہ ہوئے۔ حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ جو اب تک مکہ میں مقیم تھے اپنے اہل و عیال سمیت ہجرت کر کے

1 ......تم کرو جو چاہو البتہ میں نے تم کو معاف کر دیا۔ صحیح بخاری، باب غزوۃ الفتح وما بعث حاطب بن ابی بلتعہ الی اہل مکہ۔ ۱۲ منہ

2 ......المواهب اللدنية وشرح الزرقاني، باب غزوة الفتح الاعظم، ج۳، ص۳۲۹۔۳۹۱ ملخصاً وصحيح البخاري، كتاب المغازي، باب غزوة الفتح، الحديث: ۴۲۷۴، ج۳، ص۹۹ و السيرة الحلبية، باب ذكر مغازيه، غزوة وادي القرى، ج۳، ص۸۷۔ علميه

مدینہ کو آرہے تھے۔ وہ مقام جُحْفَہ[1] میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حسبِ ارشادِ نبوی انہوں نے اہل وعیال کو تو مدینہ بھیج دیا اور خود لشکر اسلام میں شامل ہوگئے۔ قُدَید میں قبائل کو جھنڈے دیئے گئے۔ اخیر پڑاؤ مَرُّ الظَّہران تھا جہاں سے مکہ ایک منزل یا اس سے بھی کم تھا۔ یہاں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حکم سے تمام فوج نے الگ الگ آگ روشن کی۔ قریش کو لشکر اسلام کی روانگی کی افواہ پہنچ چکی تھی۔ مزید تحقیق کے لئے انہوں نے ابوسفیان بن حرب اور حکیم بن حِزام اور بُدَیل بن وَرْقاء کو بھیجا۔ اس تجسُّس میں ان کا گزر مَرُّ الظَّہران پر ہوا۔ ابوسفیان بولا: یہ اس قدر جابجا[2] آگ کیسی ہے؟ یہ تو شب عرفہ کی آگ کی مانند ہے۔ بدیل خزاعی نے کہا: یہ خزاعہ کی آگ ہے۔ ابوسفیان نے کہا: خزاعہ گنتی میں اتنے نہیں کہ ان کی اس قدر آگ ہو۔ خیمہ نبوی کی حفاظت پر جو دستہ متعین تھا انہوں نے ابوسفیان وغیرہ کو دیکھ لیا اور پکڑ کر رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں لے گئے۔ ابوسفیان ایمان لائے۔ جب رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یہاں سے مکہ کی طرف روانہ ہونے لگے تو حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ ابوسفیان کو پہاڑ کی چوٹی پر لے جاکر کھڑا کردو تاکہ افواجِ الٰہی کا نظارہ آنکھوں سے دیکھ لیں۔ قبائل عرب کی فوجیں ابوسفیان کے سامنے سے گزرنے لگیں۔ پہلے غِفار پھر جُہَیْنَہ، سعد بن ہُزَیل، سُلَیم نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے یکے بعد دیگرے گزرے ان کے بعد ایک فوج آئی جس کی مثل دیکھنے میں نہیں آئی۔ ابوسفیان نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جواب دیا کہ یہ انصار ہیں۔ سردار انصار حضرت سعد بن عبادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ علم ہاتھ میں لئے ہوئے برابر سے گزرے تو ابوسفیان سے کہا: ''**اَلْیَوْمُ یَوْمُ الْمَلْحَمَۃِ اَلْیَوْمَ تُسْتَحَلُّ الْکَعْبَۃ**'' آج گھمسان کے معرکہ کا دن ہے، آج کعبہ حلال کردیا جائے گا۔

بعد ازاں وہ مبارک دستہ آیا جس میں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آپ کے اصحاب (مہاجرین) تھے۔ حضرت زبیر بن العوام علمبردار تھے۔ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام برابر سے گزرے تو ابوسفیان نے کہا: ''حضور نے سنا سعد بن عبادہ کیا کہتے گزرے ہیں؟'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: سعد نے غلط کہا۔ آج کعبہ کی عزت کی جائے گی اور غلاف چڑھایا جائے گا پھر حکم دیا کہ علم سعد سے لے کر ان کے صاحبزادے قیس کو دے دیا جائے۔

1 ...... یہ مقام مکہ شریف سے چار منزل ہے۔ ۱۲ منہ

2 ...... جگہ جگہ۔

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مکہ میں حصہ بالائی کی طرف سے داخل ہوئے۔ اعلان کردیا گیا کہ جو شخص ہتھیار ڈال دے گا یا ابوسفیان کے گھر پناہ لے گا یا مسجد میں داخل ہوگا یا دروازے بند کرلے گا اس کو امن دیا جائے گا۔ حصہ بالائی میں (خَیفِ بنی کنانہ یعنی مُحَصَّب میں) رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے خیمہ نصب کیا گیا اور حضرت زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حسب الارشاد مُحَصَّب کی حد یعنی حَجُون کی پہاڑی پر علم کھڑا کردیا۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو حکم دیا قبائل عرب کے ساتھ پائین شہر کی طرف سے[1] داخل ہوں اور صفا میں ہم سے آملیں اور کسی سے جنگ نہ کریں۔ مگر صفوان بن اُمیہ، عِکرَمہ بن ابی جہل اور سہیل بن عمرو قریش کی ایک جماعت ساتھ لے کر جندمہ میں سدِّ راہ ہوئے اور حضرت خالد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی فوج پر تیر برسانے لگے چنانچہ حضرت حُبَیش بن اَشعر اور کُرز بن جابر فِہری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے شہادت پائی۔ حضرت خالد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے مجبور ہوکر ان پر حملہ کیا۔ وہ تیرہ یا زیادہ لاشیں چھوڑ کر گھروں کو بھاگ گئے اور بعضے پہاڑی پر چڑھ گئے۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جو تلواروں کی چمک دیکھی تو پوچھا کہ یہ جنگ کیسی ہے؟ عرض کیا گیا کہ شاید مشرکین نے پیش دستی[2] کی ہے جس کی وجہ سے خالد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو لڑنا پڑا۔ بعد ازاں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خالد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے باز پرس کی تو انہوں نے عرض کیا کہ ابتداء مشرکین کی طرف سے تھی، فرمایا: ''قضائے الٰہی بہتر ہے۔''[3]

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خیمہ میں ذرا آرام فرمایا پھر غسل کیا اور ہتھیاروں سے سج کر ناقہ قصواء پر سوار ہوئے اور اپنے غلام کے لڑکے اسامہ کو اپنے پیچھے سوار کرلیا۔ کَوْکَبۂ نبوی[4] بڑی شان و شوکت سے کعبہ کی طرف روانہ ہوا۔ آپ کے دائیں بائیں آگے پیچھے مہاجرین و انصار تھے جو اس طرح سراپا آہن پوش[5] تھے کہ بجز سیاہ چشم[6] ان کے بدن کا کوئی حصہ نظر نہ آتا تھا۔ بیت اللّٰہ شریف میں داخل ہوکر آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پہلے حجر اسود کو بوسہ دیا پھر اپنی ناقہ پر طواف کیا۔ بیت اللّٰہ کے گرد اور اوپر تین سو ساٹھ بت تھے جن کے سبب سے وہ

---

1 ......یعنی شہر کے نچلے حصے سے۔ 2 ......پہل۔

3 ......المواهب اللدنية و شرح الزرقاني، باب غزوة الفتح الاعظم، ج۳، ص۳۹۵۔۴۱۷ ملخصاً۔ علمیه

4 ......نبوی جلوس۔ 5 ......زرہ پہنے ہوئے۔ 6 ......سیاہ آنکھوں کے سوا۔

خانۂ خدا بت خانہ بنا ہوا تھا۔ آپ کے دست مبارک میں ایک لکڑی تھی اس سے آپ ایک ایک بت کو ٹھوکے دیتے جاتے تھے اور یہ پڑھتے جاتے تھے:

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾ سچ آگیا اور باطل مٹ گیا بیشک باطل مٹنے والا ہے۔[1]

جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ ﴿۴۹﴾ سچ آگیا اور باطل نہ پہلی بار پیدا کرتا ہے اور نہ دوبارہ کرتا ہے۔[2]

اور وہ منہ کے بل گرتے جاتے تھے۔[3] جب اس طرح بیت اللہ شریف بتوں سے پاک ہو گیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت عثمان بن طلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے کُنجی لے کر دروازہ کھولا اندر داخل ہوئے تو حضرت ابراہیم واسمٰعیل عَلَیْہِمَا السَّلَام کے مجسمے نظر پڑے جن کے ہاتھوں میں جواء کھیلنے کے تیر دیئے ہوئے تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''خدا ان کو غارت کرے اللّٰہ کی قسم! ان دونوں نے کبھی تیروں سے جواء نہیں کھیلا۔'' کعبہ کے اندر ہی لکڑیوں کی ایک کبوتری بنی ہوئی تھی جسے آپ نے اپنے دست مبارک سے توڑ ڈالا اور تصویریں جو تھیں وہ مٹا دی گئیں۔ پھر دروازہ بند کر دیا گیا اور حضرت اسامہ و بلال و عثمان بن طلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ اندر رہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نماز پڑھی اور ہر طرف تکبیر کہی پھر دروازہ کھول دیا گیا۔ مسجد حرام قریش کی صفوں سے بھری ہوئی تھی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دروازے کے بازوؤں کو پکڑ کر یہ خطبہ پڑھا:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ اَلَا كُلُّ مَاْثُرَةٍ اَوْ دَمٍ اَوْ مَالٍ يُدْعٰى فَهُوَ تَحْتَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ اِلَّا سِدَانَةَ الْبَيْتِ وَسِقَايَةَ الْحَاجِّ اَلَا وَ قَتِيْلُ الْخَطَاءِ شِبْهِ الْعَمْدِ بِالسَّوْطِ وَالْعَصَا فَفِيْهِ الدِّيَّةُ مِائَةٌ مِّنَ الْاِبِلِ مِنْهَا اَرْبَعُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهَا اَوْلَادُهَا يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَذْهَبَ عَنْكُمْ نَخْوَةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَتَعَظُّمَهَا بِالْاٰبَآءِ اَلنَّاسُ مِنْ اٰدَمَ وَاٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ

---

[1] ......ترجمۂ کنز الایمان: حق آیا اور باطل مٹ گیا بیشک باطل کو مٹنا ہی تھا۔ (پ۱۵، بنی اسراء یل: ۸۱)۔ علمیه

[2] ......ترجمۂ کنز الایمان: حق آیا اور باطل نہ پہل کرے اور نہ پھر لوٹ کر آئے۔ (پ۲۲، سبا: ۴۹) علمیه

[3] ......المواهب اللدنية و شرح الزرقاني، باب غزوة الفتح الاعظم، ج۳، ص ٤٦٠-٤٦٢ ملتقطاً۔ علمیه

ایک خدا کے سوا اور کوئی معبود بحق نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، خدا نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندے کی مدد کی اور کافروں کے گروہوں کو تنہا شکست دی، آگاہ رہو کہ تمام مَفاخر یا خون یا مال ہر قسم کا سوائے کعبہ کی تولّیت اور حاجیوں کی سِقایت کے میرے ان دو قدموں کے نیچے ہیں، آگاہ رہو کہ قتل خطا جو عَمَد کے مشابہ ہو، تازیانہ سے ہو یا عصا سے اس کا خون بہا ایک سو اونٹ ہیں جن میں سے چالیس کے پیٹوں میں بچے ہوں، اے گروہ قریش! خدا نے تم سے جاہلیت کا غرور اور نسب کا افتخار دور کر دیا، تمام لوگ آدم کی اولاد سے ہیں اور آدم مٹی سے ہیں۔

پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ﴿۱۳﴾ (حجرات، ع۲)	اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور عورت (آدم وحوا) سے پیدا کیا اور تم کو کنبے اور قبیلے بنایا تا کہ ایک دوسرے کو پہچانو بیشک تم میں اللہ کے نزدیک زیادہ بزرگ وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے تحقیق اللہ جاننے والا اخبر دار ہے۔ (1)

خطبہ کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قریش کی طرف متوجہ ہوئے جن سے مسجد بھری ہوئی تھی۔ اعلانِ دعوت سے اب تک ساڑھے سترہ سال میں قریش نے آپ سے اور آپ کے اصحاب سے جو جو سلوک کیے تھے وہ سب ان کے پیش نظر تھے اور خوف زدہ اس انتظار میں تھے کہ دیکھیے کیا سلوک کیا جاتا ہے۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اب اس شہر میں ہیں جہاں سے نکلے تھے تو اندھیری رات اور فقط صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ساتھ تھے۔ آج آپ داخل ہوتے ہیں تو دس ہزار جاں نثار ساتھ ہیں اور بدلہ لینے پر پوری قدرت حاصل ہے۔ بایں ہمہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یوں خطاب فرمایا: اے گروہ قریش! تم اپنے گمان میں مجھ سے کیسے سلوک کی توقع رکھتے ہو؟ وہ بولے: ''خَيْرًا اَخٌ كَرِيْمٌ وَابْنُ اَخٍ كَرِيْمٍ'' نیکی کی توقع رکھتے ہیں، آپ شریف بھائی اور شریف برادر زادہ ہیں۔ یہ سن کر حضور رحمۃ للعالمین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

''لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَآءُ'' آج تم پر کوئی الزام نہیں، جاؤ تم آزاد ہو۔

---

(1) ......ترجمۂ کنز الایمان: اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے بیشک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔ (پ۲۶، الحجرات: ۱۳) علمیه

اعلانِ عفو کے بعد آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مسجد حرام میں بیٹھ گئے۔ بیت اللہ شریف کی کنجی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دست مبارک میں تھی۔ حضرت علی اور حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما میں سے ہر ایک نے عرض کیا کہ کنجی ہمیں عنایت ہو مگر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو عطا فرمائی۔[1]

حضرت عثمان بن طلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا بیان ہے کہ ہجرت سے پہلے مجھے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مکہ میں ملے، آپ نے مجھے دعوت اسلام دی۔ میں نے کہا: اے محمد! تجھ سے تعجب ہے کہ تو چاہتا ہے کہ میں تیری پیروی کروں حالانکہ تو نے اپنی قوم کے دین کی مخالفت کی ہے اور ایک نیا دین لایا ہے۔ ہم جاہلیت میں کعبہ کو دوشنبہ اور پنجشنبہ کے دن[2] کھولا کرتے تھے۔ ایک دن رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لوگوں کے ساتھ کعبہ میں داخل ہونے کے ارادے سے آئے۔ میں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے دُرُشت کلامی[3] کی اور آپ کو برا بھلا کہا مگر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے درگزر کیا اور فرمایا: ''عثمان تو یقیناً عنقریب ایک دن اس کنجی کو میرے ہاتھ میں دیکھے گا کہ جہاں چاہوں رکھ دوں۔'' میں نے کہا: اس دن بیشک قریش ہلاک ہو جائیں گے اور ذلیل ہو جائیں گے۔ اس پر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: بلکہ زندہ رہیں گے اور عزت پائیں گے اور آپ کعبہ میں داخل ہوئے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس ارشاد نے مجھ پر اثر کیا۔ میں نے گمان کیا کہ جیسا آپ نے مجھ سے فرمایا عنقریب ویسا ہی ہو جائے گا اور ارادہ کیا کہ مسلمان ہو جاؤں مگر میری قوم مجھ سے نہایت درشت کلامی کرنے لگی۔ جب فتح مکہ کا دن آیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے فرمایا: عثمان! کنجی لا، آپ نے کنجی مجھ سے لی پھر وہی کنجی مجھے دے دی اور فرمایا: لو یہ پہلے سے تمہاری ہے اور تمہارے ہی پاس ہمیشہ رہے گی۔ ظالم کے سوا اسے کوئی تم سے نہ چھینے گا۔ عثمان! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تم کو اپنے گھر کا امین بنایا ہے۔ پس اس گھر کی خدمت کے سبب سے جو کچھ تمہیں ملے اسے دَستورِ شرعی کے موافق کھاؤ۔ جب میں نے پیٹھ پھیری آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے پکارا میں پھر حاضر ہوا۔ فرمایا: کیا وہ بات نہ ہوئی جو میں نے تجھ سے کہی تھی۔ اس پر مجھے ہجرت سے پہلے مکہ میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

---

1 ......السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، دخول رسول الحرم، ص٤٧٣ ملخصاً۔ علمیہ

2 ......پیر اور جمعرات کے دن۔ 3 ......سخت کلامی۔

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وہ قول یاد آ گیا۔ میں نے عرض کیا: ''ہاں (وہ بات ہوگئی) میں گواہی[1] دیتا ہوں کہ'' آپ اللہ کے رسول ہیں۔''[2] اس حدیث میں تین پیشگوئیاں ہیں۔ وہ تینوں پوری ہوگئیں۔

اس روز آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دیر تک مسجد میں رونق افروز رہے۔ نماز کا وقت آیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حکم سے حضرت بلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کعبہ کی چھت پر اذان کہی۔ ابوسفیان بن حرب اور عتّاب بن اَسِید اور حارث بن ہِشَام کعبہ کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے اذان کی آواز سن کر عتّاب بولا کہ خدا نے اسید کو یہ عزت بخشی کہ اس نے یہ آواز نہ سنی ورنہ اسے رنج پہنچتا۔ حارث بولا: خدا کی قسم! اگر یہ حق ہوتا تو میں اس کی پیروی کرتا۔ حضرت ابوسفیان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا: میں تو کچھ نہیں کہتا اگر کہوں تو یہ کنکریاں ان کو میرے قول کی خبر دیں گی۔ جب آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان لوگوں کے پاس ہو کر نکلے تو فرمایا کہ تمہاری باتیں مجھے معلوم ہو گئیں تم نے ایسا ایسا کہا ہے۔ حارث و عتاب یہ سنتے ہی کہنے لگے: ''ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خدا عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں۔ ان باتوں کی اطلاع کسی اور کو نہ تھی ورنہ ہم کہہ دیتے کہ اس نے آپ کو بتا دیں۔''[3]

مسجد سے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کوہِ صفا پر تشریف لے گئے۔ وہاں مردوں اور عورتوں نے اسلام قبول کر کے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دست مبارک پر بیعت کی۔ مردوں میں حضرت معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور مستورات میں ان کی والدہ ہند بھی تھی جو حضرت امیر حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا کلیجہ چبا گئی تھی۔

عفو عام سے نو یا دس اشخاص مستثنٰی تھے جن کی نسبت حکم دیا گیا تھا کہ جہاں ملیں قتل کر دیئے جائیں۔ اس حکم کی وجہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ذاتی انتقام نہ تھا بلکہ اور مختلف جرم تھے۔ ان میں سے صرف تین یعنی ابن خَطَل، مِقْیَس بن صُبَابہ اور ابن خَطَل کی کنیز قُرَیبہ قتل ہوئے۔ ابن خَطَل اور مِقْیَس قصاص میں قتل کیے گئے۔ قُرَیبہ اسلام کی ہَجو گایا کرتی تھی۔ باقی سب کو امن دیا گیا اور ایمان لائے۔ ایک دشمنِ اسلام عیسائی مصنف ان دس اشخاص کی تفصیل

---

1 ......حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے یہ معجزہ دیکھ کر تجدید شہادت کی ورنہ یہ معلوم ہے کہ آپ سال فتح سے پہلے اسلام لا چکے تھے۔ ۱۲ منہ

2 ......طبقات ابن سعد (متوفی ۲۳۰ھ)......(المواهب اللدنية و شرح الزرقاني، باب غزوة الفتح الاعظم، ج٣، ص٤٦٩ ملتقطاً۔ علميه)

3 ......سیرت ابن ہشام۔......(السيرة النبوية لابن هشام، دخول رسول الحرم، ص٤٧٤۔ علميه)

دے کر یوں لکھتا ہے۔[1]

''اس طرح عفو کے مقابلہ میں حکم قتل کی صورتیں کالعدم تھیں اور سزائے موت جہاں فی الواقع عمل میں آئی (شاید باستثنائے مُغَنِّیہ) محض پولیٹیکل مخالفت کے سوا اور جرموں کی وجہ غالباً روا تھی۔ جس عالی حوصلگی سے (حضرت) محمد نے اس قوم سے سلوک کیا جس نے اتنی دیر آپ سے دشمنی رکھی اور آپ کا انکار کیا وہ ہر طرح کی تحسین و آفرین کے قابل ہے۔ حقیقت میں گزشتہ کی معافی اور اس کی گستاخیوں اور اذیتوں کی فراموشی آپ ہی کے فائدے کے لئے تھی مگر تاہم اس کے لئے ایک فراخ و فیاض دل کی کچھ کم ضرورت نہ تھی۔''

فتح مکہ کے دوسرے روز خُزاعہ نے ہذیل کے ایک شخص کو جو مشرک تھا قتل کر ڈالا اس پر آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حمد و ثنا کے بعد یوں خطاب[2] فرمایا:

اِنَّ مَکَّۃَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ لَا يَحِلُّ لِامْرِیءٍ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يَّسْفِكَ بِهَا دَمًا وَّلَا يَعْضِدَ بِهَا شَجَرًا فَاِنْ تَرَخَّصَ اَحَدٌ لِقِتَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا فَقُوْلُوْا لَهٗ اِنَّ اللّٰهَ اَذِنَ لِرَسُوْلِهٖ وَلَمْ يَاْذَنْ لَكُمْ وَاِنَّمَا اَذِنَ لِیْ فِيْهَا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ وَّقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْاَمْسِ وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ.[3]

تحقیق مکہ کو اللہ نے حرام کر دیا اور لوگوں نے حرام نہیں کیا جو شخص خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے جائز نہیں کہ اس میں خون بہائے اور نہ اس کا درخت کاٹے اگر کوئی اس میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جنگ کے سبب سے قتال کو رخصت کہے تو اس سے کہہ دو کہ خدا نے اپنے رسول کو اجازت دی تم کو اجازت نہیں دی،

---

1 ......لائف آف محمد، مولفہ سر ولیم میور صاحب۔......(سبل الهدى والرشاد، فی غزوة الفتح الاعظم...الخ، ج٥، ص٢٢٤-٢٢٦ و٢٤٧۔ علمیه)

2 ......صحیح بخاری و سیرت ابن ہشام۔

3 ......صحيح البخاری، کتاب المغازی، ٥٣۔باب، الحديث: ٤٢٩٥، ج٣، ص١٠٥ والسيرة النبوية لابن هشام، دخول رسول الحرم، ص٤٧٤۔ علميه

مجھے بھی دن کی ایک ساعت اجازت دی گئی اور آج پھر اس کی حرمت ایسی ہو گئی جیسا کہ کل (فتح سے پہلے) تھی، چاہیے کہ جو یہاں حاضر ہے وہ غائب کو یہ پیغام پہنچا دے۔

جب مکہ بتوں سے پاک ہو چکا تو مکہ کے گرد جو بت (منات، لات، عزیٰ، سواع) تھے وہ سرایا کے ذریعہ سے منہدم کر دیئے گئے۔

غزوۂ حنین

فتح مکہ کا اثر قبائل عرب پر نہایت اچھا پڑا وہ اب تک منتظر تھے اور کہا کرتے تھے کہ (حضرت) محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اور ان کی قوم کو آپس میں نپٹ لینے دو اگر وہ قریش پر غالب آ گئے تو سچے پیغمبر ہیں۔ اس لئے جب مکہ فتح ہوا تو ہر ایک قوم نے اسلام قبول کرنے میں پیش دستی کی[1] مگر ہَوَازِن کا زبردست قبیلہ جو مکہ و طائف کے درمیان سکونت پذیر تھا اس فتح پر بہت بَرافروختہ[2] ہوا۔ وہ اس سے پہلے ہی جنگ کی تیاریاں کر رہے تھے اس لئے فتح کی خبر سنتے ہی حملہ کے لئے تیار ہو گئے۔ ہوازن (باستثنائے کعب و کلاب) کے ساتھ ثَقِیف تمام اور نَصْر و جُشَم تمام اور سعد بن ابی بکر اور کچھ بنو ہلال شامل ہوئے۔ جُشَم کا رئیس دُرَید بن صِمَّہ تھا جس کی عمر سو سال سے متجاوز تھی۔ اسے محض مشورے کے لئے ہَودَج[3] میں بٹھا کر ساتھ لے گئے۔ تمام فوج کا سپہ سالار اعظم مالک بن عوف نصری تھا جس کے حکم سے بچے اور عورتیں اور اَموال بھی ساتھ تھے تاکہ لڑائی میں پیچھے نہ ہٹیں۔ دُرَید نے اس حکم کو پسند نہ کیا مگر اس کی کچھ پیش نہ گئی۔

رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو خبر پہنچی تو آپ نے حضرت عبد اللّٰہ بن ابی حَدْرَد اَسلمی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو بطور جاسوس دریافت حال کے لئے بھیجا۔ وہ دشمن کے لشکر میں آئے اور انہوں نے وہاں کے تمام حالات دربار رسالت میں عرض کیے۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تیاری شروع کر دی۔ دس ہزار درہم سے زائد عبد اللّٰہ بن ابی رَبیعہ سے جو ابو جہل کے بھائی تھے قرض لئے گئے۔ اور صفوان بن امیہ سے جو اب تک ایمان نہ لائے تھے سو زِرہیں مع لوازم مُستعار لی گئیں۔ غرض شوال ۸ھ میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بارہ ہزار جمعیت کے ساتھ روانہ ہوئے جن میں سے دو ہزار طُلَقاء (اہل مکہ) تھے۔ لشکر کی کثرت کو دیکھ کر بعضوں کی زبان سے بے اختیار نکلا:

---

1 ……جلدی کی۔ 2 ……غصہ میں بھرا ہونا۔ 3 ……اونٹ کا کجاوہ۔

''آج ہم پر کون غالب آسکتا ہے؟'' جب حنین[1] میں پہنچے تو صبح کے وقت کہ ابھی اجالا بھی اچھی طرح نہ ہوا تھا حملہ کے لئے آگے بڑھے۔ دشمن نے ان کے پہنچنے سے پہلے ہی اس طرح صف آرائی کر رکھی تھی کہ سب سے آگے سوار، سواروں کے پیچھے پیادہ، پیادوں کے پیچھے عورتیں اور عورتوں کے پیچھے بکریاں اور اونٹ تھے اور کچھ فوج پہاڑ کی گھاٹیوں اور دَروں کی کمین گاہوں میں مقرر کر دی تھی۔ اسلامی فوج نے پہلے ایسی شجاعت سے دھاوا کیا کہ کفار[2] بھاگ نکلے۔ مسلمان غنیمت لوٹنے میں مشغول ہوگئے۔ کفار نے ایک دوسرے کو پکارا کہ یہ کیا ذِلت و فَضِیحت[3] ہے اور مڑ کر حملہ کیا۔ اب کثرت پر نازش[4] اپنا رنگ لائی۔ لشکر اسلام کے مقدمہ میں بہت سے ایسے نوجوان تھے جو سلاح[5] و زِرہ سے خالی تھے۔ ہوازن و بنو نصر کی جماعت نے جو تیر اندازی میں مشہور تھے تیروں کا مینہ برسانا شروع کیا۔ ذرا سی دیر میں مقدمۃ الجیش[6] کے پاؤں اکھڑ گئے۔ اس طرح باقی فوج بھی بھاگ نکلی۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ صرف چند اصحاب ثابت قدم رہے مگر اکیلے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تھے کہ اس حالت میں بھی دشمن کی طرف بڑھنا چاہتے تھے اور وہ اصحاب بمقتضائے شفقت آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو روک رہے تھے۔ چنانچہ حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ آپ کے خچر کی لگام اور حضرت ابوسفیان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ رکاب تھامے ہوئے تھے کہ آگے نہ بڑھ جائیں اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرما رہے تھے:

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

میں پیغمبر ہوں اس میں جھوٹ نہیں، میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔

حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نہایت بلند آواز تھے۔ آپ نے حکم دیا کہ مہاجرین و انصار کو آواز دو۔ چنانچہ وہ یوں پکارنے لگے: یَامَعْشَرَ الْاَنْصَارِ! یَا اَصْحَابَ السَّمُرَۃِ! یَا اَصْحَابَ سُوْرَۃِ الْبَقَرَۃِ! اوگروہ انصار! او بیعت رضوان والو! اے سورۂ بقرہ والو!

اس آواز کا کان میں پڑنا تھا کہ لَبَّیْك لَبَّیْك کہتے ہوئے سب جمع ہوگئے۔ آپ نے صف آرائی کے بعد حملہ

---

1 ......ایک وادی کا نام ہے جو مکہ سے طائف کی طرف قریباً بارہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ ۱۲ منہ

2 ......صحیح بخاری، باب قول اللّٰہ تعالٰی: ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم۔ الآیۃ۔

3 ......رسوائی۔ 4 ......فخر و بڑائی۔ 5 ......اسلحہ۔ 6 ......وہ فوجی دستہ جو لشکر کے آگے آگے ہوتا ہے۔

کا حکم دیا چنانچہ وہ نہایت بہادری سے لڑنے لگے۔ شدت جنگ کو دیکھ کر آپ نے فرمایا: اَلْاٰنَ حَمِیَ الْوَطِیْسُ (اب تنور خوب گرم ہوگیا) لڑائی کا نقشہ بدل چکا تھا۔ مسلمانوں پر طُمَانِیت کا نزول ہوا۔ کفار کو ملاءِ اعلیٰ[1] کا لشکر پچکلیان گھوڑوں[2] پر سواروں کی شکل میں نظر آرہا تھا۔

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خچر سے اتر کر ایک مشت خاک لی اور شَاھَتِ الْوُجُوْہ[3] پڑھتے ہوئے کفار کی طرف پھینک دی۔ دشمن میں سے کوئی ایسا نہ تھا جس کی آنکھوں میں وہ خاک نہ پڑی ہو۔[4] لشکر کفار کو شکست ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں جنگ حنین کا ذکر اس طرح کیا:

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِیْ مَوَاطِنَ كَثِیْرَةٍ ۙ وَّ یَوْمَ حُنَیْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَیْـًٔا وَّ ضَاقَتْ عَلَیْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّیْتُمْ مُّدْبِرِیْنَ ۚ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَ عَذَّبَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ وَ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ یَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۲۷﴾ (سورۂ توبہ، ع۴)

البتہ تحقیق اللہ نے تم کو مدد دی بہت میدانوں میں اور حنین کے دن جب تم اپنی کثرت پر اترائے۔ پس وہ کثرت تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین باوجود فراخی کے تم پر تنگ ہوگئی پھر تم پیٹھ پھیر کر ہٹے پھر اللہ نے اپنے رسول پر اور مومنوں پر اپنی طرف سے تسکین نازل فرمائی اور وہ فوجیں اتاریں جو تم نے نہ دیکھیں اور کافروں کو عذاب کیا اور یہی سزا ہے کافروں کی پھر خدا اس کے بعد توبہ قبول کرے گا جس کی چاہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔[5]

---

1 ......آسمانی فرشتے۔ 2 ......وہ گھوڑا جس کے چاروں پاؤں اور ماتھا سفید ہو۔ 3 ......چہرے سیاہ ہوجائیں۔

4 ......السیرة النبویة لابن ہشام،غزوة حنین فی سنة ثمان بعد الفتح،ص۴۸۳۔۴۸۸ ملتقطاً و المواهب اللدنیة وشرح الزرقانی، غزوة حنین،ج۳،ص۴۸۷۔۵۱۱ ملخصاً وصحیح البخاری،کتاب المغازی،باب قول اللّٰه تعالٰی:ویوم حنین...الخ، الحدیث:۴۳۱۷،ج۳،ص۱۱۱۔ علمیه

5 ......ترجمۂ کنز الایمان: بیشک اللہ نے بہت جگہ تمہاری مدد کی اور حنین کے دن جب تم اپنی کثرت پر اترا گئے تھے تو وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین اتنی وسیع ہو کر تم پر تنگ ہوگئی پھر تم پیٹھ دے کر پھر گئے پھر اللہ نے اپنی تسکین اتاری اپنے رسول پر اور مسلمانوں پر اور وہ لشکر اتارے جو تم نے نہ دیکھے اور کافروں کو عذاب دیا اور منکروں کی یہی سزا ہے پھر اس کے بعد اللہ جسے چاہے گا توبہ دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (پ۱۰،التوبة:۲۵۔۲۷) علمیه

جنگ اَوطاس

شکست خوردہ فوج ٹوٹ پھوٹ کر کچھ تو اَوطاس میں اور کچھ طائف میں جمع ہوئی۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کچھ فوج بسر کردگی حضرت ابو عامر اَشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَوطاس بھیجی جو دِیارِ ہَوازِن میں ایک وادی کا نام ہے۔ دُرَید بن صِمّہ یہاں مارا گیا۔ قبیلہ جُشَم کے ایک شخص نے حضرت ابو عامر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ران میں تیر مارا حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس جُشَمی کو قتل کر ڈالا اور حضرت ابو عامر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اطلاع دی۔ حضرت ابو عامر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کچھ دیر کے بعد واصل بحق ہوئے۔ مگر شہادت سے پہلے انہوں نے حضرت ابو موسیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے کہا کہ سلام کے بعد میرا یہ پیغام رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں پہنچا دینا کہ آپ میرے حق میں دعائے مغفرت فرمائیں۔

حضرت ابو عامر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بعد حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عَلَم ہاتھ میں لیا اور خوب جنگ کی دشمن کو شکست ہوئی۔ اسیرانِ جنگ میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رضاعی بہن شیماء سعدیہ بھی تھیں۔ جب گرفتار ہو کر آئیں تو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کہنے لگیں کہ میں آپ کی بہن ہوں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اس کی علامت کیا ہے؟ اس پر انہوں نے اپنی پیٹھ کھول کر دکھائی کہ ایک دفعہ بچپن میں میں آپ کو گود میں لئے بیٹھی تھی آپ نے دانت سے کاٹا تھا یہ اس کا نشان ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے وہ نشان پہچان لیا اور اپنی چادر مبارک بچھا کر ان کو اس پر بٹھایا اور مرحبا کہا۔ پھر فرمایا: ''جی چاہے تو میرے ہاں عزت سے رہو اور اپنی قوم میں جانا چاہو تو وہاں پہنچا دیا جائے۔'' انہوں نے اپنی قوم میں رہنا پسند کیا اور ایمان لائیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کو غلام و کنیز اور ایک اونٹ دے کر بڑے احترام سے ان کی قوم میں پہنچا دیا۔

جب حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اوطاس سے واپس آئے تو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو حضرت ابو عامر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا پیغام پہنچا دیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یوں دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِعُبَیْدٍ اَبِیْ عَامِرٍ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَوْقَ کَثِیْرٍ مِّنْ خَلْقِکَ وَمِنَ النَّاسِ. اے خدایا! ابو عامر عبید کو بخش دے اے خدا! اسے قیامت کے دن اپنی مخلوق اور اپنے لوگوں میں سے بہتوں کے اوپر رکھنا۔

یہ دیکھ کر حضرت ابوموسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے واسطے دعا کی التجاء کی۔آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یوں دعا فرمائی:" اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ قَیْسٍ ذَنْبَہٗ وَ اَدْخِلْہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مُدْخَلًا کَرِیْمًا۔" اے خدا! عبداللہ بن قیس کا گناہ بخش دے اور اسے قیامت کے دن عزت کے مقام میں داخل کر۔[1]

محاصرۂ طائف

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے غنائم واَسیرانِ[2] جنگ کی نسبت حکم دیا کہ سب کو جمع کر کے جِعْرانہ[3] میں بھیج دیا جائے۔بذاتِ اقدس طائف[4] کی طرف روانہ ہوئے۔روانگی کے وقت طفیل بن عَمرو دُوسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو بت ذُو الْکَفَّیْن کے منہدم کرنے کے لئے بھیجا اور حکم دیا کہ اپنی قوم سے مدد لے کر ہم سے طائف میں آملو،حضرت طفیل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنی قوم کے رئیس تھے انہوں نے بت کو جلا دیا اور قبیلہ دُوس کے چار سو آدمی اور دبابہ و منجنیق لے کر طائف میں حاضر خدمت اقدس ہوئے۔

ثَقِیف اَوطاس سے بھاگ کر طائف میں چلے آئے تھے۔یہاں ایک قلعہ تھا اس کی مرمت کر کے ایک سال کا سامان رسد[5] لے کر اس میں پناہ گزین تھے۔لشکر اسلام اس قلعہ کے قریب اترا اسلام میں یہ پہلا موقع تھا کہ قلعہ شکن آلات استعمال میں لائے گئے۔مسلمانوں نے منجنیق[6] نصب کیا تو اہل قلعہ نے تیروں کا مینہ برسانا شروع کیا بارہ غازی شہید ہوگئے۔دبابہ[7] استعمال کیا گیا تو ثقیف نے لوہے کی گرم سلاخیں برسائیں جن سے دبابہ جل گیا اور نقصانِ جان بھی ہوا،پھر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف سے منادی کر دی گئی کہ کفار کا جو غلام قلعہ سے ہمارے پاس آئے گا وہ آزاد کر دیا جائے گا۔اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تیس غلام قلعہ سے اتر کر حاضر خدمت ہوئے،وہ سب آزاد کر دیئے گئے اور

---

1 ......المواھب اللدنیة وشرح الزرقانی،غزوۃ اوطاس،ج۳،ص ۵۳۲۔۵۳۶ ملتقطاً۔ علمیه

2 ...... مال غنیمت اور جنگی قیدی۔

3 ......جعرانہ یا جعرّانہ مکہ وطائف کے درمیان مکہ سے ایک برید (۱۲ میل) ہے۔۱۲منہ

4 ......طائف ایک بڑا شہر ہے جو مکہ سے دو یا تین منزل مشرق کی طرف واقع ہے۔۱۲منہ

5 ......راشن۔

6 ......منجنیق ایک قسم کا بڑا گوپھیا تھا جس میں بڑے بڑے پتھر رکھ کر دیوار قلعہ پر پھینکا کرتے تھے تاکہ دیوار ٹوٹ جائے۔۱۲منہ

7 ......دبابہ ایک آلۂ جنگ تھا جو چمڑے اور لکڑی سے بنایا جاتا تھا اس کی اوٹ میں دشمن کے قلعہ کی طرف جاتے تاکہ دیوار قلعہ میں نقب لگائیں۔۱۲منہ

ایک ایک کرکے مسلمانوں کے حوالہ کردیئے گئے کہ ان کی ضروریات کے مُتَکَفِّل ہوں اوران کوتعلیم اسلام دیں۔ان غلاموں میں حضرت نُفَیع بن حارِث رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُ تھے جو چرخ چاہ[1] پرلٹک کرقلعہ کی دیوار سے اترے تھے۔اس لئے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کی کنیت ابوبَکْرَہ[2] رکھدی۔

دوہفتہ بلکہ اس سے زیادہ محاصرہ قائم رہامگرقلعہ فتح نہ ہوا۔آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت نوفل بن معاویہ دِیْلی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُ سے مشورہ کیا۔انہوں نے عرض کیاکہ ''لومڑی بھٹ میں ہے۔اگرآپ کوشش جاری رکھیں گےتواسے پکڑلیں گےاوراگراسے چھوڑجائیں توآپ کومضرنہیں۔'' غرض محاصرہ اٹھالیاگیا۔جب واپس آنے لگے تو صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُم نے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کیا: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ثقیف کے تیروں نے ہم کوجلادیا،آپ ان پربددعا فرمائیں۔'' اس پرآپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یوں دعافرمائی: '' اَللّٰھُمَّ اھْدِ ثَقِیْفًا وَائْتِ بِھِمْ مُسْلِمِیْن ''[3] اے خدا!توثقیف کوہدایت دے اوران کو(مسلمان بناکر)لا۔ اس دعائے رحمۃ للعالمین کانتیجہ یہ ہواکہ ۹ھ میں ثقیف کے وفد نے حاضرخدمت اقدس ہوکراظہاراسلام کیا۔

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم طائف سے جِعْرانہ میں تشریف لائے۔یہاں غنائم حنین واوطاس جمع تھیں،جن کی تفصیل یہ ہے:

اسیران جنگ (زنان واَطفال)	6000
اُونٹ	24000
بکریاں	40000 سے زائد
چاندی	4000 اوقیہ

آپ نے دس دن سے کچھ زیادہ ہَوازِن کاانتظارکیا۔وہ نہ آئےتوآپ نے مال غنیمت میں سے طُلَقاء ومہاجرین کودیااوراَنصارکوکچھ نہ دیا۔اس پراَنصارکورنج ہوا ان میں سے بعضے کہنے لگے: ''خدا رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کومعاف کردے۔وہ قریش کوعطافرماتے ہیں اورہم کومحروم رکھتے ہیں حالانکہ ہماری تلواروں سے قریش کے خون

1 ......کنویں کے چرخے۔ 2 ......یعنی چرخ والا۔

3 ......المواھب اللدنية وشرح الزرقاني،حرق ذی الکفلین،غزوة الطائف،ج٤،ص۳-۱۸ ملتقطاً۔ علمیه

کے قطرے ٹپکتے ہیں' 'اور بعض بولے: ''جب مشکل پیش آتی ہے تو ہمیں بلایا جاتا ہے اور غنیمت اَوروں کو دی جاتی ہے۔''

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ چرچا سنا تو اَنصار کو طلب فرمایا۔ ایک چرمی[1] خیمہ نصب کیا گیا جس میں آپ نے انصار کے سوا کسی اور کو نہ رہنے دیا۔ جب انصار جمع ہو گئے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پوچھا کہ ''وہ کیا بات ہے جو تمہاری نسبت میرے کان میں پہنچی ہے۔'' انصار جھوٹ نہ بولا کرتے تھے کہنے لگے کہ سچ ہے جو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سنا مگر ہم میں سے کسی دانا نے ایسا نہیں کہا نوخیز جوانوں نے ایسا کہا تھا۔ یہ سن کر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حمد و ثنا کے بعد یوں خطاب فرمایا:

یَامَعْشَرَ الْاَنْصَارِ اَلَمْ اَجِدْکُمْ ضُلَّالًا[2] فَھَدَاکُمُ اللّٰہُ بِیْ وَکُنْتُمْ مُتَفَرِّقِیْنَ فَاَلَّفَکُمُ اللّٰہُ بِیْ وَکُنْتُمْ عَالَۃً فَاَغْنَاکُمُ اللّٰہُ بِیْ. اے گروہ انصار! کیا یہ سچ نہیں کہ تم گمراہ تھے، خدا نے میرے ذریعہ سے تم کو ہدایت دی اور تم پراگندہ[3] تھے، خدا نے میرے ذریعہ سے تم کو جمع کر دیا اور تم مفلس تھے، خدا نے میرے ذریعہ سے تم کو دولت مند کر دیا۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یہ فرماتے جاتے تھے اور انصار ہر فقرے پر کہتے جاتے تھے کہ ''خدا اور رسول کا احسان اس سے بڑھ کر ہے۔''

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ تم مجھے جواب کیوں نہیں دیتے۔ انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہم کیا جواب دیں خدا اور رسول کا احسان اور فضل ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: بخدا! اگر تم چاہو تو یہ جواب دو میں ساتھ ساتھ تمہاری تصدیق کرتا جاؤں گا:

اَتَیْتَنَا مُکَذَّبًا فَصَدَّقْنَاکَ وَمَخْذُوْلًا فَنَصَرْنَاکَ وَطَرِیْدًا فَاٰوَیْنَاکَ وَعَآئِلًا فَوَاسَیْنَاکَ

تو ہمارے پاس اس حال میں آیا کہ لوگوں نے تیری تکذیب کی تھی، ہم نے تیری تصدیق کی، لوگوں نے تیرا ساتھ چھوڑ دیا تھا، ہم نے تیری مدد کی، لوگوں نے تجھ کو نکال دیا تھا ہم نے تجھے پناہ دی، تو مفلس تھا ہم نے جان و مال سے تیری ہمدردی کی۔

پھر فرمایا کہ میں نے تالیفِ قلوب کے لئے اہلِ مکہ کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے ''اے انصار! کیا تمہیں یہ پسند نہیں

---

1 ...... چمڑے کا۔

2 ...... سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں یہاں ''ضَآلًّا'' لکھا ہے لیکن بخاری شریف، زرقانی علی المواہب اور حدیث و سیرت کی دیگر کتب میں ''ضُلَّالًا'' ہے لہٰذا کتابت کی غلطی پر محمول کرتے ہوئے ہم نے یہاں ''ضَآلًّا'' کے بجائے ''ضُلَّالًا'' لکھا ہے۔ علمیہ

3 ...... منتشر، بکھرے ہوئے۔

کہ لوگ اونٹ بکریاں لے کر جائیں اور تم رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو لے کر گھر جاؤ۔ اللہ کی قسم! تم جو کچھ لے جارہے ہو وہ اس سے بہتر ہے جو وہ لے جارہے ہیں۔ اگر لوگ کسی وادی یا درّہ میں چلیں تو میں انصار کی وادی یا درّہ میں چلوں گا۔" یہ[1] سن کر انصار پکار اٹھے: "یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ رَضِیْنَا" (یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہم راضی ہیں) اور ان پر اس قدر رقت طاری ہوئی کہ روتے روتے ڈاڑھیاں تر ہوگئیں۔[2]

جب جِعرانہ میں اسیران جنگ کی تقسیم بھی ہو چکی تو ہوازِن کی سفارت (وفد) حاضر خدمت اقدس ہوئی۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رضاعی ماں حلیمہ قبیلہ سعد بن بکر بن ہوازِن سے تھیں۔ اس سفارت میں آپ کا رضائی چچا ابوثُروان (یا ابوبُرقان) بن عبدالعزی سَعدی بھی تھا۔ سفارت کا رئیس زُہَیر بن صُرَد سعدی جُشَمی تھا۔ وفد نے پہلے اپنی طرف سے اور اپنی قوم کی طرف سے اظہار اسلام کیا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دست مبارک پر بیعت کی پھر حضرت زُہَیر بن صُرَد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے یوں تقریر کی:[3]

"یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اسیران جنگ میں سے جو عورتیں چھپروں میں ہیں وہ آپ کی پھوپھیاں اور خالائیں اور دایہ ہیں جو آپ کی پرورش کی کفیل تھیں۔ اگر ہم نے حارث بن ابی شِمْر (امیر شام) یا نعمان بن مُنْذِر (شاہِ عراق) کو دودھ پلایا ہوتا پھر اس طرح کی مصیبت ہم پر آپڑتی تو ہمیں اس سے مہربانی وفائدہ کی توقع ہوتی مگر آپ سے تو زیادہ توقع ہے کیونکہ آپ فضل و شرف میں ہر مَکْفُول سے بڑھ کر ہیں۔"[4]

اس کے بعد حضرت ابوثُروان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے یوں عرض کیا:[5] "یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان چھپروں میں آپ کی پھوپھیاں خالائیں اور بہنیں ہیں جو آپ کی پرورش کی کفیل تھیں۔ انہوں نے آپ کو اپنی گودوں میں پالا اور اپنے پستان سے دودھ پلایا۔ میں نے آپ کو دودھ پیتے دیکھا کوئی دودھ پیتا بچہ آپ سے بہتر نہ

---

1 ......ان حالات کے لئے صحیح بخاری دیکھو۔۱۲منہ

2 ......المواھب اللدنية و شرح الزرقاني،نبذة من قسم الغنائم...الخ،ج٤،ص١٨-٢٤ ملتقطاً و صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب غزوة الطائف،الحديث:٤٣٣٠-٤٣٣١،ج٣،ص١١٦-١١٧۔ علميه

3 ......سیرت حلبیہ واصابہ۔

4 ......السيرة الحلبية،غزوة الطائف،ج٣،ص١٧٨ والاصابة في تمييز الصحابة،٢٨٣٣۔زهير بن صرد،ج٢،ص٤٧٣۔علميه

5 ......اصابہ، ترجمہ ابوثروان۔

دیکھا۔ میں نے آپ کو دودھ چھڑایا ہوا دیکھا کوئی دودھ چھڑایا بچہ میں نے آپ سے بہتر نہ دیکھا پھر میں نے آپ کو نوجوان دیکھا کوئی نوجوان آپ سے بہتر نہ دیکھا۔ آپ میں خصالِ خیر[1] کامل طور پر موجود ہیں اور باوجود اس کے ہم آپ کے اہل وکنبہ ہیں آپ ہم پر احسان کریں اللہ تعالیٰ آپ پر احسان کرے گا۔''

یہ تقریر سن کر آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ میں نے انتظار کے بعد تقسیم کی ہے۔ اب تم اسیرانِ جنگ وغنائم میں ایک اختیار کرلو۔ انہوں نے کہا کہ ہم اسیرانِ جنگ کی رہائی چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اپنے خاندان کے حصہ کا اختیار ہے۔ باقی کے لئے اوروں کی اجازت درکار ہے تم نمازِ ظہر کے بعد اپنی درخواست پیش کرنا۔ چنانچہ نمازِ ظہر کے بعد انہوں نے اظہارِ مطلب کیا پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حمد وثناء کے بعد یوں خطاب[2] فرمایا: ''تمہارے بھائی مسلمان ہو کر آئے ہیں۔ میری رائے ہے کہ اسیرانِ جنگ ان کو واپس کردوں تم میں سے جو بغیر عوض واپس کرنا چاہتے ہیں کردیں اور جو عوض لینا چاہتے ہیں ہم پہلی غنیمت میں سے جو ہاتھ آئے گی ادا کردیں گے۔'' قصہ کوتاہ تمام مہاجرین وانصار نے بغیر عوض واپس کردینا منظور کرلیا اس طرح چھ ہزار رہا کردیئے گئے۔[3]

ہجرت کا نواں سال

اس سال کے اَوائل میں واقعہ ایلاء پیش آیا۔ اَزواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُنَّ نے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مقدور سے زیادہ نفقہ وکسوت[4] طلب کیا اس پر آپ نے اِیلاء کیا یعنی سوگند[5] کھائی کہ ایک ماہ تک ان کے ساتھ مُخالَطَت[6] نہ کروں گا۔ جب ۲۹ دن گزرنے پر مہینہ پورا ہوا تو آیۂ تخییر (سورۂ اَحزاب) نازل ہوئی مگر سب نے زینتِ دنیا پر اللہ عَزَّوَجَلَّ اور رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اختیار کیا۔

غزوۂ طائف اور غزوۂ تبوک[7] کے درمیانی زمانہ میں حضرت کعب بن زُہیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ رسول اللہ صَلَّی

---

1 ......اچھی عادتیں۔ 2 ......صحیح بخاری، غزوۂ حنین۔

3 ......الاصابة فی تمییز الصحابة، ٩٦٦٦۔ابو ثروان بن عبد العزی السعدی، ج٧، ص٤٨ والسیرة الحلبیة، غزوة الطائف، ج٣، ص١٧٩۔١٨٠ ملتقطاً وصحیح البخاری، کتاب المغازی، باب قول اللّٰہ تعالی: ویوم حنین...الخ، الحدیث: ٤٣١٨۔ ٤٣١٩، ج٣، ص١١١۔ علمیه

4 ......یعنی دنیاوی ساز وسامان وآسائش

5 ......قسم۔ 6 ......میل جول۔ 7 ......یہ شہر مدینہ ودمشق کے قریباً وسط میں ہے۔ ۱۲ منہ

اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ایمان لائے اور انہوں نے اپنا مشہور قصیدہ پڑھا۔

غزوۂ تبوک

یہ غزوہ ماہِ رجب میں پیش آیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ مدینہ میں یہ خبر پہنچی کہ رومیوں اور عیسائی عربوں نے مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے بڑی فوج تیار کرلی ہے۔ اس لئے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اہل مکہ اور قبائل عرب سے جانی و مالی امداد طلب کی۔ اس وقت سخت قحط اور شدت کی گرمی تھی۔ اسی وجہ سے اس غزوہ کو غزوۃ العُسْرۃ بھی کہتے ہیں۔ سورۂ توبہ میں ہے: "اَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ فِیْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ "[1] جو لشکر اس غزوہ کے لئے تیار کیا گیا اسے جیش العُسْرۃ کہتے ہیں۔ اس جیش کی تیاری میں حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے خصوصیت سے حصہ لیا۔ حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا نے بھی بڑے ایثار کا ثبوت دیا۔ غرض رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے۔ راستہ میں جب سرزمین ثمود میں اترے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے اصحاب سے فرمایا[2] کہ یہاں کے کوؤں کا پانی نہ لینا اور نہ وہ پانی پینا۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے پانی لیا ہے اور اس سے آٹا گوندھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پانی گرا دو اور آٹا اونٹوں کو کھلا دو۔ جب آپ حجر یعنی ثمود کے مکانات میں سے گزرے جو پہاڑوں کو تراش کر بنائے ہوئے تھے تو فرمایا[3] کہ ان معذبین کے مکانات سے روتے ہوئے گزرنا چاہیے کہ مبادا ہم پر بھی وہی عذاب آئے۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی چادر سے منہ چھپالیا اور اس وادی سے جلدی گزر گئے۔

جب آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حجر سے روانہ ہوئے تو راستے میں ایک جگہ آپ کا ناقہ گم ہوگیا۔ زید بن لُصَیْت[4] قینقاعی منافق کہنے لگا: "محمد نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور تم کو آسمان کی خبر دیتا ہے حالانکہ وہ اتنا بھی نہیں جانتا کہ اس کا ناقہ کہاں ہے۔" رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو باطلاعِ الٰہی یہ معلوم ہوگیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: جنہوں نے مشکل کی گھڑی میں ان کا ساتھ دیا۔ (پ ۱۱، التوبۃ:۱۱۷) علمیہ

2 ......صحیح بخاری، کتاب الانبیاء، باب قول اللّٰہ تعالٰی وَ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا۔ الآیۃ

3 ......صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب نزول النبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم الحجر۔

4 ......سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں یہاں "زید بن بصیت" لکھا ہے لیکن زرقانی، واقدی اور دیگر کتب میں "زَید بن لُصَیْت" ہے لہٰذا کتابت کی غلطی پر محمول کرتے ہوئے ہم نے یہاں زرقانی کے مطابق "زَید بن لُصَیْت" لکھا ہے۔ علمیہ

وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ فرمایا: ''ایک منافق ایسا ایسا کہتا ہے خدا کی قسم! میں وہی جانتا ہوں جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے بتادیا۔ چنانچہ خداعَزَّوَجَلَّ نے مجھے ناقہ کا حال بتادیا ہے۔ وہ فلاں دَرَّہ میں ہے اس کی نکیل ایک درخت میں پھنسی ہوئی ہے اس سبب سے وہ رکا ہوا ہے، تم جا کر لے آؤ۔'' بتعمیل ارشادمبارک ناقہ اس دَرَّہ میں سے لایا گیا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ارشادمبارک کے وقت حضرت عَمَّارہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ موجود تھے۔ منافق مذکور حضرت عَمَّارہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہی کے ڈیرے میں تھا۔ حضرت عَمَّارہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنے ڈیرے میں واپس آکر کہنے لگے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ابھی ہم سے باطلاعِ الٰہی عجیب ماجرا بیان فرمایا کہ ایک شخص ایسا ایسا کہتا ہے۔ عَمَّارہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بھائی عمرو بن حزم نے کہا کہ تمہارے آنے سے پہلے زید بن لُصَیْت نے ایسا ہی کہا ہے۔ یہ سن کر حضرت عَمَّارہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے زید کی گردن لکڑی سے ٹُھکا دی اور کہا: ''او دشمن خدا! میرے ڈیرے سے نکل جا، میرے ساتھ نہ رہ۔'' کہا گیا ہے کہ زید مذکور بعد میں تائب ہو گیا تھا۔[1]

حجر سے تبوک چار منزل ہے۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ وہ خبر غلط تھی۔ تبوک میں بیس روز آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا قیام رہا۔ اہل تبوک نے جزیہ پر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے صلح کر لی۔ اَیلہ[2] کا نصرانی سردار یُوحَنَّہ بن رُؤبہ حاضر خدمت اقدس ہوا۔ اس نے تین سو دینار سالانہ جزیہ پر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے صلح کر لی اور ایک سفید خچر پیش کیا۔ آپ نے ایک چادر اسے عنایت فرمائی۔ جَرْبا و اَذْرُح[3] کے یہودیوں نے بھی جزیہ پر صلح کر لی۔

تبوک ہی سے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو چار سو سواروں کا دستہ دے کر اُکَیْدِر بن عبدالمالک کِنْدِی نصرانی سردار دُومَۃُ الجُنْدَل کے زیر کرنے کے لئے بھیجا اور فرمادیا کہ تم اُکَیْدِر کو نیل گائے[4] کا شکار کرتے پاؤ گے۔ اُکَیْدِر دُومَۃُ الجُنْدَل کے قلعہ میں رہا کرتا تھا جب حضرت خالد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قلعہ کے پاس پہنچے تو ایک عجیب واقعہ پیش آیا، چاندنی رات تھی کہ ایک نیل گائے جنگل سے آکر قلعہ کے دروازے

---

1 ...... زرقانی علی المواہب بحوالہ ابن اسحاق و واقدی وغیرہ، غزوۂ تبوک۔

2 ...... یہ شہر بحیرہ قلزم کے کنارے پر شام سے ملحق واقع ہے۔ وہ یہود جن پر اللہ تعالٰی نے مچھلی کا شکار سبت کے دن حرام کر دیا تھا اسی شہر میں رہا کرتے تھے۔ ۱۲ منہ

3 ...... یہ دو علاقوں کے نام ہیں۔

4 ...... ہرن کی قسم کا ایک جنگلی چوپایہ جو چھوٹی گائے کے برابر ہوتا ہے۔

پر سینگ مارنے لگی اُکَیدِر اس کے شکار کے لئے قلعہ سے اتر آیا۔ اَثنائے شکار میں حضرت خالد کے دستہ نے اس پر حملہ کیا اور گرفتار کرکے مدینہ میں لے آئے۔ اس نے بھی جزیہ پر صلح کرلی۔ (1)

مسجد ضِرار

منافق ہمیشہ اس امر کے درپے تھے کہ کسی طرح مسلمانوں میں پھوٹ ڈال دیں۔ اس غرض سے انہوں نے اپنی علیحدہ مسجد بنانے کا ارادہ کیا۔ ابو عامر فاسق جو انصار میں سے تھا عیسائی ہوگیا تھا۔ وہ غزوۂ خندق تک آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے لڑتا رہا۔ جب ہوازِن بھاگ گئے تو وہ شام میں چلا گیا تھا اس نے وہاں سے ان منافقین کو کہلا بھیجا کہ تم مسجد قباء کے متصل اپنی مسجد بنالو اور سامان حرب تیار کرلو۔ میں قیصر روم کے پاس جاتا ہوں اور رومیوں کی فوجیں لاتا ہوں تاکہ محمد اور اس کے اصحاب کو ملک سے نکال دیں۔ چنانچہ منافقوں نے مسجد قباء کے پاس ایک مسجد بنائی اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں آکر درخواست کی کہ ہم نے بیماروں اور معذوروں کے لئے ایک مسجد بنائی ہے۔ آپ اس میں قدم رنجہ فرما کر اس میں نماز پڑھائیں اور دعائے برکت فرمائیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ میں اب غزوۂ تبوک پر جارہا ہوں واپس آکر اِن شَآءَ اللّٰہ تَعَالٰی حاضر ہوں گا۔ چنانچہ جب آپ مہم تبوک سے واپس ہوکر موضع ذُواَوان میں پہنچے جو مدینہ طیبہ سے ایک گھنٹہ کی راہ ہے تو یہ آیتیں نازل ہوئیں:

وَ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّ كُفْرًا وَّ تَفْرِیْقًۢا بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُؕ وَ لَیَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّا الْحُسْنٰیؕ وَ اللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ(۱۰۷) لَا تَقُمْ فِیْهِ اَبَدًاؕ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْهِؕ فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ

اور وہ لوگ جنہوں نے ایک مسجد بنائی ضرر پہنچانے اور کفر کرنے اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لئے اور کمین گاہ بنانے کیلئے اس شخص کے واسطے جو پہلے سے خدا اور رسول سے لڑ رہا ہے اور البتہ وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے تو بھلائی ہی چاہی تھی۔ اللہ گواہ ہے کہ وہ لوگ جھوٹے ہیں تو اس مسجد میں ہرگز کھڑا نہ ہونا البتہ وہ مسجد جسکی بنیاد پہلے دن سے پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے اس بات کی زیادہ

1 ......المواهب اللدنية وشرح الزرقاني، ثم غزوة تبوك، ج٤، ص٦٥۔٩٥ وهدم صنم طيء، ص٥٧-٦٣ ملخصاً و صحيح البخاري، كتاب احاديث الانبياء، باب قول الله تعالى: والى ثمود اخاهم صالحاً، الحديث: ٣٣٧٨-٣٣٧٩، ج٢، ص٤٣٢ و صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب نزول النبي الحجر، الحديث: ٤٤١٩۔٤٤٢٠، ج٣، ص١٤٩۔١٥٠ ملتقطاً۔ علميه

يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ (توبہ، ع۱۳) مستحق ہے کہ تو اس میں کھڑا ہو۔اس میں ایسے مرد ہیں جو پاک رہنے کو دوست رکھتے ہیں اور اللہ پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔[1]

پس آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت مالک بن دُخْشُم اور مَعْن بن عدی عَجْلانی کو حکم دیا کہ جا کر اس مسجد ضرار کو گرادو اور جلادو، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔[2] اس سال مختلف قبائل کے وفود اس کثرت سے دربار رسالت میں حاضر ہوئے کہ اسے سال وفود کہا جاتا ہے۔ یہ وفود بالعموم نعمتِ ایمان سے مالا مال ہو کر واپس گئے۔اس مختصر میں ان کی تفصیل کی گنجائش نہیں۔

ہجرت کا دسواں سال

اس سال بھی وفودِ عرب پے درپے حاضر خدمت ہوتے رہے۔اہل یمن و ملوک حِمْیَر ایمان لائے،اسی سال رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آخری حج کیا جسے حجۃ الوداع کہتے ہیں، ''اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ الآیۃ''[3] عرفہ میں نازل ہوئی۔[4]

ہجرت کا گیارہواں سال

اس سال کے ماہ ربیع الاوّل میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وصال شریف ہو گیا جس کا ذکر آئندہ باب میں آتا ہے۔[5]

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور وہ جنہوں نے مسجد بنائی نقصان پہنچانے کو اور کفر کے سبب اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کو اور اس کے انتظار میں جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول کا مخالف ہے اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے ہم نے تو بھلائی چاہی اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بیشک جھوٹے ہیں اس مسجد میں تم کبھی کھڑے نہ ہونا بیشک وہ مسجد کہ پہلے ہی دن سے جس کی بنیاد پرہیز گاری پر رکھی گئی ہے وہ اس قابل ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو اس میں وہ لوگ ہیں کہ خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں اور ستھرے اللہ کو پیارے ہیں۔(پ۱۱، التوبۃ:۱۰۷۔۱۰۸)

2 ......تفسیر درمنثور اور وفاء الوفاء۔......(الدر المنثور للسیوطی،سورۃ التوبۃ،تحت الآیۃ:۱۰۷،ج٤،ص۲۸٤۔۲۸٦ملتقطاً و وفاء الوفاء للسمهودی،الباب الخامس:ماجاء فی مسجد الضرار،ج۲،الجزء الثالث،ص۸۱٤۔۸۱٦ملتقطاً۔ علمیہ)

3 ......ترجمۂ کنز الایمان: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا۔(پ٦،المآئدۃ:۳) علمیہ

4 ......الکامل فی التاریخ،ذکر الاحداث فی سنۃ عشر،ج۲،ص۱٦۲۔۱۷۱۔ علمیہ

5 ......الکامل فی التاریخ،ذکر احداث سنۃ احدی عشرۃ،ج۲،ص۱۸۲۔ علمیہ

وفات شریف وحلیہ مبارک کا بیان

ماہِ صفر ۱۱ھ کے اَخیر عشرہ میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بیمار ہوگئے اور ماہِ رَبیع الاوّل میں وِصال فرما گئے۔ وِصال شریف کی تاریخ میں اِختلاف ہے۔ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ وَفات شریف ماہِ رَبیع الاوّل میں دوشنبہ کے دن[1] ہوئی۔ جمہور کے نزدیک ربیع الاوّل کی بارھویں تاریخ تھی۔ ماہِ صفر کی ایک یا دو راتیں باقی تھیں کہ مرض کا آغاز ہوا۔ بعضے تاریخ وصال یکم ربیع الاوّل بتاتے ہیں۔ بنا بر قولِ حضرت سلیمان تیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ ابتدائے مرض یوم شنبہ[2] ۲۲ ماہِ صفر کو ہوئی اور وفات شریف یوم دوشنبہ[3] ۲ ربیع الاوّل کو ہوئی۔ حافظ ابن حجر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ ابو مِخْنَف[4] کا قول ہی معتمد ہے کہ وفات شریف ۲ ربیع الاوّل کو ہوئی۔ دوسروں کی غلطی کی وجہ یہ ہوئی کہ ثانی[5] کو ثانی عشر[6] خیال کرلیا گیا، پھر اسی وہم میں بعضوں نے بعض کی پیروی کی۔[7]

حضرت زید بن حارثہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ جنگ موتہ میں شہید ہوگئے تھے۔ ان کے انتقام کے لئے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایامِ مرض ہی میں فوج تیار کی اور اپنے دست مبارک سے جھنڈا تیار کیا اور حضرت زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے صاحبزادے حضرت اُسامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اس فوج کا سردار مقرر کرکے حکم دیا کہ مقامِ اُبنٰی میں پہنچ کر رومیوں سے جہاد کرو۔ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے ایام مرض ہی میں حضرت فَیروز دَیلمی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اَسوَد عَنسی مدعی نبوت کو قتل کرڈالا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مدینہ میں اس حال کی خبر دی اور فرمایا: ''فَازَ فَیروز'' (فیروز کامیاب ہوگیا)۔

---

1 ...... بروز پیر۔ 2 ...... بروز ہفتہ۔ 3 ...... بروز پیر۔

4 ...... وفاء الوفاء میں ''ابومخنف'' لکھا ہے البتہ سیرت وتاریخ کی بعض کتب میں ''ابومحنف'' بھی ہے ممکن ہے مصنف کے پاس وفاء الوفاء کا جو نسخہ ہو اس میں ''ابو محنف'' ہی ہو یا انہوں نے کسی وجہ سے اسے ترجیح دی ہو۔ واللّٰہ تعالٰی اَعلم۔ علمیہ

5 ...... ۲ ربیع الاوّل۔ 6 ...... ۱۲ ربیع الاوّل۔

7 ...... وفاء الوفاء، جزء اوّل، ص ۲۲۶۔ ...... (وفاء الوفاء للسمهودی، الستة العاشرة من الهجرة...الخ، ج۱، الجزء الاول، ص۳۱۷۔ ۳۱۹ ملتقطاً۔ علمیہ)

وفات شریف سے پہلے جو پنجشنبہ[1] تھا اس میں قصۂ قرطاس وقوع میں آیا جس کو فقیر نے تحفہ شیعہ میں بالتفصیل لکھا ہے۔[2] اسی روز حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے اصحاب کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم کو تین چیزوں کی وصیت فرمائی:

﴿1﴾...... مشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکال دینا۔

﴿2﴾...... ملوک و امرا کے ایلچی جو تمہارے پاس آیا کریں ان کو جائزہ و انعام دیا کرنا جیسا کہ میں دیا کرتا تھا۔

......تیسری چیز کا ذکر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نہ فرمایا، یا راوی (سلیمان اَحْوَل) بھول گیا۔[3] اسی روز حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اپنا خلیفۂ نماز مقرر فرمایا اور وہ وفات شریف تک نماز پڑھاتے رہے۔ چھ یا سات دینار جو حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کے پاس تھے وہ بھی حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایام مرض میں تقسیم فرمادیئے اور کچھ باقی نہ چھوڑا۔[4] وفات شریف کا وقت عین قریب

---

1 ......جمعرات۔

2 ......قصۂ قرطاس بالاختصار یوں ہے کہ رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے وفات شریف سے پانچ دن پہلے فرمایا: کاغذ قلم لاؤ میں ایک تحریر لکھ دوں تاکہ تم اس کے بعد گمراہ نہ ہو، اس پر حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا: نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر درد غالب ہے اور ہمارے پاس کتاب اللّٰہ ہے اور وہ ہم کو کافی ہے۔ حاضرین میں اختلاف ہوا اور بات بڑھ گئی جس پر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ میرے پاس جھگڑا کرنا مناسب نہیں، پھر ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُما یہ کہتے ہوئے نکلے بڑی مصیبت ہے جو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور تحریر کے درمیان حائل ہوگئی۔(صحیح بخاری، کتاب العلم، باب کتابة العلم،الحدیث:۱۱٤،ج۱،ص۵۹ ملخصاً) اسے "حدیث قرطاس" بھی کہتے ہیں اس قصہ میں معترضین کے معاذ اللّٰہ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پر اعتراضات ہیں کہ انہوں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ایک ضروری تحریر سے روک دیا وغیرہ۔ ان اعتراضات اور ان کے جوابات کو مصنف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنی کتاب "تحفہ شیعہ" میں تحریر فرمایا ہے۔علمیه

3 ......مشکوٰۃ شریف بحوالہ صحیحین، باب وفات النبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ۔......(مشکاة المصابیح، کتاب احوال القیامة، باب هجرة اصحابه...الخ،الحدیث:۵۹٦٦،ج۲،ص٤۰٤۔ علمیه)

4 ......مشکوٰۃ شریف، باب الانفاق وکراہیۃ الامساک۔......(مشکاة المصابیح، کتاب الزکاة،باب الانفاق و کراهیة الامساك، الحدیث:۱۸۸٤،ج۱،ص۳۵۸۔ علمیه)

آ پہنچا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اکثر یوں وصیت فرماتے تھے:[1] اَلصَّلٰوۃُ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ.[2] نماز اور غلام۔

جب روح پاک نے جسم اطہر سے اعلیٰ عِلّیین کی طرف پرواز کی تو الفاظ اَللّٰھُمَّ فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی زبان مبارک پر تھے۔[3]

واضح رہے کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وصال شریف دوشنبہ کے دن دوپہر ڈھلے ہوا۔ وصال شریف کے بعد زمین تاریک ہوگئی۔ اس صدمہ سے صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم کا جو حال ہوا وہ بیان نہیں ہوسکتا۔ حضرت علی مرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو غسل دیا۔ حضرت عباس و فضل بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پہلو بدلنے میں حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کی مدد کر رہے تھے اور قُثَم بن عباس اور اُسامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم اور حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا غلام شُقْران رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پانی ڈال رہے تھے۔ سوائے حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کے باقی سب آنکھوں پر رومال باندھے ہوئے تھے تاکہ جسد شریف پر نظر نہ پڑے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کفن میں تین سوتی کپڑے سُحُول کے بنے ہوئے تھے جن میں قمیص و عمامہ نہ تھا۔

شب چہار شنبہ میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دفن کیا گیا۔ تاخیر کی وجہ کئی امور تھے چنانچہ مہاجرین و انصار میں بیعت کے بارے میں اختلاف پیدا ہوگیا، اس اختلاف کا فیصلہ ہوتے ہی اس امر میں اختلافِ آراء ہوا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کہاں دفن کیا جائے۔ قبر شریف میں لحد چاہیے یا شق۔ آخر کار حضرت ابوطلحہ انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے لحد کھودی۔ نماز جنازہ حجرہ شریف کے اندر ہی بغیر امامت الگ الگ پڑھی گئی۔ پہلے مردوں نے پھر عورتوں نے پھر بچوں نے پھر غلاموں نے نماز پڑھی۔ بعد ازاں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بالاتفاق حجرہ شریف ہی میں جہاں وصال شریف ہوا تھا دفن کر دیا گیا۔ بنا بر قول اصح حضرت عباس و علی و قُثَم و فضل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم

1 ......ابن ماجہ، ابواب الوصایا۔

2 ......سنن ابن ماجه، كتاب الوصايا، باب هل اوصى رسول الله، الحديث: ٢٦٩٧، ج٣، ص٣٠٢۔ علميه

3 ......مشكاة الصابيح، كتاب احوال القيامة، باب هجرة اصحابه...الخ، ج٢، الحديث: ٥٩٦٤، ص٤٠٤۔ علميه

قبر شریف میں اترے۔ لحد کی اینٹیں کچی تو تھیں۔ حضرت قُثَم رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہُ سب سے اخیر میں قبر مبارک سے نکلے۔

حضور صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بطور میراث کچھ نہیں چھوڑا جو کچھ آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے چھوڑا وہ صدقہ ووقف تھا اور اس کا مصرف وہی تھا جو آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حیات شریف میں تھا، چنانچہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد مبارک ہے: لَا نُوْرِثُ مَا تَرَکْنَا صَدَقَةٌ۔[1] ہم (انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کسی کو وارث نہیں بناتے جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ووقف ہے۔ (بخاری شریف، کتاب الجہاد)

حضرت عمرو بن حارث رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہُ سے جو ام المؤمنین جُوَیْرِیَہ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہَا کے بھائی تھے، یوں روایت ہے: مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ مَوْتِهٖ دِيْنَارًا وَّ لَا دِرْهَمًا وَّ لَا عَبْدًا وَّ لَا اَمَةً وَّ لَا شَيْئًا اِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَآءَ وَ سِلَاحَهٗ وَ اَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً۔[2] رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی موت کے وقت نہ کوئی دینار چھوڑا نہ درہم نہ غلام نہ لونڈی نہ کچھ اور مگر اپنا سفید خچر اور اپنا ہتھیار اور کچھ زمین جسے آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صدقہ ووقف بنا دیا۔ (بخاری، کتاب الوصایا)

ابوداود میں حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہَا کی روایت اس طرح ہے: مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِيْنَارًا وَّ لَا دِرْهَمًا وَّ لَا بَعِيْرًا وَّلَا شَاةً[3] رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نہ کوئی دینار چھوڑا نہ درہم نہ اونٹ نہ بکری۔

روایات مذکورہ بالا سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے متروکات میں ایک سفید خچر (دُلدُل) کچھ ہتھیار اور زمین (خیبر و فدک) تھی۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ارشاد مبارک کے مطابق ان میں سے کسی میں قاعدۂ ارث[4] جاری نہیں ہوا۔ اسی واسطے دُلدُل اور ذُوالفقار دونوں حضرت علی مرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تعَالٰی وَجْہَہٗ

---

1 ......صحیح البخاری، کتاب فرض الخمس، باب فرض الخمس، الحدیث:۳۰۹۳، ج۲، ص۳۳۸ و السیرۃ الحلبیۃ، باب یذکر فیه مدة مرضه...الخ، ج۳، ص۵۰۱-۵۰۲۔ علمیه

2 ......صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب الوصایا...الخ، الحدیث:۲۷۳۹، ج۲، ص۲۳۱۔ علمیه

3 ......سنن ابی داود، کتاب الوصایا، باب ماجاء فی مایؤمر به من الوصیة، الحدیث:۲۸۶۳، ج۳، ص۱۵۳۔ علمیه

4 ......وراثت کا قانون۔

الْکَرِیْم کے پاس تھے۔ ورنہ بجائے علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے حضرت عباس وفاطمہ زہرااوراز واج مطہرات حقدار تھیں۔ اَموالِ بنونَضِیر وغیرہ پر رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا قبضہ مالکانہ نہ تھا بلکہ مُتَوَلِّیَانہ تھا۔ ابوداوَد میں مالک بن اوس کی روایت میں حضرت عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا قول ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہاں تین صفایا تھیں۔[1] ایک اموال بنونضیر، دوسرے خیبر، تیسرے فدک۔ اموال بنونضیر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حوادث وحوائج[2] کے لئے محبوس وموقوف تھے۔ فدک مسافروں کے لئے مخصوص تھا۔ خیبر کی آمدنی کے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تین حصے کیے تھے۔ دو حصے مسلمانوں کے لئے اور ایک حصہ اپنی اَزواجِ مُطَہَّرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ کے لئے مقرر کردیا تھا۔ اپنے اہل کے نفقہ میں سے جو کچھ بچ رہتا وہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فقراء ومہاجرین میں تقسیم فرمادیتے۔

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد یہ جائیدادیں بحیثیت وقف حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے زیر اہتمام رہیں۔ انہوں نے ان میں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرح تَصَرُّف کیا۔ حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بعد حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ان پر اسی حیثیت سے دو سال قابض رہے پھر حضرت عباس وعلی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کے اصرار پر مال بنونضیر ان دونوں کی تَوَلِّیَت میں کردیا اور خیبر وفدک کو اپنی تحویل میں رکھا۔ کچھ دنوں کے بعد تَوَلِّیَت وتَصَرُّف میں شرکت حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پر ناگوار گزری، وہ چاہنے لگے کہ تَوَلِّیَت میں تقسیم ہوجائے تاکہ ہر ایک اپنے حصہ کے تصرف میں مستقل بن جائے۔ حضرت علی مرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم مانع ہوئے۔ اس لئے فیصلہ کے لئے دونوں دربار فاروقی میں حاضر ہوئے مگر حضرت فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے تقسیم تولیت سے انکار کردیا۔ بعد ازاں حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پر غلبہ پاکر مال بنونضیر کو اپنے تصرف میں کرلیا۔ حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے بعد حسن بن علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا اور پھر حسین بن علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کے ہاتھ میں رہا۔ امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بعد علی بن حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا اور حسن بن حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا دونوں کے ہاتھ میں رہا۔ دونوں نوبت بہ نوبت اس میں تصرف

1 ......صفایا صفی کی جمع ہے مراد مالِ غنیمت کا وہ حصہ جو کسی مصرف کے لئے خاص کرلیا جائے۔

2 ......ضروریات۔

کرتے تھے۔ پھر زید بن حسن کے ہاتھ آیا۔[1] (صحیح بخاری)

حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بعد خیبر وفدک بحیثیت وقف عام حضرت عثمان غنی وعلی مرتضٰی رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْھُمَا کے تصرف میں رہے۔ جب ۴۰ھ میں حضرت معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی امارت[2] پر اجماع ہو گیا تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فدک مروان حاکم مدینہ کو دے دیا۔ شاید بدیں تاویل[3] کہ جو امر آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ مختص ہو وہی آپ کے خلیفہ کے لئے ہوتا ہے، چونکہ حضرت معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو خود تو ضرورت نہ تھی لہٰذا اپنے بعض اقرباء کے ساتھ سلوک کیا۔ واللّٰہ اعلم بالصواب۔ آخر الامر خلیفہ عمر بن عبد العزیز رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنی خلافت میں فدک کو اسی حالت پر بحال کر دیا جس پر وہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور خلفائے راشدین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم کے عہد میں تھا۔ (طبقات ابن سعد) مزید تفصیل کے لئے تحفہ شیعہ مولفہ خاکسار دیکھو۔

متروکات مذکورہ بالا کے سوا اور اشیاء بھی تھیں جو بطور تبرک مختلف اشخاص کے پاس تھیں۔ ان کا ذکر آثار شریفہ میں آئے گا۔ اِن شَآءَ اللّٰہ تَعَالٰی ۔

ارباب سیر نے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے گھوڑوں، خچروں، دراز گوشوں، اونٹوں اور بکریوں کی جو لمبی فہرست دی ہے وہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہاں مختلف اوقات میں موجود تھے۔ مگر وفات شریف سے پہلے ہی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کو حسب عادت شریف ہبہ یا خیرات کر دیا تھا۔ وفات شریف کے وقت صرف ایک سفید خچر یعنی دُلدُل باقی تھا جیسا کہ روایات مذکورہ بالا سے ظاہر ہے۔

حلیہ شریف

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حلیہ شریف کے بیان میں عرض مدعا سے پیشتر قارئین کرام کی آگاہی کے لئے امور ذیل کا بتا دینا ضروری ہے:

﴿1﴾ ...... ہمارا عقیدہ ہے کہ کمالِ خُلُق کی طرح کمالِ خِلْقت میں بھی اللّٰہ تعالیٰ نے کسی مخلوق کو حضور صَلَّی اللّٰہ

---

1 ...... صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب حدیث بنی نضیر...الخ، الحدیث: ۴۰۳۳۔۴۰۳۴، ج۳، ص۲۷۔۲۹ ملخصاً۔ علمیہ

2 ...... حکومت۔

3 ...... اس تاویل سے۔

تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مثل پیدا نہیں کیا اور نہ کرے گا۔

لَمۡ یَخۡلُقِ الرَّحۡمٰنُ مِثۡلَ مُحَمَّدٍ ۔۔۔ اَبَدًا وَّ عِلۡمِیۡ اَنَّہٗ لَا یَخۡلُق [1]

نہیں پیدا کیا اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مثل محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا کبھی اور مجھے یقین ہے کہ وہ نہ پیدا کرے گا۔

﴿2﴾...... جن بزرگوں نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حلیہ مبارک بیان کیا ہے انہوں نے اگرچہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اوصاف کے بیان میں حسب طاقتِ بشری اَبۡلَغ انواعِ بلاغت و اَکۡمل قوانین فصاحت سے کام لیا ہے مگر غایت جسے وہ پہنچے ہیں یہی ہے کہ انہوں نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صفات کی صرف ایک جھلک کا ادراک کیا ہے اور حقیقت وصف کے اِدراک سے عاجز رہ گئے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ صورتِ وَصف کو پیش کر سکتے ہیں نہ حقیقتِ وَصف کو کیونکہ حقیقتِ وَصف حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو خالقِ بے چوں کے سوا کوئی نہیں جانتا، چنانچہ امام بوصیری رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِ قصیدہ ہمزیہ میں فرماتے ہیں: ؎

اِنَّمَا مَثَّلُوۡا صِفَاتَکَ لِلنَّاس ۔۔۔ کَمَا مَثَّلَ النُّجُوۡمَ الۡمَآءُ

انہوں نے صرف صورت دکھائی ہے تیری صفات کی لوگوں کو جیسا پانی صورت دکھا دیتا ہے ستاروں کی۔

امام قرطبی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِ (متوفی ۶۷۱ھ) نے کتاب الصلوٰۃ میں کسی عارف کا کیا اچھا قول [2] نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا کامل حسن ہمارے لئے ظاہر نہیں ہوا کیونکہ اگر ظاہر ہو جاتا تو ہماری آنکھیں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دیدار کی تاب نہ لا سکتیں۔ [3]

﴿3﴾...... حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اوصاف کے بیان میں جو تشبیہات وارد ہوئی ہیں وہ صرف لوگوں کے سمجھانے کے لئے حسب عرف و عادتِ شعراء استعمال ہوئی ہیں کیونکہ حقیقت میں مخلوقات میں سے کوئی شے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صفات خَلقیہ و خُلقیہ کے مماثل و معادِل نہیں۔

---

1 ...... حیوٰۃ الحیوان للعلامہ کمال الدین الدمیری الشافعی المتوفی ۸۰۸ھ، جزء اوّل، ص۴۲ ...... (حیاة الحیوان الکبری، الاوز، فائدة اجنبية، ج۱، ص۷۵۔ علمیه)

2 ...... مواہب لدنیہ، کتاب شمائل النبویہ۔

3 ...... المواهب اللدنية مع شرح الزرقاني، المقصد الثالث، الفصل الاول فی کمال خلقته...الخ، ج۵، ص۲۴۱۔علمیه

﴿4﴾......اعضائے شریف میں توسط واعتدال جوحسن وجمال کا مدار اور فضل وکمال کا مبنیٰ ہے، بطور کلیہ ہر جگہ ملحوظ ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحٰبِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِقَدَرِ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ وَكَمَالِهٖ كُلَّمَا ذَكَرَكَ وَذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ وَذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ.

رُوئے مبارک

حضور اقدس صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا رُوئے مبارک[1] جو جمالِ الٰہی کا آئینہ اور انوارِ تجلی کا مظہر تھا، پُرگوشت اور کسی قدر گول تھا۔ اسی روئے مبارک کو حضرت عبد اللہ بن سلام رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ دیکھتے ہی پکار اُٹھے تھے: وَجْهُهٗ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ.[2] ان کا چہرہ دروغ گو کا چہرہ نہیں اور ایمان لائے تھے۔[3]

حضرت بَراء بن عازِب رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم لوگوں سے بڑھ کر خوبرو اور خوش خو تھے۔[4] حضرت ہند[5] بن ابی ہالہ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ بیان فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا چہرۂ مبارک چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتا تھا۔[6] حضرت جابر بن سَمُرہ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کو چاندنی رات میں دیکھا۔ آپ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم سرخ دھاری

---

1 ......چہرہ مبارک۔ 2 ......مشكاة المصابيح، كتاب الزكاة، باب فضل الصدقة، الحديث: ۱۹۰۷، ج ۱، ص ۳۶۲۔ علميه

3 ......مشکوٰۃ شریف، باب فضل الصدقہ۔

4 ......صحیح بخاری، باب صفۃ النبی صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم......(صحيح البخاری، كتاب المناقب، باب صفة النبی، الحديث: ۳۵۴۹، ج ۲، ص ۴۸۷۔ علميه)

5 ......یہ حضور صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے ربیب تھے کیونکہ خدیجۃ الکبریٰ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا حضور صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم سے پہلے ابو ہالہ کے نکاح میں تھیں جس سے ہند مذکور پیدا ہوئے۔ یہ ایمان لائے اور ہجرت کی اور ۳۶ھ میں یوم جمل میں حضرت علی كَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجْهَهُ الْكَرِيْم کی طرف سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ ۱۲ منہ

6 ......شمائل ترمذی، باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم......(الشمائل المحمدية للترمذی، باب ما جاء فی خلق رسول الله، الحديث: ۷، ص ۲۲ ملتقطاً۔ علميه)

دارحلہ[1] پہنے ہوئے تھے۔ میں کبھی چاند کی طرف دیکھتا اور کبھی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف بیشک میرے نزدیک آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم چاند سے زیادہ خوبصورت تھے۔[2]

ابن عساکر (متوفی ۵۷۱ھ) نے حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی روایت سے نقل کیا ہے کہ میں سحر کے وقت سی رہی تھی، مجھ سے سوئی گر پڑی، میں نے ہر چند تلاش کی مگر نہ ملی۔ اتنے میں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف لائے، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے روئے مبارک کے نور کی شعاع میں وہ سوئی نظر آئی، میں نے یہ ماجرا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اے حُمیراء![3] سختی وعذاب ہے (تین دفعہ فرمایا) اس شخص کے لئے جو میرے چہرے کی طرف دیکھنے سے محروم کیا گیا۔''[4]

حافظ ابونُعَیم (متوفی ۴۳۰ھ) نے بروایت عباد بن عبد الصمد نقل کیا ہے کہ اس نے کہا کہ ہم حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ہاں آئے۔ آپ نے کنیز سے کہا کہ دستر خوان لا! تاکہ ہم چاشت کا کھانا کھائیں وہ لے آئی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ رومال لا۔ وہ ایک میلا رومال لائی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ تنور گرم کر۔ اس نے تنور گرم کیا پھر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے حکم سے رومال اس میں ڈال دیا گیا۔ وہ ایسا سفید نکلا گویا کہ دودھ ہے۔ ہم نے حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ یہ وہ رومال ہے جس سے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے روئے مبارک کو مسح فرمایا کرتے تھے۔ جب یہ میلا ہو جاتا ہے تو اسے ہم یوں صاف کر لیتے ہیں کیونکہ آگ اس شے پر اثر نہیں کرتی جو انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے روئے مبارک پر سے گزری

---

1 ......حلہ دو کپڑوں کو کہتے ہیں یعنی چادر اور شلوار۔۱۲ منہ

2 ......دیکھو شمائل ترمذی، باب ماجاء فی خلق رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ......(الشمائل المحمدیة للترمذی، باب ماجاء فی خلق رسول اللّٰہ، الحدیث: ۹، ص ۲٤ ۔ علمیه)

3 ......حمیراء لقب ام المؤمنین حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا ۔ گویند کہ حمرۃ بمعنی سفیدی نیز آمدہ وایشاں را حمیراء گویند ایشاں سفید رنگ بودند۔ کذا فی المنتخب۔۱۲ منہ

4 ......خصائص کبریٰ للسیوطی، مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن، جزء اوّل، ص ۶۳ ......(الخصائص الکبری للسیوطی، باب الآیة فی وجهه الشریف، ج ۱، ص ۱۰۷ ۔ علمیه)

ہو۔[1] کسی شاعر نے کیا اچھا کہا ہے:

ہر چہ اسباب جمال است رخ خوب ترا ہمہ بروجہ کمال است کما لایخفٰی

چشم مبارک

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مبارک آنکھیں بڑی[2] اور قدرت الٰہی سے سُرمَگیں[3] اور پلکیں دراز تھیں۔ آنکھوں کی سفیدی میں باریک سرخ ڈورے تھے۔ کتب سابقہ میں یہ بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ایک علامتِ نبوت تھی یہی وجہ تھی کہ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ٢٥ سال کی عمر شریف میں خدیجۃ الکبریٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی طرف سے ان کے غلام مَیْسَرہ کے ساتھ تجارت کے لئے ملک شام کا سفر کیا اور بصریٰ میں نَسْطُورا راہب کے عبادت خانہ کے قریب ایک درخت کے نیچے اترے تو راہب مذکور نے مَیْسَرہ سے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نسبت یہ سوال کیا: ''کیا[4] ان کی دونوں آنکھوں میں سرخی ہے؟'' مَیْسَرہ نے جواب دیا: ہاں اور وہ سرخی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کبھی جدا نہیں ہوتی۔[5]

اللّٰہ تعالیٰ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بصر شریف کا وصف قرآن مجید میں یوں مذکور فرمایا: مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ﴿١٧﴾ (سورۂ نجم)[6] یعنی شب معراج میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آنکھ مبارک نے ان آیات کو دیکھنے سے عدول وتجاوز نہ کیا کہ جن کے دیکھنے کے لئے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مامور تھے۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ایسی غایت درجہ کی قوتِ بصارت عطا ہوئی تھی کہ آپ صَلَّی

---

1 ......خصائص کبریٰ، جزء ثانی، ص ٨٠۔......(الخصائص الکبری للسیوطی،فائدۃ فی عدم احتراق المندیل...الخ،ج٢،ص١٣٤۔علمیہ)

2 ......یعنی نہ چھوٹی اور نہ اتنی بڑی کہ باہر نکلی ہوئی معلوم ہوں۔١٢منہ 3 ......سرمہ والی۔

4 ......دلائل حافظ ابی نعیم، مطبوعہ دائرۃ المعارف انتظامیہ حیدرآباد دکن، ص ٥٤۔ ابونعیم کے علاوہ ابن سعد اور ابن عساکر نے بھی اسے روایت کیا ہے (خصائص کبریٰ، جزء اوّل، ص ٩١)۔١٢منہ

5 ......دلائل النبوۃ لابی نعیم،الفصل الحادی عشر،ذکر خروج النبی صلی اللّٰہ تعالی علیہ والہ وسلم الی الشام...الخ،ص ١٠٠، الخصائص الکبری للسیوطی، باب ما ظھر من الآیات فی سفرہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم...الخ،ج١، ص٥٤ والسیرۃ الحلبیۃ،باب سفرہ الی الشام ثانیاً،ج١،ص١٩٣۔ علمیہ

6 ......بہکی نہیں نگاہ اور حد سے نہیں بڑھی۔......(ترجمۂ کنز الایمان: آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔(پ٢٧،النجم:١٧)علمیہ)

اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جس شے کو دیکھتے خواہ وہ غایت درجہ خفا میں ہو،[1] اسے یوں اِدراک فرماتے تھے کہ جس طرح وہ واقع اور نفس الامر[2] میں ہوا کرتی۔[3]

امام بیہقی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (متوفی ۴۵۸ھ) نے بروایت[4] ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما نقل کیا ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اندھیری رات میں روشن دن کی طرح دیکھتے تھے۔[5] حدیث صحیح میں[6] آیا ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ مجھ سے تمہارا رکوع اور خشوع پوشیدہ نہیں۔ میں تم کو اپنی پیٹھ کے پیچھے دیکھتا ہوں۔[7] امام مجاہد (متوفی ۱۰۴ھ) نے "الَّذِیْ یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ ﴿۲۱۸﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ ﴿۲۱۹﴾"[8] (شعرآء، ع ۱۱)[9] کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ رسول اللّٰہ[10] صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نماز میں پچھلی صفوں کو یوں دیکھتے تھے جیسا کہ اپنے سامنے والوں کو۔[11] احادیث مذکورہ بالا میں رُویت سے مراد رُویتِ عَینی[12] ہے جو اللّٰہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بطورِ خرقِ عادت[13] عطا فرمائی تھی۔ جس طرح باری تعالیٰ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے

---

1 ......انتہائی درجہ چھپی ہوئی ہو۔ 2 ......حقیقت میں۔

3 ......زرقانی علی المواہب، جزء رابع، ص۸۲......(المواهب اللدنية و شرح الزرقاني، الفصل الاول في كمال خلقته وجمال صورته، ج۵، ص۲۶۲-۲۶۳۔علمیه)

4 ......خصائص کبریٰ، جزء اوّل، ص۶۱۔

5 ......الخصائص الكبرى للسيوطي، باب المعجزة والخصائص في عينيه الشريفين، ج۱، ص۱۰۴۔ علمیه

6 ......صحیح بخاری، باب عظۃ الامام الناس فی اتمام الصلوٰۃ وذکر القبلۃ۔

7 ......صحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب عظة الامام الناس...الخ، الحديث:۴۱۸، ج۱، ص۱۶۱۔ علمیه

8 ......ترجمہ: جو دیکھتا ہے تجھ کو جب تو اُٹھتا ہے اور تیرا پھرنا نمازیوں میں۔ اس آیت کے تحت میں تفسیر خازن میں لکھا ہے: وقيل معناه يرى تقلب بصرك في المصلين فانه كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يبصر من خلفه كما يبصر من قدامه. (انتہی)۔

9 ......ترجمۂ کنز الایمان: جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم کھڑے ہوتے ہو اور نمازیوں میں تمہارے دورے کو (پ۱۹، الشعرآء:۲۱۸، ۲۱۹)

10 ......اس حدیث مرسل کو امام حمیدی (متوفی ۲۰۹ھ) نے اپنی مسند میں اور ابن منذر (متوفی ۳۱۸ھ) نے اپنی تفسیر میں اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ دیکھو مواہب لدنیہ، جزء اوّل، ص۲۵۲ اور خصائص کبریٰ، جزء اوّل، ص۶۱۔

11 ......الخصائص الكبرى للسيوطي، باب في المعجزة والخصائص في عينيه الشريفين، ج۱، ص۱۰۴ و المواهب اللدنية مع شرح الزرقاني، الفصل الاول في كمال خلقته وجمال صورته، ج۵، ص۲۶۵۔ علمیه)

12 ......ظاہری آنکھوں سے دیکھنا۔ 13 ......معجزہ کے طور پر۔

قلب شریف کو معقولات کے ادراک میں احاطہ اور وسعت بخشی تھی اسی طرح آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حواس لطیف کو محسوسات کے احساس میں توسیع عنایت فرمائی تھی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرشتوں اور شیاطین کو دیکھنا اور شب معراج کی صبح کو مکہ مشرفہ میں قریش کے آگے بیت المقدس کو دیکھ کر اس کا حال بیان فرمانا اور مسجد نبوی عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے بننے کے وقت آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مدینہ منورہ سے کعبہ مشرفہ کو دیکھنا، زمین کے مشارق ومغارب کو دیکھ لینا اور حضرت جعفر طیّار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو شہادت کے بعد بہشت میں فرشتوں کے ساتھ اُڑتے دیکھنا، یہ تمام امور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قوت بینائی پر دلالت کرتے ہیں۔

غزوۂ اَحزاب میں خندق کھودتے وقت ایک سخت پتھر حائل ہو گیا تھا جسے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کُدال کی تین ضربوں سے اُڑا دیا۔ پہلی ضرب پر فرمایا کہ میں یہاں سے شام کے سرخ محلّات دیکھ رہا ہوں۔ دوسری ضرب پر فرمایا کہ میں یہاں سے کسریٰ کا سفید محل دیکھ رہا ہوں۔ تیسری ضرب پر فرمایا کہ اس وقت میں یہاں سے ابواب صَنعاء کو دیکھ رہا ہوں۔[1] اسی طرح جب غَزْوَۂ مُوتہ میں حضرات زید بن حارثہ وجعفر بن ابی طالب وعبد اللّٰہ بن رَواحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم یکے بعد دیگرے بڑی بہادری سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے تو حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مدینہ منورہ میں ان واقعات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے اور بیان فرما رہے تھے۔

اَبْروئے مبارک

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بھویں دراز و باریک تھیں اور درمیان میں دونوں اس قدر متصل تھیں کہ دور سے ملی ہوئی معلوم ہوتی تھیں۔ ان دونوں کے درمیان ایک رگ تھی جو غصہ کے وقت حرکت میں آجاتی اور خون سے بھر جاتی۔[2]

بِینیٔ مبارک

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ناک مبارک خوبصورت اور دراز تھی اور درمیان میں اُبھراؤ نمایاں تھا

1 ......مشکوٰۃ بحوالہ صحیحین، باب وفات النبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔

2 ......الشمائل المحمدیة للترمذی، باب ماجاء فی خلق رسول اللّٰہ، الحدیث: ۷، ص ۲۲ ملتقطاً۔ علمیه

اور بن بنی (عرنین)[1] پر ایک نور درخشاں تھا۔ جو شخص بغور تأمُّل نہ کرتا اسے معلوم ہوتا کہ بلند ہے حالانکہ بلند نہ تھی۔ بلندی تو وہ نور تھا جو اسے گھیرے ہوئے تھا۔[2]

پیشانی مبارک

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیشانی مبارک کشادہ تھی اور چراغ کی مانند چمکتی تھی۔ چنانچہ حضرت حسان بن ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا ہے:[3]

مَتٰی یَبْدُ فِی اللَّیْلِ الْبَھِیْمِ جَبِیْنُہٗ بَلَجَ مِثْلَ مِصْبَاحِ الدُّجَی الْمُتَوَقِّدِ[4]

جب اندھیری رات میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیشانی ظاہر ہوتی تو تاریکی کے روشن چراغ کی مانند چمکتی۔

گوش مبارک

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہر دو گوش مبارک[5] کامل وتام تھے۔ قُوّتِ بصر کی طرح اللّٰہ تعالٰی نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو قُوّتِ سَمْع بھی بطریقِ خرقِ عادت غایت درجہ کی عطا کی تھی۔ اسی واسطے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم سے فرماتے کہ میں جو دیکھتا ہوں[6] تم نہیں دیکھ سکتے اور میں جو سنتا ہوں تم نہیں سن سکتے۔ میں تو آسمان کی آواز بھی سن لیتا ہوں۔[7]

آوازِ آسمان کی طرح آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آسمان کے دروازے کے کھلنے کی آواز بھی سن لیتے تھے چنانچہ ایک روز حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام خدمت اقدس میں حاضر تھے کہ ناگاہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

---

1 ......ناک کی ہڈی۔......شمائل ترمذی، باب ماجاء فی خلق رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔

2 ......الشمائل المحمدية للترمذی، باب ماجاء فی خلق رسول الله، الحديث: ٧، ص ٢٢ ملتقطاً۔ علميه

3 ......زرقانی علی المواھب، جزء رابع، ص ٩١۔

4 ......شرح الزرقانی علی المواهب، الفصل الاول فی كمال خلقته وجمال صورته، ج ٥، ص ٢٧٨۔ علميه

5 ......دونوں مبارک کان

6 ......خصائص کبریٰ بحوالہ ترمذی وابن ماجہ وابی نعیم، جزء اوّل، ص ٦٥۔

7 ......الخصائص الكبرى للسيوطی، باب الآية فی سمعه الشريف، ج ١، ص ١١٣ ملتقطاً۔ علميه

نے اپنے اوپر کی طرف سے ایک آواز سنی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سر مبارک اٹھایا تو حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلام نے عرض کیا کہ یہ آسمان کا ایک دروازہ ہے جو آج ہی کھلا ہے، آج سے پہلے کبھی نہیں کھلا۔[1] الحدیث[2]

دہان مبارک

منہ مبارک فراخ، رُخسار مبارک ہموار، دَندان ہائے پیشین[3] کشادہ اور رَوشن وتاباں، جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کلام فرماتے تو دَندان ہائے پیشین میں سے نور نکلتا دکھائی دیتا تھا۔ بزّار (متوفی ۲۹۲ھ) وبیہقی نے بروایت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نقل کیا ہے کہ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ضُحک[4] فرماتے تو دیواریں روشن ہو جاتیں۔[5] آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کبھی جمائی[6] نہیں آئی۔[7]

حضرت عُمَیرہ بنت مسعود انصاریہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا روایت کرتی ہیں کہ میں اور میری پانچ بہنیں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قَدِید (خشک کیا ہوا گوشت) کھا رہے تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے چبا کر ایک ٹکڑا ان کو دیا، انہوں نے بانٹ کر کھالیا مرتے دم تک ان میں سے کسی کے منہ میں بوئے ناخوش پیدا نہ ہوئی اور نہ کوئی منہ کی بیماری ہوئی۔[8]

غزوۂ خیبر[9] کے روز حضرت سَلَمہ بن الاکوع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی پنڈلی میں ایسی ضرب شدید لگی کہ لوگوں کو

---

1 ......مشكاة المصابيح، كتاب فضائل القرآن،الفصل الاول،الحديث:٢١٢٤،ج١،ص٤٠٠۔ علميه

2 ......مشکوٰۃ شریف بحوالہ صحیح مسلم، کتاب فضائل القرآن۔

3 ......سامنے کے مبارک دانت۔

4 ......خصائص کبریٰ، جزء اوّل، ص۶۷۔

5 ......الخصائص الكبرى للسيوطى،باب جامع فى صفة خلقه،ج١،ص١٢٧۔ علميه

6 ......جب کسی شخص کو نماز میں جمائی آئے تو وہ صرف ذہن میں اتنا یاد کرلے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کبھی جمائی نہیں آئی تھی، اس کے بعد نہ آئے گی۔ ۱۲ منہ

7 ......الخصائص الكبرى للسيوطى،باب الآية فى حفظه من التثاؤب،ج١،ص١١٢۔ علميه

8 ......اصابہ، ترجمہ عمیرہ بنت مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا۔......(الاصابة فى تمييز الصحابة،١١٥٤٨۔عميرة بنت مسعود الانصارية، ج٨،ص٢٥١۔ علميه)

9 ......دیکھو صحیح بخاری، باب غزوۂ خیبر۔

گمان ہوا کہ شہید ہو گئے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تین بار اس پر دم کر دیا۔[1] پھر پنڈلی میں کبھی درد نہ ہوا۔[2]

ایک روز ایک بدزبان عورت آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں آئی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قَدِیْد تناول فرما رہے تھے۔ اس نے سوال کیا کہ مجھے بھی دیجئے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جو قدید سامنے پڑا ہوا تھا اس میں سے دیا۔ اس نے عرض کیا کہ اپنے منہ میں سے دیجئے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے منہ سے نکال کر اسے دیا وہ کھا گئی اس روز سے فحش اور کلام قبیح اس سے سننے میں نہ آیا۔[3]

مذکورہ بالا واقعات کے علاوہ بے شمار پیشگوئیاں اور دعوات جو پوری اور قبول ہوئیں وہ اسی منہ مبارک سے نکلی ہوئی تھیں۔

یومِ حُدَیْبِیَّہ میں چاہِ حدیبیہ کا تمام پانی لشکر اسلام نے (جو بقول حضرت براء بن عازب چودہ سو تھے۔) نکال لیا اس میں ایک قطرہ بھی نہ رہا۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پانی کا ایک برتن طلب فرمایا اور وضو کر کے پانی کی ایک کلی کوئیں میں ڈال دی اور فرمایا کہ ذرا ٹھہرو۔ اس کوئیں میں اس قدر پانی جمع ہو گیا کہ حُدَیْبِیَّہ میں قریباً بیس روز قیام رہا، تمام فوج اور ان کے اونٹ اسی سے سیراب ہوتے رہے۔[4]

لعاب دَہن مبارک

حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے منہ مبارک کا لُعاب زخمی اور بیماروں کے لئے شفاء تھا چنانچہ فتح خَیبَر کے دن آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا لُعابِ دَہَن حضرت علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کی آنکھوں

---

1 ......حضرت فدیک بن عمرو السلامانی اور حضرت جرہد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کا قصہ معجزات میں آئے گا۔ ان شاء اللّٰہ تعالٰی۔ ۱۲ منہ

2 ......صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ خیبر، الحدیث:٤٢٠٦، ج٣، ص٨٣۔ علمیه

3 ......خصائص کبریٰ للسیوطی، جزء اوّل، ص٦٢۔......(الخصائص الکبری للسیوطی، باب الآیة فی فمه الشریف وریقه واسنانه، ج١، ص١٠٥۔ علمیه)

4 ......استیعاب واصابہ اور خصائص کبریٰ بحوالہ بیہقی وحاکم۔......(السنن الکبری للبیهقی، باب نزول سورة الفتح...الخ، الحدیث:١٨٨١٥، ج٩، ص٣٣٧ وصحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوة الحدیبیة، الحدیث:٤١٥١، ج٣، ص٦٩۔ علمیه)

میں ڈال دیا تو وہ فوراً تندرست ہو گئے گویا درد چشم کبھی ہوا ہی نہ تھا۔

غارِ ثور میں حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کے پاؤں کو کسی چیز نے کاٹ کھایا۔حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا لُعابِ دَہَن زخم پر لگایا اسی وقت درد جاتا رہا۔

حضرت رِفاعہ بن رَافع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کا بیان ہے کہ بدر کے دن میری آنکھ میں تیر لگا اور وہ پھوٹ گئی۔ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس میں اپنا لعاب مبارک ڈال دیا اور دعا فرمائی۔پس مجھے ذرا بھی تکلیف نہ ہوئی اور آنکھ بالکل درست ہوگئی۔(1)

حضرت محمد بن حاطِب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کے ہاتھ پر ہنڈیا گر پڑی اور وہ جل گیا۔رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا لعاب مبارک اس پر ڈالا اور دعا کی وہ ہاتھ چنگا ہوگیا۔

حضرت عَمْرو بن معاذ بن جَمُوح انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کا پاؤں کٹ گیا تھا۔رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس پر اپنا لعابِ مبارک لگا دیا۔وہ اچھا ہوگیا۔(2)

حضرت ابوقتادہ انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ بیان کرتے ہیں کہ غَزْوَۂ ذِی قَرَدْ (محرم ۷ ھ) میں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے پوچھا کہ تمہارے چہرے میں یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ایک تیر لگا ہے۔آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ نزدیک آؤ۔میں نزدیک ہوا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس پر لُعابِ دَہَن لگا دیا۔اس روز سے مجھے کبھی تیر و تلوار نہیں لگی اور نہ خون نکلا۔(3)

ایک دفعہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس پانی کا ڈول لایا گیا، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس سے پیا۔پس خوردہ(4) کوئیں میں ڈال دیا گیا۔پس اس میں سے کستوری کی سی خوشبو نکلی۔آپ صَلَّی اللّٰہُ

---

1 ……زاد المعاد،غزوۂ بدر۔……(زاد المعاد،فصل فی غزوة بدر الکبری،ج۲،الجزء الثالث،ص۱۴۴۔ علمیه)

2 ……اصابہ،ترجمہ عمرو بن معاذ انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ۔……(الاصابة فی تمییز الصحابة،۵۹۸۰۔عمرو بن معاذ بن الجموح الانصاری،ج۴،ص۵۶۶۔۵۶۷۔ علمیه)

3 ……اصابہ،ترجمہ ابوقتادہ انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ۔……(الاصابة فی تمییز الصحابة،۱۰۴۱۱۔ابوقتادة بن ربعی الانصاری، ج۷،ص۲۷۲۔ علمیه)

4 ……بچا ہوا۔

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خادم حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے گھر میں ایک کوآں [1] تھا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا لعاب دہن اس میں ڈال دیا۔ اس کا پانی ایسا شیریں ہو گیا کہ تمام مدینہ منورہ میں اس سے بڑھ کر میٹھا کوئی کوآں [2] نہ تھا۔

عاشورا کے روز حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بچوں کو بلا کر ان کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈال دیتے اور ان کی ماؤں سے فرمادیتے کہ شام تک ان کو دودھ نہ دینا۔ پس وہی لعاب دہن ان کو کافی ہوتا۔ [3]

حضرت عامر بن کُرَیز قریشی عَبْشَمی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنے صاحبزادے عبد اللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو بچپن میں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت اقدس میں لائے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عبد اللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے منہ میں اپنا لعاب مبارک ڈالنے لگے اور وہ اسے نگلنے لگے۔ اس پر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ یہ مُسْقٰی (سیراب) ہے۔ حضرت عبد اللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ جب کسی زمین (یا پتھر) میں شگاف کیا کرتے تو پانی نکل آیا کرتا۔ [4]

عُتْبَہ بن فَرقَد جنہوں نے حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے عہد مبارک میں مُوصل کو فتح کیا ان کی بیوی اُم عاصم بیان کرتی ہے کہ عُتْبَہ کے ہاں ہم چار عورتیں تھیں۔ ہم میں سے ہر ایک خوشبو لگانے میں کوشش کرتی تھی تا کہ دوسری سے اَطْیَب ہو اور عُتْبَہ کوئی خوشبو نہ لگاتا تھا مگر اپنے ہاتھ سے تیل مل کر ڈاڑھی کو مل لیتا تھا اور ہم سب سے زیادہ خوشبودار تھا۔ جب وہ باہر نکلتا تو لوگ کہتے کہ ہم نے عُتْبَہ کی خوشبو سے بڑھ کر کوئی خوشبو نہیں سونگھی۔ ایک دن میں نے اس سے پوچھا کہ ہم استعمالِ خوشبو میں کوشش کرتی ہیں اور تو ہم سے زیادہ خوشبودار ہے۔ اس کا سبب کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عہد مبارک میں میرے بدن پر آبلہ ریزے [5] نمودار ہوئے، میں خدمت

---

1 ......کنواں۔ 2 ......کنواں۔

3 ......خصائص کبریٰ بروایت ابو نعیم، جزء اوّل، ص۹۱۔......(الخصائص الکبری للسیوطی، باب الآیۃ فی فمہ الشریف وریقہ واسنانہ، ج۱، ص۱۰۵ ملتقطاً۔ علمیہ)

4 ......استیعاب واصابہ اور خصائص کبریٰ بحوالہ بیہقی وحاکم۔......(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ۱۶۰۵۔عبد اللّٰہ بن عامر العبشمی، ج۳، ص۶٤ و الاصابۃ فی تمییز۔ علمیہ)

5 ......پھوڑے۔

نبوی میں حاضر ہوا، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اس بیماری کی شکایت کی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ کپڑے اتار دو۔ المعجم الصغیر للطبرانی اور دیگر حدیث وسیرت کی کتب میں یہ الفاظ ہیں: "و ألقیت ثوبی علی فرجی" یعنی میں نے اپنا ستر ڈھانپ لیا۔ علمیه[1] اس حدیث کو طبرانی (متوفی ۳۶۰ھ) نے اوسط میں روایت کیا ہے۔

زبان مبارک

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم افصح الخلق تھے اور فصاحت میں خارقِ عادت حد کو پہنچے ہوئے تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جوامع کلم، بدائع حکم، امثال سائرہ، درر منثورہ، قضایائے محکمہ، وصایائے مبرمہ اور مواعظ ومکاتیب ومناشیر مشہور آفاق ہیں، ان کی تفصیل کا یہ محل نہیں۔ حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا کلام تمہارے کلام کی مانند نہ تھا کہ بوجہ عجلت سامع پر مُلْتَبِس[2] ہو بلکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا کلام واضح اور مبین ایسا تھا کہ پاس بیٹھنے والا اسے یاد کر لیتا۔[3]

حضرت اُمِ مَعْبَد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے جو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حلیہ شریف بیان کیا ہے اس میں یوں ہے: "آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا کلام[4] شیریں، حق وباطل میں فرق کرنے والا، نہ حد سے کم نہ حد سے زیادہ، گویا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا کلام لڑی کے موتی ہیں جو گر رہے ہیں۔"[5]

حافظ ابن حجر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (متوفی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی

---

1 ......المعجم الصغیر للطبرانی، الجزء الاول، الحدیث:۹۸، ص۳۸۔ علمیه

2 ......شک وشبہہ۔

3 ......شمائل ترمذی، باب کیف کان کلام رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔......(الشمائل المحمدیة للترمذی، باب کیف کان کلام رسول اللّٰہ، الحدیث:۲۱۳، ص۱۳۴۔ علمیه)

4 ......استیعاب لابن عبد البر۔ فصل سے یہ مراد بھی ہوسکتی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا کلام مبین وظاہر ہوتا تھا جیسا کہ روایت حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا میں وارد ہے۔ ۱۲ منہ

5 ......الاستیعاب فی معرفة الاصحاب، کتاب کنی النساء، باب المیم، ۳۶۳۹۔ام معبد الخزاعیة، ج۴، ص۵۱۴۔ علمیه

حیات شریف میں صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُم میں سے کوئی اصم یعنی بہرا نہ تھا اور یہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی کرامات میں سے ہے کیونکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان کے لئے احکامِ الٰہی کے مُبَلِّغ تھے اور بہرا پن اس کام کے سہولت کے ساتھ ہونے سے مانع ہوتا ہے۔ برعکس نابینائی کے کہ وہ مانع نہیں ہوتی۔ (1)

آواز مبارک

تمام انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام خوبرو اور خوش آواز تھے مگر آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان سب سے زیادہ خوبرو (2) اور خوش آواز تھے۔ (3) آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آواز میں ذرا گرانی پائی جاتی تھی جو اَوصافِ حمیدہ میں شمار ہوتی ہے۔ خوش آواز ہونے کے علاوہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بلند آواز اتنے تھے کہ جہاں تک آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آواز شریف پہنچتی اور کسی کی آواز نہ پہنچتی تھی۔ بالخصوص خطبوں میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آواز شریف گھروں میں پردہ نشین عورتوں تک پہنچ جاتی تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھَا فرماتی ہیں کہ ایک دن رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم منبر پر رونق افروز ہوئے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حاضرین سے فرمایا کہ خطبہ سننے کے لئے بیٹھ جاؤ۔ اس آواز کو حضرت عبد اللّٰہ بن رواحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے جو شہر مدینہ میں قبیلہ بنی غَنۡم میں تھے سن لیا اور ارشاد نبوی کی تعمیل میں وہیں اپنے مکان میں دو زانو ہو بیٹھے۔ (4) حضرت عبد الرحمٰن بن معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ فرماتے ہیں کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے منیٰ میں خطبہ پڑھا جس سے ہمارے کان کھل گئے یہاں تک کہ ہم اپنی اپنی جگہ پر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا کلام مبارک سنتے تھے۔ حضرت ام ہانی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھَا فرماتی ہیں کہ ہم آدھی رات کے وقت حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ

---

1 ......نسیم الریاض، جلد اوّل، صفحہ ۳۹۷۔......(نسیم الریاض، الباب الثانی... الخ، القسم الاول، فصل فی خصال محمودة مخصوصة به، ج ۱، ص ۴۹۸۔ علمیه)

2 ......زرقانی علی المواہب بحوالہ ترمذی، جزء رابع، ص ۱۷۸۔

3 ......شرح الزرقانی علی المواهب اللدنية، الفصل الاول فی كمال خلقته و جمال صورته، ج ۵، ص ۴۴۴۔ علميه

4 ......خصائص کبریٰ للسیوطی بروایت ابن سعد و ابی نعیم وغیرہ۔

وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قراٴت سنا کرتے تھے حالانکہ میں مکان کے اندر چارپائی پر ہوا کرتی تھی۔[1]

خندہ و گریہ مبارک

حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عموماً تبسم فرمایا کرتے تھے۔ تبسم مبادیِ ضحک سے ہے اور ضحک کے معنی چہرہ کا انبساط[2] ہے یہاں تک کہ خوشی سے دانت ظاہر ہو جائیں۔ اگر آواز کے ساتھ ہو اور دور سے سنا جائے اسے قہقہہ کہتے ہیں۔ اگر آواز تو ہو اور دور سے نہ سنا جائے تو ضحک کہتے ہیں۔ اگر بالکل آواز نہ پائی جائے تو اسے تبسم بولتے ہیں۔ پس یوں سمجھئے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اکثر اوقات تبسم کی حد سے تجاوز نہ فرماتے۔ شاذ و نادر ضحک کی حد تک پہنچتے کیونکہ کثرتِ ضحک دل کو ہلاک کر دیتی ہے اور قہقہہ کبھی نہ مارتے کیونکہ یہ مکروہ ہے۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا گریہ شریف ضحک کی جنس سے تھا کہ آواز بلند نہ ہوتی تھی مگر آنسو مبارک آنکھوں سے گر پڑتے تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سینہ شریف سے دیگِ مسی[3] کے جوش کی سی آواز سنی جاتی تھی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا گریہ مبارک صفتِ جلالِ الٰہی کی تجلی اور اُمت پر شفقت اور میت پر رحمت کے باعث ہوا کرتا اور اکثر قرآن شریف کے سننے سے اور کبھی کبھی نمازِ شب میں بھی ہوا کرتا۔[4] آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انگڑائی کبھی نہیں لی۔

سر مبارک

سر مبارک بڑا تھا۔ یہ وہی سر مبارک ہے کہ جس پر قبلِ بِعْثَت بطریقِ اِرْہاص[5] و کرامت گرما میں بادل سایہ کیے رہتا تھا۔ چنانچہ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مائی حلیمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے ہاں پرورش پا رہے تھے تو

---

1 ......المواھب اللدنیة مع شرح الزرقانی،الفصل الاول فی کمال خلقته و جمال صورته،ج٥،ص٤٤٥ و الخصائص الکبری للسیوطی،باب الآیة فی صوته...الخ،ج١،ص١١٣۔ علمیه

2 ......چہرہ کھل اٹھنا۔ 3 ......تانبہ کی دیگ۔

4 ......المواھب اللدنیة مع شرح الزرقانی،الفصل الاول فی کمال خلقته و جمال صورته،ج٥،ص٤٤٨۔٤٥١ ملتقطاً۔ علمیه

5 ......نبی سے جو باتِ خلافِ عادت قبلِ نبوت ظاہر ہو اس کو اِرہاص کہتے ہیں۔

وہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کسی دور جگہ نہ جانے دیتی تھیں۔ ایک روز وہ غافل ہو گئیں اور حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنی رضاعی بہن شیماء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے ساتھ دوپہر کے وقت مویشیوں میں تشریف لے گئے۔ مائی حلیمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا تلاش میں نکلیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو شیماء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے ساتھ پایا۔ کہنے لگیں: ایسی تپش میں؟ شیماء بولی: ''اماں جان! میرے بھائی نے تپش محسوس نہیں کی، میں نے دیکھا کہ بادل آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر سایہ کرتا تھا جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ٹھہر جاتے تو بادل بھی ٹھہر جاتا اور جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم چلتے تو وہ بھی چلتا، یہی حال رہا یہاں تک کہ ہم اس جگہ آپہنچے ہیں۔'' مائی حلیمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے پوچھا: بیٹی! کیا یہ سچ ہے؟ شیماء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے جواب دیا: ''ہاں خدا کی قسم۔''[1] اسی طرح جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بارہ برس کی عمر شریف میں اپنے چچا ابو طالب اور دیگر شیوخ قریش کے ساتھ ملک شام میں تشریف لے گئے تو بحیرا راہب کے عبادت خانے کے قریب اترے۔ اس راہب نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو پہچان لیا اور کھانا تیار کر کے لایا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بلوایا۔ پس آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف لائے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر بادل سایہ کیے ہوئے تھا۔[2]

گردن مبارک

گردن مبارک کیا تھی گویا بُتِ عاج[3] کی گردن تھی، چاندی کی مانند صاف۔[4]

دست مبارک

کف دست[5] اور بازو مبارک پُر گوشت تھے۔ حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی ریشم یا

---

❶ ......دیکھو مواہب لدنیہ اور خصائص کبریٰ۔......(الخصائص الکبری للسیوطی، باب ما ظهر فی زمان رضاعه من الآیات والمعجزات، ج۱، ص۱۰۰۔ علمیه)

❷ ......ترمذی، باب ما جاء فی بدء نبوۃ النبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔......(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب ماجاء فی بدء نبوة النبی، الحدیث: ۳٦٤۰، ج۵، ص۳۵٦ ملتقطاً۔ علمیه)

❸ ......ہاتھی دانت کی بنی ہوئی مورت۔

❹ ......الشمائل المحمدیة، باب ماجاء فی خلق رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم، ص۲۲۔ علمیه ❺ ......ہتھیلی۔

دیبا[1] کو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کف مبارک سے زیادہ نرم نہیں پایا اور نہ کسی خوشبو کو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خوشبو سے بڑھ کر پایا۔[2]

جس شخص سے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مصافحہ کرتے وہ دن بھر اپنے ہاتھ میں خوشبو پاتا اور جس بچہ کے سر پر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنا دست مبارک رکھ دیتے وہ خوشبو میں دوسرے بچوں سے ممتاز ہوتا۔ چنانچہ حضرت جابر بن سَمُرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ نماز ظہر پڑھی پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے اہل خانہ کی طرف نکلے، میں بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ نکلا، بچے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے آئے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان میں سے ہر ایک کے رخسار کو اپنے ہاتھ مبارک سے مسح فرمانے لگے۔ میرے رخسار کو بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مسح فرمایا۔ پس میں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دست مبارک کی ٹھنڈک یا خوشبو ایسی پائی کہ گویا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا ہاتھ عطّار کے صندوقچہ سے نکالا تھا۔[3]

حضرت وائل بن حجر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ جب میں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مصافحہ کرتا تھا یا میرا بدن آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بدن سے مس کرتا تو میں اس کا اثر بعد ازاں اپنے ہاتھ میں پاتا اور میرا ہاتھ کستوری سے زیادہ خوشبودار ہوتا۔ حضرت یزید بن اَسود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا ہاتھ مبارک میری طرف بڑھایا، کیا دیکھتا ہوں کہ وہ برف سے ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار ہے۔[4]

---

1 ......ریشمی کپڑا۔

2 ......صحیح بخاری، باب صفۃ النبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔......(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب صفة النبی، الحدیث: ۳۵٦۱، ج۲، ص٤٨٩۔ علمیه)

3 ......صحیح مسلم، باب طیب ریحہ ولین مسہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔......(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب طیب رائحة النبی...الخ، الحدیث: ۲۳۲۹، ص ۱۲۷۱۔ علمیه)

4 ......دیکھو مواہب لدنیہ۔......(المواهب اللدنية مع شرح الزرقانی، الفصل الاول فی کمال خلقته وجمال صورته، ج٥، ص ٤٥۲۔ علمیه)

حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ہاتھ وہ مبارک ہاتھ تھا کہ ایک مشت خاک کفار پر پھینک دی[1] اور ان کو شکست ہوئی۔ یہ وہی دست کرم تھا کہ کبھی کوئی سائل آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دروازے سے محروم نہیں پھرا۔ یہ وہی دست شفا تھا کہ جس کے محض چھونے سے وہ بیماریاں جاتی رہیں کہ جن کے علاج سے اطباء عاجز ہیں۔ اسی مبارک ہاتھ میں سنگ ریزوں[2] نے کلمہ شہادت پڑھا۔ اسی مبارک ہاتھ کے اشارے سے فتح مکہ کے روز تین سو ساٹھ بت[3] یکے بعد دیگرے منہ کے بل گر پڑے۔ اسی مبارک ہاتھ کی ایک انگلی کے اشارے سے چاند[4] دو پارہ ہو گیا۔ اسی مبارک ہاتھ کی انگلیوں سے[5] متعدد دفعہ چشمہ کی طرح پانی جاری ہوا۔

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دست مبارک کی مزید برکات کی تشریح کے لئے ذیل میں چند مثالیں اور درج کی جاتی ہیں:

﴿1﴾...... حضرت اَبْیَض بن حَمَّال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے چہرے پر داد تھا جس سے چہرے کا رنگ بدل گیا تھا ایک روز آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کو بلایا اور ان کے چہرے پر اپنا دست شفا پھیرا۔ شام نہ ہونے پائی کہ داد کا کوئی نشان نہ رہا۔[6]

﴿2﴾...... حضرت شُرَحْبِیْل جُعْفِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ہتھیلی میں ایک گلٹی سی تھی جس کے سبب سے وہ تلوار کا قبضہ اور گھوڑے کی باگ نہیں پکڑ سکتے تھے۔ انہوں نے حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے شکایت کی۔ آپ نے اپنی ہتھیلی سے اس

---

1 ......قرآن کریم میں ہے: (وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی) ترجمہ: ''اور نہیں پھینکا تو نے جس وقت کہ پھینکا تو نے لیکن اللہ تعالیٰ نے پھینکا تھا''۱۲منہ (ترجمۂ کنز الایمان: اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔ (پ۹، الانفال:۱۷) علمیہ)

2 ......خصائص کبریٰ، جزء ثانی، ص۷۵۔ 3 ......دلائل حافظ ابونعیم، جزء ثانی، ص۱۸۸۔

4 ......قرآن مجید میں ہے: اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ (ترجمہ) نزدیک آئی قیامت اور پھٹ گیا چاند۔۱۲منہ (ترجمۂ کنز الایمان: پاس آئی قیامت اور شق ہو گیا چاند۔ (پ۲۷، القمر:۱) علمیہ)

5 ......صحیح بخاری، باب علامات النبوۃ فی الاسلام۔

6 ......الخصائص الکبری للسیوطی، باب آیاتہ فی ابراء المرضی...الخ، ج۲، ص۱۱۶ والاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ۱۹۔ ابیض بن حمال، ج۱، ص۱۷۷۔ علمیہ

گلٹی کورگڑا پس اس کا نشان تک نہ رہا۔[1]

﴿3﴾......ایک عورت اپنے لڑکے کو خدمت اقدس میں لائی اور عرض کیا کہ اس کو جنون ہے۔حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کے سینے پر ہاتھ پھیرا۔لڑکے کو قے ہوئی اور اس میں ایک کالا کتے کا پلّا نکلا اور فوراً آرام ہوگیا۔[2]

﴿4﴾......جنگ احد میں حضرت قتادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی آنکھ کو صدمہ پہنچا اور ڈیلا رخسار پر آپڑا۔تجویز ہوئی کہ کاٹ دیا جائے۔حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے دریافت کیا گیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا ایسا نہ کرو اور انہیں بلا کر اپنے دست مبارک سے ڈیلے کو اس کی جگہ پر رکھ دیا۔آنکھ فوراً ایسی درست ہوگئی کہ کوئی یہ نہ بتا سکتا تھا کہ دونوں میں سے کس آنکھ کو صدمہ پہنچا تھا۔[3]

﴿5﴾...... حضرت عبد اللّٰہ بن عَتِیک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ جب ابورافع یہودی کو قتل کر کے اس کے گھر سے نکلے تو زینے سے گر کر ان کی ساق[4] ٹوٹ گئی۔انہوں نے اپنے عمامہ سے باندھ لی۔جب آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ پاؤں پھیلاؤ۔حضرت عبد اللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے پاؤں پھیلایا۔حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس پر اپنا دستِ شفا پھیرا اسی وقت ایسی تندرست ہوگئی کہ گویا کبھی وہ ٹوٹی ہی نہ تھی۔[5]

﴿6﴾...... حضرت عائذ بن سَعِید جَسْرِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ میرے چہرے پر اپنا مبارک ہاتھ پھیر دیجئے اور دعائے برکت فرمائیے۔حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایسا ہی کیا اس وقت سے حضرت عائذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا چہرہ تر و تازہ اور نورانی رہا کرتا تھا۔[6]

---

1 ......الخصائص الکبری للسیوطی،باب آیاتہ فی ابراء المرضی...الخ،ج۲،ص۱۱۶۔ علمیہ

2 ......مشکاۃ المصابیح،کتاب الفضائل والشمائل،باب فی المعجزات،الحدیث:۵۹۲۳،ج۲،ص۳۹۴ و الخصائص الکبری للسیوطی،باب آیاتہ فی ابراء المرضی...الخ،ج۲،ص۱۱۶۔ علمیہ

3 ......الخصائص الکبری للسیوطی،باب ما وقع فی غزوۃ أُحد من الآیات والمعجزات،ج۱،ص۳۶۰۔ علمیہ

4 ......پنڈلی

5 ......مشکاۃ المصابیح،کتاب الفضائل والشمائل،باب فی المعجزات،الحدیث:۵۸۷۶، ج۲،ص۳۸۲۔ علمیہ

6 ......الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ،۴۴۶۲۔عائذ بن سعید،ج۳،ص۴۹۳۔ علمیہ

﴿7﴾...... آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت عبد الرحمٰن و عبد اللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا پسرانِ عبد کے لئے دعائے برکت فرمائی اور دونوں کے سروں پر اپنا مبارک ہاتھ پھیرا۔ وہ دونوں جب سر منڈایا کرتے تو جس جگہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مبارک ہاتھ رکھا تھا اس پر باقی حصے سے پہلے بال اُگ آتے۔[1]

﴿8﴾...... جب حضرت عبد الرحمٰن بن زید بن خطاب قرشی عدوی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پیدا ہوئے تو نہایت ہی کوتاہ قد تھے۔ ان کے نانا حضرت ابولُبابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ان کو رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت بابرکت میں لے گئے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تَحْنِیْك[2] کے بعد ان کے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا اور دعائے برکت فرمائی۔ اس کا یہ اثر ہوا کہ حضرت عبد الرحمٰن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ جب کسی قوم میں ہوتے تو قد میں سب سے بلند نظر آتے۔[3]

﴿9﴾...... رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت قتادہ بن مِلحان قَیْسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے چہرے پر اپنا دست مبارک پھیرا، جب وہ عمر رسیدہ ہوگئے تو ان کے تمام اعضاء پر کُہنگی[4] کے آثار نمایاں تھے مگر چہرہ بدستور تر و تازہ تھا۔[5]

﴿10﴾...... آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے قیس بن زید بن جبار[6] جذامی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا اور دعائے برکت فرمائی۔ حضرت قیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے سو برس کی عمر میں وفات پائی۔ ان کے سر کے بال سفید ہوگئے تھے مگر رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دست مبارک کی جگہ کے بال سیاہ ہی رہے۔[7]

---

1 ...... الاصابة فی تمییز الصحابة، ٦١٩٩ ـ عبد اللّٰه بن عبد، ج٥، ص١٦ ـ علمیه

2 ...... کوئی چیز مثلاً کھجور چبا کر اسے بچہ کے تالو میں لگا دینا تحنیک کہلاتا ہے۔ صحابہ کرام بغرض تحنیک اپنے بچوں کو بارگاہِ رسالت میں لاتے تاکہ سب سے پہلے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا لعاب مبارک ان کے شکم میں پہنچے۔

3 ...... الاصابة فی تمییز الصحابة، ٦٢٢٧ ـ عبد الرحمن بن زید، ج٥، ص٢٩ ـ ٣٠ ـ علمیه

4 ...... یعنی بڑھاپے۔

5 ...... الاصابة فی تمییز الصحابة، ٧٠٨٩ ـ قتادة بن ملحان القیسی، ج٥، ص٣١٧ ـ علمیه

6 ...... سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں یہاں "قیس بن زید بن حباب" لکھا ہے لیکن اِصابہ اور دیگر کتب میں "قَیس بن زَید بن جبار" ہے لہٰذا کتابت کی غلطی پر محمول کرتے ہوئے ہم نے یہاں اصابہ کے مطابق "قَیس بن زَید بن جبار" لکھا ہے۔ علمیه

7 ...... الاصابة فی تمییز الصحابة، ٧١٨٨ ـ قیس بن زید بن جبار الجذامی، ج٥، ص٣٥٧ ـ علمیه

﴿11﴾...... جب رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مدینے کی طرف ہجرت فرمائی تو راستے میں ایک غلام چرواہے سے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دودھ طلب کیا۔ اس نے جواب دیا کہ میرے پاس کوئی دودھ دینے والی بکری نہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک بکری پکڑ لی اور اس کے تھن پر اپنا دست مبارک پھیرا۔ حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس کا دودھ دوہا اور دونوں نے پیا۔ غلام نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: میں خداعَزَّوَجَلَّ کا رسول ہوں۔ یہ سن کر وہ ایمان لایا۔[1] اسی طرح حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اُمِّ مَعْبَد کی بکری کے تھن پر اپنا دست مبارک پھیرا اور اس نے دودھ دیا، جیسا کہ اس کتاب میں پہلے آچکا ہے۔

﴿12﴾...... حضرت مالک بن عُمَیْر سُلَمی شاعر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کیا کہ یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں شاعر ہوں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم شعر کے بارے میں کیا فتویٰ دیتے ہیں؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اگر تیرے سر سینہ سے کندھے تک پیپ سے بھر جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ شعر سے بھرا ہو۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میری خطا بطریق مسح[2] دور کردیجئے۔ یہ سن کر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میرے سر اور چہرے پر اپنا مبارک ہاتھ پھیرا پھر میرے جگر پر پھر پیٹ پر پھیرا یہاں تک کہ میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دست مبارک کے مَبْلَغ سے شرمندہ ہوتا تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت مالک بن عمیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بوڑھے ہوگئے یہاں تک کہ ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال سفید ہوگئے مگر سر اور ڈاڑھی میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہاتھ مبارک کی جگہ کے بال سفید نہ ہوئے۔[3]

﴿13﴾...... حضرت مَدْلُوک فَزاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا بیان ہے کہ میرا آقا مجھے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں لے گیا۔ میں اسلام لایا تو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے دعائے برکت دی اور میرے

---

1 ......الاصابة فی تمییز الصحابة، ۷۲۵۸_قیس بن النعمان السكونی، ج۵، ص۳۸۲۔ علمیه

2 ......ہاتھ مبارک پھیر کر۔

3 ......الاصابة فی تمییز الصحابة، ۷۶۸۶_مالك بن عمیر السلمی الشاعر، ج۵، ص۵۴۹۔ علمیه

سر پر اپنا دست مبارک پھیرا۔ میرے سر کا وہ حصہ جسے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دست مبارک نے مس کیا تھا سیاہ ہی رہا باقی تمام سر سفید ہو گیا۔[1]

﴿14﴾...... حضرت مُعاوِیہ بن ثور بن عُبادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کے صاحبزادے بِشر بن مُعاوِیہ ساتھ تھے۔ حضرت مُعاوِیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا کہ یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بِشر کے چہرے پر اپنا دست مبارک پھیر دیجئے۔ چنانچہ حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بِشر کے چہرے کو مسح کیا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مسح کا نشان حضرت بِشر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی پیشانی میں غُرّہ کی مانند تھا[2] اور وہ جس بیمار پر اپنا ہاتھ پھیر دیتے اچھا ہو جاتا۔ حضرت بِشر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے صاحبزادے محمد بن بِشر اس بات پر فخر کیا کرتے تھے کہ میرے باپ کے سر پر رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا دست مبارک پھیرا تھا، چنانچہ یوں کہا کرتے تھے:

وَ اَبِی الَّذِیْ مَسَحَ النَّبِیُّ بِرَاْسِہٖ   وَ دَعَا لَہٗ بِالْخَیْرِ وَ الْبَرَکَات

میرا باپ وہ ہے کہ پیغمبر خدا نے ان کے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا اور ان کے لئے دعائے خیر و برکت فرمائی۔[3]

﴿15﴾...... حضرت یزید بن قُنافہ طائی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ اَقرع (گنجے) تھے۔ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کے سر پر ہاتھ مبارک پھیرا اسی وقت بال اُگ آئے۔ اسی واسطے ان کا لقب ہُلْب (بسیار مو)[4] ہو گیا۔ ابن دُرَید کا قول ہے کہ وہ اَقرع تھے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دست مبارک کی برکت سے اَفرع (مرد تمام مو)[5] ہو گئے۔[6]

﴿16﴾...... یَسار بن اُزَیْہِر جُہَنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ذکر کرتے ہیں کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میرے

---

1 ......الاصابة فی تمییز الصحابة، ٧٨٧٧۔مدلوك الفزاری، ج٦، ص٥١۔ علمیه

2 ......غرہ بمعنی چمک و روشنی یعنی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مسح فرمانے سے ان کی پیشانی نورانی ہو گئی۔علمیہ

3 ......الاصابة فی تمییز الصحابة، ٦٧٩۔بشر بن معاوية، ج١، ص٤٣٧۔ علمیه

4 ......گھنے بالوں والا۔

5 ......وہ مرد جس کے سر پر پورے بال ہوں۔

6 ......الاصابة فی تمییز الصحابة، ٩٠١٢۔الهلب الطائی ج٦، ص٤٣٢۔ علمیه

سر پر اپنا دست مبارک پھیرا اور مجھے دو چادریں پہنا دیں اور ایک تلوار عطا فرمائی۔ حضرت یسار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی صاحبزادی عُمْرَہ کا بیان ہے کہ میرے باپ کے سر میں سفید بال نہ آئے یہاں تک کہ انہوں نے وفات پائی۔ (1)

﴿17﴾...... حضرت ابو زید بن اَخطب اَنصاری خزرجی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے سر اور چہرے پر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا مبارک ہاتھ پھیرا سو سال سے زائد ان کی عمر ہوگئی مگر سر اور ڈاڑھی میں کوئی سفید بال نہ تھا۔ (2)

﴿18﴾...... حضرت ابو سِنان عبدی صباحی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے چہرے پر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا دست مبارک پھیرا ان کی عمر نوے برس کی ہوگئی مگر چہرہ بجلی کی طرح چمکتا تھا۔ (3)

﴿19﴾...... حضرت ابو غَزْوان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ حالت کفر میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ابو غزوان۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کے لئے سات بکریوں کا دودھ دوہا اور وہ سب پی گئے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کو دعوت اسلام دی وہ مسلمان ہوگئے پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کے سینے پر اپنا ہاتھ مبارک پھیر دیا دوسرے روز صبح کے وقت صرف ایک بکری دوہی گئی وہ اس کا بھی تمام دودھ نہ پی سکے۔ (4)

﴿20﴾...... حضرت سَہْل بن رافع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ دو صاع کھجوریں بطور زکوٰۃ اور اپنی لڑکی عَمِیْرَہ کو لے کر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میرے حق میں اور لڑکی کے حق میں دعائے خیر فرمائیں اور اس لڑکی کے سر پر اپنا مبارک ہاتھ پھیر دیں۔ عَمِیْرَہ کا قول ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا ہاتھ مبارک مجھ پر رکھا۔ میں اللہ کی قسم کھاتی ہوں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک ہاتھ کی ٹھنڈک بعد میں میرے کلیجے پر رہی۔ (5)

---

1 ......الاصابة فی تمییز الصحابة، ۹۳۵۱-یساربن ازیهر الجهنی، ج۶، ص۵۳۳- علمیه

2 ......الاصابة فی تمییز الصحابة، ۹۹۵۲-ابو زید بن اخطب، ج۷، ص۱۳۳- علمیه

3 ......الاصابة فی تمییز الصحابة، ۱۰۰۶۶-ابو سنان العبدی ثم الصباحی، ج۷، ص۱۶۴- علمیه

4 ......الاصابة فی تمییز الصحابة، ۱۰۳۷۵-ابوغزوان، ج۷، ص۲۶۱- علمیه

5 ......الاصابة فی تمییز الصحابة، ۱۱۵۳۵-عمیرة بنت سهل بن رافع، ج۸، ص۲۵۰- علمیه

﴿21﴾...... حضرت سائب بن یزید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا آزاد کردہ غلام عطاء بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت سائب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو دیکھا کہ ان کی ڈاڑھی کے بال سفید تھے مگر سر کے بال سیاہ تھے۔ میں نے پوچھا: آقا! آپ کے سر کے بال سفید کیوں نہیں ہوتے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ایک روز میں لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے لڑکوں کو سلام کیا۔ ان میں سے میں نے سلام کا جواب دیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے بلایا اور اپنا مبارک ہاتھ میرے سر پر رکھ کر فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھ میں برکت دے۔'' پس حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دست مبارک کی جگہ پر سفید بال کبھی نہ آئیں گے۔[1]

﴿22﴾...... حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا بیان ہے کہ میں عُقْبہ بن اَبِیْ مُعَیْط کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ ایک روز رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف لائے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: لڑکے! کیا تیرے پاس دودھ ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں! لیکن میں امین ہوں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: کیا تیرے پاس کوئی ایسی بکری ہے جس پر نر نہ کودا ہو؟ میں نے جواب دیا کہ ہاں۔ پس میں نے ایک بکری پیش کی جس کا تھن نہ تھا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تھن کی جگہ پر اپنا دست مبارک پھیرا۔ ناگاہ ایک دودھ بھرا تھن نمودار ہوا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دودھ دوہا اور حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور مجھ کو پلایا پھر تھن سے ارشاد فرمایا کہ سکڑ جا۔ پس وہ ایسا ہی ہو گیا جیسا کہ پہلے تھا۔ یہ دیکھ کر میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے تعلیم دیجئے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعائے برکت دے کر فرمایا کہ تو تعلیم یافتہ لڑکا ہے۔ پس میں اسلام لایا۔[2]

﴿23﴾...... حضرت محمد بن اَنَس بن فَضالَہ انصاری اَوْسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ذکر کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مدینے میں تشریف لائے تو میں دو ہفتے کا تھا مجھے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں لے گئے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میرے سر پر دست مبارک پھیرا اور دعائے برکت فرمائی اور ارشاد

---

1 ......المعجم الصغیر للطبرانی، الجزء الاول، الحدیث: ۷۰۲، ص۲۴۹۔ علمیه

2 ......المعجم الصغیر للطبرانی، الجزء الاول، الحدیث: ۵۱۴، ص۱۸۶۔ علمیه

فرمایا کہ اس کا نام میرے نام پر رکھو مگر میری کنیت نہ رکھو۔ ان کے صاحبزادے یُونُس کا قول ہے کہ میرے والد بوڑھے ہوگئے اور ان کے تمام بال سفید ہوگئے مگر سر کے بال جن پر دست مبارک پھرا تھا سفید نہ ہوئے۔[1]

﴿24﴾...... حضرت عُبَادَہ بن سَعد بن عثمان زُرَقی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے سر پر آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا دست مبارک پھیرا اور دعا فرمائی۔ انہوں نے اَسّی سال کی عمر میں وفات پائی اور کوئی بال سفید نہ ہوا۔[2]

﴿25﴾...... حضرت بِشْر (یا بُشَیْر) بن عَقْرَبَہ جُہَنِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا بیان ہے کہ میرے والد مجھ کو رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں لے گئے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ میرا بیٹا بَحِیْر ہے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے فرمایا کہ نزدیک آؤ۔ میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دائیں ہاتھ بیٹھ گیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میرے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا اور مجھ سے پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے؟ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میرا نام بَحِیْر ہے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: نہیں بلکہ تمہارا نام بشیر ہے۔ میری زبان میں لکنت تھی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میرے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا لکنت جاتی رہی۔ میرے سر کے تمام بال سفید ہوگئے مگر جن بالوں پر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا دست مبارک پھرا تھا وہ سیاہ ہی رہے۔[3]

﴿26﴾...... آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت خُزَیْمَہ بن عاصم عُکْلی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے چہرے پر اپنا دست مبارک پھیرا ان کے چہرے پر پیری[4] کے آثار نمودار نہ ہوئے یہاں تک کہ وفات پائی۔[5]

﴿27﴾...... حضرت فِراس بن عَمْرو کنانی لَیْثی[6] رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنے والد کے ساتھ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دردِ سر کی شکایت کی۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فراس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی

---

1 ......الخصائص الکبری للسیوطی، باب الشعر الذی وضع یدہ الکریمة...الخ، ج۲، ص۱۳۸۔ علمیه

2 ......الخصائص الکبری للسیوطی، باب الشعر الذی وضع یدہ الکریمة...الخ، ج۲، ص۱۳۹۔ علمیه

3 ......الاصابة فی تمییز الصحابة، ۶۷۱۔ بشر بن عقربة الجهنی، ج۱، ص۴۳۴-۴۳۵۔ علمیه

4 ......بڑھاپے۔

5 ......الاصابة فی تمییز الصحابة، ۲۲۶۵۔ خزیمة بن عاصم، ج۲، ص۲۴۳۔ علمیه

6 ......سیرت رسول عربی کے نسخوں میں یہاں "فراش بن عمرو" لکھا ہے جبکہ "اُسْد الغابة" اور "الاصابة" وغیرہ میں ان کا نام "فراس بن عمرو" ہے لہٰذا کتابت کی غلطی پر محمول کرتے ہوئے ہم نے "فراس بن عمرو" لکھا ہے۔ علمیه

عَنْہُ کو اپنے سامنے بٹھایا اوران کی آنکھوں کے درمیانی چمڑے کو پکڑ کر کھینچا۔آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مبارک انگلیوں کی جگہ بال اُگ آئے اور درد جاتا رہا۔انہوں نے حروراء[1] کے دن خوارج کے ساتھ نکلنا چاہا ان کے والد نے ان کو کوٹھڑی میں بند کردیا، وہ بال گر گئے جب توبہ کی تو پھر اُگ آئے۔[2]

﴿28﴾...... حضرت عَمْرو بن تَغْلِب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے چہرے اور سر پر رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا دست مبارک پھیرا انہوں نے سو برس کی عمر میں وفات پائی مگر چہرے اور سر کے وہ بال جن کو رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہاتھ مبارک نے چھوا تھا سفید نہ ہوئے۔[3]

﴿29﴾...... حضرت اُسَید بن اَبی اِیاس[4] کِنانی دِئلی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے سینے پر حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنا دست مبارک رکھا اور چہرے پر پھیرا۔وہ تاریک گھر میں داخل ہوتے تو روشن ہوجاتا۔[5]

﴿30﴾...... حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نکاح حضرت زینب بنت جَحش رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا سے ہوا تو میری ماں اُمِّ سُلَیم نے خُرما[6] اور گھی اور پنیر سے حَیْس[7] تیار کیا اور اسے ایک تَور[8] میں ڈال دیا۔پھر کہا: انس! اس کو رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت اقدس میں لے جا۔ وہاں عرض کرنا کہ یہ میری ماں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے بھیجا ہے وہ سلام کہتی ہے اور عرض کرتی ہے کہ یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یہ تھوڑا سا کھانا ہماری طرف سے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

---

1 ......عراق میں کوفہ کے قریب ایک مقام جہاں لڑائی ہوئی تھی اس دن کو یوم حَرُوْرَاء کہا جاتا ہے۔علمیه

2 ......الاصابة فی تمییز الصحابة،٦٩٨٣۔فراس بن عمرو الکنانی،ج٥،ص٢٧٤۔علمیه

3 ......الخصائص الکبری للسیوطی،باب الشعر الذی وضع یده الکریمة...الخ،ج٢،ص١٣٩۔علمیه

4 ......الخصائص الکبریٰ میں ان صحابی کا نام "اُسید بن اَبی اُناس" لکھا ہے البتہ حدیث وسیرت کی بعض کتب میں "اُسید بن اَبی اِیاس" بھی ہے ممکن ہے مصنف کے پاس الخصائص الکبریٰ کا جو نسخہ ہو اس میں "اُسید بن اَبی اِیاس" ہی ہو یا پھر انہوں نے کسی وجہ سے اسے ترجیح دی ہو۔ و اللّٰہ تعالٰی اعلم۔علمیه

5 ......امثلہ مذکورہ بالا میں سے نمبر ۲۱،۲۲ معجم صغیر طبرانی میں سے ہیں اور نمبر ۲۳،۲۸،۲۹ خصائص کبریٰ للسیوطی سے اور باقی تمام اصابہ للعسقلانی میں سے ہیں۔۱۲منہ......(الخصائص الکبری للسیوطی،باب الآیة فی اثر یده...الخ،ج٢،ص١٤٢۔علمیه)

6 ......کھجور۔ 7 ......ان اشیاء سے مرکب ایک کھانا۔ 8 ......تور پیالہ کی شکل کا ایک برتن ہوتا ہے۔۱۲منہ

کے لئے ہے۔ میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور ماں نے جو کچھ کہا تھا عرض کر دیا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اس کو رکھ دو اور فلاں فلاں فلاں (تین شخصوں) کو بلا لاؤ، اور جو اور ملیں ان کو بھی لے آؤ۔ میں نے تعمیل ارشاد کی۔ واپس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ گھر اہل خانہ سے بھرا ہوا ہے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا دست مبارک اس حیس پر رکھا اور دعائے برکت فرمائی۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حاضرین میں سے دس دس کو بلاتے رہے اور فرماتے رہے کہ اللّٰہ کا نام لے کر کھاؤ اور ہر ایک اپنے سامنے سے کھائے۔ اس طرح ایک گروہ نکلتا اور دوسرا آجاتا یہاں تک کہ سب نے سیر ہو کر کھایا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے فرمایا: اَنس! اُٹھاؤ۔ میں نے اُٹھا لیا۔ میں یہ نہیں بتا سکتا کہ جب تور رکھا گیا تو اس وقت کھانا زیادہ تھا یا جب اٹھایا گیا۔ بقولِ اَنس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ حاضرین کی تعداد تین سو تھی۔[1]

﴿31﴾...... جب آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہجرت فرما کر مدینے میں رونق اَفروز ہوئے تو اس وقت حضرت سلمان فارسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ایک یہودی کے ہاں بطور غلام کام کرتے تھے۔ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ارشاد سے انہوں نے اس یہودی سے اس امر پر مُکاتبت[2] کر لی کہ وہ اس یہودی کو چالیس اُوقیہ سونا ادا کریں اور اس کے لئے کھجوروں کے تین سو پودے لگا کر پرورش کریں یہاں تک کہ وہ بار آور ہوں۔ جب حضرت سلمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ خبر دی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے اصحاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم سے فرمایا کہ سلمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی مدد کرو۔ چنانچہ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم نے پودے دے دیئے اور حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے مبارک ہاتھ سے ان کو لگایا۔ وہ سب لگ گئے اور اسی سال پھل لائے۔ ایک روایت میں ہے کہ تین سو پودوں میں سے ایک کسی[3] اور نے لگایا۔ وہ پھل نہ لایا تو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے اکھاڑ کر اپنے دست مبارک سے پھر لگا دیا۔ وہ بھی دوسروں کے ساتھ ہی پھل لایا۔[4] آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

---

1 ...... مشکوۃ بحوالہ صحیحین، باب فی المعجزات۔ ...... (مشكاة المصابيح، احوال القيامة وبدء الخلق، باب في المعجزات، الحديث: ٥٩١٣، ج٢، ص ٣٩١۔ علميه)

2 ...... آقا اور غلام کے درمیان معاہدہ جس کے تحت غلام مقررہ مال دے کر آزاد ہو جاتا ہے۔

3 ...... ایک روایت ترمذی میں ہے کہ وہ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ تھے۔ (شمائل ترمذی، باب ماجاء فی خاتم النبوۃ)۔ ۱۲ منہ

4 ...... اسد الغابة في معرفة الصحابة، سلمان الفارسي: ٢١٥٠، ج٢، ص ٤٩٠۔ علميه

عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی خدمت میں کسی کان سے مرغی کے انڈے کے برابر سونا آیا تھا، وہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے سلمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ کو عطا فرمایا۔ سلمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ نے عرض کیا کہ اس کو چالیس اوقیہ کے ساتھ کیا نسبت ہے؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ یہی لے جاؤ اللّٰہ تعالیٰ اسی کے ساتھ تمہارا قرض ادا کردے گا۔ چنانچہ وہ لے گئے اور اسی میں سے چالیس اوقیہ[1] تول کر یہودی کو دے دیئے۔[2] اس طرح حضرت سلمان فارسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ آزاد ہو گئے۔

حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی بغل شریف سفید تھی اور اس سے کسی قسم کی ناخوش بو نہ آتی تھی بلکہ کستوری کی مانند خوشبو آیا کرتی تھی۔

سینۂ مبارک و قلب شریف

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا سینہ مبارک کشادہ تھا۔ آپ کا قلب شریف پہلا قلب شریف ہے جس میں اَسرارِ الٰہیہ اور معارف ربانیہ ودیعت رکھے گئے۔ کیونکہ آپ بوجود صورتِ نوری سب سے پہلے پیدا کیے گئے۔ صدرِ معنوی کی شرح اور قلب اقدس کی وسعت کا بیان طاقت بشری سے خارج ہے۔ چار دفعہ فرشتوں نے آپ کے صدرِ مبارک کو شق کیا اور قلب شریف کو نکال کر دھویا اور اسے ایمان وحکمت سے بھر دیا۔ اسی کی طرف اللّٰہ تبارک تعالیٰ اپنے قرآن پاک میں یوں ارشاد فرماتا ہے:

اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَكَ صَدۡرَكَ ۝۱ کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھول دیا۔[3]

یہی وجہ ہے کہ جو اسرار آپ کے قلب شریف کو عطا ہوئے وہ کسی اور مخلوق کو عطا نہیں ہوئے اور نہ کسی اور مخلوق کا قلب اس کا متحمل ہوسکتا تھا۔ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم اپنے قلب شریف کی نسبت یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ میری آنکھ سو جاتی ہے مگر میرا دل نہیں سوتا۔[4]

---

1 ......ایک اوقیہ، وزن میں چالیس درہم کے برابر تھا اور ایک درہم کا وزن تقریباً 3.0618 گرام بنتا ہے لہٰذا چالیس اوقیہ تقریباً 4899 گرام ہوا۔ علمیه

2 ......استیعاب لابن عبد البر وغیرہ۔

3 ......ترجمۂ کنز الایمان: کیا ہم نے تمہارے لئے سینہ کشادہ نہ کیا۔ (پ ۳۰، الم نشرح: ۱) علمیه

4 ......تنام عینی ولا ینام قلبی۔ صحیح بخاری۔......(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب کان النبی تنام عینه...الخ، الحدیث: ۳۵۶۹، ج ۲، ص ۴۹۱۔ علمیه)

شکم مبارک

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سواء البطن والصدر تھے یعنی آپ کا شکم اور سینہ مبارک ہموار و برابر تھے۔ نہ تو شکم سینہ سے اور نہ سینہ شکم سے بلند تھا۔ حضرت اُم ہانی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے شکم مبارک کو دیکھا گویا کاغذ ہیں ایک دوسرے پر رکھے ہوئے اور تہہ کیے ہوئے۔[1]

حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا بول و براز بلکہ تمام فضلات پاک تھے جیسا کہ احادیث کثیرہ سے ثابت ہے۔[2]

پشت مبارک

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پشت مبارک ایسی صاف وسفید تھی کہ گویا پگھلائی ہوئی چاندی ہے،[3] ہر دوشانہ[4] کے درمیان ایک نورانی گوشت کا ٹکڑا تھا جو بدن شریف کے باقی اجزاء سے ابھرا ہوا تھا۔ اسے مہرِ نبوت یا خاتم نبوت کہتے تھے۔ کتب سابقہ میں آپ کی علامات نبوت میں ایک یہ بھی مذکور تھی۔ حلیہ مبارک بیان کرنے والوں نے اس کی ظاہری شکل وصورت کے بیان کرنے میں اسے کئی چیزوں (مثلاً بیضۂ کبوتر یا تکمۂ چھپرکھٹ یا گرہِ گوشت سرخ وغیرہ) سے تشبیہ دی ہے تا کہ لوگ سمجھ لیں۔ سچ پوچھو تو یہ ایک سرِّ عظیم[5] اور نشان عجیب تھا جو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مختص تھا کہ جس کی حقیقت کو رب العزت کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

نبوت را توئی آں نامہ در پشت ‏ ‏ ‏ ‏ کہ از تعظیم دارد مہر بر پشت

---

1 ...... خصائص کبریٰ بحوالہ ابن سعد وطبرانی، جزء اول، ص ٧٣۔ ......(الخصائص الکبری للسیوطی، باب جامع فی صفة خلقه، ج ١، ص ١٢٦ ۔ علمیه)

2 ...... تفصیل کے لئے دیکھو رسالہ حلیۃ النبی، مولفہ خاکسار۔

3 ...... خصائص کبریٰ بحوالہ احمد وبیہقی، جزء اول، ص ٧٣۔ ......(الخصائص الکبری للسیوطی، باب جامع فی صفة خلقه، ج ١، ص ١٢٥ ۔ علمیه)

4 ...... دونوں مبارک کندھے۔

5 ...... بڑا راز۔

پائے مبارک

ہر دو پائے مبارک سِطبر[1] و پُر گوشت اور خوبصورت ایسے کہ کسی انسان کے نہ تھے اور نرم و صاف ایسے کہ ان پر پانی ذرا بھی نہ ٹھہرتا بلکہ فوراً گر جاتا۔ ایڑیاں کم گوشت ہر دو ساق مبارک[2] باریک و سفید و لطیف گویا شحم النخل[3] یعنی کھجور کا گابھا ہیں۔[4] [5] جب آپ چلتے تو قدم مبارک کو قوت وتَثَبُّت[6] اور وقار تواضع سے اٹھاتے جیسا کہ اہل ہمت و شجاعت کا قاعدہ[7] ہے۔ حضرت ابو ہریرہ[8] رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ چلنے میں میں نے آنحضرت سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔ گویا آپ کے لئے زمین لپٹتی جاتی تھی۔ ہم دوڑا کرتے اور تیز چلنے میں مشقت اٹھاتے اور آپ باسانی و بے تکلف چلتے مگر پھر بھی سب سے آگے رہتے۔[9] بعض دفعہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے اصحاب کے ساتھ چلنے کا قصد فرماتے تو اس صورت میں اصحاب آپ کے آگے ہوتے اور آپ عمداً[10] ان کے پیچھے ہوتے۔[11] اور فرماتے ہیں کہ میری پیٹھ فرشتوں کے لئے خالی چھوڑ دو۔[12]

---

❶ ......تنومند۔ ❷ ......دونوں پنڈلیاں مبارکہ۔

❸ ......مدراج النبوۃ مطبوعہ نولکشور، جلد اول، ص ۶۵۔ ❹ ......کھجور کا مغز۔

❺ ......مدارج النبوت،قسم اول در فضائل...الخ،باب اول دربیان حسن خلقت...الخ،ج۱،ص ۲۰،۲۱ ملتقطاً۔ علمیه

❻ ......ٹھہراؤ۔

❼ ......اس طرح کی رفتار ممدوح و مستحسن ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾ (فرقان، ع۶)'' اور بندے رحمٰن کے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر دبے پاؤں اور جب بات کرنے لگیں ان سے بے سمجھ لوگ، کہیں صاحب سلامت۔ (ترجمۂ کنز الایمان: اور رحمٰن کے وہ بندے کہ زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام۔ (پ۱۹، الفرقان: ۶۳) علمیه)

❽ ......شمائل ترمذی، باب ماجاء فی مشیہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم۔

❾ ......الشمائل المحمدیة للترمذی، باب ماجاء فی مشیة رسول اللہ، الحدیث: ۱۱۶، ص ۸۶۔ علمیه ❿ ......قصداً۔

⓫ ......حضور اپنے اصحاب کے مربی و نگہبان تھے۔ اس لئے ان کے حالات کے ملاحظہ کے لئے آپ پیچھے ہو جاتے تاکہ حسب حال ان کی تربیت و تادیب و تکمیل فرمائیں یا آپ کا یہ فعل تواضع پر مبنی تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

⓬ ......بقول حافظ ابو نعیم فرشتے آپ کی نگہبانی کرتے تھے۔ یہ امر کسی طرح وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ الآیۃ۔ (اور اللہ تجھ کو لوگوں سے بچائے گا) کے منافی نہیں۔ کیونکہ اگر یہ حالت اس آیت کے نزول سے پہلے تھی تو عدم منافات ظاہر ہی ہے۔ اور اگر نزول کے بعد ہو تو=

حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاؤں مبارک وہ قدم مبارک ہیں کہ جب آپ پتھر پر چلتے تو وہ نرم ہو جاتا۔ تا کہ آپ بآسانی اس پر سے گزر جائیں۔ اور جب ریت پر چلتے تو اس میں پائے مبارک کا نشان نہ ہوتا۔[1] یہ وہی قدم مبارک ہیں جن کی محبت میں کوہِ احد وکوہِ ثَبِیر حرکت میں آئے۔ یہ وہی قدم مبارک ہیں کہ قیام شب میں ورم کر آتے تھے۔ یہ وہی قدم مبارک ہیں کہ مکہ اور بیت المقدس کو ان سے شرف زائد حاصل ہوا۔

قد مبارک

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نہ بہت دراز تھے نہ کوتاہ قد بلکہ میانہ قد مائل بہ درازی تھے۔ حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بہت دراز قد نہ تھے اور مائل بہ درازی ہونے کے سبب اوسط قد سے زیادہ تھے مگر جب لوگوں کے ساتھ ہوتے تو سب سے بلند و سرفراز ہوتے۔[2] حقیقت میں یہ آپ کا معجزہ تھا کہ جب علیحدہ ہوتے تو میانہ قد مائل بہ درازی ہوتے اور جب اوروں کے ساتھ چلتے یا بیٹھتے تو سب سے بلند دکھائی دیتے۔[3] تا کہ باطن کی طرح ظاہر وصورت میں بھی کوئی آپ سے بڑا معلوم نہ ہو۔

آپ کی قامت زیبا کا سایہ نہ تھا اس کی تائید اس امر سے ہوتی ہے کہ آپ کے اسمائے مبارک میں سے ایک اسم شریف نور ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں سورۂ مائدہ میں ہے:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۙ۝۱۵ البتہ تمہارے پاس اللّٰہ کی طرف سے ایک نور اور کتاب واضح آئی۔[4]

=یوں سمجھنا چاہئے کہ اللّٰہ تعالیٰ نے دشمنوں سے آپ کی حفاظت کا یوں انتظام کر دیا کہ اظہار شرف کے لئے فرشتوں کی ایک جماعت اس کام پر متعین فرمادی۔ (دیکھو زرقانی علی المواہب، جزء رابع، ص ۲۹۱)......(المواهب اللدنية وشرح الزرقاني، الفصل الاول فی كمال خلقته وجمال صورته، ج٥، ص٥٢٣۔ علمیه)

1 ......خصائص کبریٰ وشرح ہمزیہ لابن حجر ہیتمی۔

2 ......مواہب لدنیہ بحوالہ عبد اللّٰہ ابن الامام احمد وغیرہ۔......(المواهب اللدنية مع شرح الزرقاني، الفصل الاول فی كمال خلقته وجمال صورته، ج٥، ص٤٨٥۔ علميه)

3 ......آپ کا ارتفاع معنوی دیکھنے والوں کے لئے مُمَثَّل ہو جاتا اور آپ ان سب کو بلند نظر آتے (دیکھو زرقانی علی المواہب، جزء رابع، ص ۱۹۹)
......(شرح الزرقاني على المواهب اللدنية، الفصل الاول فی كمال خلقته وجمال صورته، ج٥، ص٤٨٥۔ علميه)

4 ......ترجمۂ کنز الایمان: بیشک تمہارے پاس اللّٰہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔ (پ٦، المائدة: ١٥) علمیه

اور ظاہر ہے کہ نور کا سایہ نہیں ہوتا۔ حکیم ترمذی (متوفی ۲۵۵ھ) نے نَوَادِرُالْاُصُوْل میں بروایت ذَکْوَان (تابعی) نقل کیا ہے کہ دھوپ اور چاندنی میں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا سایہ نظر نہ آتا تھا۔ امام ابن سبع کا قول ہے کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا اور آپ نور تھے۔ لٰہذا جب آپ دھوپ یا چاند کی روشنی میں چلتے تو آپ کا سایہ نظر نہ آتا تھا۔ بعض نے کہا ہے کہ اس کی شاہد وہ حدیث ہے کہ جس میں مذکور ہے کہ جب آپ نے یہ دعا مانگی کہ اللّٰہ میرے تمام اعضاء اور جہات میں نور کردے تو دعا کو اس قول پر ختم فرمایا:[1] وَاجْعَلْنِی نُوْرًا۔[2] (اور مجھ کو نور بنادے)۔ زرقانی[3] میں مذکور ہے کہ حدیث ذَکْوَان مرسل ہے۔ مگر ابن مبارک وابن جوزی نے بروایت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُما نقل کیا ہے کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا سایہ نہ تھا۔ جب آپ دھوپ میں کھڑے ہوتے تو آپ کی روشنی سورج کی روشنی پر غالب آتی اور جب چراغ کے سامنے کھڑے ہوتے تو چراغ کی روشنی پر غالب آتی۔ بعض کا قول ہے کہ آپ کا سایہ نہ ہونے میں یہ حکمت تھی کہ آپ کے سایہ کو کوئی کافر پامال نہ کرے۔[4]

ماہ فرو ماند از جمال محمد　　　سرو نروید باعتدال محمد

رنگ مبارک

رنگ مبارک گورا اور روشن وتاباں مگر اس میں کسی قدر سرخی ملی ہوئی تھی۔ بعض روایتوں میں جو آپ کو ''اَسْمَرُاللَّوْن'' یعنی گندم گوں لکھا ہے اس سے بھی یہی مراد ہے۔

جلد مبارک و بوئے خوش

آپ کی جلد مبارک نرم تھی۔ ایک وصف ذاتی حضور میں یہ تھا کہ خوشبو لگائے بغیر آپ سے ایسی خوشبو آتی تھی کہ کوئی خوشبو اس کو نہ پہنچ سکتی تھی۔ آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب آپ پیدا ہوئے تو میں نے غور سے آپ کی

---

1 ......خصائص کبریٰ، جزء اول، ص ۶۸۔

2 ......الخصائص الکبری للسیوطی، باب الآیة فی انه لم یکن یری له ظل، ج۱، ص۱۱٦۔ علمیه

3 ......زرقانی علی المواہب، جزء رابع، ص ۲۲۰۔

4 ......شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیة، الفصل الاول فی کمال خلقته...الخ، ج۵، ص۵۲٤۔۵۲۵ ملتقطاً۔ علمیه

طرف نگاہ کی کیا دیکھتی ہوں کہ آپ چودھویں رات کے چاند کی مانند ہیں اور آپ سے تیز بو کستوری کی طرح خوشبو[1] آرہی ہے۔[2] حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کستوری یا عبیر[3] کو بوئے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے خوش تر نہ پایا۔[4]

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ اقدس میں آیا اور عرض کیا کہ یارسول اللّٰہ میں نے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا ہے میں اسے اس کے خاوند کے گھر بھیجنا چاہتا ہوں میرے پاس کوئی خوشبو نہیں آپ کچھ عنایت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ میرے پاس موجود نہیں مگر کل صبح ایک چوڑے منہ والی شیشی اور کسی درخت کی لکڑی میرے پاس لے آنا۔ دوسرے روز وہ شخص شیشی اور لکڑی لے کر حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے اپنے دونوں بازوؤں سے اس میں اپنا پسینہ ڈالنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ بھر گئی پھر فرمایا کہ اسے لے جا اپنی بیٹی سے کہہ دینا کہ اس لکڑی کو شیشی میں تر کر کے مل لیا کرے۔ پس جب وہ آپ کے پسینہ مبارک کو لگاتی تمام اہل مدینہ کو اس کی خوشبو پہنچتی یہاں تک کہ ان کے گھر کا نام بیت المُطَیَّبِین (خوشبو والوں کا گھر) ہو گیا۔[5]

حضور کے خادم حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے ہاں تشریف لائے اور قیلولہ فرمایا حالت خواب میں آپ کو پسینہ آگیا میری ماں اُمِّ سُلَیْم نے ایک شیشی لی اور آپ کا پسینہ مبارک اس میں ڈالنے لگی آپ جاگ اٹھے اور فرمانے لگے: ام سلیم! تو یہ کیا کرتی ہے؟ اس نے عرض کیا: ''یہ آپ کا پسینہ

---

1 ......زرقانی علی المواہب، جزء رابع، ص۲۲۳۔

2 ......شرح الزرقانی علی المواهب اللدنية،الفصل الاول ...الخ،ج٥،ص٥٣١۔ علمیه

3 ......عبیر ایک خوشبو ہے جو صندل وگلاب ومشک سے بناتے ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ ایک خوشبو ہے جس میں زعفران ملا ہوتا ہے۔۱۲منہ

4 ......صحیح بخاری، کتاب الصیام، باب مایذکر من صوم النبی صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم وافطارہ۔ ......(صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب ما يذكر من صوم النبی وافطاره،الحديث:١٩٧٣،ج١،ص٦٤٩۔ علميه)

5 ......یہ ایک حدیث کا مضمون ہے جسے ابویعلیٰ اور طبرانی اور ابن عسا کرنے روایت کیا ہے۔ دیکھو مواہب لدنیہ اور خصائص کبریٰ۔۱۲منہ

......الخصائص الكبرى للسيوطي،باب الآية فی عرقه الشريف،ج١،ص١١٥ و شرح الزرقانی مع المواهب اللدنية، الفصل الاول...الخ،ج٥،ص٥٣٤۔ علميه

ہے۔[1] ہم اس کو اپنی خوشبو میں ڈالتے ہیں اور وہ سب خوشبوؤں سے خوشبودار بن جاتی ہے"۔[2] دوسری روایت مسلم میں ہے کہ اُمِ سُلَیم نے یوں عرض کیا: "یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہم اپنے بچوں کے لئے آپ کے عرق مبارک کی برکت کے امیدوار ہیں۔"[3] آپ نے فرمایا: "تو نے سچ کہا۔"[4] اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے عرق مبارک کو بچوں کے چہرے اور بدن پر مل دیا کرتے تھے اور وہ تمام بلاؤں سے محفوظ رہا کرتے تھے۔

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ[5] سے روایت ہے کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مدینہ منورہ کے کسی کوچہ میں سے گزرتے تو گزر جانے کے بعد بھی آنے جانے والوں کو اس کوچہ سے خوشبو آتی اور وہ سمجھ جاتے کہ اس کوچہ میں سے آپ کا گزرا ہوا ہے۔[6] باقی حال لعاب مبارک اور دست مبارک میں آچکا۔ یہاں اس کے اِعادہ کی ضرورت نہیں۔

اب بھی مدینہ منورہ کے در و دیوار سے خوشبوئیں آرہی ہیں جنہیں محبان و عاشقانِ جنابِ رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم شامۂ محبت سے محسوس کرتے ہیں۔ ابن بَطَّال کا قول ہے[7] کہ جو شخص مدینہ منورہ میں رہتا ہے وہ اس کی خاک اور دیواروں سے خوشبو محسوس کرتا ہے۔ اور اَشبیلی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا ہے کہ خاکِ مدینہ میں ایک عجیب مہک ہے جو کسی خوشبو میں نہیں۔ اور یاقوت نے کہا ہے کہ منجملہ خصائص مدینہ اس کی ہوا کا خوشبودار ہونا ہے اور وہاں کی بارش میں بوئے خوش ہوتی ہے جو کسی اور جگہ کی بارش میں نہیں ہوتی۔ ابوعبد اللہ عطار رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

---

1. ......صحیح مسلم، باب طیب عرقہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
2. ......صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب طیب عرق النبی و التبرك به، الحدیث: ۲۳۳۱، ص ۱۲۷۲ ۔ علمیه
3. ......صحیح مسلم، باب طیب عرقہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم والتبرک بہ۔
4. ......صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب طیب عرق النبی و التبرك به، الحدیث: ۲۳۳۱، ص ۱۲۷۲ ۔ علمیه
5. ......اس کو بزار اور ابویعلی نے باسنادِ صحیح روایت کیا ہے۔ دیکھو مواہب لدنیہ اور خصائص کبریٰ۔
6. ......المواهب اللدنية مع شرح الزرقانی، الفصل الاول...الخ، ج۵، ص ۵۳۵ والخصائص الکبری للسیوطی، باب الآیة فی عرقه الشریف، ج۱، ص ۱۱۵ ۔ علمیه
7. ......دیکھو وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ الشیخ الاسلام السمہودی، جزء اول، ص ۱۲۔

بِطِیْبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ طَابَ نَسِیْمُھَا فَمَا الْمِسْكُ مَا الْكَافُوْرُ مَا الصَّنْدَلُ الرَّطْبُ [1]

رسول اللہ کی خوشبو سے نسیم مدینہ خوشبودار ہوگئی۔ پس کیا ہے کستوری، کیا ہے کافور، کیا ہے عطر صندل تروتازہ۔ [2]

امام ابن سبع [3] نے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے خصائص میں شمار کیا ہے کہ آپ کے کپڑوں پر مکھی نہ بیٹھتی اور آپ کو جوں ایذاء نہ دیتی۔ [4] یعنی آپ کے کپڑوں میں جوں نہ ہوتی کہ آپ کو ایذاء دے۔ کیونکہ جوں عُفُونت [5] اور پسینے سے پیدا ہوتی ہے اور حضور تو نور اور اَطیب الناس [6] تھے اور آپ کا پسینہ خوشبودار ہوتا تھا اسی طرح بوجہ لطافت آپ کے بدن مبارک پر کپڑا میلا نہ ہوتا تھا۔

علامہ دمیری نے اپنے منظومہ فی الفقہ میں لکھا ہے کہ جن چوپایوں پر آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم سوار ہوئے، آپ کی سواری کی حالت میں انہوں نے کبھی پیشاب نہ کیا اور جس چوپایہ پر آپ سوار ہوئے وہ آپ کی حیات میں کبھی بیمار نہ ہوا۔

موئے مبارک

سر مبارک کے بال نہ تو بہت گھونگر والے تھے اور نہ بہت سیدھے بلکہ دونوں کے بَیْن بَیْن [7] تھے۔ ان بالوں کی درازی میں مختلف روایتیں آئی ہیں۔ کانوں تک، کانوں کے نصف تک، کانوں کی لو تک، شانہ مبارک کے نزدیک تک، شانوں تک۔ ان سب روایتوں میں تطبیق یوں ہے کہ ان کو مختلف اوقات واحوال پر محمول کیا جائے۔ یعنی جب آپ کٹوا دیتے تو کان تک رہ جاتے پھر بڑھ کر نصف گوش یا نرمۂ گوش [8] یا شانہ تک پہنچ جاتے۔ اگر موئے مبارک خود بخود پراگندہ

---

1 ......"وفاء الوفاء باخبار دار المصطفٰی" لشیخ الاسلام السمہودی میں "مَا الصَّنْدَلُ الرَّطْبُ" کے بجائے "مَا المَنْدَلُ الرَّطْبُ" لکھا ہے ممکن ہے مصنف رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْه کے نسخہ میں ایسا ہی ہو یا پھر یہاں کتابت میں غلطی ہوئی ہو، واللّٰہ تعالٰی اعلم بالصواب۔ علمیه

2 ......وفاء الوفاء للسمهودی، الباب الاول فی ذکر اسماء هذه البلدة الشریفة، ج۱، الجزء الاول، ص۱۷۔ علمیه

3 ......خصائص کبریٰ، جزء اول، ص۶۸۔

4 ......الخصائص الکبری للسیوطی، باب فی انه کان لا ینزل الذباب علیه...الخ، ج۱، ص۱۱۷۔ علمیه

5 ......گندگی۔ 6 ......سب سے زیادہ پاکیزہ۔ 7 ......درمیان۔ 8 ......کان کا نرم حصہ۔

ہو جاتے[1] تو آپ ان کو دو حصے بطور مانگ کر لیتے اور اگر از خود نہ بکھرتے تو بحال خود رہنے دیتے اور بہ تکلف مانگ نہ نکالتے۔

ڈاڑھی مبارک گھنی تھی اسے کنگھی کرتے اور آئینہ دیکھتے اور سونے سے پہلے آنکھوں[2] میں تین تین بار سرمہ ڈالتے۔ مونچھ مبارک کو کٹوایا کرتے اور فرماتے[3] تھے کہ مشرکین کی مخالفت کرو۔ یعنی ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو خوب کٹواؤ۔[4] اخیر عمر شریف میں آپ کی ریش مبارک[5] اور سر مبارک میں قریباً بیس بال سفید تھے۔ گلے اور ناف کے درمیان بالوں کا ایک باریک خط تھا اس کے سوا شکم مبارک اور پستان مبارک پر بال نہ تھے۔ دونوں بازوؤں اور شانوں اور سینہ مبارک کے بالائی حصہ میں بال زیادہ تھے۔ موئے مبارک کا باقی حال آثار شریفہ کی تعظیم کے تحت میں آئے گا۔ اِنْ شَآءَ اللہ تعالیٰ۔

لباس

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا عام لباس[6] چادر، قمیص اور تہبند تھا۔ یمن کی دھاری دار چادریں جن کو عربی میں حِبَرَۃٌ[7] کہتے ہیں سب سے زیادہ پسند فرماتے تھے۔ بعض اوقات آپ نے اُونی جبہ شامیہ استعمال فرمایا ہے جس کی آستینیں اس قدر تنگ تھیں کہ وضو کے وقت ہاتھ آستینوں سے نکالنے پڑتے تھے۔ جبہ کسروانی بھی پہن لیتے

---

1 ......پھیل جاتے۔

2 ......نظر بریں کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آنکھیں قدرتی طور پر سرمگین تھیں اور بدن مبارک سے خوشبو آیا کرتی تھی آپ کو سرمہ یا خوشبو کے استعمال کی حاجت نہ تھی مگر بایں ہمہ آپ کا سرمہ اور خوشبو کو استعمال کرنا بغرضِ تعلیم اُمت ہوگا۔ فافہم۔ ۱۲ منہ

3 ......مشکوٰۃ المصابیح، باب الترجل۔

4 ......مشكاة المصابيح، كتاب اللباس، باب الترجل، الحديث: ٤٤٢١، ج ٢، ص ١٢٨۔ علميه

5 ......ڈاڑھی مبارک۔

6 ......لباس کے متعلق دیکھو مشکوٰۃ شریف، کتاب اللباس۔

7 ......سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں یہاں " حیرۃ " لکھا ہے یقیناً یہ کتابت کی غلطی ہے کیونکہ مشکاۃ المصابیح ودیگر کتب میں " حِبَرَۃ " ہے مصنف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے بھی یمن کی دھاری دار چادروں کا ذکر کیا ہے جنہیں " حِبَرَۃ " کہتے ہیں لہٰذا ہم نے یہی لکھا ہے۔ علميه

تھے جس کی جیب اور دونوں چاکوں پر دیبا کی سنجاف[1] تھی۔ ایسی اونی چادر بھی آپ نے پہنی ہے جس پر کجاوہ کی شکل بنی ہوئی تھی۔ سفید لباس پسند اور سرخ ناپسند فرماتے تھے۔ پاجامہ آپ نے کبھی نہیں پہنا۔

عمامہ کا شملہ چھوڑا کرتے اور کبھی نہ چھوڑا کرتے۔ شملہ اکثر دونوں شانوں کے بیچ میں اور کبھی شانہ مبارک پر پڑا رہتا۔ بعض وقت عمامہ میں تحنیک فرماتے۔ یعنی دستار مبارک کا ایک پیچ بائیں جانب سے ٹھوڑی مبارک کے نیچے سے گزار کر سر مبارک پر لپیٹ لیتے۔ عمامہ اکثر سیاہ رنگ کا ہوتا تھا۔ عمامہ کے نیچے سر سے لپٹی ہوئی ٹوپی ہوا کرتی۔ اونچی ٹوپی آپ نے استعمال نہیں فرمائی۔

نعلین شریفین چپلی کی شکل کی تھیں۔ ہر ایک کے دو دو تسمے دہری تہ والے تھے۔ ایک تسمہ انگوٹھے اور متصل کی انگلی مبارک کے بیچ میں اور دوسرا اُنگشت میانہ اور بِنْصَر[2] کے بیچ میں ہوا کرتا۔ یہ وہی نعلین شریفین ہیں کہ شب معراج میں جب حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عرش پر تشریف لے گئے تو بقول صوفیائے کرام باری تعالٰی کا ارشاد ہوا کہ نعلین سمیت عرش کو شرف بخشئے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

لَدَی الطُّوْرِ مُوْسٰی نُوْدِیَ اخْلَعْ وَ اَحْمَدُ

عَلَی الْعَرْشِ لَمْ یُؤْذَنْ بِخَلْعِ نِعَالِہٖ

طور کے پاس حضرت موسیٰ کو آواز آئی کہ پاپوش[3] اُتار لیجئے اور حضرت احمد کو عرش پر پاپوش اُتارنے کی اجازت نہ ملی۔

ہر ایک مسلمان کی یہ آرزو ہوتی ہے اور ہونی چاہیے کہ اس دنیا میں بھی حالت خواب یا حالت بیداری میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت سے مشرف ہو۔ لہٰذا ہم ذیل میں ایک درود شریف درج کرتے ہیں۔ جو شخص اس درود شریف کو ہر روز سونے سے پہلے باوضو باادب اور حضورِ قلب سے تین بار پڑھے گا اِنْ شَآءَ اللّٰہ تعالٰی چالیس دن کے اندر حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت سے مشرف ہوگا۔

---

1 ...... ریشمی گوٹ۔

2 ...... چھنگلیا کے ساتھ والی انگلی۔

3 ...... نعلین شریف۔

درود شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی نُوْرِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَنْوَارِ وَصَلِّ عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ وَصَلِّ عَلٰی جَسَدِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَجْسَادِ وَصَلِّ عَلٰی رَأْسِ مُحَمَّدٍ فِی الرُّءُوْسِ وَصَلِّ عَلٰی وَجْہِ مُحَمَّدٍ فِی الْوُجُوْہِ وَصَلِّ عَلٰی جَبِیْنِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَجْبُنِ وَصَلِّ عَلٰی جَبْھَۃِ مُحَمَّدٍ فِی الْجِبَاہِ وَصَلِّ عَلٰی عَیْنِ مُحَمَّدٍ فِی الْعُیُوْنِ وَصَلِّ عَلٰی حَاجِبِ مُحَمَّدٍ فِی الْحَوَاجِبِ وَصَلِّ عَلٰی جَفْنِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَجْفَانِ وَصَلِّ عَلٰی اَنْفِ مُحَمَّدٍ فِی الْاُنُوْفِ وَ صَلِّ عَلٰی خَدِّ مُحَمَّدٍ فِی الْخُدُوْدِ وَصَلِّ عَلٰی صُدْغِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَصْدَاغِ وَصَلِّ عَلٰی اُذُنِ مُحَمَّدٍ فِی الْاٰذَانِ وَصَلِّ عَلٰی فَمِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَفْوَاہِ وَصَلِّ عَلٰی شَفَۃِ مُحَمَّدٍ فِی الشِّفَاہِ وَصَلِّ عَلٰی سِنِّ مُحَمَّدٍ فِی الْاَسْنَانِ وَصَلِّ عَلٰی لِسَانِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَلْسِنَۃِ وَصَلِّ عَلٰی ذَقَنِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَذْقَانِ وَصَلِّ عَلٰی عُنُقِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَعْنَاقِ وَصَلِّ عَلٰی صَدْرِ مُحَمَّدٍ فِی الصُّدُوْرِ وَصَلِّ عَلٰی قَلْبِ مُحَمَّدٍ فِی الْقُلُوْبِ وَصَلِّ عَلٰی یَدِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَیْدِیْ وَصَلِّ عَلٰی کَفِّ مُحَمَّدٍ فِی الْاَکُفِّ وَصَلِّ عَلٰی اِصْبَعِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَصَابِعِ وَ صَلِّ عَلٰی زَنْدِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَزْنَادِ وَصَلِّ عَلٰی ذِرَاعِ مُحَمَّدٍ فَی الْاَذْرُعِ وَصَلِّ عَلٰی مِرْفَقِ مُحَمَّدٍ فِی الْمَرَافِقِ وَ صَلِّ عَلٰی عَضُدِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَعْضَادِ وَصَلِّ عَلٰی اِبْطِ مُحَمَّدٍ فِی الْاٰبَاطِ وَصَلِّ عَلٰی مَنْکَبِ مُحَمَّدٍ فِی الْمَنَاکِبِ وَ صَلِّ عَلٰی کَتِفِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَکْتَافِ وَصَلِّ عَلٰی تَرْقُوَۃِ مُحَمَّدٍ فِی التَّرَاقِیْ وَصَلِّ عَلٰی کَبِدِ مُحَمَّدٍ فَی الْاَکْبَادِ وَصَلِّ عَلٰی ظَھْرِ مُحَمَّدٍ فِی الظُّھُوْرِ وَصَلِّ عَلٰی فَخِذِ مُحَمَّدٍ فَی الْاَفْخَاذِ وَصَلِّ عَلٰی رُکْبَۃِ مُحَمَّدٍ فِی الرُّکَبِ وَصَلِّ عَلٰی سَاقِ مُحَمَّدٍ فِی السُّوْقِ وَصَلِّ عَلٰی کَعْبِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَکْعُبِ وَصَلِّ عَلٰی عَقَبِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَعْقَابِ وَصَلِّ عَلٰی قَدَمِ مُحَمَّدٍ فَی الْاَقْدَامِ وَصَلِّ عَلٰی شَعْرِ مُحَمَّدٍ فِی الشُّعُوْرِ وَ صَلِّ عَلٰی لَحْمِ مُحَمَّدٍ فِی اللُّحُوْمِ وَصَلِّ عَلٰی عِرْقِ مُحَمَّدٍ فِی الْعُرُوْقِ وَصَلِّ عَلٰی دَمِ مُحَمَّدٍ فِی الدِّمَآءِ وَصَلِّ عَلٰی عَظْمِ مُحَمَّدٍ فِی الْعِظَامِ وَصَلِّ عَلٰی جِلْدِ مُحَمَّدٍ فِی الْجُلُوْدِ وَصَلِّ عَلٰی لَوْنِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَلْوَانِ وَصَلِّ عَلٰی قَامَۃِ مُحَمَّدٍ فِی الْقَامَاتِ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ اَفْضَلَ صَلٰوۃٍ واَکْمَلَ بَرَکَۃٍ وَّاَزْکٰی سَلَامٍ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ وَعَلَیْنَا مَعَھُمْ کُلَّمَا ذَکَرَکَ وَذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِکْرِکَ وَذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ ۔

حیاتُ النبی

اہلِ سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام بالخصوص حضور سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں بحیات حقیقیہ دنیویہ۔ قرآن مجید میں جو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی موت کی خبر ہے وہ موت عادی ہے جس سے مخلوقات میں سے کسی کو چارہ نہیں۔ اسی عادی موت کے بعد اللّٰہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو حیات بخش دی ہے۔ اَحادیث صحیحہ سے انبیا و شہداء کے واسطے اس حیات کا دائمی ہونا ثابت ہے۔

ابن تیمیّہ کے وقت سے ایک فرقہ ایسا پیدا ہوگیا ہے جو کہتا ہے کہ انبیاء بھی دوسرے مردہ اشخاص کی طرح زمین کے نیچے مدفون اور مردہ ہیں۔ اس لئے مدینہ منورہ میں روضہ شریف پر حاضر ہونا اور حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے وسیلے سے طلبِ حاجات بے کار و بے سود ہے۔ چنانچہ ابن تیمیّہ کا بڑا شاگرد اِبْنُ الْقَیِّم اپنی کتاب عقائد یعنی قصیدہ نونیّہ (مطبوعہ مصر ص ۱۴۱) میں یوں لکھتا ہے:

من فوقه اطباق ذاك الترب واللبنا	ت قد عرضت على الجدران
لو كان حيا فى الضريح حياته	قبل الممات بغير فرقان
و ما كان تحت الارض بل من فو	قها و الله هذه سنة الرحمان

(ترجمہ) حضرت نبی پر ڈھیروں مٹی اور اینٹیں ہیں، دیواریں بنی ہوئی ہیں، اگر آپ قبر شریف میں ویسے ہی زندہ ہوتے جیسے موت سے پہلے تھے تو زمین کے نیچے نہ ہوتے بلکہ اس کے اوپر ہوتے۔ واللہ عادت اللہ یہی ہے۔ (انتہیٰ)[1]

تَوَسُّل اور زیارتِ رَوضۂ اَقدس کی بحث آگے آئے گی اِنْ شَآءَ اللّٰہ تعالیٰ۔ یہاں صرف حیاتِ اَنبیاء کرام بالخصوص حیاتِ حضور سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ثبوت پیش کرنا مقصود ہے۔

قرآنِ کریم میں شُہَداء کرام کی حیات کی نص موجود ہے۔ اَنبیاء کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام شُہَداءِ عِظام سے یقیناً افضل ہیں۔ ان میں وصف نبوت کے ساتھ بالعموم وصف شہادت بھی پایا جاتا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے وفات شریف کے وقت یوں فرمایا: یاعائشة ما ازال اجد الم الطعام الذى اكلت بخيبر

[1] ......القصيدة النونية، فصل فى الكلام فى حياة الانبياء...الخ، ص ۱۷۸ ۔علميه

فهذا اوان وجدت انقطاع ابهری من ذلك السّم. [1] اے عائشہ! مجھے خیبر کے کھانے کی تکلیف برابر رہی ہے اور اب میری رگ جان [2] اسی زہر سے منقطع ہوتی ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو نبوت کے ساتھ شہادت کا درجہ بھی حاصل ہے۔ لہٰذا آپ سید المرسلین ہونے کے ساتھ سید الشُّہداء بھی ہوئے۔ پس آپ کی حیات شُہداء کی حیات سے اکمل ہے بایں ہمہ [3] آپ کو مردہ کہنا کیسی گستاخی ہے حالانکہ قرآن کریم میں شُہداء کی نسبت ارشاد باری تعالٰی ہے کہ ان کو مردہ نہ کہو۔

علامہ سَمْہودی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ وفاء الوفاء (جزء ثانی، ص۴۰۵) میں لکھتے ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وفات کے بعد زندہ ہیں۔ اسی طرح دیگر انبیاء بھی اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں ایسی حالت کے ساتھ جو شُہداء (جن کی حیات کی اللّٰہ تعالٰی نے اپنی کتاب عزیز میں خبر دی ہے) کی حیات سے اَکمل ہے اور ہمارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سید الشُّہداء ہیں اور شُہداء کے اعمال آپ کی میزان میں ہیں۔ انتہٰی۔ [4]

احادیث صحیحہ سے بھی حیاتِ اَنبیاء کا ثبوت ملتا ہے جن میں سے چند ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

﴿۱﴾...... عَنْ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَیَّامِکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فِیْہِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِیْہِ قُبِضَ وَفِیْہِ النَّفْخَۃُ وَفِیْہِ الصَّعْقَۃُ فَاَکْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلٰوۃِ فِیْہِ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ مَعْرُوْضَۃٌ عَلَیَّ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَیْفَ تُعْرَضُ صَلٰوتُنَا عَلَیْکَ وَقَدْ اَرِمْتَ قَالَ یَقُوْلُوْنَ بَلِیْتَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَآءِ. رواه ابوداوٗد والنسائی وَابن ماجه والدارمی والبیهقی فی الدعوات الکبیر. [5]

(مشکوٰۃ، باب الجمعۃ)

حضرت اَوس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے، کہا: فرمایا رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کہ تمہارے افضل ایام میں سے جمعہ کا دن ہے۔ اس میں آدم پیدا کیے گئے اور اسی میں قبض کیے گئے اس میں نفخۂ ثانیہ اور نفخۂ اُولیٰ ہے۔ پس تم اس دن مجھ پر درود زیادہ بھیجو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا:

---

1 ......صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ووفاته، الحدیث: ٤٤٢٨، ج٣، ص١٥٢۔ علمیه

2 ......بڑی رگ جو تمام رگوں کو خون پہنچاتی ہے۔ 3 ......اس کے باوجود۔

4 ......وفاء الوفاء للسمهودی، ج٢، الجزء الرابع، ص١٣٥٢۔ علمیه

5 ......مشکاة المصابیح، کتاب الصلاة، باب الجمعة، الحدیث: ١٣٦١، ج١، ص٢٦٤۔ علمیه

یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارا درود آپ پر کس طرح پیش کیا جائے گا حالانکہ آپ بوسیدہ ہڈیاں ہوں گے۔ (قول راوی) صحابہ کی مراد اَرَمْتَ سے بَلِیْتَ (بوسیدہ ہوں گے۔) ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ پیغمبروں کے جسموں کو کھائے۔ اسے ابوداؤد ونسائی وابن ماجہ ودارمی نے اور بیہقی نے دعوات الکبیر میں روایت کیا ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہے کہ انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَام جسموں کے ساتھ زندہ ہیں کیونکہ صحابۂ کرام نے جب حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا یہ ارشاد سنا کہ تمہارا درود مجھ پر عرض کیا جاتا ہے[1] تو ان کو شبہ ہوا کہ آیا یہ عرض بعد وفات شریف صرف روح پر ہوگا یا روح مع الجسد پر۔ کیونکہ انہوں نے خیال کیا کہ جسد نبی دوسرے اشخاص کے جسد کی مانند ہے۔ پس اس کے جواب میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمادیا کہ میرا جسد دوسرے اشخاص کے جسد کی مانند نہیں کیونکہ پیغمبروں کے جسم کو مٹی نہیں کھاتی۔ پس وہ سمجھ گئے کہ یہ عرض روح مع الجسد پر ہوگا لہٰذا حیات انبیاء بعد وفات ثابت ہے۔

﴿۲﴾...... عن ابی الدرداء قال قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْثِرُوا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاِنَّہٗ مَشْھُوْدٌ تَشْھَدُہُ الْمَلٰئِکَۃُ وَاِنَّ اَحَدًا لَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَیَّ صَلَاتُہٗ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْھَا قَالَ قُلْتُ وَبَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ وَبَعْدَ الْمَوْتِ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ. رواہ ابن ماجہ.[2]

حضرت ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: مجھ پر جمعہ کے دن درود زیادہ بھیجا کرو کیونکہ وہ دن حاضر کیا گیا ہے۔ حاضر ہوتے ہیں اس میں فرشتے، تحقیق کوئی مجھ پر درود نہیں بھیجتا مگر اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ درود سے فارغ ہوجائے۔ کہا ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے: میں نے عرض کیا، کیا موت کے بعد بھی؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کردیا کہ پیغمبروں کے جسموں کو کھائے۔ پس اللہ کے نبی زندہ ہیں رزق دیئے جاتے ہیں۔ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

---

1 ......پیش کیا جاتا ہے۔

2 ......مشکاۃ المصابیح، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، الحدیث:۱۳۶۶، ج۱، ص۲۶۵۔ علمیہ

اس حدیث سے انبیاء کی حیات بحیات حقیقیہ دنیویہ بعدالوفات ثابت ہے اس میں حی کے ساتھ یرزق بطور تاکید ہے کیونکہ رزق کی حاجت جسم کو ہوتی ہے۔ علامہ سیوطی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه "شَرْحُ الصُّدُور" میں نقل کرتے ہیں:

﴿۳﴾...... و اخرج ابو يعلى و البيهقي و ابن مندة عن انس اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ.[1]

اور ابو یعلی اور بیہقی اور ابن مَنْدَہ نے حضرت انس رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ سے روایت کیا ہے کہ نبی صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ انبیاء زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔

علامہ سَمْہودی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْه نے وفاء الوفاء میں اس حدیث کو نقل کرکے لکھا ہے کہ روایتِ ابو یعلی کے راوی ثقہ ہیں اور بیہقی نے اسے مَعَ التصحیح نقل کیا ہے۔ اس کے شواہد سے صحیح مسلم میں روایتِ حضرتِ انس ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ میں (شب معراج میں) موسیٰ عَلَيْهِ السَّلَام پر گزرا وہ اپنی قبر میں نماز پڑھتے تھے۔ (انتہی) اسی طرح حضور صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے شب معراج میں بیت المقدس میں انبیاء کرام کی جماعت کرائی اور آسمانوں میں ان کو دیکھا۔[2] مسئلہ حیات انبیاء کی تائید صحیح مسلم کی روایت ابن عباس سے بھی ہوتی ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم وادیِ اَزْرَق[3] سے گزرے۔ فرمایا یہ کونسی وادی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: وادیٔ ازرق ہے۔ حضور صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا: میں گویا موسیٰ عَلَيْهِ السَّلَام کو دیکھ رہا ہوں کہ گھاٹی سے اترتے ہوئے لبیک کہہ رہے ہیں۔ پھر وادیٔ ہرشا پر پہنچ کر حضور نے فرمایا: یہ کونسی گھاٹی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: یہ وادی ہرشا ہے۔ حضور نے فرمایا: گویا میں یونس عَلَيْهِ السَّلَام کو سرخ بالوں والی اونٹنی پر دیکھتا ہوں کہ صوف کا جبہ پہنے ہوئے ہیں۔ مُہار[4] کھجور کی چھال کی رسی کی ہے۔[5]

---

1 ...... شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور، باب احوال الموتى فى قبورهم...الخ، ص۱۸۷ (مركز اهل سنت بركات رضا)۔ علميه

2 ...... وفاء الوفاء للسمهودى، ج۲، الجزء الرابع، ص۱۳۵۲۔ علميه

3 ...... سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں "ازدق" لکھا ہے جو کہ کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ مسلم شریف ودیگر کتب میں "ازرق" ہے لہٰذا ہم نے یہی لکھا ہے۔ علميه

4 ...... نکیل یعنی اونٹ کے ناک کی رسی۔

5 ...... صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب الاسراء برسول الله...الخ، الحديث:۱۶۶، ص۱۰۳۔ علميه

اولیاء کرام میں بہت سی مثالیں ایسے بزرگوں کی ملتی ہیں جو رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو حالت بیداری میں دیکھا کرتے تھے۔ بخوفِ طوالت یہاں ان کا حال درج نہیں کرتے۔ علامہ جلال الدین سیوطی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے رسالہ تنویر الملک میں وہ احادیث واقوال صلحاء نقل کرتے ہیں جو حالت خواب اور حالت بیداری ہر دو میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رویت کے امکان پر دلالت کرتے ہیں۔ بعد ازاں یوں فرماتے ہیں کہ ان تمام احادیث واقوال سے ثابت ہو گیا کہ حضور رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے جسم اقدس اور روح شریف کے ساتھ زندہ ہیں اور وہ تصرف فرماتے ہیں جہاں چاہتے ہیں زمین وآسمان میں اور اسی ہیئت سابقہ شریفہ پر ہیں[1] کچھ تبدیلی اس میں نہیں ہوئی۔ آنکھوں سے ایسے ہی غائب ہیں جیسے فرشتے نظر نہیں آتے حالانکہ فرشتے زندہ ہیں اور ان کے اجسام بھی ہیں۔ جب اللّٰہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کسی امتی پر کرامت اور احسان کا تو حجاب اٹھا دیتا ہے اور وہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت اصلی صورت میں کر لیتا ہے۔ اس میں کوئی مانع نہیں ہے اور صرف مثال ہی کے دیکھنے پر منحصر کر دینے کی کوئی وجہ نہیں۔ انتہی۔ امام بیہقی نے حیاتِ انبیاء پر ایک رسالہ لکھا ہے جو چاہے اسے مطالعہ کرے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ سیدنا ومولانا محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وفات شریف کے بعد بھی جسم اَطہر کے ساتھ زندہ ہیں۔ حیات حقیقیہ دنیویہ اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تصرّفات بدستور جاری ہیں۔ اسی واسطے آپ کی امت میں تا قیامت قطب، غوث، ابدال واوتاد ہوتے رہیں گے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ نے رسالہ[2] "سلوك اقرب السبل بالتوجه الى سيد الرسل صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم" میں جو خانخاناں کی طرف لکھا ہے یوں فرمایا ہے:

---

1 ......یعنی حیاتِ ظاہری پر ہیں۔

2 ......سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں اس رسالے کا نام "سلوك اقرب السبل الى سيد الرسل" لکھا ہے لیکن "اخبار الاخيار" میں اس کا نام "سلوك اقرب السبل بالتوجه الى سيد الرسل" ہے لہٰذا کتابت کی غلطی پر محمول کرتے ہوئے ہم نے اس کا نام "اخبار الاخيار" کے مطابق لکھا ہے۔ و اللّٰہ تعالیٰ اعلم۔ علمیہ

''وباچندیں[1] اختلافات وکثرت مذاہب کہ درعلماء امت است یک کس را دریں مسئلہ خلافے نیست کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز وتو ہم تاویل دائم وباقی است۔ وبراعمال امت حاضر وناظر ومرطالبان حقیقت راومتوجہان آنحضرت رامفیض ومربی است۔''[2]

علماء امت میں اس قدر اختلافات اور کثرت مذاہب ہے۔ بایں ہمہ کسی ایک کو اس مسئلہ میں ذرا بھی اختلاف نہیں کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بلا شائبہ مجاز وتَوَہُّمِ تاوِیلِ حیاتِ حقیقیہ کے ساتھ دائم وباقی ہیں اور اُمت کے اَعمال پر حاضر وناظر ہیں اور طالبان حقیقت کو اور متوسلانِ بارگاہِ نبوت کو فیض پہنچانے والے اور ان کی تربیت فرمانے والے ہیں۔

حضرت شیخ نے بالکل درست لکھا ہے کیونکہ فتنہ ابن تَیْمِیَّہ اس تحریر سے سینکڑوں سال پہلے فَرو ہو چکا تھا اور شیطان کا سینگ ابھی نجد سے نہ نکلا تھا جس نے تعلیم تَیْمِی کی سوتی بلا کو جگایا اور بات بات پر مسلمانوں کو مشرک بتایا۔

جہنم کے دروازے پر نام

حضرت سیدنا ابوسعید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب منزہٌ عن العیوب صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: مَنْ تَرَکَ صَلَاۃً مُتَعَمِّدًا کُتِبَ اِسْمُہٗ عَلٰی بَابِ النَّارِ فِیْمَنْ یَدْخُلُھَا یعنی جو کوئی جان بوجھ کر ایک نماز بھی قضا کر دیتا ہے، اس کا نام جہنم کے اس دروازے پر لکھ دیا جائے گا جس سے وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

(حلیۃ الاولیاء، الحدیث: ۱۰۵۹۰، ج۷، ص۲۹۹)

---

1 ......اخبار الاخیار مجتبائی، حاشیہ ص۱۵۵۔

2 ......مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دھلوی علی ھامش اخبار الاخیار، ص۱۵۵۔ علمیہ

چھٹا باب

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خُلُقِ عظیم کا بیان

اَفرادِ انسان میں سے انبیائے کرام صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کو مکارمِ اخلاق [1] کی زیادہ ضرورت ہے کیونکہ ان کا کام تبلیغ وتزکیہ [2] ہے۔اسی واسطے بعنایت الٰہی انہیں اوّلِ خلقت وفطرت [3] ہی میں محاسن اخلاق حاصل تھے جن کا ظہور حسب موقع ان کی عمر شریف میں ہوتا رہا مگر دیگر فضائل کی طرح اس کمال میں بھی آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دیگر اَنبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام سے ممتاز ہیں۔چنانچہ اللّٰہ تعالٰی نے خُلق عظیم کو آپ کی ذات شریف میں حصر فرمایا ہے:

وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ ﴿۴﴾ (سورۂ قلم) اور تحقیق تو بڑے خُلق پر پیدا ہوا ہے۔ [4]

اور حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام فرماتے ہیں: بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ .(موطاامام مالک) میں محاسن اَخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ [5]

اَنبیائے سابقین عَلَیْہِمُ السَّلَام میں سے ہر ایک حسن اَخلاق کی ایک نوع سے مختص تھے مگر آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات اَقدس حسن اَخلاق کے تمام انواع کی جامع تھی۔اللّٰہ تعالٰی نے آپ کو تمام انبیائے سابقین عَلَیْہِمُ الصَّلوات کی سیرت کے اتباع کا حکم دیا:

فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ؕ (انعام،ع١٠) پس تو ان کی رَوِش کی پیروی کر۔ [6]

لہٰذا خصال وکمال وصفات شرف وفضائل جو ان میں متفرق طور پر پائے جاتے تھے وہ تمام آپ کی ذات شریف میں جمع

---

❶ ......عمدہ اخلاق۔ ❷ ......پاک کرنا۔ ❸ ......ابتدائے پیدائش

❹ ......**ترجمۂ کنز الایمان:** اور بیشک تمہاری خُو بُو بڑی شان کی ہے۔(پ٢٩،القلم:٤)

❺ ......نوادر الاصول للحکیم الترمذی،الاصل الثالث و الستون و المائتان،الحدیث:١٤٢٥،ج١،ص١١٠٧۔ علمیہ

❻ ...... **ترجمۂ کنز الایمان:** تو تم انہیں کی راہ چلو۔(پ٧،الانعام:٩٠)

تھے۔ چنانچہ حلم و سخاوتِ ابراہیم، صدقِ وعدہ اسمٰعیل، شکر داؤد و سلیمان، صبر ایوب، معجزاتِ قاہرہ موسیٰ، مناجاتِ زکریا، تضرعِ یحییٰ، دمِ عیسٰی وغیرہ سب آپ میں موجود تھے۔ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْهِمُ الصَّلٰوتُ وَالتَّسْلِیْمَات۔ ؎

آنچہ بنازند زاں دلبراں جملہ ترا ہست وزیادت براں

حضرت سَعد بن ہِشَام بن عامر نے جب حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خُلق کی بابت دریافت کیا تو حضرت صدیقہ نے جواب میں فرمایا: کیا تو قرآن نہیں پڑھتا؟ حضرت سعد نے جواب دیا کہ ہاں۔ یہ سن کر حضرت صدیقہ نے فرمایا کہ ''نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا خُلق[1] قرآن تھا۔[2] کتبِ سابقہ الہامیہ[3] میں جو آداب وفضائل واَوصافِ حمیدہ مذکور تھے قرآن مجید ان سب کا جامع ہے۔ ارشادِ صدیقہ کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید میں جس قدر محامد اخلاق مذکور ہیں وہ سب آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات اقدس میں پائے جاتے تھے۔ غرض دیگر کمالات کی طرح محاسن اخلاق میں بھی آپ کا مرتبہ دیگر انبیائے کرام عَلَیْهِمُ التَّسْلِیْمَات سے بڑھا ہوا ہے۔ صاحب قصیدہ بُردہ شریف فرماتے ہیں۔ ؎

فَاقَ النَّبِیّٖنَ فِیْ خَلْقٍ وَّفِیْ خُلُقٍ وَلَمْ یُدَانُوْهُ فِیْ عِلْمٍ وَّلَا کَرَمٍ[4]

لے گیا فوق انبیاء پر خَلق میں اور خُلق میں، کس میں تھا اس کا عِلم اور کس میں اس کا سا کرم۔

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خاتم النبیین ہیں، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد کوئی اور نیا نبی نہ ہوگا۔ اس لئے آپ کے اَخلاق وعادات بطریق اِسناد نہایت صحت کے ساتھ محفوظ ہیں تاکہ قیامت تک ہر زمانے میں ان کا اِقتداء کیا جائے اور ان ہی کو دستور العمل بنایا جائے۔ اس مختصر میں تفصیل کی گنجائش نہیں اس لئے ذیل میں چند جزئیات پیش کی جاتی ہیں۔ واللّٰہ الموفق والمعین.

---

1 ......صحیح مسلم، باب صلوٰۃ اللیل۔

2 ......صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرها، باب جامع صلاۃ اللیل...الخ، الحدیث:۷۴٦، ص۳۷٤۔ علمیه

3 ......اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نازل کردہ کتابیں۔

4 ......القصیدتان، البردۃ للبوصیری، الفصل الثالث فی مدح رسول اللّٰہ، ص۱۲ (ضیاء القرآن)

صبر و حلم و عفو

نبوت کا بوجھ ان اوصاف[1] کے بغیر برداشت نہیں ہوسکتا۔ قرآن کریم میں کئی جگہ ان اوصاف کا ذکر آیا ہے۔

فَاعۡفُ عَنۡهُمۡ وَاصۡفَحۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۱۳﴾ (مائدہ، ع ۳)

پس معاف کر ان سے اور درگزر کر بیشک اللّٰہ نیکی کرنے والوں کو چاہتا ہے۔[2]

وَلَقَدۡ كُذِّبَتۡ رُسُلٌ مِّنۡ قَبۡلِكَ فَصَبَرُوۡا عَلٰى مَا كُذِّبُوۡا وَاُوۡذُوۡا حَتّٰۤى اَتٰهُمۡ نَصۡرُنَا ۚ (انعام، ع ۴)

اور البتہ بہت رسول تجھ سے پہلے جھٹلائے گئے۔ پس وہ جھٹلانے اور ایذاء پر صبر کرتے رہے یہاں تک کہ ان کو ہماری مدد پہنچی۔[3]

خُذِ الۡعَفۡوَ وَاۡمُرۡ بِالۡعُرۡفِ وَاَعۡرِضۡ عَنِ الۡجٰهِلِیۡنَ ﴿۱۹۹﴾ (اعراف، اخیر رکوع)

خُو پکڑ معاف کرنا اور کہا کر نیک کام کو اور کنارہ کر جاہلوں سے۔[4]

فَاصۡبِرۡ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الۡعَزۡمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسۡتَعۡجِلۡ لَّهُمۡ ؕ (احقاف، اخیر رکوع)

پس تو صبر کر جیسے صبر کرتے رہے اولوالعزم رسول اور شتابی نہ کر ان کے واسطے۔[5]

---

1 ...... مصیبت وایذاء کے وقت اپنے آپ کو روکنا اور متاثر نہ ہونا صبر کہلاتا ہے۔ اپنی طبیعت کو غصہ سے ضبط کرنے کا نام حلم ہے۔ خطا پر مواخذہ نہ کرنے کو عفو کہتے ہیں۔ ۱۲ منہ

2 ...... ترجمۂ کنز الایمان: توانہیں معاف کردو اور ان سے درگزر و بیشک احسان والے اللّٰہ کو محبوب ہیں۔ (پ ٦، المائدۃ: ١٣)

3 ...... ترجمۂ کنز الایمان: اور تم سے پہلے رسول جھٹلائے گئے تو انہوں نے صبر کیا اس جھٹلانے اور ایذائیں پانے پر یہاں تک کہ انہیں ہماری مدد آئی۔ (پ ٧، الانعام: ٣٤)

4 ...... ترجمۂ کنز الایمان: اے محبوب معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۔ (پ ٩، الاعراف: ١٩٩)

5 ...... ترجمۂ کنز الایمان: تو تم صبر کرو جیسا ہمت والے رسولوں نے صبر کیا اور ان کے لئے جلدی نہ کرو۔ (پ ٢٦، الاحقاف: ٣٥)

اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِیْمٌ ﴿۱۱۴﴾ (توبہ، ع۱۴) تحقیق ابراہیم تھا البتہ دردمند حلم والا۔[1]

حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهَا فرماتی ہیں کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے اپنی ذات کے حق کے لئے کبھی انتقام نہ لیا، ہاں جب آپ کسی حرمت اللّٰہ کی بے حرمتی دیکھتے تو اللّٰہ کے واسطے اس کا انتقام لیتے۔[2]

نبوت کے دسویں سال جیسا کہ پہلے آچکا ہے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم قبیلہ ثقیف کو دعوت اسلام دینے کے لئے طائف تشریف لے گئے مگر بجائے رُوبراہ[3] ہونے کے انہوں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کو اس قدر اذیت دی کہ نعلین مبارک خون آلودہ ہوگئے۔ جب آپ وہاں سے واپس ہوئے تو راستے میں پہاڑوں کے فرشتے نے حاضر خدمت ہوکر عرض کی: یا محمد! آپ جو چاہیں حکم دیں اگر اجازت ہو تو اَخْشَبَیْن[4] کو ان پر اُلٹ دوں۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ وہ ہلاک ہوجائیں بلکہ مجھے امید ہے کہ اللّٰہ تعالٰی ان کی پشتوں سے ایسے بندے پیدا کرے گا جو صرف خدا کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔[5]

ہجرت سے پہلے مکہ میں کفار نے مسلمانوں کو اس قدر اذیت دی کہ ان کا پیمانہ صبر لبریز ہوگیا۔ چنانچہ حضرت خَبَّاب بِنْ اَلْاَرَت بیان کرتے ہیں کہ ہمیں مشرکین سے شدت وسختی پہنچی۔ میں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ سر مبارک کے نیچے چادر رکھ کر کعبہ کے سائے میں لیٹے ہوئے تھے۔ میں نے عرض کیا: آپ مشرکین پر بددعا کیوں نہیں کرتے؟ یہ سن کر آپ اٹھ بیٹھے، چہرہ مبارک سرخ ہوگیا تھا۔ فرمایا: تم سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں ان پر لوہے کی کنگھیاں چلائی جاتیں جس سے گوشت پوست سب علیحدہ ہوجاتا اور ان کے سر پر آرے رکھے جاتے اور چیر کر دو ٹکڑے کردیئے جاتے۔ مگر یہ اذیتیں ان کو دین سے بَرگَشتَہ[6] نہ کرسکتی تھیں۔ اللّٰہ تعالٰی دین اسلام کو

---

1 ...... ترجمۂ کنز الایمان: بیشک ابراہیم ضرور بہت آہیں کرنے والا متحمل ہے۔ (پ ۱۱، التوبة: ۱۱۴)

2 ...... صحیح بخاری، باب صفۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ ...... (صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب صفة النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم، الحدیث: ۳۵٦۰، ج ۲، ص ٤۸۹ ۔ علمیه)

3 ...... آمادہ۔

4 ...... طائف کے دو مضبوط اور اُونچے پہاڑ۔

5 ...... مشکوٰۃ بحوالہ صحیحین، باب البعث وبدء الوحی۔ ...... (مشکاة المصابیح، کتاب الفضائل والشمائل، باب المبعث وبدء الوحی، الحدیث: ۵۸٤۸، ج ۲، ص ۳۷۱ ۔ علمیه)

6 ...... مخالف۔

کمال تک پہنچائے گا یہاں تک کہ ایک سوار صَنْعاء سے حَضْر مَوت تک سفر کرے گا اور اسے خدا کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوگا۔[1]

جب آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم غزوۂ بَدر (رمضان ۲ ھ) سے واپس تشریف لائے تو راستے میں مقام صَفْرَاء میں آپ کے حکم سے حضرت علی مرتضٰی نے نضر بن حارِث بن عَلْقَمہ بن کَلَدَہ بن عبد مَناف بن عبدُ الدَّار بن قُصَیّ کو قتل کرڈالا۔ نَضر مذکور اُن امرائے قریش میں سے تھا جن کا شغل آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ایذا رسانی اور اسلام کو مٹانے کی کوشش کرنا تھا۔ اسی نَضر کی بیٹی قُتَیْلہ نے جو بعد میں اسلام لائی اپنے باپ کا مَرْثِیَہ لکھا جس کے اَخیر میں یہ شعر ہیں:

مُحَمَّد وَلَاَنْتَ اِبْنُ نَجِیْبَۃ   مِنْ قَومِها وَ الفَحْل فَحلٌ مُعرِقُ

اے محمد! بیشک آپ اس ماں کے بیٹے ہیں جو اپنی قوم میں شریف ہے اور آپ شریف اصل والے مرد ہیں۔

ما کان ضَرَّکَ لو مَنَنت و رُبَّما   مَنَّ الفَتٰی و هو المَغِیظُ المُحْنَق

آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا کچھ نہ بگڑتا تھا اگر آپ احسان کرتے اور بعض وقت جوان احسان کرتا ہے، حالانکہ وہ غضبناک اور نہایت خشمناک[2] ہوتا ہے۔

وَالنّضْراَقرَبُ مَنْ اَسَرتَ قَرابَۃً   وَ اَحَقُّ اِن کَان عِتْق یُعْتَق

اور نَضر آپ کے تمام قیدیوں میں قرابت میں سب سے زیادہ قریب تھا اور آزادی کا زیادہ مستحق تھا اگر ایسی آزادی پائی جائے کہ جس سے آزاد کیا جائے۔

جب یہ شعر حضور سید المرسلین رحمۃ للعالمین صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت اقدس میں پہنچے تو ان کو پڑھ کر آپ اتنا روئے کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی۔[3] اور فرمایا کہ اگر یہ اشعار نضر کے قتل سے پہلے میرے پاس پہنچ جاتے تو میں ضرور اسے قُتَیْلَہ کے حوالہ کردیتا۔[4]

---

1 ......صحیح بخاری، باب مالقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ من المشرکین بمکۃ۔......(صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب مالقی النبی و اصحابه...الخ، الحدیث: ۳۸۵۲، ج۲، ص۵۷۳۔ علمیه)

2 ......غصے میں بھرا ہوا۔

3 ......استیعاب لابن عبد البر، ترجمہ قتیلہ بنت نضر۔

4 ......الاستیعاب فی معرفة الاصحاب، ۳۵۰۴۔قتیلة بنت النضر بن الحارث، ج٤، ص٤٥٨۔ علمیه

جنگ بَدْ ر کے کچھ دن بعد ایک روز عُمَیر بن وَہْب بن خلف قرشی جُمَحِی اور صَفْوان بن اُمَیَّہ بن خلف قرشی جُمَحِی خانہ کعبہ میں حطیم میں بیٹھے ہوئے تھے۔ عُمَیر مذکور شیاطین قریش میں سے تھا اور رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آپ کے اصحاب کو اَذِیت دیا کرتا تھا۔ اس کا بیٹا وَہْب بن عُمَیر اسیرانِ جنگ میں تھا۔ عُمَیر وصَفْوان کے درمیان یوں گفتگو ہوئی:

عُمَیر: بدر میں ہمارے ساتھیوں نے مسلمانوں کے ہاتھوں سے کیا کیا مصیبتیں اٹھائیں۔ ظالموں نے کس بے رحمی سے ان کو گڑھے میں پھینک دیا۔

صَفْوان: اللّٰہ کی قسم! ان کے بعد اب زندگی کا لطف نہ رہا۔

عُمَیر: اللّٰہ کی قسم! تو نے سچ کہا۔ اللّٰہ کی قسم! اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا جسے میں ادا نہیں کر سکتا اور عِیَال [1] نہ ہوتا جس کے تلف ہو جانے کا اندیشہ ہے تو میں سوار ہو کر محمد کو قتل کرنے جاتا کیونکہ اب تو ایک بہانہ بھی ہے کہ میرا بیٹا ان کے ہاتھ میں گرفتار ہے۔

صَفْوان: آپ کا قرض میں ادا کر دیتا ہوں۔ آپ کا عیال میرے عیال کے ساتھ رہے گا۔ میں آپ کے بال بچوں کا مُتَکَفِّل ہوں [2] جب تک وہ زندہ ہیں۔

عُمَیر: بس میرے اور آپ کے درمیان۔

صَفْوان: بَسَر وچَشْم۔ (عمیر کی روانگی کے بعد لوگوں سے) تم شاد ہو کہ چند روز میں تمہارے پاس ایک واقعہ کی خبر آئے گی جس سے تم جنگ بدر کی سب مصیبتیں بھول جاؤ گے۔

(عمیر زہر میں بجھی ہوئی تیز تلوار لے کر مدینہ میں آتا ہے۔ اس وقت حضرت عمر فاروق مسلمانوں کی ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے جنگ بدر میں مسلمانوں پر خدا کی عنایات کا ذکر کر رہے ہیں۔ عمیر تلوار آڑے لٹکائے ہوئے اپنی اونٹنی کو مسجد کے دروازے میں بٹھا دیتا ہے۔)

عُمَر فاروق: (عمیر کو دیکھ کر) یہ کتا دشمنِ خدا عمیر کسی شرارت کے لئے آیا ہے۔

---

1 ......خاندان۔

2 ......یعنی ان کی کفالت میرے ذمہ ہے۔

رسول اللّٰہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم): اسے میرے پاس لاؤ۔ (عمیر سے) آگے آؤ۔

عُمَیْر: آپ کی صبح بخیر ہو۔

رسول اللّٰہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم): عمیر! تو نے جاہلیت کا تحیہ[1] کہا مگر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے ہمیں تیرے تحیہ سے بہتر عطا فرمایا ہے اور وہ سلام ہے جو اہل بہشت کا تحیہ ہے۔

عُمَیْر: یا محمد! **اللّٰہ** کی قسم! یہ تحیہ آپ کو تھوڑے دنوں سے ملا ہے۔

رسول اللّٰہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم): عمیر! کیونکر آنا ہوا؟

عُمَیْر: اپنے بیٹے کے لئے جو آپ کے پاس اسیرانِ جنگ میں ہے۔

رسول اللّٰہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم): پھر گلے میں تلوار آڑے کیوں لٹکائی ہے۔

عُمَیْر: خدا ان تلواروں کا برا کرے انہوں نے ہمیں کچھ فائدہ نہ دیا۔

رسول اللّٰہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم): سچ بتاؤ کس لئے آئے ہو؟

عُمَیْر: فقط اپنے بیٹے کے لئے۔

رسول اللّٰہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم): نہیں بلکہ تو اور صَفْوان دونوں حطیم میں بیٹھے ہوئے تھے تو نے مقتولین بدر کا ذکر کیا جو گڑھے میں پھینکے گئے پھر تو نے کہا کہ اگر مجھ پر قرض اور بارِ عِیال نہ ہوتا میں محمد کو قتل کرنے نکلتا۔ یہ سن کر صَفْوان نے بار قرض وعیال اپنے ذمہ لیا۔ بدیں غرض کہ تو مجھے قتل کر دے مگر **اللّٰہ** تیرے اور اس غرض کے درمیان حائل ہے۔

عُمَیْر: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے رسول ہیں۔ یا رسول **اللّٰہ**! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) ہم اس آسمانی وحی کو جو آپ پر نازل ہوئی تھی جھٹلا دیا کرتے تھے۔ آپ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے جو بات بتلائی وہ میرے اور صَفْوان کے سوا کسی کو معلوم نہ تھی۔ **اللّٰہ** کی قسم! میں خوب جانتا ہوں کہ خدا کے سوا آپ کو کسی نے نہیں بتائی۔ حمد ہے **اللّٰہ** کی جس نے مجھے اسلام کی توفیق بخشی اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم (اپنے اصحاب سے): تم اپنے بھائی عمیر کو مسائل دینی سکھاؤ اور قرآن پڑھاؤ اور

---

1 ......ملاقات کے وقت کہا جانے والا کلمہ۔

اس کے بیٹے کو بھی چھوڑ دو۔ [1]

حضرت رَافع بن خَدِیْج رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ اَنمار (ربیع الاوّل ۳ھ) میں ہم رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہمراہ تھے۔ آپ کی آمد کی خبر سن کر اعراب پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلے گئے۔ غَطَفَان نے دُعْثُور بن حارِث کو جو اُن کا سردار تھا کہا کہ محمد اس وقت اپنے اصحاب سے علیحدہ ہے تمہیں ایسا موقع نہ ملے گا۔ دُعْثُور تیز تلوار لے کر اتر آیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لیٹے ہوئے ہیں وہ تلوار کھینچ کر آپ کے سر پر آکھڑا ہوا آپ بیدار ہوئے تو کہنے لگا: ''تجھ کو مجھ سے کون بچائے گا؟'' آپ نے فرمایا: اللہ۔ حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام نے اسے ہٹا دیا اور وہ گر پڑا۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تلوار لے کر کہا: ''تجھ کو مجھ سے کون بچائے گا؟'' وہ بولا کوئی نہیں۔ غرض رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس سے کچھ تعرُّض نہ کیا اور وہ ایمان لے آیا۔ [2]

غزوۂ اُحد (شوال ۳ھ) میں کفار نے آپ کا دانت مبارک شہید کر دیا اور سر اور پیشانی مبارک بھی زخمی کر دی۔ اس حالت میں آپ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ [3] تھے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ. خدایا! میری قوم کا یہ گناہ معاف کر دے کیونکہ وہ نہیں جانتے۔ [4]

حضرت جابر بن عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا بیان ہے کہ غزوۂ نجد (غزوۂ ذَاتُ الرِّقاع جُمادَی الاُولٰی ۴ھ) میں ہم رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہمراہ تھے۔ واپس آتے ہوئے ایک گھنے جنگل میں آپ کو دوپہر ہوگئی۔ آپ ایک درخت کے سایہ میں اترے اور اپنی تلوار اس درخت سے لٹکا دی اور آپ کے اصحاب ایک ایک کر کے درختوں کے سایہ میں اتر پڑے۔ اسی اثناء میں آپ نے ہمیں آواز دی ہم حاضر ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بدُّو آپ کے سامنے

---

1 ......سیرت ابن ہشام۔......(السيرة النبوية لابن هشام،غزوة بدرالكبرى،اسلام عمير بن وهب،ص۲۷٤ ملخصاً ـعلميه)

2 ......اصابہ بحوالہ واقدی، ترجمہ دعثور بن حارث غطفانی۔......(الاصابة في تمييز الصحابة،۲٤۰۱ـدعثور بن الحارث الغطفاني، ج۲،ص۳۲٤ ـعلميه)

3 ......مواہب لدنیہ وشفا شریف۔

4 ......المواهب اللدنية مع شرح الزرقاني،غزوة اُحد،ج۲،ص٤۲۸ـ٤۲۹ والشفاء بتعريف حقوق المصطفى، الباب الثاني في تكميل محاسنه،فصل واما الحلم،الجزء الاول،ص۱۰٦ ـعلميه

بیٹھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا اس نے آکر میری تلوار کھینچ لی، میں بیدار ہوا تو یہ تلوار کھینچے میرے سر پر کھڑا تھا۔ کہنے لگا: ''تجھ کو مجھ سے کون بچائے گا؟'' میں نے کہا: **اللہ**۔ یہ سن کر اس نے تلوار نیام میں کر لی۔ آپ نے اس کو کچھ سزا نہ دی۔ [1] اس اعرابی کا نام غَوْرَث بن حارِث تھا۔

حضرت جابر بن عبد **اللہ** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ راوی ہیں کہ ایک غزوہ (غزوۂ مریسیع شعبان ۵ھ) میں ہم رسول **اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہمراہ تھے۔ ایک مہاجر نے ایک انصاری کے تھپڑ مارا، انصاری نے انصار اور مہاجر نے مہاجرین کو مدد کے لئے پکارا رسول **اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سنا تو پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ جب سارا ماجرا عرض کیا گیا تو فرمایا کہ یہ دعویٔ جاہلیت اچھا نہیں۔ اس طرح رفع فساد ہو گیا۔ [2] رأس المنافقین [3] عبد **اللہ** بن اُبی خزرجی نے سنا تو کہنے لگا کہ ''اگر ہم اس سفر سے مدینہ میں پہنچ گئے تو جس کا اس شہر میں زور ہے وہ بے قدر شخص کو نکال دے گا۔'' رسول **اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ خبر پہنچی تو حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: یا رسول **اللہ**! آپ مجھے اجازت دیں کہ اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ مگر حضور رحمۃ للعالمین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اسے جانے دو کیونکہ لوگ یہی کہیں گے کہ محمد اپنے اصحاب کو قتل کرتا ہے۔ [4] جائے غور ہے کہ آپ کا یہ سلوک اس شخص کے ساتھ ہے جو عمر بھر منافق رہا جس نے آپ کو اَذَل بتایا جو جنگ اُحد میں عین موقع پر تین سو کی جمعیت لے کر راستہ میں سے واپس آ گیا اور ہمیشہ آپ کی مخالفت و توہین میں سرگرم رہا۔

جب آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم غزوۂ مُرَیْسِیْع سے واپس ہوئے تو راستے میں واقعہ اِفک پیش آیا جس کا بانی یہی رأس المنافقین تھا۔ رسول **اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اس کا علم تھا مگر معاملہ گھر کا تھا اس لئے فیصلہ خدا پر چھوڑا تا کہ منافقین کو چون و چرا کی گنجائش نہ رہے۔ چنانچہ **اللہ** تعالیٰ نے اس واقعہ کی تکذیب اپنے کلام پاک

---

1 ......صحیح بخاری، کتاب الجہاد و کتاب المغازی۔......(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوة ذات الرقاع، الحدیث: ٤١٣٥، ج٣، ص٦٠ وصحیح البخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب من علق سیفه...الخ، الحدیث: ٢٩١٠، ج٢، ص٢٨٤ ۔علمیه)

2 ......فساد ختم ہو گیا۔ 3 ......منافقوں کا سردار۔

4 ......صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورۂ اذا جاءک المنافقون۔......(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب قوله: سواء علیهم...الخ، الحدیث: ٤٩٠٥، ج٣، ص٣٥٥ ۔علمیه)

میں کردی۔ بایں ہمہ جب یہ منافق مرا تو آپ کو نماز جنازہ کے لئے بلایا گیا۔ جب آپ اس پر نماز پڑھنے لگے تو حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: ''یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کیا آپ ابن اُبَی پر نماز پڑھتے ہیں۔ جس نے فلاں فلاں روز ایسا ایسا کہا۔'' اس پر آپ نے مسکرا کر فرمایا: عمر! ہٹو۔ جب اِصرار کیا تو فرمایا کہ اِستغفار وعدم استغفار کا مجھے اختیار دیا گیا ہے اگر مجھے معلوم ہوتا کہ ستر سے زیادہ بار استغفار سے اس کی مغفرت ہوسکتی ہے تو میں ویسا ہی کرتا۔ جب آپ نماز جنازہ سے فارغ ہوکر واپس تشریف لائے تو آئندہ کے لئے حکمِ ممانعت نازل ہوا۔ [1]

فُرات بن حَیَّان جو انصار میں سے ایک شخص کا حلیف تھا ابوسفیان کی طرف سے مسلمانوں کی جاسوسی پر مامور تھا۔ غزوۂ خندق (ذیقعدہ ۵ھ) میں وہ جاسوسی کرتا ہوا پکڑا گیا۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ لوگ اس کو پکڑ کرلے چلے۔ راستے میں اس کا گزر انصار کے ایک حلقہ پر ہوا تو کہنے لگا کہ میں مسلمان ہوں۔ ایک انصاری نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اطلاع دی کہ فرات کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جن کو ہم ان کے ایمان پر چھوڑتے ہیں ان میں سے ایک فرات ہے۔ حضرت فرات بعد میں صدق دل سے ایمان لائے اور آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کو یمامہ میں ایک قطعہ زمین عطا فرمائی جس کی آمدنی چار ہزار [2] دوسو تھی۔ [3]

ثُمامہ بن اُثال الیمامی جو اہل یمامہ کا سردار تھا رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ آپ نے دعا فرمائی تھی کہ خدایا! اس کو میرے قابو میں کردے۔ حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سواروں کا ایک دستہ نجد کی طرف بھیجا وہ بنوحنیفہ میں سے ایک شخص ثمامہ بن اُثال کو پکڑ لائے اور اسے مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کی طرف نکلے تو پوچھا:

---

1 ......صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب۔...... (صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب قولہ: استغفر لھم او لا تستغفر لھم ...الخ، الحدیث: ٤٦٧١، ج٣، ص٢٣٨ وصحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ما یکرہ من الصلاۃ علی المنافقین ...الخ، الحدیث: ١٣٦٦، ج١، ص٤٦٠۔ علمیہ)

2 ......ابوداؤد، کتاب الجہاد، باب فی الجاسوس الذمی۔ اصابہ، ترجمہ ابن حیان۔

3 ......سنن ابی داود، کتاب الجہاد، باب فی الجاسوس الذمی، الحدیث: ٢٦٥٢، ج٣، ص٦٧ والاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ٦٩٨٠۔ فرات بن حیان، ج٥، ص٢٧٣۔ علمیہ

ثمامہ! کیا کہتے ہو؟ ثمامہ نے کہا: یا محمد! اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو ایک خونی کو قتل کریں گے اور اگر احسان کریں گے تو ایک شکر گزار پر احسان کریں گے اگر آپ زر فدیہ چاہتے ہیں تو جس قدر مانگیں دے دوں گا۔ آپ نے یہ سن کر کچھ جواب نہ دیا۔ دوسرے روز بھی یہی گفتگو ہوئی۔ تیسرے روز آپ نے اس کا وہی جواب سن کر حکم دیا کہ ثمامہ کو کھول دو۔ یہ عنایت دیکھ کر اس نے مسجد کے قریب ایک درخت کی آڑ میں غسل کیا اور مسجد میں آ کر کلمہ شہادت پڑھا اور کہنے لگا: ''اے محمد! خدا کی قسم! میرے نزدیک روئے زمین پر کوئی چہرہ آپ کے چہرے سے زیادہ مبغوض نہ تھا اب وہی چہرہ میرے نزدیک سب چہروں سے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ کی قسم! میرے نزدیک کوئی دین آپ کے دین سے زیادہ مبغوض[1] نہ تھا اب وہی دین میرے نزدیک سب دینوں سے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ کی قسم! میرے نزدیک کوئی شہر آپ کے شہر سے زیادہ مبغوض نہ تھا اب وہی شہر میرے نزدیک سب شہروں سے زیادہ محبوب ہے۔[2] وفاء الوفاء میں ہے کہ حضرت ثمامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی گرفتاری شروع ۶ ھ میں ہوئی۔

حضرت اَنس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت[3] کرتے ہیں کہ اہل مکہ میں سے اَسّی مرد کوہِ تَنْعِیم[4] سے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر آپڑے۔ وہ ہتھیار لگائے ہوئے تھے اور چاہتے تھے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آپ کے اصحاب کو غافل پائیں۔ آپ نے ان کو لڑائی کے بغیر پکڑ لیا اور زندہ رکھا۔ ایک روایت میں ہے کہ ان کو چھوڑ دیا۔ پس اللہ تعالٰی نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ (فتح، ع ۳)

اور خدا وہ ہے جس نے مکہ کے نواح میں ان کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے باز رکھا۔[5]

---

1 ...... ناپسندیدہ۔

2 ...... صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب وفد بنی حنیفہ۔ ......(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب وفد بنی حنیفۃ...الخ، الحدیث: ۴۳۷۲، ج۳، ص ۱۳۱ ۔علمیہ)

3 ...... مشکوۃ بحوالہ صحیح مسلم، کتاب الجہاد، باب حکم الاسراء۔

4 ...... مکہ مشرفہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک مشہور مقام ہے جہاں سے عمرہ بجالاتے ہیں۔ ۱۲ منہ

5 ...... ترجمۂ کنز الایمان: اور وہی ہے جس نے ان کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیئے وادی مکہ میں۔ (پ ۲۶، الفتح: ۲۴) ۔علمیہ

یہ واقعہ قَضِیَّہ حُدَیْبِیَہ (ذیقعدہ ۶ھ) میں ہوا تھا۔[1]

جب آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم غزوۂ خیبر (محرم ۷ھ) سے واپس تشریف لائے تو ایک روز سلام بن مِشْکَم یہودی کی زَوجہ زَینب بنت حارث نے بکری کا گوشت بھون کر زہر آلودہ کر کے آپ کی خدمت میں بطورِ ہدیہ بھیجا جسے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اور آپ کے چند اصحاب نے کھایا۔ باوجود اعتراف کے آپ نے اس یہودیہ کو اپنی طرف سے معاف کر دیا مگر جب اس کے سبب سے ایک صحابی نے انتقال فرمایا تو قصاص میں اس کو قتل کر دیا گیا۔[2] جیسا کہ اس کتاب میں پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اسی سال ماہ محرم ہی[3] میں لَبِیْد بن اَعْصَم یہودی منافق نے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جادو کر دیا معلوم ہو جانے پر آپ نے اس سے بھی کچھ تَعَرُّض نہ فرمایا۔[4]

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا بیان ہے کہ میری ماں مشرکہ تھیں۔ میں ان کو دعوت اسلام دیا کرتا تھا۔ ایک دن میں نے ان کو دعوت اسلام دی تو انہوں نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان میں مجھے مکروہ الفاظ سنائے۔ میں روتا ہوا آپ کی خدمت اقدس میں گیا اور واقعہ عرض کر کے دعائے ہدایت کی درخواست کی۔ آپ نے یوں دعا فرمائی: ''خدایا! ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت دے۔'' میں اس دعا سے خوش ہو کر گھر آیا تو دیکھا کہ کواڑ بند ہیں۔ میری ماں نے میرے قدم کی آہٹ سن کر کہا: ابو ہریرہ! یہیں ٹھہرو۔ میں نے پانی کی آواز سنی۔ انہوں نے غسل کر کے جلدی کپڑے پہنے اور دروازہ کھولتے ہی کلمہ شہادت پڑھا۔[5]

جن دنوں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فتح مکہ (رمضان ۸ھ) کے لئے پوشیدہ تیاریاں کر رہے تھے۔ حضرت حاطب بن ابی بَلْتَعَہ نے بغرضِ اِطلاعِ قریش ایک خط لکھا اور ایک عورت کی معرفت مکہ روانہ کیا وہ خط راستے میں

---

1 ......مشكاة المصابيح، كتاب الجهاد، باب حكم الاسراء، الحديث: ٣٩٦٦، ج ٢، ص ٥٣ ـ علميه

2 ......مرقاة المفاتيح، كتاب الفضائل، باب فى المعجزات، الفصل الثانى، تحت الحديث: ٥٩٣١، ج ١٠، ص ٢٦٥-٢٦٦ ـ علميه

3 ......وفاء الوفاء، جزء اول، ص ۲۲۵۔ جزء ثانی، ص ۲۵۲۔

4 ......صحیح بخاری، کتاب الطب، باب ہل یستخرج السحر۔......(صحيح البخارى، كتاب الطب، باب السحر، الحديث: ٥٧٦٦، ج ٤، ص ٤٠ ـ علميه)

5 ......صحیح مسلم، باب من فضائل ابی ہریرۃ۔......(صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب من فضائل ابى هريرة الدوسى، الحديث: ٢٤٩١، ص ١٣٥٣ ـ علميه)

پکڑا گیا باوجود ایسے سنگین جرم کے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت حاطب کو معاف کر دیا اور اس عورت سے بھی کسی قسم کا تعرُّض نہ کیا۔

ابوسفیان بن حرب جو اسلام لانے سے پہلے غزوۂ اُحد وغزوۂ اَحزاب میں رئیس المشرکین تھے۔ غزوۂ فتح میں مقامِ مَرُّالظَّہران میں مسلمانوں کی جاسوسی کرتے ہوئے گرفتار ہوئے۔ حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ان کو لے کر آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ ابوسفیان سے مروت سے پیش آئے اور وہ اسلام لائے۔

قریش آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو مُذَمَّم کہہ کر گالیاں دیا کرتے تھے۔ مگر آپ فرمایا کرتے: ''کیا تم تعجب نہیں کرتے کہ **اللہ** تعالیٰ قریش کی دُشنام [1] ولعنت کو کس طرح مجھ سے باز رکھتا ہے وہ مُذَمَّم کہہ کر گالیاں دیتے اور لعنت کرتے ہیں حالانکہ میں محمد ہوں۔'' [2]

اعلانِ دعوت سے ساڑھے سترہ سال تک قریش نے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آپ کے اصحاب کو جو اَذِیتیں دیں ان کی داستان دُہرانے کی ضرورت نہیں۔ فتح مکہ کے دن وہی قریش مسجد حرام میں نہایت خوف و بیقراری کی حالت میں آپ کے حکم کے منتظر ہیں۔ آپ ان اذیتوں کا ذکر تک زبان مبارک پر نہیں لاتے اور یہ حکم سناتے ہیں: اِذْہَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ (جاؤتم آزاد ہو۔) اس عالی حوصلگی کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں پائی جاتی۔ اس عفو عام کا نتیجہ یہ ہوا کہ جنگ حنین میں دو ہزار طُلَقاء لشکر اسلام میں شامل تھے۔

ہند بنت عُتْبَہ (زوجہ ابوسفیان بن حرب) جو حضرت امیر حمزہ کا کلیجہ چبا گئی تھیں فتح مکہ کے دن نقاب پوش ہو کر ایمان لائیں تاکہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پہچان نہ لیں۔ بیعت کے موقع پر بھی گستاخی سے باز نہ رہیں۔ ایمان لا کر نقاب اُٹھا دیا اور کہنے لگیں کہ میں ہند بنت عتبہ ہوں۔ مگر حضور رحمۃ للعالمین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کسی امر کا ذکر تک نہ کیا۔ یہ دیکھ کر ہند نے کہا: ''یارسول **اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! روئے زمین پر کوئی اہل خیمہ میری

---

1 ......گالی گلوچ۔

2 ......صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب اسماء النبی۔......(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب ما جاء فی اسماء رسول اللّٰہ، الحدیث: ۳۵۳۳، ج۲، ص۴۸۴۔علمیہ)

نگاہ میں آپ کے اہل خیمہ سے زیادہ مبغوض نہ تھے لیکن آج میری نگاہ میں روئے زمین پر کوئی اہل خیمہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اہل خیمہ سے زیادہ محبوب نہیں رہے۔"[1]

عِکرَمہ بن اَبی جہل قُرَشی مخزومی اپنے باپ کی طرح رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سخت دشمن تھے۔ فتح مکہ کے دن وہ بھاگ کر یمن چلے گئے۔ ان کی بیوی جو مسلمان ہوچکی تھی وہاں پہنچی اور کہا کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سب سے بڑھ کر صلہ رحم اور احسان کرنے والے ہیں۔ غرض وہ عکرمہ کو بارگاہ رسالت میں لائی۔ عکرمہ نے آپ کو سلام کہا۔ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان کو دیکھتے ہی کھڑے ہوگئے اور ایسی جلدی سے ان کی طرف بڑھے کہ چادر مبارک گر پڑی اور فرمایا:[2] مرحبا بالرّاکب المھاجر[3] ہجرت کرنے والے سوار کو آنا مبارک ہو۔

صَفوان ابن اُمَیَّہ جاہلیت میں اَشرافِ قریش میں سے تھے اور اسلام کے سخت دشمن تھے۔ فتح مکہ کے دن بھاگ گئے تھے۔ حضرت عُمیر بن وَہب نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کیا کہ صفوان میری قوم کے سردار ہیں وہ بھاگ گئے ہیں تاکہ اپنے آپ کو سمندر میں ڈال دیں۔ اَحمر واَسود کو آپ نے امان دی ہے ان کو بھی امان دیجئے۔ آپ نے فرمایا: تو اپنے چچیرے بھائی کو لے آ! اسے امان ہے۔ حضرت عمیر نے عرض کیا کہ امان کی کوئی نشانی چاہیے جو میں اسے دکھادوں۔ آپ نے اپنا عمامہ جو فتح مکہ کے دن پہنے ہوئے تھے عطا فرمایا۔ صفوان جدہ میں جہاز پر سوار ہونے کو تھے کہ حضرت عمیر جا پہنچے اور ان کو مژدۂ امان سنایا۔ صفوان نے کہا: مجھے اپنی جان کا ڈر ہے۔ حضرت عمیر نے کہا کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حلم وکرم اس سے برتر ہے۔ غرض صفوان حاضر خدمت اقدس ہوئے اور عرض کیا کہ یہ عمیر کہتا ہے کہ آپ نے مجھے امان دی ہے۔ آپ نے فرمایا: عمیر سچ کہتا ہے۔ یہ سن کر صفوان نے کہا: یارسول اللّٰہ!

---

1 ......صحیح بخاری، باب ذکر ہند بنت عتبہ۔......(صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ذکر ھند بنت عتبۃ بن ربیعۃ، الحدیث: ۳۸۲۵، ج۲، ص۵۶۷۔ علمیہ)

2 ......اصابہ۔ سیرت حلبیہ۔

3 ......السیرۃ الحلبیۃ، باب ذکر مغازیہ، فتح مکۃ شرفھا اللّٰہ تعالٰی، ج۳، ص۱۳۲ والاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ۵۶۵۴۔ عکرمۃ بن ابی جھل، ج۴، ص۴۴۳۔۴۴۴۔ علمیہ

دو ماہ کی مہلت دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ تجھے چار ماہ کی مہلت ہے۔ [1] حضرت صفوان غزوۂ طائف کے بعد برغبت و رضا ایمان لائے۔

جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم محاصرۂ طائف (شوال ۸ھ) سے واپس آنے لگے تو صحابہ کرام نے عرض کیا کہ آپ ثَقِیف پر بددعا فرمائیں۔ مگر آپ نے یوں دعا فرمائی: اَللّٰھُمَّ اھْدِ ثَقِیْفًا. (خدایا! ثقیف کو ہدایت دے۔) چنانچہ وہ دعا قبول ہوئی اور ثقیف ۹ھ میں ایمان لائے۔

جب آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جِعْرَانہ میں غَنائم حُنین تقسیم فرمائیں تو ایک منافق انصاری نے کہا کہ اس تقسیم سے رضائے خدا مطلوب نہیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہ ماجرا آپ سے عرض کیا تو فرمایا: ''خدا موسیٰ پر رحم کرے ان کو اس سے زیادہ اذیت دی گئی، پس صبر کیا۔'' [2]

جب ابو العاص بن رَبیع نے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صاحبزادی حضرت زینب کو مکہ سے مدینہ بھیجا تو راستے میں چند سُفَہائے قریش نے مزاحمت کی۔ ان میں سے ہَبَّار بن اَسود قریشی اَسدی نے حضرت زینب کو اونٹ سے گرا دیا۔ وہ حاملہ تھیں پتھر پر گریں حمل ساقط ہو گیا اور ان کو سخت چوٹ آئی اور اسی میں جاں بحق ہوئیں۔ فتح مکہ کے دن ہَبَّار مذکور واجب القتل اشتہاریوں میں تھا وہ مکہ سے بھاگ گیا اور چاہتا تھا کہ ایران چلا جائے۔ جب آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جِعْرَانہ سے واپس تشریف لائے تو وہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور یوں عرض کرنے لگا: ''یا نبی اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں آپ کے ہاں سے بھاگ کر شہروں میں پھرتا رہا میرا ارادہ تھا کہ ایران چلا جاؤں پھر مجھے آپ کی نفع رسانی، صلہ رحمی اور عفو و کرم یاد آئے مجھے اپنی خطا و گناہ کا اعتراف ہے آپ درگزر فرمائیں۔'' یہ سن کر آپ نے فرمایا: ''میں نے تجھے معاف کر دیا۔'' [3]

---

1. ......سیرت حلبیہ۔......(السیرة الحلبیة، باب ذکر مغازیه، فتح مکة شرفها اللّٰه تعالیٰ، ج۳، ص۱۳۵۔علمیه)
2. ......صحیح بخاری، باب غزوۃ الطائف۔......(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوة الطائف، الحدیث:۴۳۳۵، ج۳، ص۱۱۸۔علمیه)
3. ......اصابہ، ترجمہ ہبار بن اسود۔......(الاصابة فی تمییز الصحابة، ۸۹۵۱۔هبار بن الاسود، ج۶، ص۴۱۲۔۴۱۳۔علمیه)

کَعْب بن زُہَیر اوران کے بھائی بُجَیر[1] "اَبرَق عَزَّاف"[2] میں بکریاں چرایا کرتے تھے۔ بُجَیر نے کعب سے کہا: "تم یہاں ٹھہرو میں اسی مدعی نبوت کے پاس جاتا ہوں تا کہ دیکھوں وہ کیا کہتا ہے۔" بجیر رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں آئے اور آپ کا کلام سن کر مسلمان ہوگئے۔ کعب کو یہ خبر لگی تو انہوں نے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ہجو اور اسلام کی توہین میں یہ اشعار بجیر کو لکھ بھیجے:

الا ابلغا عنی بُجَیرا رسالة	فهل لك فيما قلت ويحك هل لكا
سقاك ابوبكر بكأس رَوِيّة	فانهلك المامون منها و علكا
ففارقت اسباب الهدى و اتبعته	على ایّ شیءٍ ریب غیرك دلكا
على خلق لم تلف اُمًّا و لَا اَبًا	عليه و لم تعرف عليه اخا لكا
فان انت لم تفعل فلست بآسف	و لا قائل اما عثرت لعًا لكا

آگاہ رہو میری طرف سے بجیر کو یہ پیغام پہنچا دو کہ کیا تو نے دل سے کلمہ شہادت پڑھ لیا ہے۔ تجھ پر افسوس! کیا تو نے دل سے کلمہ پڑھ لیا ہے۔ ابوبکر نے تجھے سیراب کرنے والا پیالہ پلا دیا اور امین (حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے تجھے اس پیالہ سے پہلی بار اور دوسری بار پلا دیا۔ اس لئے تو اسباب ہدایت چھوڑ کر اس کا پیرو بن گیا اس نے تجھے کیا بتایا تو اَوروں کی طرح ہلاک ہوگیا۔ اس نے ایسا مذہب بتایا جس پر تو نے اپنے ماں باپ کو نہ پایا اور نہ اپنے بھائی کو اس پر دیکھا۔ اگر تو نے میرا کہانہ مانا تو میں تجھ پر تاسف نہ کروں گا اور تو ٹھوکر کھا کر گر پڑے تو میں دعا نہ کروں گا کہ تو اٹھ کر کھڑا ہو جائے۔

حضرت بُجَیر نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے یہ ماجرا عرض کر دیا۔ آپ نے کعب کا خون ہَدْر[3] فرما دیا۔ پھر حضرت بجیر نے کعب کو اطلاع دی اور ترغیب دی کہ حاضر خدمت اقدس ہو کر معافی مانگیں۔ چنانچہ وہ ۹ھ میں غزوۂ تبوک سے پہلے حاضر خدمت ہوئے۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس وقت مسجد میں اپنے

---

1 ......سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں ان صحابی کا نام "بحیر" لکھا ہے یہ ہمیں نہیں ملا، یقیناً کتابت کی غلطی ہے کیونکہ سیرۃ ابن ہشام، الاصابۃ اور سیرت و تاریخ کی کتب میں ان کا نام "بجیر" لکھا ہے لہٰذا ہم نے یہی لکھا ہے۔ علمیہ

2 ......مکہ کی ایک وادی کا نام ہے۔ 3 ......جائز۔

اَصحاب میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ کَعْب سے واقف نہ تھے کَعْب نے آپ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر عرض کیا: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! کَعْب بن زُہَیر مسلمان ہوکر امان طلب کرتا ہے اجازت ہوتو میں اسے آپ کے پاس لے آؤں۔ آپ نے اجازت دی پھر کعب نے عرض کیا: یارسول اللہ! کعب میں ہی ہوں۔ بعدازاں اسلام لاکر انہوں نے اپنا قصیدہ پڑھا جس میں اشعار تو طیہ کے بعد یہ شعر ہے:

اُنْبِئْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ اَوْعَدَنِیْ وَ الْعَفْوُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ مَامُوْلُ

مجھے خبر دی گئی ہے کہ بارگاہِ رسالت سے میری نسبت وعید قتل صادِر ہوئی ہے حالانکہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عفو کی امید کی جاتی ہے۔

اس قصیدہ سے خوش ہوکر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت کعب کو اپنی چادر (بردہ) عطا فرمائی اور ان کی گزشتہ خطا کا ایک حرف بھی زبان پر نہ لائے۔ (1)

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چچا حضرت امیر حمزہ کا قاتل وَحشی حبشی غلام سفیان بن حرب جنگ اُحد کے بعد مکہ میں رہا کرتا تھا۔ جب مکہ میں اسلام پھیلا تو وہ بھاگ کر طائف چلا گیا پھر وہ وفد طائف کے ساتھ ماہ رمضان ۹ ھ میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور ایمان لایا آپ نے ان سے صرف اتنا فرمایا کہ مجھے اپنا چہرہ نہ دکھایا کرو۔ (2)

حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نہ فاحش (3) تھے اور نہ مُتَفَحِّش اور نہ بازار میں شور کرنے والے تھے۔ آپ بدی کا بدلہ بدی سے نہ دیا کرتے تھے بلکہ معاف کردیتے اور درگزر فرماتے۔ (4)

---

1 ......اصابہ وغیرہ۔......(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ،۷۴۲۶۔کعب بن زہیر،ج۵،ص۴۴۳۔۴۴۴ بالتغیر والسیرۃ النبویۃ لابن ہشام،امر کعب بن زہیر بعد الانصراف عن الطائف،ص۵۱۰۔۵۱۱۔علمیہ)

2 ......صحیح بخاری، باب قتل حمزہ۔......(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب قتل حمزۃ،الحدیث:۴۰۷۲،ج۳،ص۴۲۔علمیہ)

3 ......فاحش کے معنی ہے کلام میں بالطبع فحش کرنے والا اور متفحش کے معنی بتکلف فحش کرنے والا ہیں۔علمیہ

4 ......شمائل ترمذی، باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم۔......(الشمائل المحمدیۃ للترمذی،باب ماجاء فی خلق رسول اللہ،الحدیث:۳۳۰، ص۱۹۷۔علمیہ)

اب ہم چند متفرق مثالیں اور پیش کرتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے مسجد نبوی میں پیشاب کر دیا لوگ اسے مار پیٹ کرنے کے لئے اٹھے۔ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اسے جانے دو اور اس کے پیشاب پر پانی کا ایک ڈول بہادو کیونکہ تم نرم گیر بنا کر بھیجے گئے ہو سخت گیر بنا کر نہیں بھیجے گئے۔''[1]

حضرت اَنس کا بیان ہے کہ ایک روز میں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ جارہا تھا آپ سخت حاشیہ والی[2] نجرانی چادر اَوڑھے ہوئے تھے۔ ایک بَدَّو آپ کے پاس آیا اس نے آپ کی چادر کے ساتھ آپ کو ایسا سخت کھینچا کہ چادر پھٹ گئی۔ آپ کی گردن مبارک کو جو میں نے دیکھا اس میں چادر کے حاشیہ نے اثر کیا ہوا تھا پھر اس بَدَّو نے کہا: ''اے محمد! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) آپ کے پاس جو خدا کا مال ہے اس میں میرے واسطے حکم کیجئے۔'' رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کی طرف دیکھا پھر ہنس کے اس کے لئے بخشش کا حکم دیا۔[3]

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خطا بخشی کا یہ عالم تھا کہ حسب بیان حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا آپ نے کبھی کسی عورت یا خادم کو اپنے دست مبارک سے نہیں مارا۔[4]

حضرت زید بن سَعْنَہ جو اَحبارِ یہود[5] میں سے تھے اپنے اسلام لانے کا قصہ یوں بیان کرتے ہیں کہ میں نے تورات میں نبی آخر الزماں کی نبوت کی جو علامات پڑھی تھیں۔ وہ سب میں نے رُوئے محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھتے ہی پہچان لیں۔ صرف دو خصلتیں ایسی تھیں جن کا آزمانا باقی رہا یعنی آپ کا حلم آپ کے غضب پر سبقت لے جاتا ہے اور دوسرے کی شدت جہالت و ایذاء آپ کے حلم کو اور زیادہ کر دیتی ہے ان دونوں کی آزمائش کے لئے میں موقع

---

1 ......صحیح بخاری، کتاب الادب، باب قول النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم: یسروا و لا تعسروا۔......(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب قول النبی:یسروا ولاتعسروا،الحدیث:۶۱۲۸،ج۴،ص۱۳۳۔علمیہ)

2 ......سخت کناروں والی۔

3 ......صحیح بخاری، کتاب الادب، باب التبسم والضحک۔......(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب التبسم و الضحک،الحدیث: ۶۰۸۸،ج۴،ص۱۲۴۔علمیہ)

4 ......ابوداود، کتاب الادب، باب فی التجاوز۔......(سنن ابی داود، کتاب الادب،باب فی التجاوز فی الامر،الحدیث:۴۷۸۶، ج۴،ص۳۲۸۔علمیہ)

5 ......یہودیوں کے علماء

کا منتظر تھا اور آپ سے تَلَطُّف [1] سے پیش آتا تھا ایک روز رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے دولت خانہ سے نکلے آپ کے ساتھ حضرت علی بن ابی طالب تھے۔ایک سوار جو بظاہر کوئی بادیہ نشین [2] تھا آپ کی خدمت میں آیا اور یوں عرض کرنے لگا: ''یارسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فلاں قبیلے کے لوگ ایمان لائے ہیں میں ان سے کہا کرتا تھا کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو تمہیں رزق بکثرت ملے گا۔اب ان کے ہاں اِمساک باراں [3] اور قحط ہے۔یارسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مجھے اندیشہ ہے کہیں وہ طمع کے سبب سے اسلام سے بَرگشتہ نہ ہو جائیں۔ [4] کیونکہ طمع کے لئے ہی وہ اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔اگر آپ کی رائے مبارک ہو تو کچھ ان کی دستگیری فرمایئے۔'' یہ سن کر رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے پہلو میں ایک شخص (جو میرے گمان میں حضرت علی تھے) کی طرف دیکھا۔ اس نے عرض کیا کہ اس میں سے تو کچھ باقی نہیں رہا۔ یہ دیکھ کر میں آگے بڑھا اور آپ سے کھجوروں کی میعاد معین میعاد معلوم پر خرید کی اور اس کی قیمت اَسّی مثقال سونا اپنی ہمیان [5] سے نکال کر پیشتر دے دی۔آپ نے وہ اَسّی مثقال اس سوار کو دے دیئے اور فرمایا کہ جلدی جاؤ اور اس قبیلے کے لوگوں میں اسے تقسیم کردو۔جب میعاد ختم ہونے میں دو تین دن باقی رہ گئے تو رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک انصاری کے جنازے کے ساتھ نکلے۔آپ کے ہمراہ منجملہ دیگر اصحاب حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم تھے۔جب آپ نمازِ جنازہ سے فارغ ہوئے اور بیٹھنے کے لئے ایک دیوار کے قریب پہنچے تو میں نے آگے بڑھ کر آپ کی قمیص اور چادر کے دامن پکڑ لیے اور تُند نگاہ [6] سے آپ کی طرف دیکھ کر یوں کہا: ''اے محمد! کیا تو میرا حق ادا نہیں کرتا۔اے عبدالمطلب کے خاندان والو! قسم بخدا! تم ادائے حق سے گریز کرنے کے لئے حیلے حوالے کیا کرتے ہو۔'' حضرت عمر نے تیز نگاہ سے میری طرف دیکھ کر کہا: ''او دشمن خدا! کیا تو رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے یہ کہتا ہے جو سن رہا ہوں اور آپ کے ساتھ یہ سلوک کرتا ہے جو میں دیکھ رہا ہوں۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے۔اگر مجھے مسلمانوں اور تیری قوم کے درمیان صلح کے فوت ہو جانے کا ڈر نہ ہوتا تو اپنی تلوار سے تیرا سر اڑا دیتا۔'' رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آرام و آہستگی اور تبسم کی حالت میں حضرت عمر کی طرف دیکھ کر فرمایا: ''عمر! مجھے اور اسے بجائے اس سختی کے اس بات کی زیادہ ضرورت تھی کہ تم مجھے

---

1 ......مہربانی۔ 2 ......دیہات کا رہنے والا۔ 3 ......بارش کا نہ ہونا۔
4 ......پھر نہ جائیں۔ 5 ......روپوں کی تھیلی جو کمر سے باندھی جاتی ہے۔ 6 ......غصہ بھری نگاہ۔

حسن ادائے حق اور اسے حسن تقاضا کا امر کرتے۔ اے عمر! اس کو لے جاؤ اور اس کا حق ادا کردو اور اسے جو تم نے دھمکایا ہے اس کے عوض بیس صاع کھجوریں اور دے دو۔'' حضرت عمر مجھے اپنے ساتھ لے گئے اور میرا حق ادا کر دیا اور بیس صاع کھجوریں علاوہ دیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ زائد کیسی ہیں؟ حضرت عمر نے اس کو جواب دیا پھر میں نے کہا: عمر! کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ جواب دیا کہ نہیں۔ میں نے کہا کہ میں زید بن سَعْنہ ہوں۔ فرمایا: وہی زید جو یہودیوں کا عالم ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ پھر پوچھا کہ تو نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ایسا سلوک کیوں کیا؟ میں نے کہا: اے عمر! جس وقت میں نے روئے محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھا وہ تمام علامات جو میں تورات میں پڑھتا تھا موجود پائیں۔ ان میں صرف دو علامتیں باقی تھیں جو میں نے اب آزمالیں۔'' اے عمر! میں تجھ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں اللّٰہ کو اپنا پروردگار اور اسلام کو اپنا دین اور محمد کو اپنا پیغمبر ماننے پر راضی ہو گیا اور میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میرا آدھا مال امت محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر صدقہ ہے۔'' پھر حضرت عمر اور زید دونوں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت زید نے بارگاہ رسالت میں اظہار اسلام کیا۔ [(1)] اسلام لانے کے بعد حضرت زید بن سَعْنہ بہت سے غزوات میں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہمراہ رہے اور غزوہ تبوک میں دشمن کی طرف بڑھتے ہوئے شہید ہوئے۔ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔ [(2)]

شفقت ورحمت:

اللّٰہ تعالیٰ نے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سارے جہاں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰۷﴾ (انبیاء، ع۷) اورنہیں بھیجا ہم نے تجھ کو مگر رحمت بنا کر سارے جہاں کے لئے۔ [(3)]

اس لئے تمام مخلوقات آپ کی رحمت سے بہرہ ور رہے جیسا کہ ذیل کے مختصر بیان سے واضح ہوگا۔

---

1 ......دلائل النبوۃ للحافظ ابی نعیم، مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن۔

2 ......اسد الغابة فی معرفة الصحابة، زید بن سعنه: ۱۸۴۱، ج۲، ص۳۴۵۔علمیه

3 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔ (پ۱۷، الانبیاء: ۱۰۷)۔علمیه

امت پر شفقت ورحمت:

اللہ تعالیٰ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی شان میں یوں فرماتا ہے:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۲۸﴾ (توبہ، اخیر رکوع)

البتہ تحقیق تمہارے میں کا ایک پیغمبر تمہارے پاس آیا ہے تمہاری تکلیف اس پر شاق گزرتی ہے اسکو تمہاری ہدایت وصلاح کی حرص ہے وہ ایمان والوں پر شفقت رکھنے والا اور مہربان ہے[1]

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اوصاف حمیدہ میں ذکر کردیا کہ امت کی تکلیف ان پر شاق گزرتی ہے۔ ان کو شب وروز یہی خواہش دامن گیر ہے کہ امت راہ راست پر آجائے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے ظاہر ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے امت کی ہدایت وبہبودی کے لئے کیا کیا مصیبتیں جھیلیں۔ سخت سے سخت مصیبت میں بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بددعانہ فرمائی بلکہ ہدایت کی دعا کی۔ ایمان والوں پر آپ کی شفقت ورحمت ظاہر ہے اسی واسطے آپ نے کسی مقام پر امت کو فراموش نہیں فرمایا بغرض توضیح چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

جس روز آندھی یا آسمان پر بادل ہوتا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چہرہ مبارک میں غم وفکر کے آثار نمایاں ہوتے اور آپ کبھی آگے بڑھتے اور کبھی پیچھے ہٹتے جب بارش ہوجاتی تو آپ خوش ہوتے اور حالت غم جاتی رہتی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ مبادا[2] (قوم عاد کی طرح) یہ عذاب ہو جو میری امت پر مسلط کیا گیا ہو۔[3]

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یوں دعا مانگی:

---

1 ......ترجمۂ کنزالایمان: بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان (پ ۱۱، التوبۃ: ۱۲۸)۔ علمیہ

2 ......کہیں ایسا نہ ہو کہ۔

3 ......صحیح مسلم، کتاب صلوۃ الاستسقاء۔......(صحیح مسلم، کتاب صلاۃ الاستسقاء، باب التعوذ عند رؤیۃ الریح... الخ، الحدیث: ۸۹۹، ص ۴۴۶۔ علمیہ)

اَللّٰھُمَّ مَنْ وَّلِیَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِیْ شَیْئًا فَشَقَّ عَلَیْھِمْ فَاشْقُقْ عَلَیْہِ وَمَنْ وَّلِیَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِیْ شَیْئًا فَرَفَقَ بِھِمْ فَارْفُقْ بِہٖ [1]

خدایا جو شخص میری امت کے کسی کام کا وَالی و مُتَصَرِّف بنایا جائے پس وہ ان کو مشقت میں ڈالے تو اس والی کو مشقت میں ڈال اور جو شخص میری امت کے کسی کام کا والی بنایا جائے پس وہ ان کے ساتھ نرمی کرے تو اس والی کے ساتھ نرمی کر۔

رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جہاد کا اس قدر شوق تھا کہ آپ چاہتے تھے کہ میں بار بار شہید ہو کر زندہ ہوتا رہوں مگر چونکہ امت میں سے ہر ایک پر واجب تھا کہ جہاد میں آپ کے ساتھ نکلے بفحوائے آیۂ ذیل: [2]

مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِیْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ یَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا یَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ (توبہ، ع ۱۵)

نہ چاہیے مدینہ کے رہنے والوں کو اور ان اَعراب کو جو ان کے گرد ہیں کہ پیچھے رہ جائیں رسول خدا سے اور نہ یہ کہ رسول کی جان سے اپنی جان کو زیادہ چاہیں۔ [3]

اس لیے آپ سرایا میں لشکر اسلام کے ساتھ بدیں خیال تشریف نہ لے جایا کرتے تھے کہ اگر میں ہر فوج کے ہمراہ جاؤں تو مسلمانوں کی ایک جماعت پیچھے رہ جائے گی۔ کیونکہ میرے پاس اس قدر گھوڑے اونٹ نہیں کہ سب کو سوار کر کے ساتھ لے جاؤں اور نہ ان میں استطاعت ہے کہ سوار ہو کر میرے ساتھ چلیں۔ اس طرح پیچھے رہ جانے والے گنہگار اور ناخوش و شِکَسْتَہ دِل ہوں گے۔ [4]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا قول حضرت ابراہیم کی نسبت ''رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ.. الآیہ'' [5] اور حضرت

---

1. ......مشکوٰۃ بحوالہ مسلم، کتاب الامارۃ والقضاء۔......(مشكاة المصابيح، كتاب الامارة والقضاء، الفصل الاول، الحديث: ۳۶۸۹، ج ۲، ص ۷۔ علميه)
2. ......اسی آیت کے مضمون کی وجہ سے۔
3. ......ترجمۂ کنز الایمان: مدینے والوں اور ان کے گرد دیہات والوں کو لائق نہ تھا کہ رسول اللہ سے پیچھے بیٹھ رہیں اور نہ یہ کہ ان کی جان سے اپنی جان پیاری سمجھیں۔(پ ۱۱، التوبة: ۱۲۰)۔ علميه
4. ......صحیح مسلم، باب فضل الجہاد۔......(صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب فضل الجهاد...الخ، الحديث: ۱۸۷۶، ص ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ علميه)
5. ......ترجمۂ کنز الایمان: اے میرے رب بیشک بتوں نے بہت لوگ بہکا دیے۔(پ ۱۳، ابراهيم: ۳۶)۔ علميه

عیسیٰ کا قول " اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۱۱۸﴾ "[1] تلاوت فرمایا۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر یوں دعا کی: اَللّٰھُمَّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ (خدایا میری امت میری امت) اور رو پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل کو حکم دیا کہ محمد کے پاس جاؤ (حالانکہ تیرا پروردگار خوب جانتا ہے۔) ان سے رونے کا سبب دریافت کرو۔ حضرت جبرئیل نے حاضر خدمت ہو کر رونے کا سبب پوچھا۔ آپ نے بتا دیا (حالانکہ خدا کو خوب معلوم ہے۔) اللہ تعالیٰ نے حکم دیا: اے جبرئیل! محمد کے پاس جاؤ اور ان سے کہہ دو کہ ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں راضی کریں گے اور غمگین نہ کریں گے۔[2]

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا بیان ہے کہ جناب پیغمبر خدا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ جو مومن مر جائے اور مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کو خواہ کوئی ہوں ملنا چاہیے اور جو مومن قرض یا (محتاج) عیال چھوڑ جائے تو چاہیے کہ قرض خواہ یا عیال میرے پاس آئے کیونکہ میں اس کا ولی و مُتَکَفِّل[3] ہوں۔[4]

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تین رات نماز تراویح اپنے اصحاب کرام کو پڑھائی چوتھی رات صحابہ کرام بکثرت مسجد میں جمع ہوئے اور انتظار کرتے رہے مگر حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام تشریف نہ لائے۔ صبح کی نماز کے بعد آپ نے یوں تقریر فرمائی:[5]

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّهٗ لَمْ یَخْفَ عَلَیَّ مَكَانُكُمْ لٰكِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ تُفْرَضَ عَلَیْكُمْ فَتَعْجِزُوْا عَنْهَا.[6]

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بیشک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔ (پ۷، المائدة:۱۱۸)۔علمیه

2 ......صحیح مسلم، باب دعاء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم لامتہ وبکاءہ شفقۃ علیہم۔......(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب دعاء النبی لامته...الخ، الحدیث:۲۰۲، ص ۱۳۰۔علمیه)

3 ......کفالت کرنے والا۔

4 ......صحیح بخاری، کتاب فی الاستقراض، باب الصلوٰۃ علی من ترک دینا۔......(صحیح البخاری، کتاب فی الاستقراض...الخ، باب الصلاة علی من ترك دیناً، الحدیث:۲۳۹۹، ج۲، ص۱۰۸-۱۰۹۔علمیه)

5 ......صحیح بخاری، کتاب الجمعہ، باب من قال فی الخطبۃ بعد الثناء اما بعد۔

6 ......صحیح البخاری، کتاب الجمعة، باب من قال فی الخطبة بعد الثناء: اما بعد، الحدیث:۹۲۴، ج۱، ص۳۱۸۔علمیه

امابعد! تمہارا مسجد میں جمع ہونا مجھ پر پوشیدہ نہ تھا لیکن میں ڈر گیا کہ کہیں تم پر یہ نماز فرض نہ ہوجائے اور تم اس کے ادا کرنے سے عاجز آجاؤ۔

نماز تراویح کی طرح بعضے اور افعال کو آپ نے صرف اس ڈر سے ترک کردیا کہ کہیں امت پر فرض نہ ہوجائیں۔ ہر نماز کے لئے مسواک کا ترک کرنا، تاخیر عشاء کا ترک کرنا اور صوم وصال [1] سے منع فرمانا اسی قبیل سے ہیں۔

یہ آپ کی شفقت ہی کا باعث تھا کہ دین و دنیا میں امت کے لئے تخفیف و آسانی ہی مدنظر رہی۔ چنانچہ جب آپ کو دو اَمروں میں اختیار دیا جاتا تو آپ ان میں سے آسان کو اختیار فرماتے بشرطیکہ وہ آسان موجب گناہ نہ ہوتا اور اگر ایسا ہوتا تو آپ سب سے بڑھ کر اس سے دور رہنے والے تھے۔ [2]

شب معراج میں پہلے پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔ بارگاہ رب العزت سے واپس آتے ہوئے جب آپ آسمان ششم میں حضرت موسیٰ (عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیْهِ السَّلَام) کے پاس سے گزرے تو انہوں نے آپ سے دریافت کیا کہ کیا حکم ملا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہر روز پچاس نمازوں کا حکم ملا ہے۔ حضرت موسیٰ (عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیْهِ السَّلَام) نے عرض کیا کہ آپ کی امت ہر روز پچاس نمازیں نہ پڑھ سکے گی۔ آپ اپنی امت سے بوجھ ہلکا کرائیں۔ چنانچہ آپ درگاہ رب العزت میں بار بار حاضر ہوکر تخفیف کراتے رہے یہاں تک کہ پانچ رہ گئیں اور آپ اس پر راضی ہوگئے۔ [3] (صحیحین)

جب شب معراج میں حضور صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم مقام قاب قوسین میں پہنچے تو باری تعالیٰ کی طرف سے آپ پر یوں سلام پیش ہوا: ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ'' اے نبی! تم پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکتیں۔ اس کے جواب میں آپ نے عرض کیا: ''اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ'' سلام ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔

اس جواب میں حضور صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے عبادِ صالحین کو الگ ذکر کرکے گنہگارانِ اُمت کو غایت

---

1 ......پے درپے بغیر افطار کے روزے رکھنا۔

2 ......صحیح بخاری، باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم یسروا ولاتعسروا۔......(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب قول النبی: یسروا ولاتعسروا، الحدیث:٦١٢٦، ج٤، ص١٣٣۔علمیہ)

3 ......صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب المعراج، الحدیث:٣٨٨٧، ج٢، ص٥٨٦ وصحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الاسراء برسول اللّٰہ...الخ، الحدیث:١٦٢، ص٩٨۔٩٩ ملخصاً۔علمیہ

کرم سے سلام میں اپنے ساتھ شامل رکھا اور اسی واسطے صیغہ جمع (علینا) استعمال فرمایا۔

حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ میرا حال اور میری امت کا حال اس شخص کی مثل ہے جس نے آگ روشن کی پس ٹڈیاں اور پروانے اس میں گرنے لگے اور وہ ان کو آگ سے ہٹاتا تھا سو میں کمر سے پکڑ کر آگ سے بچانے والا ہوں اور تم میرے ہاتھ سے چھوٹتے ہو۔[1] (اور آگ میں گرنا چاہتے ہو۔)

قیامت کے دن لوگ بغرضِ شفاعت یکے بعد دیگرے اَنبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے پاس جائیں گے مگر وہ سب عذر پیش کریں گے۔ آخر کار حضور شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حمد وثناء کے بعد سجدے میں گر پڑیں گے۔ باری تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوگا کہ سر سجدے سے اٹھائیے، جو کچھ مانگیئے دیا جائے گا۔ شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ اس وقت آپ یوں عرض کریں گے: یَا رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ اے میرے پَروَرْدگار! میری امت میری امت۔[2] (صحیحین)

اب عالم برزخ میں ہر روز آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر اُمت کے اعمال پیش ہوتے ہیں۔ اچھے عملوں کو دیکھ کر آپ خدا کا شکر اور برے عملوں کو دیکھ کر مغفرت کی دعا کرتے ہیں جیسا کہ آگے آئے گا۔

امام کے پیچھے قراءت نہ کرنے کے متعلق قرآنی مدنی پھول

"وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۝۲۰۴" اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ جس وقت قرآنِ کریم پڑھا جائے خواہ نماز میں یا خارِج نماز، اس وقت سننا اور خاموش رہنا واجب ہے۔ جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم اس طرف ہیں کہ یہ آیت مقتدی کے سننے اور خاموش رہنے کے باب میں ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے آپ نے کچھ لوگوں کو سنا کہ وہ نماز میں امام کے ساتھ قرأت کرتے ہیں تو نماز سے فارغ ہو کر فرمایا: کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم اس آیت کے معنی سمجھو! لہٰذا ضروری ہے کہ امام کے پیچھے فاتحہ وغیرہ کچھ نہ پڑھے۔

(ماخوذ از: خزائن العرفان الاعراف تحت الآیت ۲۰۴)

---

1 ......صحیح مسلم، باب شفقۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم علیٰ امتہ۔......(صحیح مسلم، باب شفقتہ علی امتہ...الخ، الحدیث: ۲۲۸۵، ص۱۲۵۴۔علمیہ)

2 ......صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب کلام الرب عزوجل...الخ، الحدیث: ۷۵۱۰، ج۴، ص۵۷۷ ملخصاً وصحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ادنی اھل الجنۃ منزلۃ فیھا، الحدیث: ۱۹۳، ص۱۲۴۔

کافروں پر رحمت

پہلی اُمتوں میں نافرمانی پر عذاب الٰہی ہوتا تھا مگر حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے وجودِ باجود کی برکت سے کفار عذابِ دنیوی سے محفوظ رہے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ (انفال، ع ٤) اور خدا ان کو عذاب نہ کرے گا جب تک تو ان میں ہے۔[1]

بلکہ عذابِ استیصال کفار سے تا قیامت مرفوع ہے۔[2]

ایک دفعہ صحابہ کرام رِضْوانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کیا: یارسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ مشرکین پر بددعا کریں۔ آپ نے فرمایا: ''میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا میں تو صرف رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔''[3]

حضرت طُفیل بن عَمْرو دَوسی کو رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے قبیلہ دَوس میں دعوت اسلام کے لئے بھیجا تھا۔ انہوں نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر یوں عرض کیا: ''قبیلہ دَوس ہلاک ہوگیا کیونکہ انہوں نے نافرمانی کی اور اطاعت سے انکار کردیا، آپ ان پر بددعا کریں۔'' لوگوں کو گمان ہوا کہ آپ بددعا کرنے لگے ہیں مگر آپ نے یوں دعا فرمائی:[4] ''اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَّ ائْتِ بِهِمْ'' خدایا! قبیلہ دوس کو ہدایت دے اور ان کو مسلمان کر کے لا۔[5]

جب طائف سے محاصرہ اٹھالیا گیا تو صحابہ کرام نے عرض کیا: ''یارسول اللّٰہ! ہم کو قبیلہ ثقیف کے تیروں نے جلادیا آپ ان پر بددعا کریں۔ مگر آپ نے یوں دعا فرمائی:[6] اَللّٰهُمَّ اهْدِ ثَقِيْفًا خدایا! ثقیف کو ہدایت دے۔[7]

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور اللّٰہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔ (پ ۹، الانفال: ۳۳) علمیه

2 ......یعنی کافروں پر قیامت تک کبھی ایسا عذاب نہیں آئے گا جو ان کو بالکل نیست ونابود کردے۔ علمیه

3 ......مشکوٰۃ بحوالہ صحیح مسلم، باب فی اخلاقہ وشمائلہ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم۔......(مشکاة المصابیح، کتاب الفضائل والشمائل، باب فی اخلاقه وشمائله، الحدیث: ۵۸۱۲، ج۲، ص ۳۶۵۔ علمیه)

4 ......صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب قصۃ دوس۔

5 ......صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب قصة دوس...الخ، الحدیث: ۴۳۹۲، ج۳، ص۱۳۷۔ علمیه

6 ......مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی، باب مناقب قریش وذکر القبائل۔

7 ......مشکاة المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب قریش وذکر القبائل، الحدیث: ۵۹۹۵، ج۲، ص ۴۱۰۔ علمیه

''جنگ اُحد'' میں دانت مبارک شہید ہوگیا تھا اور چہرہ مبارک خون آلودہ تھا مگر زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے:
'' اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ '' خدایا! میری قوم کا یہ گناہ معاف کردے کیونکہ وہ نہیں جانتے۔[1]

جب قریش نے اَز رُوئے تَعَنُّت وعناد ایمان لانے سے انکار کردیا[2] تو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یوں دعا کی: ''یا اللّٰہ! ان حضرات پر یوسف (عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیْہِ السَّلَام) کے سات سالوں کی طرح سات سال قحط لا۔'' چنانچہ ایسا ہی ہوا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ قریش نے ہڈیاں اور مردار کھائے۔ اس حالت میں ابوسفیان نے حاضر خدمت ہو کر یوں عرض کیا: ''یا محمد! آپ کی قوم ہلاک ہوگئی۔ اللّٰہ سے دعا کیجئے کہ ان کی مصیبت دور ہوجائے۔'' پس حضور رحمۃ للعالمین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دعا فرمائی اور وہ مصیبت دور ہوگئی۔[3]

حضرت ثُمامہ بن اُثال یمامی کے ایمان لانے کا قصہ پہلے بیان ہوچکا ہے وہ اسلام لاکر آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اجازت سے عمرہ کے لئے مکہ میں آئے مشرکین میں سے کسی نے ان سے کہا کہ تم ہمارے دین سے بَرگشتہ ہوگئے۔ ثمامہ نے کہا کہ میں نے دین محمدی جو خیر الادیان ہے اختیار کرلیا ہے۔ ''خدا کی قسم! رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اجازت کے بغیر غلہ کا ایک دانہ تم تک نہ پہنچے گا۔''[4] مکہ میں غلہ یمامہ سے آیا کرتا تھا۔ جب یمامہ سے غلہ کی آمد بند ہوگئی تو قریش میں کال[5] پڑ گیا۔ انہوں نے تنگ آکر صلہ رحم کا واسطہ دے کر رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں لکھا۔ آپ نے حضرت ثمامہ کو لکھا کہ یہ بندش اٹھا دو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔[6]

---

1 ......المواھب اللدنیة مع شرح الزرقانی، غزوة اُحد، ج۲، ص۴۲۸-۴۲۹ والشفاء بتعریف حقوق المصطفی، الباب الثانی فی تکمیل محاسنه، فصل واما الحلم، الجزء الاول، ص۱۰۶-علمیه

2 ......یعنی اعتراضات اور ہٹ دھرمی کی بنا پر ایمان نہ لائے۔ علمیه

3 ......صحیح بخاری، تفسیر سورۂ دخان۔......(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورة الدخان، الحدیث:۴۸۲۲-۴۸۲۴، ج۳، ص۳۲۳ ملتقطاً-علمیه)

4 ......صحیح بخاری، باب وفد بنی حنیفہ۔......(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب وفد بنی حنیفة، الحدیث:۴۳۷۲، ج۳، ص۱۳۲-علمیه)

5 ......قحط۔

6 ......سیرت ابن ہشام، اسر ثمامہ بن آثال الحنفی واسلامہ۔......(السیرة النبویة لابن هشام، أسر ثمامة بن اثال الحنفی و اسلامه ...الخ، ص۵۷۰-علمیه)

حضرتِ اَسماء بنت ابی بکر رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنھا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عہد مبارک میں میری ماں میرے پاس آئی وہ مشرکہ تھی۔ میں نے حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے دریافت کیا کہ وہ کچھ مانگتی ہے کیا میں اس سے صلہ رحم کروں؟ حضور نے فرمایا:[1] نَعَمْ صِلِيْ اُمَّكِ. ہاں تو اپنی ماں سے صلہ رحم کر۔[2]

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا سلوک منافقین کے ساتھ قابل غور ہے۔ یہ لوگ سامنے تو چاپلوسی کیا کرتے تھے مگر پیٹھ پیچھے حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو اَذیت دیا کرتے تھے۔ باوُجود علم کے آپ ان کے ساتھ خُلْق سے پیش آتے۔ ان کے لئے استغفار فرماتے اور ان کے جنازے کی نماز پڑھا کرتے یہاں تک کہ اللّٰہ تعالیٰ نے منع فرمادیا۔

عورتوں پر شفقت ورحمت

اسلام سے پہلے یہ صِنْفِ نازک قَعرِ مَذلّت میں[3] گری ہوئی اور مردوں کے اِسْتِبْداد[4] کا تختۂ مشق بنی ہوئی تھی۔ عرب میں اِزدِوَاج کی[5] کوئی حد نہ تھی۔ چنانچہ حضرت غَیْلان ثَقَفِی ایمان لائے تو ان کے تحت میں دس عورتیں تھیں۔ جب کوئی شخص مرجاتا تو اس کا بیٹا اپنی سوتیلی ماں کو وِراثت میں پاتا۔ وہ خود اس سے شادی کرلیتا یا اپنے بھائی یا قریبی کو شادی کے لئے دے دیتا ورنہ نکاح ثانی سے منع کرتا۔ اسی طرح اور خرابیاں بھی تھیں جن کا ذکر پہلے آچکا ہے۔

ہندوستان میں کثرت اِزدِوَاج اور نیوگ[6] کو جائز سمجھا جاتا تھا۔ شوہر مرجاتا تو بیوہ نکاحِ ثانی نہ کرسکتی تھی بلکہ اسے دنیا میں زندہ رہنے کا کوئی حق نہ تھا وہ شوہر کی چِتا[7] میں زندہ جل کر بھسم ہوجاتی اور سَتی کا پَوِتر لقب[8] حاصل کرتی۔ طُرْفَہ یہ[9] کہ ایسا حکم صرف عورتوں ہی کے لئے تھا شوہر عورت کی چتا میں نہ جلتا۔

بعض ملکوں مثلاً تِبَّت میں کثرت اِزدِوَاج کا عکس پایا جاتا تھا اگر عورت ایک مرد سے شادی کرتی تو وہ اس مرد کے دوسرے بھائیوں کی بھی زوجہ سمجھی جاتی تھی۔ مجوسیوں کے ہاں بیٹی اور ماں سے بھی نکاح جائز سمجھا جاتا تھا۔

---

1 ...... بخاری، باب الہدیۃ للمشرکین۔

2 ......صحیح البخاری، کتاب الھبة وفضلھا...الخ، باب الھدیة للمشرکین، الحدیث: ٢٦٢٠، ج٢، ص١٨٢۔علمیه

3 ...... ذلت کے گڑھے میں۔
4 ......ظلم وستم۔
5 ......بیویاں رکھنے کی۔

6 ...... ہندو مذہب میں حصولِ اولاد کے لیے ایک خاص رسم۔
7 ......لکڑیوں کا ڈھیر جس میں ہندو مردہ جلاتے ہیں۔

8 ...... پاک لقب۔
9 ......تعجب کی بات ہے۔

مسیحی بَیاضِ تعلیم[1] میں عورت کی عزت واحترام کا کوئی پتہ نہیں چلتا خود حضرت مسیح عَلَیْہِ السَّلام اپنی والدہ ماجدہ کو اے عورت کہتے ہیں۔(یوحنا، باب ۱۹، آیہ ۲۶) اور ستم دیکھئے، شوہر عِنِّیْن[2] ہو، خَصِی[3] ہو، مَجْبُوب[4] ہو، مَجْنُون[5] ہو یا سزا یافتہ حَبسِ دَوَام[6] ہو۔ ان حالات میں انجیل مقدس نے عورت کی خلاصی کی کوئی صورت نہیں بتائی مگر یہ کہ زِنا جیسے کبیرہ گناہ کا اِرتکاب کرے۔(متی، باب ۵، آیہ ۳۲۔ باب ۱۹، آیہ ۹۔)

جزیرہ پاپوا (نیوگنی) کے قدیم باشندوں کے حالات جواب معلوم کیے گئے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ ''ان میں شوہر کو اپنی عورت پر پورا اختیار حاصل تھا وہ اپنے شوہر کا مال تھی کیونکہ خاوند اس کیلئے ایک رقم ادا کرتا تھا بعض حالات میں شوہر اس کو قتل کرسکتا تھا۔''[7]

دنیا کے کسی مذہب میں والدین یا شوہر کے ترکہ میں عورت کا کوئی حق نہ تھا اور اب تک بھی اسلام کے سوا کسی مذہب نے عورت کو ترکہ میں کسی کا حقدار نہیں ٹھہرایا۔

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تشریف آوری سے اس ذلیل ومظلوم گروہ کی وہ حق رسی ہوئی کہ دنیا کے کسی مذہب میں نہیں پائی جاتی۔ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے عورت کو عزت واحترام کے دربار میں مردوں کے برابر جگہ دی اور مذکورہ بالا مفاسد کا اِنسداد[8] فرمادیا۔

اسلام سے پہلے کثرتِ اِزدِواج کی کوئی حد نہ تھی جیسا کہ اوپر بیان ہوا اسلام نے اسے بصورتِ ضرورت چار تک محدود کردیا اور چار کو بھی شرطِ عدل پر مُعَلَّق رکھا۔ بصورتِ فقدانِ عدل صرف ایک پر مقصور کردیا۔ مرد عورت پر حاکم ہے اس لئے رَعِیَّت کا تَعَدُّد[9] ایک حد تک جائز رکھا گیا مگر حاکم کا تَعَدُّد[10] جائز نہیں ہوسکتا اس لئے ایک عورت کے مُتَعَدَّد شوہر نہیں ہوسکتے۔ قرآن مجید میں محرمات کی تفصیل موجود ہے جن میں ماں اور بیٹی داخل ہیں۔ خودکشی خواہ کسی طرح ہو منع ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

1 ......عیسائیوں کی تعلیمی کتب۔
2 ......نامرد۔
3 ......ہیجڑا۔
4 ......ذَکر کٹا ہوا۔
5 ......پاگل۔
6 ......عمر قید کی سزا پانے والا۔
7 ......نیلسن کی انسائیکلوپیڈیا، تحت لفظ Women۔
8 ......روک تھام۔
9 ......یعنی بیویوں کا ایک سے زائد ہونا
10 ......یعنی شوہر کا ایک سے زائد ہونا۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ (نساء، ع۵) اور نہ مار ڈالوا پنے آپ کو۔[1]

حسن معاشرت کی تاکید

باری تعالیٰ عَزَّ اِسْمُہٗ کا ارشاد ہے:

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ (نساء، ع۳) عورتوں کے ساتھ اچھے طریقے سے بودو باش رکھو۔[2]

اگر عورت سرکشی اختیار کرے تو مرد کو اسے قتل کرنے کا اختیار نہیں بلکہ پہلے اسے سمجھائے، نہ سمجھے تو گھر میں اس سے جدا سوئے، پھر آخر درجہ مارے بھی تو نہ ایسا کہ ضرب شدید پہنچے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ (نساء، ع۶) اور جن عورتوں کی سرکشی کا تم کو ڈر ہو تم ان کو نصیحت کرو اور خواب گاہ میں ان کو جدا کرو اور ان کو مارو۔[3]

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد ہے: ''خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِيْ'' (ترمذی ودارمی وابن ماجہ) تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے سب سے اچھا ہو۔ اور میں اپنے اہل کے لئے تم سب سے اچھا ہوں۔[4]

حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام مردوں کو عورتوں کی کج خُلقی[5] پر صبر کی وصیت یوں فرماتے ہیں: اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا فَاِنَّ الْمَرْاَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ وَّاِنَّ اَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ اَعْلَاهُ فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهٗ كَسَرْتَهٗ وَاِنْ تَرَكْتَهٗ لَمْ يَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ.[6] (بخاری، باب خلق آدم وذریتہ)

میں جو تمہیں عورتوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کی وصیت کرتا ہوں تم میری وصیت کو قبول کرو کیونکہ عورت اُستخوانِ

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور اپنی جانیں قتل نہ کرو۔ (پ۵، النساء: ۲۹) ۔علمیہ

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور ان سے اچھا برتاؤ کرو۔ (پ۴، النساء: ۱۹) ۔علمیہ

3 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ اور ان سے الگ سوؤ اور انہیں مارو۔ (پ۵، النساء: ۳۴) ۔علمیہ

4 ......سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، باب حسن المعاشرة النساء، الحديث: ۱۹۷۷، ج۲، ص۴۷۸ ۔علمیہ

5 ......بداخلاقی۔

6 ......صحيح البخاري، كتاب احاديث الانبياء، باب خلق آدم وذريته، الحديث: ۳۳۳۱، ج۲، ص۴۱۲ ۔علمیہ

پہلو[1] سے پیدا کی گئی ہے اور اُستخوانِ پہلو میں سب سے ٹیڑھی چیز اس کا حصہ بالائی ہے۔ اگر تم اس اُستخوان کو سیدھا کرنے لگو گے تو اسے توڑ دو گے اور اگر اسے چھوڑ دو گے تو وہ ٹیڑھی رہے گی پس تم عورتوں کے بارے میں میری وصیت کو قبول کرو۔

عورتوں پر آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شفقت اس قدر تھی کہ اگر آپ نماز کی حالت میں کسی بچہ کی آواز سنتے تو اس کی ماں کی مشقت کے خیال سے نماز میں تخفیف فرماتے۔[2] (بخاری، باب الایجاز فی الصلوۃ واکمالہا)

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ایک سیاہ فام غلام انجشہ نام تھے وہ اونٹوں کے آگے حُدی[3] پڑھا کرتے تھے۔ ایک دفعہ سفر میں اَزواجِ مُطَہَّرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ ساتھ تھیں اونٹ تیز چلنے لگے تو حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا: ''وَيْحَكَ يَا اَنْجَشَةُ رُوَيْدَكَ بِالْقَوَارِيْرِ'' (بخاری، کتاب الادب) انجشہ! دیکھنا شیشیوں کو آہستہ لے چل۔[4]

حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا مکہ میں حضرت زبیر بن العوام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے نکاح میں آئیں۔ حضرت زبیر کے پاس ایک گھوڑے اور ایک آب کش اونٹ[5] کے سوا کوئی مال ومملوک نہ تھا اس لئے حضرت اسماء گھر کے کام کے علاوہ گھوڑے کے لئے گھاس لاتیں اور اونٹ کو کھجور کی گٹھلیاں کوٹ کر کھلاتیں۔ چنانچہ آپ بیان فرماتی ہیں کہ میں اس زمین سے جو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے (ہجرت کے بعد اموالِ بنی نضیر میں سے) حضرت زبیر کو عطا فرمائی تھی اور جو میرے مکان سے دو میل کے فاصلے پر تھی کھجور کی گٹھلیاں اپنے سر پر لاد کر لایا کرتی تھی۔ ایک روز میں آرہی تھی اور گٹھلیاں میرے سر پر تھیں۔ اس حالت میں میری نظر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر پڑی۔ آپ کے ساتھ انصار کی ایک جماعت تھی۔ آپ نے مجھے آواز دی اور اونٹ کو بٹھا دیا تاکہ مجھے اپنے پیچھے سوار کر

---

1 ......(اُس۔تُ۔خان) پہلو کی ہڈی یعنی پسلی۔

2 ......صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب من اخف الصلاۃ عند بکاء الصبی، الحدیث: ۷۰۷، ج ۱، ص ۲۵۳۔علمیه

3 ......عرب شتر بانوں کا نغمہ۔

4 ......صحیح البخاری، کتاب الادب، الحدیث: ٦١٦١، ج ٤، ص ١٤٤۔علمیه

5 ......آب پاشی کے لیے پانی لے جانے والا اُونٹ۔

لیں۔ میں مردوں کے ساتھ چلنے سے شرما گئی۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آگے تشریف لے گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ایک خادمہ میرے پاس بھیج دی جو گھوڑے کی خدمت کیا کرتی تھی۔ اس طرح صدیق اکبر نے مجھ کو گویا غلامی سے آزاد کردیا۔ [1]

صحیح مسلم کی دوسری روایت میں حضرت اسماء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کا بیان ہے کہ ''میں حضرت زبیر کے ہاں گھر کا کام کیا کرتی تھی ان کا ایک گھوڑا تھا جس کی نگہبانی میرے ذمہ تھی۔ گھوڑے کی نگہبانی سے زیادہ سخت اور کوئی خدمت نہ تھی میں اس کے لئے گھاس لاتی، اس کی خدمت ونگہبانی کرتی۔'' کچھ عرصہ کے بعد آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس غلام آئے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک خادمہ حضرت اسماء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کو عطا فرمائی جو گھوڑے کی خدمت کیا کرتی تھی۔ [2] ہر دو روایت میں وجہ تطبیق یوں ہے کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے وہ باندی حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ہاں بھیج دی تاکہ وہ حضرت اسماء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کے پاس بھیج دیں۔

عورتوں کے حقوق

اسلام میں اَز رُوئے قرآن وحدیث عورتوں کے حقوق ثابت ہیں۔ چنانچہ باری تعالیٰ عَزَّ اِسْمُہٗ کا ارشاد ہے:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۪ وَلِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ (بقرہ، ع ٢٨)

اور عورتوں کا (مردوں پر) حق ہے جیسا کہ (مردوں کا) عورتوں پر ہے ساتھ انصاف کے اور مردوں کو ان پر درجہ (فوقیت) ہے۔ [3]

اس آیت سے ظاہر ہے کہ عورتوں کے مردوں پر حقوق ہیں جیسا کہ مردوں کے عورتوں پر ہیں۔ ازدواجی زندگی میں نِباہ نہ ہونے کی صورت میں اگر مرد کو طلاق کا حق ہے تو دوسری طرف عورت کو خُلَع کا اختیار دیا گیا ہے۔

---

1 ......صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الغیرۃ۔......(صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب الغیرۃ، الحدیث: ٥٢٢٤، ج٣، ص ٤٦٩ - ٤٧٠ ۔علمیہ)

2 ......صحیح مسلم، باب جواز ارداف المرأۃ الاجنبیۃ اذا اعیت فی الطریق۔......(صحیح مسلم، کتاب السلام، باب جواز ارداف المرأۃ الاجنبیۃ...الخ، الحدیث: ٢١٨٢، ص ١٢٠٠ ۔علمیہ)

3 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور عورتوں کا بھی حق ایسا ہی ہے جیسا ان پر ہے شرع کے موافق اور مردوں کو ان پر فضیلت ہے۔ (پ ٢، البقرۃ: ٢٢٨) ۔علمیہ

لِلرِّجَالِ نَصِیۡبٌ مِّمَّا تَرَکَ الۡوَالِدٰنِ وَالۡاَقۡرَبُوۡنَ ۪ وَلِلنِّسَآءِ نَصِیۡبٌ مِّمَّا تَرَکَ الۡوَالِدٰنِ وَالۡاَقۡرَبُوۡنَ مِمَّا قَلَّ مِنۡهُ اَوۡ کَثُرَ ؕ نَصِیۡبًا مَّفۡرُوۡضًا ﴿۷﴾ (نساء، ع ۱)

مردوں کے لئے حصہ ہے اس چیز سے کہ چھوڑ گئے ہیں ماں باپ اور قرابتی اور عورتوں کے لئے حصہ ہے اس چیز سے کہ چھوڑ گئے ہیں ماں باپ اور قرابتی تھوڑا ہو اس میں سے یا بہت ہو۔ حصہ ہے مقرر کیا ہوا۔[1]

اس آیت کی رُو سے عورتیں اپنے ماں باپ اور قرابتیوں کی وارث ہیں۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں یوں ارشاد فرمایا:[2] فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَآءِ فَاِنَّكُمْ اَخَذْتُمُوْهُنَّ بِاَمَانِ اللّٰهِ. پس عورتوں کے معاملہ میں تم خدا سے ڈرو کیونکہ تم نے ان کو عہدِ خدا کے ساتھ لیا ہے۔[3]

ایک روز عورتوں نے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت اَقدس میں عرض کیا کہ آپ کے ہاں مردوں کا ہر روز ہجوم رہتا ہے۔ آپ ہمارے واسطے ایک خاص دن مقرر فرمائیں۔ چنانچہ حضور عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے عورتوں کے لئے ایک دن خاص کر دیا وہ اس دن حاضر خدمت اقدس ہوتیں۔ آپ ان کو وعظ و نصیحت فرماتے۔[4]

۞...... حقوق النساء کی تفصیل کے لئے مُطَوَّلات[5] کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

یَتَامٰی و مَساکِیۡن و بَیۡوگان پر شفقت و رحمت

یتیموں اور غریبوں پر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بڑی شفقت تھی چنانچہ یتیم کی خبر گیری کرنے والے کا درجہ بتانے کے لئے آپ نے اپنی اُنگشت سَبَّابَہ و وُسۡطٰی[6] کے درمیان کچھ کشادگی رکھ کر فرمایا: ''میں اور یتیم کا مُتَکَفِّل خواہ یتیم اس کے رشتہ داروں میں سے ہو یا اجنبیوں میں سے ہو بہشت میں یوں ہوں گے۔''[7]

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: مردوں کے لئے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور قرابت والے اور عورتوں کے لئے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور قرابت والے ترکہ تھوڑا ہو یا بہت، حصہ ہے اندازہ باندھا ہوا۔(پ ٤، النساء: ٧)۔علمیه

2 ......مشکوٰۃ، باب قصۃ حجۃ الوداع۔

3 ......مشكاة المصابيح، كتاب المناسك، باب قصة حجة الوداع، الحديث: ٢٥٥٥، ج ١، ص ٤٧٦۔علميه

4 ......بخاری، کتاب العلم، باب ھل یجعل للنساء یوم علی حدۃ فی العلم۔......(صحيح البخاری، كتاب العلم، باب هل يجعل للنساء يوم على حدة في العلم، الحديث: ١٠١، ج ١، ص ٥٤۔علميه)

5 ......یعنی وہ کتب جن میں عورتوں کے حقوق تفصیل سے بیان کئے گئے ہوں۔

6 ......شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی۔

7 ......مشکوٰۃ بحوالہ صحیح بخاری، باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق۔......(مشكاة المصابيح، كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الحديث: ٤٩٥٢، ج ٢، ص ٢١٠۔علميه)

حضرت ابواُمامہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ جو شخص محض رضائے خدا کے لئے کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے اس کے لئے ہر بال کے مقابلہ میں جس پر اس کا ہاتھ پھرتا ہے نیکیاں ہیں۔ اور جو کسی یتیم لڑکے یا لڑکی کے ساتھ (جو اس کی کفالت میں ہو) نیکی کرتا ہے میں اور وہ بہشت میں ان دو انگلیوں (آپ نے سَبَّابہ و وُسطیٰ کو ملا کر اشارہ فرمایا) کی مانند ہوں گے۔[1]

ایک شخص نے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کیا کہ میرا دل سخت ہے اس کا علاج کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو۔[2]

حضرت اسماء بنت عُمَیْس (زوجہ حضرت جعفر طَیّار) بیان کرتی ہیں کہ جس دن حضرت جعفر (غزوۂ موتہ میں) شہید ہوئے۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میرے ہاں قدم رنجہ فرمایا۔ میں اس دن چالیس کھالوں کی دَباغت[3] کر چکی تھی اور آٹا پیس کر اپنے بچوں کو نہلا دھلا کر تیل مل چکی تھی کہ اتنے میں رسول اللہ تشریف لے آئے۔ فرمایا اَسماء! جعفر کے بچے کہاں ہیں؟ میں نے ان کو حاضر خدمت کیا۔ آپ نے ان کو سینہ سے لگا لیا پھر آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور آپ رو پڑے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم شاید آپ کو جعفر کی طرف سے کچھ خبر آئی ہے۔ فرمایا: ہاں وہ آج شہید ہو گئے۔ یہ سن کر میں چلانے لگی، عورتیں جمع ہو گئیں۔ فرمانے لگے: اَسماء! لَغو نہ بول اور سینہ نہ پیٹ۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت فاطمہ زہرا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے ہاں تشریف لے گئے۔ وہ بولیں: ہائے چچا! آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ جعفر جیسے پر عورتوں کو رونا چاہیے۔[4]

بیوگان و مساکین کی خبر گیری کا ثواب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یوں بیان فرمایا: ''بیوگان و مساکین پر خرچ کرنے والا راہ خدا (جہاد و حج) میں خرچ کرنے والے کی مانند ہے۔''[5]

1 ......مشکوٰۃ بحوالہ احمد و ترمذی، باب الشفقۃ۔ ......(مشكاة المصابيح، كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الحديث: ٤٩٧٤، ج٢، ص٢١٣۔علميه)

2 ......مشکوٰۃ بحوالہ احمد، باب الشفقۃ۔ ......(مشكاة المصابيح، كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الحديث: ٥٠٠١، ج٢، ص٢١٧۔علميه)

3 ......کچے چمڑے کو پکانا، صاف کرنا اور رنگنا

4 ......طبقات ابن سعد، جزء ثانی، ص ا۔ ......(الطبقات الكبرى لابن سعد، ٤٢٢٩۔اسماء بنت عميس، ج٨، ص ٢٢٠۔علميه)

5 ......مشکوٰۃ بحوالہ صحیحین، باب الشفقۃ۔ ......(مشكاة المصابيح، كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الحديث: ٤٩٥١، ج٢، ص ٢١٠۔علميه)

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یوں دعا کی: ''اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّ اَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّ احْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ'' خدایا! مجھے مسکین زندہ رکھ اور مجھے مسکین موت دے اور قیامت کے دن غریبوں کے گروہ میں میرا حشر کر۔ حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا نے عرض کیا: یارسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یہ کیوں؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ یہ دولت مندوں سے چالیس سال پہلے بہشت میں جائیں گے۔ اے عائشہ! (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا) کسی مسکین کو اپنے دروازے سے نامراد نہ پھیرنا گو نصف خرما[1] ہی کیوں نہ ہو۔ اے عائشہ! (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا) غریبوں سے محبت رکھ اور ان کو اپنے سے نزدیک کر خدا تجھے قیامت کے دن اپنے سے نزدیک کرے گا۔[2]

بچوں پر شفقت ورحمت

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بچوں پر نہایت شفقت فرماتے تھے۔ بچے آپ کی خدمت میں بغرض دعا و تَحْنِیْك[3] لائے جاتے تھے۔ ایک روز اُم قَیس بنت مُحْصن اپنے شیر خوار بچہ کو خدمت اَقدس میں لائی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس بچہ کو اپنی گود میں بیٹھا لیا اس نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا۔ آپ نے اس پر پانی بہا[4] دیا اور کچھ نہ کہا۔[5]

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بچوں کو چومتے اور پیار کرتے تھے۔ ایک روز آپ حضرت حَسَن بن علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کو چوم رہے تھے، اَقْرَع بن حابِس تَمِیْمی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس بیٹھے تھے، دیکھ کر کہنے لگے کہ میرے دس لڑکے ہیں، میں نے ان میں سے کسی کو نہیں چوما۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔''[6] ایک بدّو[7] رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس آکر کہنے

1 ......آدھی کھجور۔ 2 ......ترمذی، ابواب الزہد۔......(سنن الترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء ان فقراء المھاجرین...الخ، الحدیث:۲۳۵۹، ج۴، ص۱۵۷۔علمیه)

3 ......کوئی چیز مثلاً کھجور چبا کر اسے بچہ کے تالو میں لگا دینا تحنیک کہلاتا ہے۔ صحابہ کرام بغرض تحنیک اپنے بچوں کو بارگاہِ رسالت میں لاتے تا کہ سب سے پہلے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا لعاب مبارک ان کے شکم میں پہنچے۔

4 ......صحیح بخاری، کتاب الوضو، باب بول الصبیان۔

5 ......صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب بول الصبیان، الحدیث:۲۲۳، ج۱، ص۹۸۔علمیه

6 ......صحیح البخاری، کتاب الادب، باب رحمة الولد....الخ، الحدیث:۵۹۹۷، ج۴، ص۱۰۰۔علمیه 7 ......دیہاتی۔

لگا کہ تم بچوں کو چومتے ہو ہم نہیں چومتے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''جب اللّٰہ تمہارے دل سے رحمت نکال لے تو میں کیا کرسکتا ہوں۔''[1]

حضرت جابر بن سَمُرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پیچھے نماز ظہر پڑھی، نماز سے فارغ ہوکر آپ دولت خانہ کو تشریف لے گئے، میں آپ کے ساتھ ہولیا، راستے میں بچے ملے، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہر ایک کے رخساروں پر دست شفقت پھیرا اور میرے رخساروں پر بھی پھیرا، میں نے آپ کے دست مبارک کی ٹھنڈک یا خوشبو ایسی پائی کہ گویا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا ہاتھ مبارک عطار کے صندوقچہ میں سے نکالا تھا۔[2] جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا گزر بچوں پر ہوتا تو ان کو سلام کیا کرتے تھے۔[3]

حضرت عبد اللّٰہ بن جعفر بن ابی طالب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کا بیان ہے کہ جب رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کسی سفر سے تشریف لاتے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اہل بیت کے بچے خدمت شریف میں لائے جاتے۔ ایک دفعہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کسی سفر سے تشریف لائے تو پہلے مجھے خدمت شریف میں لے گئے، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے اپنے آگے سوار کرلیا پھر حضرت فاطمہ زہرا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہَا کے دولڑکوں میں سے ایک لائے گئے، آپ نے ان کو اپنے پیچھے سوار کرلیا اس طرح تینوں ایک سواری پر داخل مدینہ ہوئے۔[4]

فتح مکہ کے دن جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مکہ میں تشریف لائے تو حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی

---

1. ......صحیح بخاری، کتاب الادب، باب رحمۃ الولد وتقبیلہ۔......(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب رحمة الولد و تقبیله و معانقته، الحدیث: ٥٩٩٨، ج٤، ص ١٠٠۔ علمیه)
2. ......صحیح مسلم، طیب ریحہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہ وسلم۔......(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب طیب رائحة النبی...الخ، الحدیث: ٢٣٢٩، ص ١٢٧١۔ علمیه)
3. ......صحیح بخاری، کتاب الاستیذان، باب التسلیم علی الصبیان۔......(صحیح البخاری، کتاب الاستیذان، باب التسلیم علی الصبیان، الحدیث: ٦٢٤٧، ج٤، ص ١٧٠۔ علمیه)
4. ......مشکوٰۃ بحوالہ مسلم، باب آداب السفر۔......(مشکاة المصابیح، کتاب الجهاد، باب آداب السفر، الحدیث: ٣٩٠٠، ج٢، ص ٤١۔ علمیه)

عَنْہ کے صاحبزادوں قُثَم اور فَضْل کو اپنی سواری پر آگے پیچھے بٹھالیا۔[1]

حضرت ابورافع بن عمرو غفاری کے چچا بیان کرتے ہیں کہ میں لڑکپن میں انصار کے نخلستان میں جاتا اور درختوں پر ڈھیلے مارتا، مجھے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں لے گئے، آپ نے پوچھا: لڑکے! تو درختوں پر ڈھیلے کیوں مارتا ہے؟ میں نے کہا: کھجوریں کھانے کے لئے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ڈھیلے نہ مارا کرو کھجوریں جو نیچے گری ہوں کھالیا کرو۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میرے سر پر دست شفقت پھیرا اور یوں دعا فرمائی: ''خدایا! اس کا پیٹ بھر دے۔''[2]

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا بیان ہے کہ فصل کا کوئی پھل پکتا تو لوگ اسے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں لایا کرتے، آپ اس پر یہ دعا پڑھا کرتے: ''خدایا! ہمیں اپنے مدینہ میں اور اپنے پھل میں اور اپنے مُد میں اور اپنے صَاع[3] میں برکت دے۔'' اس دعا کے بعد بچے جو حاضر خدمت ہوا کرتے ان میں سے سب سے چھوٹے کو وہ پھل عنایت فرماتے۔[4]

حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ ایک عورت میرے پاس آئی اس کے ساتھ دو لڑکیاں تھیں، اس نے مجھ سے کچھ مانگا، اس وقت میرے پاس صرف ایک کھجور تھی میں نے وہی اسے دے دی، اس نے دونوں لڑکیوں میں تقسیم کر دی پھر وہ چلی گئی۔ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم گھر تشریف لائے تو میں نے یہ قصہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کر دیا، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''جس شخص کے ہاں لڑکیاں ہوں اور وہ ان کی پرورش اچھی طرح کرے تو وہ آتش دوزخ اور اس کے درمیان حائل ہو جائیں گی۔''[5]

---

1 ......صحیح بخاری، باب الثلثۃ علی الدابۃ۔......(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب حمل صاحب الدابة غیره بین یدیه، الحدیث: ٥٩٦٦، ج٤، ص ٩١۔علمیه)

2 ......ابوداوٗد، کتاب الجہاد، باب من قال انہ یأکل مما سقط۔......(سنن ابی داود، کتاب الجهاد، باب من قال: انه یاکل مما سقط، الحدیث: ٢٦٢٢، ج٣، ص ٥٥۔علمیه)

3 ......مُد اور صاع دو پیمانے ہیں۔

4 ......صحیح مسلم، باب فضل المدینہ۔......(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل المدینة...الخ، الحدیث: ١٣٧٣، ص ٧١٣۔علمیه)

5 ......صحیح بخاری، کتاب الادب، باب رحمۃ الولد وتقبیلہ۔......(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب رحمة الولد وتقبیله ومعانقته، الحدیث: ٥٩٩٥، ج٤، ص ٩٩۔علمیه)

ام خالد بنت خالد بن سعید بن عاص قُرَشِیَّہ اُمَوِیَّہ کے والدین ہجرت کر کے حبشہ میں چلے گئے تھے۔ یہ وہیں پیدا ہوئیں اور لڑکپن میں وہاں سے مدینہ آ گئیں۔ حضرت زُبیر بن العوام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ساتھ بیاہی گئیں جن سے ایک لڑکا خالد نام پیدا ہوا، اس سبب سے ان کی کنیت اُم خالد ہوئی۔ ان کا بیان ہے کہ ایک روز میں اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئی، زرد رنگ کا کرتہ میرے بدن پر تھا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دیکھ کر فرمایا: سَنَہ سَنَہ۔ [1] (حبشی زبان میں حسنہ کو کہتے ہیں) میں خاتم نبوت سے کھیلنے لگی، میرے باپ نے مجھے جھڑک دیا، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: کھیلنے دو۔ پھر تین بار فرمایا: تو اس کو پہن کر پرانا کرے۔ [2]

ام خالد ہی بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس کپڑے آئے ان میں ایک سیاہ چادر تھی جس میں دونوں طرف آنچل تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حاضرین سے پوچھا کہ یہ چادر کس کو اوڑھاؤں؟ کسی نے جواب نہ دیا۔ آپ نے فرمایا: ام خالد کو لاؤ۔ مجھے لے گئے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے دست مبارک سے وہ چادر مجھے اوڑھائی اور دو دفعہ فرمایا: ''تو اسے پہن کر پرانی کرے۔'' آپ چادر کی بُوٹیاں دیکھ رہے تھے اور ہاتھ مبارک سے میری طرف اشارہ کر کے فرماتے تھے: ''ام خالد! یہ سَنَہ ہے۔ ام خالد! یہ سَنَہ ہے۔'' سَنَہ حبشی زبان میں حَسَن (اچھے) کو کہتے ہیں۔ [3]

غزوات میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ہدایت تھی کہ بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کو قتل نہ کرنا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وجود باجود لڑکیوں کے لئے خصوصیت سے رحمت تھا زمانہ جاہلیت میں بعضے عرب اَفلاس کے ڈر سے لڑکیوں کو زندہ دَرگور کر دیتے تھے چنانچہ ایک شخص حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی خدمت میں حاضر ہو کر

---

1 ......اچھا ہے۔

2 ......صحیح بخاری، کتاب الادب، باب من ترک صبیۃ غیرہ حتی تلعب بہ۔......(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب من ترك صبية غيره...الخ، الحديث: ۵۹۹۳، ج ٤، ص ۹۹۔ علميه)

3 ......صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب مایدعی لمن لبس ثوباً جدیداً۔......(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب مايدعى لمن لبس ثوباً جيداً، الحديث: ۵۸٤۵، ج ٤، ص ٦٣۔ علميه)

کہنے لگا کہ ہم اہلِ جاہلیت وبت پرست تھے اپنی اولاد کو مار ڈالتے تھے۔ میرے ہاں ایک لڑکی تھی میں نے اسے بلایا وہ خوشی خوشی میرے پیچھے ہولی جب میں نزدیک ہی اپنے اہل کے ایک کنوئیں پر پہنچا تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کنوئیں میں گرادیا وہ ابا ابا کہتی تھی۔ یہ سن کر رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے آپ نے فرمایا کہ یہ قصہ مجھے پھر سناؤ۔ اس شخص نے دہرایا تو آپ اتنا روئے کہ آنسوؤں سے ڈاڑھی مبارک تر ہوگئی۔ [1]

عرب کی طرح ہند میں بھی دُختر کُشی [2] پائی جاتی تھی۔ رُوْمَۃُ الْکُبْرٰی [3] میں بچہ کُشی کی رسم [4] زمانہ قدیم سے جاری تھی۔ چنانچہ ایڈورڈ گبن صاحب اپنی تاریخ میں یوں رقمطراز ہے:

''اپنے نئے پیدا ہوئے بچوں کے باہر پھینک آنے یا قتل کرنے کی خوفناک رسم جس سے قُدَماء خوب آشنا تھے رُوْمَۃُ الْکُبْرٰی کے صوبہ جات بالخصوص اِطالیہ میں روز بروز کثیر الوقوع ہوتی جاتی تھی۔ اس کا باعث اَفلاس تھا اور اَفلاس کے بڑے اَسباب ٹیکسوں کا ناقابل برداشت بوجھ اور مفلسِ مَدیونوں [5] کے خلاف محکمۂ مَال کے اَفسروں کے تکلیف دہ اور بے درد [6] مقدمات تھے۔ نوع انسان کے کم مالدار یا کم محنت کش حصہ نے عیال میں اضافہ کی خوشی منانے کی بجائے شفقت پدری کا مُقْتَضا یہ سمجھا تھا کہ اپنے بچوں کو ایسی زندگی کی آنے والی تکلیفوں سے چھڑا دیا جائے جسے وہ خود نباہنے کے قابل نہ تھے۔ قُسْطَنْطِیْن (متوفی ۲۲ مئی ۳۳۷ء) کی مُرَوّت شاید مایوسی کے بعض تازہ غیر معمولی واقعات سے حرکت میں آئی کہ اس نے پہلے اطالیہ پھر افریقہ کے تمام شہروں کی طرف ایک فرمان بھیجا جس میں یہ ہدایت تھی کہ والدین اپنے ایسے بچے مجسٹریٹوں کی عدالتوں میں پیش کیا کریں جن کو ان کا افلاس تعلیم دلانے کی اجازت نہیں دیتا ان کو فوری وکافی امداد دی جائیگی۔ لیکن یہ وعدہ ایسا فیاضانہ اور یہ بندوبست ایسا بے سروپا تھا کہ اس پر کوئی عام یا دائمی فائدہ مترتب نہ ہوا۔ یہ قانون اگرچہ کسی قدر قابل تحسین تھا مگر افلاس عامہ کو کم کرنے کی بجائے یہ افلاس کے اظہار کا ذریعہ بنا۔'' [7]

یہ رسم بد جس کا اِنْسِداد [8] کسی دنیوی قوت سے نہ ہو سکا آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی برکت سے

---

1 ......مسند دارمی، صفحہ اول۔......سنن الدارمی، باب ما کان علیه الناس قبل مبعث النبی...الخ، الحدیث:۲، ج۱، ص۱۴۔ علمیه

2 ......بیٹی کو قتل کرنا۔ 3 ......یہ روم کا دار الحکومت تھا۔ 4 ......بچے کو قتل کرڈالنے کی رسم۔

5 ......مقروضوں۔ 6 ......بے رحم۔

7 ......تنزل وزوال رومۃ الکبری، جلد اول، باب ۱۴۔ 8 ......روک تھام

عرب بلکہ آہستہ آہستہ تمام دنیا سے اٹھ گئی۔ ارشاد باری تعالیٰ عَزَّاِسْمُہٗ یوں ہوا:

وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِیَّاهُمْ ۚ (انعام، ع ۱۹)

اور تم اپنے بچوں کو مفلسی کے ڈر سے ہلاک نہ کرو ہم تم کو اور ان کو رزق دیتے ہیں۔ (1)

وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُىٕلَتْ ۪ۙ(۸) بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۚ(۹) (تکویر)

اور جب زندہ درگور لڑکی پوچھی جائے گی کہ تو کس گناہ کے بدلے ہلاک کی گئی۔ (2)

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمادیا: اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَیْکُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّھَاتِ وَ وَأْدَ الْبَنَاتِ. (مشکوٰۃ، باب البر والصلۃ) اللہ نے تم پر حرام فرمادیا ماؤں کی نافرمانی اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا۔

عورتیں جن چیزوں پر آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بیعت کیا کرتی تھیں ان میں سے ایک یہ تھی:

وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ (ممتحنہ، ع ۲)

وہ اپنے بچوں کو ہلاک نہ کیا کریں گی۔ (3)

غلاموں پر شفقت و رحمت

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے غلاموں کے آزاد کرنے کو موجب نجات فرمایا ہے چنانچہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد ہے: ''جو کوئی کسی مسلمان غلام کو آزاد کرتا ہے اس غلام کے ہر عضو کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ اس کا ایک عضو دوزخ کی آگ سے آزاد کرتا ہے۔'' (4) علاوہ ازیں کفارات میں جابجا غلام آزاد کرنا واجب رکھا گیا ہے۔

اسلام میں غلاموں کے حقوق کا خاص لحاظ ہے چنانچہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: تمہارے غلاموں میں جو تمہارے موافق ہو اسے کھلاؤ اس میں سے جو تم کھاتے ہو اور پہناؤ اس میں سے جو تم پہنتے ہو اور

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور اپنی اولاد قتل نہ کرو مفلسی کے باعث، ہم تمہیں اور انہیں سب کو رزق دیں گے۔ (پ ۸، الانعام: ۱۵۱)۔علمیہ

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور جب زندہ دبائی ہوئی سے پوچھا جائے کس خطا پر ماری گئی۔ (پ ۳۰، التکویر: ۸۔۹)۔علمیہ

3 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی۔ (پ ۲۸، الممتحنۃ: ۱۲)۔علمیہ

4 ......مشکوۃ، کتاب العتق۔......(مشکاۃ المصابیح، کتاب العتق، الفصل الاول، الحدیث: ۳۳۸۲، ج ۱، ص ۶۲۱۔علمیہ)

ان میں سے جو تمہارے موافق نہ ہو اسے بیچ دو اور خَلْقِ خدا کو عذاب نہ دو۔[1]

حضرت ابو مسعود انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے غلام کو مار رہا تھا کہ میں نے اپنے پیچھے سے یہ آواز سنی: ''ابو مسعود! جان لو کہ تم کو جس قدر اس غلام پر اختیار ہے اس سے زیادہ خدا کو تم پر اختیار ہے۔'' میں نے مڑ کر جو دیکھا تو رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تھے میں نے عرض کیا: یارسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں نے اس کو رضائے خدا کے لئے آزاد کر دیا۔ آپ نے فرمایا: ''دیکھو! اگر تم ایسا نہ کرتے تو دوزخ کی آگ تم کو جلاتی۔''[2]

حضرت ابوذر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک عجمی غلام کو برا بھلا کہا اس نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے شکایت کردی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''ابوذر! تم میں جاہلیت ہے، وہ تمہارے بھائی ہیں، خدا نے تم کو ان پر فضیلت دی ہے، ان میں سے جو تمہارے موافق نہ ہو اسے بیچ دو، اور خلق خدا کو عذاب نہ دو۔''[3]

حضرت عبد اللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے دریافت کیا: ''یارسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہم خادم کو کتنی بار معاف کر دیا کریں۔'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خاموش رہے۔ اس نے دوسری بار دریافت کیا پھر بھی آپ خاموش رہے تیسری بار دریافت کرنے پر فرمایا کہ ہر روز ستر بار معاف کر دیا کرو۔[4]

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اپنے غلام کے منہ پر تھپڑ مارے اس کا کفارہ

---

1 ......مشکوٰۃ بحوالہ احمد وابوداؤد، باب النفقات وحق المملوک۔......(مشكاة المصابيح، كتاب النكاح، باب النفقات و حق المملوك، الحديث: ٣٣٦٩، ج٢، ص٦١٧ـ علميه)

2 ......مشکوٰۃ بحوالہ مسلم، باب النفقات وحق المملوک۔......(مشكاة المصابيح، كتاب النكاح، باب النفقات و حق المملوك، الحديث: ٣٣٥٣، ج١، ص٦١٦ـ علميه)

3 ......دیکھو ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی حق المملوک۔......(سنن ابی داود، كتاب الادب، باب فی حق المملوك، الحديث: ٥١٥٧، ج٤، ص٤٣٧ـ علميه)

4 ......دیکھو ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی حق المملوک۔......(سنن ابی داود، كتاب الادب، باب فی حق المملوك، الحديث: ٥١٦٤، ج٤، ص٤٣٩ـ علميه)

یہ ہے کہ اسے آزاد کردے۔حضرت سُوَیْد بن مُقَرِّن بیان کرتے ہیں کہ ہم سات بھائی تھے، ہمارے ہاں صرف ایک خادمہ تھی، ہم میں سے ایک نے اس کے منہ پر تھپڑ مارا، رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس سے کہا کہ خادمہ کو آزاد کردو! انہوں نے کہا کہ ہمارے ہاں صرف یہی ایک خادمہ ہے۔آپ نے فرمایا کہ وہ خدمت کرتی رہے یہاں تک کہ بے نیاز ہو جائیں جب ضرورت نہ رہے تو اسے آزاد کردیں۔[1]

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو غلاموں کی بہبودی کا اس قدر خیال تھا کہ جب وفات شریف کا وقت عین قریب آپہنچا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یوں وصیت فرمارہے تھے: اَلصَّلٰوۃُ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ. نماز اور غلام۔[2]

چوپایوں پر شفقت ورحمت

انسان تو درکنار چوپایوں پر بھی آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شفقت تھی ایک روز آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں ایک اونٹ ہے جب اس اونٹ نے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھا تو رو پڑا اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔آپ اس کے پاس آئے اور اس کے پس گوش پر ہاتھ پھیرا وہ چپ ہو گیا آپ نے دریافت فرمایا کہ اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ ایک انصاری نے عرض کیا کہ یہ اونٹ میرا ہے۔آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کیا تو اس چوپائے کے بارے میں جس کا اللّٰہ نے تجھ کو مالک بنایا ہے خدا سے نہیں ڈرتا! اس نے میرے پاس شکایت کی ہے کہ تو اسے بھوکا رکھتا ہے اور کثرت سے تکلیف دیتا ہے۔[3]

---

1 ......تیسیر الوصول الی جامع الاصول بحوالہ ابوداوٗد۔......(سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی حق المملوك، الحدیث:٥١٦٧، ج٤، ص٤٤٠۔علمیه)

2 ......سنن ابن ماجه، کتاب الوصایا، باب هل اوصی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآله وسلم، الحدیث:٢٦٩٧، ج٣، ص٣٠٢۔علمیه

3 ......تیسیر الوصول الی جامع الاصول بحوالہ ابوداوٗد۔......(سنن ابی داود، کتاب الجهاد، باب ما یؤمر به من القیام...الخ، الحدیث: ٢٥٤٩، ج٣، ص٣٢۔علمیه)

ایک روز رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا گزر ایک اونٹ پر ہوا جس کی پیٹھ (بھوک اور پیاس کے سبب سے) پیٹ سے لگی ہوئی تھی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''ان بے زبان چوپایوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو تم ان پر سوار ہو درآنحالیکہ لائق (سواری کے) ہوں اور ان کو چھوڑ و درآنحالیکہ لائق (پھر سوار ہونے کے) ہوں۔''[1]

ایک دفعہ ایک گدھے پر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا گزر ہوا جس کے چہرے پر داغ دیا ہوا تھا آپ نے فرمایا: ''لعنت کرے اللہ اس شخص کو جس نے اسے داغ دیا ہے۔''[2]

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''تم اپنے چوپایوں کی پیٹھوں کو منبر نہ بناؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو تمہارے تابع کیا ہے تاکہ وہ تم کو ایسے شہروں میں پہنچا دیں جہاں تم بغیر مشقت جان نہ پہنچتے اور تمہارے واسطے زمین بنائی پس اس پر اپنی حاجتیں پوری کرو۔''[3]

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آدابِ سفر میں فرمایا ہے کہ جب فراخ سالی ہو اور گھاس بکثرت ہو تو تم سفر میں دن کو کسی وقت اُونٹوں کو چھوڑ دیا کرو تاکہ وہ چر لیں اور جب قحط سالی ہو تو ان کو تیز چلاؤ تاکہ وہ اچھی حالت

---

1 ......مشکوۃ بحوالہ ابوداؤد، باب النفقات وحق المملوک۔
(مشکاۃ المصابیح، کتاب النکاح، باب النفقات وحق المملوك، الحدیث: ۳۳۷۰، ج۲، ص۶۱۸۔علمیہ)
حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ مرآۃ میں فرماتے ہیں: ''یعنی جو جانور سواری کے لائق ہو اس پر سوار ہو، بیمار اور کمزور، چھوٹے بچے پر سواری نہ کرو نہ بوجھ لادو۔'' اور '' ان کو چھوڑ دو '' کے تحت فرماتے ہیں: ''اس جملہ کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ جانور کو بالکل تھکا کر نہ چھوڑ و بلکہ ابھی اس میں قوت ہو کہ اسے کھول دو کہ وہ دانہ پانی کھا پی لیں اس سے جانور کی تندرستی اور قوت خراب نہ ہوگی، دوسرے یہ کہ جانور کو بوڑھا ناکارہ کر کے محنت سے آزاد نہ کرو بلکہ ابھی اس میں کچھ طاقت ہو کہ اس سے کام لینا موقوف کر دو۔'' (مرآۃ المناجیح، نفقات کا بیان، ج۵، ص۱۷۱)۔علمیہ

2 ......مشکوۃ بحوالہ مسلم، کتاب الصید والذبائح۔......(مشکاۃ المصابیح، کتاب الصید والذبائح، الفصل الاول، الحدیث: ۴۰۷۸، ج۲، ص۷۵۔علمیہ)

3 ......مشکوۃ بحوالہ ابوداؤد، باب آداب السفر۔......(مشکاۃ المصابیح، کتاب الجہاد، باب آداب السفر، الحدیث: ۳۹۱۶، ج۲، ص۴۳۔علمیہ)

میں منزل مقصود پر پہنچ جائیں۔ایسا نہ ہو کہ بصورت تاخیر وہ بھوک کے مارے کمزور ہو کر راستے ہی میں رہ جائیں اور جب تم آخر شب میں کسی جگہ اترو تو راستہ چھوڑ کر ڈیرہ ڈالو کیونکہ رات کے وقت چوپائے اور حشرات الارض راستوں میں پھرا کرتے ہیں۔[1] اور کھانے کی گری پڑی چیزیں اور ہڈیاں وغیرہ جو راستے میں ہوں کھایا کرتے ہیں۔[2]

حضرت ابو واقد لَیثی روایت کرتے ہیں کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مدینہ میں تشریف لائے اور لوگ اونٹوں کی کوہان اور بھیڑ بکری کی سرین کا گوشت (کھانے کے لئے) کاٹ لیا کرتے تھے۔آپ نے فرمایا کہ جو گوشت کسی زندہ چوپائے سے کاٹا جائے وہ مردار ہے کھانا نہ چاہیے۔[3]

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا روایت کرتے ہیں کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ایک عورت ایک بلی کے سبب سے دوزخ میں گئی جسے اس نے باندھ رکھا اور کھانا نہ کھلایا اور نہ چھوڑا تاکہ حشراتُ الارض کو کھاتی۔[4]

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا بیان ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص راستے میں چل رہا تھا اسے سخت پیاس لگی ایک کنواں نظر پڑا تو اس میں اتر کر اس نے پانی پیا پھر نکل آیا ناگاہ اس نے ایک کتا دیکھا جو پیاس کے مارے زبان نکالے ہوئے تھا اور مٹی کھا رہا تھا اس شخص نے سوچا کہ اس کتے کو پیاس سے ویسی ہی تکلیف ہے جیسی مجھے تھی اس لئے وہ کنوئیں میں اترا اور اپنا موزہ پانی سے بھرا پھر اسے اپنے منہ سے پکڑا یہاں تک کہ اوپر چڑھ آیا اور کتے کو پانی پلایا خدا نے اس کی قدر دانی کی اور اسے بخش دیا۔صحابہ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کیا: یارسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کیا چوپایوں میں ہمارے واسطے کچھ اَجر ہے؟ آپ صَلَّی

---

1 ......صحیح مسلم، باب مراعات مصلحۃ الدواب فی السیر۔

2 ......صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب مراعاۃ مصلحۃ الدواب فی السیر...الخ، الحدیث: ۱۹۲٦، ص ۱۰٦۳۔علمیہ

3 ......مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی وابوداؤد، کتاب الصید والذبائح۔......(مشکاۃ المصابیح، کتاب الصید والذبائح، الفصل الثانی، الحدیث: ٤۰۹۵، ج۲، ص۷۷۔علمیہ)

4 ......تیسیر الوصول بحوالہ بخاری ومسلم۔......(صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب خمس من الدواب فواسق...الخ، الحدیث: ۳۳۱۸، ج۲، ص٤۰۸۔علمیہ)

اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ہر ذی رُوح میں اجر ہے۔[1]

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شفقت عامہ کا مقتضاء تھا کہ آپ نے چوپایوں کو باہم لڑانے[2] کسی جانور کو نشانہ بنانے[3] کسی چوپائے یا جانور کو ہلاک کرنے کے لئے حَبۡس[4] کرنے[5] اور حیوان کو مُثلہ[6] بنانے سے منع فرمادیا۔

پرندوں اور حشرات الارض پر شفقت و رحمت

حضرت عبدالرحمٰن کے والد عبداللّٰہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ تھے۔آپ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے ہم نے ایک پرندہ (زورک)[7] کو دیکھا جس کے ساتھ اس کے دو بچے تھے ہم نے دونوں بچوں کو پکڑ لیا زورک آئی اور اُترنے کے لئے بازو پھیلانے لگی اتنے میں نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف لے آئے اور آپ نے فرمایا: ''اس کے بچوں کو پکڑ کر اسے کس نے دکھ دیا ہے اس کے بچے اسے واپس دے دو۔'' پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک چیونٹیوں کا گھر دیکھا جسے ہم نے جلا دیا تھا۔آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پوچھا کہ اسے کس نے جلایا ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ ہم نے جلایا ہے۔اس پر آپ صَلَّی

---

1 ......تیسیر الوصول بحوالہ مالک و بخاری و مسلم وابوداوٗد۔......(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب رحمۃ الناس والبھائم، الحدیث: ۶۰۰۹، ج۴، ص۱۰۳ وصحیح البخاری، کتاب المساقاۃ، باب فضل سقی الماء، الحدیث: ۲۳۶۳، ج۲، ص۹۸۔علمیہ)

2 ......مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی وابوداوٗد، باب ذکر الکلب۔......(مشکاۃ المصابیح، کتاب الصید والذبائح، باب ذکر الکلب، الحدیث: ۴۱۰۳، ج۲، ص۷۹۔علمیہ)

3 ......مشکوٰۃ بحوالہ بخاری و مسلم، کتاب الصید والذبائح۔......(مشکاۃ المصابیح، کتاب الصید والذبائح، الفصل الاول، الحدیث: ۴۰۷۵، ج۲، ص۷۵۔علمیہ)

4 ......قید کرنے۔

5 ......مشکوٰۃ بحوالہ صحیحین، کتاب الصید والذبائح۔......(مشکاۃ المصابیح، کتاب الصید والذبائح، الفصل الاول، الحدیث: ۴۰۷۴، ج۲، ص۷۵۔علمیہ)

6 ......مرقات بحوالہ احمد و شیخین ونسائی، کتاب الصید والذبائح۔......(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الصید والذبائح، الفصل الاول، تحت الحدیث: ۴۰۷۵، ج۷، ص۶۸۱۔علمیہ)

7 ......چڑیا کی مثل ایک پرندہ۔

اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ''جائز نہیں کہ خدا کے سوا کوئی کسی کو آگ کا عذاب دے۔''(1)

ایک روز حضرت عثمان بن حبّان نے ایک پسو پکڑ کر آگ میں ڈال دیا۔ اس پر حضرت اُم درداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے کہا: میں نے ابوالدرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے سنا ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''آگ کے مالک (خدا) کے سوا کوئی کسی کو آگ کا عذاب نہ دے۔''(2)

عامر تیر انداز سے روایت ہے کہ ہم نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں تھے، ناگاہ ایک شخص آیا جس پر کمبل تھا اور اس کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جس پر اس نے کمبل لپیٹا ہوا تھا، اس نے عرض کیا: یارسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم درختوں کے جنگل میں میرا گزر ہوا میں نے اس میں ایک پرندے کے بچوں کی آوازیں سنیں میں نے ان کو پکڑ لیا اور اپنے کمبل میں رکھ لیا ان کی ماں آئی اور میرے سر پر منڈلانے لگی میں نے کمبل کو بچوں پر سے دور کر دیا وہ ان پر گر پڑی میں نے ان سب کو اپنے کمبل میں لپیٹ لیا اور وہ یہ میرے پاس ہیں۔ آپ نے فرمایا: ان کو رکھ دے۔ میں نے ان کو رکھ دیا مگر ان کی ماں نے ان کا ساتھ چھوڑنے سے انکار کیا۔ آپ نے فرمایا: کیا تم بچوں پر ماں کے رحم کرنے پر تعجب کرتے ہو۔ اس ذات کی قسم! جس نے مجھے حق دے کر بھیجا ہے، تحقیق اللّٰہ اپنے بندوں پر ان بچوں کی ماں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے تو ان کو واپس لے جا اور ان کو ماں سمیت وہیں رکھ دے جہاں سے انہیں پکڑا ہے۔ پس وہ ان کو واپس لے گیا۔(3)

نباتات و جمادات پر رحمت

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رحمت سے جمادات و نباتات کو بھی حصہ ملا ہے۔ آپ کی بعثت سے

---

1 ......مشکوٰۃ بحوالہ ابوداؤد، باب قتل اہل الردۃ۔......(مشکاۃ المصابیح، کتاب الدیات، باب قتل اھل الردۃ...الخ، الحدیث:٣٥٤٢، ج١، ص٦٤٨۔علمیہ)

2 ......مرقات بحوالہ مسند بزار، جزء رابع ص٢٣٦۔......(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الجھاد، باب القتال فی الجھاد، تحت الحدیث: ٣٩٥٣، ج٧، ص٤٩٨۔علمیہ)

3 ......مشکوٰۃ بحوالہ ابوداؤد۔ ...... (مشکاۃ المصابیح، کتاب الدعوات، باب سعۃ رحمۃ اللّٰہ، الحدیث: ٢٣٧٧، ج١، ص٤٤٣۔علمیہ)

زمین شرک وکفر کی نجاست سے پاک ہوئی اور نورِ ایمان چاروں طرف پھیل گیا۔ مسجدیں تعمیر ہونے لگیں، اور اذان میں اللہ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نام پکارا جانے لگا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تَوَلُّد ہونے کے بعد آسمان پر شیاطین کا جانا بند ہوگیا۔

جب اِمساک باراں [1] ہوتا تو لوگ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وسیلہ پکڑ کر دعا کیا کرتے اور وہ مستجاب ہوجاتی یا حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خود دعا فرمایا کرتے اور بارانِ رحمت نازل ہوتا جس سے مردہ زمین پھر زندہ ہوجاتی اور نباتات اُگتے۔

غرض آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رحمت سے دونوں عالم کو حصہ پہنچا ہے۔ انسان کے علاوہ جنات بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دعوت سے دولت ایمان سے مشرف ہوئے، فرشتے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر درود بھیجنے کے سبب سے مُؤرِدِ رحمت الٰہی بنے رہتے ہیں کیونکہ حدیث مسلم میں ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''جو کوئی مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس بار درود بھیجتا ہے۔'' [2]

تواضع وحسن معاشرت

باوجود عُلُوِّ مرتبت کے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سب سے بڑھ کر مُتَواضِع تھے۔ آپ کی تواضُع کا یہ عالم تھا کہ بارگاہ الٰہی سے ایک فرشتے نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا پروردگار ارشاد فرماتا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو پیغمبری کے ساتھ بندگی وفقر اختیار کریں اور اگر چاہیں تو نبوت کے ساتھ بادشاہت اور امیری لے لیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پیغمبری کے ساتھ بندگی کو پسند فرمایا۔ اس کے بعد حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تکیہ لگا کر کھانا نہ کھاتے اور فرماتے: ''میں کھانا کھاتا ہوں جیسے بندہ کھایا کرتا ہے اور بیٹھتا ہوں جیسے بندہ بیٹھا کرتا ہے۔'' [3]

---

1 ......خشک سالی۔

2 ......صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ علی النبی بعد التشہد، الحدیث: ٤٠٨، ص٢١٦۔ علمیہ

3 ......مشکوٰۃ بحوالہ شرح السنۃ، باب فی اخلاقہ وشمائلہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم۔......(مشکاۃ المصابیح، کتاب الفضائل والشمائل، باب فی اخلاقہ وشمائلہ، الحدیث: ٥٨٣٦، ج٢، ص٣٦٨۔ علمیہ)

حضرت ابواُمامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ کا بیان ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عصا پر ٹیک لگائے نکلے ہم آپ کے لئے کھڑے ہوگئے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ تم کھڑے مت ہو جیسا کہ عجمی ایک دوسرے کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ (1)

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مسلمان اور ایک یہودی نے ایک دوسرے کو دُشنام دی (2) مسلمان نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو تمام جہان والوں پر برگزیدہ کیا۔ یہودی نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ (عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام) کو تمام جہان والوں پر برگزیدہ کیا۔ اس پر مسلمان نے ہاتھ اٹھا کر یہودی کے ایک تھپڑ مارا یہودی جناب پیغمبر خدا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس گیا اور اپنا اور مسلمان کا حال بیان کیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے (مسلمان سے) فرمایا کہ تم مجھے موسیٰ پر فضیلت نہ دو کیونکہ لوگ (قیامت کے دن) بیہوش ہو کر گر پڑیں گے میں سب سے پہلے ہوش میں آؤں گا ناگاہ موسیٰ عرش کی ایک طرف کو پکڑے ہوئے ہوں گے۔ مجھے معلوم نہیں کہ وہ ان میں سے ہوں گے جو بے ہوش ہوئے اور پھر ہوش میں آئے یا ان میں سے ہوں گے جو بے ہوش ہونے سے مستثنیٰ رہے۔ (3)

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا کہنے لگا: ''یَا خَیْرَ الْبَرِیَّۃِ'' اے بہترین خلق! آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ''خَیْرَ الْبَرِیَّۃِ'' تو ابراہیم (عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام) ہیں۔ (4)

حضرت عبد اللّٰہ بن الشِّخِّیْر بیان کرتے ہیں کہ میں بنو عامر کے وفد میں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، ہم نے کہا: آپ ہمارے آقا ہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''آقا

---

1 ......مشکوٰۃ، کتاب الآداب، باب القیام۔......(مشکاۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب القیام، الحدیث: ۴۷۰۰، ج۲، ص۱۷۳۔علمیہ)

2 ......بُرا بھلا کہا۔

3 ......صحیح بخاری، کتاب الانبیاء، باب اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖۤ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً۔ (الآیۃ)...... (صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب وفاۃ موسی وذکرہ بعد، الحدیث: ۳۴۰۸، ج۲، ص۴۴۴۔علمیہ)

4 ......مشکوٰۃ بحوالہ مسلم، باب المفاخرۃ والعصبیۃ۔......(مشکاۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب المفاخرۃ والعصبیۃ، الحدیث: ۴۸۹۶، ج۲، ص۲۰۲۔علمیہ)

خدا ہے۔'' پس ہم نے کہا کہ آپ **فضل** وکرم میں ہم سب سے **افضل** واعظم ہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: تم یہ کہو یا اس سے بھی کم کہو، دیکھنا! شیطان تمہیں اپنا وکیل نہ بنالے۔ (1)

عدی بن حاتم طائی پہلے عیسائی تھے جو اپنی قوم کے سردار تھے اور غنیمت میں سے حسب قاعدۂ جاہلیت چوتھا حصہ لیا کرتے تھے جب ان کو رسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بعثت کی خبر پہنچی تو وہ بھاگ کر ملک شام کو چلے گئے۔ ان کی بہن پیچھے رہ گئی اور گرفتار ہوکر بارگاہ رسالت میں آئی اس نے عرض کیا کہ آپ مجھ پر احسان کیجئے خدا تعالیٰ آپ پر احسان کرے گا۔ چنانچہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے خوراک وپوشاک اور سواری دے کر اس کی قوم کے ایک قافلہ کے ساتھ روانہ فرمادیا وہ شام میں اپنے بھائی کے پاس پہنچ گئی۔ عدی کو شک تھا کہ رسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بادشاہ ہیں یا پیغمبر بہن نے مشورہ دیا کہ تم خود حاضر خدمت ہوکر دیکھ آؤ۔ چنانچہ عدی یوں بیان کرتے ہیں کہ جب میں مدینہ پہنچا تو رسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مسجد میں تشریف رکھتے تھے میں نے سلام عرض کیا آپ نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میں عدی بن حاتم طائی ہوں۔ یہ سن کر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کھڑے ہوگئے اور مجھے اپنے گھر لے چلے۔ ناگاہ ایک مسکین بڑھیا کسی حاجت کے لئے حاضر خدمت ہوئی وہ کہنے لگی: ٹھہریئے! چنانچہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ٹھہر گئے اور وہ دیر تک کچھ عرض کرتی رہی یہ دیکھ کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ بادشاہ نہیں ہیں پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مجھے اپنے گھر لے گئے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک تکیہ جو کھجور کی چھال سے بھرا ہوا تھا میری طرف پھینکا اور فرمایا کہ اس پر بیٹھ جاؤ! میں نے کہا: نہیں آپ اس پر تشریف رکھئے۔ آپ نے فرمایا کہ تم ہی اس پر بیٹھو۔ چنانچہ حسب الارشاد میں اس پر بیٹھ گیا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم زمین پر بیٹھ گئے یہ دیکھ کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ بادشاہ کا یہ حال نہیں ہوا کرتا۔ پھر آپ نے فرمایا: عدی بن حاتم! کیا تم رَکوسی (2) نہیں ہو؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں۔ پھر فرمایا: کیا تم غنیمت کا چوتھا حصہ نہیں لیتے؟ میں نے

---

1 ......مشکوٰۃ شریف، کتاب الآداب، باب المفاخرۃ العصبیۃ۔ ......(مشکاۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب المفاخرۃ والعصبیۃ، الحدیث: ۴۹۰۰، ج۲، ص۲۰۲۔ علمیہ)

2 ......رکوسیہ گروہے است میان ترسایاں وصائبین۔ ۱۲ منہ......(نصاریٰ اور صائبین کے درمیان ایک فرقہ یا قوم ہے انہیں ''رکوسیہ'' کہتے ہیں۔ علمیہ)

عرض کیا کہ ہاں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ یہ تمہارے دین میں جائز نہیں۔ میں اس سے پہچان گیا کہ آپ پیغمبر مرسل ہیں اس کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ عدی! شاید تم اس لئے دین اسلام میں داخل نہیں ہوتے کہ مسلمان غریب اور تعداد میں تھوڑے ہیں اور ان کے دشمن بہت اور صاحب ملک وسلطنت ہیں، مگر عنقریب مسلمانوں میں مال کی وہ کثرت ہوگی کہ کوئی صدقہ لینے والا نہ ملے گا اور تم عنقریب سن لوگے کہ ایک عورت اونٹ پر سوار ہو کر قادسیہ سے مکہ میں پہنچ کر بیت اللہ کا حج کیا کرے گی اور اسے کسی کا ڈر نہ ہوگا اور تم عنقریب سرزمین بابل میں سفید محلات پر مسلمانوں کے قبضہ کی خبر سن لوگے۔ یہ سن کر میں اسلام لایا۔ حضرت عدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرمایا کرتے تھے کہ ان تین پیشگوئیوں میں سے دوسری اور تیسری پوری ہو چکی ہے اور پہلی پوری ہو کر رہے گی۔ [1]

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے اصحاب کو مَدْح میں مبالغہ کرنے سے روکتے اور فرماتے: میری مَدْح میں تم مبالغہ نہ کرو جیسا کہ نصاریٰ نے ابن مریم کی مدح میں کیا، میں اللہ کا بندہ ہوں، مجھے اللہ کا بندہ اور اللہ کا رسول کہا کرو۔ [2]

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے اَہل خانہ وخدام اور اَصحاب سے نہایت تواضع سے پیش آیا کرتے، اپنے دولت خانہ میں اہل خانہ کے کاروبار کیا کرتے، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کبھی کھانے کو عیب نہ لگایا، خواہش ہوتی تو کھا لیتے ورنہ چھوڑ دیتے۔ حضرت اَنس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دس سال تک آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت کی اس عرصہ میں آپ نے کبھی ان کو اُف نہ کہا اور نہ یوں فرمایا کہ فلاں کام کیوں کیا اور فلاں کیوں نہ کیا۔ [3]

جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نماز فجر سے [4] فارغ ہوتے تو اہل مدینہ کے خادم پانی کے برتن لے

---

1 ......سیرت ابن ہشام، امر عدی بن حاتم۔......(السیرة النبویة لابن هشام،امر عدی بن حاتم،ص٥٤٣۔٥٤٤ملخصاً۔علمیه)

2 ......مشکوٰۃ، باب المفاخرۃ والعصبیۃ۔......(مشکاة المصابیح، کتاب الآداب،باب المفاخرة و العصبیة،الحدیث:٤٨٩٧، ج٢، ص٢٠٢۔علمیه)

3 ......صحیح بخاری، کتاب الادب، باب حسن الخلق والسخاء۔......(صحیح البخاری، کتاب الاداب،باب حسن الخلق و السخاء...الخ، الحدیث:٦٠٣٨، ج٤، ص١١٠۔علمیه)

4 ......مشکوٰۃ، باب فی اخلاقہ وشمائلہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم۔

کر حاضر ہوتے۔آپ ان میں اپنا دست مبارک ڈبو دیتے[1] تا کہ ان کو شفاء اور برکت ہو۔آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بیواؤں اور مسکینوں کے ساتھ چلتے اور ان کی حاجت برآری فرماتے۔[2] اہل مدینہ[3] کی لونڈیاں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ہاتھ مبارک پکڑتیں اور اپنے کاموں کے لئے جہاں چاہتیں لے جاتیں۔[4]

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بیماروں کی عیادت فرماتے، جنازے کے پیچھے چلتے، غلاموں کی دعوت قبول فرماتے، دراز گوش پر سوار ہوتے اور اپنے پیچھے اَوروں کو بٹھا لیتے۔چنانچہ بنی قُرَیظہ کی لڑائی کے دن آپ دراز گوش پر سوار تھے جس کی مہار اور پالان پوست[5] خرما کا تھا۔[6] حجۃ الوداع میں جس کجاوے پر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سوار تھے[7] جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم شہر میں داخل ہوئے تو از روئے تواضع سر مبارک کو اس قدر جھکا لیا کہ کجاوے سے آلگا۔[8]

غزوۂ بدر میں تین تین مجاہدوں کے لئے ایک ایک اونٹ تھا۔[9] چنانچہ حضرت علی مرتضٰی و ابولُبابہ اَنصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عَدِیل[10] تھے جب آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اترنے کی باری آتی تو دونوں عرض کرتے کہ آپ نہ اتریں ہم آپ کے بدلے پیدل چلتے ہیں مگر حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

---

1 ......مشکاۃ المصابیح، کتاب احوال القیامۃ و بدء الخلق، باب فی اخلاقہ و شمائلہ، الحدیث:۵۸۰۸، ج۲، ص۳۶۴۔علمیہ

2 ......ضرورت پوری فرماتے۔

3 ......صحیح بخاری، کتاب الادب، باب الکبر۔

4 ......صحیح البخاری، کتاب الادب، باب الکبر، الحدیث:۶۰۷۲، ج۴، ص۱۱۸۔علمیہ

5 ......یعنی نکیل اور دراز گوش پر رکھی جانے والی گدّی کھجور کی چھال کی تھی۔

6 ......شمائل ترمذی، باب ماجاء فی تواضع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم ۔......(الشمائل المحمدیۃ للترمذی، باب ماجاء فی تواضع رسول اللّٰہ، الحدیث:۳۱۵، ص۱۹۰۔علمیہ)

7 ......شمائل ترمذی، باب ماجاء فی تواضع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم (اس کی قیمت چار درہم تھی۔)

8 ......صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب الردف علی الحمار۔......(المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی ، باب غزوۃ الفتح الاعظم، ج۳، ص۴۳۴۔علمیہ)

9 ......سیرت ابن ہشام۔

10 ......باری باری اونٹ پر سواری کرنے والے رفیق۔

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے کہ تم مجھ سے زیادہ قوی نہیں ہو اور میں تمہاری نسبت اجر و ثواب سے زیادہ بے نیاز نہیں ہوں۔[1]

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے نعل مبارک کو آپ پیوند لگا لیتے اپنے کپڑے آپ سی لیتے اپنی بکری کا دودھ دوہ لیتے جب کوئی آپ سے ملنے آتا تو اس کا اِکرام[2] کرتے یہاں تک کہ بعض وقت اپنی چادر مبارک اس کے لئے بچھا دیتے جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کسی سے ملتے تو پہلے سلام کرتے جب مصافحہ کرتے تو اپنا ہاتھ نہ ہٹاتے جب تک دوسرا شخص نہ ہٹاتا اور اس سے اپنا روئے مبارک نہ پھیرتے یہاں تک کہ وہ پھیر لیتا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے زانو اپنے ہم نشین سے آگے بڑھا کر نہ بیٹھا کرتے۔[3]

حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا بیان ہے کہ ایک شخص اجازت لے کر رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس اندر آیا آپ نے اسے دروازے میں دیکھتے ہی فرمایا کہ قبیلے کا یہ شخص بُرا ہے۔ جب وہ بیٹھ گیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کے سامنے کُشادہ رُوئی اور اِنْبِساط[4] ظاہر کیا جب وہ چلا گیا تو حضرت صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے عرض کیا: یارسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب آپ نے اس شخص کو دروازے میں دیکھا تو ایسا فرمایا مگر اس کے رُوبَرو تازہ رُوئی اور اِنْبِساط ظاہر کیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اے عائشہ! تو نے مجھے فاحش کب پایا، قیامت کے دن اللّٰہ کے نزدیک منزلت کے لحاظ سے سب سے بُرا وہ شخص ہوگا جس سے لوگ اس کے فحش سے بچنے کے لئے کنارہ کرتے ہیں۔''[5] (۴۱۶)

حضرت اَنَس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فُحْش کہنے والے

---

1. ......طبقات ابن سعد، غزوۂ بدر۔ مشکوٰۃ بحوالہ شرح السنۃ، باب آداب السفر۔......(الطبقات الکبری لابن سعد، غزوۃ بدر، ج۲، ص۱۵ ومشکاۃ المصابیح، کتاب الجھاد، باب آداب السفر، الحدیث: ۳۹۱۵، ج۲، ص۴۳۔علمیہ)
2. ......عزت۔
3. ......مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی، باب فی اخلاقہ وشمائلہ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم۔......(مشکاۃ المصابیح، کتاب الفضائل والشمائل، باب فی اخلاقہ وشمائلہ، الحدیث: ۵۸۲۲-۵۸۲۴، ج۲، ص۳۶۶ ملتقطاً۔علمیہ)
4. ......خوشی۔
5. ......صحیح بخاری، کتاب الادب، باب لم یکن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم فاحشا ولا متفحشا۔......(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب لم یکن النبی فاحشاً ولا متفحشاً، الحدیث: ۶۰۳۲، ج۴، ص۱۰۸۔علمیہ)

نہ تھے اور نہ کسی پر لعنت کرنے والے اور نہ گالی دینے والے تھے۔ جب آپ کسی پر عتاب فرماتے تو یوں ارشاد فرماتے:
''اسے کیا ہوا اس کی پیشانی خاک آلودہ ہو۔''[1]

ایک سفر میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اَصحاب سے فرمایا کہ کھانے کے لئے ایک بکری دُرُست کرلو ایک نے کہا: اس کا ذبح کرنا میرے ذمے ہے۔ دوسرے نے کہا: کھال اتارنا میرے ذمے ہے۔ ایک اور بولا: پکانا میرے ذمے ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: لکڑیاں چن کر لانا میرے ذمے ہے۔ صحابہ کرام رِضْوانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِین نے عرض کیا کہ یہ کام ہم خود کر لیتے ہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: میں جانتا ہوں کہ تم کر سکتے ہو لیکن مجھے یہ پسند نہیں کہ میں اپنے تئیں[2] تم سے ممتاز کروں کیونکہ خدا تعالیٰ اس بندے کو پسند نہیں کرتا جو اپنے ساتھیوں سے ممتاز بنتا ہے۔ اس کے بعد آپ لکڑیاں جمع کر کے لائے۔[3]

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے اصحاب کرام رِضْوانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِین کی دل جوئی اور تَعَہُّد[4] میں کوئی دَقیقَہ فرو گزاشت نہ فرماتے۔[5] ایک روز ایک شخص آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں آیا اور اپنی حاجت عرض کی وہ آپ کی ہیبت سے کانپنے لگا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا گھبراؤ مت میں بادشاہ نہیں ہوں میں ایک عورت کا بیٹا ہوں جو خشک کیا ہوا گوشت کھایا کرتی تھی۔[6]

ایک دفعہ نجاشی شاہ حبشہ کا وَفد آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں آیا، آپ بذات خود ان کی خدمت کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ صحابہ کرام رِضْوانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِین نے عرض کیا کہ ہم آپ کی طرف سے خدمت کے لئے کافی ہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ انہوں نے اپنے ملک میں ہمارے اَصحاب

---

1 ......صحیح بخاری، باب لم یکن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم فحاشا ولا متفحشا۔......(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب لم یکن النبی فاحشاً ولا متفحشاً، الحدیث: ۶۰۳۱، ج۴، ص۱۰۸۔علمیہ)

2 ......اپنے آپ کو۔

3 ......مواہب لدنیہ بحوالہ سیرت محب طبری۔......(المواهب اللدنية مع شرح الزرقانی، الفصل الثانی فیما اکرمه اللّٰه به...الخ، ج۶، ص۴۸۔علمیہ)

4 ......وعدہ پورا کرنا۔

5 ......خوب کوشش فرماتے۔

6 ......ابن ماجہ، باب القدید۔......(سنن ابن ماجه، کتاب الاطعمة، باب القدید، الحدیث: ۳۳۱۲، ج۴، ص۳۱۔علمیہ)

کا اِکرام کیا تھا اس لئے مجھے یہی پسند ہے کہ اس اِکرام کا بدلہ میں خود دوں۔[1]

حضرت قیس بن سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے غریب خانہ پر تشریف لائے میرے والد نے آپ کی خاطر تواضع کی۔ کھانا تناول فرمانے کے بعد جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم واپس آنے لگے تو میرے والد نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے ایک دراز گوش تیار کیا جس پر کمبل کا پالان[2] تھا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس پر سوار ہو گئے جب چلنے کو ہوئے تو والد نے مجھ سے کہا: قیس! تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ جا۔ اس لئے میں ساتھ ہولیا حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ تو میرے ساتھ سوار ہو جا میں نے بپاسِ اَدب انکار کر دیا مگر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''یا تو سوار ہو جا یا لوٹ جا'' اس لئے میں واپس آ گیا۔[3]

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اُمت کی دل جوئی کے لئے کبھی کبھی خوش طبعی بھی فرمایا کرتے تھے مگر وہ متضمن دَروغ نہ ہوتی تھی۔[4] چنانچہ حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ایک چھوٹا اَخیافی بھائی[5] تھا وہ جب حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں آتا تو اس کے ہاتھ میں ایک چڑیا (مولا) ہوتی جس سے وہ کھیلا کرتا تھا اتفاقاً وہ چڑیا مر گئی اس کے بعد جب وہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں آتا تو آپ خوش طبعی کے طور پر فرماتے: یَا اَبَا عُمَیْر مَا فَعَلَ النُّغَیْر ۔ یعنی اے ابوعمیر! وہ چڑیا کہاں گئی۔[6]

ایک روز ایک شخص نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے درخواست کی کہ مجھے سواری عنایت کیجئے تا کہ میں اس پر سوار ہو جاؤں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ میں تجھے اونٹنی کے بچے پر سوار کروں گا۔ وہ بولا

---

1 ......مواہب لدنیہ......(المواھب اللدنیة مع شرح الزرقانی، الفصل الثانی فیما اکرمه اللّٰه به...الخ، ج٦، ص٥٠۔علمیه)

2 ......دراز گوش پر رکھی جانے والی گدّی۔

3 ......ابوداؤد، کتاب الادب، باب کم مرۃ یسلم الرجل فی الاستیذان۔......(سنن ابی داود، کتاب الادب، باب کم مرة یسلم الرجل فی الاستیذان، الحدیث: ٥١٨٥، ج٤، ص٤٤٥۔علمیه)

4 ......یعنی اس میں جھوٹ شامل نہ ہوتا۔

5 ......وہ بھائی یا بہن جن کے باپ الگ الگ اور ماں ایک ہو اَخیافی کہلاتے ہیں۔

6 ......مشکوۃ بحوالہ صحیحین، کتاب الآداب، باب المزاح۔......(مشکاة المصابیح، کتاب الآداب، باب المزاح، الحدیث: ٤٨٨٤، ج٢، ص١٩٩۔علمیه)

میں اونٹنی کے بچے کو کیا کروں ۔ اس پر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اونٹنیاں ہی اونٹ جنتی ہیں ۔[1] یعنی ہر ایک اونٹ اونٹنی کا بچہ ہوتا ہے اس میں تعجب کیا ہے ۔

اسی طرح ایک روز ایک عورت نے جو قرآن پڑھا کرتی تھی آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کیا کہ آپ دعا کریں کہ میں بہشت میں داخل ہوں ۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس سے فرمایا کہ کوئی بوڑھی عورت بہشت میں داخل نہ ہوگی ۔ اس نے اس کا سبب پوچھا ۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جواب دیا کیا تو قرآن نہیں پڑھتی اس میں اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے:

اِنَّاۤ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ﴿۳۵﴾ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ﴿۳۶﴾ (واقعہ، ع ۱)[2] ہم نے ان عورتوں کو خاص طور پر پیدا کیا اور ان کو کنواریاں بنایا ۔[3]

ایک بدوی صحابی زاہر نام جو بدشکل تھے جنگل کے پھل سبزی وغیرہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں بطور ہدیہ لایا کرتے تھے ۔ جب وہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے رخصت ہوتے تو آپ شہر کی چیزیں کپڑا وغیرہ ان کو دے دیا کرتے تھے ۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ان سے محبت تھی اور فرمایا کرتے تھے کہ زاہر ہمارا رُوستائی[4] ہے اور ہم اس کے شہری ہیں ۔ ایک روز آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بازار کی طرف نکلے تو دیکھا کہ زاہر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنی متاع بیچ رہے ہیں ۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پیٹھ کی طرف سے جا کر ان کی آنکھوں پر اپنا دست مبارک رکھا اور ان کو گود میں لے لیا وہ بولے: کون ہے؟ مجھے چھوڑ دو ۔ انہوں نے مڑ کر دیکھا تو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تھے ۔ پس اپنی پیٹھ اور بھی حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سینے سے (بغرض تبرک) لپٹانے لگے ۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: کوئی ہے جو ایسے غلام کو خرید ے ۔ وہ بولے: یارسول

---

1 ......دیکھو مشکوۃ، باب المزاح اور شمائل ترمذی، باب ماجاء فی مزاح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ۔......(مشكاة المصابيح، كتاب الآداب، باب المزاح، الحديث:٤٨٨٦، ج٢، ص٢٠٠ والشمائل المحمدية للترمذی، باب ماجاء فی صفة مزاح رسول الله، الحديث:٢٢٨، ص١٤٢ ـ علميه)

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: بیشک ہم نے ان عورتوں کو اچھی اُٹھان اُٹھایا تو انہیں بنایا کنواریاں اپنے شوہر پر پیاریاں ۔ (پ٢٧، الواقعة:٣٥ـ٣٦) ـ علميه

3 ......مشكاة المصابيح، كتاب الآداب، باب المزاح، الحديث:٤٨٨٨، ج٢، ص٢٠٠ والشمائل المحمدية للترمذی، باب ما جاء فی صفة مزاح رسول الله، الحديث:٢٣٠، ص١٤٤

4 ......دیہاتی ۔

اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اگر آپ بیچتے ہیں تو آپ مجھے کم قیمت پائیں گے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''تو خدا کے نزدیک گراں قدر ہے۔''[1]

حضرت محمود بن ربیع انصاری خزرجی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ جو صغار صحابہ میں سے تھے۔ پانچ سال کے تھے کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان کے گھر تشریف لے گئے جس میں ایک کنواں تھا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک ڈول سے پانی پیا اور پانی کی کلی (بطریق مزاح) حضرت محمود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ کے چہرے پر ماری۔[2] اس کی برکت سے ان کو وہ حافظہ حاصل ہو گیا کہ اس قصے کو یاد رکھتے تھے اسی وجہ سے صحابہ میں شمار ہوئے۔ اسی طرح حضرت زینب بنت ام سلمہ مخزومیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہَا جو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رَبِیۡبَہ تھیں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس آئیں آپ غسل خانے میں تھے آپ نے ان کے چہرے پر پانی پھینک دیا اس کی برکت سے ان کے چہرے میں شباب کی رونق قائم رہی یہاں تک کہ نہایت بوڑھی ہو گئیں۔[3]

سخاوت وایثار

جُودِ حقیقی یہ ہے کہ بغیر غرض وعوض کے ہو اور یہ صفت ہے حق سبحانہٗ کی جس نے بغیر کسی غرض وعوض کے تمام ظاہری وباطنی نعمتیں اور تمام حسّی وعقلی کمالات خلائق پر افاضہ کیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بعد ''اَجۡوَدُ الۡاَجۡوَدِیۡن'' اس کے حبیب پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں۔ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ آپ سے کبھی کسی چیز کا سوال نہ کیا گیا کہ اس کے مقابل آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے لَا (نہیں) فرمایا ہو۔[4] یعنی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کسی کے

---

1. ......شمائل ترمذی، باب ماجاء فی مزاح رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم۔......(الشمائل المحمدیة للترمذی، باب ماجاء فی صفة مزاح رسول اللّٰہ، الحدیث:٢٢٩، ص١٤٣ ومشکاة المصابیح، کتاب الآداب، باب المزاح، الحدیث:٤٨٨٩، ج٢، ص٢٠٠۔علمیه)
2. ......صحیح بخاری، کتاب العلم، باب متی یصح سماع الصغیر۔......(صحیح البخاری، کتاب العلم، باب متی یصح سماع الصغیر، الحدیث: ٧٧، ج١، ص٤٥ والمواهب اللدنیة مع شرح الزرقانی، الفصل الثانی فیما اکرمه اللّٰہ به...الخ، ج٦، ص٧٥۔علمیه)
3. ......استیعاب لابن عبدالبر، ترجمہ زینب بنت ابی سلمہ۔......(الاستیعاب فی معرفة الاصحاب، ٣٣٩٥۔زینب بنت ابی سلمة المخزومیة، ج٤، ص٤١١۔علمیه)
4. ......صحیح بخاری، کتاب الادب، باب حسن الخلق والسخاء۔......(صحیح البخاری کتاب الادب، باب حسن الخلق والسخاء...الخ، الحدیث:٦٠٣٤، ج٤، ص١٠٩۔علمیه)

سوال کو رَد نہ فرماتے، اگر موجود ہوتا تو عطا فرماتے اور اگر پاس نہ ہوتا تو قرض لے کر دیتے یا وعدہ عطا فرماتے۔ ایک دفعہ ایک سائل آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں آیا آپ نے فرمایا: میرے پاس کوئی چیز نہیں مگر یہ کہ تو مجھ پر قرض کرے جب ہمارے پاس کچھ آ جائے گا ہم اسے ادا کر دیں گے۔ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: یارسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خدا نے آپ کو اس چیز کی تکلیف نہیں دی جو آپ کی قدرت میں نہیں۔ حضرت فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی یہ بات حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو پسند نہ آئی۔ انصار میں سے ایک شخص بولا: یارسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عطا کیجئے اور عرش کے مالک سے تَقْلِیْل[1] کا خوف نہ کیجئے۔ یہ سن کر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تبسم فرمایا اور آپ کے روئے مبارک پر تازگی و خوشحالی پائی گئی۔ فرمایا: ''اسی کا اَمر کیا گیا ہے۔''[2]

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس بحرین سے مال لایا گیا اور یہ زیادہ سے زیادہ مال تھا جو آپ کے پاس لایا گیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اس کو مسجد میں ڈال دو۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو اس مال کے پاس بیٹھ گئے اور تقسیم فرمانے لگے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چچا حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ آپ کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے: یارسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مجھے اس مال میں سے دیجئے کیونکہ جنگ بدر کے دن میں نے فدیہ دے کر اپنے آپ کو اور عقیل بن ابی طالب کو آزاد کرایا تھا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: لے لو۔ حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دونوں ہاتھوں سے اپنے کپڑے میں ڈال لیا۔ پھر اٹھانے لگے تو نہ اٹھا سکے۔ عرض کیا: یارسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ کسی سے فرمادیں کہ اٹھا کر مجھ پر رکھ دے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ میں کسی سے اٹھانے کو نہیں کہتا۔ حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بولے: آپ خود اٹھا کر مجھ پر رکھ دیں۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: میں اسے نہیں اٹھاتا۔ پس حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس میں سے کچھ گرا دیا پھر اٹھانے

---

1 ......کمی۔

2 ......شمائل ترمذی، باب ماجاء فی خلق رسول اللّٰہ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم ۔......(الشمائل المحمدیۃ للترمذی، باب ماجاء فی خلق رسول اللّٰہ، الحدیث: ۳۳۸، ص ۲۰۱ ۔علمیہ)

لگے تو تب بھی نہ اٹھا سکے عرض کیا: یارسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ کسی سے فرمادیں کہ اٹھا کر مجھ پر رکھ دے۔ آپ نے فرمایا: میں کسی سے اٹھانے کو نہیں کہتا۔ حضرت عباس بولے: آپ خود اٹھا کر مجھ پر رکھ دیں۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: میں اسے نہیں اٹھاتا۔ پس حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس میں سے بھی کچھ گرادیا پھر اسے اپنے کندھے پر اٹھالیا اور روانہ ہوئے حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان کی طرف دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ غائب ہو گئے اور حضور ان کی طمع پر تعجب فرماتے تھے۔ غرض حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وہاں سے اٹھے تو ایک درہم بھی باقی نہ تھا۔[1] مسند ابن ابی شیبہ میں بروایت حمید بن ہلال بطریق اِرسال مروی ہے کہ وہ مال ایک لاکھ درہم تھا اور اسے عَلاء بن الحَضْرَمی نے بحرین کے خراج میں بھیجا تھا اور یہ پہلا مال تھا جو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس لایا گیا۔

غَنائمِ حُنَین کی تفصیل پہلے آچکی ہے۔ ان میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سخاوت حدِ قیاس سے خارج تھی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اَعراب[2] میں بہت سوں کو سو سو اونٹ عطا فرمائے۔[3] مگر اس دن آپ کی سخاوت زیادہ تر مؤلفۃ القلوب کے لئے تھی جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا ہے۔ حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص (صَفوان بن اُمیّہ) نے اس روز بکریوں کا سوال کیا جن سے دو پہاڑوں کا درمیانی جنگل پُر تھا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے وہ سب اس کو دے دیں۔ اس نے اپنی قوم میں جا کر کہا: ''اے میری قوم! تم اسلام لاؤ!!! اللّٰہ کی قسم! محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) ایسی سخاوت کرتے ہیں کہ فقر سے نہیں ڈرتے۔''[4]

---

1 ......صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب ما اقطع النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم من البحرین۔......(صحیح البخاری کتاب الجزیة و الموادعة، باب ما اقطع النبی من البحرین...الخ، الحدیث:۳۱۶۵، ج۲، ص۳۶۵۔علمیه)

2 ......دیہات میں رہنے والوں۔

3 ......بخاری، باب غزوۃ الطائف۔ ...... (صحیح البخاری کتاب المغازی، باب غزوة الطائف، الحدیث:۴۳۳۶، ج۳، ص۱۱۸۔علمیه)

4 ......مشکوٰۃ، باب فی اخلاقہ وشمائلہ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم، فصل اول۔......(مشكاة المصابيح، كتاب الفضائل و الشمائل، باب فی اخلاقه و شمائله، الحدیث:۵۸۰۶، ج۲، ص۳۶۴۔علمیه)

حضرت سعید بن مُسَیِّب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ صَفْوان بِنْ اُمَیَّہ نے کہا کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حنین کے دن مجھے مال عطا فرمانے لگے حالانکہ آپ میری نظر میں مَبْغُوض ترین خَلْق تھے پس آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مجھے عطا فرماتے رہے یہاں تک کہ میری نظر میں محبوب ترین خلق ہو گئے۔[1]

حضرت جُبَیر بِنْ مُطْعِم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں اور دیگر لوگ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ حنین سے (بعد تقسیم غنائم) واپس آ رہے تھے تو بادِیہ نشینانِ عرب[2] حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے لپٹ گئے وہ حنین کی غنیمت میں سے مانگتے تھے۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ وہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بحالت اِضطرار[3] ایک ببول کے درخت کی طرف لے گئے اس درخت میں آپ کی چادر مبارک پھنس گئی۔ آپ ٹھہر گئے اور فرمایا: ''مجھے میری چادر دے دو اگر میرے پاس اس جنگل کے درختانِ ببول جتنے چوپائے ہوتے تو البتہ میں ان کو تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا پھر تم مجھ کو بخیل نہ پاتے اور نہ دَروغ گو اور بزدل پاتے۔''[4]

حضرت ابوذَر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا بیان ہے کہ ایک روز میں جناب پیغمبرِ خدا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ تھا، جب آپ نے کوہِ اُحد کو دیکھا تو فرمایا: ''اگر یہ پہاڑ میرے لئے سونا بن جائے میں پسند نہ کروں گا کہ اس میں سے ایک دینار بھی میرے پاس تین راتوں سے زیادہ رہ جائے بجز اس دینار کے جسے میں ادائے قرض کے لئے رکھ چھوڑوں۔[5]

ایک روز نماز عصر کا سلام پھیرتے ہی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دولت خانہ میں تشریف لے گئے پھر جلدی نکل آئے صحابہ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کو تعجب ہوا آپ نے فرمایا کہ مجھے نماز میں خیال آ گیا کہ صدقہ

---

1 ......جامع ترمذی، باب ماجاء فی اعطاء المؤلفۃ قلوبہم۔...... (سنن الترمذی، کتاب الزکاۃ، باب ماجاء فی اعطاء المؤلفۃ قلوبھم، الحدیث: ٦٦٦، ج٢، ص١٤٧۔علمیه)

2 ......عرب کے دیہاتوں میں رہنے والے۔ 3 ......بے قراری کی حالت میں۔

4 ......صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب الشجاعۃ فی الحرب والجبن۔......(صحیح البخاری، کتاب الجھاد والسیر، باب الشجاعة فی الحرب والجبن، الحدیث: ٢٨٢١، ج٢، ص٢٦٠۔علمیه)

5 ......صحیح بخاری، کتاب الاستقراض، باب اداء الدین۔......(صحیح البخاری، کتاب فی الاستقراض...الخ، باب اداء الدیون، الحدیث: ٢٣٨٨، ج٢، ص١٠٥۔علمیه)

کا کچھ سونا گھر میں پڑا ہے مجھے پسند نہ آیا کہ رات ہو جائے اور وہ گھر میں پڑا رہے اس لئے جا کر اسے تقسیم کرنے کے لئے کہہ آیا ہوں۔ [1]

حضرت سَہْل بن سَعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت ایک چادر لے کر آئی اس نے عرض کیا: یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ! یہ میں نے اپنے ہاتھ سے بُنی ہے میں آپ کے پہننے کے لئے لائی ہوں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ضرورت تھی اس لئے آپ نے وہ چادر لے لی پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہماری طرف نکلے اور اسی چادر کو بطورِ تہبند باندھے ہوئے تھے۔ صحابہ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن میں سے ایک نے دیکھ کر عرض کیا: کیا اچھی چادر ہے یہ مجھے پہنا دیجئے۔ آپ نے فرمایا: ہاں! کچھ دیر کے بعد آپ مجلس سے اٹھ گئے پھر لوٹ آئے اور وہ چادر لپیٹ کر اس صحابی کے پاس بھیج دی۔ صحابہ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے اس سے کہا کہ تو نے اچھا نہ کیا کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اس چادر کا سوال کیا حالانکہ تجھے معلوم ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کسی سائل کا سوال رد نہیں فرماتے۔ اس صحابی نے کہا: اللّٰہ کی قسم! میں نے صرف اس واسطے سوال کیا کہ جس دن میں مر جاؤں یہ چادر میرا کفن بنے۔ حضرت سَہْل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ وہ چادر اس کا کفن ہی بنی۔ [2]

حضرت ابو ہُرَیرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ ایک کافر رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مہمان ہوا آپ کے حکم سے، اس کے لئے ایک بکری دوہی گئی وہ اس کا دودھ پی گیا، دوسری دوہی گئی وہ اس کا دودھ بھی پی گیا پھر ایک اور دوہی گئی وہ اس کا دودھ بھی پی گیا اسی طرح اس نے سات بکریوں کا دودھ پی لیا صبح جو اٹھا تو اسلام لایا۔ پس رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حکم دیا کہ اس کے لئے ایک بکری دوہی جائے وہ اس کا دودھ پی گیا پھر دوسری دوہی گئی مگر وہ اس کا دودھ تمام نہ پی سکا۔ پس رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ''مومن ایک

---

1 ......صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب یفکر الرجل الشئ فی الصلوۃ۔......(صحیح البخاری، کتاب العمل فی الصلاۃ، باب یفکر الرجل الشیء فی الصلاۃ، الحدیث: ۱۲۲۱، ج ۱، ص ۴۱۱۔علمیہ)

2 ......صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب البرود والحبرۃ۔......(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب البرود و الحبرۃ و الشملۃ، الحدیث: ۵۸۱۰، ج ۴، ص ۵۴۔علمیہ)

انتڑی میں پیتا ہے اور کافر سات انتڑیوں میں پیتا ہے۔''[1]

حضرت بلال مؤذّن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خزانچی تھے۔ ایک روز عبداللہ ہوزنی[2] نے ان سے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خزانہ کا حال پوچھا انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس کچھ نہ رہتا تھا۔ بعثت سے وفات شریف تک یہ کام میری تحویل میں تھا جب کوئی ننگا بھوکا مسلمان آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس آتا آپ مجھے حکم دیتے میں کسی سے قرض لیتا اور چادر خرید کر اسے اُڑھاتا اور کھانا کھلاتا۔ ایک روز ایک مشرک مجھ سے ملا کہنے لگا: بلال! میرے ہاں گنجائش ہے۔ میرے سوا کسی اور سے قرض نہ لیا کرو۔ میں نے ایسا ہی کیا ایک روز میں وضو کر کے اذان دینے لگا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ مشرک تاجروں کی ایک جماعت کے ساتھ آرہا ہے اس نے مجھے دیکھ کر کہا: او حبشی! میں نے کہا: لبیك! پھر اس نے تُرش رُو ہو کر[3] میری نسبت سخت الفاظ کہے اور بولا: ''کچھ معلوم ہے وعدے میں کتنے دن باقی ہیں۔'' میں نے کہا: وقت وعدہ قریب آگیا ہے۔ اس نے کہا کہ صرف چار دن باقی ہیں اگر اس مدت میں تو نے قرضہ ادا نہ کیا تو تجھے غلام بنا کر بکریاں چرواؤں گا جیسا کہ تو پہلے چرایا کرتا تھا۔ یہ سن کر مجھے فکر و غم دامن گیر ہوا۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نماز عشاء پڑھ کر دولت خانہ میں تشریف لے گئے، میں وہیں حاضر خدمت ہوا، اور عرض کیا: ''یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا۔ وہ مشرک جس سے میں قرضہ لیا کرتا تھا اس نے مجھ سے ایسا ایسا کہا ہے، آپ کے پاس ادائے قرض کے لئے کچھ موجود نہیں اور نہ میرے پاس ہے وہ مجھ کو فَضِیحت کرے گا[4] آپ اجازت دیں تو میں بھاگ کر مسلمانوں کے کسی قبیلہ میں جا رہوں، جب ادائے قرض کے لئے خدا کچھ سامان کر دے گا تو واپس آجاؤں گا۔'' غرض میں اپنے گھر آگیا اور تلوار،

---

1 ...... صحیح مسلم، باب المومن یاکل فی معی واحد والکافر یاکل فی سبعۃ امعاء۔ اس مہمان کا نام غالباً نضلہ بن عمرو غفاری تھا۔۱۲ منہ ...... (صحیح مسلم، کتاب الاشربة، باب المؤمن یاکل فی معی واحد...الخ، الحدیث: ۲۰۶۳، ص ۱۱۴۱۔ علمیه)

2 ...... سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں یہاں ''عبد اللّٰه هوازنی'' لکھا ہے، لیکن ''سنن ابی داود'' اور دیگر حدیث وسیرت کی کتب میں یہ روایت حضرت ''عبد اللّٰه هَوْزَنی'' رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے منقول ہے لہٰذا کتابت کی غلطی پر محمول کرتے ہوئے ہم نے ''هوازنی'' کی بجائے ''هوزنی'' لکھا ہے۔ علمیه

3 ...... بدمزاجی سے۔

4 ...... برا بھلا کہے گا، رسوا کرے گا۔

تھیلا، جوتا اور ڈھال اپنے سرہانے رکھ لئے۔ صبح کاذِب ہوتے ہی میں چلنے لگا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص دوڑتا آرہا ہے اور کہتا ہے: ''بلال! رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تجھے یاد فرمارہے ہیں۔'' وہاں پہنچا تو دیکھتا ہوں کہ چار لدے ہوئے اونٹ بٹھائے ہوئے ہیں۔ میں اجازت لے کر حاضر خدمت ہوا۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: مبارک ہو!!! اللہ تعالیٰ نے ادائے قرض کا سامان کردیا، تم نے چار اونٹ بیٹھے دیکھے ہوں گے؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ اونٹ حاکمِ فدک نے بھیجے ہیں یہ اور غلہ اور کپڑے جو ان پر ہیں سب تمہاری تحویل میں ہیں ان کو بیچ کر قرضہ ادا کردو۔ میں نے تعمیل ارشاد کی، پھر میں مسجد میں آیا اور رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سلام عرض کیا۔ آپ نے ادائے قرضہ کا حال پوچھا؛ میں نے عرض کیا کہ قرضہ سب ادا ہوگیا کچھ باقی نہیں رہا۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پوچھا کہ کچھ بچ تو نہیں رہا۔ میں نے عرض کیا کہ ہاں کچھ بچ بھی رہا۔ فرمایا: ''مجھے اس سے سُبکدوش کرو!! جب تک یہ کسی ٹھکانے نہ لگے گا میں گھر نہ جاؤں گا۔'' آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نماز عشاء سے فارغ ہوئے تو مجھے بلا کر اس بقیہ کا حال پوچھا؛ میں نے عرض کیا کہ وہ میرے پاس ہے کوئی سائل نہیں ملا۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم رات کو مسجد ہی میں رہے۔ دوسرے روز نماز عشاء کے بعد مجھے پھر بلایا، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خدا نے آپ کو سُبکدوش کردیا۔ یہ سن کر آپ نے تکبیر کہی اور خدا کا شکر کیا کیونکہ آپ کو ڈر تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ موت آجائے اور وہ مال میرے پاس ہو پھر آپ دولت خانہ میں تشریف لے گئے۔ [1]

بعض وقت ایسا ہوتا کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کسی شخص سے ایک چیز خریدتے، قیمت چکا دینے کے بعد وہ اسی کو یا کسی دوسرے کو عطا فرماتے۔ چنانچہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت جابر بن عبد اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ایک اونٹ خریدا پھر وہی اونٹ ان کو بطورِ عطیہ عنایت فرمایا۔ اسی طرح ایک روز آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ایک شتر کا بچہ خریدا پھر حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو عطا فرمایا۔ [2]

---

1 ......ابوداود، جلد ثانی، کتاب الخراج والفیٔ، باب فی الامام یقبل ہدایا المشرکین۔......(سنن ابی داود، کتاب الخراج والفیء والامارۃ، باب فی الامام یقبل ھدایا المشرکین، الحدیث: ۳۰۵۵، ج۳، ص ۲۳۰-۲۳۲ ـ علمیہ)

2 ......صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب شری الدواب والحمیر، باب اذا اشتری شیئا فوہب من ساعتہ قبل ان یتفرقا۔......(صحیح البخاری،=

غرض جو کچھ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس آتا سب راہ خدا میں دے دیتے پاس نہ ہوتا تو قرضہ لے کر سائل کی حاجت روائی فرماتے۔ اپنی ذات شریف کے لئے دوسرے دن کا نفقہ بھی جمع نہ کرتے [1] البتہ بعض وقت اپنے حرم کے لئے ایک سال کا نفقہ ذخیرہ کرلیتے۔ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کسی محتاج کو دیکھتے تو باوجود احتیاج کے اپنا کھانا اسے دے دیتے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دولت خانہ میں بعض دفعہ دو دو مہینے آگ نہ جلتی تھی۔ ایک دفعہ غنیمت میں کنیزیں آئی ہوئی تھیں حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے حضرت فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے کہا کہ تم اس موقع پر اپنے والد بزرگوار سے خدمت کے لئے ایک کنیز مانگ لو۔ جب وہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ نے پوچھا کہ کس لئے آئی ہو؟ عرض کیا کہ سلام کرنے آئی ہوں اور بپاس حیا اظہارِ مطلب نہ کیا اور واپس آکر حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے یہی عذر بیان کردیا پھر دونوں حاضر خدمت اقدس ہوئے حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے عرض کیا: یارسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آب کشی کرتے کرتے میرے سینے پر نیل پڑ گئے ہیں۔ حضرت فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا کہ چکی پیستے پیستے میری ہتھیلیوں پر آبلے پڑ گئے ہیں۔ آپ خدمت کے لئے ایک کنیز عنایت فرمایئے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! یہ نہیں ہونے کا کہ میں تم کو خادمہ دوں اور اہل صفہ بھوکے مریں ان کے خرچ کے لئے میرے پاس کچھ نہیں میں ان اسیرانِ جنگ کو بیچ کر ان کی قیمت اہل صفہ پر خرچ کروں گا۔'' رات ہوئی تو آپ حضرت علی و فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کے گھر تشریف لے گئے۔ دونوں ایسی پرزہ دار چادر میں تھے کہ اگر اس سے سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہوجاتے اور پاؤں ڈھانپتے تو سر ننگے رہتے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھ کر دونوں اٹھنے لگے آپ نے فرمایا: ''اپنی جگہ پر رہو!'' پھر ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں کنیز سے بہتر چیز بتاتا ہوں اور وہ وہ کلمات ہیں جو حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلام نے مجھے سکھائے ہیں یعنی ہر نماز کے بعد سُبْحَانَ اللّٰہِ دس بار، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ دس بار اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ دس

= کتاب البیوع، باب شراء الدواب والحمیر...الخ، الحدیث: ٢٠٩٧، ج٢، ص١٨ و باب اذا اشتری شیئاً فوھب من ساعته قبل ان یتفرقا...الخ، الحدیث: ٢١١٥، ج٢، ص٢٣۔علمیه)

[1] ......مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی، باب فی اخلاقہ وشمائلہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم۔......(مشکاة المصابیح، کتاب الفضائل والشمائل، باب فی اخلاقه وشمائله، الحدیث: ٥٨٢٥، ج٢، ص٣٦٧۔علمیه)

باراور سونے کے وقت سُبْحَانَ اللّٰہِ ۳۳بار، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳باراور اَللّٰہُ اَکْبَر ۳۴بار پڑھ لیا کرو۔[1]

شُجاعَت وقُوَّت، عَزْم واِسْتِقلال

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان اَوصاف میں بھی سب پر فائق تھے۔ایک رات مدینہ منورہ کے لوگ ڈر گئے اور شور وغل برپا ہوا گویا کوئی چور یا دشمن آیا ہے۔آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت ابوطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا گھوڑا لیا جو سست رفتار اور سرکش تھا آپ اس کی پیٹھ پر بغیر زین کے سوار ہو گئے اور تلوار آڑے لٹکائے ہوئے جنگل کی طرف اکیلے ہی تشریف لے گئے، جب لوگ اس آواز کی طرف گئے تو رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان کو راستے میں واپس آتے ہوئے ملے، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کو تسلی دی کہ ڈرومت ڈرومت! اور گھوڑے کی نسبت فرمایا کہ ہم نے اسے دریا کی مانند تیز رفتار پایا۔[2]

غزوات میں جہاں بڑے بڑے دِلاور و بہادر بھاگ جایا کرتے تھے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ثابت قدم رہا کرتے تھے۔چنانچہ جنگ اُحد میں جب مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی تو یہ کوہِ اِستقامت اپنی جگہ پر قائم رہے اور دشمنوں پر تیر پھینکتے رہے جب کمان پارہ پارہ ہوگئی تو سنگ اندازی شروع کی۔جنگ حنین میں صرف چند جانباز آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ رہ گئے تھے باقی سب بھاگ گئے تھے اس نازک حالت میں آپ نے اسی پر اکتفاء نہ کیا کہ اپنی جگہ پر قائم رہ کر مدافعت فرمائیں بلکہ اپنے خچر کو بار بار ایڑ لگا کر دشمن کی طرف بڑھانا چاہتے تھے مگر وہ جانباز مانع آرہے تھے۔

جب گھمسان کا معرکہ ہوا کرتا تھا تو صحابہ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی آڑ میں پناہ لیا کرتے تھے۔چنانچہ حضرت بَرَاء بن عازِب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا قول ہے: ''اللّٰہ کی قسم! جب لڑائی شدت سے

---

1 ......مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی، باب فی اخلاقہ وشمائلہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہ وسلم۔......(الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ،الباب الرابع، الفصل التاسع،ذکر ما کان فیہ من ضیق العیش...الخ،ج۲،ص۲۱۶۔علمیہ)

2 ......صحیح بخاری، کتاب الادب، باب حسن الخلق والسخاء۔......(صحیح البخاری ،کتاب الاداب ، باب حسن الخلق والسخاء.. .الخ،الحدیث:۶۰۳۳،ج۴،ص۱۰۸-۱۰۹۔علمیہ)

ہوا کرتی تھی تو ہم نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پناہ ڈھونڈا کرتے تھے اور ہم میں سے بہادر وہ ہوتا تھا جو آپ کے ساتھ دشمن کے مقابل کھڑا ہوتا تھا۔''(1)

اعلانِ دعوت پر قریش نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سخت مخالفت کی جب ابو طالب نے بھی آپ کا ساتھ چھوڑنے کا ارادہ کیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یوں فرمایا: ''چچا جان! اللہ کی قسم! اگر وہ سورج کو میرے دائیں ہاتھ میں اور چاند کو بائیں ہاتھ میں رکھ دیں تا کہ میں اس کام کو چھوڑ دوں تب بھی اس کام کو نہ چھوڑوں گا یہاں تک کہ خدا اسے غالب کر دے یا میں خود ہلاک ہو جاؤں۔''

ہجرت سے پہلے قریش نے مسلمانوں کو اس قدر ستایا کہ ان کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا تنگ آ کر انہوں نے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کیا کہ آپ ان پر بددعا فرمائیں۔ یہ سن کر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور فرمایا: ''تم سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں ان پر لوہے کی کنگھیاں چلائی جاتیں جس سے گوشت پوست سب علیحدہ ہو جاتا اور ان کے سروں پر آرے رکھے جاتے اور چیر کر دو ٹکڑے کر دیئے جاتے مگر یہ اذیتیں ان کو دین سے برگشتہ نہ کر سکتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ دین اسلام کو کمال تک پہنچائے گا یہاں تک کہ ایک سوار صنعاء سے حَضَر مَوت تک سفر کرے گا اور اسے خدا کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوگا۔'' (صحیح بخاری)(2)

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قوت بدنی بھی سب سے زیادہ تھی۔ غزوۂ احزاب میں جب صحابہ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن خندق کھود رہے تھے تو ایک جگہ ایسی سخت زمین ظاہر ہوئی کہ سب عاجز آ گئے۔ آپ سے عرض کیا گیا تو آپ بذات شریف خندق میں اُترے اور ایک کدال ایسا مارا کہ وہ سخت زمین ریگ رواں(3) کا ایک ڈھیر بن گئی۔(4)

---

1 ......صحیح مسلم، غزوۂ حنین۔......(صحیح مسلم، کتاب الجهاد والسیر، باب فی غزوة حنین، الحدیث: ۷۹-(۱۷۷٦) ص ۹۸۰-علمیه)

2 ......صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ما لقی النبی...الخ، الحدیث: ۳۸۵۲، ج ۲، ص ۵۷۳-علمیه)

3 ......اُڑنے والی ریت۔

4 ......صحیح بخاری، غزوۂ خندق۔......(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوة الخندق وهی الاحزاب، الحدیث: ۴۱۰۱، ج ۳، ص ۵۱-علمیه)

رُکانہ بن عبد یزید بن ہاشم قرشی مُطَّلِبی قریش میں سب سے طاقتور تھا وہ ایک روز مکہ کے راستے میں حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام سے ملا آپ نے اس سے فرمایا: ''رکانہ! کیا تو خدا سے نہیں ڈرتا اور میری دعوت اسلام کو قبول نہیں کرتا؟'' اس نے کہا کہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ جو کچھ آپ فرماتے ہیں وہ سچ ہے تو میں آپ پر ایمان لے آؤں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اگر میں تجھے کشتی میں پچھاڑ دوں تو کیا تو مان جائے گا کہ میں جو کچھ کہتا ہوں سچ ہے؟'' وہ بولا کہ ہاں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے پکڑتے ہی چاروں شانے چت گرادیا۔[1] کہنے لگا: ''محمد! آپ مجھ سے دوبارہ کشتی لڑیں۔'' آپ نے دوسری دفعہ بھی اسے پچھاڑ دیا۔ اس پر اس نے کہا: ''محمد! خدا کی قسم! آپ کا مجھے پچھاڑنا عجیب ہے۔'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اگر تو خدا سے ڈرے اور مجھ پر ایمان لائے تو میں اس سے بھی عجیب امر تجھ کو دکھاتا ہوں۔ اس نے پوچھا کہ وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ درخت جو تو دیکھتا ہے میں اسے بلاتا ہوں اور وہ میرے پاس چلا آئے گا۔ اس نے کہا کہ آپ اسے بلائیے۔ چنانچہ وہ درخت آپ کے بلانے پر پاس آکھڑا ہوا۔ رکانہ نے کہا کہ اسے حکم دیجئے کہ اپنی جگہ پر چلا جائے۔ آپ کے حکم سے وہ اپنی جگہ پر چلا گیا رُکانہ نے اپنی قوم میں جا کر کہا کہ میں نے محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) سے بڑھ کر کسی کو جادوگر نہیں دیکھا پھر بیان کیا جو کچھ دیکھا تھا۔[2] رُکانہ مذکور فتح مکہ میں ایمان لائے۔ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

آپ نے ابوالاسود جُمَحِی کو بھی پچھاڑا تھا جو ایسا طاقتور تھا کہ گائے کی کھال پر کھڑا ہو جاتا، دس جوان اس کھال کو اس کے پاؤں کے نیچے سے نکال لینے کی کوشش کرتے وہ چمڑا پھٹ جاتا مگر اس کے پاؤں کے نیچے سے نہ نکل سکتا تھا۔ اس نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کہا: ''اگر آپ مجھے کشتی میں پچھاڑ دیں تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا۔'' آپ نے اسے پچھاڑ دیا مگر وہ بدبخت ایمان نہ لایا۔[3]

---

1 ...... پیٹھ کے بل گرادیا۔

2 ...... سیرت ابن ہشام۔ ...... (السیرة النبویة لابن هشام، امر رکانة المطلبی ومصارعته للنبی، ص۱۵۵ والمواهب اللدنیة و شرح الزرقانی، الفصل الثانی فیما اکرمه اللّٰه به...الخ، ج٦، ص۱۰۱ ـ علمیه)

3 ...... مواہب لدنیہ۔ ...... (المواهب اللدنیة مع شرح الزرقانی، الفصل الثانی فیما اکرمه اللّٰه به...الخ، ج٦، ص۱۰۳ ـ علمیه)

زُھد

یہ وصف بھی آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات مبارک میں کمال درجے کا تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ایک قوم کے پاس سے گزرے جن کے آگے بکری کا بھنا ہوا گوشت رکھا ہوا تھا انہوں نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو شریک طعام ہونے کے لئے بلایا مگر آپ نے یہ فرما کر انکار کر دیا کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس دنیا سے تشریف لے گئے اور جو کی روٹی پیٹ بھر کر نہ کھائی۔ [1]

حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اہل بیت کبھی لگاتار دو روز جو کی روٹی سے سیر نہ ہوئے یہاں تک کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔ [2] حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا بیان ہے کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کبھی خوان پر [3] کھانا نہ کھایا [4] اور نہ باریک روٹی تناول فرمائی۔ [5]

حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دولت خانہ میں بعض دفعہ دو دو مہینے آگ روشن نہ ہوا کرتی تھی اور صرف پانی اور چھواروں پر گزارہ ہوتا تھا۔ [6] بعض وقت آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بھوک کی شدت سے پیٹ پر پتھر باندھ لیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابو طلحہ انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک روز ہم نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بھوک کی شکایت کی اور ہم میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے پیٹ پر ایک ایک پتھر

---

1 ......صحیح بخاری، باب ما کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم واصحابہ یاکلون۔......(صحیح البخاری، کتاب الاطعمة، باب ما کان النبی واصحابه یاکلون، الحدیث:٥٤١٤، ج٣، ص٥٣٢۔علمیه)

2 ......مشکوٰۃ بحوالہ صحیحین، باب فضل الفقراء۔

3 ......میز وغیرہ پر۔

4 ......مشکاة المصابیح، کتاب الرقاق، باب فضل الفقراء...الخ، الحدیث:٥٢٣٧، ج٢، ص٢٥٤۔علمیه

5 ......صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب فضل الفقر۔......(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب فضل الفقر، الحدیث:٦٤٥٠، ج٤، ص٢٣٣۔علمیه)

6 ......صحیح بخاری، باب کیف کان عیش النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم واصحابہ۔......(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب کیف کان عیش النبی...الخ، الحدیث:٦٤٥٩، ج٤، ص٢٣٦۔علمیه)

بندھا دکھایا۔ پس آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے پیٹ مبارک پر دو پتھر بندھے دکھائے۔[1]

حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وصال ہوا تو میرے گھر کے طاق میں سوائے آدھے پیمانہ جَو کے کچھ کھانے کو نہ تھا۔[2] اور آپ کی زرہ ایک یہودی کے ہاں تیس صاع جَو کے عوض رُہَن[3] تھی جو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے اہل و عیال کے نفقہ کے لئے لئے تھے۔[4]

اِیلاء کے زمانہ میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک مَشْرُبہ (بالاخانہ) میں تشریف رکھتے تھے جہاں کھانے پینے کا اسباب رکھا جاتا تھا۔ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو جب اِیلاء کی خبر ملی تو گھبرائے ہوئے اس مشربہ میں حاضر خدمت اقدس ہوئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک کُھرّی چارپائی[5] پر لیٹے ہوئے ہیں جو برگِ خرما سے بنی ہوئی ہے اور جس پر کوئی توشک[6] وغیرہ نہیں۔ بوریائے خرما کے نشان آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پہلوئے مبارک پر پڑے ہوئے ہیں اور بدن مبارک پر ایک تہبند کے سوا کچھ نہیں، سرہانے ایک تکیہ ہے جس میں خرما کی چھال بھری ہوئی ہے۔ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خزانہ کو دیکھا۔ ایک کونے میں مٹھی بھر جَو رکھے ہوئے تھے پاؤں مبارک کے قریب درخت سُلَم کے کچھ پتے (جو دَباغت میں کام آتے ہیں) پڑے ہوئے تھے اور سر مبارک کے پاس ایک کھونٹی پر تین کھالیں لٹک رہی تھیں۔ یہ دیکھ کر میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پوچھا: ابن خطاب! کیوں روتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ کیوں نہ روؤں بوریائے خرما کے نشان آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پہلوئے مبارک پر پڑے ہوئے ہیں یہ آپ کا خزانہ ہے اس میں جو کچھ ہے وہ نظر آرہا ہے۔ قیصر و کسریٰ تو باغ و بہار کے مزے لوٹیں اور خدا کے رسول و برگزیدہ کے خزانہ کا یہ حال

---

1 ......مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی، باب فضل الفقراء۔......(مشكاة المصابيح، كتاب الرقاق، باب فضل الفقراء...الخ، الحديث: ٥٢٥٤، ج٢، ص٢٥٦۔علميه)

2 ......صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب فضل الفقر۔......(صحيح البخاری، كتاب الرقاق، باب فضل الفقر، الحديث: ٦٤٥١، ج٤، ص٢٣٤۔علميه)

3 ......گروی۔

4 ......صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب وفات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم۔......(صحيح البخاری، كتاب المغازی، باب٨٨، الحديث: ٤٤٦٧، ج٣، ص١٦١ و المواهب اللدنية و شرح الزرقانی، النوع الاول فی عيشه...الخ، ج٦، ص١٥١۔علميه)

5 ......بے بچھونے کی چارپائی۔

6 ......بچھونا۔

ہو۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ابن خطاب! کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ آخرت ہمارے واسطے اور دنیا ان کے لئے ہو۔ [1]

حضرت عبداللّٰہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بوریائے خرما پر سوئے ہوئے تھے۔ اُٹھے تو اس کے نشان آپ کے پہلوئے مبارک پر پڑے ہوئے تھے۔ ہم نے عرض کیا: یارسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہم آپ کے لئے گدّا بنوا دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''مجھے دنیا سے کیا غرض دنیا میں میرا حال اس سوار کی مانند ہے جو ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ جاتا ہے پھر اس کو چھوڑ کر آگے بڑھ جاتا ہے''۔ [2]

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے اہل وعیال کے لئے بھی زہد کی زندگی پسند فرماتے تھے۔ چنانچہ آپ کی ازواج مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کے حجرے کھجور کی شاخوں سے بنے ہوئے تھے جن کی چھت کہگل [3] کی ہوتی تھی اور وہ قد آدم سے کچھ ہی اونچے تھے جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا ہے۔ پہننے کے لئے ان میں سے ہر ایک کے پاس صرف ایک ایک جوڑا کپڑا تھا۔ [4]

حضرت ثوبان کا بیان ہے کہ جب رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سفر کا قصد فرماتے تو اپنے اہل میں سے سب سے اَخیر حضرت فاطمہ زہرا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مل کر جاتے اور واپس آکر سب سے پہلے حضرت فاطمہ زہرا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے ملتے۔ ایک دفعہ آپ کسی غزوہ سے تشریف لائے حضرت فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے دروازے پر پردہ لٹکایا ہوا تھا اور امام حَسن اور امام حُسَین کو چاندی کے کنگن پہنائے ہوئے تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حسب معمول حضرت فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے یہاں آئے تو اندر داخل نہ ہوئے اور تشریف لے

1 ......صحیح مسلم، باب بیان ان تخییر امرتہ لا یکون طلاقا بالنیۃ. صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب موعظۃ الرجل ابنتہ لحال زوجھا۔ ......(صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب فی الایلاء...الخ، الحدیث: ۱۴۷۹، ص ۷۸۴ و صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب موعظۃ الرجل ابنتہ لحال زوجھا، الحدیث: ۵۱۹۱، ج ۳، ص ۴۶۰۔علمیہ)

2 ......جامع ترمذی، ابواب الزہد۔......(سنن الترمذی، کتاب الزھد، ۴۴۔باب، الحدیث: ۲۳۸۴، ج ۴، ص ۱۶۷۔علمیہ)

3 ......بھس ملا کر مٹی سے پلستر کرنا۔

4 ......صحیح بخاری، کتاب الحیض، باب ہل یصلی المرأۃ فی ثوب حاضت فیہ۔ ابوداؤد، باب المرأۃ تغسل ثوبہا الذی تلبسہ فی حیضہا۔ ...... (صحیح البخاری، کتاب الحیض، باب ھل تصلی المراۃ فی ثوب حاضت فیہ، الحدیث: ۳۱۲، ج ۱، ص ۱۲۵۔علمیہ)

گئے۔حضرت فاطمہ زہرا نے خیال کیا کہ زینت وزیور ہی نے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اندر آنے سے روکا ہے۔اس لئے پردے کو پھاڑ ڈالا اور بچوں کے ہاتھوں سے کنگن نکال دیئے۔حضرت حَسَنَیْن روتے ہوئے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں آئے۔حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کنگن ان سے لے لئے اور فرمایا: ''ثوبان! یہ زیور فلاں شخص کی آل کے ہاں لے جا کیونکہ یہ میرے اہل بیت ہیں میں پسند نہیں کرتا کہ یہ اپنی دنیوی زندگی میں لذائذ سے حظ اُٹھائیں۔[1] ثوبان! فاطمہ کے لئے ایک عصب[2] کا ہار اور عاج (ہاتھی دانت) کے دو کنگن خرید لاؤ۔[3]

ایک روز رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنی صاحبزادی حضرت بی بی فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کے گھر تشریف لے گئے مگر اندر داخل نہ ہوئے۔حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم آئے تو حضرت فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا نے ان سے یہ ذکر کر دیا۔انہوں نے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ فاطمہ کے دروازے پر مُخَطَّط[4] پردہ لٹک رہا تھا۔پھر فرمایا کہ مجھے دنیا سے کیا غرض۔جب حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے حضرت فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے یہ بیان کیا تو وہ بولیں کہ حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس بارے میں جو چاہیں ارشاد فرمائیں۔آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اسے فلاں حاجت مند اہل بیت کو دے دیں۔اسی طرح حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ مجھے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک حلۂ سیراء (مخطط یا ریشمی) بطور ہدیہ عطا فرمایا میں نے اسے پہن لیا۔یہ دیکھ کر حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چہرۂ مبارک پر غضب کے آثار نمودار ہوئے میں نے اسے پھاڑ کر اپنی عورتوں میں تقسیم کر دیا۔[5]

---

1 ......یعنی لذتوں سے فائدہ اٹھائیں۔

2 ......عصب کے معنی میں اختلاف ہے۔بعضے کہتے ہیں کہ ایک بحری جانور کے دانت کو عصب کہتے ہیں جس کو تراش کر منکے بنائے جاتے ہیں۔ عصب کے معنی پٹھے کے بھی ہیں۔ممکن ہے کہ بعض حیوانات کے پٹھوں کو خشک کر کے کتر کر منکے بنا لیتے ہوں۔واللّٰہ اعلم بالصواب۔۱۲منہ

3 ......مشکوٰۃ بحوالہ احمد وابوداوٗد، کتاب اللباس، باب الترجل۔......(مشكاة المصابيح، كتاب اللباس، باب الترجل، الحديث: ٤٤٧١، ج ٢، ص ١٣٤-علميه)

4 ......دھاری دار، خوبصورت۔

5 ......صحیح بخاری، کتاب الھبۃ، باب ہدیۃ ما یکرہ لبسہا۔......(صحيح البخاری، كتاب الهبة وفضلها...الخ، باب هدية ما يكره لبسها، الحديث: ٢٦١٣، ٢٦١٤، ج ٢، ص ١٨٠-علميه)

ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت علی بن ابی طالب کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کی دعوت کی اور کھانا تیار کیا۔ حضرت فاطمہ زہراء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا نے کہا: کیا خوب ہوا گر ہم رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بھی شریک طعام کر لیں چنانچہ ہم نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بلایا، آپ تشریف لائے، آپ نے دروازے کے بازوؤں پر اپنا ہاتھ مبارک رکھا اور گھر کے ایک طرف پردہ لٹکتا دیکھ کر واپس تشریف لے گئے۔ حضرت فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا نے حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے کہا کہ جایئے اور دیکھئے کہ آپ کس واسطے واپس ہوگئے۔ حضرت علی نے آپ سے واپسی کا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ یہ پیغمبر کی شان کے خلاف ہے کہ زیب و زینت والے گھر میں داخل ہو۔ [1]

حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا فرماتی ہیں کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کسی غزوہ میں تشریف لے گئے تھے میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی واپس کا انتظار کیا کرتی تھی۔ ہمارے ہاں ایک رنگین فرش تھا میں نے اسے چھت کے ایک شہتیر پر لپیٹ دیا۔ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف لائے تو میں نے آگے بڑھ کر عرض کیا: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ سب ستائش خدا کے لئے ہے جس نے آپ کو شرف و بزرگی بخشی۔'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے گھر میں بساطِ رنگین [2] دیکھ کر میرے سلام کا جواب نہ دیا۔ میں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چہرہ مبارک پر کراہت کے آثار دیکھے۔ آپ نے اس فرش [3] کو پھاڑ ڈالا اور فرمایا کہ خدا نے جو کچھ ہمیں دیا ہے اس کے بارے میں ہمیں یہ حکم نہیں دیا کہ اینٹ پتھر کو پہنا دیں۔ بس میں نے اس کے دو تکیے بنالئے جن میں کھجور کی چھال بھردی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس پر اعتراض نہ فرمایا۔ [4]

حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا فرماتی ہیں کہ ہمارے ہاں ایک پردہ تھا جس میں پرندوں کی تصویریں تھیں۔ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اے عائشہ! رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا اس کو بدل ڈالو کیونکہ جب

---

1 ......ابوداؤد، کتاب الاطعمہ، باب الرجل یدعی فیری مکروہا۔......(سنن ابی داود، کتاب الاطعمة، باب اجابة الدعوة اذا حضرها مکروه، الحدیث: ۳۷۵۵، ج۳، ص ۴۸۴ ـ علمیه)

2 ......رنگین بچھونا۔ 3 ......بچھونا۔

4 ......ابوداؤد، کتاب اللباس، باب فی الصور۔......(سنن ابی داود، کتاب اللباس، باب فی الصور، الحدیث: ۴۱۵۳، ج۴، ص۹۹ ـ علمیه)

میں اسے دیکھتا ہوں تو دنیا یاد آتی ہے۔[1]

واضح رہے کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ زہد اختیاری تھا۔ خدا تعالیٰ نے تو زمین[2] کے خزانوں کی کنجیاں آپ پر پیش کیں مگر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ہمت عالی نے عبودیت و زُہد کو پسند فرمایا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں کہ میرے پروردگار نے مجھ سے فرمایا کہ ''اگر تو چاہے تو تیرے واسطے وادیٔ مکہ کو سونا بنا دوں۔'' مگر میں نے عرض کیا: ''اے میرے پروردگار! میں یہ نہیں چاہتا بلکہ یوں چاہتا ہوں کہ ایک دن سیر ہو کر کھاؤں اور دوسرے روز بھوکا رہوں جب بھوکا رہوں تو تیرے آگے زاری و عاجزی کروں اور جب سیر ہو جاں تو تیری حمد اور تیرا شکر کروں۔''[3]

اس میں شک نہیں کہ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو فتوحات بکثرت ہوئیں مگر جو کچھ آتا راہِ خدا میں اٹھا دیتے اور خود زہد کی زندگی بسر کرتے یہاں تک کہ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وصال شریف ہوا تو بدن مبارک پر صرف ایک کملی اور تہبند تھا کملی میں پیوند پر پیوند لگے ہوئے تھے اور نمدہ[4] کی طرح ہو گئی تھی۔ تہبند کا کپڑا بھی پیوندوں کی کثرت سے موٹا ہو گیا تھا۔[5] اور آپ کی زِرہ ذاتُ الفُضُوْل نام ابو الشحم یہودی کے پاس بیس صاع جو میں رَہن[6] تھی جو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے اہل کے لئے ایک دینار کو لیے تھے۔ (ترمذی)[7]

خوف و عبادت

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو معرفت الٰہی اور علم سب سے زیادہ تھا۔ اس لئے آپ سب سے زیادہ

---

1 ......مشکوٰۃ بحوالہ امام احمد، کتاب الرقاق۔......(مشکاۃ المصابیح، کتاب الرقاق، الفصل الثالث، الحدیث:٥٢٢٥، ج٢، ص٢٥٢۔علمیہ)

2 ......مواہب لدنیہ بحوالہ طبرانی۔......(المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، النوع الاول فی عیشہ...الخ، ج٦، ص١٦٤۔علمیہ)

3 ......جامع ترمذی، ابواب الزہد، باب ماجاء فی الکفاف والصبر علیہ۔......(سنن الترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی الکفاف والصبر علیہ، الحدیث:٢٣٥٤، ج٤، ص١٥٥۔علمیہ)

4 ......موٹا اُونی کپڑا۔

5 ......صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب ماذکر من درع النبی صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم وعصاہ وسیفہ الخ۔......(صحیح البخاری، کتاب فرض الخمس، باب ما ذکر من درع النبی...الخ، الحدیث:٣١٠٨، ج٢، ص٣٤٣ و المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، صفۃ ازارہ، ج٦، ص٣٠١۔علمیہ)

6 ......گروی۔

7 ......المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، النوع الاول فی عیشہ...الخ، ج٦، ص١٥١۔علمیہ

خداترس اور عبادت کرنے والے تھے۔ چنانچہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: ''قسم ہے! اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تمہیں معلوم ہوتا جو مجھے معلوم ہے تو تم البتہ زیادہ روتے اور تھوڑا ہنستے''۔ [1]

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عبادت کا یہ حال تھا کہ کثرت قیام شب کے سبب سے آپ کے پاؤں مبارک پرورم آ گیا تھا۔ صحابہ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن نے عرض کیا کہ آپ یہ تکلیف ومحنت کیوں اٹھاتے ہیں حالانکہ خدا تعالیٰ نے آپ کے سب اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے ہیں آپ نے جواب میں فرمایا: ''کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں''۔ [2] یعنی کیا میں اس بات کا شکر نہ کروں کہ میں بخشا گیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تمام رات نماز میں کھڑے رہے اور قرآن کی ایک ہی آیت بار بار پڑھتے رہے۔ [3]

حضرت حذیفہ بن الیمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو رات کے ایک حصے میں نماز پڑھتے دیکھا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یوں پڑھتے تھے: اَللّٰہُ اَکْبَر (تین بار) ذُو الْمُلْكِ [4] وَ الْجَبَرُوْتِ وَ الْکِبْرِیَآءِ وَ الْعَظَمَۃِ. پھر دُعائے اِستفتاح پڑھتے تھے، بعد ازاں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے (سورۂ فاتحہ کے بعد) سورۂ بقرہ پڑھ کر رکوع کیا۔ آپ کا رکوع (طوالت میں) مانند قیام کے تھا اور اس میں ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم'' پڑھتے تھے۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے رُکوع سے سر اٹھایا۔ آپ کا قومہ مانند رکوع کے تھا اور آپ اس میں لِرَبِّیَ الْحَمْدُ پڑھتے تھے۔ پھر آپ نے سجدہ کیا۔ آپ کا سجدہ مانند قومہ کے تھا۔ آپ سجدہ

---

1 ......صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم لو تعلمون ما اعلم۔ الخ۔......(صحیح البخاری، کتاب الایمان والنذور، باب کیف کان یمین النبی، الحدیث: ۶۶۳۷، ج ۴، ص ۲۸۴۔ علمیه)

2 ......شمائل ترمذی، باب ماجاء فی عبادۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم۔......(الشمائل المحمدیة للترمذی، باب ماجاء فی عبادة رسول اللّٰہ، الحدیث: ۲۴۸، ص ۱۶۰۔ علمیه)

3 ......شمائل ترمذی، باب ماجاء فی عبادۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم، روایت ابوذر میں ہے کہ وہ آیت یہ ہے: اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۱۱۸﴾ (سنن ابن ماجہ، باب ماجاء فی القراءۃ فی صلوٰۃ اللیل۔) ۱۲ منہ......(الشمائل المحمدیة للترمذی، باب ماجاء فی عبادة رسول اللّٰہ، الحدیث: ۲۶۱، ص ۱۶۵۔ علمیه)

4 ......''سنن ابی داود'' اور ''مشكاة المصابیح'' میں ''ذُو الْمُلْك'' کی بجائے ''ذُو الْمَلَكُوْت'' لکھا ہے۔ و اللّٰہ تعالیٰ اعلم۔ علمیه

میں ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی'' پڑھتے تھے۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سجدہ سے سر اٹھایا، آپ دو سجدوں کے درمیان مانند سجدہ کے بیٹھتے تھے اور رَبِّ اغْفِرْ لِیْ، رَبِّ اغْفِرْ لِیْ پڑھتے تھے۔ اس طرح آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے چار رکعتیں پڑھیں اور ان میں سُوْرَۂ بَقَرَۃ و آلِ عِمْرَان و نِسَآء اور مَائِدَۃ یا اَنْعَام ختم کیں۔[1]

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو خوفِ الٰہی کمال درجہ کا تھا۔ حضرت عبد اللّٰہ بن الشِّخِّیر روایت کرتے ہیں کہ ایک روز میں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ آپ نماز پڑھ رہے ہیں اور رونے کے سبب سے آپ کے شکم مبارک سے تانبے کی دیگ (کے جوش) کی مانند آواز آرہی ہے۔[2]

رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عبادت کے تفصیلی حالات کتب اَحادیث میں موجود ہیں۔ یہاں بوجہ اِختصار ان کے اِیراد کی گنجائش نہیں۔ مگر اتنا بتادینا ضروری ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا طرزِ عمل اِفراط وتَفْرِیط سے خالی ہوا کرتا تھا نہ تمام رات نماز پڑھتے اور نہ تمام رات سوتے بلکہ رات کو نماز بھی پڑھتے اور سو بھی لیتے اسی طرح روزوں کا حال تھا ماہ رمضان مبارک کی طرح تمام ماہِ شعبان کے روزے رکھتے باقی دس مہینوں میں سے ہر ایک میں آپ ہمیشہ روزہ نہ رکھتے کہ اِفراط لازم آئے اور نہ ہمیشہ اِفطار فرماتے کہ تَفْرِیط لازم آئے بلکہ ہر مہینہ میں کبھی روزہ رکھتے اور کبھی اِفطار فرماتے۔[3]

عَدل واِنصاف

رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سب سے زیادہ عادل وامین تھے۔ طُفولیّت میں جب مائی حلیمہ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو پہلے پہل گود میں لیا تو آپ نے صرف داہنی چھاتی سے دودھ پیا اور دوسری ان کے

---

1 ......مشکوۃ بحوالہ ابوداود، باب صلوۃ اللیل۔......(مشکاۃ المصابیح ، کتاب الصلاۃ ، باب صلاۃ اللیل، الحدیث: ۱۲۰۰، ج ۱، ص ۲۳۷۔علمیہ)

2 ......شمائل ترمذی، باب ماجاء فی بکاء رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہ وسلم۔......(الشمائل المحمدیۃ للترمذی، باب ماجاء فی بکاء رسول اللّٰہ، الحدیث: ۳۰۵، ص ۱۸٤۔علمیہ)

3 ......صحیح بخاری، باب مایذکر عن صوم النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہ وسلم وافطارہ۔......(صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب ما یذکر من صوم النبی وافطارہ، الحدیث: ۱۹۷۲، ج ۱، ص ٦٤۸۔علمیہ)

شیر خوار بچہ کے لئے چھوڑ دی۔[1]

جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم غنائم حنین تقسیم فرما رہے تھے تو ذُو الْخُوَیْصِرہ رَاْسُ الخوارِج[2] نے کہا: یارسول اللہ! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) عدل کیجئے۔ آپ نے فرمایا: ''تجھ پر افسوس! میں اگر عدل نہ کروں تو اور کون کرے گا! اگر میں عادل نہیں تو تو ناامید وزیاں کار[3] ہے۔'' حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اسے جانے دو کیونکہ اس کے اصحاب ایسے ہیں کہ ان کی نمازوں کے مقابلے میں تم اپنی نمازوں کو اور ان کے روزوں کے مقابلہ میں اپنے روزوں کو حقیر سمجھو گے، وہ دین سے یوں نکل جاتے ہیں جیسا تیر شکار میں سے نکل جاتا ہے''۔[4]

ایک دفعہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک شخص سے کچھ کھجوریں اُدھار لیں۔ جب اس نے تقاضا کیا تو آپ نے فرمایا: ''آج ہمارے پاس کچھ نہیں ہے، مہلت دیجئے کہ کچھ آجائے تو ادا کر دوں''۔ یہ سن کر بولا: ''آہ بے وفائی۔'' اس پر حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو غصہ آگیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''عمر! جانے دو، صاحب حق ایسا ویسا کہا کرتا ہے۔'' پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت خولہ بنت حکیم اَنصارِیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا سے کھجوریں منگوا کر اس کے حوالہ کیں۔[5]

حضرت ابو حدرد اسلمی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا بیان ہے کہ مجھ پر ایک یہودی کا چار درہم قرض تھا یہ وہ زمانہ تھا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم غزوہ خیبر کا ارادہ فرمار ہے تھے اس نے مجھ سے تقاضا کیا، میں نے مہلت مانگی تو وہ نہ مانا اور مجھے پکڑ کر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں لے گیا، آپ نے مجھ سے دو دفعہ فرمایا کہ اس کا حق ادا کر دو، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ مہم خیبر کا ارادہ فرما رہے ہیں

---

1 ......شرح ہمزیہ لابن حجر الہیتمی بحوالہ ابن اسحاق وابن راہویہ وابو یعلی وطبرانی بیہقی وابو نعیم۔علمیہ

2 ......خارجیوں کا سردار۔ 3 ......نقصان پہنچانے والا ہے۔

4 ......صحیح بخاری، باب علامات النبوۃ فی الاسلام۔......(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام، الحدیث: ٣٦١٠، ج٢، ص٥٠٣۔علمیہ)

5 ......معجم صغیر طبرانی، اسم محمد۔......(المعجم الصغیر للطبرانی، الجزء الثانی، ص٩٨۔علمیہ)

شاید ہمیں وہاں سے کچھ غنیمت ہاتھ لگے، آپ نے پھر فرمایا کہ اس کا حق ادا کر دو۔ یہ قاعدہ تھا کہ جب رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کسی بات کے لئے تین بار فرما دیتے تو پھر کوئی عذر نہ کیا جاتا۔ میرے پاس بدن پر ایک تہہ بند اور سر پر عمامہ تھا میں نے اس یہودی سے کہا کہ اس تہہ بند کو مجھ سے خرید لو چنانچہ اس نے چار درہم میں خرید لیا، میں نے عمامہ سر سے اتار کر کمر سے لپیٹ لیا۔ ایک عورت میرے پاس سے گزری اس نے اپنی چادر مجھے اُڑھا دی۔ (1)

سُرَّق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ایک صحابی تھے ان سے اس نام کی وجہ تسمیہ دریافت کی گئی تو کہنے لگے کہ ایک بدوی دو اونٹ لے کر آیا میں نے خرید لئے پھر میں (قیمت لانے کے بہانہ سے) اپنے گھر میں داخل ہوا اور عقبِ خانہ سے نکل گیا اور ان اونٹوں کو بیچ کر اپنی حاجت پوری کی۔ میں نے خیال کیا کہ بدوی چلا گیا ہوگا میں واپس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ کھڑا ہے۔ وہ مجھے پکڑ کر رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں لے گیا اور واقعہ عرض کیا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں نے اونٹوں کو بیچ کر اپنی حاجت روائی کی ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ بدوی کو قیمت ادا کر دو۔ میں نے عرض کیا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے، آپ نے فرمایا کہ تو سُرَّق ہے پھر بدوی سے فرمایا کہ تم اس کو بیچ کر اپنی قیمت وصول کر لو، چنانچہ لوگ اس سے میری قیمت پوچھنے لگے۔ وہ ان سے کہتا تھا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہتے تھے کہ ہم خرید کر اس کو آزاد کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سن کر بدوی نے کہا کہ میں تمہاری نسبت ثواب کا زیادہ مستحق و خواہاں ہوں اور مجھ سے کہا کہ جاؤ میں نے تم کو آزاد کر دیا۔ (2)

ایک دفعہ خاندان مخزوم کی ایک عورت نے چوری کی، قریش نے چاہا کہ وہ حد سے بچ جائے۔ انہوں نے حضرت اُسامہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے جو رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے محبوب خاص تھے درخواست کی کہ آپ سفارش کیجئے۔ چنانچہ حضرت اُسامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سفارش کی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "تم حد میں سفارش کرتے ہو! تم سے پہلے لوگ (بنی اسرائیل) اسی سبب

---

1 ......معجم صغیر طبرانی، اسم عبدان شروع۔......(المعجم الصغیر للطبرانی، الجزء الاول، ص ۲۳۴۔علمیه)

2 ......مستدرک حاکم، کتاب الاحکام، قصہ سرق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔......(المستدرك علی الصحیحین، کتاب الاحکام، ذکر قصة سرق، الحدیث: ۷۱۴۴، ج ۵، ص ۱۳۸۔علمیه)

سے تباہ ہوئے کہ وہ غریبوں پر حد جاری کرتے اور امیروں کو چھوڑ دیتے۔ خدا کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) بھی ایسا کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔" (1)

ایک روز رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم غنیمت تقسیم فرما رہے تھے ایک شخص آیا اور آپ پر جھک گیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کھجور کی سوکھی شاخ سے جو آپ کے دست مبارک میں تھی اسے ٹھوکا دیا جس سے اس کے منہ پر خراش آگئی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ تم مجھ سے قصاص لے لو اس نے عرض کیا: "یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں نے معاف کر دیا۔" (2)

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جنگ بدر کے لئے صف آرائی کر رہے تھے۔ حضرت سَواد بن غَزِیَّہ اَنصاری صف سے آگے نکلے ہوئے تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک تیر کی لکڑی سے ان کے پیٹ کو ٹھوکا دیا اور فرمایا: استو یاسواد . اے سواد! برابر ہو جاؤ۔ اس پر سواد نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے قصاص طلب کیا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فوراً اپنا شکم مبارک ننگا کر دیا اور فرمایا کہ قصاص لے لو۔ یہ قصہ بالتفصیل پہلے آچکا ہے۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی امانت کا یہ عالم تھا کہ نبوت سے پہلے بھی آپ عرب میں "امین" مشہور تھے۔ چنانچہ قریش کعبہ کو از سر نو بنانے لگے اور وہ حجر اسود کی جگہ تک تیار ہو گیا تو قبائل قریش میں جھگڑا ہوا، ہر ایک قبیلہ یہی چاہتا تھا کہ حجر اسود کو اٹھا کر ہم اس کی جگہ پر رکھیں گے۔ آخر یہ قرار پایا کہ جو شخص کل صبح باب بنی شیبہ سے حرم میں پہلے داخل ہو وہ ثالث بنے۔ اتفاقاً اس دروازے سے جو پہلے داخل ہوئے وہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تھے۔ آپ کو دیکھتے ہی سب پکار اٹھے: (3)

"هٰذَا الْاَمِیْنُ رَضِیْنَا هٰذَا مُحَمَّدٌ" یہ امین ہیں، ہم راضی ہیں، یہ محمد ہیں۔ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

---

1 ......صحیح بخاری، کتاب الانبیاء۔ ......(صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، ٥٦۔ باب، الحدیث: ٣٤٧٥، ج٢، ص٤٦٨۔ علمیه)

2 ......ابوداؤد، باب القود بغیر حدید۔ ......(سنن ابی داود، کتاب الدیات، باب القود من الضربة...الخ، الحدیث: ٤٥٣٦، ج٤، ص ٢٤١۔ علمیه)

3 ......سیرت ابن ہشام، حدیث بنیان الکعبۃ۔

جب انہوں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے یہ معاملہ ذکر کیا تو آپ نے ایک چادر بچھا کر حجر اسود کو اس میں رکھا پھر فرمایا کہ ہر طرف والے ایک ایک سردار انتخاب کرلیں اور وہ چاروں سردار چادر کے چاروں کونے تھام لیں اور اوپر کو اٹھائیں۔ اس طرح جب وہ چادر مقام نصب کے برابر پہنچ گئی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے دست مبارک سے حجر اسود کو اٹھا کر دیوار کعبہ میں نصب فرمایا اور وہ سب خوش ہو گئے۔ [1]

ایک دفعہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بدن مبارک پر ایک جوڑا قِطری موٹے کپڑے [2] کا تھا، جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بیٹھتے تو وہ پسینہ سے بوجھل ہو جاتا ایک یہودی کے ہاں شام سے کپڑے آئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے عرض کیا کہ آپ کسی کے ہاتھ اس سے ایک جوڑا قرض منگوالیں۔ جب آپ کا آدمی یہودی کے پاس پہنچا تو اس نے کہا: ''میں سمجھا مطلب یہ ہے کہ وہ میرا مال یا دام یوں ہی اڑا لیں۔'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سن کر فرمایا: ''اس نے جھوٹ کہا۔ اسے معلوم ہے کہ میں سب سے زیادہ پرہیزگار اور سب سے زیادہ امانت کا ادا کرنے والا ہوں۔'' [3]

قریش کو اگرچہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سخت عداوت تھی مگر باوجود اس کے اپنی جوکھم کی چیز آپ ہی کے ہاں امانت رکھا کرتے تھے جیسا کہ اس کتاب میں پہلے مذکور ہوا۔

صدق

اپنے تو درکنار بیگانے بھی آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صداقت کے قائل تھے۔ حضرت عبد اللہ بن سلام ابھی ایمان نہ لائے تھے کہ حضور کو دیکھتے ہی پکار اٹھے: وَجْھُہٗ لَیْسَ بِوَجْہِ کَذَّابٍ ان کا چہرہ دروغ گو کا چہرہ نہیں۔ [4]

---

1 ......السيرة النبوية لابن هشام،اختلاف قريش فيمن يضع الحجر ولعقة الدم،ص٧٩۔علمیه

2 ......قطر ایک بستی کا نام ہے یمن یا بحرین میں، وہاں کا تیار کردہ اعلیٰ درجہ کا کپڑا جو سوتی، مائل بہ سرخی ہوتا ہے اور حاشیہ پر اعلیٰ درجہ کا کام ہوتا ہے۔ (مرآۃ المناجیح، ج٦،ص١١٦)۔علمیہ

3 ......ترمذی، باب ماجاء فی الرخصۃ فی الشراء الی اجل۔......(سنن الترمذی، کتاب البیوع،باب ماجاء فی الرخصة فی الشراء الی اجل،الحدیث:١٢١٧،ج٣،ص٧۔علمیه)

4 ......مشکوٰۃ شریف، باب فضل الصدقۃ۔......(مشكاة المصابیح، کتاب الزکاة،باب فضل الصدقة،الحدیث:١٩٠٧،ج١،ص٣٦٢۔علمیه)

صلح حدیبیہ کی مدت میں ہرقلِ روم نے ابوسفیان (جواب تک ایمان نہ لائے تھے) سے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نسبت پوچھا: ''کیا دعویٰ نبوت سے پہلے تمہیں ان پر جھوٹ بولنے کا گمان ہوا ہے؟'' ابوسفیان نے جواب دیا کہ نہیں۔

حضرت علی مرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ابوجہل نے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کہا کہ ''ہم (معشر قریش) تم کو جھوٹا نہیں کہتے۔ لیکن جو کچھ (کتاب وشریعت) تم لائے ہو اس سے ہم انکار کرتے ہیں''۔ اس پر ابوجہل اور اس کے اَمثال کی شان میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

فَاِنَّهُمْ لَا یُكَذِّبُوْنَكَ وَ لٰكِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ ﴿۳۳﴾ (انعام، ع۴) وہ تجھ کو جھوٹا نہیں کہتے لیکن ظالم خدا کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔[1]

عُتْبہ بن رَبیعہ حضرت امیر مُعاوِیہ کی والدہ ہند کا باپ تھا، جو جنگ بدر میں کفر پر مرا۔ ایک روز قریش نے اس کو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے گفتگو کرنے کے لئے بھیجا۔ اس نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر چند اُمور پیش کیے کہ ان میں سے جو چاہیں اِختیار کریں اور نئے مذہب سے باز آئیں۔ اس کے جواب میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سورۂ حٰمٓ السجدۃ پڑھنی شروع کی۔ جب آپ آیہ فَاِنْ اَعْرَضُوْا پر پہنچے تو عتبہ نے آپ کے منہ مبارک پر ہاتھ رکھ کر اور قرابت کی قسم دے کر کہا کہ آپ آگے نہ پڑھیں۔ اس کے بعد عُتْبہ نے واپس جا کر قریش سے یہ ماجرا بیان کیا اور کہا کہ اس نے مجھے قرآن سنایا، جب وہ اس آیت پر پہنچا:

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ ﴿۱۳﴾ اگر وہ منہ پھیریں تو کہہ دیجئے کہ میں نے تمہیں ایک کڑا کے سے ڈرایا ہے جیسا کہ عاد وثمود پر آیا تھا۔[2]

تو میں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور قرابتِ قَرِیبہ کی قسم دے کر کہا کہ بس آگے نہ پڑھئے۔ تمہیں معلوم ہے کہ محمد (صَلَّی

1 ......ترجمۂ کنزالایمان: تو وہ تمہیں نہیں جھٹلاتے بلکہ ظالم اللہ کی آیتوں سے انکار کرتے ہیں۔ (پ۷، الانعام: ۳۳) علمیه

2 ......ترجمۂ کنزالایمان: پھر اگر وہ منہ پھیریں تو تم فرماؤ کہ میں تمہیں ڈراتا ہوں ایک کڑک سے جیسی کڑک عاد اور ثمود پر آئی تھی۔ (پ۲٤، حم السجدة: ۱۳) علمیه

اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) جب کچھ کہہ دیتا ہے تو جھوٹ نہیں بولتا۔ اس لئے میں ڈر گیا کہ کہیں تم پر وہ عذاب نازل ہو جائے جس سے اس نے ڈرایا تھا۔[1]

جب آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اعلانِ دعوت کا حکم آیا تو آپ نے کوہ صفا پر چڑھ کر قریش کو پکارا، جب وہ جمع ہو گئے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان سے پوچھا: "بتاؤ اگر میں تم سے یہ کہوں کہ وادی مکہ سے ایک سواروں کا لشکر تم پر تاخت وتاراج[2] کرنا چاہتا ہے تو کیا تمہیں یقین آجائے گا؟'' وہ بولے ''ہاں''، کیونکہ ہم نے تم کو سچ ہی بولتے دیکھا ہے۔[3]

حسن عہد و وفا

جب ہرقل قیصرِ روم نے ابوسفیان سے پوچھا: ''کیا وہ مدعی نبوت عہد شکنی کرتا ہے؟'' تو ابوسفیان نے جواب دیا کہ نہیں۔

ابورافع ایک قبطی غلام تھے جو مکہ میں رہا کرتے تھے ان کا بیان ہے کہ قریش نے مجھے سفیر بنا کر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف بھیجا۔ جب میں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھا تو میرے دل میں اسلام کی صداقت جاگزیں ہوگئی۔ میں نے عرض کیا: "یارسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں واللہ کبھی ان کے پاس لوٹ کر نہ جاؤں گا۔'' رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ''میں عہد شکنی نہیں کرتا اور نہ قاصدوں کو اپنے پاس روکتا ہوں تم اب لوٹ جاؤ اگر وہاں بھی تمہارے دل میں صداقت اسلام رہی تو واپس آجانا۔'' ابورافع کا قول ہے کہ میں چلا گیا پھر نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لایا۔[4]

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عہد شکنی کو بہت برا جانتے تھے۔ چنانچہ فرمایا کرتے تھے: ''مَنْ قَتَلَ

---

1 ......خصائص کبریٰ للسیوطی، بحوالہ ابن ابی شیبہ وبیہقی وابی نعیم، جزء اول، ص۱۱۴۔......(الخصائص الکبری للسیوطی، باب اعجاز القرآن...الخ، ج۱، ص۱۹۰ ملخصاً۔علمیه)

2 ......تباہ وبرباد کرنا

3 ......صحیح بخاری، تفسیر سورۂ شعراء۔......(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورة الشعراء، الحدیث: ۴۷۷۰، ج۳، ص۲۹۴۔علمیه)

4 ......ابوداؤد، باب فی الامام یستجن بہ فی العہود۔......(سنن ابی داود، کتاب الجهاد، باب فی الامام یستجن به فی العهود، الحدیث: ۲۷۵۸، ج۳، ص۱۰۹۔علمیه)

مُعَاهِدًا لَمْ يَرَحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَاِنَّ رِيْحَهَا لَتُوْجَدُ مِنْ مَّسِيْرَةِ اَرْبَعِيْنَ عَامًا'' جو شخص کسی غیر مسلم معاہد (ذِمّی) کو قتل کرے گا وہ بہشت کی بو نہ سونگھے گا حالانکہ اس کی بو چالیس سال کی مسافت سے آئے گی۔[1]

حضرت عبد اللہ بن ابی الحمساء بیان کرتے ہیں کہ میں نے بعثت سے پہلے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کوئی چیز خریدی اس کی قیمت میں سے کچھ میرے ذمہ باقی رہا میں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے وعدہ کیا کہ میں باقی قیمت لے کر اسی جگہ آپ کے پاس آتا ہوں چنانچہ میں چلا گیا اور اپنا وعدہ بھول گیا۔ تین راتوں کے بعد مجھے یاد آیا میں بقیہ قیمت لے کر آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اسی جگہ بیٹھ رہے ہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اے نوجوان! بے شک تو نے مجھے مشقت میں ڈال دیا میں تین راتوں سے یہاں تیرا انتظار کر رہا ہوں۔''[2]

عفت وحیا

حضورِ اَقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پاک دامنی کا ذِکر کس زبان سے کیا جائے صرف اتنا بتا دینا کافی ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کبھی کسی عورت کو جس کے آپ مالک نہ ہوں نہیں چھوا۔

حیا وہ خُلق ہے جس کے ذریعے انسان قبائح شرعیہ[3] کے ارتکاب سے بچتا ہے حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی ذات اَقدس میں غایت درجہ کی حیا تھی چنانچہ حضرت ابو سعید خُدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ ''رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پردہ والی دوشیزہ سے بڑھ کر حیادار تھے۔ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کسی امر کو ناپسند فرماتے تو ہم اسے آپ کے چہرہ مبارک میں پہچان جاتے۔[4] یعنی غایت حیا کے سبب سے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

---

1 ......بخاری، باب اثم من قتل معاہدا بغیر جرم۔......(صحیح البخاری، کتاب الجزیة والموادعة، باب اثم من قتل معاهداً بغیر جرم، الحدیث: ٣١٦٦، ج٢، ص٣٦٥۔علمیه)

2 ......ابوداود، کتاب الادب، باب العدۃ۔......(سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی العدة، الحدیث: ٤٩٩٦، ج٤، ص٣٨٨۔علمیه)

3 ......وہ امور جو شریعت کی نظر میں ناپسندیدہ اور بُرے ہیں۔

4 ......شمائل ترمذی، باب ماجاء فی حیاء رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم۔......(الشمائل المحمدیة للترمذی، باب ماجاء فی حیاء رسول الله، الحدیث: ٣٤١، ص٢٠٣۔علمیه)

5 ......یعنی اپنی ناپسندیدگی کا اظہار نہ فرماتے۔

عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم اپنی کراہت کی تصریح نہ فرماتے تھے(5) بلکہ ہم اس کے آثار چہرہ انور میں پاتے۔"

تقسیمِ اَوقات

حضرت امام حُسَین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد بزرگوار سے دریافت کیا کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا جو وقت اپنے دولت خانہ میں گزرتا تھا آپ اس میں کیا کیا کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم گھر میں داخل ہوتے تو اس میں قیام کے وقت کے تین حصے کر لیتے تھے۔ ایک حصہ اللّٰہ (کی عبادت) کے لئے، دوسرا اپنے اہل (کے ساتھ موانست ومعاشرت) کے لئے، تیسرا اپنی ذاتِ اَقدس کے لئے۔ پھر اپنے ذاتی حصہ کو اپنے اور عام لوگوں کے درمیان تقسیم کر لیتے۔ خوّاص صحابہ جو دولت خانہ میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوتے آپ ان کی وساطت سے عوام کو جو دولت خانہ میں حاضر نہ ہوا کرتے تبلیغِ اَحکام فرماتے اور نصیحت وہدایت کی کوئی بات عام وخاص سے پوشیدہ نہ رکھتے۔ حصۂ اُمت میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا طریقہ یوں تھا کہ اَہل فضل کو ترجیح دیتے تاکہ حاضرِ خدمت ہو کر اِفادۂ عام کریں اور اس حصۂ اُمت کو بقدر حاجات دینیہ تقسیم فرماتے۔ اہل فضل میں سے کسی کو ایک مسئلہ دین دریافت کرنا ہوتا کسی کو دو اور بعض کو بہت سے مسائل کی ضرورت ہوتی۔ پس ان اصحاب حاجات کی طرف توجہ فرماتے اور ان کو وہی امور دریافت کرنے دیتے جن میں ان کی امت کی بہبودی ہو۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم ان کے مناسب حال احکام بیان فرماتے۔ اس کے بعد آپ حاضرین مجلس سے ارشاد فرماتے کہ تمہیں چاہیے کہ بقیہ امت کو جو حاضر نہیں یہ احکام پہنچا دو، اور نیز فرماتے کہ جو لوگ (مثلاً عورتیں، بیمار، غائب وغیرہ) اپنی حاجتیں مجھ تک پہنچا نہیں سکتے تم ان کے حوائج مجھ پر پیش کرو کیونکہ جو شخص ایسے آدمی کی حاجت بادشاہ تک پہنچاتا ہے جسے وہ خود نہیں پہنچا سکتا اللّٰہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے قدم (پل صراط پر) ثابت رکھے گا اسی طرح کے ضروری مفید امور آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی خدمت میں پیش ہوا کرتے اور ایسے امور کی شنوائی نہ ہوتی جن میں کچھ فائدہ نہ ہوتا۔ طالب وسائل دولت خانہ میں خدمت اقدس میں حاضر ہوتے اور آپ سے استفادۂ علوم کرتے اور لوگوں کے رہبر بن کر نکلتے۔

حضرت امام حُسَین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے اپنے والد بزرگوار سے پوچھا کہ

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا جو وقت گھر سے خارج گزرتا تھا آپ اس میں کیا کیا کرتے تھے۔انہوں نے فرمایا کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اکثر خاموش رہتے اور بجز مفید وضروری امر کے لب کشائی نہ فرماتے۔ آپ لوگوں کو (حسن خُلق سے) اپنا گرویدہ بناتے اور ایسی بات نہ کرتے جس سے وہ آپ سے نفرت کرنے لگیں۔آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہرقوم کے بزرگ کی عزت کرتے اور اس کو ان کا سردار بناتے۔آپ لوگوں کو (عذاب خدا سے) ڈراتے ان سے احتراز کرتے اور بچتے مگر کشادہ روئی اور حسن خُلق میں کسی سے دریغ نہ فرماتے۔اپنے اصحاب کی خبر گیری فرماتے (مثلاً مریض کی عیادت مسافر کے لئے دعا اور میت کے لئے استغفار فرماتے۔) اپنے خاص اصحاب سے لوگوں کے حالات دریافت فرماتے (تاکہ ظالم سے مظلوم کا بدلہ لیں) آپ اچھی بات کی تحسین فرماتے اور اس کی تائید کرتے اور بری بات کی برائی ظاہر فرماتے اور اس کی تضعیف وتردید کرتے، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حال ہمیشہ معتدل تھا،اس میں اختلاف نہ تھا۔آپ (لوگوں کی تذکیر وتعلیم سے) غافل نہ ہوتے تھے کہ مبادا وہ غافل ہوجائیں یا سستی کی طرف مائل ہوجائیں۔آپ بہر حال (جمیع انواع عبادات کے لئے) مُستَعِد تھے۔حق سے کوتاہی نہ کرتے اور نہ حق سے تجاوز فرماتے، جو لوگ (استفادہ کے لئے) آپ کی خدمت میں حاضر رہتے وہ خیر الناس ہوتے، سب سے افضل آپ کے نزدیک وہ ہوتا جو سب مسلمانوں کا خیر خواہ ہوتا اور مرتبہ میں آپ کے نزدیک سب سے بڑا وہ ہوتا جو محتاجوں کی غم خواری کرنے والا اور (مُہِمّاتِ اُمور میں)[1] اپنے بھائیوں کی مدد کرنے والا ہوتا۔

امام حُسَین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ بعد ازاں میں نے والد بزرگوار سے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مجلس کا حال دریافت کیا انہوں نے فرمایا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مجلس سے اٹھنا اور مجلس میں بیٹھنا بغیر ذکر الٰہی نہ ہوتا۔جب آپ کسی مجلس میں رونق افروز ہوتے تو جو جگہ خالی پاتے وہیں بیٹھ جاتے اور دوسروں کو بھی یہی حکم دیتے جو لوگ آپ کے پاس بیٹھتے آپ ان میں سے ہر ایک کو (حسب حال کشادہ روئی اور تعلیم وتفہیم سے) بہرہ ور فرماتے۔آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ہر ایک جلیس[2] یہ سمجھتا کہ آپ کے نزدیک مجھ سے زیادہ کوئی بزرگ نہیں۔جو شخص آپ کے پاس بیٹھتا یا کسی حاجت کے لئے آپ سے کلام کرتا۔آپ اس کے ساتھ اسی حالت میں

---

1 ......اہم اُمور میں۔

2 ......آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صحبت سے فیض یاب ہونے والا۔

ٹھہرے رہتے یہاں تک کہ وہ خود واپس ہو جاتا۔ جو شخص آپ سے کسی حاجت کا سوال کرتا آپ اس کی حاجت کو پورا کرتے یا اس سے کوئی نرم بات فرماتے۔ (یعنی وعدہ فرماتے یا فرماتے کہ فلاں سے ہمارے ذمہ قرض لے لو) آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی کشادہ روئی اور حسن خلق تمام لوگوں کے لئے عام تھا۔ آپ (بلحاظ شفقت) سب کے باپ ہو گئے تھے اور وہ آپ کے نزدیک حق میں برابر تھے (حسب حال و استحقاق ہر ایک کی حق رسانی ہوتی) آپ کی مجلس حلم و حیاء و امانت و صبر کی مجلس ہوا کرتی تھی۔ اس میں آوازیں بلند نہ ہوا کرتیں اور نہ اس میں کسی کی آبروریزی ہوتی اور نہ اشاعت ہفوات ہوتی۔[1] آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مجلس میں سب مُتَسَاوِی تھے ہاں بلحاظِ تقویٰ بعض کو بعض پر فضیلت تھی۔ وہ سب متواضع تھے جو مجلس مبارک میں بڑوں کی توقیر چھوٹوں پر رحم کرتے اور صاحب حاجت[2] کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے اور مسافر و اجنبی کے حق کی رعایت کرتے۔[3]

فرمانِ سَیِّدُنا حضرت علی المرتضی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَهُ الْکَرِیْم

"لَا یُفَضِّلُنِیْ اَحَدٌ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ اِلَّا جَلَدْتُہٗ حَدَّ الْمُفْتَرِیْ اخرجه ابن عَسَاكِر والدار قطنی"

مجھے کوئی شخص ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) پر فضیلت نہ دے وگرنہ میں اسے مفتری کی حد یعنی ۸۰ کوڑے ماروں گا۔

(تاریخ مدینہ دمشق ج ٤٤ ص ٣٦٥ دار الفکر بیروت / المؤتلف والمختلف للدار قطنی، باب حجل وجحل وحجل ج ٢ ص ٨٠٧ دار الغرب الإسلامي بیروت) اور صواعق لابن حجر ہیتمی میں یہ الفاظ ہیں: " لَا اَجِدُ اَحَدًا فَضَّلَنِیْ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ اِلَّا جَلَدْتُہٗ حَدَّ الْمُفْتَرِیْ" جسے میں پاؤں گا کہ شیخین (حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے مجھے افضل بتاتا (اور مجھے ان میں سے کسی پر فضیلت دیتا) ہے اسے مُفتری (افتراء و بہتان لگانے والے) کی حد ماروں گا کہ ۸۰ اسّی کوڑے ہیں۔ (الصواعق المحرقة علی أهل الرفض والضلال والزندقة، ج ١، ص ١٧٧ مؤسسة الرسالة لبنان)

---

1 ......بُری باتوں کی اشاعت 2 ......ضرورت مند۔

3 ......شمائل ترمذی، باب ماجاء فی تواضع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واله وسلم۔......(الشمائل المحمدية للترمذی، باب ماجاء فی تواضع رسول اللہ، الحدیث: ٣١٩، ص ١٩١-١٩٣-علمیه)

ساتواں باب

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے معجزوں کا بیان

اللہ تعالیٰ نے مختلف زمانوں میں اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے اپنے پیارے پیغمبر عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بھیجے اور ان کی رسالت کے ثبوت کے لئے بطورِ دلائل ان کو معجزات عنایت کیے کوئی پیغمبر ایسا نہیں جسے کوئی نہ کوئی معجزہ عطا نہ ہوا ہو مگر حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے معجزات اَکثر واَقْوٰی واَظْہَر واَشْہَر ہیں۔ کثرت کا یہ عالم ہے کہ ان کے اَفراد کا اِحاطہ انسانی طاقت سے خارج ہے۔ قرآنِ کریم کو دیکھئے! کہنے کو تو ایک معجزہ ہے مگر اس میں ہزار ہا معجزے ہیں کیونکہ فُصحائے قریش سے قرآن کی کسی ایک سورت کا مُعارَضہ طلب کیا گیا[1] تو وہ عاجز آگئے۔ اب جائے غور ہے کہ قرآن میں چھوٹی سے چھوٹی سورت ''کوثر'' ہے۔ جس میں دس سے کچھ اوپر کلمات ہیں بقول بعض قرآن میں ۷۷۹۳۴ کلمے ہیں۔ پس اگر سورتِ کوثر کی مقدار کلماتِ قرآن کے اَجزاء بنائے جائیں تو قریباً سات ہزار ہوں گے۔ جن میں سے ہر ایک جزء فی نفسہ معجزہ ہوگا۔ پھر اگر بلاغت واسلوب واخبارِ غیب وغیرہ وجوہِ اعجاز پر غور کیا جائے تو سات ہزار کی تضعیف ہوتی جائے گی[2]۔ پس آپ حساب کرلیں کہ ایک قرآن کریم میں کتنے معجزے ہیں۔ ہم اسی مضمون کو کسی قدر تفصیل کے ساتھ دو فصلوں میں لکھتے ہیں۔

فصل اوّل

اعجاز القرآن کا بیان

حضورِ اَقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پہلے دیگر انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنے اپنے زمانے میں معجزات دکھائے، مگر ان معجزات کا وجود صرف ان کی حیاتِ دنیوی تک رہا۔ علاوہ ازیں ان کے معجزات عموماً حِسّی تھے جن کو فقط حاضرینِ وقت نے اپنی آنکھوں سے دیکھا مثلاً عصائے مُوسوِی کو اگر دیکھا تو اس وقت کے حاضرین نے، ناقہ حضرت صالح عَلَیْہِ السَّلَام کا اگر مشاہدہ کیا تو اس وقت کے موجودین نے اور مائدہ[3] حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کا

---

1 ......یعنی اس سورت کی مانند ومثل لانے کا مطالبہ کیا گیا۔ 2 ......یعنی دُگنے تگنے ہوتے ہوئے کئی گنا ہوتے جائیں گے۔ 3 ......دسترخوان

اگر ملاحظہ کیا تو حاظرین وقت نے ،مگر حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شریعت قیامت تک باقی رہے گی اور ہرزمانے میں ہر صاحبِ عقلِ سلیم اس کو بصیرت کی آنکھ سے دیکھ سکے گا۔ چنانچہ جب کفار نے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پہلے نبیوں کے سے حِسّی معجزے طلب کیے تو ان کے جواب میں اللہ تعالٰی نے فرمایا:

اَوَلَمْ یَكْفِهِمْ اَنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ یُتْلٰى عَلَیْهِمْؕ (عنکبوت،ع ۵) کیا ان کو بس نہیں کہ ہم نے اتاری تجھ پر کتاب جو ان پر پڑھی جاتی ہے۔[1]

مطلب یہ کہ اگر کفار واقعی طالبِ حق ہیں تو ہم نے تجھے قرآن مجید ایک ایسا معجزہ عطا کیا ہے کہ جس کی موجودگی میں ان معجزوں کی ضرورت نہیں جو اَز روئے تَعَنُّت وعناد تجھ[2] سے طلب کرتے ہیں۔ یہ قرآن ہر مکان[3] وہر زمان میں منکرین پر پڑھا جاتا ہے اور پڑھا جائے گا لہٰذا یہ زندہ معجزہ تا قیامت ان کے ساتھ رہے گا اور دوسرے معجزوں کی طرح نہیں کہ وجود میں آئے اور جاتے رہے، یا ایک مکان میں ہوئے اور دوسرے میں نہ ہوئے۔ اسی مطلب کو امام بوصیری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنے قصیدہ بُردہ میں یوں ادا کیا ہے ؎

دَامَتْ لَدَیْنَا فَفَاقَتْ کُلَّ مُعْجِزَۃٍ — مِنَ النَّبِیّٖنَ اِذْ جَاءَتْ وَلَمْ تَدُمِ[4]

ہیں ہمارے پاس باقی آج تک وہ آیتیں — معجزے اورانبیاء کے ہوگئے سب کالعدم[5]

حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نبوت کی سب سے بڑی سب سے اَشرف اور سب سے واضح دلیل یہی قرآنِ مجید ہے۔ وجہ یہ کہ معجزات عموماً اس وحی کے مُغائر ہوا کرتے تھے جو کسی نبی پر نازل ہوتی تھی اور وہ نبی اس وحی کی صداقت پر معجزے کو بطورِ شاہد پیش کرتا تھا۔ مگر قرآنِ کریم وحی ہے اور معجزہ بھی اس لئے یہ اپنا شاہد خود آپ ہے اور کسی دوسری دلیل کا محتاج نہیں۔ ؎

آفتاب آمد دلیل آفتاب — گر دلیلت باید از وے رومتاب

---

1 ......ترجمۂ کنزالایمان: اور کیا یہ انہیں بس نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب اتاری جو ان پر پڑھی جاتی ہے۔(پ۲۱،العنکبوت:۵۱)۔علمیه

2 ......بغض وعداوت کی بناپر 3 ......مقام

4 ......القصیدتان،البردة للبوصیری،الفصل السادس فی ذکرشرف القرآن الکریم،ص۲۲۔علمیه

5 ......اس شعر کے تحت حضرت علامہ عمر بن احمد خرپوتی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ''عصیدة الشهدة شرح قصیدة البردة'' میں لکھا ہے کہ تمام انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَام کے معجزات ان کی حیات ظاہری تک تھے جب ان کا وصال ہوا تو وہ معجزات بھی منقطع ہوگئے جبکہ ہمارے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے معجزات قیامت تک باقی رہیں گے۔(عصیدة الشهدة شرح قصیدة البردة،ص۲۱۸)......علمیه

حدیث ''مَا مِنَ الْاَنْبِیَاء'' [1] کے یہی معنے ہیں [2] کیونکہ اس حدیث میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ جب معجزہ نفس وحی ہو تو بوجہ اتحادِ دلیل و مدلول وہ دلالت میں اَوضح و اَقویٰ ہوتا ہے اور اس پر ایمان لانے والے زیادہ ہوتے ہیں اسی واسطے قرآن کریم پر ایمان لانے والے ہر زمانے میں بکثرت رہے اور رہیں گے۔ [3]

خلاصہ کلام یہ کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی نبوت قرآن مجید پر مبنی ہے۔ چنانچہ خود قرآن مجید میں وارد ہے:

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا ۙ﴿۱﴾ (فرقان، ع ۱)
بڑی برکت ہے اس کی جس نے اتارا قرآن اپنے بندے پر کہ ہو جہان والوں کے لئے ڈرانے والا۔ [4]

اور قرآن کریم کے وحی الٰہی ثابت کرنے کے لئے کسی دلیل مغائر کی ضرورت نہیں [5] لہٰذا ہم قرآن ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ وجوہ ذیل سے اس کا معجزہ ہونا ثابت ہے:

اعجاز القرآن کی پہلی وجہ

فصاحت و بلاغت:

وجوہِ اعجاز میں سب سے اعلیٰ اور مُقَدَّم قرآن کریم کی فَصاحَت و بَلاغَت ہے جو خارِقِ عادتِ عَرَب ہے۔ زمانہ

---

1 ......عن ابی هريرة رضی اللّٰه تعالٰی عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه واله وسلم ما من الانبياء من نبی الا قد اعطی من الأيات ما مثله أمن عليه البشر وانما كان الذی اوتيت وحيا اوحی اللّٰه الیّ فارجو ان اكون اكثرهم تابعاً يوم القيامة. متتفق عليه(مشكوٰة باب فضائل سيد المرسلين صلوٰة اللّٰه وسلامه عليه) حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ نبیوں میں سے کوئی نبی نہیں مگر یہ کہ معجزات میں سے اسے ایسا معجزہ عطا ہوا کہ جس کی صفت یہ ہے کہ اسے دیکھ کر لوگ ایمان لائے اور سوائے اس کے نہیں کہ مجھے جو معجزہ عطا ہوا وہ وحی ہے جو اللّٰہ نے میری طرف بھیجی ہے اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ قیامت کے دن میں امت کے لحاظ سے ان سے زیادہ ہوں گا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ ۱۲ منہ......(مشكاة المصابيح، كتاب الفضائل والشمائل، باب فضائل سيد المرسلين، الحديث: ٥٧٤٦، ج ٢، ص ٣٥٤ ـ علميه)

2 ......دیکھو مقدمہ تاریخ ابن خلدون۔ ۱۲ منہ

3 ......مقدمة ابن خلدون، المقدمة السادسة فی اصناف المدركين للغيب... الخ، ج ١، ص ١٠٣ ـ علميه

4 ......ترجمۂ کنز الایمان: بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو۔ (پ ۱۸، الفرقان: ۱)۔ علمیہ

5 ......قرآنِ پاک کے سوا کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں۔

جاہلیت میں فصاحت و بلاغت میں عرب [1] کا وہ پایہ تھا کہ کسی دوسری قوم کو نصیب نہیں ہوا۔ ان کا نام ہی بتا رہا ہے کہ اس فن میں ان کو کس قدر مُزاولت [2] تھی۔ مہمات امور میں وہ اس فن کے عجائبات بداہۃً ظاہر کیا کرتے تھے۔ محافل و مجالس میں فی البدیہ خطبے پڑھ دیا کرتے تھے اور گھمسان کے معرکوں میں طعن وضرب کے درمیان رجز پڑھا کرتے تھے اور مطالبِ عالیہ کے حصول میں بھی اپنی سحر بیانی سے کام لیتے تھے۔ اس فن سے وہ بزدل کو دلیر، بخیل کو سخی، ناقص کو کامل، گمنام کو نامور اور مشکل کو آسان کر دیتے تھے۔ جسے چاہتے مدح سے شریف اور ہجو سے وَضیع [3] بنا دیتے۔ اور اسی سے کینہ دیرینہ دلوں سے دور کر کے بیگانے کو اپنا بنا لیتے۔ انہیں یقین تھا کہ اِقلیم سخن کے مالک اور میدانِ فصاحت و بلاغت کے شہسوار ہم ہی ہیں اور وہ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ کوئی کلام ہمارے کلام سے سبقت نہیں لے جا سکتا۔

فصاحت و بلاغت کے اس کمال پر ان کی روحانی حالت نہایت ہی گری ہوئی تھی وہ عموماً بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے، حتیٰ کہ خانۂ خدا کو انہوں نے بت خانہ بنایا ہوا تھا۔ بعضے آگ کی پرستش کرتے تھے۔ کچھ لوگ ستاروں اور سورج اور چاند کو پوجتے تھے۔ بعضے تشبیہ کے قائل تھے اور فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہا کرتے تھے اور بعض کو خدا کی ہستی ہی سے انکار تھا۔ اوامر و نواہی کی انہیں مطلق خبر نہ تھی اور نہ ان کے پاس کوئی الہامی کتاب تھی۔ دین ابراہیمی بجز چند رُسوم کے بالکل مفقود تھا۔ قَساوَتِ قلب کا یہ عالم تھا کہ بعضے لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دیتے تھے۔ وہ شب و روز زنا کاری، شراب خوری، قمار بازی اور قتل و غارتگری میں مشغول رہتے تھے۔ ان کے درمیان جو اہل کتاب موجود تھے ان کی حالت بھی دگرگوں تھی اور ان کی کتابیں بھی مُحرَّف ہو چکی تھیں۔ [4] یہود حضرت عزیر عَلَیْہِ السَّلَام کو خدا کا بیٹا کہتے تھے اور نصاریٰ تین خدا مانتے تھے اور مسئلۂ کفارہ کی آڑ میں اعمالِ حَسَنہ کی کوئی ضرورت ہی محسوس نہ کرتے تھے۔ غرض ملکِ عرب میں ساری دنیا کے مذاہبِ باطلہ اور عقائدِ قَبیحہ موجود تھے۔ مشرکین وہاں تھے، آتش پرست، ستارہ پرست، آفتاب پرست، ماہتاب پرست اور درخت پرست وہاں تھے، نصاریٰ وہاں تھے، یہود وہاں تھے، مُشَبِّہ و مُجَسِّمہ وہاں تھے، تَنَاسُخِیّہ وہاں تھے دَہریہ [5] وہاں تھے۔

---

1 ......لفظ عرب اعراب سے ہے۔ جس کے معنی ہیں پیدا گفتن سخن را وبفصاحت سخن گفتن۔ ۱۲ منہ

2 ......مہارت۔ 3 ......کمینہ۔ 4 ......یعنی ان میں ردوبدل ہو چکا تھا۔

5 ......مُشَبِّہ: حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ عَلٰی نَبِیِّنا و عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کو خدا کے مشابہ قرار دینے والے۔ مُجَسِّمہ: بت پرست۔ تَنَاسُخِیَّہ: وہ لوگ جن کا عقیدہ ہے کہ روح ایک قالب سے دوسرے میں منتقل ہو جاتی ہے۔ دَھْرِیَہ: خدا کو نہ ماننے والے، لامذہب۔

نظر بحالات مذکورہ بالا اس امر کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ ایسے مرکز میں خدا کی طرف سے ایک کامل طبیب روحانی ساری دنیا کے لئے مبعوث ہو چنانچہ حسبِ عادتِ الٰہی ان کے پاس اللّٰہ کا ایک کامل بندہ آیا اور ایک کامل کتاب لایا۔ جس میں قیامت تک ہر زمانے اور ہر قوم کے تمام رُوحانی امراض [1] کا خدائی نسخہ درج تھا۔

اس طبیبِ روحانی سے وہ پہلے ہی آشنا تھے کیونکہ وہ اللّٰہ کا پیارا خاتمِ سلسلۂ انبیاء انہیں میں سے تھا۔ انہیں کے درمیان پیدا ہوا اور انہیں کے درمیان پرورش پائی۔ ابھی اپنی والدہ ماجدہ کے بطن مبارک ہی میں تھا کہ والد ماجد نے انتقال فرمایا۔ جب چھ سال کا ہوا تو والدہ ماجدہ نے بھی اس دارِفانی سے رحلت فرمائی۔ بعد ازاں دادا اور چچا یکے بعد دیگرے اس کی پرورش کے متکفل ہوئے۔ اس طرح اس دُرِّ یتیم کی تعلیم کا کوئی سامان نہ ہوا نہ ہوسکتا تھا کیونکہ مکہ میں نہ کوئی مدرسہ تھا نہ کتب خانہ اور نہ وطن سے باہر کسی دوسری جگہ جا کر تعلیم پانے کا اتفاق ہوا۔ اگر ایسا ہوتا تو اہل مکہ سے کب پوشیدہ رہ سکتا تھا۔ غرض چالیس سال کی عمر تک وہ بندہ کامل اُمّیوں میں اُمّی مگر صدق و امانت میں مشہور رہا پھر یکایک استادِ اَزل کی تعلیم سے منصب نبوت پر سرفراز ہوا۔

اس اُمّی لقب امین نے جو کتاب اپنی نبوت کے ثبوت میں اپنے ہم وطنوں کے سامنے پیش کی وہ انہیں کی زبان میں تھی اور اسی فن میں ان سے معارضہ طلب کیا جس میں وہ نقارۂ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْم بجا رہے تھے۔ [2] اس میں شک نہیں کہ ان میں اَفْصَحُ الْفُصَحَاء اَبْلَغُ الْبُلَغَاء مَصَاقِعُ الْخُطَبَاء اور اَشْعَرُ الشُّعَرَاء موجود تھے مگر جب معارضہ کے لئے وہ کتاب پیش کی گئی تو ان کی عقلیں چکرا گئیں۔

اس رحمت عالم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے باوجود قلت اَتْبَاع [3] کے کھلے الفاظ میں یوں فرمادیا کہ اگر تمام انس و جن مل کر اس کا معارضہ کرنا چاہیں تو نہ کرسکیں گے۔ (بنی اسرائیل، رکوع ۱۰) پھر بطور اِرخاءِ عِنان [4] کہہ دیا کہ سارا نہیں تو ایسی دس سورتیں ہی بنالاؤ۔ (ہود، ع ۲) پھر اِتمام حجت کے لئے فرمادیا کہ دس نہیں تو ایسی ایک ہی سورت پیش

---

1 ...... يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ۬ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾ (یونس، ع ۶) اے لوگو! تم کو آئی ہے نصیحت تمہارے رب سے اور شفاء واسطے سینوں کے روگ کے اور ہدایت اور رحمت ایمان لانے والوں کے لئے۔ ۱۲ منہ

ترجمہ کنز الایمان: اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لئے۔ (پ ۱۱، یونس: ۵۷) ۔علمیہ

2 ...... بے جا ناز و فخر کرنے پر یہ جملہ کہا جاتا ہے۔ 3 ...... پیروکاروں کی کمی۔ 4 ...... ڈھیل دیتے ہوئے۔

کرو۔(یونس، ع۴) اسی طرح وہ اللّٰہ کا پیارا، دو جہان میں ہم گنہگاروں کا سہارا مکہ مشرفہ میں لگا تار دس سال کفار سے طلب معارضہ فرماتا رہا۔ پھر جب حکم الٰہی سے ہجرت فرما کر مدینے میں رونق افروز ہوا تو وہاں بھی دس سال ''فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ'' سے تحدّی کرتا رہا اور ساتھ ہی ''وَلَنْ تَفْعَلُوْا'' سے انہیں چونکاتا اور اکساتا رہا۔

اس عرصہ دراز میں اس ختم المرسلین نے اسی تحدّی[1] پر اکتفا نہ کیا بلکہ عرب جیسی قوم کو جس کی حَمِیَّت جاہلیہ مشہور ہے مجالس میں عَلٰی رُءُوْسِ الْاَشْهَاد[2] یوں پکار کر فرما دیا کہ تم گمراہ ہو، تمہارے آباء واجداد گمراہ تھے، تمہارے معبود دوزخ کا ایندھن ہیں، تمہاری جانیں اور تمہارے مال مسلمانوں کے لئے مباح ہیں۔ بایں ہمہ[3] انہوں نے معارضہ سے پہلوتہی کی۔ ان کی آنکھوں کے سامنے اسلام کی شوکت روز بروز بڑھتی جارہی تھی۔ ان کے شہر اسلام کے قبضے میں آرہے تھے ان کی اولاد کو گرفتار کرکے غلام بنایا جارہا تھا۔ ان کے بت توڑے جارہے تھے، ان کے باپ دادا دوزخی بتائے جارہے تھے۔ اس حالت میں اگر وہ ذرا سا معارضہ بھی کرسکتے تو اس ذلت کو ہرگز گوارا نہ کرتے کیونکہ قرآن کی چھوٹی سے چھوٹی سورت کے معارضہ سے یہ تمام خواری ورسوائی دور ہوسکتی تھی اور اسلام کی جَمْعِیَّت وشوکت کا شیرازہ ہمیشہ کے لئے پراگندہ ہوسکتا تھا۔ جَمْعِیَّت کے باوجود ان کا بیس سال اس ذلت کو برداشت کرنا اور جلاوطنی اور جِزْیَہ کو گوارا کرنا صاف بتا رہا ہے کہ وہ معارضہ سے عاجز تھے۔ مگر اپنے عِجْز پر پردہ ڈالنے کے لئے قسم قسم کے عذر اور حیلے بہانے کردیا کرتے تھے۔ چنانچہ کبھی اسے مَنْظُوم دیکھ کر شاعر کا قول یا کاہن کا قول بتاتے۔(حاقہ، ع۲) کبھی اپنی قدرت سے خارج دیکھ کر حیرت سے کہا کرتے کہ یہ تو صریح جادو ہے۔(سبا، ع۵) کبھی اپنی جہالت کے سبب سے کہتے کہ چاہیں تو ہم بھی ایسا کہہ لیں یہ تو پہلوں کے قصے کہانیاں ہیں۔(انفال، ع۴) کبھی کہتے کہ یہ اَضْغَاثُ اَحْلَام یعنی اڑتے خواب ہیں[4]۔(انبیاء، ع۱) کبھی اس کی تاثیر روکنے کیلئے کہتے کہ شور مچاؤ اور سننے نہ دو۔(حم سجدہ، ع۴) کبھی کہتے کہ قرآن سے ہمارے دل غلاف میں ہیں اور ہمارے کانوں میں گرانی ہے۔(حم سجدہ، ع۱) کبھی کہتے کہ ہم نے اپنے باپ دادوں میں یہ نہیں سنا یہ تو بتائی بات ہے۔(ص، ع۱) اور کبھی اس رحمۃ للعالمین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کو ساحِرِ کَذَّاب یعنی بڑا جھوٹا جادوگر۔(ص، ع۱) کبھی مَسْحُور یعنی جادو مارا۔(فرقان، ع۱) کبھی مُعَلَّم مجنون یعنی سکھایا ہوا باؤلا۔(دخان، ع۱) کبھی کاہن اور کبھی شاعر کہتے۔(طور، ع۲) مگر ایسے حیلوں اور عذروں سے کیا بن سکتا تھا۔

---

1 ……للکار۔ 2 ……علی الاعلان۔ 3 ……باوجود اس کے۔ 4 ……ایسے خواب جن کی کوئی تعبیر نہ ہو۔

چراغے را کہ ایزد بر فروزد	ہر آں کو پف زند ریشش بسوزد

جب عرب کے کمال فصاحت و بلاغت کے زمانے میں فُصحاء وبُلَغا چھوٹی سے چھوٹی سورت کے معارضے سے عاجز آگئے تو اَزْمِنۂ مابعد[1] کے عرب وعجم کا عجز خود ثابت ہوگیا۔ سیدنا ومولٰینا محمد مصطفٰے احمد مجتبٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رسالت کی یہ کیسی دلیلِ ساطع اور برہانِ قاطع[2] ہے کہ ساڑھے تیرہ سو سال سے زائد عرصہ گزر چکا کوئی شخص اَقْصَر سورت[3] کے معارضہ پر قادر نہیں ہوا اور نہ آئندہ ہوگا۔

اگر ہم کسی انسان کے کلام کو خواہ وہ کتنا ہی فصیح و بلیغ ہو مطالعہ کریں تو اختلافِ مضامین، اختلافِ اَحوال اور اختلافِ اَغراض سے ان کی فصاحت و بلاغت میں ظاہر فرق نظر آئے گا۔ مثلاً شعراء و خطبائے عرب جو فصاحت میں بطور نمونہ پیش کیے جاتے ہیں ان میں سے بعضے مدح میں بہت بڑھ چڑھ کر اور ہجو میں معمول سے بہت گرے ہوئے اور بعضے اس کے برعکس ہیں۔ بعضے مرثیہ گوئی میں فائق اور غزل میں بھدے اور بعضے اس کے خلاف ہیں اور بعضے رجز میں اچھے اور قصیدے میں خراب اور بعضے اس کے برعکس ہیں۔ بعضے کسی خاص شے کے وصف میں اوروں سے سبقت لے گئے ہیں۔ چنانچہ اِمْرَؤُالْقَیْس گھوڑے اور عورت کے وصف میں، اعشٰی شراب کے وصف میں، نابغہ ترہیب اور زُہَیر ترغیب میں مشہور ہیں۔ ذُوالرُّمَّہ تشبیب و تشبیہ میں اچھا اور رَیت، دوپہر، بیابان، پانی اور سانپ کے وصف میں بڑھ کر ہے مگر مدیح و ہجا میں گرا ہوا ہے اسی سبب سے اسے فُحُول شُعَراء[4] میں شمار نہیں کرتے بلکہ کہتے ہیں کہ اس کے شعر میں ہرنوں کی مینگنیاں اور خالِ عُرُوس[5] ہیں۔ فَرَزْدَق اگرچہ صاحبِ غزل ہے مگر تشبیب میں اچھا نہیں۔ جَرِیْر اگرچہ عورتوں سے پرہیز کرنے والا ہے مگر تشبیب میں سب سے اچھا ہے۔ اسی طرح شاعر اگر زُہد کو بیان کرنے لگے تو قاصر رہ جائے۔ اگر کوئی لائق اَدیب حلال و حرام کو بیان کرے تو اس کا کلام معمول سے گر جائے گا۔ علٰی ہذا القیاس اِختلافِ اَحوال سے بھی انسان کا کلام متفاوت ہوجاتا ہے۔ مثلاً خوشی کے وقت کا کلام غصہ کے وقت کے کلام سے بلحاظ فصاحت مختلف ہوتا ہے۔ اسی طرح اختلاف اغراض کے سبب سے انسان کبھی ایک چیز کی مدح کرتا ہے اور کبھی مذمت جس سے اس کے کلام میں ضرور فرق ہوجاتا ہے۔ علاوہ ازیں فُصَحاء وبُلَغاء کا کلام فَصْل و وَصْل، عُلُو ونزُول، تَقْرِیب و تَبْعِید وغیرہ میں مُتَفاوِت ہے۔ مثلاً بہت

---

1 ......اس کے بعد کے زمانے۔ 2 ......بلند و مضبوط دلیل۔ 3 ......قرآن کی سب سے چھوٹی سورت یعنی سورۃ الکوثر۔
4 ......جید شعراء۔ 5 ......دلہن کے کاجل یا تل کا ذکر

سے شعراء ایک مضمون سے دوسرے مضمون کی طرف اِنتقال کرنے اور ایک باب سے دوسرے باب کی طرف خُروج کرنے میں ناقص ہیں۔ چنانچہ سب کا اس اَمر پر اتفاق ہے کہ بُحْتُرِی جو نظم میں اچھا ہے۔ نَسیب سے مَدِیح کی طرف انتقال کرنے میں قاصر ہے۔ اس تمام کے برعکس قرآن کریم پر غور کیجئے باوجودیکہ اس میں وُجوہِ خِطاب مختلف ہیں کہیں قَصَص و مَواعِظ ہیں، کہیں حلال وحرام کا ذکر ہے، کہیں اعذار و انذار، کہیں وعدہ و وعید، کہیں تَخویف و تَبشیر اور کہیں تعلیم اَخلاقِ حسنہ ہے۔ مگر وہ ہر فن میں فَصاحت و بَلاحت و بَلاغت کے خارقِ عادات اعلیٰ درجے میں ہے اور اس میں کہیں اس منزلت عُلیا سے اِنحِطاط نہیں پایا جاتا اور اوّل سے آخر تک مقصد واحد کے لئے ہے اور وہ خلقت کو اللّٰہ کی طرف بلانا اور دنیا سے دین کی طرف پھیرنا ہے۔ چنانچہ آیہ ذیل میں اسی کی طرف اشارہ ہے:

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَ لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِیْهِ اخْتِلَافًا كَثِیْرًا ﴿۸۲﴾ (نسآء، رکوع ۱۱)

کیا غور نہیں کرتے قرآن میں اور اگر یہ ہوتا کسی اور کا سوائے اللّٰہ کے تو پاتے اس میں بہت تفاوت۔ (1)

مثال کے طور پر دیکھئے:۔

ترغیب میں:

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷﴾ (سجدہ، ع ۲)

سو کسی جی کو معلوم نہیں جو چھپا دھرا ہے ان کے واسطے جو ٹھنڈک ہے آنکھوں کی بدلہ اس کا جو کرتے تھے۔ (2)

اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ﴿۷۰﴾ یُطَافُ عَلَیْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّ اَكْوَابٍ ۚ وَ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْهِ الْاَنْفُسُ وَ تَلَذُّ الْاَعْیُنُ ۚ وَ اَنْتُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۚ﴿۷۱﴾ (زخرف، ع ۷)

چلے جاؤ بہشت میں تم اور تمہاری عورتیں کہ بناؤ کر دیئے جاؤ گے۔ لئے پھریں گے ان پر رکابیاں سونے کی اور آبخورے اور وہاں ہے جو دل چاہے اور جس سے آنکھیں آرام پاویں اور تم کو اس میں ہمیشہ رہنا ہے۔ (3)

---

(1) ......ترجمۂ کنز الایمان: تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں اور اگر وہ غیر خدا کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے۔ (پ ۵ نسآء: ۸۲)۔علمیہ

(2) ......ترجمۂ کنز الایمان: تو کسی جی کو نہیں معلوم جو آنکھ کی ٹھنڈک ان کے لیے چھپا رکھی ہے صلہ ان کے کاموں کا۔ (پ ۲۱، السجدۃ: ۱۷)۔علمیہ

(3) ......ترجمۂ کنز الایمان: داخل ہو جنت میں تم اور تمہاری بیبیاں تمہاری خاطریں ہوتیں ان پر دورہ ہو گا سونے کے پیالوں اور جاموں کا اور اس میں جو جی چاہے اور جس سے آنکھ کو لذت پہنچے اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔ (پ ۲۵، الزخرف: ۷۰۔۷۱)۔علمیہ

ترہیب میں :

اَفَاَمِنۡتُمۡ اَنۡ یَّخۡسِفَ بِکُمۡ جَانِبَ الۡبَرِّ اَوۡ یُرۡسِلَ عَلَیۡکُمۡ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوۡا لَکُمۡ وَکِیۡلًا ﴿۶۸﴾ اَمۡ اَمِنۡتُمۡ اَنۡ یُّعِیۡدَکُمۡ فِیۡهِ تَارَةً اُخۡرٰی فَیُرۡسِلَ عَلَیۡکُمۡ قَاصِفًا مِّنَ الرِّیۡحِ فَیُغۡرِقَکُمۡ بِمَا کَفَرۡتُمۡ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوۡا لَکُمۡ عَلَیۡنَا بِهٖ تَبِیۡعًا ﴿۶۹﴾ (بنی اسرائیل، ع ۷)

سو کیا تم نڈر ہو اس سے کہ دھنسا دے تم کو جنگل کے کنارے یا بھیج دے تم پر آندھی پھر نہ پاؤ تم اپنا کوئی کارساز یا نڈر ہو اس سے کہ پھر لے جاوے تم کو دریا میں دوسری بار پھر بھیجے تم پر پتھراؤ ہوا کا پھر غرق کرے تم کو بدلے اس ناشکری کے پھر نہ پاؤ تم اپنی طرف سے ہم پر اس کا دعویٰ کرنے والا ۔ (1)

ءَاَمِنۡتُمۡ مَّنۡ فِی السَّمَآءِ اَنۡ یَّخۡسِفَ بِکُمُ الۡاَرۡضَ فَاِذَا هِیَ تَمُوۡرُ ﴿۱۶﴾ اَمۡ اَمِنۡتُمۡ مَّنۡ فِی السَّمَآءِ اَنۡ یُّرۡسِلَ عَلَیۡکُمۡ حَاصِبًا ؕ فَسَتَعۡلَمُوۡنَ کَیۡفَ نَذِیۡرِ ﴿۱۷﴾ (ملک، ع ۲)

کیا نڈر ہو تم اس سے جو آسمان میں ہے کہ دھنسا دے تم کو زمین میں ۔ پس ناگاہ وہ جنبش کرے یا نڈر ہو اس سے جو آسمان میں ہے کہ بھیجے تم پر پتھراؤ ہوا کا سو اب جانو گے کیسا ہے ڈرانا میرا ۔ (2)

زجر میں :

فَکُلًّا اَخَذۡنَا بِذَنۡۢبِهٖ ۚ فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ اَرۡسَلۡنَا عَلَیۡهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ اَخَذَتۡهُ الصَّیۡحَةُ ۚ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ خَسَفۡنَا بِهِ الۡاَرۡضَ ۚ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ اَغۡرَقۡنَا ۚ وَمَا کَانَ اللّٰهُ لِیَظۡلِمَهُمۡ وَلٰکِنۡ کَانُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ یَظۡلِمُوۡنَ ﴿۴۰﴾ (عنکبوت، ع ٤)

پھر ہر ایک کو پکڑا ہم نے اس کے گناہ پر سو ان میں سے کوئی تھا کہ اس پر بھیجا ہم نے پتھراؤ ہوا کا اور کوئی تھا کہ اس کو پکڑا چنگھاڑ نے اور کوئی تھا کہ اس کو دھنسا تا ہم نے زمین میں اور کوئی تھا کہ اس کو ڈبوتا ہم نے اور اللّٰہ ایسا نہیں ہے کہ ان پر ظلم کرے پر تھے وہ اپنا آپ برا کرتے ۔ (3)

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: کیا تم اس سے نڈر ہوئے کہ وہ خشکی ہی کا کوئی کنارہ تمہارے ساتھ دھنسا دے یا تم پر پتھراؤ بھیجے، پھر اپنا کوئی حمایتی نہ پاؤ یا اس سے نڈر ہوئے کہ تمہیں دوبارہ دریا میں لے جائے پھر تم پر جہاز توڑنے والی آندھی بھیجے تو تم کو تمہارے کفر کے سبب ڈبو دے پھر اپنے لیے کوئی ایسا نہ پاؤ کہ اس پر ہمارا پیچھا کرے۔(پ ۱۵ ،بنی اسرائیل:۶۸۔۶۹)۔علمیه

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: کیا تم اس سے نڈر ہوگئے جس کی سلطنت آسمان میں ہے کہ تمہیں زمین میں دھنسا دے جبھی وہ کانپتی رہے یا تم نڈر ہوگئے اس سے جس کی سلطنت آسمان میں ہے کہ تم پر پتھراؤ بھیجے تو اب جانو گے کیسا تھا میرا ڈرانا۔(پ ۲۹ ،الملک:۱۶۔۱۷)۔علمیه

3 ......ترجمۂ کنز الایمان: تو ان میں ہر ایک کو ہم نے اس کے گناہ پر پکڑا تو ان میں کسی پر ہم نے پتھراؤ بھیجا اور ان میں کسی کو چنگھاڑ نے آ لیا اور ان میں کسی کو زمین میں دھنسا دیا اور ان میں کسی کو ڈبو دیا اور اللّٰہ کی شان نہ تھی کہ ان پر ظلم کرے ہاں وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔(پ ۲۰ ،العنکبوت:۴۰)۔علمیه

وعظ میں:

اَفَرَءَیْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِیْنَ ۝ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ ۝ مَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یُمَتَّعُوْنَ ۝ (شعراء، ع ۱۱)

بھلا بتلا وا گر ہم فائدہ دیں ان کو کئی برس پھر آوے ان پر (عذاب) جس کا ان سے وعدہ تھا کیا کام آوے گا ان کے تمتع ان کا۔ (1)

اِلٰہیات میں:

اَللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَ مَا تَغِیْضُ الْاَرْحَامُ وَ مَا تَزْدَادُؕ وَ كُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۝ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ الْكَبِیْرُ الْمُتَعَالِ ۝ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَ مَنْ جَهَرَ بِهٖ وَ مَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۭ بِالَّیْلِ وَ سَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ۝ (رعد، ع ۲)

اللّٰہ جانتا ہے جو پیٹ میں رکھتی ہے ہر مادہ اور جو سکڑتے ہیں پیٹ اور بڑھتے ہیں اور ہر چیز اس کے نزدیک اندازہ پر ہے۔ وہ جاننے والا چھپے اور کھلے کا۔ عظیم الشان بلند۔ برابر ہے تم میں جو چپکے بات کہے اور جو کہے پکار کر اور جو چھپنے والا ہے رات کو چلنے والا ہے دن کو۔ (2)

اسی طرح قرآن کریم کے فَواتِح وخَواتِم ،مَواضِعِ فَصْل ووَصْل اور مواقعِ تحوُّل وتَنقُّل کو دیکھئے اس کے پڑھنے والوں کو خارقِ عادت بدیع تالیف کے سبب سے فَصْل بھی وَصْل معلوم دیتا ہے اور ایک قصے سے دوسرے قصے کی طرف اور ایک شے سے دوسری شے کی طرف مثلاً وعدہ سے وعید اور ترغیب سے ترہیب کی طرف انتقال کرنے میں مختلف مؤتلف اور مُتَبائِن متناسب نظر آتا ہے۔

اس مقام پر بغرضِ توضیح قرآن کی فصاحت وبلاغت کے متعلق چند شہادتیں پیش کی جاتیں ہیں۔ سَبْعِ مُعلَّقات جو تمام عرب جاہلیت کا مایۂ فخر وناز تھے اور خانہ کعبہ کے دروازے پر آویزاں تھے۔ قرآن شریف کے نازل ہونے پر

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: بھلا دیکھو تو اگر کچھ برس ہم انہیں برتنے دیں پھر آئے ان پر وہ جس کا وہ وعدہ دیئے جاتے ہیں تو کیا کام آئے گا ان کے وہ جو برتتے تھے۔(پ۱۹، الشعراء:۲۰۵۔۲۰۷)۔علمیه

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: اللہ جانتا ہے جو کچھ کسی مادہ کے پیٹ میں ہے اور پیٹ جو کچھ گھٹتے اور بڑھتے ہیں اور ہر چیز اس کے پاس ایک اندازے سے ہے ہر چھپے اور کھلے کا جاننے والا سب سے بڑا بلندی والا برابر ہیں جو تم میں بات آہستہ کہے اور جو آواز سے اور جو رات میں چھپا ہے اور جو دن میں راہ چلتا ہے۔(پ۱۳، الرعد:۸۔۱۰)۔علمیه

اتار لئے گئے۔ یہ قصائد اب تک موجود ہیں مگر سَبْعِ طِوَال [1] کی جھلک سے اپنی آب و تاب سب کھو بیٹھے ہیں۔

حضرت لَبِید [2] بن ربیعہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ جو سبع معلقات کے شعراء میں سے تھے اسلام لے آئے تھے اور ساٹھ سال اسلام میں زندہ رہے۔ اسلام لانے کے بعد انہوں نے سوائے ایک بیت کے کوئی شعر نہیں کہا۔ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنی خلافت میں ان سے فرمایا کہ مجھے اپنے شعر سناؤ۔ اس پر آپ نے سورۂ بقرہ پڑھی اور عرض کیا: میں شعر نہیں کہنے کا جب کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سورۂ بقرہ سکھادی ہے۔

ابو عبیدہ [3] قاسم بن سلام بغدادی (متوفی ۲۲۳ھ) جو امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد اور فقہ و حدیث ولغت میں امام ہیں حکایت کرتے ہیں کہ ایک بادیہ نشین عرب نے کسی کو یہ آیت پڑھتے سنا:

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ (حجر، ع ٦) سو سنادے کھول کر جو تجھ کو حکم ہوا۔ [4]

اس نے سنتے ہی سجدہ کیا اور کہا کہ میں نے اس کلام کی فصاحت کو سجدہ کیا ہے۔

ایک دفعہ کسی اعرابی نے یہ آیت سنی:

فَلَمَّا اسْتَايْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا (یوسف، ع ۱۰) پھر جب ناامید ہوئے اس سے اکیلے بیٹھے مصلحت کو۔ [5]

کہنے لگے: میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی مخلوق اس کلام کی مثل پر قادر نہیں۔ [6]

امام اَصْمَعی یعنی عبد الملک بن اَصْمَع بصری (متوفی ۲۱۰ھ) جو لغت و نحو و ادب و نوادر میں امام ہیں بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک پانچ یا چھ سال کی لڑکی کو یہ کہتے سنا کہ میں اپنے تمام گناہوں سے استغفار کرتی ہوں۔ میں نے سن کر کہا: تو کس چیز پر استغفار کرتی ہے تو تو مکلف ہی نہیں۔ وہ بولی:

---

1 ......سورة البقرة، آل عمران، النساء، المائدة، الانعام، الاعراف، الانفال، التوبة، یہ آٹھ سورتیں سبع طوال کہلاتی ہیں اور الانفال اور التوبة کے درمیان بسم اللّٰہ نہ ہونے کی وجہ سے اسے ایک شمار کیا گیا ہے۔علمیه

2 ......کتاب الشعر والشعراء لابن قتیبة، ترجمہ لبید بن ربیعہ۔

3 ......ان مثالوں کے لئے دیکھو شفاء شریف اور مواہب لدنیہ۔۱۲منہ

4 ......ترجمۂ کنز الایمان: تو علانیہ کہہ دو جس بات کا تمہیں حکم ہے۔ (پ ۱٤، الحجر: ۹٤)۔علمیه

5 ......مطلب یہ ہے کہ جب وہ حضرت یوسف سے بہت مایوس ہو گئے تو الگ ہو کر باہم مشورہ کرنے لگے اور سوچنے لگے کہ باپ کے پاس جا کر کیا جھوٹ بنا کر کہیں گے اور اس حادثہ کا کیا ذکر کریں گے۔ پس یہ تھوڑے سے کلمے اس طویل قصے کو شامل ہیں۔۱۲منہ......(ترجمۂ کنز الایمان: پھر جب اس سے ناامید ہوئے الگ جا کر سرگوشی کرنے لگے۔ (پ ۱۳، یوسف: ۸۰)۔علمیه

6 ......الشفاء بتعریف حقوق المصطفی، فصل فی اعجاز القرآن، الجزء الاول، ص ۲٦۲۔علمیه

استغفر اللہ لذنبی کلہ　　قتلت انسانا بغیر حلہ

مثل غزال ناعم فی دلہ　　انتصف اللیل ولم اصلہ

میں نے کہا: اللہ تجھے مارے تو کیسی فصیح ہے! وہ کہنے لگی: قرآن میں یہ آیت ہے:

وَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰۤى اُمِّ مُوْسٰۤى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِيْ وَلَا تَحْزَنِيْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ (قصص، ع۱)

اور ہم نے حکم بھیجا موسیٰ کی ماں کو کہ اسکو دودھ پلا پھر جب تجھ کو ڈر ہو اس کا تو ڈال دے اسکو دریا میں اور ڈر مت اور غم مت کھا بے شک ہم لوٹانے والے ہیں اس کو تیری طرف اور بنانے والے ہیں اس کو رسولوں سے۔[1]

کیا اس آیت کے مقابل میرا یہ قول فصیح کہا جاسکتا ہے؟ اس ایک آیت میں دو امر، دو نہی، دو خبریں اور دو بشارتیں جمع ہیں۔[2]

حکایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ایک روز مسجد نبوی میں لیٹے ہوئے تھے۔ آپ کے سرہانے کھڑا ہوا ایک شخص کلمہ شہادت پڑھ رہا تھا آپ نے اس سے سبب دریافت کیا اس نے کہا کہ میں بَطارِقۂ روم میں سے ہوں مجھے عربی زبانیں آتی ہیں میں نے ایک مسلمان قیدی سے سنا کہ وہ آپ مسلمانوں کی کتاب میں سے ایک آیت پڑھ رہا تھا میں نے اس آیت پر غور کیا اس میں وہ احوال دنیا و آخرت جمع ہیں جو اللّٰہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ بن مریم عَلَیْہِمَا السَّلَام پر نازل فرمائے وہ آیت یہ ہے:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ (نور، ع۷)[3]

اور جو کوئی حکم پر چلے اللہ کے اور اسکے رسول کے اور ڈرتا رہے اللہ سے اور بچ کر چلے اس سے سو وہی لوگ ہیں مراد کو پہنچنے والے۔[4]

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو الہام فرمایا کہ اسے دودھ پلا پھر جب تجھے اس سے اندیشہ ہو تو اسے دریا میں ڈال دے اور نہ ڈر اور نہ غم کر بیشک ہم اسے تیری طرف پھیر لائیں گے اور اسے رسول بنائیں گے۔ (پ ۲۰، القصص:۷)۔علمیہ

2 ......المواھب اللدنیة مع شرح الزرقانی، المقصد الرابع فی معجزاته الدالة علی ثبوت نبوته، ج۶، ص۴۳۷-۴۳۸۔علمیہ

3 ......الشفاء بتعریف حقوق المصطفی، فصل فی اعجاز القرآن، الجزء الاول، ص۲۶۲۔علمیہ

4 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور جو حکم مانے اللہ اور اس کے رسول کا اور اللہ سے ڈرے اور پرہیزگاری کرے تو یہی لوگ کامیاب ہیں۔ (پ۱۸، النور:۵۲)۔علمیہ

ابن مُقَفَّع [1] نے جو فصاحت و بلاغت میں یگانہ روزگار تھا اور زمانہ تابعین میں تھا قرآن شریف کے معارضہ میں کچھ لکھنا شروع کیا ایک روز ایک مکتب پر سے اس کا گزر ہوا جس میں ایک لڑکا یہ آیت پڑھ رہا تھا:

وَ قِيْلَ يٰۤاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَ يٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَ قُضِيَ الْاَمْرُ وَ اسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَ قِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (۴۴) (ھود، ع ۴)

اور حکم آیا اے زمین نگل جا اپنا پانی اور اے آسمان تھم جا اور خشک کیا گیا پانی اور تمام کیا گیا کام اور کشتی ٹھہری جودی پہاڑ پر اور حکم ہوا کہ دور ہوں قوم بے انصاف۔ [2]

وہ سن کر واپس آیا اور جو کچھ لکھا تھا سب مٹا ڈالا اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کا معارضہ نہیں ہو سکتا یہ انسان کا کلام نہیں۔ [3]

یحییٰ بن الحکم الغزال نے جو بقول ذہبی دوسری اور بقول ابن حبان تیسری صدی ہجری میں اَنْدُلُس میں فُحُول شُعراء [4] میں سے تھا قرآن کے معارضے کا ارادہ کیا ایک روز سورۂ اخلاص کا معارضہ کرنے لگا تو اس پر ہیبت طاری ہو گئی جو اس کی توبہ کا باعث ہوئی۔

امام ابن الجوزی [5] (متوفی ۵۹۷ھ) نے وفاء فی فضائل المصطفیٰ میں ذکر کیا ہے کہ امام ابن عقیل نے کہا کہ ابو محمد بن مسلم نحوی نے مجھ سے حکایت کی ہے کہ ہم اعجاز القرآن پر گفتگو کر رہے تھے۔ وہاں ایک فاضل شیخ موجود تھا اس نے کہا کہ قرآن میں ایسی کون سی چیز ہے جس سے فضلاء عاجز آ جائیں۔ پھر وہ کاغذ دوات لے کر بالاخانے پر چڑھ گیا اور وعدہ کیا کہ تین دن کے بعد قرآن کے معارضے میں کچھ لکھ کر لاؤں گا جب تین دن گزر گئے تو ایک شخص بالاخانے پر چڑھا اور اس کو سہارا لئے ہوئے اس حال میں پایا کہ اس کا ہاتھ قلم پر سوکھ گیا تھا۔ [6]

---

1 ......سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں یہاں "ابن مقنع" لکھا ہے جو کہ کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ "المواھب اللدنیۃ" وغیرہ میں "ابن مُقَفَّع" ہے لہٰذا ہم نے یہاں "المواھب اللدنیۃ" کے مطابق "ابن مُقَفَّع" لکھا ہے۔ واللّٰہ تعالٰی اعلم۔ علمیہ

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور حکم فرمایا گیا کہ اے زمین اپنا پانی نگل لے اور اے آسمان تھم جا اور پانی خشک کر دیا گیا اور کام تمام ہوا اور کشتی کوہِ جودی پر ٹھہری اور فرمایا گیا کہ دور ہوں بے انصاف لوگ۔ (پ ۱۲، ھود: ۴۴)۔ علمیہ

3 ......المواھب اللدنیة مع شرح الزرقانی، المقصد الرابع فی معجزاته الدالة علی ثبوت نبوته، ج ۶، ص ۴۴۴۔ علمیہ

4 ......جید شعراء۔

5 ......دیکھو حجة اللّٰه علی العالمین فی معجزات سید المرسلین للنبهانی، مطبوعہ بیروت، ص ۳۰۹۔ ۱۲ منہ

6 ......حجة اللّٰه علی العالمین فی معجزات سید المرسلین، الفصل الثانی فی بیان وجوه... الخ، ص ۲۲۸۔ علمیہ

مُسَیلمہ کَذّاب نے قرآن کی بعض چھوٹی سورتوں کے معارضہ میں کچھ لکھا مگر ایسا کہ اَطفالِ مکتب بھی اسے دیکھ کر ہنسیں۔ سورۂ کوثر پر جو اس لعین نے لکھا تھا ہم ان شاء اللّٰہ اسے اس بحث کے اخیر میں لائیں گے اور اس لعین کے کلام کی سخافت [1] ظاہر کرنے کے لئے اس سورت کی وجہ اعجاز پر مفصل بحث کریں گے اور مزید توضیح کے لئے قرآن کی فصاحت کے متعلق دو اور مثالیں پیش کریں گے۔

اعتراض:۔

قرآن شریف میں انبیائے کرام کے قصے بار بار لائے گئے ہیں چنانچہ بقولِ بعض حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلام کا ذکر ایک سو بیس جگہ ہے اور بقول ابن عربی حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلام کا قصہ پچیس آیتوں میں اور حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلام کا قصہ نوّے آیتوں میں ذکر کیا گیا ہے یہ خلافِ فصاحت ہے۔

جواب:۔

وہ تکرار خلافِ فصاحت ہوتی ہے جس میں کچھ فائدہ نہ ہو مگر قَصَصِ قرآنی کی تکرار فوائد سے خالی نہیں۔ علامہ بَدر بن جَماعَہ نے اس مضمون پر ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ''اَ لْمُقْتَنَص فِیْ فَوَائِدِ تَکْرَارِ الْقَصَص'' ہے۔ اس میں تکریرِ قَصَص کے کئی فائدے [2] ذکر کیے ہیں۔

﴿1﴾...... ہر جگہ کچھ نہ کچھ زیادتی ہے جو دوسری جگہ نہیں یا کسی نکتہ کے لئے ایک کلمہ کی جگہ دوسرا کلمہ لایا گیا ہے اور یہ بلغاء کی عادت ہے۔

﴿2﴾...... ایک جماعت ایک قصہ سن کر اپنے گھر چلی جاتی تھی اس کے بعد دوسری جماعت ہجرت کر کے آتی تھی اور جو کچھ پہلی جماعت کے چلے جانے کے بعد نازل ہوتا اسے روایت کرتی اگر تکرار قصص نہ ہوتی تو قصہ موسیٰ کو ایک قوم سنتی اور قصہ عیسیٰ کو دوسری قوم سنتی اسی طرح باقی قصوں کا حال ہوتا۔ پس اللّٰہ تعالیٰ نے چاہا کہ تمام لوگ ان قصوں کے سننے میں مشترک ہوں تاکہ ایک قوم کو اِفادہ اور دوسری کو زیادہ تاکید حاصل ہو۔

﴿3﴾...... ایک ہی مضمون کو مختلف اَسالِیب میں بیان کرنے میں جو فصاحت ہے وہ پوشیدہ نہیں۔

---

1 ...... بیہودہ، واہیات و بے فائدہ
2 ...... دیکھو اتقان للسیوطی، جزء ثانی، صفحہ ۶۸۔ ۱۲ منہ

﴿4﴾...... قصص کے نقل کرنے پر اس قدر دَواعی نہیں جتنے کہ احکام کے نقل کرنے پر ہیں اس لئے احکام کے برعکس قصص کو بار بار لایا گیا ہے۔

﴿5﴾...... اللہ تعالٰی نے قرآن مجید نازل فرمایا اور لوگ اس کی مثل لانے سے عاجز آ گئے پھر ان کے عجز کے معاملہ کو اس طرح واضح کر دیا کہ ایک قصہ کو کئی جگہ ذکر کیا تا کہ معلوم ہو جائے کہ وہ اس کی مثل لانے سے عاجز ہیں خواہ کوئی سے الفاظ میں لائیں اور کسی عبارت سے تعبیر کریں۔

﴿6﴾...... جب اللہ تعالٰی نے منکرین سے تحدّی[1] کی کہ اس کی مثل ایک سورت بنالاؤ تو اگر ایک قصے کو ایک ہی جگہ ذکر کیا جاتا اور اسی پر کفایت کی جاتی، اہل عرب کہتے کہ تم ہی اس کی مثل ایک سورت پیش کرو پس اللہ تعالٰی نے ہر طرح سے ان کی حجت دور کرنے کے لئے ایک قصے کو کئی سورتوں میں نازل فرمایا۔

﴿7﴾...... جب ایک قصے کو بار بار ذکر کیا گیا اور ہر جگہ اس کے الفاظ میں کمی بیشی اور تقدیم و تاخیر کر دی گئی اور مختلف اُسلوب عمل میں لایا گیا تو یہ عجیب بات پیدا ہو گئی کہ ایک ہی معنی مختلف صورتوں میں جلوہ اَفروز ہوا اور لوگوں کو اس کے سننے کی طرف کشش ہو گئی کیونکہ ہر نئے اَمر میں لذت ہوتی ہے اور اس سے قرآن مجید کا ایک خاصہ ظاہر ہو گیا کیونکہ باوجود تکرار کے لفظ میں کوئی عیب اور سننے کے وقت کوئی ملال پیدا نہیں ہوتا پس کلامِ الٰہی بندوں کے کلام سے ممتاز رہا۔[2]

اعتراض:۔

مانا کہ ایک معنی کو مختلف لباس اور مختلف اسلوب میں ظاہر کرنے سے فصاحت میں کوئی خلل نہیں آتا بلکہ یہ ابلغ ہے مگر بعض جگہ ایک ہی جملہ بار بار لایا گیا ہے چنانچہ سورۂ شعراء میں:

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝۸ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۝۹ [3]

آٹھ بار لایا گیا ہے۔ اور سورۂ قمر میں:

---

1 ...... چیلنج دینا

2 ......الاتقان فی علوم القرآن، النوع السادس والخمسون فی الایجاز والاطناب، ج۲، ص۳۹۳۔۳۹۴۔علمیه

3 ...... ترجمۂ کنز الایمان: بیشک اس میں ضرور نشانی ہے اور ان کے اکثر ایمان لانے والے نہیں اور بیشک تمہارا رب ضرور وہی عزت والا مہربان ہے۔(پ۱۹، الشعراء:۸۔۹)۔علمیه

لَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۷﴾ (1)

چار بار اور سورۂ رحمٰن میں

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۳﴾ (2)

اکتیس بار اور سورہ مرسلات میں

وَیْلٌ یَّوْمَىٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۴۹﴾ (3)

دس بار مذکور ہے۔

جواب:

ان سورتوں میں بھی تکرارِ آیت فائدہ سے خالی نہیں کیونکہ ہر جگہ متعلق بہ مختلف ہے تاکہ ہر خبر کے سننے کے بعد تجدیدِ نصیحت و عبرت ہو۔ چنانچہ سورۂ شعراء میں ہر قصے کے بعد:

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ الاٰیۃ (4)

مذکور ہے اور ہر دفعہ ایک نبی اور اس کی امت کے قصے کی طرف اشارہ ہے کہ اس نبی پر ایمان لانے والے سلامت رہے اور منکرین تباہ ہوئے اور پھر بار بار بتلادیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کے لئے رحم والا اور منکروں کے لئے عزیز یعنی زبردست ہے تاکہ اس امت کے لوگ نصیحت پکڑیں۔ یہی حال سورۂ قمر میں تکرارِ آیت کا ہے کیونکہ اس میں قصہ نوح و عاد وثمود ولوط میں سے ہر ایک کے بعد

وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ الآیۃ (5)

مذکور ہے تاکہ قرآن پڑھنے والے اس سے عبرت پکڑیں۔ اسی طرح سورۂ مرسلات میں ہر دفعہ ایک نشانی کے ذکر کے

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: بیشک ہم نے قرآن یاد کرنے کے لیے آسان فرمادیا تو ہے کوئی یاد کرنے والا۔ (پ۲۷، القمر:۱۷)۔علمیہ

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: تو اے جن وانس تم دونوں اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔ (پ۲۷، الرحمن:۱۳)۔علمیہ

3 ......ترجمۂ کنز الایمان: اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی۔ (پ۲۹، المرسلت:۴۹)۔علمیہ

4 ......ترجمۂ کنز الایمان: بیشک اس میں ضرور نشانی ہے۔ (پ۱۹، الشعراء:۸)۔علمیہ

5 ......پ۲۷، القمر:۱۷۔علمیہ

بعد آیا ہے کہ قیامت کے دن خرابی ہوگی ان لوگوں کے لئے جو اس نشان کو جھٹلانے والے ہیں، علیٰ ہذا القیاس۔ سورۂ رحمٰن میں ہر بار مختلف نعمتوں کے ذکر کے بعد:

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۳﴾ (1)

آیا ہے تاکہ لوگ سن کر ہدایت پائیں۔ جیسا کہ ایک ناشکر گزار مُحسَن الیہ کو مُحسِن کہے: کیا تو فقیر نہیں تھا میں نے تجھے امیر بنا دیا، آیا تجھے اس سے انکار ہے؟ کیا تو ننگا نہ تھا میں نے تجھے لباس پہنا دیا، آیا تجھے اس سے انکار ہے؟ کیا تو گمنام نہ تھا میں نے تجھے نامور کردیا، آیا تجھے اس سے انکار ہے؟

کتب عہد عتیق میں مزمور ۱۳۶ میں یہی طرز پایا جاتا ہے جس کا عربی ترجمہ جو قسیس ولیم ہاج مل مدرس مدرسہ اسقفیہ کلکتہ نے کیا ہے وہ اس وقت ہمارے زیر نظر ہے اس میں ہر آیت کے بعد ''اِنَّ رَحْمَتَهٗ اِلَى الْاَبَدِ'' اٹھائیس بار آیا ہے۔ بخوفِ طوالت ہم اس مزمور کو یہاں نقل نہیں کرتے۔

اعجاز القرآن کی دوسری وجہ

نَظمِ قرآن کا اُسلُوبِ بَدِیع:

اگرچہ قرآن مجید کے الفاظ و حروف کلامِ عرب کی جنس سے ہیں اور ان کی نَظم و نثر میں مستعمل ہیں مگر اس کا اُسلوب تمام اَسالیب سے جدا ہے اور اَنواعِ کلام (قصائِد، خُطَب، رَسائِل، مُحاوَرہ) میں سے کسی سے نہیں ملتا۔ بایں ہمہ سب اَنواع کے محاسن کا جامع ہے۔ اہل عرب اَنواع چہارگانہ کے سوا کوئی اور اُسلوب وطرز نہ جانتے تھے اور نہ کسی نئے طرز میں کلام کرسکتے تھے پس ایک عجیب نرالے اسلوب کا آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم (جو اُمّی تھے) کی زبان مبارک پر جاری ہونا عین اعجاز ہے۔

اس کتاب میں پہلے مذکور ہو چکا ہے کہ ایک روز وَلید بن مُغیرَہ نے قریش سے کہا کہ ایامِ حج قریب ہیں عرب کے قبائل تم سے اس مدعی نبوت (حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم) کی نسبت دریافت کریں گے تم اس کی نسبت ایک رائے قائم کرلو۔ اس پر قریش نے مختلف رائیں پیش کیں کہ وہ کاہن ہے، دیوانہ ہے، شاعر ہے، جادوگر ہے۔ ولید

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: تو اے جن و انس تم دونوں اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔ (پ ۲۷، الرحمن: ۱۳)۔ علمیه

نے یکے بعد دیگرے ان تمام کی تردید کر کے کہا:

''اللہ کی قسم! اس کے کلام میں بڑی حلاوت ہے۔ اس کلام کی اصل مضبوط جڑ والا درخت خرما ہے اور اس کی فرع پھل ہے۔ ان باتوں میں سے جو بات تم کہو گے وہ ضرور پہچان لی جائے گی کہ جھوٹ ہے۔ اس کے بارے میں صحت کے قریب تر قول یہ ہے کہ تم کہو وہ جادوگر ہے اور ایسا کلام لایا ہے جو جادو ہے۔ اس کلام سے وہ باپ بیٹے میں، بھائی بھائی میں، میاں بیوی میں، خویش واقارب میں جدائی ڈال دیتا ہے۔''

اسی طرح ایک روز آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مسجد میں اکیلے بیٹھے ہوئے تھے۔ قریش نے اپنے سردار عُتْبَہ بن رَبِیعَہ کو آپ کی خدمت میں بھیجا اور اس نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر کئی باتیں پیش کر کے کہا کہ ان میں سے ایک پسند کر لیجئے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کے جواب میں سورۂ حٰم السجدہ کی شروع کی آیتیں تلاوت فرمائیں۔ عُتْبَہ نے قریش سے جا کر کہا:

''اللّٰہ کی قسم! میں نے ایسا کلام سنا کہ اس کی مثل کبھی نہیں سنا اللّٰہ کی قسم! وہ شعر نہیں نہ جادو ہے نہ کہانت۔ اے گروہ قریش! میرا کہا مانو: اس شخص کو کرنے دو جو کرتا ہے، اور اس سے الگ ہو جاؤ۔ اللّٰہ کی قسم! میں نے جو کلام اس سے سنا ہے اس کی بڑی عظمت وشان ہوگی اگر عرب اس کو مغلوب کر لیں تو تم غیر کے ذریعے سے اس سے بچ گئے۔ اگر وہ عرب پر غالب آ گیا تو اس کا ملک تمہارا ملک ہے اور اس کی عزت تمہاری عزت ہے اور تم اس کے سبب سے خوش نصیب ہو جاؤ گے۔''

قریش یہ سن کر کہنے لگے کہ اس نے تو اپنی زبان سے تجھے بھی جادو کر دیا۔ عتبہ بولا کہ ''اس کی نسبت میری یہی رائے ہے تم کرو جو چاہو۔''

صحیح مسلم میں حدیث اسلام ابوذر غفاری میں خود ابوذر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میرے بھائی انیس نے مجھ سے کہا کہ مجھ کو مکہ میں ایک کام ہے تو بکریوں کی حفاظت رکھنا۔ یہ کہہ کر انیس چلا گیا اور مکہ پہنچ گیا دیر کے بعد واپس آیا تو میں نے پوچھا: تو نے کیا کیا؟ وہ بولا: میں مکہ میں ایک شخص سے ملا جو کہتا ہے کہ میں اللّٰہ کا رسول ہوں۔ میں نے پوچھا کہ لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ لوگ کہتے ہیں: وہ شاعر ہے، کاہن ہے، جادوگر

ہے۔ پھر انیس ہی جو خود بڑا شاعر تھا کہنے لگا:

''اللّٰہ کی قسم! میں نے کاہنوں کا کلام سنا ہوا ہے، اس کا کلام کاہنوں کا کلام نہیں۔ اللّٰہ کی قسم! میں نے اس کے کلام کو شعر کی تمام قسموں کے ساتھ مقابلہ کیا ہے، میرے بعد کسی سے یہ نہ بن پڑے گا کہ کہے: وہ کلام شعر ہے۔ اللّٰہ کی قسم! وہ سچے نبی ہیں اور کافر بیشک جھوٹے ہیں۔''[1]

اس حدیث میں اس کے بعد یہ مذکور ہے کہ یہ سن کر ابوذر غفاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ مکہ میں حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے۔ جب اپنے بھائی انیس کے پاس واپس آئے تو ان کے اسلام کی خبر سن کر حضرت انیس اور ان کی والدہ بھی ایمان لے آئے۔ پھر تینوں اپنی قوم غفار میں آئے آدھی قوم ایمان لے آئی۔ جب آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو باقی بھی ایمان لے آئے۔ اس طرح قبیلہ اسلم بھی مسلمان ہوگیا۔ اس پر حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''غفار غفر اللہ لها واسلم سالمها اللہ''، یعنی اللّٰہ تعالیٰ قبیلہ غفار کو بخش دے اور قبیلہ اسلم کو سلامت رکھے۔[2]

ابن سعد نے طبقات میں بروایت یزید بن رومان اور محمد بن کعب اور شعبی اور زہیری وغیرہ روایت کیا ہے کہ بنی سلیم میں سے ایک شخص جس کا نام قیس بن نسیبہ تھا رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور آپ کا کلام سنا اور آپ سے کئی باتیں دریافت کیں آپ نے ان کا جواب دیا اس نے وہ سب کچھ یاد کر لیا پھر آپ نے اسے دعوت اسلام دی وہ ایمان لے آیا اور اپنی قوم میں جا کر کہنے لگا:

''بے شک میں نے روم کا ترجمہ، فارس کا زَمۡزَمَہ،[3] عرب کے اشعار، کاہن کی کہانت اور ملوک حمیر کا کلام سنا ہے مگر محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا کلام ان کے کلام میں سے کسی سے نہیں ملتا اس لئے تم میرا کہا مانو اور اس سے بہرہ ور ہو جاؤ۔''

---

1 ......لقد سمعت قول الكهنة فما هو بقولهم ولقد وضعت قوله على اقراء الشعراء فما يلتئم على لسان احد بعدى انه شعر و اللہ انه لصادق وانهم لكاذبون۔ ۱۲منہ

2 ......صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل ابى ذر، الحديث: ۲۴۷۲، ص۱۳۴۲-۱۳۴۳ ملخصاً۔ علمیہ

3 ......نغمہ، گیت۔

اس طرح بنو سُلَیْم فتح مکہ کے سال مقام قُدَیْد میں خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے۔ وہ سات[(1)] سو تھے اور کہا گیا ہے کہ ایک ہزار تھے۔ عباس بن مرداس اور انس بن عباس بن رعل اور راشد بن عبد ربہ انہیں میں تھے۔[(2)]

قرآن مجید کے اسلوب بدیع کی نسبت مولینا شاہ ولی اللہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے یوں فرمایا ہے:

''قرآن کو متونِ کتب کی طرح بابوں اور فصلوں میں تقسیم نہیں کیا گیا تا کہ تو ہر مطلب اس میں سے معلوم کرلے یا ایک فصل میں مذکور ہو بلکہ قرآن کو مکتوبات کا مجموعہ فرض کر جس طرح کوئی بادشاہ اپنی رعایا کو بحسب اقتضائے حال ایک فرمان لکھے اور کچھ مدت کے بعد دوسرا فرمان لکھے اور اسی طرح لکھتا جائے یہاں تک کہ بہت سے فرمان جمع ہو جائیں پھر ایک شخص ان فرمانوں کو جمع کر کے ایک مجموعہ تیار کردے۔ اسی طرح اس مَلِک علی الاطلاق نے اپنے بندوں کو ہدایت کے لئے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر مقتضائے حال کے موافق یکے بعد دیگرے سورتیں نازل فرمائیں اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانہ مبارک میں ہر سورت الگ الگ محفوظ تھی مگر سورتوں کو ایک جگہ جمع نہ کیا گیا تھا۔

حضرت ابوبکر و عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے زمانے میں تمام سورتوں کو ایک جلد میں خاص ترتیب سے جمع کیا گیا اور اس مجموعہ کا نام مصحف رکھا گیا۔ اَصحاب کرام کے درمیان سورتوں کو چار قسموں میں تقسیم کیا گیا۔ ایک سبع طوال دوسری مِئِیْن جن میں سے ہر ایک میں سو یا کچھ زیادہ آیتیں ہیں۔ تیسری مثانی جن میں سے ہر ایک میں سو آیتوں سے کم ہیں۔ چوتھی مفصل اور مصحف کی ترتیب میں دو تین سورتیں جو مثانی میں سے ہیں مِئِیْن میں داخل کر دی گئیں کیونکہ ان کے سیاق کو مِئِیْن کے سیاق سے مناسبت ہے۔ اسی طرح بعض دیگر اقسام میں بھی کچھ تصرف ہوا ہے۔ حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اس مصحف کی کئی نقلیں کرا کے اطراف میں بھیج دیں تا کہ ان سے لوگ فائدہ اٹھائیں اور کسی دوسری ترتیب کی طرف مائل نہ ہوں۔ چونکہ سورتوں کا اُسلوب بادشاہوں کے فرمانوں سے پوری پوری مناسبت رکھتا تھا اس لئے ابتداء و

---

1 ......''الطبقات الکبریٰ لابن سعد'' میں ہے کہ ''و ھم تسعمائۃ ''یعنی وہ نو سو تھے جبکہ تاریخ مدینہ دمشق اور دیگر میں سات سو ہی لکھا ہے، ہوسکتا ہے مصنف کے پاس الطبقات الکبریٰ لابن سعد کا جو نسخہ ہو اس میں ''و ھم سبعمائۃ '' ہی ہو۔ و اللّٰہ تعالٰی اعلم۔ علمیہ

2 ......الطبقات الکبری لابن سعد، وفد سلیم، ج۱، ص۲۳۳ ملخصاً و تاریخ مدینہ دمشق، ذکر من اسمہ انس، ۸۲۷-انس بن عباس بن عامر، ج۹، ص۳۲٤۔ علمیہ

انتہا میں مکتوبات کے طریقہ کی رعایت کی گئی۔ جس طرح بعض مکتوبات کو خدا تعالیٰ کی حمد سے شروع کرتے ہیں اور بعض کو اس کے املاء کی غرض سے اور بعض کو مرسل اور مرسل الیہ کے نام سے شروع کرتے ہیں اور بعض رقعے اور خطوط بے عنوان ہوتے ہیں اور بعض مکتوبات طویل اور بعضے مختصر ہوتے ہیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ نے بعض سورتوں کو حمد و تسبیح سے شروع کیا اور بعض کو اس کے املاء کی غرض کے بیان سے شروع کیا۔ چنانچہ فرمایا:

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ ۛۚ فِیْهِ ۛۚ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَۙ (بقرہ، شروع)[1]

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَ فَرَضْنٰهَا (نور، شروع)[2]

اور قسم مشابہ ہے اس کے هذا ما صالح عليه فلان وفلان . هذا ما اوصى به فلان اور آنحضرت صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے واقعہ حدیبیہ میں یوں تحریر فرمایا تھا: هذا ما قاضی علیه محمد اور بعض کو مرسل اور مرسل الیہ کے ذکر سے شروع کیا۔ چنانچہ فرمایا:

تَنْزِیْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَكِیْمِ (زمر، شروع)[3]

كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰیٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِیْمٍ خَبِیْرٍۙ (ہود، شروع)[4]

اور یہ قسم مشابہ ہے اس کے کہ لکھیں ''حضرت خلافت کا حکم صادر ہوا۔'' یا لکھیں: فلاں شہر کے باشندوں کو حضرت خلافت کی طرف سے یہ آگاہی ہو۔ اور آنحضرت صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے تحریر فرمایا: ''من محمد رسول الله الی هرقل عظيم الروم''۔ اور بعض سورتوں کو رقعات و خطوط کے طور پر عنوان کے بغیر شروع کیا۔ چنانچہ فرمایا:

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ (منافقون، شروع)[5]

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: وہ بلند رتبہ کتاب (قرآن) کوئی شک کی جگہ نہیں اس میں ہدایت ہے ڈر والوں کو۔ (پ ۱، البقرة: ۲)۔ علمیه

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: یہ ایک سورت ہے کہ ہم نے اتاری اور ہم نے اس کے احکام فرض کئے۔ (پ ۱۸، النور: ۱)۔ علمیه

3 ......ترجمۂ کنز الایمان: کتاب اتارنا ہے اللہ عزت و حکمت والے کی طرف سے۔ (پ ۲۳، الزمر: ۱)۔ علمیه

4 ......ترجمۂ کنز الایمان: یہ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں حکمت بھری ہیں پھر تفصیل کی گئیں حکمت والے خبردار کی طرف سے۔ (پ ۱۱، ھود: ۱)۔ علمیه

5 ......ترجمۂ کنز الایمان: جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں۔ (پ ۲۸، المنفقون: ۱)۔ علمیه

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا (مجادلہ،شروع)[1]

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ (تحریم،شروع)[2]

چونکہ عرب کی سب سے مشہور فصاحت قصیدے تھے اور قصیدوں کے شروع میں تشبیب میں عجیب مواضع اور ہولناک وقائع کا ذکر کرنا ان کی قدیم رسم تھی اس لئے اس اسلوب کو بعض سورتوں میں اختیار کیا۔ چنانچہ فرمایا:

وَ الصّٰٓفّٰتِ صَفًّاۙ(۱) فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًاۙ(۲) (صافات،شروع)[3]

وَ الذّٰرِیٰتِ ذَرْوًاۙ(۱) فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًاۙ(۲) (ذاریات،شروع)[4]

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْﭪ(۱) وَ اِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْﭪ(۲) (تکویر،شروع)[5]

جس طرح مکتوبات کے اَواخر کو جوامع کلم اور نوادرِ وصایا اور اَحکام سابقہ کی تاکید اور مخالفین اَحکام کی تہدید پر ختم کرتے تھے۔ اسی طرح سورتوں کے اَواخر کو جوامع کلم اور منابع حکم اور تاکید بلیغ اور تہدید عظیم پر ختم فرمایا اور کبھی سورت کے درمیان بڑے بڑے فائدے والے بدیع الاسلوب بلیغ کلام کو ایک طرح کی حمد و تسبیح سے یا نعمتوں اور عطایائے نعمت کے ایک طرح کے بیان سے شروع کیا ہے چنانچہ خالق و مخلوق کے مراتب میں تباین کے بیان کو سورۂ نمل کے اثناء میں آیہ:

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰىؕ آٰللّٰهُ خَیْرٌ اَمَّا یُشْرِكُوْنَ(۵۹)[6]

سے شروع کیا اور اس کے بعد پانچ آیتوں میں اس مدعا کو نہایت ہی بلیغ وجہ اور نہایت ہی بدیع اسلوب سے بیان فرمایا اور بنی اسرائیل کے مخاصمہ کو سورۂ بقرہ کے اثناء میں الفاظ:

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: بیشک اللّٰہ نے سنی اس کی بات جو تم سے اپنے شوہر کے معاملہ میں بحث کرتی ہے۔(پ۲۸،المجادلۃ:۱)۔علمیہ

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: اے غیب بتانے والے (نبی) تم اپنے اوپر کیوں حرام کئے لیتے ہو وہ چیز جو اللّٰہ نے تمھارے لیے حلال کی۔ (پ ۲۸،التحریم:۱)۔علمیہ

3 ......ترجمۂ کنز الایمان: قسم ان کی کہ باقاعدہ صف باندھیں پھر ان کی کہ جھڑک کر چلائیں۔(پ۲۳،الصّٰٓفّٰت:۱۔۲)۔علمیہ

4 ......ترجمۂ کنز الایمان: قسم ان کی جو بکھیر کر اُڑانے والیاں پھر بوجھ اٹھانے والیاں۔ (پ۲۶،الذّٰریٰت :۱۔۲)۔علمیہ

5 ......ترجمۂ کنز الایمان: جب دھوپ لپیٹی جائے اور جب تارے جھڑ پڑیں۔ (پ ۳۰، التکویر:۱۔۲)۔علمیہ

6 ......ترجمۂ کنز الایمان: تم کہو سب خوبیاں اللّٰہ کو اور سلام اس کے چنے ہوئے بندوں پر کیا اللّٰہ بہتر یا ان کے ساختہ شریک۔ (پ۱۹، النمل:۵۹)۔علمیہ

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ [1]

سے شروع فرمایا اور ان ہی الفاظ پر ختم کیا۔ پس اس مخاصمہ کا اس کلام سے شروع کرنا اور اسی کلام پر ختم کرنا کمال درجہ کی بلاغت ہے۔ اسی طرح یہود و نصاریٰ کے مخاصمہ کو سورۂ آل عمران میں آیہ

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۣ [2]

سے شروع فرمایا تاکہ محل نزاع معین ہو جاوے اور قیل وقال کا توارُد اس مدعا پر واقع ہو۔ [3]

و اللّٰه اعلم بحقيقة الحال . انتهٰى۔ [4]

اعجاز القرآن کی تیسری وجہ

غیب کی خبریں:

قرآن میں پہلے نبیوں اور گزشتہ اُمتوں اور قُرونِ ماضیہ [5] کے قصے مذکور ہیں مثلاً حضرت آدم وحوا کا قصہ، حضرت نوح وطوفان کا قصہ، حضرت ابراہیم وسارہ کا قصہ، حضرت اسحاق اور حضرت لوط کے حالات، حضرت مریم وتَوَلُّدِ مسیح [6] کا قصہ، ابتدائے پیدائش کا حال، ان میں بعض قصے جو علمائے اہلِ کتاب کو بھی شاذ و نادر ہی معلوم تھے یہود کے سوال کرنے پر بتائے گئے مثلاً اصحاب کہف کا قصہ، ذوالقرنین کا قصہ، حضرت یوسف اور ان کے بھائیوں کا قصہ، حضرت موسیٰ وخضر کا قصہ۔ یہ تمام قصے قرآن مجید میں کُتُبِ سابِقہ الہامیہ [7] کے مطابق مذکور ہیں۔

قرآن میں شرائع سابقہ کے اَحکام مذکور ہیں۔ مثلاً سورۂ مائدہ رکوع اوّل میں ہے:

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: اے یعقوب کی اولاد یاد کرو میرا وہ احسان۔ (پ ۱، البقرة: ۴۰) ۔علمیه

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: بیشک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے۔ (پ ۳۔ال عمرٰن : ۱۹) ۔علمیه

3 ......الفوز الكبير في اصول التفسير، الباب الثالث في بديع اسلوب القرآن، الفصل الاول، ص ۶۱-۶۳۔علميه

4 ......فوز الکبیر فی اصول التفسیر مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۱-۲۳۔

5 ......گزشتہ زمانے۔

6 ......حضرت سَیِّدُنا عیسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَام کی ولادت مبارک۔ 7 ......سابقہ آسمانی کتب۔

حُرِّمَتۡ عَلَیۡکُمُ الۡمَیۡتَۃُ وَالدَّمُ وَلَحۡمُ الۡخِنۡزِیۡرِ وَمَاۤ اُہِلَّ لِغَیۡرِ اللّٰہِ بِہٖ وَالۡمُنۡخَنِقَۃُ

حرام ہوا تم پر مردہ اور لہو اور گوشت سور کا اور جس چیز پر نام لیا گیا اللہ کے سوا کا اور جو مر گیا گلا گھٹ کر۔[1]

اعمال باب ۱۵، آیہ ۲۹ میں ہے:

''تم بتوں کے چڑھاوؤں اور لہو اور گلا گھونٹی ہوئی چیزوں اور حرامکاری سے پرہیز کرو۔''

اس آیت میں جو سور کے گوشت کی جگہ حرامکاری لکھا ہے درست نہیں کیونکہ اس مقام پر حلال و حرام خوراک کا ذکر ہے حرامکاری سے کیا علاقہ۔[2]

قرآن میں بعض احکام بحوالہ کتب الہامیہ سابقہ مذکور ہوئے ہیں مثلاً سورۂ مائدہ رکوع ۷ میں ہے:

وَکَتَبۡنَا عَلَیۡہِمۡ فِیۡہَاۤ اَنَّ النَّفۡسَ بِالنَّفۡسِ ۙ وَالۡعَیۡنَ بِالۡعَیۡنِ وَ الۡاَنۡفَ بِالۡاَنۡفِ وَ الۡاُذُنَ بِالۡاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالۡجُرُوۡحَ قِصَاصٌ ؕ

اور لکھ دیا ہم نے ان پر قصاص اس کتاب (تورات) میں کہ جی کے بدلے جی اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخم کا بدلہ برابر۔[3]

تورات، کتاب الخروج، باب ۲۱، آیہ ۲۳۔۲۵ میں یوں ہے:

''جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ، دانت کے بدلے دانت، ہاتھ کے بدلے ہاتھ، پاؤں کے بدلے پاؤں، جلانے کے بدلے جلانا، زخم کے بدلے زخم، چوٹ کے بدلے چوٹ۔''

بعض احکام یہود کے طعن کے جواب یا ان کی تردید میں وارد ہوئے ہیں چنانچہ سورۂ آل عمران، رکوع ۱۰ میں ہے:

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: تم پر حرام ہے مُردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا اور وہ جو گلا گھونٹنے سے مرے۔(پ٦، المائدۃ:٣) ۔علمیہ

2 ......تعلق۔

3 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور ہم نے توریت میں ان پر واجب کیا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں میں بدلہ ہے۔ (پ٦، المائدہ: ٤٥)۔علمیہ

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۹۳﴾

سب کھانے کی چیزیں حلال تھیں بنی اسرائیل کو مگر جو حرام کر لی تھیں اسرائیل (یعقوب) نے اپنی جان پر تورات نازل ہونے سے پہلے۔ تو کہہ لاؤ تورات اور پڑھوا سے اگر سچے ہو۔ [1]

اس آیت کا شانِ نزول موضح القرآن میں یوں لکھا ہے: ''یہود آنحضرت صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم سے کہتے کہ تم کہتے ہو ہم ابراہیم کے دین پر ہیں اور ابراہیم کے گھرانے میں جو چیزیں حرام ہیں سو کھاتے ہو، جیسا کہ اونٹ کا گوشت اور دودھ۔ اللہ نے فرمایا کہ جتنی چیزیں اب لوگ کھاتے ہیں سب ابراہیم کے وقت میں حلال تھیں یہاں تک کہ تورات نازل ہوئی۔ تورات میں خاص بنی اسرائیل پر حرام ہوئی ہیں مگر ایک اونٹ کہ تورات سے پہلے حضرت یعقوب نے اس کے کھانے سے قسم کھائی تھی ان کی تَبْعِیَّت [2] سے ان کی اولاد نے بھی چھوڑ دیا تھا اور قسم کا سبب یہ تھا کہ ان کو ایک مرض (عرق النساء) ہوا تھا انہوں نے نذر کی کہ اگر میں صحت پاؤں تو جو میری بہت بھاؤ کی چیز [3] ہے وہ چھوڑ دوں گا۔ ان کو یہی بہت بھاتا تھا سو نذر کے سبب چھوڑ دیا۔''

اسی طرح خود یہود پر جو چیزیں حرام تھیں ان کی نسبت وہ کہتے کہ یہ ہم ہی پر حرام نہیں ہوئیں بلکہ حضرت نوح و حضرات ابراہیم اور پہلی امتوں پر بھی حرام تھیں۔ ان کے اس خیال کی تردید آیۂ ذیل میں مذکور ہے:

وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ؕ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۫ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ (انعام، ع ۱۸)

اور ان پر ہم نے حرام کیا تھا ہر ناخن والا اور گائے اور بکری میں سے ہم نے حرام کی ان پر ان دونوں کی چربی مگر جو لگی ہو پشت پر یا آنت میں یا ملی ہو ہڈی کے ساتھ۔ یہ ہم نے ان کو سزا دی تھی ان کی شرارت [4] پر اور ہم سچ کہتے ہیں۔ [5]

---

1 ...... ترجمۂ کنز الایمان: سب کھانے بنی اسرائیل کو حلال تھے مگر وہ جو یعقوب نے اپنے اوپر حرام کر لیا تھا توریت اترنے سے پہلے تم فرماؤ توریت لا کر پڑھو اگر سچے ہو۔ (پ ۴، اٰل عمرٰن: ۹۳)۔ علمیه

2 ...... پیروی۔

3 ...... بہت پسند کی چیز

4 ...... شرارت سے مراد اُن کا ظلم کرنا، راہِ خدا سے روکنا، سود لینا، حالانکہ ان کو ان کی ممانعت تھی۔ تورات، کتاب الاحبار، باب ۵۔ آیت میں اور لوگوں کا مال ناحق کھانا ہے۔ جیسا کہ سورۂ نساء، رکوع ۲۲ میں آیا ہے۔ ۱۲ منہ

5 ...... ترجمۂ کنز الایمان: اور یہودیوں پر ہم نے حرام کیا ہر ناخن والا جانور اور گائے اور بکری کی چربی ان پر حرام کی مگر جو ان کی پیٹھ میں =

جانوروں کے حلال وحرام کے احکام کی طرح اَحکامِ جنب وحائض ونُفَساء بھی قرآن میں کتب سابقہ کے مطابق بیان ہوئے ہیں۔

ناظرین کرام! موافق ومخالف سب کو معلوم ہے کہ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اُمّی تھے۔ نہ کبھی کسی استاد کے آگے زانوئے شاگردی تہ کیا اور نہ کبھی علمائے اہل کتاب میں سے کسی عالم کی صحبت سے اِستفادہ فرمایا۔ جیسا کہ پہلے آچکا ہے۔ پس تَعَلُّم ومُجالَستِ علماء کے بغیر قِصَص مذکورہ بالا اور احکام مِلَل سابقہ کی خبر اس طرح دینا کہ مُصَدِّق کتبِ الہامیہ سابقہ ہو[1] اس امر کی دلیل ہے کہ یہ سب اللہ تعالیٰ نے حضور کو وحی کے ذریعے بتایا۔ اسی واسطے یہود ونصاریٰ کی ایک جماعت آپ پر ایمان لائی اور باقی جو اس نعمت سے محروم رہے اس کا سبب محض حسد وعناد تھا۔

قصص واحکام کے علاوہ قرآن میں کتب سابقہ کے بعض اور مضامین صراحۃً یا اشارۃً بصورت اعمال کتب مذکور ہیں۔ دیکھو آیاتِ ذیل:

......﴿1﴾

قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ تَزَکّٰی ﴿۱۴﴾ وَ ذَکَرَ اسۡمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰی ﴿۱۵﴾ بَلۡ تُؤۡثِرُوۡنَ الۡحَیٰوةَ الدُّنۡیَا ﴿۱۶﴾ وَ الۡاٰخِرَةُ خَیۡرٌ وَّ اَبۡقٰی ﴿۱۷﴾ اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الۡاُوۡلٰی ﴿۱۸﴾ صُحُفِ اِبۡرٰهِیۡمَ وَ مُوۡسٰی ﴿۱۹﴾ (سورۂ اعلی)

بیشک بھلا ہوا اس کا جو سنورا اور پڑھا نام اپنے رب کا پھر نماز پڑھی۔ بلکہ تم آگے رکھتے ہو دنیا کا جینا اور آخرت بہتر ہے اور رہنے والی۔ یہ لکھا ہے پہلے صحیفوں میں، صحیفوں میں ابراہیم کے اور موسیٰ کے۔[2]

......﴿2﴾

وَلَقَدۡ اٰتَیۡنَا مُوۡسٰی تِسۡعَ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ فَسۡـَٔلۡ بَنِیۡۤ

اور ہم نے دیں موسیٰ کو نو نشانیاں صاف سو پوچھ بنی اسرائیل سے

= لگی ہو یا آنت میں یا ہڈی سے ملی ہو، ہم نے یہ ان کی سرکشی کا بدلہ دیا اور بیشک ہم ضرور سچے ہیں۔ (پ۸، الانعام:۱۴۶)۔ علمیه

[1] ......یعنی علمائے اہل کتاب سے نہ کچھ سیکھا، نہ ان کی مجلسوں میں شرکت کی اس کے باوجود یہ واقعات بتانا اور پچھلی شریعتوں کے احکامات کو اسی طرح بیان فرما دینا جس طرح وہ سابقہ کتابوں میں تھے۔

[2] ......ترجمۂ کنز الایمان: بیشک مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا۔ اور اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی۔ بلکہ تم جیتی دنیا کو ترجیح دیتے ہو۔ اور آخرت بہتر اور باقی رہنے والی۔ بیشک یہ اگلے صحیفوں میں ہے۔ ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔ (پ۳۰۔ الاعلیٰ:۱۴۔۱۹)۔ علمیه

اِسۡرَآءِیۡلَ اِذۡ جَآءَھُمۡ فَقَالَ لَهٗ فِرۡعَوۡنُ اِنِّیۡ لَاَظُنُّكَ یٰمُوۡسٰی مَسۡحُوۡرًا ﴿۱۰۱﴾ (بنی اسرائیل، ع ١٢)

جب آیا وہ ان کے پاس تو کہا اس کو فرعون نے میری اٹکل میں اے موسیٰ تجھ پر جادو ہوا ہے۔[1]

اس آیت میں نونشانیوں سے وہ نومعجزے مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو فرعون کے مقابلے میں عطا کیے۔ ان نونشانیوں کا ذکر توراۃ (کتاب الخروج، باب ۷ تا ۱۰) میں بڑی تفصیل سے کیا گیا ہے۔

......﴿3﴾

ذٰلِكَ مَثَلُھُمۡ فِی التَّوۡرٰىةِ ۖۛ وَ مَثَلُھُمۡ فِی الۡاِنۡجِیۡلِ ۚ۫ كَزَرۡعٍ اَخۡرَجَ شَطۡـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسۡتَغۡلَظَ فَاسۡتَوٰی عَلٰی سُوۡقِهٖ یُعۡجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیۡظَ بِهِمُ الۡكُفَّارَ ؕ (سورۂ فتح، ع ٤)

یہ صفت ہے اُن کی توراۃ میں اور صفت ہے ان کی انجیل میں جیسا کھیتی نے نکالا اپنا پٹھا پھر اس کی کمر مضبوط کی پھر پٹھا موٹا ہوا پھر کھڑا ہوا اپنی نال پر خوش لگتا ہے کھیتی والوں کو تا جلاوے ان سے جی کافروں کا۔[2]

توراۃ موجودہ (کتاب پیدائش، باب ۲۶، آیہ ۱۲۔۱۳) میں یہ تفصیل یوں پائی جاتی ہے:

''اور اضحٰق نے اس زمین میں کھیتی کی اور اسی سال سوگنا حاصل کیا اور خداوند نے اسے برکت بخشی اور وہ مرد بڑھ گیا اور اس کی ترقی چلی جاتی تھی یہاں تک کہ بہت بڑا آدمی ہو گیا۔''

اور انجیل متی، باب ۱۳، آیہ ۳۱۔۳۲ میں یوں ہے:

''وہ ان کے واسطے ایک اور تمثیل لایا کہ آسمان کی بادشاہت خَردَل کے دانے[3] کی مانند ہے جسے ایک شخص نے لے کر اپنے کھیت میں بویا وہ سب بیجوں میں چھوٹا، پر جب اُگا سب ترکاریوں سے بڑا ہوتا اور ایسا پیڑ ہوتا کہ ہوا

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور بیشک ہم نے موسیٰ کو نو روشن نشانیاں دیں تو بنی اسرائیل سے پوچھو جب وہ ان کے پاس آیا تو اس سے فرعون نے کہا اے موسیٰ میرے خیال میں تو تم پر جادو ہوا۔ (پ ١٥، بنی اسرائیل: ١٠١)۔علمیہ

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: یہ ان کی صفت توریت میں ہے اور ان کی صفت انجیل میں جیسے ایک کھیتی اس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اسے طاقت دی پھر دبیز ہوئی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی کسانوں کو بھلی لگتی ہے تا کہ ان سے کافروں کے دل جلیں۔ (پ ٢٦، الفتح: ٢٩)۔علمیہ

3 ......رائی کے دانے۔

کی چڑیاں آکے اس کی ڈالیوں پر بسیرا کرتیں۔"

......﴿4﴾

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ يُقْتَلُوْنَ ۫ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَ الْقُرْاٰنِ ؕ (سورۂ توبہ، ع ١٤)

اللہ نے خرید لی مسلمانوں سے ان کی جان اور مال اس قیمت پر کہ ان کے لئے بہشت ہے۔لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں پھر مارتے ہیں اور مرتے ہیں۔وعدہ ہو چکا اس کے ذمے پر تورات اور انجیل اور قرآن میں۔[1]

موجودہ کتب عہد عتیق وجدید میں بہت جگہ جہاد کا ذکر ہے۔تفصیل کے لئے مصابیح الظلام اردو اور فارسی مولفہ خاکسار دیکھو۔پولوس عبرانیوں کو اپنے نامہ (باب ۱۱، آیہ ۳۲۔۳۳) میں یوں لکھتا ہے:

"اب میں کیا کہوں فرصت نہیں کہ جِدعون اور برق اور سَمسُون اور افتح اور داؤد اور سموئیل اور نبیوں کا حال بیان کروں۔انہوں نے ایمان سے بادشاہوں کو مغلوب کیا اور راستی[2] کے کام کیے اور وعدوں کو حاصل کیا اور شیر ببر کے منہ بند کیے۔"

......﴿5﴾

وَ لَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ۝۱۰۵ (انبیاء، ع ٧)

اور ہم نے لکھ دیا ہے زبور میں بعد ذکر (تورات) کے کہ آخر زمین پر مالک ہوں گے میرے نیک بندے۔[3]

زبور ۳۷، آیہ ۲۹ میں ہے: "صادِق زمین کے وارث ہوں گے۔"

---

1 ......ترجمۂ کنزالایمان: بیشک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لیے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لیے جنت ہے اللہ کی راہ میں لڑیں تو ماریں اور مریں اس کے ذمۂ کرم پر سچا وعدہ توریت اور انجیل اور قرآن میں۔ (پ ۱۱، التوبة: ۱۱۱)۔علمیه

2 ......سچائی۔

3 ......ترجمۂ کنزالایمان: اور بیشک ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا کہ اس زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔ (پ ۱۷، الانبیاء: ۱۰۵)۔علمیه

......﴿6﴾

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ (مائدہ، ع ١١)

لعنت کھائی منکروں نے بنی اسرائیل میں سے داؤد اور مریم کے بیٹے عیسیٰ کی زبان پر۔ یہ اس سبب سے کہ گنہگار تھے اور حد سے بڑھ جاتے تھے۔[1]

حضرت داؤد علٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام فرماتے ہیں:

''وے جو میری برائی سے خوش ہوتے ہیں شرمندہ اور رسوا ہوویں اور جو میری دشمنی پر پھولتے ہیں شرمندگی اور رسوائی کا لباس پہنیں۔'' (زبور ۳۵، آیہ ۲۵)

حضرت عیسیٰ علٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام فرماتے ہیں:

''اے ریاکار فقیہو اور فریسیو![2] تم پر افسوس کہ تم سفیدی پھری ہوئی قبروں کی مانند ہو جو باہر سے بہت اچھی معلوم ہوتی ہیں۔ پر بھیتر[3] مُردوں کی ہڈیوں اور ہر طرح کی ناپاکی سے بھری ہیں۔ اسی طرح تم بھی ظاہر میں لوگوں کو راست باز دکھائی دیتے ہو پر باطن میں ریاکار اور شرارت سے بھرے ہو۔'' (انجیل متی، باب ۲۳، آیہ ۲۸)

......﴿7﴾

اِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ (صف، ع ١)

جب کہا عیسیٰ مریم کے بیٹے نے اے بنی اسرائیل! میں بھیجا آیا ہوں اللہ کا تمہاری طرف سچا کرتا اس کو جو مجھ سے آگے ہے تورات سے اور خوشخبری سناتا ایک رسول کی جو آوے گا مجھ سے پیچھے اس کا نام احمد ہے۔ پھر جب آیا ان کے پاس وہ رسول کھلے نشان لے کر بولے یہ جادو ہے صریح۔[4]

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: لعنت کئے گئے وہ جنہوں نے کفر کیا بنی اسرائیل میں داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان پر یہ بدلہ ان کی نافرمانی اور سرکشی کا۔ (پ ٦، المائدۃ: ٧٨) ۔علمیه

2 ......قدیم یہودی فرقہ جو ریاکاری میں مشہور تھا۔

3 ......لیکن اندر سے۔

4 ......ترجمۂ کنز الایمان: یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی =

اس آیت کا پہلا حصہ متی، باب ۵، آیہ ۱۷۔ ۱۸۔ اور پچھلا حصہ یوحنا، باب ۱۴، آیہ ۱۶ میں ہے۔ مگر یوحنا کے موجودہ یونانی نُسخوں میں آیہ زیر استدلال میں بجائے لفظ احمد کے لفظ پارا قلیطوس (Paracletos) ہے جس کے معنی انگریزی میں کمفرٹر اور اردو میں تسلی دینے والا درج کر دیئے گئے ہیں۔ مگر یہ صاف تحریف لفظی ہے۔ اصل میں یونانی لفظ پریقلیطوس (Periclytos) تھا جس کے معنی ہیں بہت سراہا ہوا یعنی احمد، اہل کتاب جو اپنی کتابوں میں تحریف کرتے رہے ہیں انہوں نے لفظ پریقلیطوس کو بدل کر پارا قلیطوس بنا دیا۔ جروم جس نے چوتھی صدی مسیحی میں انجیل کا لاطینی ترجمہ کیا اس نے لفظ زیر بحث کو لاطینی میں پیرقلی طاس لکھا ہے جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ اصلی نسخہ یونانی جو جروم کے پاس تھا اس میں پریقلیطوس تھا نہ کہ پارا قلیطوس۔ اسی طرح انجیل برنباس میں بھی پریقلیطوس موجود ہے۔ علاوہ ازیں اگر انجیل میں بشارت احمد نہ ہوتی تو علمائے اہل کتاب کبھی قرآن کی صداقت پر ایمان نہ لاتے بلکہ اس کے برعکس قرآن مجید کی تکذیب کرتے۔

﴿8﴾......

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚۛ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَ مَنْ اَحْیَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ (مائدہ، ع ۵)

اسی سبب سے لکھا ہم نے بنی اسرائیل پر کہ جو کوئی مار ڈالے ایک جان بغیر بدلے جان کے فساد کے بیچ زمین کے تو گویا مار ڈالا اس نے سب لوگوں کو اور جس نے جلایا ایک جان کو تو گویا جلایا اس نے سب لوگوں کو۔ (1)

اس آیت کے متعلق تفسیر موضح القرآن میں یوں لکھا ہے: ’’یعنی اوّل روئے زمین میں بڑا گناہ یہی ہوا اور اس سے آگے رسم پڑی۔ اسی سبب سے تورات میں اس طرح فرمایا کہ ایک کو مارا جیسے سب کو مارا یعنی ایک کے کرنے سے اور دلیر ہوتے ہیں تو سب کے گناہ میں اول بھی شریک تھے اور جیسا ایک کو جلایا سب کو جلا دیا یعنی ظالم کے ہاتھ سے بچا دیا۔‘‘

= کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوا اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے پھر جب احمد ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر تشریف لائے بولے یہ کھلا جادو ہے۔ (پ ۲۸، الصف: ٦)۔ علمیه

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: اس سبب سے ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کے تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا اور جس نے ایک جان کو جلا لیا اس نے گویا سب لوگوں کو جلا لیا۔ (پ ٦، المائدۃ: ۳۲)۔ علمیه

آیت مذکورہ بالا کا مضمون اب تورات موجودہ میں نہیں ملتا مگر طلمود یعنی احادیث یہود سے پایا جاتا ہے کہ اس میں تھا۔ چنانچہ کتاب پیدائش، باب ۴، آیت ہذا میں لفظ خون اصل عبرانی میں بصیغہ جمع ہے۔ اس کی تفسیر میں شناہ سنہدرین[1] میں مفسر یہودی نے جو کچھ عبرانی میں لکھا ہے۔ اس کا ترجمہ ولیم سینٹ کلر ٹزل واعظ مشن جلفہ واقع ایران فارسی میں یوں کرتا ہے:

''نسبت بقابین کہ برادر خود راکشت یافتہ ایم کے دربارۂ وے گفتہ: آواز خوں ہائے برادرت فریاد برمے آوردنمے گوید خون برادرت بلکہ خونہائے برادرت یعنی خون وے وخون اولادش بنابریں انسان بہ تنہائی آفریدہ شد۔ برائے آزمودنِ تو کہ ہر کہ ہلاک کرد یکے نفسے از اسرائیل را کتاب بروے حسابش رامے نماید کہ گویا ہمہ عالم را ہلاک کردہ باشدو ہر کہ یکے نفسے از اسرائیل را زندہ کرد کتاب بروے حسابش رامے نماید کہ گویا ہمہ عالم را زندہ کردہ باشد۔'' (ینابیع الاسلام، صفحہ ۳۹۔۴۰)

اس ترجمے میں کتاب سے مراد بظاہر تورات ہے۔ فَافْهَمْ ![2]

......﴿9﴾

وَّ اَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَ قَدْ نُهُوْا عَنْهُ (نساء، ع ۲۲) اوران کے سود لینے پر حالانکہ وہ اس سے منع کیے گئے۔[3]

تفسیر حسینی میں ہے: ''حالانکہ نہی کردہ شدہ انداز اخذ ربو در تورات۔'' تورات میں یہ ممانعت احبار، باب ۲۵، آیہ ۳۶ میں ہے۔

آیات مذکورہ بالا کا اس نبی اُمی (بِاَبِیْ هُوَ وَ اُمِّیْ) کی زبان مبارک سے نکلنا بجز وحی الٰہی ناممکن تھا لہٰذا یہ سب اِخْبَار بِالْمُغَیَّبَات[4] کی قسم سے ہیں اوران کی صحت میں کسی مخالف نے چون و چرا نہیں کی۔ حضور اقدس صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے اہل کتاب کو وہ باتیں بتادیں جنہیں وہ چھپاتے تھے۔ (مائدہ، ع ۳) حالانکہ وہ ان کی کتابوں میں موجود تھیں مثلاً نبی آخر الزمان صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی نسبت پیشین گوئیاں، آپ کے اوصاف، حکم رجم وغیرہ مگران

1 ......ایک کتاب کا نام ہے۔ 2 ......خوب سمجھ لو۔

3 ......ترجمۂ کنز الایمان: اوراس لئے کہ وہ سود لیتے حالانکہ وہ اس سے منع کیے گئے تھے۔ (پ ٦، النساء: ١٦١) ۔علمیه

4 ......غیب کی خبریں دینا۔

میں سے کوئی بھی اپنی کتاب پیش کر کے آپ کی تکذیب نہ کرسکا۔ اس سے بڑھ کر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صداقت کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡہَوٰی ؕ﴿۳﴾ اِنۡ ہُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی ۙ﴿۴﴾ (سورۂ نجم)[1]

کتب اِلہامیہ کا محاورہ بھی قابل غور ہے دیکھئے آیات ذیل:

......﴿1﴾

فَاِنَّہُمۡ لَا یُکَذِّبُوۡنَکَ وَ لٰکِنَّ الظّٰلِمِیۡنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ یَجۡحَدُوۡنَ ﴿۳۳﴾ (انعام، ع ٤)

سو وہ تجھ کو نہیں جھٹلاتے لیکن بے انصاف اللہ کے حکموں سے منکر ہوئے جاتے ہیں۔[2]

اول سموئیل، باب ۸، آیہ ۷ میں ہے:

''وہ تجھ سے منکر نہیں ہوئے ہیں بلکہ مجھ سے منکر ہوئے ہیں۔''

......﴿2﴾

نَبَذَ فَرِیۡقٌ مِّنَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ ٭ۙ کِتٰبَ اللّٰہِ وَرَآءَ ظُہُوۡرِہِمۡ کَاَنَّہُمۡ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۰۱﴾ (بقرہ، ع ١٢)

پھینک دی ایک جماعت نے کتاب پانے والوں میں سے اللہ کی کتاب اپنی پیٹھوں کے پیچھے گویا کہ ان کو معلوم نہیں۔[3]

نحمیاہ، باب ۹، آیہ ۲۶ میں ہے:

''اور انہوں نے تیری شریعت کو اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا۔''

......﴿3﴾

وَ اِنَّ یَوۡمًا عِنۡدَ رَبِّکَ کَاَلۡفِ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوۡنَ ﴿۴۷﴾ (حج، ع ٦)

اور ایک دن[4] تیرے رب کے ہاں ہزار برس کے برابر ہے جو تم گنتے ہو۔[5]

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔ (پ ٢٧، النجم: ٣-٤) ۔علمیه

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: تو وہ تمہیں نہیں جھٹلاتے بلکہ ظالم اللّٰہ کی آیتوں سے انکار کرتے ہیں۔ (پ ٧، الانعام: ٣٣) ۔علمیه

3 ......ترجمۂ کنز الایمان: تو کتاب والوں سے ایک گروہ نے اللّٰہ کی کتاب اپنے پیٹھ پیچھے پھینک دی گویا وہ کچھ علم ہی نہیں رکھتے۔ (پ ١، البقرۃ: ١٠١) ۔علمیه

4 ......یعنی ہزار برس کا کام ایک دن میں کرسکتا ہے۔ موضح القرآن ۱۲ منہ

5 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور بے شک تمہارے رب کے یہاں ایک دن ایسا ہے جیسے تم لوگوں کی گنتی میں ہزار برس۔ (پ ١٧، الحج: ٤٧) ۔علمیه

زبور۹۰، آیہ۴ میں ہے:

''ہزار برس تیرے آگے ایسے ہیں جیسے کل کا دن جو گزر گیا۔''

......﴿4﴾

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ (بنی اسرائیل، ع٥)

اس کی ستھرائی بولتے ہیں آسمان ساتوں اور زمین اور جو کوئی ان میں ہے اور کوئی چیز نہیں جو نہیں پڑھتی خوبیاں اس کی لیکن تم نہیں سمجھتے ان کا پڑھنا۔[1]

زبور۱۹، آیہ۲۔۳ میں ہے:

''آسمان خدا کا جلال بیان کرتے ہیں اور فضا اس کی دستکاری دکھاتی ہے۔ایک دن دوسرے دن سے باتیں کرتا ہے اور ایک رات دوسری رات کو معرفت بخشتی ہے۔ان کی کوئی لغت اور زبان نہیں ان کی آواز سنی نہیں جاتی۔''

......﴿5﴾

كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ؕ (حدید، ع٣)

جیسے کہاوت ایک مینہ کی جو خوش لگا کسانوں کو اس کا سبزہ اگنا پھر زور پر آتا ہے پھر تو دیکھے اس کو زرد ہو گیا پھر ہو جاتا ہے روندن۔[2]

زبور۹۰، آیہ٦ میں ہے:

''وے[3] فجر کو اس گھاس کی مانند ہیں جو اُگی ہو وہ صبح کو لہلہاتی ہے اور تر و تازہ ہوتی ہے شام کو کاٹی جاتی ہے

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: اس کی پاکی بولتے ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہیں اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوئی اس کی پاکی نہ بولے ہاں تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے۔(پ١٥، بنی اسراءیل:٤٤)۔علمیه

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: اس مینہ کی طرح جس کا اُگایا سبزہ کسانوں کو بھایا پھر سوکھا کہ تو اسے زرد دیکھے پھر روندن ہو گیا۔ (پ٢٧، الحدید:٢٠)۔علمیه

3 ......وہ۔

اور سوکھ جاتی ہے۔

......﴿6﴾

اِنَّ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ اسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ	بیشک جنھوں نے جھٹلائی ہماری آیتیں اور ان کے سامنے تکبر کیا
لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَ لَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى	نہ کھلیں گے ان کو دروازے آسمان کے اور نہ داخل ہوں گے
یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی	جنت میں یہاں تک کہ داخل ہو اونٹ سوئی کے ناکے میں اور
الْمُجْرِمِیْنَ ۝ (اعراف، ع ٥)	ہم یوں بدلہ دیتے ہیں گنہگاروں کو۔ (1)

اس آیت کا اخیر حصہ انجیل لوقا، (باب ١٨، آیہ ٢٥) میں یوں ہے:

''اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے گزر جانا اس سے آسان ہے کہ دولت مند خدا کی بادشاہت میں داخل ہو۔''

......﴿7﴾

وَ لَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُكَ وَ لَا یَضُرُّكَ ۚ (یونس، ع ١١)	اور مت پکار اللہ کے سوا ایسے کو کہ نہ بھلا کرے تیرا اور نہ برا کرے تیرا۔ (2)

یرمیاہ، باب ١٠، آیہ ٥ میں ہے:

''ان کے معبودوں سے مت ڈرو کہ ان میں ضرر پہنچانے کی سکت نہیں اور نہ ان میں قوت ہے کہ فائدہ بخشے۔''

......﴿8﴾

یَوْمَ نَطْوِی السَّمَآءَ كَطَیِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ؕ كَمَا بَدَاْنَاۤ	جس دن ہم لپیٹ لیں آسمان کو جیسے لپیٹتا ہے طومار رقعوں کو جیسے

(1) ......ترجمۂ کنز الایمان: وہ جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور ان کے مقابل تکبر کیا ان کے لیے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں جب تک سوئی کے ناکے اونٹ نہ داخل ہو اور مجرموں کو ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔ (پ ٨، الاعراف: ٤٠)۔علمیہ

(2) ......ترجمۂ کنز الایمان: اور اللہ کے سوا اس کی بندگی نہ کر جو نہ تیرا بھلا کر سکے نہ برا۔ (پ ١١، یونس: ١٠٦)۔علمیہ

اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُهٗ ؕ وَعْدًا عَلَیْنَا ؕ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِیْنَ (انبیآء، ع ۷) سرے سے بنایا ہم پہلی بار پھر اس کو دہرا دیں گے۔ وعدہ ہو چکا ہے ہم پر ہم کو کرنا ہے۔[1]

یسعیاہ، باب ۳۴، آیہ ۴ میں ہے:

''اور آسمان کاغذ کے تاؤ کے مانند لپیٹے جائیں گے۔''

مکاشفات، باب ۶، آیہ ۱۴ میں ہے:

''اور آسمان طومار کی طرح[2] جب آپ سے لپیٹا جائے دو حصے ہو گیا۔''

......﴿9﴾

اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ (بقرہ، ع ۳۴) جیتا ہے سب کا تھامنے والا نہیں پکڑتی ہے اس کو اونگھ اور نہ نیند۔[3]

زبور ۱۲۱، آیہ ۴ میں ہے:

''دیکھ وہ جو اسرائیل کا محافظ ہے ہرگز نہ اونگھے گا اور نہ سوئے گا۔''

......﴿10﴾

اَللّٰهُ یَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَ یَمُدُّهُمْ فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ (بقرہ، ع ۲) اللہ ہنسی کرتا ہے ان سے اور بڑھاتا ہے ان کو ان کی شرارت میں بہکے ہوئے۔[4]

زبور ۲، آیہ ۴ میں ہے:

''وہ جو آسمان پر تخت نشین ہے ہنسے گا اور خداوند انہیں ٹھٹھوں میں اڑا دے گا۔''

اسی طرح زبور ۵۹، آیہ ۸ میں ہے:

---

1 ......ترجمۂ کنزالایمان: جس دن ہم آسمان کو لپیٹیں گے جیسے سجل فرشتہ نامۂ اعمال کو لپیٹتا ہے ہم نے جیسے پہلے اسے بنایا تھا ویسے ہی پھر کر دیں گے یہ وعدہ ہے ہمارے ذمہ ہم کو اس کا ضرور کرنا۔ (پ۱۷، الانبیاء: ۱۰۴) ۔علمیہ

2 ......مڑی ہوئی بگل۔

3 ......ترجمۂ کنزالایمان: وہ آپ زندہ اوروں کا قائم رکھنے والا اسے نہ اونگھ آئے نہ نیند۔ (پ۳، البقرۃ: ۲۵۵) ۔علمیہ

4 ......ترجمۂ کنزالایمان: اللہ ان سے استہزاء فرماتا ہے (جیسا اس کی شان کے لائق ہے) اور انہیں ڈھیل دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔ (پ۱، بقرۃ: ۱۵) ۔علمیہ

''پر تو اے خداوندان پر ہنسے گا تو ساری قوموں کو مسخرہ بنادے گا۔''

ناظرین! آپ اَمثِلہ بالا سے بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ''قرآن و دیگر کتب الہامیہ'' میں بلحاظ محاورہ کس قدر مطابقت ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ نزولِ قرآن اور نزولِ کتب سابقہ میں کتنا عرصہ دراز گزرا ہے اور آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ کتب سابقہ میں تحریف معنوی اور تحریف لفظی اس کثرت سے ہوئی ہے کہ کتابوں تک کا پتہ نہیں چلتا۔ بایں ہمہ قرآن وکتب سابقہ موجودہ میں محاورہ کی ایسی مطابقت کا پایا جانا صاف بتارہا ہے کہ دونوں صورتوں میں ''متکلم'' ایک ہی ہے وہ خدائے علیم جس نے تورات حضرت موسیٰ پر، زبور حضرت داؤد پر، انجیل حضرت عیسیٰ پر اور دیگر صحیفے دوسرے نبیوں پر بھیجے اسی نے قرآن مجید اپنے پیارے نبی اُمّی (بابی هو وامی) پر نازل فرمایا جو بخلاف دیگر کتب عبارت میں بھی مُعْجِز[1] ہے اور مکمل ایسا کہ اس کی موجودگی میں کتب سابقہ جو اپنے اپنے وقت میں مکمل وکافی تھیں نامکمل ومنسوخ ہوگئیں۔

قرآن وکُتُبِ الہامیہ سابِقہ میں مطابقت مذکورہ بالا کو دیکھ کر آج کل کے عیسائی بھی کفارِ قریش کی طرح کہتے ہیں کہ قرآن میں یہ باتیں اہل کتاب میں سے کسی عالم کی مدد سے لکھی گئی ہیں چنانچہ کبھی یہ گپ اڑاتے ہیں کہ بحیرا راہب نے حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ سب کچھ سکھایا تھا اور کبھی بڑبڑاتے ہیں کہ آپ نے دین مسیحی کا کچھ علم صہیب رُومی سے حاصل کیا تھا[2] اور کبھی یہ بَڑ ہانکتے ہیں کہ ظن غالب تو ان راہبوں میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ کرتا ہے جو اس وقت ملک عرب میں عزیز الوجود نہ تھے اور قرآن اکثر جگہوں میں ان کا ذکر تحسین و مدح کے الفاظ میں کرتا ہے۔[3] مگر ہم پوچھتے ہیں کہ اس تمام ہرزہ سرائی[4] کا کیا ثبوت ہے۔ ایسے عناد سے اپنی عاقبت کیوں خراب کررہے ہو۔ پامر عیسائی جس نے قرآن کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے یوں لکھتا ہے:

''عیسائی مصنفین (حضرت) محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ ان کی وحی کا بڑا حصہ ایک نصرانی راہب کی تعلیم کا نتیجہ ہے مگر اس الزام کی تائید میں کوئی شہادت موجود نہیں۔''[5]

1 ......عاجز کرنے والا۔

2 ......تفسیر کامل قرآن بزبان انگریزی مولفہ ویری صاحب، جلد اول، صفحہ ۴۴۔۴۶۔۱۲ منہ

3 ......انڈین اینٹیکوئری، جلد ۳۲، بابت جون ۱۹۱۳ء، صفحہ ۲۵۹۔۱۲ منہ

4 ......بیہودہ گفتگو۔

5 ......دیباچہ ترجمہ قرآن بزبان انگریزی، ص ۴۸۔۱۲ منہ

ہم عیسائیوں سے کھلے الفاظ میں پکار کر کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو پہلے ثابت کرو کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کسی یہودی یا عیسائی سے تعلیم پائی اور پھر جواب دو کہ مضامین زیر بحث کو ایسے معجز نظام کلام میں کس نے ادا کیا۔ ہمارا یہ دعویٰ ہے اور سچا دعویٰ ہے کہ قرآن افتراء نہیں اور ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ایسا قرآن بنائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا جو ہوگا وہ مخلوق ہوگا اور مخلوق ایسا قرآن بنانے پر قادر نہیں۔ مگر یہ اصول دین اور بعض دیگر مضامین میں کتب سابقہ کے مطابق ہے اور بتاتا ہے کہ وہ کتابیں منجانب اللہ اور اپنے اپنے وقتوں میں مَعْمُول بِہا تھیں۔ [1] اس لحاظ سے یہ ان کتابوں کا مُصَدِّق [2] اور ان کی صحت کی دلیل ہے کیونکہ یہ معجزہ ہے اور وہ معجزہ نہیں اس لئے وہ اپنے مضامین کی صحت کیلئے اس کی شہادت کی محتاج ہیں نہ کہ یہ۔ پس جب قرآن کتب سابقہ کا مصدق ٹھہرا تو یہ نتیجہ نکلا کہ یہ افتراء نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے کیونکہ یہ ایک ایسے بندۂ کامل کے ہاتھ پر ظاہر ہوا جو نہ کوئی علم پڑھا اور نہ علمائے اہل کتاب میں سے کسی کی صحبت میں بیٹھا۔ پھر جو اس کی پیش کردہ کتاب کے مضامین کتب سابقہ کے مطابق پائے گئے تو معلوم ہوا کہ وہ کتاب وحی الٰہی ہے۔ وہ کتاب جو کتب الہامیہ سابقہ کا صدق ثابت کرے خود افتراء کیسے بن سکتی ہے بلکہ وہ تو اَولیٰ بالصدق ہے۔ [3] یہ تقریر آیۂ ذیل کی تفسیر ہے:

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ یُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَ تَفْصِیْلَ الْكِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۳۷﴾ (یونس، ع ۴)	اور نہیں یہ قرآن کہ کوئی بنالے اللہ کے سوا اور لیکن سچا کرتا ہے اگلے کلام کو اور تفصیل ہے کتاب کی اس میں شبہ نہیں جہاں کے پروردگار سے ہے۔ [4]

قرآن میں مومنوں کے دل کی بعض ایسی باتیں مذکور ہیں جہاں عَلَّامُ الْغُیُوب [5] کے سوا اور کسی کی رسائی نہیں ہوسکتی۔ دیکھو امثلہ ذیل:

---

1 ......یعنی ان پر عمل کیا جاتا تھا۔
2 ......تصدیق کرنے والا۔
3 ......سچائی کے زیادہ لائق ہے۔
4 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور اس قرآن کی یہ شان نہیں کہ کوئی اپنی طرف سے بنالے بے اللہ کے اتارے ہاں وہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے اور لوح میں جو کچھ لکھا ہے سب کی تفصیل ہے اس میں کچھ شک نہیں پروردگارِ عالم کی طرف سے ہے۔ (پ ۱۱، یونس: ۳۷)۔ علمیہ
5 ......غیبوں کو جاننے والے۔

......﴿1﴾

وَ اِذْ یَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآىٕفَتَیْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَ تَوَدُّوْنَ اَنَّ غَیْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَ یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ یَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِیْنَ ۙ۝۷ (انفال، ع ۱)

اور جس وقت وعدہ دیتا تھا اللّٰہ تم کو ایک ان دو جماعت میں سے کہ تم کو ہاتھ لگے گی اور تم چاہتے تھے کہ بن شوکت والا ملے تم کو اور اللّٰہ چاہتا تھا کہ سچا کرے سچ کو اپنے کلاموں سے اور کاٹے پیچھا کافروں کا۔[1]

اس آیت میں ایک ایسے امر کی خبر ہے جو مومنوں کے دل میں آیا تھا اور جسے وہ پسند کرتے تھے مگر آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے وہ امر پوشیدہ تھا۔ پس اللّٰہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر آپ کو اطلاع بخشی۔ اس کا بیان یوں ہے کہ جب مسلمانوں کو خبر لگی کہ ابوسفیان لدے ہوئے اونٹوں کا قافلہ ملک شام سے لارہا ہے تو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تین سو آٹھ کی جمعیت کے ساتھ نکلے اور وادیٔ ذفران میں اللّٰہ تعالیٰ نے آپ سے دو امروں میں سے ایک کا وعدہ فرمایا قافلہ کا ہاتھ آنا یا گروہِ قریش کا مغلوب ہونا جو مکہ سے اس قافلہ کے چھڑانے کے لئے نکلا تھا۔ صحابہ کرام اپنے دلوں میں قافلہ کی گرفتاری پسند کرتے تھے۔ پس اللّٰہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ دشمنوں سے مقابلہ کریں تا کہ کفر کا زور ٹوٹ جائے اور دین حق کو تقویت پہنچے چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا کیونکہ بدر کی لڑائی میں سترّ کافر مارے گئے اور اتنے ہی گرفتار ہوئے اور مسلمانوں میں سے صرف چودہ شہید ہوئے۔

......﴿2﴾

اِذْ هَمَّتْ طَّآىٕفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَاۙ وَ اللّٰهُ وَلِیُّهُمَاؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱۲۲ (آل عمران، ع ۱۳)

جب قصد کیا دو فرقوں نے تم میں سے کہ نامردی کریں اور اللّٰہ مددگار تھا ان کا اور اللّٰہ ہی پر چاہیے بھروسہ کریں مسلمان۔[2]

❶ ......ترجمۂ کنز الایمان: اور یاد کرو جب اللّٰہ نے تمہیں وعدہ دیا تھا کہ ان دونوں گروہوں میں ایک تمہارے لیے ہے اور تم یہ چاہتے تھے کہ تمہیں وہ ملے جس میں کانٹے کا کھٹکا نہیں اور اللّٰہ یہ چاہتا تھا کہ اپنے کلام سے سچ کو سچ کر دکھائے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے۔ (پ ۹، الانفال: ۷)۔علمیہ

❷ ......ترجمۂ کنز الایمان: جب تم میں کے دو گروہوں کا ارادہ ہوا کہ نامردی کر جائیں اور اللّٰہ ان کا سنبھالنے والا ہے اور مسلمانوں کو اللّٰہ ہی پر بھروسہ چاہئے۔ (پ ٤، اٰل عمرٰن: ۱۲۲)۔علمیہ

اس آیت میں مومنوں کے ایک خطرۂ قلبی کا اظہار ہے۔ جس کا بیان یوں ہے کہ جنگ بدر سے اگلے سال (غزوۂ احد میں) کافر جمع ہو کر مدینہ پر چڑھ آئے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مسلمانوں سے مشورہ کیا اکثر کہنے لگے کہ ہم شہر ہی میں لڑیں گے اور حضور کی مرضی بھی یہی تھی۔ بعض کہنے لگے کہ یہ عار ہے بلکہ ہم میدان میں مقابل ہوں گے۔ آخر اسی مشورہ پر عمل کیا گیا۔ جب حضور شہر سے باہر چلے عبداللّٰہ بن ابی منافق مدینے کا رہنے والا تھا وہ بھی شریک جنگ تھا مگر وہ ناخوش ہو کر پھر گیا کہ ہمارے کہنے پر عمل نہ کیا۔ اس کے بہکانے سے انصار کے دو قبیلے (خزرج سے بنوسلمہ اور اوس سے بنی حارثہ) بھی پھر چلے۔ آخر ان کے سردار عوام کو سمجھا کر لے آئے۔ اس آیت میں انہیں دو قبیلوں کے خطرہ قلبی کا ذکر ہے حالانکہ ان سے نہ کوئی قول ظہور میں آیا اور نہ کوئی بزدلی۔ (موضح القرآن)

قرآن مجید میں منافقوں کے راز کھول کر بتائے گئے ہیں جن کو وہ اپنے دلوں میں چھپاتے تھے یا اپنی ہی جماعت سے کہتے تھے۔ دیکھو آیات ذیل:

......﴿1﴾

یُخْفُوْنَ فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا یُبْدُوْنَ لَكَ ؕ یَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ؕ (آل عمران، ع١٦)	اپنے جی میں چھپاتے ہیں جو تجھ سے ظاہر نہیں کرتے۔ کہتے ہیں کہ اگر کچھ کام ہوتا ہمارے ہاتھ تو ہم مارے نہ جاتے۔ [1]

اس آیت سے ظاہر ہے کہ جنگ احد کے دن جب مسلمانوں کو شکست ہوئی تو منافقین خلوت میں ایک دوسرے سے کہتے تھے کہ اگر لڑائی کے لئے نکلنا ہمارے اختیار میں ہوتا تو ابن ابی کی رائے پر عمل کرتے اور شہر مدینے سے باہر قدم نہ دھرتے اور نہ مارے جاتے۔ اس قول کو وہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے چھپاتے تھے مگر اللّٰہ تعالٰی نے آپ کو بذریعۂ وحی خبر دے دی۔

......﴿2﴾

وَ یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ؕ وَ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَ	اور قسمیں کھاتے ہیں اللّٰہ کی کہ وہ بیشک تم میں سے ہیں حالانکہ

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: اپنے دلوں میں چھپاتے ہیں جو تم پر ظاہر نہیں کرتے کہتے ہیں ہمارا کچھ بس ہوتا تو ہم یہاں نہ مارے جاتے۔ (پ٤، اٰل عمران: ١٥٤)۔ علمیه

لٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ﴿۵۶﴾ (توبہ، ع ٧) وہ تم میں سے نہیں ہیں لیکن وہ لوگ ڈرتے ہیں۔ [1]

اس آیت میں بتادیا گیا ہے کہ منافقین جو قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ہم تم میں سے ہیں جھوٹ ہے۔

......﴿3﴾

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ﴿۵۸﴾ (توبہ، ع٧) اور بعضے ان میں سے ہیں کہ تجھ کو طعن دیتے ہیں زکوۃ بانٹنے میں۔ سو اگر ان کو ملے اس میں سے تو راضی ہوں اور اگر نہ ملے اس میں سے تب ہی وہ ناخوش ہو جاویں۔ [2]

یہ آیت اَبُوالْجَوَّاظ منافق کے بارے میں نازل ہوئی کیونکہ اس نے کہا تھا کہ تم اپنے صاحب کو نہیں دیکھتے کہ تمہارے صدقات ریوڑ چرانے والے گڈریوں میں تقسیم کر دیتا ہے اور پھر سمجھتا ہے کہ میں عادل ہوں۔ (تفسیر روح البیان) [3]

......﴿4﴾

وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ (توبہ، ع٨) اور بعضے ان میں سے بدگوئی کرتے ہیں نبی کی اور کہتے یہ شخص کان ہے۔ [4]

بعض منافقین مثلاً جُلَاس اور اس کے ساتھی حضور اقدس صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی شان میں ایسی باتیں کہا کرتے تھے کہ جن سے انسان کو اذیت پہنچے اور جب انہیں منع کیا جاتا تو کہتے کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے تو کان ہی کان ہیں ہم ان کے سامنے قسم کھالیں گے اور انکار کر دیں گے وہ مان لیں گے کیونکہ وہ جو سنتے ہیں مان لیتے

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تم میں سے ہیں اور تم میں سے ہیں نہیں ہاں وہ لوگ ڈرتے ہیں۔ (پ ١٠، التوبة: ٥٦)۔علمیه

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور ان میں کوئی وہ ہے کہ صدقے بانٹنے میں تم پر طعن کرتا ہے تو اگر ان میں سے کچھ ملے تو راضی ہو جائیں اور نہ ملے تو جبھی وہ ناراض ہیں۔ (پ ١٠، التوبة: ٥٨)۔علمیه

3 ......تفسیر روح البیان، الجزء العاشر، سورة التوبة، ج٣، ص ٤٥١-٤٥٢۔علمیه

4 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور ان میں کوئی وہ ہیں کہ ان غیب کی خبریں دینے والے کو ستاتے ہیں اور کہتے ہیں وہ تو کان ہیں۔ (پ ١٠، التوبة: ٦١)۔علمیه

ہیں ان میں ذکاء وفطانت [1] نام کو نہیں۔ (تفسیر روح البیان) [2]

......﴿5﴾

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ (توبہ، ع١٠)

قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی ہم نے نہیں کہا بیشک کہا ہے لفظ کفر کا اور منکر ہو گئے ہیں مسلمان ہو کر اور فکر کیا تھا انہوں نے جو نہ ملا۔ [3]

غزوۂ تبوک میں ان منافقین کی فَضِیحت [4] میں آیات نازل ہوئیں جو اس غزوہ میں مدینہ منورہ میں پیچھے رہ گئے تھے اس لئے جُلاس بن سُوَید نے کہا: اللّٰہ کی قسم! جو کچھ حضرت ہمارے بھائیوں کی نسبت کہتے ہیں اگر وہ سچ ہے تو ہم گدھوں سے بدتر ہیں۔ جب رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے جلاس کو بلا کر پوچھا وہ قسم کھا گیا کہ میں نے ایسا نہیں کہا اس پر یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ الآیہ [5] اُتری۔ اگرچہ اس قصے میں قائل ایک ہے مگر چونکہ باقی منافق جلاس کے قول پر راضی تھے اس لئے وہ بھی بمنزلہ جلاس ہو گئے اور صیغہ جمع کا لایا گیا۔ مطلب یہ کہ وہ قسم کھا گئے کہ ہم نے کوئی کلمہ ایسا نہیں کہا جس سے آنحضرت یا آپ کے دین کی توہین ہوتی ہو حالانکہ بے شک انہوں نے کلمہ کفر کہا اور اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ اپنے افعال سے بھی کفر باطنی ظاہر کر دیا۔ چنانچہ منجملہ ان افعال کے ایک یہ ہے کہ غزوۂ تبوک سے واپسی کے وقت ان میں سے پندرہ نے اتفاق کر لیا کہ حضرت جب تبوک اور مدینہ کے درمیان عقبہ (گھاٹی) پر ہوں گے تو ہم ان کو سواری سے وادی میں دھکیل کر مار ڈالیں گے مگر اللّٰہ تعالیٰ نے آپ کو منافقین کے اس ارادے سے آگاہ کر دیا۔ اس لئے جب لشکر عقبہ میں پہنچا تو آپ تو عقبہ میں چلے اور باقی سب آپ کے ارشاد سے وادی میں چلنے لگے مگر ان منافقین نے منہ پر دہان بند ڈال کر عقبہ میں چلنا شروع کیا۔ حضرت عمار بن یاسر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ آپ صَلَّی اللّٰہُ

1 ......عقلمندی اور ذہانت۔

2 ......تفسیر روح البیان، الجزء العاشر، سورۃ التوبۃ، ج٣، ص٤٥٦۔ علمیہ

3 ......ترجمۂ کنز الایمان: اللّٰہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہ کہا اور بیشک ضرور انہوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام میں آکر کافر ہو گئے اور وہ چاہا تھا جو انہیں نہ ملا۔ (پ١٠، التوبۃ: ٧٤)۔ علمیہ

4 ......رسوائی۔

5 ......ترجمۂ کنز الایمان: اللّٰہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہ کہا۔ (پ١٠، التوبۃ: ٧٤)۔ علمیہ

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئے تھے اور حضرت حذیفہ بن الیمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پیچھے سے ہانک رہے تھے اتنے میں حذیفہ نے اونٹوں کے پیروں کی آہٹ اور ہتھیاروں کی آواز سنی۔ اس لئے حذیفہ اندھیری رات میں ان کی طرف بڑھے اور للکار کر کہا: اے اللہ کے دشمنو! رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے دور ہو جاؤ۔ یہ سن کر وہ وادی کی طرف بھاگ گئے اور لوگوں میں مل گئے۔ (روح البیان وروح المعانی)[1]

﴿6﴾......

وَ اِذَا مَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ یَّقُوْلُ اَیُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖۤ اِیْمَانًاۚ (توبہ، ع ١٦)

اور جب نازل ہوئی ایک سورت تو بعضے ان میں کہتے ہیں کس کو تم میں زیادہ کیا اس سورت نے ایمان۔[2]

یعنی جب منافق لوگ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں نہ ہوتے اور کوئی سورت نازل ہوتی جس میں دلائل قاطعہ ہوں تو وہ ایک دوسرے سے بطورِ استہزاء[3] کہتے کہ اس سورت نے تم میں سے کس کا ایمان زیادہ کیا۔

﴿7﴾......

وَ اِذَا مَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍؕ هَلْ یَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْاؕ (توبہ، ع ١٦)

اور جب نازل ہوئی ایک سورت دیکھنے لگے ایک دوسرے کی طرف کہ کوئی بھی دیکھتا ہے تم کو پھر چلے گئے۔[4]

یعنی جب منافقین حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حضور میں ہوتے اور کوئی سورت اترتی جس میں ان کے چھپے عیبوں کا بیان ہوتا تو وہ مومنوں سے آنکھ بچا کر مجلس سے کھسک جاتے اور اگر جانتے کہ کوئی مومن ان کو دیکھ رہا ہے تو وہیں بیٹھے رہتے اور اختتام مجلس پر چلے جاتے۔

---

1 ......تفسیر روح البیان، الجزء العاشر، سورة التوبة، ج٣، ص٤٦٧۔علمیه

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور جب کوئی سورت اترتی ہے تو ان میں کوئی کہنے لگتا ہے کہ اس نے تم میں کس کے ایمان کو ترقی دی۔ (پ١١، التوبة: ١٢٤)۔علمیه

3 ......مذاق اور تحقیر کے طور پر۔

4 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور جب کوئی سورت اترتی ہے ان میں ایک دوسرے کو دیکھنے لگتا ہے کہ کوئی تمہیں دیکھتا تو نہیں پھر پلٹ جاتے ہیں۔ (پ١١، التوبة: ١٢٧)۔علمیه

......﴿8﴾

وَ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّ كُفْرًا وَّ تَفْرِيْقًۢا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَ لَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَ اللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ (توبہ، ع ١٣)

اور جنہوں نے بنائی ایک مسجد ضد اور کفر پر اور پھوٹ ڈالنے کو مسلمانوں میں اور گھات اس شخص کے لئے جو لڑ رہا ہے اللہ سے اور رسول سے پہلے سے اور اب قسمیں کھاویں گے کہ ہم نے تو بھلائی ہی چاہی تھی اور اللہ گواہ ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔[1]

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسجد ضرار والے سب منافق تھے۔ منافقین کے مزید حال کیلئے سورۂ منافقون دیکھئے۔

قرآنِ مجید میں منافقین کی طرح یہودیوں کے چھپے عیب بھی ظاہر کر دیئے گئے ہیں۔ دیکھو آیاتِ ذیل:

......﴿1﴾

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَ يَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ مَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ٘ وَ اِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَ يَقُوْلُوْنَ فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ لَوْ لَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ؕ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۸﴾ (مجادلہ، ع ٢)

کیا تو نے نہ دیکھے جن کو منع ہوئی کانا پھوسی پھر وہی کرتے ہیں جو منع ہو چکا ہے اور کان میں باتیں کرتے ہیں گناہ کی اور تعدی کی اور رسول کی نافرمانی کی اور جب آویں تیرے پاس تجھ کو دعا دیں جو دعا نہیں دی تجھ کو اللہ نے اور کہتے ہیں اپنے دلوں میں کیوں نہیں عذاب کرتا ہم کو اللہ اس پر جو ہم کہتے ہیں۔ بس ہے ان کو دوزخ داخل ہوں گے اس میں سو بری ہے جگہ پھر جانے کی۔[2]

موضح القرآن میں ہے: ''حضرت کی مجلس میں بیٹھ کر منافق کان میں باتیں کرتے مجلس کے لوگوں پر ٹھٹھے کرتے

---

[1] ......ترجمۂ کنز الایمان: اور وہ جنہوں نے مسجد بنائی نقصان پہنچانے کو اور کفر کے سبب اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کو اور اس کے انتظار میں جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول کا مخالف ہے اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے تو بھلائی چاہی، اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بیشک جھوٹے ہیں۔(پ ١١، التوبۃ: ١٠٧)۔ علمیہ

[2] ......ترجمۂ کنز الایمان: کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جنہیں بری مشوَرت (مشاورت) سے منع فرمایا گیا تھا پھر وہی کرتے ہیں جس کی ممانعت ہوئی تھی اور آپس میں گناہ اور حد سے بڑھنے اور رسول کی نافرمانی کے مشورے کرتے ہیں اور جب تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں تو ان لفظوں سے تمہیں مجرا کرتے ہیں جو لفظ اللہ نے تمہارے اعزاز میں نہ کہے اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں ہمیں اللہ عذاب کیوں نہیں کرتا ہمارے اس کہنے پر انہیں جہنم بس (کافی) ہے، اس میں دھنسیں گے تو کیا ہی برا انجام۔(پ ٢٨، المجادلۃ: ٨)۔ علمیہ

اورعیب پکڑتے اور حضرت کی بات سن کر کہتے: یہ مشکل کام ہم سے کب ہو سکے گا۔ پہلے سورۂ نساء میں اس کا منع آچکا تھا مگر پھر وہی کرتے تھے اور دعا یہ کہ یہود آتے اور السَّلَامُ عَلَيْكَ کے بدلے السَّامُ عَلَيْكَ کہتے۔ یہ بددعا ہے کہ تجھ پر پڑے مرگ۔ پھر آپس میں کہتے کہ اگر یہ رسول ہے تو اس کہنے سے ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا اور کوئی منافق بھی کہتا ہوگا۔''

......﴿2﴾

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَ لَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۚ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ لَمْ يَاْتُوْكَ ؕ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَ اِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ؕ وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ؕ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۚۖ وَّ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۴۱﴾ (مائدہ، ع٦)

اے رسول تو غم نہ کھا ان پر جو جلدی منکر ہونے لگتے ہیں ان لوگوں میں سے جو کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں اپنے منہ سے اور ان کے دل مسلمان نہیں اور ان لوگوں میں سے جو یہودی ہیں سننے والے ہیں واسطے دوسری جماعت کے جو تجھ تک نہیں آئے بدل ڈالتے ہیں بات کو اس کا ٹھکانا چھوڑ کر کہتے ہیں اگر تم کو یہ ملے تو لو اور اگر نہ ملے تو بچتے رہو اور جس کو اللہ نے بچلانا[1] چاہا سو تو اس کا کچھ نہیں کر سکتا اللہ کے یہاں وہی لوگ ہیں جن کو اللہ نے نہ چاہا کہ ان کے دل پاک کرے ان کو دنیا میں ذلت ہے اور ان کو آخرت میں بڑی مار ہے۔[2]

موضح القرآن میں اس آیت کے متعلق یوں لکھا ہے: ''بعضے منافق تھے کہ دل میں یہود سے ملتے تھے اور بعضے یہود تھے کہ حضرت کے پاس آمدورفت کرتے تھے۔ اللہ نے فرمایا کہ یہ لوگ جاسوسی کو آتے ہیں کہ تمہارے دین میں سے کچھ عیب چن کر لے جاویں اپنے سرداروں کے پاس جو یہاں نہیں آتے اور فی الحقیقت عیب کہاں ہے لیکن بات کو

---

1 ......گمراہ کرنا۔

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: اے رسول تمہیں غمگین نہ کریں وہ جو کفر پر دوڑتے ہیں کچھ وہ جو اپنے منہ سے کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور ان کے دل مسلمان نہیں اور کچھ یہودی جھوٹ خوب سنتے ہیں اور لوگوں کی خوب سنتے ہیں جو تمہارے پاس حاضر نہ ہوئے اللہ کی باتوں کو ان کے ٹھکانوں کے بعد بدل دیتے ہیں کہتے ہیں یہ حکم تمہیں ملے تو مانو اور یہ نہ ملے تو بچو اور جسے اللہ گمراہ کرنا چاہے تو ہرگز تو اللہ سے اس کا کچھ بنا نہ سکے گا وہ ہیں کہ اللہ نے ان کا دل پاک کرنا نہ چاہا انہیں دنیا میں رسوائی ہے اور انہیں آخرت میں بڑا عذاب۔ (پ٦، المائدۃ: ٤١)۔علمیہ

غلط تقریر کر کے ہنر کا عیب کرتے ہیں۔ یہود میں کئی قصے ہوئے کہ اپنے قضایا[1] لائے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس فیصلے کو وہ سردار یہود آپ نہ آتے بیچ والوں کے ہاتھ بھیجتے اور کہہ دیتے کہ ہمارے معمول کے موافق حکم کریں تو قبول رکھو نہیں تو نہ رکھو۔ غرض یہ تھی کہ حکم تورات کے خلاف معمول باندھے تھے کہ ایک بھی اگر اس کے موافق حکم کردے تو ہم کو اللّٰہ کے یہاں سند ہو جاوے اور جانتے تھے کہ ان کو تورات کی خبر نہیں جو ہمارا معمول سنیں گے سو حکم کریں گے۔ اللّٰہ تعالیٰ نے حضرت کو خبردار کیا۔ موافق تورات ہی کے حکم فرمایا اور تورات میں سے ثابت کر کے ان کو قائل کیا۔ ایک قصہ رجم کا تھا کہ وہ منکر ہوئے تھے۔ پھر تورات سے قائل کیا اور ایک قصاص کا تھا کہ وہ اشراف اور کم ذات کا فرق کرتے تھے اور تورات میں فرق نہیں رکھا۔''

......﴿3﴾

مِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَ یَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَ عَصَیْنَا وَ اسْمَعْ غَیْرَ مُسْمَعٍ وَّ رَاعِنَا لَیًّۢا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَ طَعْنًا فِی الدِّیْنِ (نسآء، ع ۷)

وہ جو یہودی ہیں بدل ڈالتے ہیں بات کو اس کی جگہ سے اور کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور نہ مانا اور سن نہ سنایا جائیو اور راعنا موڑ دے کر اپنی زبان کو اور طعن کر کے دین میں۔[2]

موضح القرآن میں ہے کہ ''یہود حضرت کی مجلس میں بیٹھتے اور حضرت کلام فرماتے۔ بعض بات جو نہ سنی ہوتی چاہتے کہ پھر تحقیق کریں تو کہتے: راعنا۔ یعنی ہماری طرف توجہ ہو۔ یہود کو اس لفظ کہنے میں دغا تھی اس کو زبان دبا کر کہتے تو راعینا ہو جاتا یعنی ہمارا چرواہا اور ان کی زبان میں راعنا احمق کو بھی کہتے تھے۔ اسی طرح حضرت فرماتے تو جواب میں کہتے: سنا ہم نے اس کے معنی یہ ہیں کہ قبول کیا لیکن آہستہ کہتے کہ نہ مانا۔ یعنی فقط کان سے سنا اور دل سے نہ سنا اور حضرت سے خطاب کرتے تو کہتے: سن، نہ سنایا جائیو۔ ظاہر میں یہ دعا نیک ہے کہ تو ہمیشہ غالب رہے کوئی تجھ کو بری بات نہ سنا سکے اور دل میں نیت رکھتے کہ بہرا ہو جائیو۔ ایسی شرارت کرتے۔ پھر دین میں عیب دیتے کہ اگر یہ شخص نبی ہوتا تو ہمارا فریب

---

1 ......جھگڑے۔

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: کچھ یہودی کلاموں کو ان کی جگہ سے پھیرتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہ مانا اور سنیئے آپ سنائے نہ جائیں اور رَاعِنَا کہتے ہیں زبانیں پھیر کر اور دین میں طعنہ کے لئے۔ (پ ۵، النساء: ٤٦)۔ علمیه

معلوم کر لیتا۔ وہی اللہ صاحب نے واضح کر دیا۔"

ناظرین کرام! مومنوں کے دلوں کے راز ظاہر کرنا، منافقوں کا بھانڈا پھوڑنا اور یہودیوں کے فریبوں کی قلعی کھولنا، [1] یہ تمام از قبیل اِخْبار بالْمُغَیّبات [2] ہے جس سے قرآن کا اعجاز ثابت ہے کیونکہ انسان اس سے عاجز ہے۔

بیان بالا سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ قرآن میں صرف غیوب ماضیہ کی خبریں ہیں کیونکہ غیوب مستقبلہ کی خبریں بھی اس میں کثرت سے ہیں جن میں سے بعض ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

پیشین گوئی......﴿1﴾

وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۪ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۳﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚۖ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ ﴿۲۴﴾ (بقرہ، ع ۳)

اور اگر ہو شک میں اس کلام سے جو اتارا ہم نے اپنے بندے پر تو لے آؤ ایک سورۃ اس قسم کی اور بلاؤ جن کو حاضر کرتے ہو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو۔ پھر اگر نہ کرو اور البتہ نہ کر سکو گے تو بچو آگ سے جس کی چھپٹیاں ہیں آدمی اور پتھر تیار ہے منکروں کے واسطے۔ [3]

ان آیتوں میں یہ پیشین گوئی ہے کہ قرآن مجید کی ایک سورت کی مثل بنانے پر کوئی قادر نہ ہوگا چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانہ مبارک میں اور اُس وقت سے اب تک کہ تیرہ سو چھپن ہجری مقدس ہے کثرت سے مخالفین و معاندین اسلام رہے مگر کوئی بھی قرآن کی چھوٹی سے چھوٹی سورت کی مثل بنا کر پیش نہ کر سکا اور نہ آئندہ کر سکے گا۔

پیشین گوئی......﴿2﴾

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً

تو کہہ اگر تم کو ملنا ہے گھر آخر کا اللہ کے ہاں الگ سوائے

---

1 ......حقیقت ظاہر کرنا۔ 2 ......غیب کی خبریں دینا۔

3 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے ان خاص بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمائتیوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو پھر اگر نہ لا سکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لا سکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں تیار رکھی ہے کافروں کے لئے۔ (پ ۱، البقرۃ: ۲۳۔ ۲۴)۔ علمیہ

مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۹۴﴾ اورلوگوں کے تو تم مرنے کی آرزو کرو اگر سچ کہتے ہو۔[1]

(بقرہ، ع ۱۱)

اس آیت میں اخبار عن الغیب ہے کہ یہود میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے گا چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔ کسی یہودی نے باوجود قدرت کے موت کی تمنا نہ کی۔ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اگر یہود موت کی تمنا کرتے تو البتہ مرجاتے اور دوزخ میں اپنی جگہ ضرور دیکھ لیتے۔[2]

پیشین گوئی......﴿3﴾

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِیْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓىٕكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ یَّدْخُلُوْهَاۤ اِلَّا خَآىٕفِیْنَ ؕ۬ لَهُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۱۴﴾ (بقرہ، ع ۱٤)

اور اس سے بڑا ظالم کون ہے جس نے منع کیا اللہ کی مسجدوں میں کہ ذکر کیا جائے وہاں نام اس کا اور دوڑا ان کے اجاڑنے کو۔ ایسوں کو نہیں لائق تھا کہ داخل ہوں ان میں مگر ڈرتے ہوئے۔ ان کو دنیا میں ذلت ہے اور ان کو آخرت میں بڑی مار ہے۔[3]

اس آیت میں اُولٰٓىٕكَ سے مراد نصاریٰ (طیطوس رومی اور اس کے اَتباع) ہیں جنہوں نے یہود پر غلبہ پا کر مسجد بیت المقدس کو ویران کیا اور ان کی مسجدیں اجاڑیں۔ یہ پیشین گوئی حضرت عمر بن الخطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی خلافت میں پوری ہوئی جب کہ یروشلم مع ملک شام عیسائیوں سے لے لیا گیا اور ہیکل یروشلم کی خاص بنیاد پر اسلامی مسجد تعمیر کی گئی۔

---

1 ......ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ اگر پچھلا گھر اللہ کے نزدیک خالص تمہارے لئے ہو نہ اوروں کے لئے تو بھلا موت کی آرزو تو کرو اگر سچے ہو۔ (پ ۱، البقرۃ: ۹٤)۔علمیہ

2 ......اخرج احمد والبخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن مردویہ وابونعیم عن ابن عباس من رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال: لو ان الیہود تمنوا الموت لماتوا ولرأوا مقاعدھم من النار۔ (درمنثور للسیوطی، جلد اول، ص۸۹) ۱۲منہ ......(الدر المنثور، الجزء الاول، سورۃ البقرۃ، تحت الآیۃ: ۹٤۔۹٥، ج۱، ص ۲۲۰۔علمیہ)

3 ......ترجمۂ کنزالایمان: اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو روکے ان میں نامِ خدا لئے جانے سے اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے ان کو نہ پہنچتا تھا کہ مسجدوں میں جائیں مگر ڈرتے ہوئے ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب۔ (پ ۱، البقرۃ: ۱۱٤)۔علمیہ

بعض کے نزدیک اُولٰٓئِكَ سے مراد مشرکین عرب ہیں جنہوں نے حدیبیہ کے سال آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم کو بیت الحرام میں داخل ہونے سے روکا تھا۔ اس صورت میں یہ پیشین گوئی ہجرت کے نویں سال پوری ہوئی جب کہ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ارشاد سے حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ نے موسم حج میں منادی کرادی کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی ننگا بیت اللّٰہ کا طواف کرے۔(1)

پیشین گوئی......﴿9،8،7،6،5،4﴾

لَنْ یَّضُرُّوْكُمْ اِلَّاۤ اَذًىؕ وَ اِنْ یُّقَاتِلُوْكُمْ یُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا یُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ ضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ اَیْنَ مَا ثُقِفُوْۤا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ حَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَ بَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ ضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الْمَسْكَنَةُؕ (آل عمران، ع ۱۲)

وہ ہرگز ہرگز ضرر نہ پہنچائیں گے تم کو مگر ستانا تھوڑا اور اگر تم سے لڑیں گے تو تم سے پیٹھ پھیر دیں گے پھر وہ مدد نہ دیئے جائیں گے ماری گئی ان پر ذلت جہاں پائے جائیں سوائے دستاویز اللّٰہ کے اور دستاویز لوگوں کے اور کما لائے غصہ اللّٰہ کا اور ماری گئی ان پر محتاجی۔(2)

ان آیات میں یہود کی نسبت کئی پیشین گوئیاں ہیں:

......﴿۱﴾ یہود مسلمانوں کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے۔

......﴿۲﴾ اگر یہود مسلمانوں سے لڑیں گے تو شکست کھائیں گے۔

......﴿۳﴾ شکست کھانے کے بعد یہود میں قوت وشوکت نہ رہے گی۔

......﴿٤﴾ یہود ہمیشہ ذلیل رہیں گے مگر یہ کہ دوسروں کی پناہ میں ہوں۔

---

1 ......لا یحج بعد العام مشرك ولا یطوف بالبیت عریان۔(عینی شرح بخاری، جزء رابع ص ۶۳۳۔)۱۲منہ......(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، باب ما یستر من العورۃ، الحدیث: ۳٦۹، ج۳، ص ۲۹۱۔علمیہ)

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑیں گے مگر یہی ستانا اور اگر تم سے لڑیں تو تمہارے سامنے سے پیٹھ پھیر جائیں گے پھر ان کی مدد نہ ہوگی ان پر جمادی گئی خواری جہاں ہوں امان نہ پائیں مگر اللّٰہ کی ڈور اور آدمیوں کی ڈور سے اور غضب الٰہی کے سزاوار ہوئے اور ان پر جمادی گئی محتاجی۔(پ٤، اٰل عمرٰن: ۱۱۱۔۱۱۲)۔علمیہ

......﴿۵﴾ یہود مغضوب رہیں گے۔

......﴿٦﴾ یہود کی سلطنت کہیں نہ ہوگی بلکہ مَسکنت میں [1] رہیں گے۔

یہ تمام پیشین گوئیاں پوری ہوچکی ہیں چنانچہ یہود زبانی طعن اور سَبّ وشَتم کے سوا مومنین کو کوئی بڑا ضرر نہ پہنچا سکے۔ یہُودِ بنی قَینُقاع و بَنی قُرَیظَہ و بنی نَضیر و یہُود خَیبر نے مسلمانوں سے مقابلہ کیا اور مغلوب ہوئے۔ پھران کے کہیں پاؤں نہ جمے اور ان کی شان وشوکت جاتی رہی۔ یہود ہمیشہ ہر ملک میں قتل وغارت وقید سے پامال ہوتے رہے ہیں رُوئے زمین پر کہیں ان کی سلطنت نہیں دوسرے ملکوں میں پناہ گزین ہیں تو وہاں کے بادشاہ یا لوگوں کی عنایت سے ایسا ہوتا رہا ہے۔ ان کا مغضوب ہونا ظاہر ہے۔

پیشین گوئی......﴿10﴾

سَنُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَاۤ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًاۚ وَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُؕ وَ بِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِیْنَ(۱۵۱) (آل عمران، ع ١٦)

اب ڈالیں گے ہم کافروں کے دلوں میں ہیبت اس واسطے کہ انہوں نے شریک ٹھہرایا اللہ کا اس چیز کو جس کی اس نے کوئی دلیل نہیں اتاری اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور بری ہے جگہ ظالموں کے رہنے کی۔ [2]

یہ پیشین گوئی یوم اُحد کی نسبت تھی اور اسی دن پوری ہوگئی کیونکہ کفار باوجود غلبہ وظفر کے مسلمانوں کے خوف سے لڑائی چھوڑ کر بھاگ گئے۔

پیشین گوئی......﴿11﴾

قُلْ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَ تُحْشَرُوْنَ اِلٰى

کہہ دے کافروں کو کہ تم جلدی مغلوب ہوگئے اور اکٹھے

---

1 ......کسی نہ کسی کے زیر اثر۔

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: کوئی دم جاتا ہے کہ ہم کافروں کے دلوں میں رعب ڈالیں گے کہ انہوں نے اللہ کا شریک ٹھہرایا جس پر اس نے کوئی سمجھ نہ اتاری اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا برا ٹھکانا ناانصافوں کا۔(پ ٤، اٰل عمرٰن: ١٥١)۔علمیہ

جَهَنَّمَ ؕ وَبِئۡسَ الۡمِهَادُ ﴿۱۲﴾ (آل عمران، ع ٢) کیے جاؤ گے دوزخ کی طرف اور برا ہے بچھونا۔[1]

جب حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جنگ بدر سے مدینہ میں رونق افروز ہوئے تو آپ نے یہود کو بازار بنی قَیۡنُقاع میں جمع کیا اوران سے فرمایا کہ مسلمان ہو جاؤ ورنہ تمہارا بھی وہی حال ہوگا جو قریش کا ہوا۔ وہ بولے کہ نازاں نہ ہو تیرا ایسی قوم سے مقابلہ ہوا جو فن جنگ سے ناواقف تھی اگر ہم سے پالا پڑے تو معلوم ہو جائے گا کہ ہم بہادر ہیں اور تو ہماری مانند نہیں۔ اس پر یہ آیت اتری جس میں یہ خبر دی گئی کہ یہود عنقریب مغلوب ہو جائیں گے۔[2] یہ پیشین گوئی بنی قریظہ کے قتل اور بنی نضیر کی جلاوطنی اور فتح خیبر اور باقی یہود پر جزیہ لگانے سے پوری ہوئی۔

پیشین گوئی......﴿12﴾

اَلۡيَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ لَكُمۡ دِيۡنَكُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِىۡ وَرَضِيۡتُ لَكُمُ الۡاِسۡلَامَ دِيۡنًا ؕ (مائدہ، ع١) آج میں پورا دے چکا تم کو دین تمہارا اور پوری کی میں نے تم پر اپنی نعمت اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین۔[3]

یہ آیت ١٠ھ میں عرفہ کی شام کو جمعہ کے دن نازل ہوئی۔ اصحابِ آثار کا قول ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اِکاسی یا بیاسی دن زندہ رہے اور شریعت میں کوئی زیادتی یا نَسۡخ یا تبدیلی وقوع میں نہ آئی۔ اس آیت میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات شریف کی خبر ہے۔ حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ اس سے یہی سمجھتے تھے جو اِن کے "اَعۡلَمُ الصَّحَابَه"[4] ہونے کی دلیل ہے۔

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: فرما دو کافروں سے کوئی دم جاتا ہے کہ تم مغلوب ہوگے اور دوزخ کی طرف ہانکے جاؤ گے اور وہ بہت ہی برا بچھونا۔ (پ٣،اٰل عمرٰن:١٢)۔علمیه

2 ......درمنثور بحوالہ ابن اسحاق وابن جریر وبیہقی بروایت ابن عباس۔ ......(الدر المنثور،الجزء الثالث،سورة آل عمرٰن،تحت الآية: ١٢،ج٢،ص١٥٨۔علمیه)

3 ......ترجمۂ کنز الایمان: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔ (پ٦، المائدة:٣)۔علمیه

4 ......صحابہ کرام میں سب سے زیادہ علم والا۔

پیشین گوئی......《13》

وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۴﴾ (مائدہ، ع ۳)

اوران لوگوں سے جو کہتے ہیں ہم نصاریٰ ہیں لیا ہم نے عہدان کا پھروہ بھول گئے فائدہ لینا اس نصیحت سے جوان کو کی گئی تھی پھر ہم نے لگادی انکے درمیان دشمنی اور کینہ قیامت کے دن تک اور آخر جتادے گا ان کو اللہ جو کچھ وہ کرتے تھے۔ (1)

اس آیت میں یہ پیشین گوئی ہے کہ قیامت تک نصاریٰ کے مختلف فرقے رہیں گے جوایک دوسرے کی تکذیب وتکفیر کرتے رہیں گے۔ یہ بھی پوری ہوچکی ہے کیونکہ اب تک ایسا ہی ہوتا رہا ہے اور آئندہ بھی ہوتا رہے گا۔نصاریٰ کے مختلف سینکڑوں فرقے ہیں جن کا ذکر ہم نے بخوفِ طوالت نہیں کیا۔

پیشین گوئی......《14》

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗۤ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۫ يُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۴﴾ (مائدہ، ع ۸)

اے ایمان والو! جوکوئی تم میں سے پھرے گا اپنے دین سے تو اللہ آگے لاوے گا ایک قوم کو کہ ان کو دوست رکھتا ہے اور وہ اس کو دوست رکھتے ہیں نرم دل ہیں مسلمانوں پر اور سخت ہیں کافروں پر جہاد کریں گے اللہ کی راہ میں اور نہ ڈریں گے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے یہ فضل ہے اللہ کا دیتا ہے جس کو چاہے اور اللہ کشائش والا ہے خبردار۔ (2)

---

(1) ......ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ جنہوں نے دعویٰ کیا کہ ہم نصاریٰ ہیں ہم نے ان سے عہد لیا تو وہ بھلا بیٹھے بڑا حصہ ان نصیحتوں کا جو انہیں دی گئیں تو ہم نے ان کے آپس میں قیامت کے دن تک بَیر اور بغض ڈال دیا اور عنقریب اللہ انہیں بتادے گا جو کچھ کرتے تھے۔ (پ ٦، المائدة: ١٤)۔علمیه

(2) ......ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والوتم میں جوکوئی اپنے دین سے پھرے گا تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔(پ ٦، المائدة: ٥٤)۔علمیه

اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ کچھ عرب دین سے پھر جائیں گے اس لئے فرمادیا کہ ان کی گوشمالی [1] کے لئے ایک ایسی قوم ہوگی جس کے اوصاف یہ ہوں گے۔ یہ پیشین گوئی حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال کے بعد پوری ہوئی جب کہ عرب کے کئی قبیلے دین اسلام سے منحرف ہوگئے اور بعضوں نے زکوۃ دینے سے انکار کردیا۔ حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے باوجود [2] اختلافِ آراء ان کے ساتھ جہاد کیا اور ان کو مغلوب کیا [3] اور یہ آیت سیدنا ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی خلافت کی حقیت [4] پر دلیل واضح ہے۔

پیشین گوئی......﴿15﴾

وَ اَلْقَیْنَا بَیْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِؕ	اور ہم نے ڈال دی ان میں دشمنی اور بغض قیامت کے دن تک
كُلَّمَاۤ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُۙ وَ یَسْعَوْنَ	جب ایک آگ سلگاتے ہیں لڑائی کے واسطے اللہ اسکو بجھاتا ہے
فِی الْاَرْضِ فَسَادًاؕ وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۶۴﴾	اور دوڑتے ہیں ملک میں فساد کرتے اور اللہ دوست نہیں رکھتا
(مائدہ، ع ۹)	فساد کرنے والوں کو۔ [5]

اس میں یہ پیشین گوئی ہے کہ یہود کے مختلف فرقے ہوں گے جن میں عداوت و بُغض قیامت تک رہے گا۔ اس پیشین گوئی کے پورا ہونے میں کلام نہیں کیونکہ یہود کے مختلف فرقوں میں اب تک عداوت ہے اور آئندہ رہے گی۔

پیشین گوئی......﴿16﴾

یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَؕ وَ اِنْ	اے رسول پہنچا جو کچھ اتارا گیا ہے تیری طرف تیرے رب سے
لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗؕ وَ اللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ	اور اگر تو نے نہ کیا پس تو نے نہ پہنچایا اس کا پیغام اور اللہ تجھ

---

1 ......سزا۔ 2 ......دیکھو مشکوۃ، کتاب الزکوۃ، فصل ثالث۔۱۲ منہ

3 ......مشكاة المصابيح، كتاب الزكاة، الفصل الثالث، الحديث: ۱۷۹۰، ج ۱، ص ۳٤۰۔علميه

4 ......حق ہونے۔

5 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور ان میں ہم نے قیامت تک آپس میں دشمنی اور بیر ڈال دیا جب کبھی لڑائی کی آگ بھڑکاتے ہیں اللہ اسے بجھا دیتا ہے اور زمین میں فساد کے لئے دوڑتے پھرتے ہیں اور اللہ فسادیوں کو نہیں چاہتا۔ (پ ٦، المائدة: ٦٤)۔علميه

النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۶۷﴾ کو بچائے گا لوگوں سے اللہ ہدایت نہیں کرتا منکر قوم کو۔ [1]

(مائدہ، ع ۱۰)

یہ آیت بقولِ حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ غزوۂ ذَاتُ الرِّقاع (۴ھ) میں نازل ہوئی۔ [2] اس آیت کے نزول سے پہلے صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پاسبانی کیا کرتے تھے مگر جب یہ آیت اتری تو حراست موقوف کردی گئی کیونکہ اس میں خود اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زندگی میں اس پیشین گوئی کا پورا ہونا ظاہر ہے کیونکہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین باوجود کینہ وعداوت کے آپ کے قتل پر قادر نہ ہوئے۔ چونکہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وفات شریف کے بعد جسد مبارک کے ساتھ مَرقد مُنوّر میں حقیقۃً زندہ ہیں اس لئے یہ وعدہ قیامت تک پورا ہوتا رہے گا۔ ذیل میں ہم علامہ سَمْہُودی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (مُتَوَفّٰی ۹۱۱ھ) کی کتاب "وَفَاءُ الْوَفَاءِ بِاَخْبَارِ دَارِ الْمُصْطَفٰی" سے صرف ایک واقعہ نقل کرتے ہیں جس سے ناظرین اندازہ لگاسکیں گے کہ وفات شریف کے بعد اَعْدائے اسلام نے ہمارے آقا، ہمارے مالک، حضور شہنشاہ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کس طرح اذیت پہنچانی چاہی اور کس طرح یہ وعدہ پورا ہوا۔ واقعہ مذکورہ کو علامہ سَمْہُودی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ یوں بیان فرماتے ہیں:

جان لے کہ مجھے علامہ جمال الدین [3] اِسْنَوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی تصنیف سے ایک رسالہ معلوم ہوا ہے

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: اے رسول پہنچا دو جو کچھ اترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے اور ایسا نہ ہو تو تم نے اس کا کوئی پیام نہ پہنچایا اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے بیشک اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا۔ (پ ۶، المائدۃ: ۶۷)۔علمیہ

2 ......اتقان للسیوطی، جزء اول، ص۱۶۔......(الاتقان فی علوم القرآن، النوع الثانی: معرفۃ الحضری و السفری، ج ۱، ص ۲۷۔علمیه)

3 ......شیخ جمال الدین عبدالرحیم اِسْنَوی شافعی شہر اِسنا واقع ملک مصر میں ذی الحجہ ۷۰۴ھ میں پیدا ہوئے۔ ۷۲۱ھ میں قاہرہ آئے اور وہاں مختلف استادوں سے ادب، نحو، اصول فقہ اور حدیث میں تعلیم پائی۔ اپنے وقت میں فقہ شافعی میں یگانہ تھے صاحب تدریس وتصنیف تھے۔ فقہ واصول ونحو میں بہت سی کتابیں آپ کی تصنیف ہیں۔ آپ کا وصال جُمادَی الاُولیٰ ۷۷۲ھ میں ہوا۔ آپ کے جنازے پر انوارِ ولایت نمایاں تھے۔ (تفصیل کے لئے دیکھو "بغیۃ الدعا اور حسن المحاضرہ"۔ ہر دو مصنفہ جلال الدین سیوطی) رسالہ "نصیحۃ اولی الالباب فی منع استخدام النصاریٰ" آپ کی ہی تصنیف ہے جیسا کہ مصنف کے بیان سے ظاہر ہے۔ کشف الظنون میں ہے کہ علامہ سیوطی نے اس رسالہ کا اختصار کیا ہے اور اس کا نام "جھد القریحۃ فی تجرید النصیحۃ" ہے۔ علامہ جمال الدین اِسْنَوی کے قلم سے اسی قسم کے ایک رسالہ "حسن المحاضرۃ" میں لکھا ہے جس کا نام "الریاسۃ الناصریۃ فی الرد علی من یعظم اھل الذمۃ=

جس میں نصاریٰ کو حاکم بنانے سے منع کیا گیا ہے۔ بعض نے اس رسالے کا نام " اِنْتِصارات اسلامیه " رکھا ہے۔ میں نے اس پر علامہ موصوف کے شاگرد شیخ زَیْنُ الدِّیْن مَرَاغی کے ہاتھ کا لکھا ہوا دیکھا ہے اور وہ یہ ہے: '' نصيحة اولى الالباب فى منع استخدام النصارى كتاب لشيخنا العلامة جمال الدين اسنوى '' استاد نے اس رسالے کا نام نہ رکھا تھا، میں نے آپ کے سامنے یہ نام عرض کیا، جسے آپ نے برقرار رکھا، انتہی۔ پس میں نے اس رسالے میں یہ عبارت دیکھی:

سلطانِ عادِل نور الدین شہید کے عہد سلطنت میں نصاریٰ کے نفسوں نے انہیں ایک بڑے اَمر پر آمادہ کیا۔ ان کا گمان تھا کہ وہ پورا ہو جائے گا۔ اور اللہ اپنی روشنی پورا کیے بغیر نہیں رہتا خواہ منکر برا مانیں۔ وہ امر یہ ہے کہ سلطان مذکور رات کو تہجد اور وظائف پڑھا کرتا تھا ایک روز تہجد کے بعد سو گیا خواب میں نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کو دیکھا کہ دو سرخ رنگ شخصوں کی طرف اشارہ کر کے فرما رہے ہیں: میری مدد کر اور مجھے ان دو سے بچا۔ وہ ڈر کر جاگ اٹھا پھر وضو کیا نماز پڑھی اور سو گیا پھر اس نے وہی خواب دیکھا جاگ اٹھا اور نماز پڑھ کر سو گیا پھر تیسری بار وہی خواب دیکھا پس جاگ اٹھا اور کہنے لگا: نیند باقی نہیں رہی۔ اس کا وزیر ایک صالح شخص تھا جس کا نام جمال الدین مُوصَلی تھا رات کو اسے بلایا اور تمام ماجرا اسے کہہ سنایا اس نے کہا: تم کیسے بیٹھے ہو اسی وقت مدینۃ النبی کی طرف روانہ ہو جاؤ اور اپنے خواب کو پوشیدہ رکھو۔ یہ سن کر اس نے بقیہ شب میں تیاری کر لی اور سُبُک سار[1] سواریوں پر بیس آدمیوں کے ساتھ نکلا۔ وزیر مذکور اور بہت سامال بھی اس کے ساتھ تھا۔ سولہ دن میں وہ مدینے پہنچا۔ شہر سے باہر غسل کیا اور داخل ہوا، روضۂ منورہ میں نماز پڑھی اور زیارت کی پھر بیٹھ گیا حیران تھا کہ کیا کرے۔ جب اہل مدینہ مسجد میں جمع تھے تو وزیر نے کہا: سلطان نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی زیارت کے ارادے سے آیا ہے اور خیرات کے لئے اپنے ساتھ بہت سامال لایا ہے جو یہاں کے رہنے والے ہیں ان کے نام لکھو۔ اس طرح تمام اہل مدینہ کے نام لکھے۔ سلطان نے سب کو حاضر ہونے کا حکم دیا جو صدقہ لینے آتا سلطان اسے بغور دیکھتا تاکہ وہ صفت و شکل جو نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے اسے دکھائی تھی معلوم کرے۔

= ويستخدمهم على المسلمين" ہے، مگر کشف الظنون میں "الرياسة الناصرية" کو علامہ جمال الدین کے بھائی علامہ عماد الدین محمد بن حسن اِسْنَوی (متوفی ۷۹۴ھ) کی تصنیف ظاہر کیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ۱۲ منہ

[1] ...... تیز رفتار۔

جس میں وہ حلیہ نہ پاتا اسے صدقہ دے کر کہتا کہ چلے جاؤ یہاں تک کہ سب لوگ آچکے۔ سلطان نے پوچھا کہ کیا کوئی باقی رہ گیا ہے جس نے صدقہ نہ لیا ہو۔ انہوں نے عرض کی نہیں۔ سلطان نے کہا: غور و فکر کرو۔ اس پر انہوں نے کہا اور تو کوئی باقی نہیں مگر دو مغربی شخص جو کسی سے کچھ نہیں لیتے وہ پارسا اور دولت مند ہیں اور محتاجوں کو اکثر صدقہ دیتے رہتے ہیں۔ یہ سن کر سلطان خوش ہو گیا اور حکم دیا کہ ان دونوں کو میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ وہ لائے گئے۔ سلطان نے انہیں وہی دو شخص پایا جن کی طرف نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اشارہ کر کے فرمایا تھا کہ میری مدد کر اور مجھے ان سے بچا۔ پس ان سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو۔ انہوں نے کہا: ہم دیارِ مغرب سے حج کرنے کے لئے آئے ہیں اس لئے اس سال ہم نے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مُجاوَرت [1] اختیار کی ہے۔ سلطان نے کہا: سچ بتاؤ۔ مگر وہ اپنی بات پر قائم رہے۔ پھر لوگوں سے پوچھا: یہ کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ عرض کیا گیا کہ حجرہ شریف کے قریب رباط [2] میں رہتے ہیں۔ یہ سن کر سلطان نے دونوں کو گرفتار کر لیا اور ان کے مکان میں آیا۔ وہاں بہت سا مال، دو قرآن مجید اور وعظ و نصیحت کی کتابیں پائیں۔ ان کے سوا اور کچھ نظر نہ آیا۔ اہل مدینہ نے ان کی بڑی تعریف کی کہ یہ بڑے سخی اور فیاض ہیں، صائم الدہر ہیں اور روضہ شریف میں صلوات اور نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت کے پابند ہیں۔ ہر صبح جنت البقیع کی زیارت کو جاتے ہیں اور ہر شَنْبَہ [3] قباء کی زیارت کرتے ہیں، کسی سائل کا سوال رد نہیں کرتے، ان کی فیاضی سے اس قحط سالی میں مدینہ میں کوئی محتاج نہیں رہا۔ یہ سن کر سلطان نے کہا: سبحان اللّٰہ! اور اپنے خواب کو ظاہر نہ کیا۔ سلطان بذات خود اس مکان میں پھرتا رہا اس میں ایک چٹائی جو اٹھائی تو اس کے نیچے تہہ خانہ دیکھا جو حجرہ شریف کی طرف کھود رکھا تھا لوگ یہ دیکھ کر ڈر گئے۔ اس وقت سلطان نے کہا: تم اپنا حال سچ سچ بتاؤ! اور انہیں بہت مارا۔ پس انہوں نے اقرار کیا کہ ہم عیسائی ہیں ہم کو نصاریٰ نے مغربی حاجیوں کے بھیس میں بھیجا ہے اور ہمیں بہت سا مال دیا ہے اور کہا ہے کہ اسے حجرہ شریف تک پہنچنے اور جسد مبارک نکالنے کا حیلہ و وسیلہ ٹھہراؤ۔ بھیجنے والے عیسائیوں کا یہ وہم تھا کہ اللّٰہ تعالیٰ ان کو اس بات پر قادر کر دے گا اور وہ وہ کریں گے جو شیطان نے انہیں سمجھایا تھا اس لئے وہ دونوں حجرہ شریف کے سب سے قریب رَباط میں اُترے تھے اور انہوں نے وہ کیا جو اوپر ذکر ہوا۔ وہ رات کو کھودا کرتے تھے اور ہر ایک کے پاس مغربیوں کے لباس

---

1 ......ہمسائیگی، قرب۔ 2 ......سرائے، مسافر خانہ۔ 3 ......ہفتہ کے دن۔

کے مطابق ایک چمڑے کی تھیلی تھی جو مٹی جمع ہوتی ہر ایک اپنی تھیلی میں ڈال لیتا اور دونوں زیارت بقیع کے بہانے سے نکل جاتے اور قبروں میں پھینک آتے۔ کچھ مدت وہ اسی طرح کرتے رہے جب کھودتے کھودتے حجرہ شریف کے قریب پہنچ گئے تو آسمان میں گرج پیدا ہوئی، بجلی چمکی اور ایسا زلزلۂ عظیم پیدا ہوا کہ گویا پہاڑ جڑ سے اکھڑ گئے ہیں اسی رات کی صبح کو سلطان نور الدین آ پہنچا اور دونوں کی گرفتاری اور اعتراف وقوع میں آیا۔ جب دونوں نے اعتراف کرلیا اور اس کے ہاتھ پر ان کا حال ظاہر ہوگیا اور اس نے اللہ کی یہ عنایت دیکھی کہ یہ کام اس سے لیا تو وہ بہت رویا اور ان کی گردن زَنی کا حکم دیا۔ پس وہ اس جالی کے نیچے قتل کیے گئے جو حجرہ شریف کے قریب بقیع سے متصل ہے۔ پھر اس نے بہت سی رانگ [1] منگوائی اور تمام حجرہ شریف کے گرد پانی کی تہہ تک ایک بڑی خندق کھدوائی وہ رانگ پگھلائی گئی اور اس سے خندق بھر دی گئی۔ اس طرح حجرہ شریف کے گرد پانی کی تہہ تک رانگ کی دیوار تیار ہوگئی۔ پھر سلطان مذکور اپنے ملک کو چلا آیا اور حکم دیا کہ نصارٰی کمزور کردیئے جائیں اور کوئی کافر عامل نہ بنایا جائے بایں ہمہ [2] حکم دیا کہ محاصل چونگی تمام معاف کردیئے جائیں۔

علامہ جمال الدین محمد مَطَرِی (مُتَوَفّٰی ۷۴۱ھ) نے اس واقعہ کی طرف بطریق اختصار اشارہ کیا ہے، اور حجرہ شریف کے گرد خندق کھودنا اور اس میں رانگ کا پگھلا کر ڈالا جانا ذکر نہیں کیا ہے، مگر وہ سال بتا دیا ہے جس میں یہ حادثہ وقوع میں آیا اور بیان بالا سے بعض تفاصیل میں اختلاف کیا ہے۔ چنانچہ جو فَصِیْل (شہر کے گرد چار دیواری) اب مدینہ کے گرد ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ سلطان نور الدین محمود بن زنگی بن "اقسنقد" [3] ۵۵۷ھ میں مدینہ منورہ میں پہنچا اس کے آنے کا سبب ایک خواب تھا جو اس نے دیکھا تھا۔ اس خواب کو بعض لوگوں نے ذکر کیا ہے اور میں نے اسے فقیہ عَلَمُ الدِّین یعقوب بن ابی بکر (جس کا باپ مسجد نبوی کی آتشزدگی کی رات کو جل گیا تھا) سے سنا اور عَلَمُ الدِّین نے روایت کی ان اکابر سے کہ جن سے وہ ملا کہ سلطان محمود مذکور نے ایک رات تین بار نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو خواب میں دیکھا ہر بار آپ فرماتے تھے: اے محمود! مجھے ان دو سرخ رنگ شخصوں سے بچا۔ اس لئے اس نے صبح ہونے سے پہلے اپنے

---

1 ......ایک قسم نرم وعمدہ دھات جسے سیسہ کہتے ہیں۔ 2 ......باوجود اس کے۔

3 ......سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں یہاں "اسقنقد" لکھا ہے جو کہ کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ "وفاء الوفا" کے نسخوں میں "اقسنقد" ہے لہٰذا ہم نے یہاں "اقسنقد" لکھا ہے۔ علمیه

وزیر کو بلایا اور اسے یہ ماجرا سنایا۔ وزیر نے کہا کہ مَدِیْنَۃُ النَّبِی میں کوئی اَمر حادِث ہوا ہے[1] جس کے لئے تیرے سوا کوئی اور نہیں۔ پس وہ تیار ہو گیا اور قریباً ایک ہزار اونٹ اور گھوڑے وغیرہ لے کر جلدی روانہ ہوا یہاں تک کہ اپنے وزیر کے ساتھ مدینہ میں داخل ہوا اور اہل مدینہ کو خبر نہ ہوئی۔ زیارت کے بعد مسجد میں بیٹھ گیا اور حیران تھا کہ کیا کرے۔ وزیر نے کہا کہ آپ ان دو شخصوں کو دیکھ کر پہچان لیں گے؟ سلطان نے کہا: ہاں! پس تمام لوگوں کو خیرات کے لئے بلایا اور بہت سا زَر و سیم[2] ان میں تقسیم کیا اور کہا کہ مدینہ میں کوئی باقی نہ رہ جائے اس طرح کوئی باقی نہ رہا مگر اہل اندلس میں سے دو مُجاور جو اس جانب میں اترے ہوئے تھے جو نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حجرے کے آگے مسجد سے باہر آلِ عمر بن الخطاب کے گھر (جو اَب دَارُالْعَشَرۃ کے نام سے مشہور ہے) کے پاس ہے سلطان نے ان کو خیرات کے لئے بلایا۔ وہ نہ آئے اور کہنے لگے ہمیں ضرورت نہیں ہم کچھ نہیں لیتے۔ سلطان نے ان کے بلانے میں اصرار کیا پس وہ لائے گئے۔ جب سلطان نے ان کو دیکھا تو اپنے وزیر سے کہا: یہی وہ دو ہیں۔ پھر ان کا حال اور ان کے آنے کا باعث دریافت کیا انہوں نے کہا: ہم نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مُجَاوَرَت کے لئے آئے ہیں۔ سلطان نے کہا: مجھ سے سچ کہو۔ اور کئی دفعہ سوال کیا یہاں تک کہ مار پیٹ کی نوبت پہنچی۔ پس انہوں نے اقرار کیا کہ ہم عیسائی ہیں اور عیسائی بادشاہوں کے اتفاق سے ہم یہاں آئے ہیں تاکہ حجرہ شریف سے جسد مبارک کو نکال کر لے جائیں۔ سلطان نے دیکھا کہ انہوں نے مسجد کی قبلہ رُو کی دیوار کے نیچے سے زمین دوز نقب لگائی ہوئی ہے[3] اور حجرہ شریف کی طرف کو لے جا رہے ہیں اور جس مکان میں وہ رہا کرتے تھے اس میں ایک گڑھا تھا جس میں وہ مٹی ڈال دیا کرتے تھے۔ اس طرح عَلَمُ الدِّیْن یعقوب نے بِالْاَسْنَاد میرے پاس بیان کیا۔ پس اس جالی کے پاس جو مسجد سے باہر حجرۂ نبی کے مشرق میں ہے ان کو قتل کر دیا گیا۔ پھر شام کو آگ سے جلا دیئے گئے اور سلطان مذکور سوار ہو کر شام کی طرف روانہ ہوا۔[4]

پیشین گوئی......﴿17﴾

قَاتِلُوْهُمْ یُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَیْدِیْكُمْ وَ یُخْزِهِمْ وَ یَنْصُرْكُمْ　　لڑو ان سے تا عذاب کرے اللّٰہ ان کو تمہارے ہاتھوں کے ساتھ اور

---

1 ......یعنی کچھ معاملہ یا کوئی واقعہ رونما ہوا ہے۔ 2 ......سونا چاندی، مال و دولت۔ 3 ......زیر زمین سرنگ بنائی ہے۔

4 ......وفاء الوفاء باخبار دار المصطفی، خاتمہ، الجزء الثانی، ص۶۴۸-۶۵۱۔ علمیہ

عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴﴾ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۵﴾ (توبہ، ع ۲)

رسوا کرے ان کو اور غالب کرے تم کو ان پر اور ٹھنڈے کرے دل کتنے مسلمان لوگوں کے اور دور کرے ان کے دلوں کا غصہ اور اللہ توبہ دے گا جس کو چاہے گا اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔[1]

بنو خُزاعہ میں سے کچھ لوگ ایمان لائے تھے اور ہجرت کے بعد مکہ مشرفہ میں باقی رہ گئے تھے۔ ان کو مشرکین سے تکلیف پہنچی جس کی وجہ یہ ہوئی کہ حدیبیہ میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور قریش کے درمیان جو عہد و پیمان ہوئے تھے ان میں سے ایک یہ تھا کہ ایک دوسرے کے حلیفوں[2] کو ایذا نہ پہنچائیں گے اور اگر ایک کے حلیف دوسرے کے حلیفوں سے جنگ کریں تو ان کی مدد نہ کریں گے۔ اس عہد کے خلاف کفارِ قریش نے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حلیف خُزاعہ کے خلاف اپنے حلیف بنو بکر کو ہتھیار وغیرہ سے مدد دی جس سے خزاعہ کا سخت نقصانِ جان ہوا۔ اس لئے خزاعہ نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے شکایت کی جیسا کہ اس کتاب میں پہلے بیان ہو چکا ہے۔ پس یہ آیتیں اتریں جن میں مسلمانوں کی نصرت اور بعض کفار کے تائب ہونے کی پیشین گوئی ہے۔ یہ پیشین گوئی فتح مکہ سے پوری ہوگئی اور کفار میں سے مثلاً ابو سُفیان اور عِکْرِمہ بن اَبی جَہْل اور سُہَیل بن عَمرو وغیرہ ایمان لائے۔

پیشین گوئی......﴿18﴾

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ؕ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۹﴾ (توبہ، ع ۷)

اور ان میں سے بعض کہتا ہے مجھ کو رخصت دے اور فتنہ میں نہ ڈال۔ خبردار رہو وہ فتنہ میں گر پڑے ہیں اور دوزخ گھیر رہی ہے کافروں کو۔[3]

---

1 ...... ترجمۂ کنز الایمان: تو ان سے لڑو اللہ انہیں عذاب دیگا تمہارے ہاتھوں اور انہیں رسوا کرے گا اور تمہیں ان پر مدد دے گا اور ایمان والوں کا جی ٹھنڈا کرے گا اور انکے دلوں کی گھٹن دور فرمائے گا اور اللہ جسکی چاہے توبہ قبول فرمائے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

(پ ۱۰، التوبۃ: ۱۴۔۱۵)۔علمیہ

2 ...... ایک دوسرے کی امداد کا معاہدہ کرنے والے فریق۔

3 ...... ترجمۂ کنز الایمان: اور ان میں کوئی تم سے یوں عرض کرتا ہے کہ مجھے رخصت دیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالئے سن لو وہ فتنہ ہی میں پڑے اور بیشک جہنم گھیرے ہوئے ہے کافروں کو۔ (پ ۱۰، التوبۃ: ۴۹)۔علمیہ

ایک منافق جَدُّ بن قَیْس بہانہ لایا کہ روم کی عورتیں خوبصورت ہیں میں اس ملک میں جا کر بدی میں گرفتار ہوں گا، رخصت دو کہ سفر (غزوۂ تبوک) میں نہ جاؤں لیکن مدد خرچ کروں گا مال سے۔ (موضح القران) اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں یہ اِخْبار بِالْغَیْب ہے کہ جَدُّ بن قَیْس کافر ہی مرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

پیشین گوئی......﴿19﴾

وَ مِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَىٕنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّاۤ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَ تَوَلَّوْا وَّ هُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِیْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى یَوْمِ یَلْقَوْنَهٗ بِمَاۤ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَ بِمَا كَانُوْا یَكْذِبُوْنَ ﴿۷۷﴾ (توبہ، ع ١٠)

اوران میں سے بعض وہ ہے کہ عہد کیا اللہ سے اگر دیوے ہم کو اپنے فضل سے تو البتہ ہم خیرات دیں گے اور البتہ ہوں گے ہم صالحین میں سے پھر جب دیا ان کو اپنے فضل سے اس میں بخل کیا انہوں نے اور پھر گئے منہ پھیر کر پھر اس کا اثر رکھا خدا نے نفاق ان کے دلوں میں اس دن تک کہ ملیں گے اس سے بسبب اس کے کہ خلاف کیا انہوں نے جو وعدہ کیا اس سے اور بسبب اس کے کہ بولتے تھے جھوٹ۔ (1)

ایک منافق تھا ثَعْلَبَہ بن حَاطِب اس نے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے دعا چاہی کہ مجھ کو کشائش ہو۔ فرمایا کہ تھوڑا جس کا شکر ہو سکے بہتر ہے بہت سے کہ غفلت لاوے۔ پھر آیا، لگا عہد کرنے کہ اگر مجھ کو مال ہو میں بہت خیرات کروں اور غفلت میں نہ پڑوں۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دعا کی اس کو بکریوں میں برکت ملی یہاں تک کہ مدینے کے جنگل سے کفایت نہ ہوتی نکل کر گاؤں میں جا رہا جمعہ اور جماعت سے محروم ہوا۔ حضور نے پوچھا کہ ثعلبہ کیا ہوا؟ لوگوں نے حال بیان کیا فرمایا ثَعْلَبَہ خراب ہوا۔ پھر زکوٰۃ کا وقت آیا سب دینے لگے اس نے کہا: یہ تو مال بھرنا گویا جزیہ دینا ہے بہانہ کر کر ٹال دیا۔ پھر حضرت کے پاس مال لایا زکوٰۃ میں، آپ نے قبول نہ کیا۔ حضرت کے بعد ابوبکر و عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا بھی اپنی خلافت میں اس کی زکوٰۃ نہ لیتے خلافت عثمان میں مر گیا۔ (موضح القرآن) اسی ثعلبہ

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: اوران میں کوئی وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر ہمیں اپنے فضل سے دے گا تو ہم ضرور خیرات کریں گے اور ہم ضرور بھلے آدمی ہو جائیں گے تو جب اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا اس میں بخل کرنے لگے اور منہ پھیر کر پلٹ گئے تو اس کے پیچھے اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق رکھ دیا اس دن تک کہ اس سے ملیں گے بدلہ اس کا کہ انہوں نے اللہ سے وعدہ جھوٹا کیا اور بدلہ اس کا کہ جھوٹ بولتے تھے۔ (پ ١٠، التوبۃ: ٧٥-٧٧)

کے بارے میں یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ اخیر آیت میں یہ پیشین گوئی ہے کہ ثعلبہ منافق ہی مرے گا اسے توبہ نصیب نہ ہو گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

پیشین گوئی ......﴿20﴾

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ؕ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ؕ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۴﴾ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ اِنَّهُمْ رِجْسٌ ۫ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۵﴾ (توبہ، ع ۱۲)

عذر لاویں گے تمہارے پاس جب پھر کر جاؤ گے ان کی طرف تو کہہ عذر مت لاؤ ہم نہ مانیں گے ہرگز تمہاری بات ہم کو بتا دیا ہے اللہ نے تمہارا بعض احوال اور ابھی دیکھے گا اللہ تمہارا عمل اور اس کا رسول پھر جاؤ گے تم طرف اس جاننے والے چھپے اور کھلے کے سو وہ بتا دے گا تم کو جو تم کر رہے تھے اب قسمیں کھائیں گے اللہ کی جب پھر کر جاؤ گے تم ان کی طرف تاکہ ان سے درگزر کرو تم سو درگزر کرو ان سے وہ لوگ ناپاک ہیں اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے بدلہ ان کی کمائی کا۔[1]

منافقین (جدّ بن قیس و مُعتّب بن قُشیر اور ان دونوں کے اصحاب) جو غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہوئے تھے اور مدینہ منورہ میں پیچھے رہ گئے تھے ان کی نسبت ان آیتوں میں یہ پیشین گوئی ہے کہ وہ عدم شرکت کا یوں عذر کریں گے اور یوں قسم کھائیں گے۔ یہ پیشین گوئی غزوۂ تبوک سے واپسی پر پوری ہوئی۔

پیشین گوئی ......﴿21﴾

وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ

اور پہنچتا رہے گا کافروں کو ان کے کیے پر کھڑکا یا اترے گا نزدیک

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: تم سے بہانے بنائیں گے جب تم ان کی طرف لوٹ کر جاؤ گے تم فرمانا بہانے نہ بناؤ ہم ہرگز تمہارا یقین نہ کریں گے اللہ نے ہمیں تمہاری خبریں دے دی ہیں اور اب اللہ و رسول تمہارے کام دیکھیں گے پھر اس کی طرف پلٹ کر جاؤ گے جو چھپے اور ظاہر سب کو جانتا ہے وہ تمہیں جتا دے گا جو کچھ تم کرتے تھے اب تمہارے آگے اللہ کی قسم کھائیں گے جب تم ان کی طرف پلٹ کر جاؤ گے اس لئے کہ تم ان کے خیال میں نہ پڑو تو ہاں تم ان کا خیال چھوڑو وہ تو نرے پلید ہیں اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے بدلہ اس کا جو کماتے تھے۔ (پ ۱۱، التوبة: ٩٤-٩٥)۔علمیه

اَوْ تَحُلُّ قَرِیْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى یَاْتِیَ وَعْدُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ﴿۳۱﴾ (رعد، ع ٤) — ان کے گھر سے یہاں تک کہ آوے وعدہ اللہ کا بیشک اللہ خلاف نہیں کرتا وعدہ۔[1]

اس آیت میں یہ پیشین گوئی ہے کہ جب تک سارے عرب ایمان نہ لاویں گے مسلمان ان کے ساتھ جہاد کرتے رہیں گے اور انہیں قتل وقید کرتے رہیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔

پیشین گوئی......﴿22﴾

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۹﴾ (حجر، ع ١) — ہم نے آپ اتاری ہے یہ نصیحت (قرآن) اور ہم اس کے نگہبان ہیں۔[2]

اس آیت میں یہ خبر دی گئی کہ قرآن کریم تحریف وتبدیل سے محفوظ رہے گا۔ اس پیشین گوئی کے پورا ہونے کا مخالفین واَعدائے اِسلام[3] کو بھی اعتراف ہے۔ مُلاحِدہ[4] ومُعَطِّلَہ[5] بالخصوص قرامطہ نے تحریف قرآن کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا مگر ایک حرف بھی ادل بدل نہ کر سکے۔ کتبِ سَماوِیہ سابقہ[6] اگرچہ سب کی سب کلام الٰہی تھیں مگر تحریف سے کوئی خالی نہ رہی فقط ایک قرآن مجید ہے جو تحریف وتبدیل سے محفوظ رہا اور رہے گا کیونکہ اس کا حافظ خود خدا ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ اگر کتب سابقہ میں تحریف ہو جاتی تھی تو دوسرا نبی آکر اسے بیان فرما دیتا تھا مگر قرآن چونکہ خَاتَمُ النَّبِیِّین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر نازل ہوا جن کے بعد کوئی نیا نبی نہ آئے گا جو بصورتِ وقوعِ تحریف[7] اسے بیان فرما دیتا اس لئے اللہ تعالٰی نے اس کی حفاظت اپنے ذمہ لی اور اس طرح اپنے حبیب پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شانِ محبوبیت کو بھی ظاہر فرما دیا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ بَارِكْ عَلٰى حَبِیْبِكَ سَیِّدِ نَا وَ مَوْلٰینَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِہٖ وَ

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور کافروں کو ہمیشہ ان کے کئے پر سخت دھمک پہنچتی رہے گی یا ان کے گھروں کے نزدیک اترے گی یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ آئے بیشک اللہ وعدہ خلاف نہیں کرتا۔ (پ ١٣، الرعد: ٣١)۔علمیه

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: بیشک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بیشک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ (پ ١٤، الحجر: ٩)۔علمیه

3 ......دشمنانِ اسلام۔

4 ......دین اسلام پر طعنہ زنی کرنے والے، بے دین۔

5 ......معطلہ وہ لوگ ہیں جو اُلوہیت ورسالت اور احکام کے منکر ہیں اور قرامطہ رافضیوں کا ایک فرقہ ہے۔

6 ......سابقہ آسمانی کتابیں جیسے توراۃ، انجیل وغیرہ۔

7 ......تحریف ہوجانے کی صورت میں۔

اَصْحَابِہٖ وَ عَلَیْنَا مَعَھُمْ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ.

اللّٰہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی حفاظت کا طُرفہ سامان[1] کیا ہے۔علمائے اِسلام، قُرّاء ومُحدِّثین ہر دور میں اسے بطریقِ تَوَاتُر روایت کرتے رہے ہیں جن پر کذب کا وہم تک نہیں ہوسکتا۔اس کے علاوہ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عہد مبارک سے لے کر ہر زمانے میں کثرت سے اس کتاب کے حافظ رہے ہیں اور آئندہ رہیں گے اس طرح امت کے سینوں میں محفوظ ہونا اس کتاب الٰہی کا خاصہ ہے۔

بَلْ هُوَ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ فِیْ صُدُوْرِ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَ مَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ (عنکبوت، ع ۵)

بلکہ یہ قرآن آیتیں ہیں صاف، سینے میں ان کے جن کو ملا ہے علم۔منکر نہیں ہماری آیتوں سے مگر وہی جو بے انصاف ہیں۔[2]

اسی واسطے اللّٰہ تعالیٰ نے شب معراج میں اپنے حبیب پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مقام قاب قَوسَیْن اَوْاَدْنٰی میں مِنْجُملہ دیگر انعامات کے یہ بھی ارشاد فرمایا:[3] ''میں نے تیری امت میں سے ایسی جماعتیں بنائی ہیں کہ جن کے دل ان کی انجیلیں ہیں۔''[4] یعنی ان کے دل کتابوں کی طرح ہیں جس طرح انسان کتاب سے پڑھتا ہے وہ دل سے قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں۔

امام بَیْہَقِی نے روایت کی کہ یَحْیٰی بن اَکْثَم (متوفی ۲۴۲ھ) نے کہا کہ ایک یہودی خلیفہ مامون کی خدمت میں آیا اس نے کلام کیا اور اچھا کلام کیا خلیفہ نے اسے دعوتِ اسلام دی مگر اس نے انکار کردیا جب ایک سال گزرا تو وہ مسلمان ہوکر ہمارے پاس آیا اور اس نے علم وفقہ میں اچھی گفتگو کی۔مامون نے اس سے پوچھا کہ تیرے اسلام لانے کا کیا باعث ہے؟ اس نے کہا: میں نے آپ کے ہاں سے جاکر مذاہب کا امتحان کیا میں نے تورات کے تین[5] نسخے

---

1 ......انوکھا انتظام۔

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: بلکہ وہ روشن آیتیں ہیں ان کے سینوں میں جن کو علم دیا گیا اور ہماری آیتوں کا انکار نہیں کرتے مگر ظالم۔ (پ ۲۱، العنکبوت: ۴۹)۔علمیہ

3 ...... وجعلت من امتك اقواما قلوبهم اناجيلهم (خصائص کبریٰ للسیوطی مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ حیدرآباد دکن، جزء اول، ص ۱۷۵۔)

4 ......الخصائص الكبرى للسيوطي، باب خصوصيته بالاسراء...الخ، حديث ابي هريرة، ج ۱، ص ۲۸۸۔علمیه

5 ......خصائص کبریٰ للسیوطی، جزء ثانی، ص ۱۸۵۔

لکھے اوران میں کمی بیشی کردی اور کَنِیْسَہ[1] میں بھیج دیئے وہ تینوں فروخت ہو گئے پھر میں نے انجیل کے تین نسخے لکھے اوران میں کمی بیشی کردی اور گرجا میں بھیج دیئے وہ تینوں بھی فروخت ہو گئے پھر میں نے قرآن مجید کے تین نسخے لکھے اور ان میں کمی بیشی کردی اوران کو وَرَّاقین[2] کے ہاں بھیج دیا انہوں نے ان نسخوں کی ورق گردانی کی۔[3] جب ان میں کمی بیشی پائی تو ان کو پھینک دیا اوران کو مول نہ لیا۔ اس سے میں نے جان لیا کہ یہ کتاب تحریف سے محفوظ ہے اسی لئے میں مسلمان ہو گیا۔ یحییٰ نے کہا کہ میں نے اسی سال حج کیا اور سُفْیان بن عُیَیْنَہ سے ملا میں نے یہ قصہ ان سے بیان کیا۔ حضرت سفیان نے فرمایا کہ اس کا مِصْداق[4] قرآن مجید میں موجود ہے۔ میں نے پوچھا: کس مقام پر؟ فرمایا کہ اللّٰہ تعالیٰ نے تورات اور انجیل کی نسبت بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ[5] فرمایا ہے۔ پس ان کی حفاظت ان پر چھوڑ دی گئی تھی اور قرآن کی نسبت فرمایا: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۹﴾[6] اس لئے اللّٰہ تعالیٰ نے اسے تحریف وتبدیل سے محفوظ رکھا۔[7]

پیشین گوئی......﴿23﴾

اِنَّا كَفَیْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِیْنَ ﴿۹۵﴾ الَّذِیْنَ یَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ (حجر، ع٦)

ہم بس ہیں تیری طرف سے ٹھٹھا کرنے والوں کو جو ٹھہراتے ہیں اللّٰہ کے سوا اور معبود سو وہ آگے معلوم کریں گے۔[8]

اشرافِ قریش میں سے پانچ شخص جہاں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کو دیکھتے تھے ٹھٹھا کرتے

---

1 ...... یہودیوں کا عبادت خانہ۔

2 ......کتب نویس، کتب فروش

3 ...... بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَ كَانُوْا عَلَیْهِ شُهَدَآءَ ۚ. (مائدہ، ع٧) اس واسطے کہ وہ نگہبان ٹھہرائے گئے تھے اللّٰہ کی کتاب پر اور اس کی خبرداری پر تھے۔ اس آیت میں کتاب سے مراد تورات ہے۔ ١٢ منہ

4 ......اس بات کی سچائی کا ثبوت۔

5 ......ترجمۂ کنز الایمان: ان سے کتابُ اللّٰہ کی حفاظت چاہی گئی تھی۔ (پ٦، المائدۃ:٤٤)۔علمیه

6 ......ترجمۂ کنز الایمان: بیشک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بیشک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ (پ١٤، الحجر:٩)۔علمیه

7 ......الخصائص الكبرى للسيوطي، باب اختصاصه صلى الله عليه وسلم بأن كتابه معجز...الخ، ج٢، ص٣١٦۔علمیه

8 ......ترجمۂ کنز الایمان: بیشک ان ہنسنے والوں پر ہم تمہیں کفایت کرتے ہیں جو اللّٰہ کے ساتھ دوسرا معبود ٹھہراتے ہیں تو اب جان جائیں گے۔ (پ١٤، الحجر:٩٥-٩٦)۔علمیه

تھے جب ان کی شرارت حد سے بڑھ گئی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں ان کے بارے میں نازل فرمائیں پس وہ ایک دن رات میں ہلاک ہوگئے۔ ان میں سے ایک عَاص بن وَائِل سَہْمِی تھا وہ اپنے بیٹے کے ساتھ سیر کرنے نکلا اور ایک دَرَّہ کُوہ [1] میں اترا جونہی اس نے پاؤں زمین پر رکھا کہنے لگا مجھے کچھ کاٹ گیا۔ ہر چند لوگوں نے ادھر ادھر دیکھا مگر کچھ نہ پایا۔ اس کے پاؤں میں ورم ہوگیا یہاں تک کہ اونٹ کی گردن کی مانند ہوگیا اور وہیں مرگیا۔ دوسرا حارِث بن قَیس سَہمی تھا۔ اس نے نمکین مچھلی کھالی سخت پیاس جو لگی وہ پانی پیتا رہا یہاں تک کہ اس کا پیٹ پھٹ گیا اور مرگیا۔ مرتے وقت کہتا تھا کہ مجھے محمد کے رب نے مار ڈالا۔ تیسرا اَسْوَد بن المُطَّلِب بن الحَارِث تھا۔ وہ اپنے غلام کے ساتھ نکلا ایک درخت کی جڑ میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلام آئے اور اس کے سر کو درخت پر مارنے لگے۔ وہ اپنے غلام سے فریاد کرنے لگا۔ غلام نے کہا: مجھے تو کوئی نظر نہیں آتا آپ ہی ایسا کر رہے ہیں۔ پس وہ وہیں مرگیا۔ چوتھا وَلید بن مُغِیرہ تھا۔ وہ بنی خُزَاعہ میں سے ایک تیر تَرَّاش [2] کی دکان سے گزرا۔ ایک پیکان [3] اس کی چادر کے دامن سے چمٹ گیا وہ چادر کا دامن اپنے کندھے پر ڈالنے لگا تو پیکان سے اس کی رگِ ہفت اَندام [4] کٹ گئی پھر خون بند نہ ہوا یہاں تک کہ وہ مرگیا۔ پانچواں اَسْوَد بن عبد یَغُوث تھا وہ اپنے گھر سے نکلا اسے لُو لگی پس وہ حبشی کی طرح سیاہ ہوگیا جب وہ گھر آیا تو گھر والوں نے اسے نہ پہچانا، [5] آخر وہ اس لُو کے اثر سے مرگیا۔

پیشین گوئی ﴿24﴾

وَ اِنْ كَادُوْا لَیَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِیُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَ اِذًا لَّا یَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۷۶﴾

(بنی اسرائیل، ع۸)

اور تحقیق وہ قریب تھے کہ بچلا دیں تجھ کو زمین سے تاکہ نکالیں تجھ کو اس میں سے اور اس وقت وہ نہ رہیں گے تیرے پیچھے مگر تھوڑا زمانہ۔ [6]

---

❶ ...... پہاڑ کے درمیان راستہ یا شگاف۔

❷ ...... تیر بنانے والا۔

❸ ...... تیر کا سرا، پھل۔

❹ ...... شہ رگ جو تمام بدن کو خون پہنچاتی ہے۔

❺ ...... دلائل حافظ ابی نعیم، مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ حیدرآباد، ص۹۱-۹۲۔ ...... (دلائل النبوۃ لابی نعیم، الفصل السادس عشر، الجزء الاول، ص ١٦٠۔ علمیہ)

❻ ...... ترجمۂ کنز الایمان: اور بے شک قریب تھا کہ وہ تمھیں اس زمین سے ڈگا دیں (ہٹا دیں) کہ تمھیں اس سے باہر کر دیں اور ایسا ہوتا تو وہ تمہارے پیچھے نہ ٹھہرتے مگر تھوڑا۔ (پ ١٥، بنی اسرائیل: ٧٦)۔ علمیہ

کفارِ قریش چاہتے تھے کہ ایذاء سے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بے آرام کردیں تاکہ گھبرا کر مکہ سے نکل جائیں اس وقت یہ آیت نازل ہوئی جس میں یہ بتلا دیا گیا ہے کہ اگر وہ آپ کو نکال دیں گے تو آپ کے بعد وہ دیر تک زندہ نہ رہیں گے۔ بدر کے دن یہ پیشین گوئی پوری ہوئی اس دن آپ کو ایذاء دینے والے قتل ہوگئے۔

پیشین گوئی......﴿25﴾

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۪ وَ لَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَ لَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا ؕ یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا ؕ وَ مَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ﴿۵۵﴾ (نور، ع ۷)

وعدہ کیا اللّٰہ نے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے ہیں اور کیے ہیں نیک کام البتہ پیچھے حاکم کرے گا ان کو ملک میں جیسا کہ حاکم کیا تھا ان سے اگلوں کو اور ثابت کردے گا انکے واسطے دین ان کا جو پسند کردیا انکے واسطے اور بدل دے گا ان کو ڈر کے بعد امن، میری بندگی کریں گے، شریک نہ ٹھہرائیں گے میرا کوئی، اور جو کوئی ناشکری کرے گا اس پیچھے سو وہی لوگ ہیں فاسق۔ [1]

اس آیت میں اللّٰہ تعالیٰ نے حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُم سے جو موجود تھے خلافت اور تمکینِ دین [2] اور کفار سے امن کا وعدہ فرمایا اور صاف کہہ دیا کہ یہ خلافت اس طرح ہوگی جیسے بنی اسرائیل میں قائم ہوئی تھی۔ یہ وعدہ خلفائے اربعہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُم کے زمانے میں لفظ بلفظ پورا ہوا جس کی تفصیل کی اس کتاب میں گنجائش نہیں لہٰذا جو شخص ان کی خلافت سے منکر ہو اُس کا حکم وہی ہے جو اس آیت کے اخیر حصے میں مذکور ہے۔

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: اللّٰہ نے وعدہ دیا ان کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا جیسی ان سے پہلوں کو دی اور ضرور ان کے لئے جما دے گا ان کا وہ دین جو ان کے لئے پسند فرمایا ہے اور ضرور ان کے اگلے خوف کو امن سے بدل دے گا میری عبادت کریں میرا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں اور جو اس کے بعد ناشکری کرے تو وہی لوگ بے حکم ہیں۔

(پ ۱۸، النور: ۵۵)۔علمیه

2 ......دین میں تقویت۔

پیشین گوئی......﴿26﴾

اِنَّ الَّذِیۡ فَرَضَ عَلَیۡکَ الۡقُرۡاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ ؕ (قصص، ع۹)

جس نے حکم بھیجا تم پر قرآن کا وہ پھر لانے والا ہے تجھ کو پہلی جگہ۔(1)

جب حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بحکم الٰہی مدینہ کو ہجرت فرمائی تو راستے میں مقامِ جحفہ میں آپ کو وطن کا خیال آیا اللہ تعالیٰ نے اس وقت یہ آیت نازل فرمائی اور اس میں پھر مکہ میں واپس آنے کی خوشخبری دی۔ یہ پیشین گوئی ہجرت کے آٹھویں سال فتح مکہ کے دن پوری ہوئی۔

پیشین گوئی......﴿27﴾

الٓمّٓ ۚ﴿۱﴾ غُلِبَتِ الرُّوۡمُ ۙ﴿۲﴾ فِیۡۤ اَدۡنَی الۡاَرۡضِ وَ ہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ غَلَبِہِمۡ سَیَغۡلِبُوۡنَ ۙ﴿۳﴾ فِیۡ بِضۡعِ سِنِیۡنَ ۬ؕ لِلّٰہِ الۡاَمۡرُ مِنۡ قَبۡلُ وَ مِنۡۢ بَعۡدُ ؕ وَ یَوۡمَئِذٍ یَّفۡرَحُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۙ﴿۴﴾ بِنَصۡرِ اللّٰہِ ؕ یَنۡصُرُ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ ۙ﴿۵﴾ (روم، شروع)

مغلوب ہو گئے ہیں رومی لگتے ملک میں اور وہ اس مغلوب ہونے کے بعد اب غالب ہوں گے کئی برس میں اللہ کے ہاتھ میں ہے کام پہلے اور پچھلے اور اس دن خوش ہوں گے مسلمان اللہ کی مدد سے مدد کرتا ہے جس کی چاہتا ہے اور وہی ہے غالب مہربان۔(2)

جب کسریٰ پرویز نے رومیوں پر حملہ کیا تو عرب سے لگتی زمین (اَذْرِعات وبُصْرٰے یا اُردن وفلسطین) میں دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا اور فارس روم پر غالب آئے۔ جب یہ خبر مکہ مشرفہ میں پہنچی تو مشرکین خوش ہوئے اور مسلمانوں سے کہنے لگے: تم اور نصاریٰ اہل کتاب ہو اور ہم اور فارس بے کتاب ہیں جس طرح ہمارے بھائی تمہارے بھائیوں پر

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: بیشک جس نے تم پر قرآن فرض کیا وہ تمہیں پھیر لے جائے گا جہاں پھرنا چاہتے ہو۔ (پ۲۰، القصص:۸۵)۔علمیه

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: رومی مغلوب ہوئے پاس کی زمین میں اور اپنی مغلوبی کے بعد عنقریب غالب ہوں گے چند برس میں حکم اللہ ہی کا ہے آگے اور پیچھے اور اس دن ایمان والے خوش ہوں گے اللہ کی مدد سے۔ وہ مدد کرتا ہے جس کی چاہے اور وہی ہے عزت والا مہربان۔ (پ۲۱، الروم:۱۔۵)۔علمیه

غالب آ گئے ہم بھی تم پر غالب آ جائیں گے۔ مسلمانوں کو یہ امر نہایت ناگوار گزرا پس اللّٰــہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی جس میں مذکور ہے کہ چند سال کے اندر روم فارس پر غالب آ جائیں گے۔ چنانچہ نو سال کے بعد بدر کے دن یہ پیشین گوئی پوری ہوگئی۔ [1]

پیشین گوئی......﴿28﴾

اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْۤ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۵۶﴾ (مومن، ع ٦)

جو لوگ جھگڑتے ہیں اللہ کی باتوں میں بغیر کچھ سند کے جو پہنچی ہو ان کو اور کچھ نہیں ان کے سینوں میں مگر تکبر وہ نہیں پہنچنے والے اس تک سو تو پناہ مانگ اللّٰــہ کی بے شک وہ ہے سنتا دیکھتا۔ [2]

اس آیت میں یہ مذکور ہے کہ منکرین کے دلوں میں یہ غرور ہے کہ ہم رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اوپر رہیں گے مگر یہ نہیں ہونے کا، چنانچہ کفار کو کبھی حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر تعاظُم وتقدُّم [3] حاصل نہ ہوا۔

پیشین گوئی......﴿29﴾

فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْۤا اِلَى السَّلْمِ ۖۗ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۖۗ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۵﴾ (محمد، ع ۴)

سو تم سستی نہ کرو اور نہ بلاؤ ان کو صلح کی طرف اور تم ہی رہو گے غالب اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور وہ ہرگز ضائع نہ کرے گا تمہارے اعمال۔ [4]

---

1 ......اتقان للسیوطی، جزء اول، ص۲۰۔......(الاتقان فی علوم القرآن، النوع الثانی: معرفة الحضری والسفری، ج۱، ص۲۷۔۲۸۔علمیه)

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: وہ جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑا کرتے ہیں بے کسی سند کے جو انہیں ملی ہو ان کے دلوں میں نہیں مگر ایک بڑائی کی ہوس جسے نہ پہنچیں گے تو تم اللہ کی پناہ مانگو بیشک وہی سنتا دیکھتا ہے۔(پ ٢٤، المؤمن: ٥٦)۔علمیه

3 ......برتری اور پیش قدمی۔

4 ......ترجمۂ کنز الایمان: تو تم سستی نہ کرو اور آپ صلح کی طرف نہ بلاؤ اور تم ہی غالب آؤ گے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور وہ ہرگز تمہارے اعمال میں تمہیں نقصان نہ دے گا۔ (پ ٢٦، محمد: ٣٥)۔علمیه

اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم کفار کے مقابلہ میں سستی نہ کرو اور ان سے صلح طلب نہ کرو تم ہی غالب آؤ گے۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔

پیشین گوئی......《30》

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ۗ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۲۷﴾ (فتح، ع ٤)

بے شک اللہ نے سچ دکھایا اپنے رسول کو خواب تحقیق تم داخل ہو جاؤ گے مسجد حرام میں اگر اللہ نے چاہا امن سے بال مونڈتے اپنے سروں کے اور کترتے ہوئے بے خطرہ پس جانا اللہ نے جو نہ جانا تم نے پس ٹھہرا دی اس سے ورے ایک فتح (خیبر) نزدیک۔[1]

حدیبیہ کی طرف جانے سے پہلے حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے خواب میں دیکھا تھا کہ آپ مع صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُم سر منڈائے ہوئے کعبۃ اللہ میں داخل ہوئے ہیں آپ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے یہ خواب صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُم سے بتا دیا وہ سمجھے کہ داخلہ اسی سال ہوگا حالانکہ خواب میں داخلہ کے وقت کی تعیین نہ تھی جب مسلمان کعبۃ اللہ میں داخل ہوئے بغیر حدیبیہ ہی سے صلح کر کے مدینے واپس آنے لگے تو منافقین تمسخر سے کہنے لگے: اب وہ خواب کہاں ہے جو رسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے دیکھا تھا۔ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُم کو یہ امر ناگوار گزرا اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور دوسرے سال فتح خیبر کے بعد یہ پیشین گوئی پوری ہوئی۔

پیشین گوئی......《31》

هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ

وہ ہے جس نے بھیجا اپنا رسول ساتھ ہدایت اور سچے دین کے

---

[1] ......ترجمۂ کنز الایمان: بیشک اللہ نے سچ کر دیا اپنے رسول کا سچا خواب بیشک تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہوگے اگر اللہ چاہے امن و امان سے اپنے سروں کے بال منڈاتے یا ترشواتے بے خوف تو اس نے جانا جو تمہیں معلوم نہیں تو اس سے پہلے ایک نزدیک آنے والی فتح رکھی۔ (پ ٢٦، الفتح: ٢٧)۔علمیه

لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ﴿۲۸﴾ (فتح، ع ٤) تاکہ غالب کرے اس کو ہر دین پر اور کافی ہے اللہ شہادت دینے والا۔ (1)

اس آیت میں دین اسلام کے تمام دینوں پر غالب آنے کی پیشین گوئی ہے جس کے پورا ہونے میں کلام نہیں۔ موضح القرآن میں ہے: ''اس دین کو اللہ نے ظاہر میں بھی سب سے غالب کر دیا ایک مدت اور دلیل سے غالب ہے ہمیشہ۔''

پیشین گوئی......﴿32﴾

اَمْ یُرِیْدُوْنَ كَیْدًاؕ فَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا هُمُ الْمَكِیْدُوْنَ ﴿۴۲﴾ (طور، ع ۲) کیا چاہتے ہیں کچھ داؤ کرنا سو جو کافر ہیں وہی داؤ میں آنے والے ہیں۔ (2)

اس آیت مکی میں یہ اِخْبار بِالْغَیْب ہے کہ جن مشرکین نے بِعْثَت کے تیرھویں سال دارالنَّدْوَہ میں جناب رسالت مآب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قتل کرنے پر اتفاق کیا تھا وہ ہلاک ہو جائیں گے چنانچہ یوم بَدْر میں ایسا ہی وقوع میں آیا۔

پیشین گوئی......﴿33﴾

اَمْ یَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِیْعٌ مُّنْتَصِرٌ ﴿۴۴﴾ سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ یُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿۴۵﴾ (قمر، ع ۳) کیا کہتے ہیں ہم سب جماعت بدلہ لینے والے اب شکست دی جاوے گی وہ جماعت اور بھاگیں گے پیٹھ دے کر۔ (3)

یہ آیتیں مکہ میں نازل ہوئیں۔ جب بدر کا دن آیا اور قریش کو ہَزِیْمت (4) ہوئی تو حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے زِرَہ پہنے اور تلوار کھینچے ہوئے ان کا تعاقب کیا۔ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ اس دن مجھے

---

1 ......ترجمۂ کنزالایمان: وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے اور اللہ کافی ہے گواہ۔ (پ ۲٦، الفتح: ۲۸)۔ علمیه

2 ......ترجمۂ کنزالایمان: یا کسی داؤں کے ارادہ میں ہیں تو کافروں ہی پر داؤں پڑنا ہے۔ (پ ۲۷، الطور: ٤۲)۔ علمیه

3 ......ترجمۂ کنزالایمان: یا یہ کہتے ہیں کہ ہم سب مل کر بدلہ لے لیں گے اب بھگائی جاتی ہے یہ جماعت اور پیٹھیں پھیر دیں گے۔ (پ ۲۷، القمر: ٤٤۔٤٥)۔ علمیه

4 ......شکست۔

اس پیشین گوئی کا مطلب سمجھ میں آیا کہ کفار قریش ہزیمت اٹھائیں گے اور مسلمان تلوار و نیزے سے ان کا تعاقب کریں گے۔ صحیح بخاری کتاب المغازی میں حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُما سے روایت ہے کہ بدر کے دن نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یوں دعا مانگی اور آپ عَرِیْش [1] میں تھے، اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَنْشُدُكَ عَھْدَكَ وَ وَعْدَكَ اَللّٰھُمَّ اِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَد. یا اللّٰہ! میں تجھ سے تیرا عہد اور تیرا وعدہ طلب کرتا ہوں یا اللّٰہ تو اگر (ہم پر کافروں کو غالب کرنا) چاہے تو تیری عبادت نہ کی جائے گی۔ یہ سن کر سیدنا حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے حضور کا ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کیا: ''آپ کو یہ کافی ہے۔'' پس حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عَرِیْش سے نکلے اور آپ یوں فرما رہے تھے: [2] سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ یُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿۴۵﴾ [3]

پیشین گوئی......﴿34﴾

هُوَ الَّذِیْۤ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؕ (حشر، ع ۱)	وہ ہے جس نے نکال دیئے جو کافر ہیں کتاب والوں میں سے ان کے گھروں سے پہلی جلاوطنی کے وقت۔ [4]

اس کتاب میں پہلے آچکا ہے کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بَنِی نَضِیر کو ہجرت کے چوتھے سال جلاوطن کر دیا اور وہ ملک شام میں چلے گئے۔ یہ یہود کی پہلی جلاوطنی تھی جیسا کہ آیت بالا سے ظاہر ہے۔ اس میں اشارہ تھا کہ یہود کی دوسری جلاوطنی بھی ہوگی چنانچہ وہ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کے عہد مبارک میں وقوع میں آئی جب کہ یہود تمام جزیرۂ عرب سے نکال دیئے گئے مگر حضرت فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے ان کے مالوں کی قیمت دی۔ [5]

---

1 ......سائبان، سپہ سالار کے لیے بنایا جانے والا خیمہ جو عموماً درخت کی ٹہنیوں کے ذریعے قائم کیا جاتا تھا۔

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: اب بھگائی جاتی ہے یہ جماعت اور پیٹھیں پھیر دیں گے۔ (پ۲۷، القمر: ۴۵)۔علمیه

3 ......صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب قول اللّٰه تعالیٰ...الخ، الحدیث: ۳۹۵۳، ج۳، ص۶۔علمیه

4 ......ترجمۂ کنز الایمان: وہی ہے جس نے ان کافر کتابیوں کو ان کے گھروں سے نکالا ان کے پہلے حشر کے لئے۔ (پ۲۸، الحشر: ۲)۔علمیه

5 ...... دیکھو مشکوۃ، باب اخراج الیہود من جزیرۃ العرب، فصل اول۔......(مشکاۃ المصابیح، کتاب الجھاد، باب اخراج الیھود من جزیرۃ العرب، الحدیث: ۴۰۵۱، ج۲، ص۷۰۔علمیه)

پیشین گوئی......﴿35﴾

كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۙ۬ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِيَةِ ﴿۱۵﴾ (سورۂ علق) ہرگز نہیں یوں اگر باز نہ آوے گا ہم گھسیٹیں گے پیشانی کے بال پکڑ کر۔[1]

اس آیت میں یہ پیشین گوئی ہے کہ ابوجہل ذلیل موت مرے گا اور اس کو گھسیٹ کر لائیں گے۔ یہ پیشین گوئی جنگ بدر کے دن پوری ہوئی چنانچہ اس دن جب وہ لعین مر رہا تھا تو حضرت عبد اللّٰہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ جو دُبلے پتلے تھے اس کے سینے پر چڑھ بیٹھے اور اس کا سر کاٹ دیا۔ جب[2] کمزوری کے سبب اس کے سر کو نہ اٹھا سکے تو اس کے کان میں سوراخ کر کے اس میں رسی ڈال کر گھسیٹتے ہوئے حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں لائے۔[3]

پیشین گوئی......﴿39,38,37,36﴾

اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ﴿۱﴾ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَ انْحَرْ ﴿۲﴾ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ﴿۳﴾ (کوثر) ہم نے دی تجھ کو کوثر سو نماز پڑھ اپنے رب کے آگے اور قربانی کر بیشک دشمن تیرا وہی ہے پیچھا کٹا۔[4]

یہ قرآن کی چھوٹی سی سورت ہے۔ اس کی تین آیتوں میں چار[5] پیشین گوئیاں ہیں۔ ایک تو پہلی آیت میں ہے جب کہ کوثر سے مراد کثرتِ اَتباع[6] ہو جیسا کہ بعض روایات میں وارد ہے۔ دوسری پیشین گوئی دوسری آیت میں ہے کیونکہ وَانْحَرْ (اور قربانی کر) صیغۂ امر ہے۔ پس اس میں اشارہ ہے کہ اللّٰہ تعالٰی حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اور آپ کی امت کو تونگری عطا کرے گا جس سے قربانی پر اقدام ہو سکے۔ اسی طرح تیسری آیت میں دو پیشین گوئیاں ہیں۔ یعنی حضور نہیں بلکہ حضور کا دشمن بے اولاد مرے گا کہ اس کے پیچھے کوئی اس کا نام نہ لے گا۔ یہ چاروں

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: ہاں ہاں اگر باز نہ آیا تو ہم ضرور پیشانی کے بال پکڑ کر کھینچیں گے۔ (پ ٣٠، العلق: ١٥)۔علمیه

2 ......دیکھو تفسیر کبیر، جزء ثامن۔

3 ......التفسیر الکبیر، سورۃ العلق، تحت الآیة: ١٥۔١٦، ج ١١، ص ٢٢٤۔٢٢٥ ملخصاً۔علمیه

4 ......ترجمۂ کنز الایمان: اے محبوب بیشک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں تو تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے۔ (پ ٣٠، الکوثر: ١۔٣)۔علمیه

5 ......تفسیر روح المعانی، جزء اول، ص ٢٨۔

6 ......پیروی کرنے والوں کی کثرت۔

پیشین گوئیاں پوری ہوئیں۔[1] آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اَتباع کی کثرت[2] ظاہر ہے حتی کہ قیامت کے دن آپ بلحاظ امت تمام نبیوں سے بڑھ کر ہوں گے۔ **اللّٰہ** نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تونگری اس قدر عطا فرمائی کہ ایک دفعہ سو اونٹ بطور ہَدِی[3] بھیجے۔ عاص بن وائل جو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو پیچھا کٹا ہونے کا طعن دیا کرتا تھا بے اولاد مرا اس کی نسل منقطع ہوگئی۔ کوئی اس کا نام بھی نہیں لیتا۔ حالانکہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذُرِّیَّت قیامت تک رہے گی۔ آپ کا نام قیامت تک روشن ہے۔ علاوہ ازیں سب مومنین آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اولاد ہیں جو قیامت تک رہیں گے۔

آثارِ اقتدارِ تو تا حشر متصل　　　　خصمِ سیاہ روئے تو بے حاصل وخجل

پیشین گوئی......﴿40﴾

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُۙ وَ رَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًاۙ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ اسْتَغْفِرْهُؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا۠ (سورۂ نصر)

جب آوے مدد اللّٰہ کی اور فتح اور تو دیکھے لوگوں کو داخل ہوتے ہیں اللّٰہ کے دین میں فوج فوج پس پاکی بیان کر اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اور بخشش مانگ اس سے بے شک وہ معاف کرنے والا ہے۔[4]

یہ سورت فتح مکہ سے پہلے نازل ہوئی۔ اس میں فتح مکہ کی بشارت ہے جو ہجرت کے آٹھویں سال پوری ہوئی اور پیشین گوئی کے مطابق اہل مکہ و طائف و یمن وَہَوازِن اور باقی قبائلِ عرب دین اسلام میں گروہ با گروہ داخل ہوئے حالانکہ اس سے پہلے اِکّا دُکّا اسلام میں داخل ہوا کرتے تھے۔

مندرجہ بالا پیشین گوئیاں جو سب کی سب پوری ہوئیں فقط بطورِ مثال بیان کی گئی ہیں اور اس کتاب میں زیادہ کی گنجائش بھی نہیں ورنہ قرآن مجید میں تو اس کثرت سے پیشین گوئیاں ہیں کہ کوئی زمانہ ایسا نہیں جس میں قرآن مجید کی

---

1 ......تفسیر روح المعانی،المقدمة،الفائدة السابعة فی بیان وجه اعجاز القرآن الکریم،ج۱،ص٤٣۔علمیه

2 ......پیروی کرنے والوں کی کثرت۔　3 ......قربانی کا جانور جو حاجی مکہ لے جاتے ہیں۔

4 ......ترجمۂ کنزالایمان: جب اللّٰہ کی مدد اور فتح آئے اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللّٰہ کے دین میں فوج فوج داخل ہوتے ہیں تو اپنے رب کی ثنا کرتے ہوئے اسکی پاکی بولو اور اس سے بخشش چاہو بیشک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔(پ۳۰، النصر:۱۔۳)۔علمیه

کوئی نہ کوئی پیشین گوئی پوری نہ ہوتی ہو اور کتنی پیشین گوئیاں ہیں کہ قُربِ قیامت اور یوم قیامت کو پوری ہوں گی۔مثلاً یاجُوج وماجُوج کا آنا، دَابَّۃُ الْاَرْض کا ظاہر ہونا، حضرت عیسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کا تشریف لانا، آسمانوں کا پھٹنا، پہاڑوں کا غبار ہونا، زمین کا چکنا چور ہونا، صُور کا پھونکا جانا، مُردوں کا زندہ ہونا، ہاتھ پاؤں کا گواہی دینا، اَعمال کا وَزْن کیا جانا وغیرہ وغیرہ۔ پس معلوم ہوا کہ قرآن کریم بے شک معجزہ ہے۔

اعجاز القرآن کی چوتھی وجہ

عُلُومُ القُرآن:

عُلوم کے لحاظ سے بھی قرآنِ کریم معجزہ ہے چنانچہ شاہ وَلی اللہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ مَعانیٔ منطوقہ قرآن پانچ علموں سے خارج نہیں [1] ۔ اَوّل: علم اَحکام یعنی وَاجب ومَنْدُوب ومُباح ومکروہ وحرام خواہ ازقسم عبادت ہوں یا معاملات یا تدبیرِ منزل یا سیاست مُدُن [2] ۔ دوسرے: چار گمراہ فرقوں یعنی یہود ونصاریٰ ومشرکین ومنافقین کے ساتھ مُخَاصَمَہ کا علم۔ تیسرے اللّٰہ تعالیٰ کی نعمتوں (آسمان وزمین کی پیدائش کا ذکر اور بندوں کی ضروریات کا الہام اور اللّٰہ کی صفاتِ کاملہ کا بیان) کے ساتھ نصیحت کرنے کا علم۔ چوتھے ایام اللّٰہ یعنی اُمَم مَاضِیَّہ میں دشمنانِ خدا کے ساتھ خدا کے وقائع بیان کرنے کے ساتھ [3] نصیحت کرنے کا علم۔ پانچویں موت اور مابعد موت (حشر ونشر وحساب ومیزان وبہشت ودوزخ) کے ساتھ نصیحت کرنے کا علم۔ [4] قرآن میں ان علوم پنجگانہ کا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ کتاب اللّٰہ تعالیٰ نے بنی آدم کی ہدایت کے لئے نازل فرمائی ہے۔ جس طرح عالمِ طِب جب قانونِ شیخ [5] کا مطالعہ کرتا ہے اور دیکھتا ہے کہ یہ کتاب بیماریوں کے اسباب وعلامات اور اَدْوِیہ کے بیان میں غایت درجہ کو پہنچی ہوئی ہے تو اسے ذرا شک نہیں رہتا کہ اس کا مؤلف علم طب میں کامل ہے اسی طرح شریعتوں کے اَسرار کا عالم جب جان لیتا ہے کہ تَہذِیب نُفُوس [6] میں افراد

---

1 ……وہ پانچ علوم جوظاہری معنی کے اعتبار سے قران میں ہیں۔
2 ……شہروں کا نظم ونسق
3 ……یعنی پچھلی اُمتوں پر جو عذاب وغیرہ نازل ہوئے ان کا تذکرہ کرکے۔
4 ……الفوز الکبیر فی اصول التفسیر،الباب الاول فی العلوم الخمسة...الخ،ص۱۷-۱۸-علمیه
5 ……بوعلی سینا کی کتاب القَانُون فِی الطِّب۔
6 ……بدن اور دل کی اصلاح۔

انسان کے لئے کن کن چیزوں کے بتانے کی ضرورت ہے اور بعد ازاں فنون پنجگانہ میں تامل کرتا ہے تو بے شک اسے معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ فنون اپنے معانی میں اس طرح واقع ہوئے ہیں کہ اس سے بہتر ممکن نہیں۔ [1]

قرآن کریم چونکہ تزکیہ نفوس میں مُعجز کتاب ہے۔ [2] اسی واسطے اس کتاب کی تلاوت کے وقت دلوں میں خشیت وہیبت پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ اللّٰہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُهُمْ وَ قُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ (زمر، ع ۳)

اللّٰہ نے اتاری بہتر کتاب۔ کتاب ہے آپس [3] میں دوہرائی ہوئی، بال کھڑے ہوتے ہیں اس سے کھالوں پر ان لوگوں کی جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے پھر نرم ہوجاتے ہیں ان کے چمڑے اور دل ان کے اللّٰہ کی یاد کی طرف۔ [4]

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ ؕ وَ تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ (حشر، ع ۳)

اگر ہم اتارتے اس قرآن کو ایک پہاڑ پر البتہ تو دیکھتا اس کو دب جانے والا پھٹ جانے والا اللّٰہ کے ڈر سے اور یہ مثالیں بیان کرتے ہیں ہم لوگوں کے واسطے تاکہ وہ فکر کریں۔ [5]

قرآن کریم کی اس خارقِ عادت تاثیر سے بچنے کے لئے کفارِ قریش ایک دوسرے سے کہہ دیا کرتے تھے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو تم شور مچادیا کرو۔ [6] (حم سجدہ، ع ۴) اور اسی واسطے مُکذِّبین [7] پر اس کا سننا نہایت دشوار

---

1 ...... فوز الکبیر فی اصول التفسیر، ص ۳۹۹۲۔ (ہم نے کئی نسخے دیکھے سب میں صفحہ نمبر یہی لکھا ہے یقیناً کتابت میں غلطی ہوئی ہے۔ علمیہ)

2 ...... یعنی نفسوں کو پاک کرنے والی ایسی کتاب جس کی مثل پیش کرنا ممکن نہیں۔

3 ...... کتاب آپس میں ملتی یعنی خوبی میں کوئی آیت کم نہیں۔ دوہرائی ہوئی یعنی ایک مدعا کئی طرح تقریر کیا ہوا۔ (موضح قرآن) ۱۲ منہ

4 ...... ترجمۂ کنز الایمان: اللّٰہ نے اتاری سب سے اچھی کتاب کہ اول سے آخر تک ایک سی ہے دوہرے بیان والی اس سے بال کھڑے ہوتے ہیں ان کے بدن پر جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں پھر ان کی کھالیں اور دل نرم پڑتے ہیں یادِ خدا کی طرف رغبت میں۔ (پ ۲۳، الزمر: ۲۳)۔ علمیہ

5 ...... ترجمۂ کنز الایمان: اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے تو ضرور تو اسے دیکھتا جھکا ہوا پاش پاش ہوتا اللّٰہ کے خوف سے اور یہ مثالیں لوگوں کے لئے ہم بیان فرماتے ہیں کہ وہ سوچیں۔ (پ ۲۸، الحشر: ۲۱)۔ علمیہ

6 ...... وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَ الْغَوْا فِیْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴿۲۶﴾ ترجمۂ کنز الایمان: اور کافر بولے یہ قرآن نہ سنو اور اس میں بیہودہ غل کرو شاید یونہی تم غالب آؤ۔ (پ ۲۴، حم السجدۃ: ۲۶)۔ علمیہ

7 ...... جھٹلانے والوں۔

گزرتا تھا اور بوجہِ خُبثِ طَبع نفرت سے پیٹھ دے کر بھاگ جاتے تھے۔ [1] (بنی اسرائیل، ع ۵) ذیل میں تاثیرِ قرآن مجید کی توضیح کے لئے ہم چند مثالیں درج کرتے ہیں۔

ابن [2] اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے اسلام لانے کی کیفیت مجھے یہ معلوم ہوئی ہے کہ آپ کی بہن فاطمہ اور فاطمہ کے خاوند سعید بن زید بن عَمرو بن نُفَیل مسلمان ہو گئے تھے مگر اپنے اسلام کو اپنی قوم کے ڈر سے پوشیدہ رکھتے تھے۔ اسی طرح حضرت نُعَیم بن عبد اللّٰہ النَّحام [3] بھی جو مکہ کے رہنے والے اور آپ ہی کی قوم بنی عدِی بن کَعْب میں سے تھے اسلام لے آئے تھے اور اپنے اسلام کو اپنی قوم کے ڈر سے پوشیدہ رکھتے تھے۔ حضرت خَبَّاب بنِ اَلْاَرَت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ حضرت فاطمہ کے پاس قرآن پڑھانے آیا کرتے تھے۔ ایک روز حضرت عمر کو جو خبر لگی کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آپ کے اصحاب مرد وزن قریباً چالیس کوہ صفا کے قریب ایک گھر میں جمع ہو رہے ہیں تو تلوار آڑے لٹکائے ہوئے حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حضور کے اصحاب کے قصد سے نکلے۔ ان اصحاب میں حضرت ابوبکر اور حضرت علی اور حضرت حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم بھی تھے جوان مسلمانوں میں سے تھے جنہوں نے ملک حبشہ کی طرف ہجرت نہ فرمائی تھی۔ راستے میں حضرت نُعَیم ملے جن سے یوں گفتگو ہوئی:

عُمَر: میں اس صابی (دین سے برگشتہ) محمد کا فیصلہ کرنے چلا ہوں جس نے قریش کی جماعت کو پَرَاگَنْدہ [4] کر دیا ہے اور جوان کے داناؤں کو نادان اور ان کے دین کو معیوب بتاتا ہے اور ان کے معبودوں کو برا کہتا ہے۔

نُعَیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ: عمر! اللّٰہ کی قسم! تجھے تیرے نفس نے دھوکا دیا ہے۔ کیا تو سمجھتا ہے کہ اگر تو حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو قتل کر دے گا تو عبد مناف کی اولاد تجھے زمین پر زندہ چھوڑ دے گی؟ تو اپنے اہل بیت میں جا اور

---

1 ......وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ۝۴۶ ترجمۂ کنز الایمان: اور جب تم قرآن میں اپنے اکیلے رب کی یاد کرتے ہو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہیں نفرت کرتے۔ (پ ۱۵، بنی اسرائیل: ۴۶) علمیه

2 ......دیکھو سیرت ابن ہشام، ذکر اسلام عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔ ۱۲ منہ

3 ......نحام کے معنی ہیں کھانسنے والا۔ یہ حضرت نُعَیم بن عبد اللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا لقب ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ میں بہشت میں داخل ہوا تو میں نے نعیم کے کھانسنے کی آواز سنی۔ (اصابہ) ۱۲ منہ

4 ......منتشر۔

انہیں سیدھا کر۔

عُمَر: کون سے اہل بیت؟

نُعَیْم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ: **اللّٰہ** کی قسم! تیرا بہنوئی سعید بن زید اور تیری بہن فاطمہ دونوں مسلمان ہو گئے ہیں اور دین محمدی کے پیرو بن گئے ہیں تو ان سے سُلَجھ لے۔

(یہ سن کر عمر اپنی بہن کے گھر پہنچتے ہیں وہاں حضرت خباب آپ کی بہن اور بہنوئی کو قرآن کی سورۂ طٰہٰ پڑھا رہے ہیں جن کی آواز عمر کے کان میں پڑ جاتی ہے۔ عمر کی آہٹ سے حضرت خَبَّاب تو کوٹھڑی میں جا چھپتے ہیں اور فاطمہ وہ صحیفۂ قرآن لے کر اپنی ران کے نیچے چھپا لیتی ہیں)

عُمَر: (اندر داخل ہو کر) یہ آواز جو میں نے سنی کیسی تھی؟

سعید و فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما: تو نے کچھ نہیں سنا۔

عُمَر: کیوں نہیں **اللّٰہ** کی قسم! مجھے خبر لگی ہے کہ تم دونوں دین محمدی کے پیرو بن گئے ہو۔ (یہ کہہ کہ عمر سعید کو پکڑ لیتے ہیں بہن جو چھڑانے اٹھتی ہے اسے بھی لہولہان کر دیتے ہیں)

سعید و فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما: ہاں ہم مسلمان ہو گئے ہیں اور **اللّٰہ** و رسول پر ایمان لے آئے ہیں تو کر جو کر سکتا ہے۔

عُمَر: (بہن کو لہولہان دیکھ کر ندامت سے) بہن! وہ کتاب تو دکھاؤ جو ابھی تم پڑھ رہے تھے۔

فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا: مجھے ڈر ہے کہ تو واپس نہ دے گا۔

عُمَر: تو نہ ڈر (اپنے معبودوں کی قسم کھا کر) میں پڑھ کر واپس کر دوں گا۔

فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا: (بھائی کے اسلام کے لالچ میں آ کر) بھائی! تو مشرک ہونے کے سبب سے ناپاک ہے اسے تو وہی چھوتے ہیں جو پاک ہوں۔

عُمَر: (غسل کے بعد سورۂ طٰہٰ کی شروع کی آیتیں تلاوت کر کے) یہ کلام کیسا اچھا اور پیارا ہے۔

خَبَّاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ: (کوٹھڑی سے نکل کر) عمر! مجھے امید ہے کہ آپ نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دعا کے مصداق ہوں گے کیونکہ میں نے کل سنا کہ آپ یوں دعا فرما رہے تھے: ''یا اللّٰہ! تو ابوالحَکَمِ بن ہِشَام یا عُمَر بن الخَطَّاب کے ساتھ

اسلام کو تقویت دے۔" اے عمر! تو اللہ سے ڈر۔

عُمَر: مجھے حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس لے چلو تا کہ میں مسلمان ہو جاؤں۔

خَبّاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ: آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مع اصحاب کے کوہِ صفا کے قریب تشریف رکھتے ہیں۔ (عمر تلوار آڑے لٹکائے دردولت پر پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں۔ اہلِ خانہ میں سے ایک صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ آپ کو اس ہیئت میں دیکھ کر ڈر جاتے ہیں)

صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ عمر بن الخطاب ہے جو تلوار حمائل کیے ہوئے[1] ہے۔

حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ: اسے آنے کی اجازت دو۔ اگر وہ کارِ خیر کے لئے آیا ہے تو ہمیں دریغ نہیں اور اگر وہ شرارت کا ارادہ رکھتا ہے تو ہم اسے اسی کی تلوار سے قتل کر دیں گے۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: اسے اندر آنے دو۔

صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ: اندر آئیے۔ (عمر داخل ہوتے ہیں)

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: (عمر کی کمر یا چادر کا دامن کھینچ کر) خطاب کے بیٹے! کیونکر آنا ہوا، اللہ کی قسم! میں نہیں دیکھتا کہ تو باز آئے یہاں تک کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھ پر کھڑکا نازل کرے۔

عُمَر: یارسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں آپ کی خدمت میں آیا ہوں تا کہ اللہ پر اور اللہ کے رسول پر اور اس پر جو وہ اللہ کے ہاں سے لائے ایمان لاؤں۔ (اس طرح عمر اسلام لاتے ہیں اور حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تکبیر پڑھتے ہیں جس سے تمام حاضرین خانہ کو معلوم ہو جاتا ہے کہ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ مسلمان ہو گئے۔)[2]

ایک[3] روز حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ایک اونٹ پر سوار ایک کوچے میں سے گزر رہے تھے ایک قاری نے یہ آیت پڑھی:

اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۙ﴿۷﴾ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۙ﴿۸﴾ بے شک عذاب تیرے رب کا ہونے والا ہے اس کو کوئی نہیں

---

1 ......تلوار لٹکائے ہوئے۔

2 ......السيرة النبوية لابن هشام، اسلام عمر بن الخطاب، ص۱۳۶۔۱۳۷۔ علميه

3 ......مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی سیدنا شیخ احمد سرہندی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، دفتر اول، مکتوب سہ صد و دوم۔

(طور، ع ۱) ہٹانے والا۔[1]

اسے سن کر آپ بیہوش ہو گئے اور بیہوشی کی حالت میں زمین پر گر پڑے وہاں سے اٹھا کر آپ کو گھر لائے مدت تک اس درد سے بیمار رہے یہاں تک کہ لوگ آپ کی بیمار پرسی کے لئے آتے تھے۔[2]

دشمنانِ اسلام بھی قرآنِ کریم کی فوق العادت[3] تاثیر کے قائل تھے چنانچہ جب ۶ نبوت میں حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہجرت کے ارادے سے حبشہ کی طرف نکلے تو ابن الدُّغُنَّہ ان کو بَرْکُ الغِماد سے اپنی جوار میں مکہ واپس لے آیا۔[4] قریش نے ابن الدُّغُنَّہ کی جَوار کو رد نہ کیا مگر اس سے کہا کہ ابوبکر سے کہہ دو کہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرے اور نماز میں چپکے جو چاہے پڑھے مگر ہمیں اذیت نہ دے اور آواز سے قرآن نہ پڑھے کیونکہ ہمیں ڈر ہے کہ مَبَادا[5] ہماری عورتوں اور بچوں پر قرآن کا اثر پڑ جائے۔ ابن الدُّغُنَّہ نے یہی آپ سے ذکر کر دیا۔ کچھ مدت آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اسی پر عمل کیا۔ بعد ازاں اپنے گھر کے پاس ایک مسجد بنالی جس میں آپ نماز پڑھتے اور قرآن باآواز پڑھتے۔ رَقِیْقُ الْقَلْب[6] تھے، قرآن پڑھتے تو بے اختیار رو پڑتے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی قرأت و رِقّت سے سردارانِ قریش ڈر گئے۔ انہوں نے ابن الدُّغُنَّہ کو بلا کر کہا کہ ابوبکر نے خلافِ شرط اپنے گھر کے پاس ایک مسجد بنالی ہے جس میں وہ باآواز نماز و قرآن پڑھتا ہے۔ ہمیں ڈر ہے کہ مَبَادا[7] ہماری عورتوں اور بچوں پر اس کا اثر پڑے۔ تم اس کو روک دو۔ ہاں اگر وہ اپنے گھر کے اندر چپکے عبادت کرنا چاہے تو کیا کرے اور اگر باآواز قرآن پڑھنے پر اِصرار کرے تو تم اس کی حفاظت کی ذمہ داری واپس لے لو کیونکہ ہمیں یہ پسند نہیں کہ ہم تمہارے عہد کی حفاظت کو توڑ دیں۔ ہم ابوبکر کو قِرأت کی اجازت نہیں دے سکتے۔ یہ سن کر ابن الدُّغُنَّہ آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ کو میری جَوار کی شرط معلوم ہے آپ اس کی پابندی کریں ورنہ میری ذمہ داری واپس کر دیں کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ عرب یہ سنیں کہ ایک شخص کی حفاظت

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: بے شک تیرے رب کا عذاب ضرور ہونا ہے۔ اسے کوئی ٹالنے والا نہیں۔ (پ ۲۷، الطور: ۷۔۸)۔ علمیه

2 ......مکتوباتِ امام ربانی، حصہ پنجم، دفتر اول، مکتوب سہ صد و دویم، ج ۱، ص ۱۴۷۔ علمیه

3 ......حیران کن۔ 4 ......یعنی امان دے کر اپنے ساتھ مکہ لے آیا۔ 5 ......کہیں ایسا نہ ہو کہ۔

6 ......نرم دل والے۔ 7 ......کہیں ایسا نہ ہو کہ۔

کا عہد جو میں نے کیا تھا وہ توڑ ڈالا گیا۔ آپ نے جواب دیا کہ میں تمہاری جوار کو واپس کرتا ہوں اور خدا کی جوار پر راضی ہوں۔ [1]

حضرت جُبَیر بن مُطْعِم [2] جو اسلام لانے سے پہلے اسیرانِ بدر کے بارے میں گفتگو کرنے کے لئے حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو نماز مغرب میں سورۂ طور پڑھتے پایا۔ جب آپ اس آیت پر پہنچے:

اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَیْرِ شَیْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا یُوْقِنُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآىِٕنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَۜیْطِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ (طور، ع ۲)

کیا وہ پیدا ہوئے ہیں آپ ہی آپ یا وہی ہیں پیدا کرنے والے یا انہوں نے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو بلکہ یقین نہیں کرتے کیا ان کے پاس خزانے ہیں تیرے رب کے یا وہی داروغے ہیں۔ [3]

تو قریب تھا کہ (خوف سے) میرا دل پھٹ جائے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ یہ پہلی دفعہ تھی کہ ایمان نے میرے دل میں قرار پکڑا۔ [4]

حضرت طُفَیْل بن عَمْرو الدَّوْسِی [5] جو ایک شریف و دانا شاعر تھے اپنے اسلام لانے کا قصہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ میں مکہ میں آیا، رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وہیں تھے قبیلہ قریش کے لوگوں نے مجھ سے کہا: اے طفیل! تو ہمارے شہروں میں آیا ہے۔ یہ شخص (حضرت محمد) جو ہمارے درمیان ہے اس نے ہمیں تنگ کر دیا ہے اور ہماری جماعت کو پَرا گندہ [6] کر دیا۔ اس کا قول جادوگروں کا سا ہے جس سے وہ باپ بیٹے میں، بھائی بھائی میں اور میاں بیوی

---

1 ...... صحیح بخاری، باب ہجرت النبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔......(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب هجرة النبی واصحابه الی المدینة، الحدیث: ۳۹۰۵، ج۲، ص ۵۹۱۔۵۹۲ ملخصاً۔علمیه)

2 ...... صحیح بخاری و صحیح مسلم دیکھو۔

3 ...... ترجمۂ کنز الایمان: کیا وہ کسی اصل سے نہ بنائے گئے یا وہی بنانے والے ہیں یا آسمان اور زمین انہوں نے پیدا کئے بلکہ انہیں یقین نہیں یا ان کے پاس تمہارے رب کے خزانے ہیں یا وہ کرُوڑے (حاکم اعلیٰ) ہیں۔ (پ ۲۷، الطور: ۳۵۔۳۷)۔علمیه

4 ......صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورة الطور، ۱۔باب، الحدیث: ۴۸۵۴، ج۳، ص۳۳۶ و صحیح البخاری، کتاب المغازی، ۱۲۔باب، الحدیث: ۴۰۲۳۔۴۰۲۴، ج۳، ص ۲۴۔علمیه

5 ...... دلائل النبوت للحافظ ابی نعیم، جزء اول، ص ۷۸۔۷۹۔ یہ قصہ استیعاب لابن عبد البر میں بھی مذکور ہے۔۔علمیه

6 ...... منتشر۔

میں جدائی ڈال دیتا ہے۔ ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں ہماری طرح تجھ پر اور تیری قوم پر بھی جادو کردے۔ اس لئے تو اس سے کلام نہ کرنا اور نہ اس سے کچھ سننا۔ وہ مجھے یہی کہتے رہے یہاں تک کہ میں نے مُصَمَّم ارادہ[1] کرلیا کہ میں اس سے کچھ نہ سنوں گا اور نہ کلام کروں گا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ جب میں مسجد کی طرف جاتا تو اس ڈر سے کہ کہیں بے ارادہ آپ کی آواز میرے کان میں پڑ جائے اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لیتا۔ ایک روز جو صبح کو میں مسجد کی طرف گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کعبہ کے پاس کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں آپ کے قریب کھڑا ہوگیا۔ پس اللہ نے مجھے آپ کا بعض قول سنا ہی دیا۔ مگر میں نے ایک عمدہ کلام سنا اور اپنے جی میں کہا: وائے بے فرزندیٔ مَادرِمَن[2] میں دانا شاعر ہوں، بُرے بھلے میں تمیز کرسکتا ہوں پھر اس کا قول سننے سے مجھے کیا چیز مانع ہوسکتی ہے جو کچھ وہ بیان کرے گا اگر اچھا ہوا تو میں قبول کرلوں گا اور اگر بُرا ہوا تو رد کردوں گا۔ اس لئے میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے دولت خانے کی طرف واپس ہوئے۔ میں آپ کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے دولت خانے میں داخل ہونے لگے تو میں نے عرض کیا: اے محمد! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ کی قوم نے مجھے ایسا ایسا کہا ہے۔ اللہ کی قسم! وہ مجھے آپ کے قول سے ڈراتے رہے یہاں تک کہ میں نے اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لی تاکہ آپ کا قول نہ سنوں مگر اللہ نے سنا ہی دیا۔ میں نے ایک اچھا قول سنا۔ پھر میں نے التجا کی: اپنا دین آپ مجھ پر پیش کریں۔ اس لئے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ پر اسلام پیش کیا اور مجھے قرآن پڑھ کر سنایا۔ اللہ کی قسم! میں نے کبھی اس کی بہ نسبت نہ کوئی اچھا قول اور نہ کوئی راست امر سنا، پس میں مسلمان ہوگیا اور میں نے کلمہ شہادت پڑھا اور عرض کیا: یارسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میری قوم میرے کہنے میں ہے، میں ان کی طرف جاتا ہوں اور انہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں آپ میرے لئے دعا کیجئے کہ خدا مجھے ایک نشانی دے جو دعوتِ اسلام میں ان کے مقابلہ میں میری مددگار ہو۔ یہ سن کر آپ نے یوں دعا فرمائی: ''اے اللہ! اسے ایک نشانی عطا کر۔'' پھر میں اپنی قوم کی طرف روانہ ہوا چلتے چلتے جب میں گھاٹی میں پہنچا جہاں سے میرا قبیلہ مجھے دیکھ سکتا تھا تو میری آنکھوں کے درمیان چراغ کی مانند ایک نور پیدا ہوا۔ میں نے کہا: یااللہ! میری پیشانی کے سوا کسی اور جگہ نور پیدا کردے کیونکہ

---

1 ...... مضبوط ارادہ۔

2 ...... میری ماں مجھے کھوئے، یہ محاورہ ہے غفلت پر تنبیہ یا تعجب کے اظہار کے لیے بولا جاتا۔

میں ڈرتا ہوں وہ یوں گمان کریں گے کہ یہ عبرتناک سزا ہے جو ان کا دین چھوڑنے کے سبب میری پیشانی میں ظاہر ہوئی ہے۔ پس وہ نور بجائے پیشانی کے میرے کوڑے کے سرے پر نمودار ہوا۔ جب میں گھاٹی سے اپنے قبیلے کی طرف اتر رہا تھا تو وہ نوران کو میرے کوڑے میں معلّق قندیل کی طرح نظر آتا تھا یہاں تک کہ میں ان کے پاس پہنچ گیا پھر صبح ہوگئی جب میں مکان میں اترا تو میرا باپ جو بہت بوڑھا تھا میرے پاس آیا۔ میں نے کہا: ابا! مجھ سے دور رہو میں تیرا نہیں اور نہ تو میرا ہے۔ وہ بولا: بیٹا! کیوں؟ میں نے کہا: میں مسلمان ہوگیا ہوں اور حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دین کا پیرو بن گیا ہوں۔ یہ سن کر میرے باپ نے کہا: میرا دین تیرا دین ہے۔ پس اس نے غسل کیا اور اپنے کپڑے پاک کیے پھر میرے پاس آیا۔ میں نے اس پر اسلام پیش کیا وہ مسلمان ہوگیا پھر میری بیوی میرے پاس آئی۔ میں نے اس سے کہا: مجھ سے دور رہو۔ میں تیرا نہیں اور تو میری نہیں۔ وہ بولی: میرے ماں باپ تجھ پر قربان! کیوں؟ میں نے کہا: اسلام میرے اور تیرے درمیان فارق ہے۔ میں مسلمان ہوگیا ہوں اور حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دین کا پیرو بن گیا ہوں۔ وہ کہنے لگی: میرا دین تیرا دین ہے اور وہ مسلمان ہوگئی۔ پھر میں نے قبیلہ دوس کو اسلام کی دعوت دی مگر انہوں نے اس میں تاخیر کی۔ پھر میں مکہ میں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا: یا نبی اللّٰہ! دوس مجھ پر غالب آگئے۔ آپ ان پر بددعا کیجئے۔ اس پر آپ نے یوں دعا کی: ''یا اللّٰہ! دوس کو ہدایت دے۔'' اور مجھ سے فرمایا کہ تو اپنی قوم میں لوٹ جا اور انہیں نرمی سے دعوت اسلام دے۔ اس لئے میں لوٹ آیا اور دوس کو نرمی سے اسلام کی طرف بلاتا رہا یہاں تک کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مدینے کی طرف ہجرت فرمائی اور غزوۂ بدر و اُحد و خندق ہو چکے۔ پھر میں اپنی قوم کے مسلمانوں کو ساتھ لے کر رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں آیا اور آپ خیبر میں تھے یہاں تک کہ مدینہ منورہ میں دوس کے ستر یا اسی گھرانے اترے۔ [1]

پادری راڈویل صاحب لکھتے ہیں کہ عرب کے سیدھے سادھے بھیڑ بکریاں چرانے والے خانہ بدوش بدو لوگ ایسے بدل گئے جیسے کسی نے جادو کر دیا ہو۔ وہ لوگ مملکتوں کے بانی مَبانی [2] اور شہروں کے بنانے والے اور جتنے کتب خانے انہوں نے خراب کیے تھے ان سے زیادہ کتب خانوں کے جمع کرنے والے ہوگئے اور فسطاط، بَغداد، قُرطُبہ اور دِلّی

---

1 ......دلائل النبوة لابی نعیم،الفصل الخامس عشر،الجزء الاول،الرقم ۱۹۱،ص۱۳۹۔علمیه

2 ......نظم ونسق چلانے والے۔

کے شہروں کو وہ قوت ہوئی کہ عیسائی یورپ کو کپکپا دیا اور قرآن کی قدر ہمیشہ ان تبدیلیوں کے اندازہ سے ہونی چاہیے جو اس نے اپنے بِطِیْبِ خَاطِر[1] ماننے والوں کی عادات اور اعتقادات میں داخل کیں۔ بت پرستی کے مٹانے، جنات اور مادیات کے شرک کے عوض اللّٰہ کی عبادت قائم کرنے، اَطفال کُشی کی رسم[2] کو نیست و نابود کرنے، بہت سے توہمات[3] کو دور کرنے اور اِزدِواج[4] کی تعداد کو گھٹا کر اس کی ایک حد معین کرنے میں قرآن بے شک عربوں کے لئے برکت اور قدرتِ حق[5] تھا، گو عیسائی مَذاق پر وحی نہ ہو،[6] انتہٰی۔ (از دیباچۂ قرآن مطبوعہ ۱۸۶۱ء، صفحہ ۲۴)...... یحییٰ بن الحکم الغزال اور عُتبہ بن رَبیعہ وغیرہ کا حال بیان ہو چکا ہے۔ زیادہ کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔

مذکورہ بالا وجوہِ اَربعہ کے علاوہ علمائے کرام نے قرآن کریم کے معجزہ ہونے کی اور وجہیں بھی بیان کی ہیں مگر میرے خیال میں یہ چاروں وجہیں بالکل کافی ہیں۔

قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت کی مثالیں

ناظرین کو یاد ہوگا کہ ہم پہلے ایک وعدہ کر آئے ہیں اسی کے ایفاء کے لئے عنوان بالا قائم کیا گیا ہے۔ مُسَیْلِمَہ کَذَّاب نے اپنے زُعم فاسد میں قرآن کی بعض چھوٹی چھوٹی سورتوں کا مُعارَضَہ کیا تھا اَزاں جملہ ایک سورۂ کوثر تھی جس کو اس لعین نے یوں سَجْع[7] کیا تھا:[8]

اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْجَوَاھِرَ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَھَاجِرْ	ہم نے دیئے تجھ کو جواہرات سو نماز پڑھ اپنے رب کے آگے اور
اِنَّ مُبْغِضَکَ رَجُلٌ فَاجِرٌ[9]	ہجرت کر بے شک جو دشمن رکھنے والا ہے تجھ کو وہ بدکار شخص ہے۔

مگر کوئی مُنْصِف مزاج اسے مُعارَضَہ نہیں کہہ سکتا کہ سورت ہی کے الفاظ و ترتیب لے کر اس میں کچھ اَدل بدل کر دیا جائے۔ علامہ جارُاللّٰہ زَمَخْشَری صاحب تفسیر کشّاف نے اس سورت کی وجہِ اعجاز پر ایک مستقل رسالہ لکھا ہے

---

1 ...... بخوشی و رضامندی۔
2 ...... بچوں کو قتل کر ڈالنے کی رسم۔
3 ...... وہم پرستی۔
4 ...... شادی کرنا۔
5 ...... قدرت خدا، تعجب کے موقع پر بولتے ہیں۔
6 ...... یعنی اگرچہ عیسائی اسے وحی تسلیم نہ کریں۔
7 ...... سجع کہتے ہیں دو فقروں کے آخری الفاظ کا ہم قافیہ و ہم وزن ہونا۔
8 ...... دیکھو مواہب لدنیہ للقسطلانی۔
9 ...... المواهب اللدنية مع شرح الزرقاني، المقصد الثاني، الفصل العاشر، الوفد الخامس: وفد بني حنيفة، ج٥، ص١٤٨ ـ علميه

جس کا خلاصہ امام فخر الدین رازی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے "نہایۃ الایجاز فی درایۃ الاعجاز" میں یوں لکھا ہے:[1]

اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَؕ۝۱ [2] اس آیت میں آٹھ فائدے ہیں:

﴿1﴾...... یہ جملہ مُعْطِی کَبِیر[3] کی طرف سے عطیۂ کثیرہ پر دلالت کرتا ہے۔ جب عطیہ مُنعِم عظیم[4] کی طرف سے ہو تو وہ نعمتِ عظمیٰ ہوتا ہے۔ کوثر سے مراد وہ مومنینِ امت ہیں جو قیامت تک پیدا ہوں گے۔ نیز اس سے مراد وہ فضائل وخواص ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دو جہاں میں عنایت فرمائے ہیں۔ ان کی کُنہ[5] کو خدا کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور منجملہ[6] کوثر وہ نہر ہے جس کی مٹی کستوری اور جس کے سنگریزے چاندی کی ڈلیاں ہیں اور جس کے کناروں پر سونے چاندی کے برتن ستاروں کی گنتی سے زیادہ ہیں۔

﴿2﴾...... اسم کی تَقْدِیم مُفِیدِ تخصیص ہے یعنی ہم نے (نہ کسی غیر نے) تجھے یہ کثیر عطا کی جس کی کثرت کی کوئی غایت نہیں۔ امام رازی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ تحقیق یہ ہے کہ یہاں مُحَدَّث عَنْہ کی تقدیم تخصیص کے لئے نہیں بلکہ اس واسطے ہے کہ ایسی تقدیم اثبات خبر کے واسطے زیادہ تاکید والی ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ جب اسم مُحَدَّث عَنْہ پہلے ذکر کیا جائے تو سامع کو خبر سننے کا شوق پیدا ہوتا ہے اس لئے جب وہ خبر سنتا ہے تو اس کا ذہن اس کو یوں قبول کرتا ہے جیسا عاشق معشوق کو۔ پس وہ خبر اس کے ذہن میں باَحْسَن وُجوہ مُتَمَکِّن ہوجاتی ہے۔[7]

﴿3﴾...... ضمیر متکلم بصیغۂ جمع لایا گیا ہے جس سے ربوبیت کی عظمت پائی جاتی ہے۔

﴿4﴾...... جملے کے شروع میں حرف تاکید لایا گیا ہے جو قَسَم کے قائم مقام ہے۔

﴿5﴾...... فعل کو بصیغۂ ماضی لایا گیا ہے تاکہ اس امر پر دلالت ہو کہ کریم کی عطاء آجلہ واقع کے حکم میں ہے۔

---

1 ...... سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں اس رسالے کا نام "نہایت الاعجاز فی درایت الاعجاز" لکھا ہے جو کہ کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ ہمارے پیشِ نظر دارِ صادر بیروت (الطبعۃ الاولی، ١٤٢٤ھ-٢٠٠٤م) کا نسخہ ہے جس پر "نہایۃ الایجاز فی درایۃ الاعجاز" لکھا ہے لہٰذا ہم نے اسی کے مطابق تصحیح کی ہے، و اللہ تعالیٰ اعلم۔ علمیہ

2 ...... ترجمۂ کنز الایمان: اے محبوب بیشک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔ (پ ٣٠، الکوثر: ١)۔ علمیہ

3 ...... سب سے بڑے عطا فرمانے والے۔

4 ...... بزرگ و برتر نعمت دینے والے۔

5 ...... حقیقت۔

6 ...... ان میں سے۔

7 ...... یعنی اچھی طرح ذہن نشین ہوجاتی ہے۔

﴿6﴾......کوثر کے موصوف کو محذوف کر دیا گیا اس لئے کہ مذکور میں وہ فرطِ اِبہام وشیاع نہیں جو محذوف میں ہے۔

﴿7﴾......وہ صفت اختیار کی گئی ہے جس کے معنی میں کثرت ہے۔ پھر اس کو اس کے صیغہ سے معدول کر کے لایا گیا۔

﴿8﴾......اس صیغہ پر لام تعریف لایا گیا تا کہ یہ اپنے موصوف کو شامل اور کثرت کے معنی دینے میں کامل ہو، چونکہ یہ لام عہد کا نہیں اس لئے واجب ہے کہ حقیقت کا ہو اور حقیقت کے بعض افراد بعض سے اَولیٰ نہیں، پس وہ کاملہ ہوگی۔ اس میں اس طعن کا جواب بھی آ گیا کہ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا آپ کے بعد کوئی بیٹا نہیں کیونکہ آپ کے بعد بیٹے کا باقی رہنا دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ بیٹا نبی بنایا جائے اور یہ محال ہے کیونکہ آپ خاتم الانبیاء ہیں یا نبی نہ بنایا جائے اور یہ امر وہم میں ڈالتا ہے کہ وہ ناخلف ہو۔ پس اللّٰہ تعالیٰ نے آپ کو خیر کثیر عطا فرما کر اس عیب سے محفوظ رکھا۔ اولاد کے ہونے سے یہی غرض ہوا کرتی ہے۔ علاوہ ازیں وہ عیب بھی لازم نہ آیا جو بیٹوں کے نبی نہ ہونے کی صورت میں تھا۔

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ؕ﴿۲﴾ [1] اس میں بھی آٹھ فائدے ہیں:

﴿1﴾......فاءِ تعقیب یہاں دو باتوں کا سبب بنانے کے معنی کے لئے مُستَعار ہے۔ اول انعام کثیر کو مُنعِم کے شکر وعبادت میں قیام کا سبب بنانا۔ دوسرے انعامِ کثیر کو دشمن کے قول کی پروا نہ کرنے کا سبب بنانا، کیونکہ اس سورت کے نزول کا سبب یہ ہے کہ عاص بن وائل نے کہا: اِنَّ مُحَمَّدًا صُنْبُوْرٌ۔ [2] یہ قول جناب رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ناگوار گزرا، پس اللّٰہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔

﴿2﴾......دو لاموں سے مقصود تعریض ہے عاص اور اس جیسے دوسروں کے دین سے جن کی عبادت وقربانی غیر اللّٰہ کے واسطے تھی اور نیز یہ مقصود ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے قدم صراطِ مستقیم پر جما دیں اور اپنی عبادت کو اللّٰہ کی ذات کریم کے لئے خالص کر دیں۔

﴿3﴾......ان دونوں عبادتوں سے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ عبادت کے دو نوع ہیں، ایک: اَعمالِ بدنیہ جن میں مقدم نماز ہے، دوسرے: اَعمالِ مالیہ جن میں اعلیٰ اُونٹوں کی قربانی ہے۔

﴿4﴾......اس آیت میں اس بات پر تنبیہ ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو نماز اور اُونٹوں کی قربانی سے

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: تو تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔ (پ ۳۰، الکوثر: ۲)۔ علمیه

2 ......وہ شخص جو والی وارث کے بغیر کمزور ہو۔ علمیه　　صنوبر خرما بن تنہا گانہ......مرد فرد بے برے برادر و فرزند۔ ۱۲ منہ

بڑا اِخْتِصَاص تھا[1] کیونکہ نماز آپ کی مبارک آنکھوں کے لئے ٹھنڈک بنائی گئی ہے اور اونٹوں کی قربانی میں آپ کی ہمت قوی تھی چنانچہ روایت ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سو اونٹ قربانی دیئے جن میں ابو جہل کا ایک اونٹ تھا جس کے ناک میں سونے کی نکیل تھی۔

﴿5﴾......دوسرے لام کو اس لئے حذف کیا گیا کہ پہلا لام اس پر دلالت کر رہا ہے۔

﴿6﴾......سَجْع کے حق کی رعایت کی گئی اور یہ من جُملہ بَدائع ہے۔ جب قائل اسے طبعی طور پر لائے اور تکلف سے کام نہ لے۔

﴿7﴾......"لِرَبِّکَ" میں دو خوبیاں ہیں ایک تو اس میں التفات ہے، دوسرے مضمر کی جگہ لفظ مظہر لایا گیا ہے اور اس میں اللّٰہ تعالٰی کی شانِ کبریائی اور اسکے غلبۂ قدرت کا اظہار ہے۔ اسی سے خلفاء نے یہ قول لیا، یأمرك امیر المؤمنین بکذا.

﴿8﴾......اس سے معلوم ہوا کہ حقِّ عبادت یہ ہے کہ بندے اس کے ساتھ اپنے رب اور اپنے مالک کو خاص کریں اور اس شخص کی خطا سے تعریض[2] ہوگئی جو اپنے رب کی عبادت چھوڑ کر کسی غیر کی عبادت کرے۔[3]

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۠ [4] اس میں پانچ فائدے ہیں:

﴿1﴾......امر ("فَصَلِّ" "وَانْحَرْ") کی علت میں حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے شانی (دشمن) کے حال اور اس کے قول کی طرف ترک توجہ کو بر سبیلِ اِسْتِینَاف[5] بیان کیا گیا اور اِسْتِینَاف کا یہ اچھا عمل ہے۔ قرآن شریف میں مواقع اِسْتِینَاف بکثرت ہیں۔

﴿2﴾...... یہ وجہ بھی ہوسکتی ہے کہ اس جملہ کو معترضہ قرار دیا جائے جو خاتمۂ اَغراض کے لئے حکمت کے سیاق پر لایا گیا ہے جیسا کہ اللّٰہ تعالٰی کا قول ہے: اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ ﴿۲۶﴾ (قصص، ع۳)[6] اور شانی سے

---

1 ......یعنی ان دونوں سے محبت تھی۔

2 ......تعریض یہ ہے کہ ایک لفظ اپنے معنی میں مستعمل ہوتا کہ اس کے ساتھ ایک اور معنی کی طرف اشارہ کیا جائے۔ ۱۲ منہ

3 ......نهاية الايجاز فی دراية الاعجاز، الباب السادس، الفصل الاوّل فی وجه الاعجاز فی سورة الكوثر، ص۲۳۸۔ علمیه

4 ......ترجمۂ کنز الایمان: بیشک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے۔ (پ ۳۰، الکوثر:۳) ۔علمیه

5 ......اِسْتِینَاف کا معنی از سرِ نو آغاز کرنا ہے۔

6 ......ترجمۂ کنز الایمان: بیشک بہتر نوکر وہ جو طاقتور امانتدار ہو۔ (پ ۲۰، القصص:۲۶) ۔علمیه

مراد عاص بن وائل ہے۔

﴿3﴾......عاص کو اس صفت کے ساتھ ذکر کیا اور نام کے ساتھ ذکر نہ کیا تاکہ یہ مُتَناوِل وشامل ہو اس شخص کو جو دین حق کی مخالفت میں عاص کی مانند ہو۔

﴿4﴾......اس جملے کے شروع میں حرف تاکید لایا گیا اس سے ظاہر ہے کہ جو کچھ عاص نے کہا جھوٹ ہے اور مَحض تَعَنُّت و عِناد [1] کا نتیجہ ہے اسی واسطے اس کو شانی کہا گیا۔

﴿5﴾......خبر معرفہ لائی گئی ہے تاکہ عَدُو وشانی [2] کے لئے بَتَر [3] بدرجہ کمال ثابت ہو۔ گویا کہ وہ جَمْہُور ہے جس کو صُنْبُور کہا جائے۔ پھر یہ سورت باوجود عُلُوِّ مَطْلَع وتمامِ مَقْطَع کے اور باوجود نکاتِ جلیلہ سے پُر ہونے اور مَحاسِن کَثِیْرہ کے جامع ہونے کے اس تَصَنُّع سے خالی ہے جس سے انسان اپنے خَصْم کو ساکت ومغلوب کرلیتا ہے۔ انتہیٰ۔ [4]

ان تمام اُمور کے علاوہ اس سورت کی تین آیتوں میں چار پیشین گوئیاں ہیں جو پہلے مذکور ہوچکی ہیں۔

آیہ يٰۤاَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَكِ [5] کی خارقِ عادت فصاحت کی طرف پہلے اشارہ آچکا ہے۔ علامہ کرمانی [6] کی کتاب عجائب میں ہے کہ مُعانِدین نے عرب وعجم کے تمام کلام ڈھونڈ مارے مگر کوئی کلام فَخامتِ اَلفاظ، حُسنِ نظم، جَودَتِ معانی اور ایجاز میں اس کی مثل نہ پایا اور اس امر پر متفق ہوگئے کہ انسانی طاقت اس آیت کی مثل لانے سے قاصر ہے۔ [7]

ابن اَبِی الاِصْبَع [8] کا قول ہے کہ میں نے کلام انسانی میں اس آیت [9] کی مثل نہیں دیکھا۔ اس میں سترہ لفظ ہیں اور بیس بدائع ہیں اور وہ یہ ہیں:

---

❶ ......طعن وتشنیع اور عداوت۔ ❷ ......بدخواہ دشمن۔

❸ ......ذلت وبُرائی۔ خیر سے محرومی

❹ ......نهاية الايجاز فی دراية الاعجاز،الباب السادس،الفصل الاوّل فی وجه الاعجاز فی سورة الكوثر،ص ٢٤٠۔ علميه

❺ ......ترجمۂ کنز الایمان: اے زمین اپنا پانی نگل لے۔(پ ١٢، هود: ٤٤)۔ علمیه ❻ ......اتقان، جزء ثانی، ص ٥٥۔

❼ ......الاتقان فی علوم القرآن،النوع السادس والخمسون فی الايجاز والاطناب،ج ٢،ص ٣٧٤۔ علميه

❽ ......اتقان، جزء ثانی، ص ٩٦۔

❾ ......وَقِیْلَ یٰۤاَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَكِ وَ یٰسَمَآءُ اَقْلِعِیْ وَ غِیْضَ الْمَآءُ وَ قُضِیَ الْاَمْرُ وَ اسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِیِّ وَ قِیْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۴﴾

ترجمۂ کنز الایمان: اور حکم فرمایا گیا کہ اے زمین اپنا پانی نگل لے اور اے آسمان تھم جا اور پانی خشک کردیا گیا اور کام تمام ہوا اور کشتی کوہِ جودی پر ٹھہری اور فرمایا گیا کہ دور ہوں بے انصاف لوگ۔ (پ ١٢، هود: ٤٤)۔ علمیه

﴿2,1﴾...... "اِبْلَعِیْ" "اَقْلِعِیْ" میں مناسبت تامہ ہے۔

﴿4,3﴾...... "اِبْلَعِیْ" "اَقْلِعِیْ" میں استعارہ ہے۔

﴿5﴾......ارض وسما میں طباق ہے۔[1]

﴿6﴾...... "یٰسَمَآءُ"میں مجاز ہے کیونکہ حقیقت " یَا مَطَرَ السَّمَاءِ " ہے۔

﴿7﴾...... " وَغِیْضَ الْمَآءُ "[2] میں اشارہ ہے۔[3] کیونکہ اس کی کئی معانی سے تعبیر کی گئی ہے اس لئے کہ پانی خشک نہیں کیا جاسکتا یہاں تک کہ آسمان کا مینہ تھم جائے اور زمین پانی کے ان چشموں کو نگل جائے جو اس سے نکلتے ہیں تب سطح زمین کا پانی کم ہوجائے۔

﴿8﴾......"وَاسْتَوَتْ" میں صنعت ارداف[4] ہے کیونکہ اس کی حقیقت جَلَسَتْ ہے پس اس لفظ خاص سے اس کے مرادف کی طرف عدول کیا گیا۔ اس واسطے کہ استواء میں اشعار ہے جلوس متمکن کا جس میں کوئی کجی نہ ہو اور یہ معنی لفظ جلوس سے ادا نہیں ہوتے۔

﴿9﴾...... "وَقُضِیَ الْاَمْرُ "[5] میں تمثیل[6] ہے۔

﴿10﴾......اس آیت میں تعلیل[7] ہے۔ کیونکہ "غِیْضَ الْمَآءُ" اِسْتِوَاء کی علت ہے۔

﴿11﴾......اس میں صحت تقسیم ہے، نقص کی حالت میں جو پانی کے اقسام ہیں وہ سب اس میں مذکور ہیں کیونکہ اس کی صرف یہی قسمیں ہیں۔ آسمان کے پانی کا تھم جانا، زمین سے نکلنے والے پانی کا بند ہوجانا اور سطح زمین کے پانی کا خشک

---

1 ......صنعت طباق یہ ہے کہ کلام میں ایسے دو معنے ذکر کریں جو ایک دوسرے کی ضد ہوں۔۱۲منہ

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور پانی خشک کردیا گیا۔(پ ۱۲ ، ھود: ٤٤)۔ علمیه

3 ......اشارہ یہ ہے کہ کلام قلیل لایا جائے جس کے معنے بہت ہوں۔۱۲منہ

4 ......صنعت ارداف یہ ہے کہ متکلم ایک معنی مراد رکھے اور اسے لفظ موضوع لہ سے یا دلالت واشارہ سے تعبیر نہ کرے بلکہ اس کے مرادف لفظ سے ادا کرے۔۱۲منہ

5 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور کام تمام ہوا۔(پ ۱۲ ، ھود: ٤٤)۔ علمیه

6 ......تمثیل وہ ہے کہ جس کی وجہ متعدد امور سے منتزع ہو۔۱۲منہ

7 ......تعلیل کا فائدہ تقریر اور ابلغیت ہے۔ کیونکہ نفوس احکام معللہ کو دوسروں کی نسبت زیادہ قبول کرتے ہیں۔۱۲منہ

ہو جانا۔

﴿12﴾......اس میں احتراس [1] فی الدعاء ہے تا کہ یہ وہم نہ گزرے کہ غرق اپنے عموم کے سبب سے اس کو شامل ہے جو مستحق ہلاک نہیں کیونکہ اللہ تعالٰی کا عدل اس سے مانع ہے کہ غیر مستحق پر دعائے بد کرے۔ [2]

﴿13﴾......اس میں حسن النسق [3] ہے کیونکہ اس میں بعض جملے بعض پر واوِ عطف کے ساتھ اس ترتیب سے معطوف ہیں جو بلاغت کا مقتضاء ہے چنانچہ پہلے زمین پر سے پانی کا ناپید ہونا ذکر کیا گیا جس پر کشتی والوں کا غایت مقصود (کشتی کی قید سے نجات) موقوف ہے۔ پھر آسمان کے پانی کا تھم جانا بیان ہوا کہ جس پر یہ سب (یعنی کشتی سے نکلنے کے بعد کی اذیت کا دور کرنا اور زمین پر کے پانی کا پراگندہ ہو جانا) موقوف ہے۔ پھر ان ہر دو مادوں کے بند ہونے کے بعد پانی کے دور ہو جانے کی خبر دی جو یقیناً ان سے متاخر ہے۔ پھر قضائے امر کی خبر دی یعنی جس کا ہلاک ہونا مقدر تھا اس کے ہلاک ہونے کی اور جس کا بچنا مقدر تھا اس کے نجات پانے کی خبر دی۔ یہ امر ماقبل سے متاخر کیا گیا کیونکہ کشتی والوں کو یہ کشتی سے نکلنے کے بعد معلوم ہوا اور ان کا نکلنا ماقبل پر موقوف تھا۔ پھر کشتی کے استقرار کی خبر دی جو اضطراب وخوف دور ہونے کا افادہ کرتا ہے۔ پھر ظالموں پر بددعا کرنے پر ختم کیا گیا تا کہ معلوم ہو جائے کہ طوفان تو تمام روئے زمین پر تھا مگر غرق ہونا صرف مستحقین عذاب پر شامل تھا۔

﴿14﴾......اس میں ائتلاف اللفظ مع المعنی ہے یعنی الفاظ معنی مقصود کے مناسب لائے گئے ہیں۔

﴿15﴾......اس میں ایجاز [4] ہے کیونکہ اللہ تعالٰی نے یہ تمام قصہ نہایت ہی مختصر عبارت میں بیان فرما دیا۔

﴿16﴾......اس میں تَسْہِیم [5] ہے کیونکہ آیت کا اوّل اس کے آخر پر دلالت کرتا ہے۔

﴿17﴾......اس میں تَہذِیب [6] ہے کیونکہ اس کے مفردات صفات حسن سے متصف ہیں۔ ہر لفظ کے حروف کے مخارج

---

1 ......احتراس یہ ہے کہ کسی کلام میں جو خلاف مقصود کا موہم ہو وہ امر ذکر کریں جو اس وہم کو دور کر دے۔۱۲منہ 2 ......یعنی ضرر پہنچائے۔

3 ......حسن النسق یہ ہے کہ متکلم پے در پے معطوف جملے لائے جو باہم اس طرح پیوستہ ہوں کہ اگر ان میں سے کوئی جملہ علیحدہ کر دیا جائے تو وہ بذات خود ایک مستقل جملہ ہو جس کے معنی سمجھنے کے لئے اسی کے الفاظ کافی ہوں۔۱۲منہ

4 ......مقصود کو معمول سے کم الفاظ میں ادا کرنا ایجاز کہلاتا ہے۔۱۲منہ

5 ......تسہیم یہ ہے کہ فاصلہ کا ماقبل فاصلہ پر دلالت کرے۔۱۲منہ

6 ......تہذیب یہ ہے کہ کلام ایسا مہذب ہو کہ اعتراض کو اس میں گنجائش نہ ہو۔۱۲منہ

سہل ہیں اوران پرفصاحت کی رونق ہےاور بشاعت وعقادت سے خالی ہیں۔

﴿18﴾......اس میں حسن بیان ہے کیونکہ سامع کو اس کے معنے سمجھنے میں کسی اور چیز کی ضرورت نہیں اسی سے وہ آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔

﴿19﴾......اس میں تمکین [1] ہے۔

﴿20﴾......اس میں اِنْسِجَام [2] ہے۔ [3]

علامہ سیوطی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اِتقان میں اس کے بعد لکھتے ہیں کہ اس آیت میں اعتراض [4] بھی ہے۔یعنی تین جملے معترضہ لائے گئے ہیں اور وہ یہ ہیں: وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ. اس سے سمجھا جاتا ہے کہ یہ امر دونوں کے درمیان واقع ہوا۔علاوہ ازیں اس میں اعتراض میں اعتراض ہے کیونکہ ''وَقُضِيَ الْاَمْرُ'' غیض اور استوت کے درمیان واقع ہے۔اس لئے کہ اِسْتِوا غیض کے بعد حاصل ہوا۔ [5]

''ایجاز'' کی مثال: وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ [6] ہے۔اس سے پہلے یہ مقولہ ضرب المثل تھا:''القتل انفی للقتل'' [7] جب یہ آیت نازل ہوئی تو اس مثل کا استعمال متروک ہوگیا اس آیت کی ترجیح مثل مذکور پر بوجوہ ذیل ظاہر ہے:

﴿1﴾......آیت میں مثل کی نسبت ''ایجاز'' ہے جو ممدوح ہے کیونکہ '' اَلْقِصَاصِ حَيٰوة '' کے حروف دس ہیں اور'' القتل انفی

---

1 ......تمکین یہ ہے کہ فاصلہ اپنے محل میں متمکن اور اپنی جگہ قرار پذیر ہو اور اس کے معنی کو کلام کے معنی سے ایسا تعلق تام ہو کہ اگر وہ گر جائے تو کلام کے معنی میں خلل آجائے۔۱۲منہ

2 ......انسجام یہ ہے کہ کلام پیچیدگی سے خالی ہونے کے سبب آبِ رواں کی مانند جاری اور ترکیب کی سہولت اور الفاظ کی شیرینی کے سبب نرم و آسان ہو۔۱۲منہ

3 ......الاتقان فی علوم القرآن،النوع الثامن والخمسون فی بدائع القرآن،ج۲،ص۴۳۵۔ علمیه

4 ......اعتراض یہ ہے کہ ایک یا زیادہ جملوں کا کوئی محل اعراب نہ ہو۔ایک یا دو کلاموں کے درمیان رفع ابہام کے سوا کسی اور نکتہ کے لئے لائیں۔۱۲منہ

5 ......الاتقان فی علوم القرآن،النوع السادس والخمسون فی الایجاز والاطناب،ج۲،ص۴۰۳ والنوع التاسع والخمسون فی فواصل الآی،ص۴۳۵۔ علمیه

6 ......ترجمۂ کنزالایمان: اور خون کا بدلہ لینے میں تمہاری زندگی ہے۔(پ۲، البقرة:۱۷۹)۔ علمیه

7 ......کہتے ہیں کہ یہ فارس کے بادشاہ اَرْدَشِیْر کے قول کا ترجمہ ہے۔الاعجاز والایجاز للثعالبی،ص۱۶۔۱۲منہ (قتل قتل کو روکنے والا ہے۔علمیہ)

للقتل" کے چودہ ہیں۔[1]

﴿2﴾......قتل کی نفی حیات کو مستلزم نہیں اور آیت حیات کے ثبوت پر نص ہے جو مطلوبِ اصلی ہے۔

﴿3﴾......حیات کی تنکیر تعظیم کے لئے ہے جیسا کہ وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۚ الآیہ۔[2] میں ہے اور اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ قصاص میں حیات مُتطَاوِلہ[3] ہے مگر مثل میں یہ بات نہیں کیونکہ اس میں لام جنس کے لئے ہے۔ اسی واسطے مفسرین نے وہاں حیٰوۃ کی تفسیر بقاء کی ہے۔

﴿4﴾......آیت میں تعمیم ہے اور مثل میں نہیں کیونکہ ہر قتل انفی للقتل نہیں بلکہ بعض قتل (اور وہ قتل ظلماً ہے) موجب قتل ہوتا ہے اور اس کا (یعنی قتل ظلماً کا) نافی ایک خاص قتل ہے اور وہ قصاص ہے جس میں ہمیشہ حیات ہے۔

﴿5﴾......مثل میں لفظ "قتل" دوبار آیا ہے اور آیت اس تکرار سے خالی ہے اور تکرار سے خالی افضل ہے اس سے جس میں تکرار پائی جائے خواہ وہ تکرار مخل فصاحت نہ ہو۔

﴿6﴾......آیت میں محذوف نکالنے کی حاجت نہیں مگر مثل میں ہے کیونکہ اس میں "افعل" تفضیل کے بعد "من" اور اس کا مابعد محذوف ہے اور قتل اول کے ساتھ "قصاصًا" اور قتل ثانی کے ساتھ "ظلمًا" محذوف ہیں اور تقدیر یوں ہے:

"القتل قصاصًا انفی للقتل ظلمًا من ترکه"

﴿7﴾......آیت میں صنعت طباق ہے کیونکہ قصاص کا حیات کی ضد ہونا مشعر ہے مگر مثل میں ایسا نہیں۔

﴿8﴾......آیت ایک فن بدیع پر مشتمل ہے اور وہ دوضدوں میں ہے ایک کا جو فنا و موت ہے دوسری کے لئے جو حیات ہے محل و مکان بنانا ہے اور حیات کا موت میں قرار پکڑنا بڑا مبالغہ ہے جیسا کہ کشاف میں مذکور ہے اور صاحب ایضاح نے اسے یوں تعبیر کیا ہے کہ فِیْ کو قصاص پر داخل کر کے قصاص کو حیات کے لئے گویا مَنْبع و مَعْدَن قرار دیا گیا ہے۔

﴿9﴾......مثل میں پے در پے اَسباب خفیفہ (سکون بعد التحرک) ہیں اور یہ امر کلمہ کی سَلاسَت اور اس کے زبان پر جرَیان میں نقص ڈال دیتا ہے جیسا کہ سواری جب ذرا سی حرکت کرے اور رک جائے پھر حرکت کرے پھر رک جائے تو ایسی سواری

---

1 ......اتقان، جزء ثانی، ص ۵۵۔

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور بیشک تم ضرور انہیں پاؤ گے کہ سب لوگوں سے زیادہ جینے کی ہوس رکھتے ہیں۔ (پ ۱، البقرۃ: ۹۶)۔ علمیه

3 ......طویل حیات۔

کوسوار اپنی مرضی کے موافق نہیں چلاسکتا مگر آیت اس نقص سے پاک ہے۔

﴿10﴾......مثل میں ظاہر تناقُض ہے کیونکہ ایک شئ اپنی ہی ذات کے لئے منافی قرار دی گئی۔

﴿11﴾......مثل میں قلقلہ ٔ قاف کا تکرار ہے جو تنگی وشدت کا موجب ہے اور نون کا غنہ بھی ہے۔

﴿12﴾......آیت حروف متلائمہ پر مشتمل ہے کیونکہ اس میں قاف سے صاد کی طرف خروج ہے اور قاف حروف استعلاء سے ہے اور صاد حروف استعلاء واطباق سے ہے۔ مگر مثل میں قاف سے تاء کی طرف خروج ہے جو حرف مخفض ہے اور وہ قاف کے ملائم نہیں۔ اسی طرح صاد سے حاء کی طرف خروج احسن ہے لام سے ہمزہ کی طرف خروج سے کیونکہ کنارۂ زبان اور اقصیٰ حلق میں بُعْد ہے۔

﴿13﴾......صاد اور حاء اور تاء کے تلفظ میں حسن صوت ہے مگر قاف اور تاء کی تکرار میں یہ خوبی نہیں۔

﴿14﴾......آیت لفظ قتل سے خالی ہے جو مُشْعِر وَحشت ہے بخلاف لفظ حیات کے جو طبائع کو زیادہ مقبول ومرغوب ہے۔

﴿15﴾......آیت میں لفظ قصاص کے ذِکر سے جو مُشْعِرِ مُساوات ہے عدل ظاہر ہوتا ہے مگر مطلق قتل میں ایسا نہیں۔

﴿16﴾......آیت اِثبات پر مبنی ہے اور مثل نفی پر مبنی ہے اور اِثبات اَشرف ہے کیونکہ اثبات اَوّل ہے اور نفی اس سے دوسرے درجے پر ہے۔

﴿17﴾......آیت کے معنی سنتے ہی سمجھ میں آجاتے ہیں مگر مثل کے معنی سمجھنے کیلئے پہلے "**القصاص هو الحيوٰة**" کے معنے سمجھنے درکار ہیں۔

﴿18﴾......مثل میں فعل متعدی سے افعل تفضیل ہے اور آیت اس سے خالی ہے۔

﴿19﴾......صیغۂ افعل اکثر اِشتراک کا مُقْتَضِی ہوتا ہے، پس ترکِ قصاص قتل کا نافی ہوگا اور قصاص قتل کا زیادہ نافی ہوگا اور یہ درست نہیں۔ آیت اس نقص سے خالی ہے۔

﴿20﴾......آیت قتل اور جرح دونوں سے روکنے والی ہے کیونکہ قصاص دونوں کے لئے ہوتا ہے اور قصاص اعضاء میں بھی حیات ہے۔ کیونکہ عضو کا قطع کرنا مصلحت حیات کو ناقص یا مُنَغَّصْ کر دیتا ہے اور بعض وقت جان تک نوبت پہنچ جاتی ہے مگر مثل میں یہ خوبی نہیں۔[1] كذا فی الاتقان للسيوطی.

---

❶ ......الاتقان فی علوم القرآن، النوع السادس والخمسون فی الایجاز والاطناب، ج ۲، ص ۳۷۵-۳۷۶۔ علمیه

اَمثلہ مذکورہ بالا سے جو بطورِ ''مشتے نمونہ از خروارے''[1] بیان کی گئی ہیں ناظرین قرآنِ مجید کی خارقِ عادت فصاحت و بلاغت کا اندازہ بخوبی لگا سکتے ہیں۔

علامہ سیوطی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۙ یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ؕ الآیہ۔[2] کی فصاحت و بلاغت کے متعلق ایک رسالہ لکھا ہے اور اس میں ایک سو بیس بدائع بیان کیے ہیں۔ بخوفِ تطویل اسے یہاں درج نہیں کیا گیا۔

فصلِ دوم[3]

دیگر معجزات کا بیان

اس فصل میں جو معجزات بطریق اختصار بیان ہوتے ہیں ان سے حضور رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے معجزات کی وُسْعَت کا اندازہ بخوبی لگ سکتا ہے۔

اسراء و معراج شریف

حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اَخَصّ خصائص اور اَظْہر معجزات میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اَسْراء و معراج کی فضیلت سے خاص کیا اور کسی دوسرے نبی کو اس فضیلت سے مُشَرَّف و مُکَرَّم نہیں فرمایا اور جہاں تک آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو پہنچایا کسی کو نہیں پہنچایا اور جو آیات و عجائبات آپ کو دکھائے وہ کسی کو نہیں دکھائے۔ ؎

بدیدہ آنچہ از دیدن بروں بود　　مپرس از ما زکیفیت کہ چوں بود

بلکہ اگر تمام انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے تمام فضائل یکجا جمع کیے جائیں تو ان کا مجموعہ ہمارے آقائے

---

[1] ......یہ محاورہ ہے یعنی ذرا سے نمونہ ہی سے کل چیز کی اصلیت معلوم ہو جاتی ہے۔ علمیہ

[2] ......ترجمۂ کنز الایمان: اللہ والی ہے مسلمانوں کا انہیں اندھیریوں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔(پ۳، البقرۃ:۲۵۷)۔ علمیہ

[3] ......سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں یہاں ''فصل دوم'' نہیں لکھا ہے یقیناً یہ کتابت کی غلطی ہے کیونکہ مصنف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس باب کی ابتداء میں معجزاتِ قرآن سے متعلق مضمون کو دو فصلوں میں بیان کرنے کا ذکر فرمایا تھا اور فصل اوّل کی ہیڈنگ تو وہاں ہے جبکہ فصل دوم اس باب میں کہیں مذکور نہیں، لہٰذا سیاق و سباق اور مصنف کی عبارت ''اس فصل میں جو معجزات............'' کو دیکھ کر ہم نے یہاں ''فصل دوم'' لکھ دیا ہے۔ و اللہ تعالٰی اعلم۔ علمیہ

نامدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اس ایک فضیلت (یعنی معراج اوراس میں جوانوار واَسرار اور حُب وقُرب آپ کو حاصل ہوا) کے برابر نہ ہوگا۔

اَسراء سے مراد خانہ کعبہ سے بیت المقدس تک رات کو جانا ہے اور معراج بیت المقدس سے آسمانوں کے اوپر تشریف لے جانے کا نام ہے۔ اَسراء قرآن کریم سے ثابت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَاؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ① (بنی اسرائیل، شروع)

پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو رات کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا جسکے گرد ہم نے برکتیں دی ہیں تاکہ ہم اسکو اپنے چند عجائبات اور نشانیاں دکھلائیں بیشک اللہ ہے سننے والا دیکھنے والا۔[1]

یہ آیت شریف اَسراء کے ثبوت پر نَص ہے[2] اوراس کا اَخیر حصہ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَاؕ[3] معراج شریف کی طرف اشارہ ہے یعنی مسجد اَقصیٰ تک لے گیا تاکہ وہاں سے آسمانوں پر لے جاکر عجائب مَلَکوت ورَبُوبیّت دکھلائے کیونکہ آیات کا دکھانا اور غایت کرامات ومعجزات کا ظہور آسمانوں پر ہے صرف ان اُمور پر مقصور[4] نہیں جو مسجد اَقصیٰ میں ظاہر ہوئے۔ مسجد اَقصیٰ تک لے جانا تو اس کا مبدأ ہے اور فَكَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰىۚ ⑨ فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰىؕ ⑩[5] (سورہ نجم)[6] میں بنا بر تحقیق مُنْتَہائے معراج کا ذکر ہے۔

صحیح یہ ہے کہ اَسراء ومعراج شریف ہر دو جسد مبارک کے ساتھ حالت بیداری میں ایک ہی رات وقوع میں آئے۔ جمہور صحابہ وتابعین ومُحَدِّثِین وفُقَہاء ومُتَکَلِّمِین وصُوفیائے کِرام کا یہی مذہب ہے اور یہی قرآنِ مجید سے ثابت ہے

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: پاکی ہے اسے جوراتوں رات اپنے بندے کو لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے۔(پ ۱۵، بنی اسرائیل: ۱)۔ علمیه

2 ......یعنی صراحتاً دلالت کر رہی ہے۔

3 ......ترجمۂ کنز الایمان: کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔(پ ۱۵، بنی اسرائیل: ۱)۔ علمیه

4 ......محدود۔

5 ......ترجمہ: پھر رہ گیا فرق دو کمان کا میانہ یا اس سے بھی نزدیک پھر حکم بھیجا اللہ نے اپنے بندے پر جو بھیجا۔۱۲ منہ

6 ......ترجمۂ کنز الایمان: تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔ (پ ۲۷، النجم: ۹۔ ۱۰)۔ علمیه

کیونکہ آیہ کریمہ سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ [1] میں لفظ عبد موجود ہے اور عبد مجموعہ جسم و رُوح کو کہتے ہیں۔ قرآن شریف میں جہاں کہیں کسی انسان کو کلمۂ عبد سے تعبیر کیا ہے وہاں روح اور جسم دونوں مراد ہیں۔ مثلاً سورۂ مریم میں

ذِکۡرُ رَحۡمَتِ رَبِّکَ عَبۡدَہٗ زَکَرِیَّا ۚ۲ یہ ذکر اس رحمت کا ہے جو پروردگار نے اپنے بندے زکریا پر کی تھی۔ [2]

یہاں عبد سے یقیناً حضرت زکریا مع جسم و روح کے مراد ہیں۔ سورۂ جن میں ہے:

وَّ اَنَّہٗ لَمَّا قَامَ عَبۡدُ اللّٰہِ یَدۡعُوۡہُ کَادُوۡا یَکُوۡنُوۡنَ عَلَیۡہِ لِبَدًا ۚ۱۹ جب اللّٰہ کے بندے (محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) عبادت کے واسطے کھڑے ہوئے تو جن ان پر ٹوٹے پڑتے ہیں (تاکہ قرآن شریف سنیں) [3]

اسی طرح آیت زیر بحث میں عبد سے مراد جسمِ اَقدس مع روحِ اَنور ہے۔ پس معراج جسمانی کا ثبوت اس آیت سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہے اور احادیث صحیحہ کثیرہ سے بھی جو حدِّ تَواتُر کو پہنچنے والی ہیں یہی ثابت ہوتا ہے۔ فی الواقع اگر خواب میں ہوتا تو کفار انکار نہ کرتے اور بعض ضعیف مومن فتنہ میں نہ پڑتے۔ کیونکہ خواب میں تو اکثر دیکھا جاتا ہے کہ ہم ایک لحظہ میں مشرق میں ہیں دوسرے لحظہ میں ہزاروں کوسوں پر مغرب میں ہیں۔ فلاسفہ اور دیگر عقل کے مقلد جو اعتراضات اس پر کرتے ہیں ان تمام کا جواب اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ (اپنے بندے کو رات کے وقت لے گیا) سے ملتا ہے کیونکہ لے جانے والا تو خدا ہے جو قادرِ مُطْلَق اور جمیع نقائص سے پاک ہے۔ پس اگر وہ اپنے کامل بندے حضرت محمد مصطفٰی احمد مجتبیٰ سید وَلدِ آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جسمِ اَطہر کے ساتھ حالت بیداری میں رات کے ایک حصے میں خانہ کعبہ سے بیت المقدس تک اور بیت المقدس سے آسمانوں کے اوپر جہاں تک چاہا لے گیا تو اس میں کونسا اِسْتِحالہ لازم آتا ہے۔ وما ذٰلك علی اللّٰه بعزیز۔ [4]

شق القمر

معجزۂ شَقُّ القمر قرآنِ کریم کی آیۂ ذیل سے ثابت ہے:

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: پاکی ہے اسے جو راتوں رات اپنے بندے کو لے گیا۔ (پ ١٥، بنی اسراءیل: ١)۔ علمیه

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: یہ مذکور ہے تیرے رب کی اس رحمت کا جو اس نے اپنے بندہ زکریا پر کی۔ (پ ١٦، مریم: ٢)۔ علمیه

3 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور یہ کہ جب اللّٰہ کا بندہ اس کی بندگی کرنے کھڑا ہوا تو قریب تھا کہ وہ جن اس پر ٹھٹھ کے ٹھٹھ ہو جائیں۔ (پ ٢٩، الجن: ١٩)۔ علمیه

4 ......اگر زیادہ تفصیل مطلوب ہو تو "تحفۂ احمدیہ در ثبوت معراج محمدیہ" مصنفہ شیخنا العلامہ مولٰنا مولوی مشتاق احمد صاحب انبھٹی چشتی صابری مع حواشی خاکسار، دفتر انجمن نعمانیہ لاہور سے طلب فرما کر مطالعہ کریں۔ ١٢ منہ

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝ (سورۂ قمر شروع)

پاس آ لگی وہ گھڑی اور پھٹ گیا چاند اور اگر وہ دیکھیں کوئی نشانی تو ٹال دیں اور کہیں یہ جادو ہے چلا آتا۔[1]

پہلی آیت کا یہ مطلب ہے کہ قیامت قریب آ گئی اور دنیا کی عمر کا قلیل حصہ باقی رہ گیا کیونکہ ''شَقُّ الْقَمَر'' جو منجملہ علامات قیامت تھا وقوع میں آ گیا۔ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ سے مراد یہ ہے کہ شَقُّ الْقَمَر کا وقوع بالفعل حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانہ میں ہو چکا۔ اس معنی کی تائید حضرت حُذَیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی قراءت سے ہوتی ہے۔ و قد انشق القمر (اور حال یہ کہ چاند پھٹ چکا) کیونکہ اس صورت میں یہ جملہ حال ہوگا اور قیامت سے پہلے اِقْتراب ساعت اور وقوع اِنْشقاق میں مقارنت کا مقتضی ہوگا اور اس معنی کی تائید مابعد سے ہوتی ہے کیونکہ اس کا مقتضا یہ ہے کہ شَقُّ الْقَمَر ایک معجزہ ہے جسے کفارِ قریش نے دیکھا اور ٹال دیا اور اس سے پہلے بھی وہ پے در پے معجزات دیکھ چکے تھے کہ اسے دیکھ کر سِحْرٌ مُّسْتَمِر بتانے لگے۔ اسی معنی پر مُفَسِّرین کا اجماع ہے۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہ میں بصراحت تام یہ قصہ مذکور ہے کہ رات کے وقت کفارِ قریش نے حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کوئی نشان طلب کیا جو آپ کی نبوت پر شاہد ہو، آپ نے ان کو یہ معجزہ دکھلایا۔ اس معجزے کے راوی حضرت علی، ابن مسعود، حُذَیفہ، ابن عمر، ابن عباس اور انس وغیرہ ہیں۔ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم۔ ان میں سے پہلے چار صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم نے تو بچشم خود دیکھا کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔[2] ایک ٹکڑا ایک پہاڑ پر اور دوسرا دوسرے پہاڑ پر تھا۔ یہ وہ معجزہ ہے کہ کسی دوسرے پیغمبر کے لئے وقوع میں نہیں آیا اور بطریقِ تَواتُر ثابت ہے۔

سوال: کیا اہل مکہ کے سوا اور لوگوں نے بھی شق القمر دیکھا؟

جواب: اہل مکہ کے علاوہ اَطراف سے آنے والے مسافروں نے بھی شَقُّ الْقَمَر کی شہادت دی۔ چنانچہ مُسْنَد[3] ابوداوٗد

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: پاس آئی قیامت اور شق ہو گیا چاند اور اگر دیکھیں کوئی نشانی تو منہ پھیرتے اور کہتے ہیں یہ تو جادو ہے چلا آتا۔ (پ ۲۷، القمر: ۱۔۲)۔ علمیه

2 ......بعض قصہ خواں بیان کرتے ہیں کہ چاند جناب رسالت مآب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جیب میں داخل ہوا اور آستین سے نکل گیا مگر یہ بے اصل ہے۔ ۱۲ منہ

3 ......مسند ابوداوٗد طیالسی، مطبوعہ دائرۃ المعارف النظامیہ حیدرآباد دکن، جزء اول، ص ۳۸۔ ۱۲ منہ

طیالسی (متوفی ۲۰۴ھ) میں بروایت حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ مذکور ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانہ میں چاند پھٹ گیا۔ کفارِ قریش نے دیکھ کر کہا کہ یہ ابوکبشہ[1] کے بیٹے کا جادو ہے۔ پھر وہ کہنے لگے: مسافر جو آئیں گے ان سے پوچھیں گے دیکھیں وہ کیا کہتے ہیں کیونکہ (حضرت) محمد کا جادو تمام لوگوں پر نہیں چل سکتا۔ چنانچہ مسافر آئے اور انہوں نے کہا کہ ''ہم نے بھی شَقُّ القمر دیکھا ہے۔''[2] اگر بالفرض بعض جگہ نظر نہ آیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اِختلافِ مَطالع کے سبب بعض مقامات میں چاند کا طلوع ہوتا ہی نہیں اسی لئے چاند گہن سب جگہ نظر نہیں آتا اور بعض دفعہ دوسری جگہوں میں اَبْر یا پہاڑ وغیرہ چاند کے آگے حائل ہو جاتا ہے۔

سوال: ......شَقُّ القمر حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانے میں وقوع میں آیا۔ جسے اب تیرہ سو سال سے زیادہ ہو چکے ہیں تو یہ کس طرح قُربِ قیامت کا نشان ہو سکتا ہے جو اب تک نہیں آئی؟

جواب: ......حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وجود مبارک اور آپ کی نبوت قُربِ قیامت کی علامات میں سے ہے یعنی اس امر کا ایک نشان ہے کہ دنیا کی عمر کا اکثر حصہ گزر چکا ہے اور بہت تھوڑا باقی رہ گیا ہے، چنانچہ صحیحین میں ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی اَنگُشتِ شہادت اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ''بُعِثْتُ اَنَا وَ السَّاعَۃُ کَھَاتَیْنِ''[3] یعنی میری بِعْثَت اور قیامت ان دو انگلیوں کی مانند ہیں کہ جس قدر وسطی (درمیانی انگلی) سبابہ (شہادت کی انگلی) سے آگے ہے قیامت سے پہلے میرا مبعوث ہونا بھی اسی کی مانند ہے کہ میں پہلے آ گیا ہوں اور قیامت میرے پیچھے آ رہی ہے۔ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نبوت قُربِ قیامت کی علامت ہوئی تو شَقُّ القمر کا بالفعل وقوع بھی جو آپ کی نبوت کی دلیل ہے قرب قیامت کا نشان ٹھہرا۔

---

1 ......ابوکبشہ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ایک جد مادری تھا۔ زمانۂ جاہلیت میں قریش بتوں کی پوجا کرتے تھے اور وہ ان کے خلاف شعری عبور کی پرستش کرتا تھا اس لئے جب حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بتوں کی پرستش میں قریش کی مخالفت کی اور خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کی تعلیم دی تو وہ آپ کو اس کی مخالفت کے سبب ابوکبشہ کا بیٹا کہا کرتے تھے۔ ۱۲ منہ

2 ......مسند ابی داود الطیالسی، ما اسند عبد اللّٰہ بن مسعود، الجزء الاول، الحدیث: ۲۹۵، ص ۳۸ والشفاء بتعریف حقوق المصطفی، الباب الرابع...الخ، فصل فی انشقاق القمر وحبس الشمس، الجزء الاول، ص ۲۸۱-۲۸۲۔ علمیہ

3 ......صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب قرب الساعۃ، الحدیث: ۲۹۵۱، ص ۱۵۸۰۔ علمیہ

رَدُّ الشّمس

حضرت اَسماء بنت عُمَیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ صَہباء [1] میں نبی صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف وحی آرہی تھی اور آپ کا سر مبارک حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہُ کی گود میں تھا اس وجہ سے حضرت علی نے نماز عصر نہ پڑھی یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا اور نبی صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نماز عصر پڑھ لی تھی۔ آپ نے حضرت علی سے دریافت فرمایا: کیا تم نے نماز عصر پڑھ لی؟ حضرت علی نے عرض کیا: نہیں! اس پر رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: [2] یا اللّٰہ! یہ تیری طاعت میں اور تیرے رسول کی طاعت میں تھا تو اس کے لئے آفتاب کو واپس لا۔ حضرت اَسماء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ میں نے آفتاب کو دیکھا کہ غروب ہوگیا تھا پھر میں نے دیکھا کہ غروب ہونے کے بعد نکل آیا اور اس کی شعاع پہاڑوں اور زمین پر پڑی۔ [3]

رَدُّالشّمس [4] کی طرح حَبْسُ الشّمس [5] بھی آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے وقوع میں آیا ہے چنانچہ شب معراج کی صبح کو جب کفار قریش نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اپنے قافلوں کے حالات پوچھے تو آپ نے ایک قافلہ کی نسبت فرمایا کہ وہ چہار شنبہ کے دن [6] آئے گا۔ قریش نے اس کا انتظار کیا یہاں تک کہ سورج غروب ہونے لگا اور وہ قافلہ نہ آیا۔ اس وقت آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دعا فرمائی تو اللّٰہ تعالٰی نے سورج کو

---

1 ......عرب میں خیبر سے ایک منزل کے فاصلہ پر ایک مقام کا نام ہے۔ ۱۲منہ

2 ......اللّٰھمّ انّہ کان فی طاعتك وطاعت رسولك فاردد علیه الشمس. (شفاء و مواہب و خصائص کبریٰ) اس حدیث کو امام طحاوی اور قاضی عیاض نے صحیح کہا ہے اور ابن منذر و ابن شاہین و طبرانی نے اسے ایسے اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے جن میں سے بعض صحیح کی شرط پر ہیں اور ابن مردویہ نے اسناد حسن کے ساتھ اسے روایت کیا ہے۔ ۱۲منہ

3 ......المواهب اللدنية مع شرح الزرقاني،المقصد الرابع...الخ،رد الشمس له،ج٦،ص٤٨٤-٤٨٥ والشفاء بتعريف حقوق المصطفى،الباب الرابع...الخ،فصل فى انشقاق القمر وحبس الشمس،الجزء الاول،ص٢٨٤۔ علميه

4 ......سورج کو واپس لانا۔ 5 ......سورج کو روک لینا۔

6 ......بدھ کے دن۔

ٹھہرا رکھا اور دن میں اضافہ کر دیا یہاں تک کہ وہ قافلہ آپہنچا۔[1]

مُردوں کو زندہ کرنا

امام[2] بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کی ہے کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک شخص کو دعوتِ اسلام دی۔ اس نے جواب دیا کہ میں آپ پر ایمان نہیں لاتا یہاں تک کہ میری بیٹی زندہ کی جائے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ مجھے اس کی قبر دکھا۔ اس نے آپ کو اپنی بیٹی کی قبر دکھائی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس لڑکی کا نام لے کر پکارا۔ لڑکی نے قبر سے نکل کر کہا: لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ[3] نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: کیا تو پسند کرتی ہے کہ دنیا میں پھر آجائے؟ اس نے عرض کیا: یارسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قسم ہے اللّٰہ کی! میں نے اللّٰہ کو اپنے والدین سے بہتر پایا اور اپنے لئے آخرت کو دنیا سے اچھا پایا۔[4]

حافظ ابو نُعَیم[5] نے کَعْب بن مالک کی روایت سے نقل کیا ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں آئے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا چہرہ مُتَغَیَّر پایا اس لئے وہ اپنی بیوی کے پاس واپس آئے اور کہنے لگے: میں نے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا چہرہ مُتَغَیَّر دیکھا ہے میرا گمان ہے کہ بھوک کے سبب سے ایسا ہے کیا تیرے پاس کچھ موجود ہے؟ بیوی نے کہا: اللّٰہ کی قسم! ہمارے پاس یہ بکری اور کچھ بچا ہوا توشہ ہے۔ پس میں نے بکری کو ذبح کیا اور اس نے دانے پیس کر روٹی اور گوشت پکایا پھر ہم نے ایک پیالہ میں ثَرِید[6] بنایا۔ پھر میں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس لے گیا۔ آپ نے فرمایا: اے جابر! اپنی قوم کو جمع کر لو۔ میں ان کو لے کر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں آیا۔ آپ نے فرمایا: ان کو میرے پاس

---

1 ......شفاء شریف۔ اس حدیث کو طبرانی نے معجم اوسط میں بسند حسن حضرت جابر بن عبد اللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما سے روایت کیا ہے۔ (مواہب لدنیہ) اور بیہقی نے اسمٰعیل بن عبد الرحمٰن سے بطریق ارسال نقل کیا ہے۔ (خصائص کبریٰ للسیوطی) ۱۲ منہ ......(الشفاء بتعریف حقوق المصطفی،الباب الرابع...الخ،فصل فی انشقاق القمر...الخ،الجزء الاول،ص ۲۸۴-۲۸۵۔ علمیه)

2 ......دیکھو مواہب لدنیہ۔

3 ......ترجمہ: میں تیری طاعت کے لیے اور تیرے دین کی تائید کے لیے حاضر و تیار ہوں۔ ۱۲ منہ

4 ......المواهب اللدنية مع شرح الزرقاني،المقصد الرابع...الخ،ابراء ذوی العاهات واحياء الموتی...الخ،ج۷،ص ۶۱-۶۲۔ علميه

5 ......خصائص کبریٰ، جزء ثانی، ص ۶۷۔ ۱۲ منہ

6 ......ایک قسم کا کھانا ہے جو روٹی کے ٹکڑوں کو گوشت کے شوربے میں تر کرنے سے تیار ہوتا ہے۔ ۱۲ منہ

جدا جدا جماعتیں بنا کر بھیجتے رہو۔اس طرح وہ کھانے لگے۔جب ایک جماعت سیر ہو جاتی تو وہ نکل جاتی اور دوسری آتی یہاں تک کہ سب کھا چکے اور پیالے میں جتنا پہلے تھا اتنا ہی بچ رہا۔رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے تھے: کھاؤ اور ہڈی نہ توڑو۔پھر آپ نے پیالے کے وسط میں ہڈیوں کو جمع کیا ان پر اپنا مبارک ہاتھ رکھا پھر آپ نے کچھ کلام پڑھا جسے میں نے نہیں سنا۔ناگاہ[1] وہ بکری کان جھاڑتی اٹھی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے فرمایا: اپنی بکری لے جا۔پس میں اپنی بیوی کے پاس آیا، وہ بولی یہ کیا ہے؟ میں نے کہا: اللّٰہ کی قسم! یہ ہماری بکری ہے جسے ہم نے ذبح کیا تھا۔رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اللّٰہ سے دعا مانگی پس اللّٰہ نے اسے زندہ کردیا۔یہ سن کر میری بیوی نے کہا: میں گواہی دیتی ہوں کہ وہ اللّٰہ کے رسول ہیں۔[2]

غزوۂ خیبر کے بعد سَلام بن مِشْکَم یہودی کی زوجہ نے بکری کا زہر آلود گوشت آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں بطورِ ہدیہ بھیجا۔آپ اس میں سے بازو اٹھا کر کھانے لگے وہ بازو بولا کہ مجھ میں زہر ڈالا گیا ہے۔وہ یہودیہ طلب کی گئی تو اس نے اعتراف کیا کہ میں نے اس گوشت میں زہر ملایا ہے۔[3] یہ معجزہ مردے کے زندہ کرنے سے بھی بڑھ کر ہے کیونکہ یہ میت کے ایک جزو کا زندہ کرنا ہے حالانکہ اس کا بقیہ جو اس سے منفصل تھا مردہ ہی تھا۔

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے والدین کا آپ کی خاطر زندہ کیا جانا اور ان کا آپ پر ایمان لانا بھی بعض احادیث میں وارد ہے۔علامہ سیوطی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس بارے میں کئی رسالے تصنیف کیے ہیں[4] اور دلائل سے اسے ثابت کیا ہے۔جزاہ اللّٰہ عنّا خیر الجزاء.[4]

حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے توسل سے بھی مردے زندہ ہوگئے چنانچہ حضرت انس[5] رَضِیَ

---

1 ......اچانک۔

2 ......الخصائص الکبری للسیوطی، باب آیاته فی احیاء الموتی و کلامهم، ج۲، ص۱۱۲۔ علمیه

3 ......فتح الباری شرح صحیح بخاری لابن حجر، کتاب الطب، باب ما یذکر فی سم النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم...الخ، تحت الحدیث:۵۷۷۷، ج۱۰، ص۲۰۸۔ علمیه

4 ......ان میں سے بعض یہ ہیں: التعظیم والمنة فی ان ابوی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فی الجنة . الفوائد الکامنة فی ایمان السیدة آمنة . مسالک الحنفاء فی والدین المصطفی صلی اللّٰہ علیه وسلم . سبل النجاه فی والدی المصطفیٰ صلی اللّٰہ علیه وسلم (ہدیة العارفین، ج۵، ص۵۳۹)۔ علمیه

5 ......مواہب لدنیہ۔اس حدیث کو ابن ابی الدنیا، بیہقی اور ابو نعیم نے نقل کیا ہے۔۱۲منہ

اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ سے روایت ہے کہ انصار میں سے ایک جوان نے وفات پائی اس کی ماں اندھی بڑھیا تھی۔ ہم نے اس جوان کو کفنا دیا اور اس کی ماں کو پُرسہ دیا۔[1] ماں نے کہا: کیا میرا بیٹا مر گیا ہے؟ ہم نے کہا: ہاں! یہ سن کر اس نے یوں دعا مانگی: یا اللہ! اگر تجھے معلوم ہے کہ میں نے تیری طرف اور تیرے نبی کی طرف اس امید پر ہجرت کی ہے کہ تو ہر مشکل میں میری مدد کرے گا تو اس مصیبت کی مجھے تکلیف نہ دے۔ ہم وہیں بیٹھے تھے کہ اس جوان نے اپنے چہرے سے کپڑا اٹھا دیا اور کھانا کھایا اور ہم نے بھی اس کے ساتھ کھایا۔[2]

اِنقلابِ اَعیان

جن چیزوں کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا دست مبارک لگا، یا حضور کے استعمال میں آئیں ان کی حقیقت و ماہیت بدل گئی۔ بغرضِ توضیح ذیل میں چند مثالیں درج کی جاتی ہیں:

ایک رات مدینہ منورہ کے لوگ ڈر گئے (گویا کوئی چور یا دشمن آتا ہے) آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ابوطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کا گھوڑا لیا جو سست رفتار تھا اور اس پر بغیر زین کے سوار ہو کر اکیلے جنگل کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد لوگ بھی سوار ہو کر اس طرف نکلے۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان کو واپس آتے ہوئے ملے، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''ڈرو نہیں ڈرو نہیں'' اور گھوڑے کی نسبت فرمایا کہ ہم نے اسے دریا کی مانند تیز رفتار پایا۔ اس دن سے وہ گھوڑا ایسا چالاک بن گیا کہ کوئی دوسرا گھوڑا اس سے آگے نہ بڑھ سکتا تھا۔[3]

حضرت ام مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہَا کے پاس ایک چمڑے کی کُپّی تھی جس میں وہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں گھی بطور ہدیہ بھیجا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اس کو نہ نچوڑنا۔ یہ فرما کر آپ نے کُپّی ام مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہَا کو دے دی۔ وہ کیا دیکھتی ہیں کہ کُپّی گھی سے بھری ہوئی

---

1 ...... بیٹے کے انتقال پر اس کی ماں سے تعزیت کی۔

2 ......المواهب اللدنية مع شرح الزرقاني،المقصد الرابع...الخ،ابراء ذوى العاهات واحياء الموتى...الخ،ج۷،ص۶۳۔ علميه

3 ......بخاری، کتاب الجہاد، باب الصرعۃ والرکض فی الفزع۔......(صحيح البخاری، كتاب الجهاد،باب السرعة والركض فى الفزع، الحديث:۲۹۶۹،ج۲،ص۳۰۱۔ علميه)

ہے۔ام مالک کےلڑکے آکر نان خورش[1] مانگتے تو وہ کُپّی میں گھی بدستور پاتیں۔غرض وہ گھی اسی طرح خرچ ہوتا رہا یہاں تک کہ ایک روز ام مالک نے کُپّی کو نچوڑا تو خالی ہوگئی۔[2]

اُم اَوس بَہزِیَّہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے کُپّی میں گھی ڈال کر بطور ہدیہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں بھیجا۔آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے قبول فرمایا اور کُپّی میں سے گھی نکال لیا اور اُم اَوس کے لئے دعائے برکت فرما کر کُپّی واپس کردی۔جب اُم اَوس نے دیکھا تو گھی سے بھری ہوئی پائی اسے خیال آیا کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہدیہ قبول نہیں فرمایا اس لئے وہ فریاد کرتی ہوئی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی۔حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ارشاد سے صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم نے اس سے حقیقت حال بیان کردی۔ام اوس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا اس کُپّی میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بقیہ عمر شریف اور خلافت صدیقی و فاروقی وعثمانی میں گھی کھاتی رہی یہاں تک کہ حضرت علی و امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے درمیان جنگ وقوع میں آئی۔[3]

حضرت عَبْدُالرَّحمٰن بن زَیْد بن خَطَّاب قُرَشی عَدَوی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کوتاہ قد پیدا ہوئے تھے۔آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا اور دعا فرمائی اس کا یہ اثر ہوا کہ عبدالرحمٰن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ جب کسی قوم میں ہوتے تو قد میں سب سے بلند نظر آتے ،جیسا کہ پہلے مذکور ہوا۔[4]

ایک روز آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نماز عشاء کے لئے نکلے۔رات اندھیری تھی اور بارش ہورہی تھی۔آپ نے حضرت قَتَادَہ بن نُعمان اَنصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو دیکھا۔انہوں نے عرض کیا: میں نے خیال کیا کہ نمازی کم ہوں گے اس لئے میں نے چاہا کہ جماعت میں شامل ہوجاؤں۔آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے

---

1 ......کھانا۔

2 ......صحیح مسلم وشفاء شریف۔......(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فی معجزات النبی، الحدیث: ٢٢٨٠، ص ١٢٥٠ والشفاء بتعریف حقوق المصطفی، الباب الرابع فیما اظھرہ اللّٰہ...الخ، فصل فی کراماتہ و برکاتہ...الخ، الجزء الاول، ص ٣٣٢۔ علمیہ)

3 ......اصابہ بحوالہ طبرانی وابن مندہ وابن السکن۔ترجمہ ام اوس بہزیہ۔......(فی تمییز الصحابۃ، ١١٨٩٩۔ام اوس البھزیۃ، ج٨، ص ٣٥٨۔ علمیہ)

4 ......صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب من اخف الصلاۃ عند بکاء الصبی، الحدیث: ٧٠٧، ج١، ص ٢٥٣ والاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ٦٢٢٧۔عبد الرحمن بن زید، ج٥، ص ٢٩۔٣٠۔ علمیہ

نماز سے فارغ ہو کر حضرت قتادہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو کھجور کی ایک ڈالی دی اور فرمایا کہ یہ ڈالی دس ہاتھ تمہارے آگے اور دس ہاتھ پیچھے روشنی کرے گی، جب تم گھر پہنچو تو اس میں ایک سیاہ شکل دیکھو گے، اس کو مار کر نکال دینا کیونکہ وہ شیطان ہے۔ جس طرح حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا ویسا ہی ظہور میں آیا۔ (1)

جنگ بدر میں حضرت عُکَّاشَہ بن مِحْصَن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ وہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں آئے۔ حضور نے ان کو ایک لکڑی عنایت فرمائی۔ جب عُکَّاشَہ نے ہاتھ میں لے کر ہلائی تو وہ ایک سفید مضبوط تلوار بن گئی جس سے وہ جنگ کرتے رہے۔ اس تلوار کا نام عَوْن تھا۔ حضرت عُکَّاشَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اسی کے ساتھ جہاد کرتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے عہد میں اَیَّامُ الرِّدَّۃ (2) میں شہید ہو گئے۔ (3)

جنگ اُحُد میں حضرت عبد اللہ بن جَحْش رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کو ایک کھجور کی شاخ عنایت فرمائی وہ ان کے ہاتھ میں تلوار بن گئی جس کے ساتھ وہ جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ اس تلوار کو عُرجُون کہتے تھے۔ (4)

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک پانی کا مشکیزہ لیا اس کا منہ باندھ کر دعا فرمائی اور صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کو عطا فرمایا۔ جب نماز کا وقت آیا تو انہوں نے اسے کھولا کیا دیکھتے ہیں کہ اس میں بجائے پانی کے تازہ دودھ ہے اور اس کے منہ پر جھاگ آرہی ہے۔ (5)

---

1 ......شفاء شریف ومسند امام احمد۔......(المسند للامام احمد بن حنبل،مسند ابی سعید الخدری،الحدیث:١١٦٢٤، ج٤، ص١٣١ والشفاء بتعریف حقوق المصطفی،الباب الرابع...الخ،فصل فی کراماتہ...الخ،الجزء الاول،ص٣٣٣۔ علمیه)

2 ......اس سے مراد وہ زمانہ ہے جس میں امیر المؤمنین حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصالِ ظاہری کے بعد زکوۃ وغیرہ کا انکار کرنے والے مرتدین سے جہاد فرمایا۔ علمیه

3 ......سیرت ابن ہشام۔......(السیرة النبویة لابن هشام،غزوة بدر الکبری،قصة سیف عکاشة،ص٢٦٣۔ علمیه)

4 ......استیعاب واصابہ۔......(الاستیعاب فی معرفة الاصحاب،١٥٠٢۔عبد الله بن جحش،ج٣،ص١٥ والاصابة فی تمییز الصحابة،٤٦٠١۔عبد الله بن جحش،ج٤،ص٣٢۔ علمیه)

5 ......شفاء شریف وابن سعد۔......(الشفاء بتعریف حقوق المصطفی،الباب الرابع...الخ،فصل فی کراماتہ...الخ،الجزء الاول، ص٣٣٤۔ علمیه)

حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے حضرت سلمان فارسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کیلئے جو کھجور کے پیڑ اپنے دست مبارک سے لگائے تھے وہ ایک ہی سال میں پھل لائے۔ [1] بانجھ بکری کے تھنوں پر آپ کا دست مبارک پھر گیا وہ دودھ دینے لگی۔ [2] گنجے کے سر پر دست شفا پھیرا تو اسی وقت بال اُگ آئے۔ [3] اس قسم کی برکات کا ذکر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حلیہ شریف کے بیان میں آچکا ہے۔

بچوں کی شہادت (گواہی)

مُعَرِّض بن مُعَیْقِیْب یمانی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ میں نے حجۃ الوداع کیا اور مکہ میں ایک گھر میں داخل ہوا۔ میں نے اس میں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھا۔ آپ سے ایک عجیب امر دیکھنے میں آیا۔ اہل یمامہ میں سے ایک شخص آپ کی خدمت میں ایک بچہ لایا جو اسی دن پیدا ہوا تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا: اے بچے! میں کون ہوں؟ وہ بولا: آپ اللّٰہ کے رسول ہیں۔ آپ نے فرمایا: تو نے سچ کہا، اللّٰہ تجھے برکت دے۔ پھر اس کے بعد اس بچے نے کلام نہ کیا یہاں تک کہ وہ جوان ہوگیا۔ ہم اسے مُبارک الیَمامہ [4] کہا کرتے تھے۔ [5]

حضرت شِمر بن عَطِیّہ نے اپنے بعض شیوخ سے روایت کی ہے کہ ایک عورت نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں ایک لڑکا لائی جو جوان ہوگیا تھا۔ اس نے کہا: میرے اس بیٹے نے جب سے پیدا ہوا کلام نہیں کیا۔ پس رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس لڑکے سے پوچھا کہ میں کون ہوں؟ اس نے جواب دیا کہ آپ اللّٰہ کے رسول ہیں۔ [6]

---

1. ......اسد الغابة فی معرفة الصحابة، سلمان الفارسی: ۲۱۵۰، ج۲، ص۴۹۰۔ علمیه
2. ......حجة اللّٰه علی العالمین، القسم الثالث، الباب التاسع، الفصل الثانی، ص۴۴۳۔ علمیه
3. ......الاصابة فی تمییز الصحابة، ۹۰۱۲۔ الهلب الطائی، ج۶، ص۴۳۲۔ علمیه
4. ......اس حدیث کو امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔ مواہب لدنیہ ۱۲ منہ
5. ......المواهب اللدنية مع شرح الزرقانی، المقصد الرابع... الخ، ابراء ذوی العاهات واحیاء الموتی، ج۷، ص۶۶۔ علمیه
6. ......اس حدیث کو امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔ خصائص کبریٰ، جزء ثانی، ص۶۹۔ یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ حضرت شمر بن عطیہ اتباع تابعین میں سے ہیں۔ دیکھو زرقانی علی المواہب۔ ۱۲ منہ......(دلائل النبوة للبیهقی، باب ماجاء فی شهادة الرضیع... الخ، ج۶، ص۶۱ والخصائص الکبری للسیوطی، باب آیاته فی ابراء الابکم... الخ، ج۲، ص۱۱۴۔ علمیه)

بیماروں کو شفا دینا

حضرت فُدَیک بن عَمْرو السلامانی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی دونوں آنکھیں سفید ہوگئی تھیں اور وہ کچھ نہ دیکھ سکتے تھے، رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دم کر دیا۔ وہ ایسے بینا ہو گئے کہ اَسّی برس کی عمر میں سوئی میں دھاگہ ڈال سکتے تھے۔ (1)

امام رازی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مُعاذ بن عَفْراء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی بیوی کو برص کی بیماری تھی وہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے اپنا عصا مبارک اس کے بدن پر پھیر دیا اسی وقت مرض جاتا رہا۔ (2)

حضرت ابو سَبْرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ہاتھ میں ایک ایسی گلٹی تھی کہ اونٹ کی مہار نہ پکڑ سکتے تھے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک تیر منگوایا اور گلٹی پر پھیر دیا وہ فوراً جاتی رہی۔ (3)

حضرت اَسماء بنت ابی بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہما کے سر پر اور چہرے پر ورم ہو گیا تھا رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا دست شفاء کپڑے پر سے ان کے چہرے اور سر پر رکھا اور دعا فرمائی اسی وقت ورم جاتا رہا۔ (4)

حضرت حَبیب بن یِساف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ذکر کرتے ہیں کہ میں ایک غزوہ میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ تھا میری گردن پر ایک ضربِ شدید ایسی لگی کہ میرا بازو لٹک پڑا۔ میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس آیا۔ آپ نے اپنا لعاب دہن لگا دیا اور بازو کو اس کی جگہ پر چسپاں کر دیا تو وہ فوراً چنگا (5) ہو گیا۔ پھر میں نے اسے

---

1 ......اس حدیث کو ابن ابی شیبہ و بغوی و بیہقی و طبرانی و ابو نعیم نے روایت کیا ہے۔ (مواہب لدنیہ) ۱۲ منہ ......(المواھب اللدنیة مع شرح الزرقانی، المقصد الرابع...الخ،ابراء ذوی العاھات واحیاء الموتی، ج۷،ص۷۳۔ علمیه)

2 ......التفسیر الکبیر،تحت الآیة انا اعطینك الکوثر،ج۱۱،ص۳۱٤۔ علمیه

3 ......الخصائص الکبری للسیوطی،باب آیاته فی ابراء المرضی...الخ،ج۲،ص۱۱٦۔ علمیه

4 ......مواہب لدنیہ، کتاب فی المعجزات۔......(الخصائص الکبری للسیوطی،باب آیاته فی ابراء المرضی...الخ،ج۲، ص۱۱٦۔ علمیه)

5 ......ٹھیک۔

قتل کر دیا جس نے مجھے ضرب شدید لگائی تھی۔ [1]

حضرت عبد اللہ بن رَوَاحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر ڈاڑھ کے درد کی شکایت کی آپ نے اپنا مبارک ہاتھ ان کے رخسار کی اس جگہ پر رکھا جہاں درد تھا اور دعا فرمائی۔ ابھی آپ نے دستِ شفا وہاں سے نہ اٹھایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے شفا دی۔ [2]

حضرت جَرْہَد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا کرتے تھے۔ نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ انہوں نے عرض کیا کہ دائیں ہاتھ میں کچھ شکایت ہے جس کے سبب سے کھایا نہیں جاتا۔ حضور نے اس ہاتھ پر دم کر دیا۔ حضرت جرہد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو پھر عمر بھر یہ شکایت نہ ہوئی۔ [3]

عنوان بالا کے متعلق اور مثالیں حلیہ شریف میں دہانِ مبارک اور لُعابِ مبارک اور دستِ مبارک کے تحت میں مذکور ہو چکی ہیں جن کے دُہرانے کی یہاں ضرورت نہیں۔

طعامِ قلیل کو کثیر بنادیا

حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ غزوۂ احزاب کے دن ہم خندق کھود رہے تھے ایک سخت زمین ظاہر ہوئی۔ صحابہ کرام نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس آئے اور عرض کی کہ خندق میں سخت زمین پیش آ گئی ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: میں خندق میں اترتا ہوں۔ پھر آپ کھڑے ہوئے (حالانکہ بھوک کی شدت سے آپ کے شکم پر پتھر بندھا ہوا تھا اور ہم نے بھی تین دن سے کچھ نہ چکھا تھا) حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے کدال لی اور ماری۔ وہ سخت زمین رَیگِ رَواں [4] کا ایک ڈھیر بن گئی۔ میں نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی یہ حالت دیکھ کر اپنی بیوی کے

---

1 ......اس حدیث اور احادیث آئندہ کے لئے دیکھو خصائص کبریٰ للسیوطی، جزء ثانی، ص ۷۰۔ ۱۲ منہ ......(الخصائص الکبری للسیوطی، باب آیاته فی ابراء المرضی...الخ، ج ۲، ص ۱۱٦۔ علمیه)

2 ......الخصائص الکبری للسیوطی، باب آیاته فی ابراءِ المرضی...الخ، ج ۲، ص ۱۱۷۔ علمیه

3 ......یہ حدیث شریف صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے۔ (مشکوٰۃ، باب فی المعجزات) ۱۲ منہ ......(الخصائص الکبری للسیوطی، باب آیاته فی ابراء المرضی...الخ، ج ۲، ص ۱۱۷۔ علمیه)

4 ......ایسی باریک ریت جسے ہوا اُڑا لے جائے۔

پاس آیا اور اس سے کہا: کیا تیرے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے۔ میں نے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں سخت بھوک کی علامت دیکھی ہے۔ میری بیوی نے ایک تھیلی نکالی جس میں ایک صاع جَو تھے۔ ہمارے ہاں گھر میں پلا ہوا ایک بکری کا بچہ تھا میں نے اسے ذبح کیا۔ میری بیوی نے جَو پیس لئے۔ ہم نے گوشت دیگ میں ڈال دیا۔ پھر میں نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں آیا اور چپکے سے عرض کیا: یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہم نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور میری بیوی نے ایک صاع جو پیسے ہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مع چند صحابہ کے تشریف لائیں۔ یہ سن کر نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آواز دی: اے اہلِ خندق! جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ضیافت تیار کی ہے جلدی آؤ۔ پھر نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے فرمایا: تم میرے آنے تک دیگ نہ اتارنا اور خمیر کو نہ پکانا۔ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف لائے تو میری بیوی نے آپ کے سامنے خمیر نکالا آپ نے اس میں اپنے دہنِ مبارک کا لعاب ڈال دیا اور دعائے برکت فرمائی پھر ہماری دیگ کی طرف آئے۔ اس میں بھی لعاب مبارک ڈال دیا اور دعائے برکت فرمائی پھر میری بیوی سے فرمایا: روٹی پکانے والی کو بلا کہ تیرے ساتھ روٹی پکائے اور تو اپنی دیگ میں کفگیر سے گوشت نکالنا اور دیگ کو چولہے پر سے نہ اتارنا۔ راوی کا بیان ہے کہ اہل خندق جو ایک ہزار تھے اللّٰہ کی قسم! سب کھا چکے یہاں تک کہ اسے باقی چھوڑ گئے مگر دیگ اسی طرح جوش مار رہی تھی اور خمیر اسی طرح پکایا جا رہا تھا۔ [1]

قصہ مذکورہ بالا میں روایتِ احمد و نسائی میں ہے کہ جب حضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس سخت پتھر پر بسم اللّٰہ کہہ کر کدال ماری تو اس کی ایک تہائی ٹوٹ گئی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اللّٰہ اکبر! مجھے ملک شام کی کنجیاں دی گئیں۔ اللّٰہ کی قسم! میں اس وقت شام کے سرخ محلات دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ نے دوسری بار کدال ماری تو دوسری تہائی ٹوٹ گئی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اللّٰہ اکبر! مجھے فارس کی کنجیاں دی گئیں۔ خدا کی قسم! میں اس وقت مدائن کسریٰ کا سفید محل دیکھ رہا ہوں۔ پھر تیسری بار کدال ماری تو باقی تہائی بھی ٹوٹ گئی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اللّٰہ اکبر! مجھے یمن کی کُنجیاں دی گئیں۔ خدا کی قسم! میں اس وقت یہاں سے

---

1 ...... یہ حدیث صحیح مسلم میں ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، باب فی المعجزات) ۱۲ منہ ...... (مشکاۃ المصابیح، کتاب الفضائل والشمائل، باب فی المعجزات، الحدیث: ۵۸۷۷، ج۲، ص۳۸۲۔ علمیہ)

ابوابِ صَنعاء کو دیکھ رہا ہوں۔“[1]

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ فرماتے ہیں کہ غزوۂ تبوک کے دن لوگوں کو بھوک لگی۔ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کیا کہ آپ ان کو حکم دیں کہ جس کے پاس بچا ہوا توشہ ہے لے آئے پھر آپ اس پر دعائے برکت فرمائیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے منظور فرمایا اور چمڑے کا فرش طلب کیا وہ بچھا دیا گیا تو آپ نے صحابہ کرام کا بچا ہوا توشہ طلب فرمایا۔ کوئی چنے کی مٹھی لا رہا تھا، کوئی چھواروں کی مٹھی بھرے آرہا تھا، کوئی روٹی کا ٹکڑا لا رہا تھا یہاں تک کہ فرش پر تھوڑا سا توشہ جمع ہو گیا۔ پس رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دعائے برکت فرمائی۔ پھر فرمایا کہ اپنے برتنوں میں ڈال کرلے جاؤ۔ چنانچہ لوگ اپنے برتنوں میں لے گئے یہاں تک انہوں نے لشکر میں کوئی برتن نہ چھوڑا جسے بھرا نہ ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کا بیان ہے کہ تمام لشکر[2] نے پیٹ بھر کر کھایا اور بچ بھی رہا۔ پس رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں اس امر کی کہ اللّٰہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور اس امر کی کہ میں اللّٰہ کا رسول ہوں ان دو شہادتوں میں شک نہ کرنے والا کوئی بندہ اللّٰہ سے نہ ملے گا کہ وہ بہشت سے روک دیا جائے۔[3]

حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُمَا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ہم ایک سو تیس شخص تھے۔ آپ نے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس طعام ہے۔ ایک شخص کے پاس ایک صاع طعام نکلا وہ گوندھا گیا۔ پھر ایک مشرک دراز قد، ژولیدہ مو،[4] بکریاں ہانکتا آیا آپ نے اس سے ایک بکری خریدی۔[5] اسے ذبح کیا گیا اور آپ کے حکم سے اس کا کلیجہ بھونا گیا۔ آپ نے اس کلیجہ کی ایک ایک بوٹی سب کو دی۔ پھر گوشت دو پیالوں میں ڈال دیا۔ سب نے سیر ہو کر کھایا اور دونوں پیالے بھرے کے بھرے بچ رہے ہم نے بچے ہوئے کھانے کو

---

1 ......المسند للامام احمد بن حنبل، الحديث:١٨٧١٦، ج٦، ص٤٤٥۔ علميه

2 ......کہتے ہیں کہ غزوۂ تبوک میں لشکر کی تعداد ایک لاکھ کو پہنچ گئی تھی۔ کذا فی اشعۃ اللمعات۔ ۱۲ منہ

3 ......مشكاة المصابيح، كتاب الفضائل والشمائل، باب فی المعجزات، الحديث:٥٩١٢، ج٢، ص٣٩١۔ علميه

4 ......بکھرے بالوں والا۔

5 ......صحیح بخاری، باب قبول الہدیۃ من المشرکین۔

اونٹ پر رکھ لیا۔[1] واضح رہے کہ اس قصہ میں دو معجزے ہیں ایک تکثیر کلیجہ[2] دوسرے تکثیر صاع و گوشت۔[3]

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ میں بھوک کی شدت سے کبھی اپنے پیٹ کو زمین سے لگایا کرتا تھا اور کبھی پیٹ پر پتھر باندھ لیا کرتا تھا۔ ایک دن میں اس راستے میں بیٹھ گیا جہاں سے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آپ کے صحابہ کرام گزرا کرتے تھے۔ حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہُ پاس سے گزرے میں نے ان سے قرآن کی آیت پوچھی تاکہ آپ میرا پیٹ بھردیں مگر انہوں نے کچھ توجہ نہ کی اور گزر گئے۔ اسی طرح حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ آئے میں نے ان سے بھی ایک آیت پوچھی مگر انہوں نے بھی کچھ توجہ نہ کی اور گزر گئے۔ اس کے بعد حضرت ابو القاسم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پاس سے گزرے تو میری حالت کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ آپ دولت خانہ میں تشریف لے گئے تو ایک پیالہ میں کچھ دودھ دیکھا۔ آپ نے دریافت کیا کہ یہ دودھ کیسا ہے؟ جواب ملا کہ ہدیہ ہے۔ مجھ سے فرمایا کہ اہل صُفَّہ کو بلا لاؤ۔ آپ کا معمول تھا کہ آپ کے پاس صدقہ آتا تو اسے اہل صُفَّہ کے لئے بھیج دیتے اور اس میں سے خود کچھ نہ کھاتے۔ اگر ہدیہ آتا تو اہل صُفَّہ کو بلا کر اس میں شریک کر لیتے۔ میں نے اپنے جی میں کہا کہ اتنے دودھ سے اہل صُفَّہ کو کیا ہوگا اس کا تو میں ہی زیادہ مستحق تھا مگر ارشاد تعمیل سے چارہ نہ تھا میں ان سب کو بلا لایا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے وہ پیالہ دیا اور فرمایا کہ ان کو پلاؤ۔ میں ایک ایک کو پلاتا رہا یہاں تک کہ وہ سب سیر ہو گئے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پیالہ لے کر اپنے دست مبارک پر رکھا اور میری طرف دیکھ کر مسکرائے۔ پھر فرمایا: ابو ہریرہ! میں اور تم دونوں باقی ہیں۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ نے سچ فرمایا۔ آپ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ اور پیو! میں نے ایسا ہی کیا پھر فرمایا: اور پیو! میں نے پھر پیا اسی طرح آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرماتے رہے یہاں تک کہ میں نے عرض کیا کہ اب پیٹ میں گنجائش نہیں۔ بعد ازاں باقی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پی لیا۔[4]

---

1 ......صحیح البخاری، کتاب الهبة و فضلها...الخ، باب قبول الهدية من المشركين، الحديث: ٢٦١٨، ج٢، ص ١٨١۔ علمیه

2 ......تھوڑی کلیجی کا زیادہ ہو جانا۔

3 ......تھوڑے سے گوشت اور صاع بھر طعام کا زیادہ ہو جانا۔

4 ......صحیح بخاری، باب کیف کان عیش النبی صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم واصحابہ۔ ۱۲ منہ......(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب كيف كان عيش النبي...الخ، الحديث: ٦٤٥٢، ج٤، ص ٢٣٤ ملخصاً۔ علمیه)

حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ[1] ذکر کرتے ہیں کہ ایک بدوی نے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے طعام کا سوال کیا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے آدھا وَسْق[2] جو عنایت فرمائے وہ اور اس کی بیوی اور اس کے مہمان ان کو کھاتے رہے (اور وہ کم نہ ہوئے) یہاں تک کہ ایک روز اس نے ان کو ماپ لیا (تو وہ کم ہونے لگے) اس نے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اس واقعہ کی اطلاع دی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا اگر ان کو نہ ماپتا تو تم عمر بھر کھاتے رہتے اور وہ کم نہ ہوتے۔[3]

حضرت اَنَس[4] بن مالِک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا بیان ہے کہ ابوطَلْحہ (والدِ اَنَس) نے اُمِّ سُلَیْم (والدۂ انس) سے کہا کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں بھوک کی شدت سے ضعف کے آثار دیکھے ہیں کیا گھر میں کچھ ہے؟ اُمِّ سُلَیْم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے جَو کی چند روٹیاں کپڑے میں لپیٹ کر میرے ہاتھ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں بھیجیں۔ میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں پہنچا۔ آپ مع اصحاب مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اُمِّ سُلَیْم کے گھر چلو۔ میں گھر میں پہلے پہنچ گیا اور ابوطَلْحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے صورت حال بیان کر دی۔ ابوطلحہ نے راستے میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا استقبال کیا۔ جب حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم گھر میں داخل ہوئے تو اُمِّ سُلَیْم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے فرمایا کہ ماحضر[5] لے آؤ۔ آپ کے ارشاد سے روٹیوں کے ٹکڑے کر کے ان میں کچھ گھی ڈال دیا گیا۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دعا فرمائی اور اصحاب میں سے دس کو طلب کیا، وہ سیر ہو گئے تو پھر اور دس کو طلب کیا۔ اسی طرح سَتَّر یا اَسّی اصحاب نے سیر ہو کر کھایا۔[6]

حضرت ابو ہُرَیرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا بیان ہے کہ میں چند کھجوریں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں لایا میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان میں دعائے برکت فرمائیں۔ آپ نے

---

1 ......مواہب لدنیہ بحوالہ صحیح مسلم۔
2 ......تیس صاع۔
3 ......المواهب اللدنية مع شرح الزرقاني، المقصد الرابع...الخ، تكثير الطعام القليل...الخ، ج۷، ص۵۷۔ علميه
4 ......صحیح بخاری، باب علامات النبوۃ فی الاسلام۔
5 ......جو کچھ موجود ہے۔
6 ......صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب علامات النبوة في الاسلام، الحديث:۳۵۷۸، ج۲، ص۴۹٤-۴۹۵ ملخصاً۔ علميه

دست مبارک میں لیکر دعائے برکت فرمائی اور فرمایا کہ لو ان کو اپنے توشہ دان میں رکھ لو جس وقت ان میں سے کچھ لینا چاہو تو ہاتھ ڈال کر نکال لیا کرنا اور توشہ دان کو نہ جھاڑنا۔ ہم نے ان میں سے اتنے اتنے وَسْق [1] راہِ خدا میں دے دیئے۔ خود کھاتے اور دوسروں کو کھلاتے رہے۔ وہ توشہ دان میری کمر سے جُدا نہ ہوتا تھا یہاں تک کہ جب حضرت عثمان کی شہادت کا دن آیا تو وہ گم ہو گیا۔ [2] کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہُرَیرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اس دن فرماتے تھے:

لِلنَّاسِ هَمٌّ وَّلِیْ هَمَّانِ بَیْنَهُمْ هَمُّ الْجِرَابِ وَهَمُّ الشَّیْخِ عُثْمَانَا [3]

لوگوں کو ایک غم ہے اور مجھے دو غم ہیں توشہ دان کے گم ہونے کا غم اور حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے شہید ہونے کا غم۔

حضرت جابر بن عبد اللّٰہ انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما کا بیان ہے کہ میرے والد اُحد کے دن شہید ہو گئے اور چھ لڑکیاں اور بہت سا قرض چھوڑ گئے۔ جب کھجوروں کے توڑنے کا وقت آیا تو میں نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: ''یا رسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ کو معلوم ہے میرے باپ احد کے دن شہید ہو گئے اور بہت سا قرض چھوڑ گئے میں چاہتا ہوں کہ قرض خواہ آپ کی زیارت کریں۔'' آپ نے فرمایا کہ تم جاؤ اور ہر ایک قسم کی کھجور کا الگ الگ ڈھیر لگا دو۔ میں نے تعمیل ارشاد کی اور آپ کو بلانے آیا جب قرض خواہوں نے آپ کو دیکھا تو مجھے اور تنگ کرنے لگے۔ یہ دیکھ کر آپ سب سے بڑے ڈھیر کے گرد تین بار پھرے پھر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ قرض خواہوں کو بلاؤ۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ماپ کر ان کو دیتے رہے یہاں تک کہ میرے باپ کی امانت اللّٰہ نے ادا کردی۔ میں اسی پر راضی تھا کہ اللّٰہ تعالیٰ میرے والد کی امانت ادا کردے۔ خواہ میری بہنوں کے لئے ایک کھجور بھی نہ بچے مگر اللّٰہ کی قسم! وہ تمام ڈھیر سالم رہے۔ میں نے اس ڈھیر کو دیکھا جس پر رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف رکھتے تھے۔ اس میں سے ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی تھی۔ [4]

---

1 ......وسق بار شتر و شصت صاع۔ ۱۲ منہ

2 ......الخصائص الكبرى للسيوطي، باب معجزاته في تكثير الطعام...الخ، ج٢، ص٨٤۔ علميه

3 ......مرقاة المفاتيح، كتاب الفضائل، باب في المعجزات، الفصل الثاني، تحت الحديث: ٥٩٣٣، ج١٠، ص٢٧٠۔ علميه

4 ......صحیح بخاری، باب قضاء الوصی دیون المیت۔......(صحيح البخاري، كتاب الوصايا، باب قضاء الوصي ديون الميت...الخ، الحديث: ٢٧٨١، ج٢، ص٢٤٧۔ علميه)

تکثیرِ طعام کی طرح حضور کی دعا و برکت سے قلیل پانی کا کثیر ہو جانا بھی بہت سی احادیث میں آیا ہے۔ اس قسم کا تکثیرِ طعام اور تکثیرِ آب جناب سید کائنات عَلَیْہِ اُلُوْفُ التَّحِیَّۃ وَالصَّلٰوۃ کے مُربّی اور وَلیِ نِعَم ہونے کا اثر ہے کیونکہ جس طرح حضور انور بحسبِ رُوحانیت قلوب و اَرواح کے مُربّی و مُکمّل ہیں عالمِ جسمانیت میں اَبدان و اَشباح کے پرورش فرمانے والے بھی ہیں۔ ؎

شکر فیض تو چمن چوں کند اے ابر بہار
کہ اگر خار و اگر گل ہمہ پروردۂ تست

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ " اشعۃ اللمعات " میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک روز میں صفا و مروہ کے درمیان بازار میں سے گزر رہا تھا وہاں میں نے ایک سبزی بیچنے والے کو دیکھا کہ سبزی پر پانی چھڑک رہا ہے اور یوں کہہ رہا ہے: یَا بَرَکَۃَ النَّبِیِّ تَعَالِیْ وَ اَنْزِلِیْ ثُمَّ لَا تَرْتَحِلِیْ اے نبی کی برکت! آ اور میرے مکان میں اتر پھر کوچ نہ کر۔ (1)

اِجابت دعا

حضورِ اَقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے معجزات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ جو دعا فرماتے وہ بارگاہِ رب العزت میں قبول ہوتی یہ باب نہایت وسیع ہے نظر بر اِختصار صرف چند مثالیں درج کی جاتی ہیں۔ (2)

حضرت اَنس بن مالِک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ماں نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم انس آپ کا ادنیٰ خادم ہے اس کے حق میں دعائے خیر فرمائیں۔ پس آپ نے یوں دعا فرمائی: "یا اللہ! تو اس کا مال و اولاد زیادہ کر اور جو نعمت تو نے اسے دی ہے اس میں برکت دے۔" (3) ایک روایت یہ بھی ہے کہ تو اس کی عمر زیادہ کر اور بہشت (4) میں میرا رفیق بنا۔ یہ دعا ایسی مقبول ہوئی کہ حضرت اَنس رَضِیَ اللّٰہُ

1 ......اشعة اللمعات، كتاب الفتن، باب في المعجزات، ج٤، فصل اوّل، ص ٥٧٠ ـ علميه

2 ......ان مثالوں کے لئے بخاری و مسلم و ترمذی اور دلائل ابی نعیم و دلائل بیہقی اور طبرانی دیکھو۔ ١٢ منہ

3 ......الاصابة في تمييز الصحابة، ٢٧٧ ـ انس بن مالك، ج ١، ص ٢٧٦ ـ ٢٧٧ ـ علميه

4 ......جنت۔

تَعَالٰی عَنۡہُ کے باغ میں کھجوروں کے درخت سال میں دو دفعہ پھل دیتے۔ ان کی اولاد سو سے زیادہ تھی۔ ایک کم سو برس کی عمر پائی۔ اخیر عمر میں فرماتے تھے کہ مجھے امید ہے کہ حسب دعائے جناب مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں بہشت میں آپ کا رفیق بھی ہوں گا۔

اسی طرح حضور عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کے حق میں دعا فرمائی تھی کہ اللّٰہ تجھے برکت دے۔ اس دعا کی برکت سے اللّٰہ تعالٰی نے حضرت عبد الرحمٰن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کو تجارت میں اس قدر نفع دیا کہ جب ۳۱ھ میں انہوں نے وفات پائی تو ان کے ترکہ کا سونا کلہاڑیوں سے کھودا گیا یہاں تک کہ کثرت کار سے ہاتھ زخمی ہوگئے اور ان کی چار بیویوں میں سے ہر ایک کو اَسّی ہزار دینار ملے۔ انہوں نے وصیت کی تھی کہ ایک ہزار گھوڑے اور پچاس ہزار دینار فی سبیل اللّٰہ خیرات کر دیئے جائیں۔ یہ تمام علاوہ ان صدقات کے تھا جو انہوں نے اپنی زندگی میں کیے۔ چنانچہ ایک روز تیس غلام آزاد کیے۔ ایک مرتبہ سات سو اونٹوں کا کارواں مع مال و اسباب تصدق کر دیا۔ ایک دفعہ اپنا آدھا مال راہِ خدا میں دے دیا پھر چالیس ہزار دینار پھر پانچ سو گھوڑے پھر پانچ سو اونٹ تصدق کیے۔[1]

جنگ احد میں حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ جناب رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے آگے بیٹھے ہوئے تیر چلا رہے تھے اور یوں کہہ رہے تھے۔ ''یا اللّٰہ! یہ تیرا تیر ہے اس سے تو اپنے دشمن کو ہلاک کر۔'' اور حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرما رہے تھے: ''یا اللّٰہ! اس کا نشانہ درست کر دے اور اس کی دعا قبول کر لے۔''[2] آپ کی دعا سے حضرت سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ مستجاب الدعوات بن گئے جو دعا کرتے قبول ہوتی اور جو تیر پھینکتے وہ کبھی خطا نہ کرتا۔

اسی طرح حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دعا فرمائی تھی کہ یا اللّٰہ! اسلام کو عُمَر بن الخطّاب یا عَمْرو بن ہِشام (ابو جہل) کے ساتھ عزت دے۔[3] یہ دعا حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کے حق میں قبول ہوئی وہ ایمان لائے اور اس دن سے اسلام کو عزت و غلبہ حاصل ہوا۔

---

1 ......اسد الغابة، ٣٣٦٤۔عبدالرحمن بن عوف، ج٣، ص٤٩٦۔٥٠٠۔علمیه

2 ......المستدرك علی الصحیحین، کتاب المغازی و السرایا، ذکر رمیة سعد یوم احد...الخ، الحدیث: ٤٣٧٠، ج٣، ص٥٦٦۔علمیه

3 ......سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب، الحدیث: ٣٧٠٣، ج٥، ص٣٨٤۔علمیه

حضرت عبداللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُمَا کے حق میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دعا کی تھی کہ ''یااللّٰہ! اس کو دین میں فقیہ بنادے۔''[1] اس دعا کی برکت سے حضرت ابن عباس رئیس المفسرین اور حَبْرُالاُمَّت بن گئے۔

ایک روز آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ جو شخص میری اس دعا کے تمام ہونے تک اپنا کپڑا بچھائے رکھے گا وہ میری احادیث میں سے کبھی کچھ نہ بھولے گا۔ حضرت ابوہُرَیرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ بیان کرتے ہیں کہ میرے پاس ایک کملی کے سوا کوئی کپڑا نہ تھا میں نے کملی ہی بچھادی یہاں تک کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی دعا تمام کی پھر میں نے اپنی کملی لپیٹ کر اپنے سینے سے لگادی۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو حق دے کر بھیجا ہے کہ میں آپ کی احادیث کو آج تک نہیں بھولا۔[2]

جب حضرت طُفَیل بن عَمرو دَوْسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دست مبارک پر اسلام لائے تو انہوں نے یوں عرض کیا: ''یارسول اللّٰہ! میری قوم میری اطاعت کرتی ہے۔ میں اس کے پاس جاتا ہوں اور اس کو دعوت اسلام دیتا ہوں آپ دعا فرمائیں کہ اللّٰہ تعالیٰ مجھے ایسی نشانی عطا کرے جو ان کے برخلاف میری معاون ہو۔'' حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دعا فرمائی کہ یااللّٰہ! اس کے لئے ایک نشانی پیدا کردے۔ یہ سن کر میں اپنی قوم کی طرف آیا جب میں گھاٹیِ کَداء[3] میں پہنچا تو میری دونوں آنکھوں کے درمیان چراغ کی مانند ایک نور پیدا ہوا۔ میں نے دعا کی: یااللّٰہ! اس نور کو میری پیشانی کے سوا کسی اور جگہ پیدا کردے کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ میری قوم اس کو میری پیشانی میں مُثلہ خیال کرے گی۔ پس وہ نور میرے چابک کے سرے پر لٹکتی ہوئی قندیل کی طرح ہوگیا۔ پھر میں نے اپنی قوم کو دعوت اسلام دی مگر وہ ایمان نہ لائے۔ میں نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہو

---

1 ......صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب وضع الماء عند الخلاء، الحدیث: ١٤٣، ج ١، ص ٧٤۔ علمیه

2 ......مشکوٰۃ بحوالہ صحیحین، باب فی المعجزات۔......(مشکاة المصابیح، کتاب الفضائل والشمائل، باب فی المعجزات، الحدیث: ٥٨٩٦، ج ٢، ص ٣٨٧۔ علمیه)

3 ......سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں یہاں ''گھاٹیِ کدار'' لکھا ہے یہ ہمیں نہیں ملا، البتہ الخصائص الکبریٰ اور دیگر کتب میں اس طرح ہے ''حتی اذا کنت بثنیة کداء وقع نور بین عینی'' لہٰذا کتابت کی غلطی پر محمول کرتے ہوئے ہم نے اس وادی کا نام ''کدار'' کے بجائے ''کداء'' لکھا ہے۔ علمیه

کر عرض کیا کہ قبیلہ دوس نے میری اطاعت سے انکار کر دیا ہے آپ ان پر بد دعا فرمائیں۔ آپ نے بجائے بد دعا کے دعائے ہدایت فرمائی اور مجھ سے ارشاد فرمایا کہ ان کو نرمی سے دعوتِ اسلام دو۔ میں تعمیل ارشاد کرتا رہا یہاں تک کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لے آئے پھر میں اپنی قوم کے ستر یا اسی اشخاص کے ساتھ جو ایمان لائے تھے خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ (1)

حضرت ابو ہُرَیرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللّٰہ! میں اپنی ماں کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں مگر وہ قبول نہیں کرتیں آپ دعا فرمائیں۔ حضور نے یہ سن کر دعا فرمائی اور وہ ایمان لائی۔ جیسا کہ پہلے آچکا ہے۔

حضرت نابِغہ (نابِغہ بنی جَعْدہ) بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو شعر سنایا۔ آپ نے پسند فرمایا اور میرے حق میں یوں دعا فرمائی: ''اللّٰہ تیرا دانت نہ گرائے۔'' حضرت نابغہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی عمر سو سال سے زائد ہوگئی مگر آپ کا کوئی دانت نہ گرا۔ (2)

حضرت ثابت بن زَید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا: ''یا رسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میرا ایک پاؤں لنگڑا ہے زمین پر نہیں لگتا۔'' حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میرے حق میں دعا فرمائی وہ پاؤں چنگا (3) ہو گیا اور دوسرے کی طرح زمین پر برابر لگنے لگا۔ (4)

حضرت عُرْوَۃُ البَارِقِیّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے لئے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دعا فرمائی کہ یا اللّٰہ! اس کے سودے میں برکت دے۔ اس کے بعد حضرت عُرْوَہ جو چیز خریدتے خواہ وہ مٹی ہو اس میں نفع ہی ہوتا۔ (5)

ہجرت کے وقت جب حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم غارِ ثور سے نکل کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو سُراقہ

---

1 ......الخصائص الکبریٰ، باب ما وقع فی اسلام الطفیل بن عمرو الدوسی، ج۱، ص۲۲۵۔ علمیه

2 ......دلائل النبوة للبیهقی، باب ما جاء فی دعائه لنابغة...الخ، ج٦، ص۲۳۲۔ علمیه

3 ......ٹھیک۔

4 ......الخصائص الکبری للسیوطی، باب دعائه لثابت بن زید، ج۲، ص۲۸۳۔ علمیه

5 ......دلائل النبوة للبیهقی، باب ما جاء فی دعائه لعروة البارقی...الخ، ج٦، ص۲۲۰۔ علمیه

بن مالک گھوڑے پر سوار آپ کے تعاقب میں بالکل قریب آ گیا۔ حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا: یارسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمیں تو آلیا۔ آپ نے فرمایا کہ غم نہ کر کیونکہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ جب دو تین نیزے کا فاصلہ رہ گیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دعا فرمائی کہ یااللہ! تو جس طرح چاہے ہم کو بچا۔ اس پر سراقہ کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔ یہ دیکھ کر سُراقہ نے عرض کیا: یا محمد! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں جانتا ہوں کہ یہ آپ کا کام ہے۔ آپ اس مصیبت سے میری نجات کے لئے دعا فرمائیں۔ اللہ کی قسم! میں کسی کو تعاقب میں آپ تک نہیں آنے دوں گا۔ چنانچہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دعا سے سراقہ نے نجات پائی اور وہ واپس چلا گیا۔ راستے میں جس سے ملتا اسے یہ کہہ کر موڑ لیتا کہ میں نے بہت ڈھونڈا حضرت ادھر نہیں ہیں۔ [1]

حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تشریف آوری سے پہلے مدینہ میں طاعون و وبا سب سے زیادہ رہا کرتی تھی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دعا سے ایسی دور ہوئی کہ آج تک وہ مبارک شہر وباء و طاعون سے محفوظ ہے اور محفوظ رہے گا۔

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ابولہب کے بیٹے عتیبہ پر بددعا فرمائی چنانچہ اس کو ایک شیر نے پھاڑ ڈالا [2] جیسا کہ آگے مفصل بیان ہوگا۔

جب قریش نے ایمان لانے سے انکار کر دیا تو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دعا فرمائی: یااللہ! ان پر حضرت یوسف کے سات سالوں کی طرح سات سال قحط لا، چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ قریش نے مردار اور ہڈیاں کھائیں۔ ابوسفیان نے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں عرض کیا: یا محمد! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ کی قوم ہلاک ہوگئی اللہ سے دعا کیجئے کہ قحط دور ہو جائے۔ پس آپ نے دعا فرمائی اور وہ مصیبت دور ہوگئی۔ [3]

---

1 ......دلائل النبوة للبیهقی،باب اتباع سراقة بن مالك...الخ،ج٢،ص٤٨٤۔٤٨٥ ملتقطاً و ملخصاً۔علمیه

2 ......شرح الزرقانی علی المواهب،الفصل الثانی فی ذکر اولاده الکرام،ج٤،ص٣٢٥۔علمیه

3 ......صحیح بخاری،تفسیر سورۂ دخان۔ ...... (صحیح البخاری، کتاب التفسیر،سورة الدخان،الحدیث:٤٨٢٢۔٤٨٢٤،ج٣، ص٣٢٣ ملتقطاً۔علمیه)

حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کسریٰ پرویز کو جو دعوت اسلام کا خط لکھا تھا، اس نے اسے پڑھ کر پھاڑ دیا، جب آپ نے یہ سنا تو فرمایا کہ اس کا ملک پارہ پارہ ہو جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ فارس سے اَکاسِرہ کی سلطنت ہمیشہ کے لئے جاتی رہی۔ (1)

حَکَم ابن اَبِی العاص نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ اِسْتِہزاء کرنے کے لئے اپنا منہ ٹیڑھا کر لیا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اسی طرح رہے۔ چنانچہ وہ کج دہان ہی رہا یہاں تک کہ مر گیا۔ (2)

جنابِ سرورِ کائنات عَلَیۡہِ اُلُوفُ التَّحِیَّۃِ وَالصَّلٰوۃ نے مُحَلِّم بن جَثَّامہ (3) کو ایک سریہ میں بھیجا تھا جس پر عامر بن الاَضْبَط کو امیر بنایا تھا۔ جب وہ ایک وادی کے درمیان پہنچے تو مُحَلِّم نے عامر کو ایک معاملے کے سبب جو دونوں میں تھا دھوکے سے قتل کر دیا۔ جب حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے دعا فرمائی کہ مُحَلِّم کو زمین قبول نہ کرے۔ اس دعا کے سات دن بعد مُحَلِّم مر گیا جب اس کو دفن کیا گیا تو زمین نے اس کو پھینک دیا۔ اسی طرح کئی دفعہ کیا گیا مگر زمین نے قبول نہ کیا آخر کار اس کو ایک غار میں پھینک دیا گیا اور پتھروں کی ایک دیوار اس پر بنا دی گئی۔ (4)

حضرت اَنَس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانے میں قحط پڑا۔ جمعہ کے دن حضور منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے کہ ایک بادِیہ نَشِیْن عرب (5) آپ کے پاس آیا اور یوں عرض کرنے لگا: ''یارسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے مال ضائع ہو گئے اور بال بچے بھوکے مر رہے ہیں۔ آپ ہمارے حق میں دعا فرمائیں۔'' یہ سن کر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دونوں ہاتھ اٹھائے اس وقت آسمان پر کوئی بادل نظر نہ آتا تھا۔ (6) قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آپ نے ہاتھ نہ چھوڑے تھے کہ پہاڑوں کی

---

1 ......دلائل النبوة للبیهقی، باب ما جاء فی الجمع بین قوله: اذا هلك قیصر...الخ، ج٤، ص٣٩٣۔٣٩٤ ملتقطاً۔ علمیه

2 ......الخصائص الکبریٰ، باب الآیة فی الحکم ابن ابی العاص، ج٢، ص١٣٢۔ علمیه

3 ......سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں یہاں ''محلم بن جشامہ'' لکھا ہے جبکہ '' دلائل النبوة للبیهقی '' اور دیگر کتب میں '' مُحَلِّم بن جَثَّامه '' ہے لہٰذا کتابت کی غلطی پر محمول کرتے ہوئے ہم نے یہاں ''محلم بن جشامہ'' کے بجائے '' مُحَلِّم بن جَثَّامه '' لکھا ہے۔ علمیه

4 ......دلائل النبوة للبیهقی، باب: السریة التی قتل فیها محلم...الخ، ج٤، ص٣٠٦۔ علمیه

5 ......عرب کے دیہات میں رہنے والا۔

6 ......یعنی مدینہ کے اطراف میں بادل تھا اور مینہ برستا تھا مگر مدینہ پر نہ بادل تھا نہ مینہ برستا تھا۔ ١٢ منہ

مثل بادل اٹھا۔ پھر آپ منبر سے نہ اترے یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ بارش کا پانی آپ کی ریش مبارک پر سے نیچے گر رہا ہے۔ اس طرح جمعۂ آیندہ تک بارش ہوتی رہی۔ پھر وہی بادیہ نشین عرب آیا اور عرض کرنے لگا: ''یارسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے مکانات گر گئے۔'' آپ نے ہاتھ اٹھا کے دعا فرمائی: ''یااللّٰہ! ہمارے گرد مینہ برسا اور ہمارے مکانات سے دور رکھ۔'' پس جس طرف آپ اشارہ فرماتے بادل دور ہو جاتا یہاں تک کہ مدینہ گول گڑھے کی مانند ہو گیا اور وادیٔ قنات[1] میں ایک مہینہ تک پانی جاری رہا جس طرف سے کوئی آتا باران کثیر کی خبر لاتا۔[2]

جب مسلمان غَزْوَۂ تبوک[3] کے لئے نکلے تو گرمی کی شدت تھی۔ ایک پڑاؤ پر پیاس کی شدت سے یہ نوبت پہنچی کہ اونٹ ذبح کرتے اس کی لید نچوڑ کر پانی پی لیتے اور بقیہ کو اپنے جگر پر باندھتے۔ حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کیا کہ دعا فرمائیے۔ چنانچہ حضور انور کی دعا سے پانی برسا اور مسلمانوں نے اپنے برتن بھر لئے۔ پھر جو دیکھا تو یہ بارش حدودِ لشکر سے مُتَجَاوِز نہ تھی۔[4]

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک نابینا کو اپنی ذات شریف سے تَوَسُّل کا طریق بتایا اس نے ایسا ہی کیا اور بینا ہو گیا،[5] جیسا کہ آگے بالتفصیل آئے گا۔[6] ہم اس عنوان کو ایک مشہور واقعہ پر ختم کرتے ہیں جس کی کیفیت ذیل میں درج ہے۔

نَجْران کے نَصاریٰ کے ساتھ مُبَاہَلَہ

نَجْران مکہ مشرفہ سے جانب یمن سات منزل کے فاصلہ پر ایک بڑا شہر ہے جو نَجْران بن زید بن یَشْجُب بن یَعْرُب کے نام سے موسوم ہے۔ یہ شہر ملک عرب میں عیسائی مذہب کا مرکز تھا اور 73 گاؤں اس سے متعلق تھے۔ جنابِ سرورِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال سے ایک سال پیشتر یہاں کے عیسائیوں کا ایک وفد مدینہ منورہ میں آیا۔

---

1 ......قنات ایک وادی کا نام ہے جو طائف کی طرف سے آتی ہے اور کوہِ احد میں شہداء کی قبروں تک پہنچتی ہے۔ ۱۲منہ

2 ......صحیح البخاری، کتاب الجمعة، باب الاستسقاء فی الخطبة...الخ، الحدیث: ٩٣٣، ج ١، ص ٣٢١۔ علمیه

3 ......صحیح بخاری، تفسیر سورۂ دخان۔

4 ......المواھب اللدنیة مع شرح زرقانی، المقصد الرابع...الخ، تفجر الماء ببرکته...الخ، ج ٧، ص ٣٦۔ ٣٧ ملخصاً۔ علمیه

5 ......المعجم الکبیر للطبرانی، باب ما اسند الی عثمان بن حنیف، الحدیث: ٨٣١١، ج ٩، ص ٣١۔ علمیه

6 ......یہ واقعہ صفحہ نمبر 708 پر مُلاحظہ فرمائیے!

جب وہ عصر کے بعد مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو ان کی نماز کا وقت آ پہنچا مسجد میں انہوں نے شَرْق رُو ہو کر[1] نماز ادا کی۔ صحابہ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن منع کرنے لگے مگر حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تالیف قلوب[2] اور توقع اسلام کو مدنظر رکھ کر ان سے تَعَرُّض کرنے[3] سے منع فرمایا۔ اس وفد میں ساٹھ آدمی تھے جن میں چوبیس ان کے اشراف[4] میں سے تھے اور ان چوبیس میں سے تین مَرْجع کُل تھے۔[5] عَبْدُ الْمَسِیْح جن کا لقب عاقِب تھا اور سید جس کا نام اَیْہَم اور بقول بعض شُرَحْبِیْل تھا اور ابو حارِثہ بن عَلْقَمہ جوان کا اُسْقُف (بڑا پادری) تھا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کو دعوت اسلام دی مگر وہ رُو بَراہ نہ ہوئے[6] بلکہ مباحثہ کرنے لگے اور آخر کار کہنے لگے کہ اگر عیسیٰ (عَلَیْہِ السَّلام) خدا کا بیٹا نہیں تو بتاؤ ان کا باپ کون تھا؟ اس کے جواب میں یہ آیتیں نازل ہوئیں:

اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ۝۵۹ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِیْنَ ۝۶۰ فَمَنْ حَآجَّكَ فِیْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ ۫ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِیْنَ ۝۶۱ (آل عمران، ع ٦)

بے شک عیسیٰ کی مثال اللّٰہ کے نزدیک جیسی مثال آدم کی بنایا اس کو مٹی سے پھر کہا کہ ہو جا وہ ہو گیا حق بات ہے تیرے رب کی طرف سے پس تو مت رہ شک میں پھر جو جھگڑا کرے تجھ سے اس بات میں بعد اس کے کہ پہنچ چکا تجھ کو علم تو تو کہہ آؤ بلائیں ہم اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور اپنی جانوں کو اور تمہاری جانوں کو پھر دعا کریں اور لعنت ڈالیں اللّٰہ کی جھوٹوں پر۔[7]

ان آیات کا خلاصۂ مطلب یہ ہے کہ حضرت آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کا نہ باپ تھا نہ ماں۔ اگر حضرت عیسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کا باپ نہ ہو تو کیا عجب ہے۔ اگر نصاریٰ اس قدر سمجھانے پر بھی قائل نہ ہوں تو ان

---

1 ......مشرق کی طرف منہ کر کے۔ 2 ......دل جوئی۔ 3 ......روکنے۔ 4 ......معززین۔

5 ......یعنی تمام عیسائی انہیں کی طرف رجوع کرتے تھے۔ 6 ......آمادہ نہ ہوئے۔

7 ......ترجمۂ کنز الایمان: عیسیٰ کی کہاوت اللّٰہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے اسے مٹی سے بنایا پھر فرمایا ہو جا وہ فوراً ہو جاتا ہے اے سننے والے یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے تو شک والوں میں نہ ہونا پھر اے محبوب جو تم سے عیسیٰ کے بارے میں حجت کریں بعد اس کے کہ تمہیں علم آ چکا تو ان سے فرما دو آؤ ہم تم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللّٰہ کی لعنت ڈالیں۔ (پ ۳، ال عمرٰن: ۵۹۔ ۶۱) ۔علمیہ

کے ساتھ قسم کرو کہ یہ بھی ایک صورت فیصلہ کی ہے کہ دونوں اپنی جان سے اور اولاد سے حاضر ہوں اور دعا کریں کہ جو کوئی ہم میں سے جھوٹا ہے اس پر لعنت اور عذاب پڑے۔

اہلِ اسلام اس طرح کے فیصلے کو مُبَاہَلہ کہتے ہیں اور یہ کیا خوب فیصلے کا ڈھنگ ہے کہ صرف عادلِ حقیقی جو بے رُوْ ورِعایت اور بغیر بھول چوک کے فیصلہ کرنے والا ہے فیصلہ کردے۔ اس ارشادِ الٰہی کے مطابق حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان علمائے نصارٰی سے مُبَاہَلہ کے لئے کہا۔ انہوں نے مہلت مانگی۔ دوسرے روز صبح کو حضرت نے حضرت امام حسن اور امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما کو جو خوردسال[1] تھے ہاتھ سے پکڑا آپ کے پیچھے حضرت فاطمۃ الزہرا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا اور ان کے پیچھے حضرت علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم مقامِ مُبَاہَلہ کو روانہ ہوئے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان سے فرمایا کہ جب میں دعا کروں تم آمین کہنا۔ پنجتن پاک کو دیکھ کر ابو حارِثہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا:

"میں[2] وہ صورتیں دیکھتا ہوں کہ اگر وہ خدا سے دعا کریں کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے تو بیشک ان کی دعا سے ٹل جائے گا اس لئے تم مُبَاہَلہ نہ کرو، ورنہ ہلاک ہوجاؤ گے اور رُوئے زمین پر قیامت تک کوئی عیسائی نہ رہے گا۔ اللّٰہ کی قسم! تمہیں اس کی نبوت معلوم ہوچکی ہے اور وہ تمہارے صاحب (عیسٰی) کے بارے میں قول فیصل لایا ہے۔ اللّٰہ کی قسم! جس قوم نے پیغمبر سے مُبَاہَلہ کیا وہ ہلاک ہوگئی۔"

یہ سن کر عیسائی ڈر گئے اور مُبَاہَلہ کی جرأت نہ کرسکے بلکہ صلح کرلی اور جزیہ دینا قبول کیا۔ حضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اگر وہ مُبَاہَلہ کرتے تو بندر اور سُوَّر بن جاتے اور یہ جنگل ان پر آگ برساتا، اللّٰہ نجران اور اس کے باشندوں کو تباہ کردیتا یہاں تک کہ کوئی پرندہ بھی درخت پر باقی نہ رہتا۔[3]

نصارٰی کا اس طرح مُبَاہَلہ سے گُریز صاف بتارہا ہے کہ اَعدائے اِسلام بھی حضورِ اَقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

---

1 ......کم سن۔

2 ......زرقانی علی المواہب بروایت ابن ابی شیبۃ وابی نعیم وغیرہما، جزء رابع، ص۴۳۔

3 ......ابن سعد کی روایت میں ہے کہ عاقب اور سید کچھ مدت بعد جلد مدینہ آئے اور حضور کے دست مبارک پر مشرف باسلام ہوئے۔۱۲ منہ

...... (المواھب اللدنیۃ و شرح زرقانی، المقصد الثانی، الوفد الرابع عشر، ج۵، ص۱۸۶۔۱۹۰ ملتقطاً و ملخصاً۔علمیہ)

وَسَلَّم کی دعا کی اِجابَت کے قائل تھے۔اس مباہلہ سے ایک اور بڑا نتیجہ یہ نکلا کہ اگر دین اسلام خدا کی طرف سے نہ ہوتا اور حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نبی برحق نہ ہوتے تو ہرگز اپنے دعویٰ پر خدا کے حضور جھوٹے پر لعنت اور غضب الٰہی نازل ہونے کی بددعا کرنے کا حوصلہ اور جرأت نہ کرسکتے کیا کوئی اپنی چالاکی سے خدا کو بھی دھوکہ دے سکتا ہے؟ اگر ایسا ہوسکتا تو پھر عیسائی علماء کیوں دعا مانگنے کی جرأت نہ کرسکے۔

اُنگلیوں سے چشموں کی طرح پانی جاری ہونا

حضرت سالم[1] بن الجَعْد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کرتے ہیں کہ حُدَیْبِیہ کے دن لوگوں کو پیاس لگی۔ نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس ایک چھاگل تھی آپ نے اس سے وضو فرمایا تو لوگ پانی کے لئے آپ کی طرف دوڑے۔آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: تمہیں کیا ہوا؟ انہوں نے عرض کیا کہ آپ کی چھاگل کے پانی کے سوا ہمارے پاس نہ وضو کرنے کو ہے نہ پینے کو۔آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا ہاتھ مبارک چھاگل پر رکھا۔پس آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی انگلیوں سے چشموں کی طرح پانی نکلنے لگا۔ہم نے پیا اور وضو کیا۔ میں نے حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے پوچھا: تم اس دن کتنے تھے؟ حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جواب دیا کہ ہم ڈیڑھ ہزار تھے اگر ایک لاکھ ہوتے تو تب بھی وہ پانی کفایت کرتا۔[2]

یہ معجزہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے متعدد دفعہ مختلف جگہوں میں ایک جماعت کثیرہ کے سامنے ظہور میں آیا اور اس کے راوی حضرت جابر بن عبد اللّٰہ، اَنَس بن مَالِک، عبد اللّٰہ بن مَسْعُود، عبد اللّٰہ بن عباس، اَبُو یَعْلٰی انصاری، زید بن الحارث الصُدَائی اور ابو عَمْرَہ انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم ہیں۔پس یہ قَطْعِیُّ الثُّبُوت ہے۔[3] نظر بر اِختِصار یہاں صرف ایک روایت پر کفایت کی گئی ہے۔یہ معجزہ بھی شَقُّ الْقَمَر کی طرح حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خصائص میں سے ہے۔

---

1 ......صحیح بخاری، باب علامات النبوت فی الاسلام۔

2 ......صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، الحدیث: ٣٥٧٦، ج٢، ص٤٩٣۔علمیہ

3 ......یقینی طور پر ثابت ہے۔

حیوانات کی اِطاعت اور کلام

جس طرح وہ انسان جن کے نام پر قرعۂ سعادت پڑا ہوا ہے حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شریعت کے مُطیع و مُسَخَّر[1] ہیں اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے حیوانات کو بطَرِیقِ اِعْجاز وخَرقِ عادت[2] حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مُطیع و مُسَخَّر بنایا۔ ازاں جملہ[3] چند مثالیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

اونٹ کی شکایت اور سجدہ

حضرت اَنَس[4] بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ انصار میں سے ایک کے ہاں ایک اونٹ تھا جس سے آب کَشی کیا کرتے تھے۔[5] وہ سرکش ہوگیا اور اپنی پیٹھ پر پانی نہ اٹھاتا تھا۔ اونٹ کے مالک حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں آئے اور عرض کرنے لگے کہ ہمارے ہاں ایک اونٹ ہے جس سے ہم آب کشی کیا کرتے تھے وہ سرکش ہوگیا ہے اپنی پیٹھ پر پانی نہیں اٹھاتا ہماری کھجوریں اور کھیتی سوکھ رہی ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اٹھو! وہ اٹھے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان کے ساتھ ایک باغ میں داخل ہوئے۔ وہ اونٹ اس باغ کے ایک گوشہ میں تھا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کی طرف روانہ ہوئے، انصار نے عرض کیا: یارسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یہ اونٹ کاٹنے والے کتے کی مانند ہوگیا ہے ہمیں ڈر ہے کہ کہیں آپ کو تکلیف پہنچے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: مجھے اس سے کچھ ڈر نہیں۔ جب اونٹ نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھا تو آپ کی طرف آیا یہاں تک کہ آپ کے آگے سجدے میں گر پڑا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کی پیشانی کے بال پکڑ لئے اور وہ ایسا مطیع ہوا کہ کبھی نہ ہوا تھا یہاں تک کہ آپ نے اس کو کام پر لگا دیا۔ آپ کے اصحاب نے عرض کیا: یارسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یہ حیوانِ لایعقل[6] آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سجدہ کرتا ہے اور ہم عقل والے ہیں اس لئے ہم اس کی نسبت آپ کو سجدہ کرنے کے زیادہ سزاوار[7]

---

1 ......اطاعت گزار۔ 2 ......بطور معجزہ۔ 3 ......ان میں سے۔

4 ......اس حدیث کو امام احمد ونسائی نے روایت کیا ہے۔ (مواہب لدنیہ) اور حافظ ابونعیم نے بھی دلائل میں نقل کیا ہے۔ ۱۲ منہ

5 ......اس پر پانی لاد کر لایا کرتے تھے۔ 6 ......بے عقل جانور 7 ......حق دار۔

ہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ انسان کو سزاوار نہیں کہ دوسرے انسان کو سجدہ کرے اگر ایک انسان کا دوسرے انسان کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں حکم دیتا کہ عورت اپنے خاوند کو سجدہ کرے کیونکہ خاوند کا عورت پر بڑا حق ہے۔[1]

حضرت عبداللہ[2] بن جعفر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ سب سے پسندیدہ شے جس کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قضائے حاجت کے لئے اُوٹ بنایا کرتے تھے کوئی بلند چیز یا درختانِ خرما کا مجمع تھا۔ ایک دفعہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم انصار میں سے ایک شخص کے باغ میں داخل ہوئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ اس باغ میں ایک اونٹ ہے اس اونٹ نے جب نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھا تو رو پڑا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کے پاس آئے اور اس کے پس گوش پر[3] اپنا مبارک ہاتھ پھیرا وہ چپ ہو گیا آپ نے دریافت فرمایا کہ اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ انصار میں سے ایک نوجوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ اونٹ میرا ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تو اس چوپایہ کے بارے میں جس کا اللہ نے تجھے مالک بنایا ہے اللہ سے نہیں ڈرتا اس نے میرے پاس شکایت کی ہے کہ تو اسے بھوکا رکھتا ہے اور کثرتِ استعمال سے اسے تکلیف دیتا ہے۔[4]

بکری کی طاعت اور سجدہ

حضرت اَنَس[5] بن مَالِک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم انصار کے ایک باغ میں داخل ہوئے اور آپ کے ہمراہ حضرت ابوبکر و عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما اور انصار کے چند اشخاص تھے۔ اس باغ میں ایک بکری تھی اس نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے آگے سجدہ کیا۔ حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس بکری کی نسبت ہم آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سجدہ کرنے کے زیادہ سزاوار ہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ میری امت کو جائز نہیں کہ ایک دوسرے کو سجدہ کرے۔ اگر ایک کا دوسرے

---

1. ......المواھب اللدنیۃ مع شرح زرقانی، المقصد الرابع ...الخ، سجود الجمل...الخ، ج٦، ص ٥٣٨-٥٤٠ ۔ علمیہ
2. ......اس حدیث کو ابوداود نے روایت کیا ہے۔ (تیسیر الوصول۔ مواھب لدنیہ) ١٢ منہ
3. ......کان کے پیچھے والے حصے پر۔
4. ......المواھب اللدنیۃ مع شرح زرقانی، المقصد الرابع ...الخ، سجود الجمل...الخ، ج٦، ص ٥٤٣ ۔ علمیہ
5. ......دلائل حافظ ابونعیم، ص ١٣٥۔ امام احمد و بزار نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ (نسیم الریاض شرح شفائے قاضی عیاض، جزء ثالث، ص ٨٠) ١٢ منہ

کوسجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں حکم دیتا کہ عورت اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ [1]

اُم مَعْبَد رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْھَا کی بکری کا قصہ [2] حالات ہجرت میں آچکا ہے۔ دودھ نہ دیتی تھی حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی دعا سے اس نے دودھ دیا۔ [3]

بھیڑیے کی شہادت اور طاعت

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ ایک بھیڑیا بکریوں کے ریوڑ کی طرف آیا۔ اس نے بکریوں میں سے ایک بکری پکڑ لی۔ چرواہے نے بھیڑیے کا پیچھا کیا یہاں تک کہ بکری اس سے چھڑالی۔ پس بھیڑیا ایک ریت کے ٹیلے پر چڑھ گیا اور کتے کی طرح اپنے چوتڑوں پر بیٹھ گیا اور اپنی دُم کو اپنے پیروں کے درمیان کر لیا اور بولا: میں نے رِزْق کا قصد کیا جو اللہ نے مجھے دیا اور میں نے اسے لے لیا پھر تو نے اسے مجھ سے چھین لیا۔ چرواہے نے کہا: خدا کی قسم! میں نے آج کی طرح کسی دن بھیڑیے کو کلام کرتے نہیں دیکھا۔ بھیڑیے نے کہا: اس سے عجیب تر ایک شخص (حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا حال ہے جو نخلستان میں ذُوحَرَّہ کے درمیان یعنی مدینہ میں ہے تمہیں خبر دیتا ہے اس کی جو گزر چکا اور جو تمہارے بعد ہونے والا ہے۔ (اور لوگ اس اُمّی لقب نبی کا یہ معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاتے) حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہُ کا قول ہے کہ چرواہا یہودی تھا اس نے جناب پیغمبر خدا صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس واقعہ کی خبر دی اور مسلمان ہو گیا اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کی تصدیق کی۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اس طرح کے اُمورِ قیامت کی نشانیوں میں سے ہیں قریب ہے کہ ایک شخص اپنے گھر سے نکلے گا اور واپس نہ آئے گا یہاں تک کہ اس کے ہر دو نعل اور اس کا تازیانہ بتائے گا کہ اس کی غیر حاضری میں اس کے اَہل خانہ نے کیا عمل کیا ہے۔ [4]

---

1 ...... دلائل النبوۃ لابی نعیم،الفصل الثامن عشر،الحدیث:۲۷۶،الجزء۲،ص۲۲۶۔علمیہ

2 ...... اس قصہ کو شرح السنہ میں اور ابن عبدالبر نے استیعاب میں اور ابن الجوزی نے کتاب الوفا میں نقل کیا ہے۔ (مشکوۃ باب فی المعجزات فصل ثالث) ۱۲منہ

3 ...... یہ واقعہ صفحہ نمبر 109 پر ملاحظہ فرمائیے!

4 ...... مشکوۃ، باب فی المعجزات بحوالہ شرح السنہ۔ خصائص کبریٰ، جزء ثانی، ص۶۲ میں ہے کہ اس حدیث کو امام احمد و حافظ ابونعیم نے بسند صحیح روایت کیا ہے۔ ۱۲منہ ...... (مشکاۃ المصابیح، کتاب الفضائل والشمائل، باب فی المعجزات، فصل الثانی، الحدیث: ۵۹۲۷، ج۲، ص۳۹۴-۳۹۵۔علمیہ)

حضرت ابو سَعِید خُدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ ایک چرواہا[1] حَرّہ میں بکریاں چرا رہا تھا ناگاہ ایک بھیڑیا اس کی بکریوں میں سے ایک بکری کو پکڑنے آیا۔ چرواہا بکری اور بھیڑیے کے درمیان حائل ہو گیا۔ بھیڑیا اپنی دم پر کُتے کی طرح بیٹھ گیا پھر چرواہے سے بولا: کیا تو اللّٰہ سے نہیں ڈرتا کہ میرے رزق کے درمیان جو اللّٰہ نے میرے قابو میں کر دیا ہے حائل ہوتا ہے۔ چرواہے نے کہا: تعجب ہے کہ بھیڑیا انسان کی طرح کلام کرتا ہے۔ بھیڑیے نے کہا: دیکھ! میں تجھے اس سے بھی عجیب بات بتاتا ہوں۔ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ذُوحرہ[2] (سنگلاخ زمینوں) کے درمیان (مدینہ میں) لوگوں سے گزشتہ اُمتوں کے حال بیان فرما رہے ہیں۔ (اور وہ اس اُمّی لقب نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاتے) پس چرواہے نے بکریاں ہانک لیں یہاں تک کہ مدینہ منورہ میں آیا اور نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہو کر بھیڑیے کا قصہ بیان کیا۔ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: سچ ہے۔ دیکھو! درندوں کا انسان سے کلام کرنا قیامت کی نشانیوں میں سے ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! قیامت نہ آئے گی یہاں تک کہ درندے انسان سے کلام کریں گے اور انسان سے اس کے جوتے کا تسمہ اور اس کے کوڑے کا سرا کلام کرے گا اور انسان کو اس کی ران خبر دے گی جو اس کی بیوی نے اس کی غیر حاضری میں کیا۔[3]

حضرت حمزہ بن ابو اسید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک شخص کے جنازے میں نکلے دیکھتے کیا ہیں کہ ایک بھیڑیا راستے میں پاؤں پھیلائے بیٹھا ہے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: یہ تم سے اپنا حصہ طلب کرتا ہے اس کے لئے کچھ مقرر کرو۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہر اونٹ پر ہر سال ایک بکری۔'' انہوں نے عرض کیا:

---

1 ...... بقول واقدی اس کا نام اہبان بن اوس اسلمی تھا جو حرۃ الوبرہ میں ریوڑ چرا رہا تھا۔ اہبان مذکور صحابی ہیں جنہوں نے حضرت امیر معاویہ کے زمانہ میں انتقال فرمایا۔ ۱۲ منہ

2 ...... حرۃ الوبرہ مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلے پر ایک مقام کا نام ہے۔ دیکھو وفاء الوفاء للعلامۃ السمہودی۔ ۱۲ منہ

3 ...... مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی، باب اشراط الساعۃ۔ ...... (الخصائص الکبری، ذکر معجزاتہ فی ضروب الحیوانات، باب قصۃ الذئب، ج ۲، ص ۱۰۲۔ علمیہ)

یارسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یہ تو بہت ہے۔ آپ نے بھیڑیے کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہاں سے جلدی چل دو۔ بھیڑیا یہ سن کر چلا گیا۔[1]

شیر کی طاعت

حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے آزاد کردہ غلام حضرت سفینہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا بیان ہے کہ میں سَمُنْدر میں ایک کشتی پر سوار ہوا وہ کشتی ٹوٹ گئی۔ پس میں اس کے ایک تختے پر چڑھ بیٹھا اور ایک بن[2] میں جا نکلا جس میں شیر تھے ناگاہ ایک شیر آیا جب میں نے اسے دیکھا تو میں نے کہا: اے ابوالحارِث![3] میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا آزاد کردہ غلام سفینہ ہوں۔ یہ سن کر شیر دُم ہلاتا ہوا آیا یہاں تک کہ میرے پہلو میں کھڑا ہو گیا پھر میرے ساتھ چلا یہاں تک کہ مجھے راستے پر ڈال دیا پھر اس نے کچھ دیر ہلکی آواز نکالی میں سمجھا کہ یہ مجھے وداع کرتا ہے۔[4]

جب ہجرت کے وقت حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کوہ ثور کے غار میں تھے۔ اس غار کے منہ پر مکڑی نے جالا تنا ہوا تھا اور کنارے پر کبوتری نے انڈے دے رکھے تھے۔ کفار تعاقب میں وہاں پہنچے۔ اس عجیب دربانی و پاسبانی کو دیکھ کر واپس ہوئے اور کہنے لگے کہ اگر حضرت اس میں داخل ہوتے تو مکڑی جالا نہ بنتی اور کبوتری انڈے نہ دیتی۔ امثلۂ مذکورہ بالا کے علاوہ ہرنی کا قصہ اور سوسمار[5] کی حدیث مشہور ہے۔

نباتات کا کلام وطاعت اور سلام وشہادت

جس طرح حیوانات حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے امر کے مُطِیع تھے اسی طرح نباتات بھی آپ کے فرمانبردار تھے چنانچہ درختوں کا آپ کی خدمت اقدس میں آنا اور سلام کرنا اور آپ کی رسالت پر شہادت دینا

---

1 ......اس حدیث کو حافظ ابونعیم اور امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔ خصائص کبریٰ، جزء ثانی، ص ۶۳۔......(الخصائص الکبریٰ،ذکر معجزاتہ فی ضروب الحیوانات،باب قصة الذئب،ج ۲، ص ۱۰۴۔علمیه)

2 ......جنگل۔

3 ......شیر کی کنیت ہے۔ ۱۲ منہ

4 ......اس حدیث کو ابن سعد و ابویعلی و بزار و ابن منذر و حاکم و بیہقی و ابونعیم نے نقل کیا ہے اور حاکم نے صحیح کہا ہے اور بغوی و ابن عساکر نے بھی اس کو نقل کیا ہے۔ خصائص کبریٰ، جزء ثانی، ص ۶۵۔......(الخصائص الکبریٰ،ذکر معجزاتہ فی ضروب الحیوانات،باب قصة الاسد،ج ۲، ص ۱۰۸۔علمیه)

5 ......گوہ۔

اَحادیثِ کثیرہ سے ثابت ہے جن میں سے صرف دو تین مثالیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا سے روایت[1] ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ جب میری طرف وحی بھیجی گئی تو جس پتھر اور درخت پر میرا گزر ہوتا تھا وہ کہتا تھا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ.[2]

حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا بیان ہے کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ تھے ایک بادِیہ نَشِین عرب[3] آپ کے سامنے آیا۔ جب وہ نزدیک ہوا تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس سے فرمایا کہ کیا تو خدا کی وحدانیت اور محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی رسالت کی گواہی دیتا ہے؟ اس نے کہا: آپ جو کچھ فرماتے ہیں اس پر کون شہادت دیتا ہے؟ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: یہ درخت! پس آپ نے اسے بلایا حالانکہ وہ وادی کے کنارے پر تھا وہ زمین کو چیرتا ہوا سامنے آکھڑا ہوا۔ آپ نے تین بار اس سے شہادت طلب کی اور اس نے تینوں بار شہادت دی کہ واقع میں ایسا ہی ہے جیسا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا۔ پھر درخت اپنی جگہ پر چلا گیا۔[4]

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت[5] ہے کہ بنی عامر بن صَعْصَعَہ میں سے ایک بادِیہ نَشِین عرب[6] نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ اقدس میں آیا اور کہنے لگا: میں کس چیز سے پہچانوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ نے فرمایا: بتا! اگر میں اس درخت خرما کی شاخ کو بلالوں تو کیا تو میری رسالت کی گواہی دے گا؟ اس نے عرض کیا: ہاں! پس آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس شاخ کو بلایا۔ وہ درخت سے اترنے لگی یہاں تک کہ زمین

---

1 ......اس حدیث کو بزار وابونعیم نے روایت کیا ہے۔ (مواہب لدنیہ) ۱۲ منہ

2 ......المواهب اللدنية مع شرح زرقاني،المقصد الرابع كلام الشجر له...الخ،ج٦،ص٥١٣۔علمیه

3 ......عرب کے دیہات میں رہنے والا۔

4 ......مشکوٰۃ، باب فی المعجزات۔ ...... (مشكاة المصابيح،كتاب الفضائل والشمائل،باب في المعجزات،الحديث:٥٩٢٥، ج٢، ص٣٩٤۔علميه)

5 ......اس حدیث کو امام احمد نے اور امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور دارمی و ترمذی و حاکم و بیہقی و ابونعیم و ابویعلی و ابن سعد نے روایت کیا ہے اور ترمذی اور حاکم نے صحیح کہا ہے۔ (خصائص کبری، جزء ثانی، ص۳۶) ۱۲ منہ

6 ......عرب کے دیہات میں رہنے والا۔

پر گری اور پھد کنے لگی۔ حافظ ابو نعیم کی روایت میں ہے کہ وہ آپ کی طرف اس حال میں آئی کہ سجدہ کر رہی تھی اور اپنا سر اٹھا رہی تھی یہاں تک کہ وہ آپ کے پاس پہنچ گئی اور آپ کے سامنے کھڑی ہوگئی۔ نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اپنی جگہ پر واپس چلی جا۔ پس وہ اپنی جگہ واپس چلی گئی۔ یہ دیکھ کر اس اعرابی نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **اللہ** کے رسول ہیں اور ایمان لے آیا۔[1]

حضرت جابر[2] رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول **اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ سیر کی یہاں تک کہ ہم ایک فَراخ وادی میں اُترے، رسول **اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کوئی چیز نہ دیکھی جس کے ساتھ پردہ کرلیں ناگاہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس وادی کے ایک کنارے دو درخت دیکھے آپ نے ان دو میں سے ایک کے پاس قدم رنجہ فرمایا اور اس کی ایک شاخ کو پکڑ کر یوں ارشاد فرمایا: **اللہ** کے اذن سے میری فرمانبرداری کر۔ اس درخت نے آپ کی اس طرح فرمانبرداری کی جیسے کہ نکیل والا اونٹ شتربان کی فرمانبرداری کرتا ہے یہاں تک کہ آپ دوسرے درخت کے پاس آئے اور اس کی ایک شاخ کو پکڑ کر فرمایا: **اللہ** کے اذن سے میری فرمانبرداری کر۔ وہ بھی اسی طرح حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ چلا حتی کہ جب ان دونوں کے بیچ میں ہوئے تو فرمایا: **اللہ** کے اذن سے تم دونوں مجھ پر مل جاؤ۔ پس وہ درخت باہم مل گئے۔ (حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں:) میں اپنے دل میں اس امر عجیب کی نسبت حیرت سے سوچنے لگا میں نے جو نظر اٹھائی کیا دیکھتا ہوں کہ رسول **اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میری طرف آرہے ہیں اور وہ درخت جدا جدا ہوگئے ہیں اور ہر ایک اپنی اصلی حالت میں اپنے تنے پر قائم ہے۔[3]

جمادات کی طاعت اور تسبیح وسلام

جس طرح نباتات حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زیر فرمان تھے اسی طرح جمادات[4] بھی

---

1 ......الخصائص الکبری،ذکر معجزاته فی ضروب الحیوانات،باب فی قدوم الاعرابی من بنی عامر بن صعصعة،ج۲،ص۹۵۔علمیه

2 ......اس حدیث کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ (مشکوٰۃ، باب فی المعجزات فصل اول) ۱۲ منہ

3 ......مشکاة المصابیح، کتاب الفضائل والشمائل، باب فی المعجزات، الحدیث:۵۸۸۵، ج۲، ص۳۸۳۔علمیه

4 ......بے جان چیزیں، جیسے ریت، پتھر وغیرہ۔

آپ کے مطیع تھے۔ چنانچہ شجر کا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سلام کرنا اور آپ کی رسالت پر شہادت دینا پہلے آچکا ہے۔ سخت پتھروں کا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے نرم ہوجانا اور صَخْرۂ بَیْتُ الْمَقْدِس[1] کا خمیر کی مانند ہونا اس کتاب میں آگے آئے گا۔

حضرت علی[2] کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ میں نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ مکہ میں تھا ایک روز ہم اس کے بعض نواح میں نکلے جو پہاڑ یا درخت آپ کے سامنے آتا تھا وہ کہتا تھا:

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ"[3]

حضرت ابوذر[4] رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا بیان ہے کہ ایک روز میں دوپہر کے وقت رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دولت خانہ پر حاضر ہوا نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف فرما نہ تھے۔ میں نے خادم سے دریافت کیا۔ اس نے کہا کہ حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کے گھر میں ہیں۔ میں وہاں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں پہنچا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بیٹھے ہوئے تھے اور کوئی آدمی آپ کے پاس نہ تھا۔ مجھے اس وقت یہ گمان ہوتا تھا کہ آپ وحی کی حالت میں ہیں۔ میں نے آپ کو سلام کیا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میرے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا: تجھے کیا چیز یہاں لائی؟ میں نے عرض کیا: اللّٰہ اور رسول کی محبت۔ آپ نے مجھ سے فرمایا کہ بیٹھ جا۔ میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پہلو میں بیٹھ گیا نہ میں آپ سے کچھ پوچھتا تھا اور نہ آپ مجھ سے کچھ فرماتے تھے۔ میں تھوڑی دیر ٹھہرا کہ اتنے میں حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ جلدی جلدی چلتے ہوئے آئے انہوں نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سلام کیا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا: تجھے کیا چیز یہاں لائی؟ حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا: اللّٰہ اور رسول کی محبت۔ آپ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ بیٹھ جا۔ وہ ایک بلند جگہ پر نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مقابل بیٹھ گئے۔ پھر حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

---

1 ...... بیت المقدس کا بڑا پتھر۔

2 ...... ترمذی شریف، مطبوعہ مطبع احمدی، جلد ثانی، ص ۲۲۳۔

3 ...... سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب ماجاء فی ایات اثبات نبوۃ النبی... الخ، الحدیث: ۳٦٤٦، ج۵، ص ۳۵۹۔ علمیہ

4 ...... اس حدیث کو بزار و طبرانی و ابو نعیم و بیہقی نے روایت کیا ہے۔ (خصائص کبریٰ۔ مواہب لدنیہ) ۱۲ منہ

آئے۔ انہوں نے بھی ایسا ہی کیا اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بھی ویسا ہی فرمایا۔ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ پھر اسی طرح حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ آئے اور حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ اس کے بعد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سات یا نو یا اس کے قریب سنگریزے لئے۔ ان سنگریزوں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مبارک ہاتھ میں تسبیح پڑھی یہاں تک کہ آپ کے ہاتھ میں ان میں شہد کی مکھی کی مانند آواز سنی گئی (پھر آپ نے ان کو زمین پر رکھ دیا اور وہ چپ ہوگئے) پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے وہ سنگریزے مجھے چھوڑ کر حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو دیئے۔ ان سنگریزوں نے حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ہاتھ میں تسبیح پڑھی۔ (یہاں تک کہ میں نے شہد کی مکھی کی مانند ان کی آواز سنی) پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے وہ کنکر حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے لے کر زمین پر رکھ دیئے۔ وہ چپ ہوگئے اور ویسے ہی سنگریزے بن گئے۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو دیئے۔ ان کے ہاتھ میں بھی انہوں نے تسبیح پڑھی جیسا کہ حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ہاتھ میں پڑھی تھی (یہاں تک کہ میں نے شہد کی مکھی کی مانند ان کی آواز سنی) پھر آپ نے زمین پر رکھ دیئے وہ چپ ہوگئے۔ پھر آپ نے حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو دیئے۔ ان کے ہاتھ میں بھی انہوں نے تسبیح پڑھی جیسا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے ہاتھ میں پڑھی تھی (یہاں تک کہ میں نے شہد کی مکھی کی مانند ان کی آواز سنی) پھر آپ [1] نے لے کر ان کو زمین پر رکھ دیا وہ چپ ہوگئے۔ (پھر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ یہ نبوت [2] کی خلافت ہے) [3]

---

1 ......ابن عساکر کی روایت میں حدیث انس میں حضرت عثمان غنی کے بعد یوں آیا ہے: ثم صیرھنّ فی ایدینا رجلاً رجلاً فما سبحت حصاۃ منھنّ (خصائص کبریٰ، جزء ثانی، ص۷۵) پھر حضور نے ان سنگریزوں کو ہم میں سے ایک ایک کے ہاتھ میں رکھا مگر ان میں سے کسی سنگریزے نے تسبیح نہ پڑھی۔ ۱۲ منہ

2 ......اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جو حضرت ابوذر کو باوجودیکہ وہ مجلس میں اوروں کی نسبت آپ سے زیادہ قریب تھے سنگریزے نہ دیئے بلکہ ان کو چھوڑ کر حضرت ابوبکر و عمر و عثمان کو دیئے اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت ابوذر خلفاء میں سے نہ تھے۔ حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہٗ بظاہر اس موقع پر حاضر نہ تھے۔ ۱۲ منہ

3 ......المواہب اللدنية مع شرح زرقاني، المقصد الرابع...الخ، تسبيح الطعام...الخ، ج٦، ص ٤٩٥۔٤٩٧ والخصائص الكبرىٰ، ذكر معجزاته فى انواع الجمادات، باب تسبيح الحصى و الطعام، ج٢، ص١٢٤ ملخصاً۔ علميه

حضرت امام محمد[1] باقر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بیمار ہوئے حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام ایک خوان لائے جس میں (بہشت کے) انار اور انگور تھے۔ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تناول فرمانے کے لئے ان میں سے کچھ اٹھایا تو اس میں سے سُبْحَانَ اللّٰہ کی آواز آئی۔[2]

یہ خارقِ عادت (تَسبِیحُ الطَّعَام) بہت دفعہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اصحاب کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم سے بھی ظہور میں آیا ہے۔ چنانچہ حضرت عبد اللّٰہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ''ہم البتہ[3] بے شک طعام کی تسبیح سنا کرتے تھے جس حال میں کہ وہ کھایا جاتا تھا۔''[4]

حضرت ابو اُسید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت[5] ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت عباس بن عبد المُطَّلِب سے فرمایا: اے ابو الفَضْل! رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کل تم اور تمہارے[6] بیٹے اپنے مکان سے نہ جائیں یہاں تک کہ میں تمہارے پاس آؤں کیونکہ مجھے تم سے ایک کام ہے انہوں نے آپ کا انتظار کیا یہاں تک کہ آپ چاشت کے بعد تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا:

''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُم''

انہوں نے جواب دیا:

''وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ''

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: تم نے کیونکر صبح کی؟ انہوں نے عرض کی: ''بِحَمْدِ اللّٰہ ہم نے بخیریت صبح کی۔'' پس آپ نے ان سے فرمایا: نزدیک ہو جاؤ! وہ ایک دوسرے کے نزدیک ہو گئے یہاں تک کہ جب وہ آپ صَلَّی

---

1. ......دیکھو شفائے قاضی عیاض۔ ۱۲ منہ
2. ...... الشفاء، الباب الرابع...الخ، فصل و مثل ھذا فی سائر الجمادات، الجزء ۱، ص ۳۰۷۔ علمیه
3. ......صحیح بخاری، باب علامات النبوۃ فی الاسلام۔
4. ......صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، الحدیث: ۳۵۷۹، ج ۲، ص ۴۹۵۔ علمیه
5. ......اس حدیث کو بیہقی نے دلائل میں بالطوالت روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے بالاختصار نقل کیا ہے۔ (مواہب لدنیہ) حافظ ابو نعیم نے بھی دلائل میں اسے روایت کیا ہے۔ ۱۲ منہ
6. ......ان کے نام مبارک یہ ہیں: فضل، عبد اللّٰہ، عبید اللّٰہ، قاسم، معبد، عبد الرحمٰن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم یہ سب ام الفضل کے بطن سے تھے۔ ۱۲ منہ

اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے متصل ہو گئے تو آپ نے اپنی چادر مبارک سے ان کو ڈھانپ لیا اور یوں دعا فرمائی: ''اے میرے پروردگار! یہ میرا چچا اور میرے باپ کا بھائی ہے اور یہ میرے اہل بیت ہیں تو ان کو دوزخ کی آگ سے یوں چھپا لینا جیسا کہ میں نے ان کو اپنی چادر میں چھپا لیا ہے۔'' اس پر گھر کی چوکھٹ اور دیواروں نے تین بار آمین کہی۔ (1)

حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت (2) ہے کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کوہِ اُحد پر چڑھے اور آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم تھے۔ وہ پہاڑ ہلا آپ نے اسے اپنے پائے مبارک سے ٹھوکر لگا کر فرمایا: تو ساکن رہ کیونکہ تجھ پر نبی اور صدیق اور شہید ہیں۔ (3)

حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت (4) ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کوہِ ثَبِیر پر تھے اور آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر و عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما تھے اور میں تھا۔ وہ پہاڑ ہلا یہاں تک کہ اس کے پتھر نیچے دامن کوہ میں گر پڑے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پائے مبارک سے ٹھوکر لگا کر فرمایا: اے ثَبِیر! ساکن رہ کیونکہ تجھ پر نبی اور صدیق اور دو شہید ہیں۔ (5)

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ جس وقت نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی و طَلْحہ و زُبیر کوہِ حراء پر تھے وہ پہاڑ ہلا۔ نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اے حراء! ساکن رہ کیونکہ تجھ پر نہیں ہیں (6) مگر نبی یا صدیق یا شہید۔ ایک روایت میں سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا ذکر ہے اور حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا ذکر نہیں اور ایک روایت میں سوائے ابو عُبیدہ کے تمام عشرۂ مبشرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم (7)

---

1 ......المواهب اللدنية مع شرح زرقاني،المقصد الرابع...الخ،تسبيح الطعام...الخ،ج٦، ص٥٠٤-٥٠٥۔علميه

2 ......اس حدیث کو امام بخاری و امام احمد و ترمذی و ابوحاتم نے روایت کیا ہے۔ (مواہب لدنیہ) ۱۲ منہ

3 ......المواهب اللدنية مع شرح زرقاني،المقصد الرابع...الخ،تسبيح الطعام...الخ،ج٦، ص٥٠٦۔علميه

4 ......یہ حدیث نسائی و ترمذی و دارقطنی میں ہے۔ (مواہب لدنیہ) ۱۲ منہ

5 ......المواهب اللدنية مع شرح زرقاني،المقصد الرابع...الخ،تسبيح الطعام...الخ،ج٦، ص٥٠٩۔علميه

6 ......یعنی جو تجھ پر ہیں ان میں سے ہر ایک نہیں ہے مگر نبی یا صدیق یا شہید۔ مطلب یہ کہ ان میں سے ہر ایک اوصاف ثلاثہ سے خارج نہیں۔ ۱۲ منہ (یعنی ان میں کوئی ایک نبی، کوئی ایک صدیق اور کوئی ایک شہید ہے۔ علمیہ)

7 ......عشرۂ مبشرہ جو دس صحابی ہیں۔ جن کو رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جنت کی بشارت دی۔ ان کے نام مبارک یہ ہیں: حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی و طلحہ و زبیر و سعد ابن ابی وقاص و عبدالرحمٰن بن عوف و ابوعبیدہ بن جراح و سعید بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم۔ ۱۲ منہ

کا ذکر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جب ہجرت کے وقت قریش نے جناب رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تلاش میں اپنے آدمی بھیجے تو کوہ ثَبِیر نے کہا: یارسول اللّٰہ! اتر یئے کیونکہ مجھے خوف ہے کہ وہ آپ کو میری پشت پر قتل کر دیں اور مجھے اللّٰہ تعالیٰ عذاب دے پس حراء نے کہا: یارسول اللّٰہ! میری طرف آیئے۔[1]

حضرت جابر[2] رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ جس وقت نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خطبہ پڑھا کرتے تھے مسجد کے ستونوں میں سے ایک درخت خرما کے خشک تنے سے پشت مبارک لگالیا کرتے تھے۔ جب آپ کے لئے منبر بنایا گیا اور آپ اس پر رونق افروز ہوئے تو اس تنے نے جس کے پاس خطبہ پڑھا جایا کرتا تھا فریاد کی قریب تھا کہ وہ پارہ پارہ ہو جائے۔ پس نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم منبر سے اتر آئے[3] یہاں تک کہ اس نے آرام وقرار پایا۔ نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ یہ اس لئے رویا کہ جو ذکر یہ سنا کرتا تھا وہ اب اس سے جدا ہو گیا۔[4] اس ستون کو نالہ کرنے کے سبب حَنَّانَہ بولتے ہیں۔ نالۂ حَنَّانَہ کی حدیث مُتَواتِر ہے اس لئے اس میں کسی طرح کے شک کی گنجائش نہیں۔

فتح مکہ کے روز حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پہلے مسجد حرام میں داخل ہوئے اور مہاجرین وانصار آپ کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پہلے حجر اسود کو بوسہ دیا پھر طواف کیا۔ اس وقت بیت اللّٰہ شریف کے گرد اور اوپر تین سو ساٹھ بت تھے جو رانگ کے ساتھ پتھروں میں نصب کیے ہوئے تھے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دست مبارک میں ایک لکڑی تھی اس سے آپ جس بت کی طرف اشارہ فرماتے اور یہ پڑھتے:

---

1 ......دیکھو مواہب لدنیہ اور مدارج النبوۃ۔......(المواهب اللدنية مع شرح زرقاني،المقصد الرابع...الخ،تسبيح الطعام...الخ، ج٦، ص٥٠٩۔٥١٢ ملخصاً وملتقطاً۔علمیه)

2 ......اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔(مشکوۃ،باب فی المعجزات)۱۲منہ

3 ......مشکوۃ اور بخاری شریف میں یہاں یہ الفاظ بھی ہیں: "حتى أخذها فضمها إليه فجعلت تئن أنين الصبي الذي يسكت" اور اس ستون کے پاس آکر اسے اپنے سے چمٹالیا وہ سسکیاں بھرنے لگا اس بچے کی طرح جسے چپ کرایا جاتا ہے۔ بقیہ حدیث اسی طرح ہے جو مصنف نے ذکر کی ہے۔علمیه

4 ......مشكاة المصابيح، كتاب الفضائل والشمائل،باب في المعجزات،الحديث:٥٩٠٣، ج٢،ص٣٨٨ ۔علمیه

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾ آیا سچ اور نکل بھاگا جھوٹ بیشک جھوٹ نکل بھاگنے والا ہے۔[1]

(بنی اسرائیل، ع ۹)

وہ منہ کے بل گر پڑتا۔ اس طرح آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بیت اللّٰہ شریف کو بتوں سے پاک کر دیا۔

بدر کے دن جب لڑائی سخت ہوگئی تو حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سنگریزوں کی ایک مٹھی لی اور قریش کی طرف منہ کر کے فرمایا: ''شَاهَتِ الْوُجُوْه ''(ان کے چہرے بدشکل ہوگئے) پھر ان کی طرف پھینک دی، کفار کو شکست ہوئی۔ اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى اور نہیں پھینکا تو نے جس وقت کہ پھینکا تو نے لیکن اللّٰہ تعالیٰ نے پھینکا۔[2]

(انفال، ع ۲)

اسی طرح حُنَیْن کے دن جب حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ صرف چند صحابہ رہ گئے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے خچر سے اتر کر ایک مُشت خاک لی اور شَاهَتِ الْوُجُوْه کہہ کر کفار کی طرف پھینک دی۔ کوئی کافر[3] ایسا نہ تھا جس کی آنکھوں میں وہ مٹی نہ پڑی ہو۔ پس وہ شکست کھا کر بھاگ گئے۔[4]

مُغَیَّبات پر مطلع ہونا

حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے معجزات میں سے آپ کا مغیبات پر مطلع ہونا اور غیوب ماضیہ اور مستقبلہ کی خبر دینا بھی ہے۔[5] علم غیب بالذات اللّٰہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے جو کچھ اس قبیل سے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زبان مبارک سے ظاہر ہوا وہ اللّٰہ تعالیٰ کی وحی و الہام سے ہوا جیسا[6] کہ آیاتِ ذیل سے ظاہر ہے۔

1 ...... ترجمۂ کنز الایمان: حق آیا اور باطل مٹ گیا بیشک باطل کو مٹنا ہی تھا (پ ۱۵، بنی اسرا‌ئیل: ۸۱)۔ علمیہ

2 ...... ترجمۂ کنز الایمان: اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللّٰہ نے پھینکی۔ (پ ۹، الانفال: ۱۷)۔ علمیہ

3 ...... صحیح مسلم، غزوۂ حنین۔

4 ...... صحیح مسلم، کتاب الجهاد والسیر، باب فی غزوة حنین، الحدیث: ۱۷۷۷، ص ۹۸۰۔ علمیه

5 ...... یعنی حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا غیب جاننا اور جو ہو چکا اور جو ہوگا اس کے بارے میں بتانا یہ بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا معجزہ ہے۔ علمیه

6 ...... یعنی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کو علم غیب خود سے ہے اور حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جو غیب کی خبریں ارشاد فرمائیں ان کا علم اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کو عطا فرمایا ہے۔ علمیه

﴿1﴾

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ (بقرہ، ع ۱۷)

اور اسی طرح ہم نے تم کو بہتر امت بنایا تا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو۔ (1)

﴿2﴾

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ؕ (آل عمران، ع ۵)

یہ غیب کی خبروں سے ہے جسے ہم تیری طرف وحی کرتے ہیں۔ (2)

﴿3﴾

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ص (آل عمران، ع ۱۸)

نہیں ہے اللہ کہ خبر دار کرے تم کو غیب پر لیکن اللہ پسند کرتا ہے اپنے پیغمبروں میں سے جس کو چاہے۔ (3)

﴿4﴾

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾ (نساء، ع ۱۷)

اور خدا نے اتاری تجھ پر کتاب اور حکمت اور سکھایا تجھ کو جو کچھ کہ تو نہ جانتا تھا اور اللہ کا فضل تجھ پر بڑا ہے۔ (4)

﴿5﴾

تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ؕ (ہود، ع ۴)

یہ بعض خبریں ہیں غیب کی جن کو ہم تیری طرف وحی کرتے ہیں ان کو جانتا نہ تھا تو اور نہ تیری قوم اس سے پہلے۔ (5)

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔ (پ ۲، البقرۃ: ۱۴۳) علمیہ

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں۔ (پ ۳، اٰل عمرٰن: ۴۴) علمیہ

3 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دیدے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔ (پ ۴، اٰل عمران: ۱۷۹) علمیہ

4 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔ (پ ۵، النساء: ۱۱۳)

5 ......ترجمۂ کنز الایمان: یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں انہیں نہ تم جانتے تھے نہ تمہاری قوم اس سے پہلے۔ (پ ۱۲، ہود: ۴۹)

﴿6﴾

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ ۚ وَ مَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْۤا اَمْرَهُمْ وَ هُمْ یَمْكُرُوْنَ ۝۱۰۲ (یوسف، ع۱۱)

یہ غیب کی خبروں سے ہے جسے ہم تیری طرف وحی کرتے ہیں اور تو ان کے پاس نہ تھا جس وقت انہوں نے اپنا کام مقرر کیا اور وہ مکر کرتے تھے۔ (1)

﴿7﴾

فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ؕ۝۱۰ (نجم، ع۱)

پس اللہ نے وحی پہنچائی اپنے بندے کی طرف جو پہنچائی۔ (2)

﴿8﴾

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ۙ۝۲۶ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (جن، ع۲)

وہ غیب کا جاننے والا پس مطلع نہیں کرتا اپنے غیب پر کسی کو مگر وہ پیغمبر جس کو اس نے پسند کرلیا۔ (3)

اس مضمون کی اور آیتیں بھی ہیں۔ ان سب کی تفسیر کے لئے ایک علیحدہ کتاب درکار ہے یہاں صرف آیت ﴿1﴾ کے حصہ اخیر کی نسبت کچھ ذکر کیا جاتا ہے۔ علامہ اسمٰعیل حقّی قُدِّسَ سِرُّہٗ اپنی تفسیر ''روح البیان'' میں بعض اربابِ حقیقت کا قول یوں نقل فرماتے ہیں:

و معنی شھادۃ الرّسول علیھم اطلاعہ علی رتبۃ کل متدین بدینہ و حقیقتہ الّتی ھو علیھا من دینہ وحجابہ الّذی ھو بہ محجوب عن کمال دینہ فھو یعرف ذنوبھم و حقیقۃ ایمانھم و اعمالھم و حسناتھم وسیاتھم و اخلاصھم و نفاقھم و غیر ذلك بنور الحق .

ان پر رسول کے گواہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ حضور مطلع ہیں اپنے دین کے ہر مُتَدَیِّن (4) کے رتبے پر اور اس کے ایمان کی

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: یہ کچھ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں اور تم ان کے پاس نہ تھے جب انہوں نے اپنا کام پکا کیا تھا اور وہ داؤں چل رہے تھے۔ (پ ۱۳، یوسف: ۱۰۲)۔ علمیه

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔ (پ ۲۷، النجم: ۱۰)۔ علمیه

3 ......ترجمۂ کنز الایمان: غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ (پ ۲۹، الجن: ۲۶۔ ۲۷)۔ علمیه

4 ......ایمان والے۔

حقیقت پر اور اس حجاب پر کہ جس کے سبب سے وہ کمال دین سے محجوب ہے۔ پس حضور ان کے گناہوں کو اور ان کے ایمان کی حقیقت کو اور ان کے اعمال کو اور ان کی نیکیوں اور برائیوں کو اور ان کے اخلاص و نفاق وغیرہ کو نور نبوت سے پہچانتے ہیں۔[1]

اسی طرح مولینا شاہ عبدالعزیز قُدِّسَ سِرُّہٗ ''تفسیر عزیزی'' میں تحریر فرماتے ہیں: وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا[2] یعنی و باشد رسول شما بر شما گواہ۔ زیرا کہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبۂ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست و حجاب کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام است۔ پس او مے شناسد گناہان شمارا و درجات ایمان شمارا و اعمالِ نیک و بد شمارا و اخلاص و نفاق شمارا۔''

حالت خواب[3] میں بھی آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم اپنی امت کے حالات سے آگاہ رہا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قُدِّسَ سِرُّہٗ مُلّاحَسَن کشمیری کو یوں تحریر فرماتے ہیں: حدیث تنام عيناى و لا ينام قلبى کہ تحریر یافتہ بود اشارت بدوام آگاہی نیست بلکہ اخبار است از عدم غفلت از جریان احوال خویش و امت خویش۔[4]

عالم برزخ میں بھی آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم اپنی امت کے احوال سے آگاہ رہتے ہیں۔ چنانچہ علامہ قسطلانی آدابِ زِیارَت میں یوں تحریر فرماتے ہیں:

و ينبغي ان يقف عند محاذاة اربعة اذرع و يلازم الادب و الخشوع و التواضع غاض البصر فى مقام الهيبة كما كان يفعل فى حال حياته اذ لا فرق بين موته و حياته فى مشاهدته لامته و معرفته باحوالهم و نياتهم وعزائمهم وخواطرهم ذلك عنده جلى لاخفاء به فان قلت هذه الصفات مختصة بالله تعالىٰ فالجواب ان من انتقل الىٰ عالم البرزخ من المؤمنين يعلم احوال الاحياء غالباً وقد وقع كثير من ذلك كما هو مسطور فى مظنة ذلك من الكتب و قد روى ابن المبارك عن سعيد بن المسيب: ليس من يوم الا و تعرض

---

1 ......تفسیر روح البیان،سورۃ البقرۃ،تحت الآیۃ:۱۴۳،ج۱،الجزء۲،ص۲۴۸۔علمیه

2 ......پ۲،البقرۃ:۱۴۳۔علمیه

3 ......یعنی نیند کی حالت۔

4 ......مکتوبات احمدیہ،جلد اول،مکتوب ۹۹۔......(مکتوبات امام ربانی،دفتر اول،حصہ دوم،مکتوب ۹۹،ج۱،ص۹۹۔علمیه)

علی النّبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہ وسلم اعمال امتہ غدوۃً وعشیۃً فیعرفھم بسیماھم واعمالھم فلذلك یشھد علیھم.(مواہب لدنیہ)[1]

چاہیے کہ زیارت کرنے والا قبر شریف سے چار ہاتھ پر سامنے کھڑا ہووے، اور ادب وخشوع وتواضع کو لازم پکڑے اور مقام ہیبت میں آنکھیں بند کرے جیسا کہ حضور کی حیات شریف کی حالت میں کیا جاتا تھا کیونکہ اپنی امت کے مشاہدے اور ان کے احوال ونیات وعزائم وخواطر کی معرفت میں[2] حضور کی موت وحیات یکساں ہے اور یہ آپ کے نزدیک ظاہر ہے اس میں کوئی پوشیدگی نہیں۔ اگر اعتراض کیا جائے کہ یہ صفات تو اللہ تعالیٰ سے مختص ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ (کامل) مومنوں میں سے جو شخص عالم برزخ میں چلا جاتا ہے وہ زندوں کے حالات غالبًا جانتا ہے۔ ایسا بہت وقوع میں آیا ہے جیسا کہ اس کے متعلق کتابوں میں مذکور ہے۔ حضرت عبد اللّٰہ بن مبارک نے بروایت سعید بن مسیّب نقل کیا ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں کہ صبح وشام امت کے اعمال آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر پیش نہ کیے جاتے ہوں۔ لہٰذا آپ ان اعمال کو اور خود ان کو ان کے چہرے سے پہچانتے ہیں۔ اسی واسطے آپ ان پر گواہی دیں گے۔

مَواہِب لَدُنِّیہ کی طرح مدخل ابن حاج میں بھی زیارتِ سَیِّدُ الاَوَّلِیْن والآخِرِین میں یہی مضمون مذکور ہے اور یہ بھی لکھا ہے:

فاذا زارہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ و الہ و سلم فان قدر ان لا یجلس فھو بہ اولٰی فان عجز فلہ ان یجلس بالادب والاحترام والتعظیم، و قد لا یحتاج الزائر فی طلب حوائجہ و مغفرۃ ذنوبہ ان یذ کرھا بلسانہ، بل یحضر ذلك فی قلبہ و ھو حاضر بین یدیہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ و الہ و سلم لانہ علیہ الصَّلٰوۃ و السلام اعلم منہ بحوائجہ ومصالحہ وارحم بہ منہ لنفسہ واشفق علیہ من اقاربہ. وقد قال علیہ الصلٰوۃ و السلام: "انما مثلی و مثلکم کمثل الفراش تقعون فی النار و انا اخذ بحجز کم عنھا" او کما قال و ھذا فی حقہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ و الہ و سلم فی کل وقت و اوان اعنی فی التوسل بہ و طلب الحوائج بجاھہ عند ربہ عز و جل و من لم یقدر لہ زیارتہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہ وسلم بجسمہ فلینوھا کل وقت بقلبہ، و لیحضر

---

1 ......المواھب اللدنیۃ مع شرح زرقانی،المقصد العاشر، الفصل الثانی فی زیارۃ قبرہ الشریف ...الخ،ج۱۲،ص۱۹۵۔علمیہ

2 ......امت کو ملاحظہ فرمانے اور ان کے حالات، نیتیں ارادے اور دلی خیالات کا علم ہونے میں۔

قلبه انه حاضر بين يديه متشفعا الٰی من منّ به عليه . (مدخل لابن الحاج، جزءاول، زیارت سید الاولین والا خرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم)

جس وقت زائر آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت کرے اگر وہ طاقت رکھتا ہو کہ نہ بیٹھے تو اس کے لئے نہ بیٹھنا اَولیٰ ہے۔ اگر وہ کھڑا رہنے سے عاجز ہو تو اسے ادب واحترام اور تعظیم سے بیٹھنا جائز ہے۔ زائر کے لئے اپنی حاجتیں اور گناہوں کی معافی طلب کرنے میں یہ ضروری نہیں کہ ان کو اپنی زبان سے ذکر کرے بلکہ ان کو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حضور میں دل میں حاضر کرلے کیونکہ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کو زائر کی حاجات وضروریات کا علم خود زائر سے زیادہ ہے، اور حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس پر خود اس کی نسبت زیادہ رحم والے اور اس کے اقارب سے زیادہ شفقت والے ہیں۔ چنانچہ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے فرمایا ہے: ''میرا حال اور تمہارا حال پروانوں کے حال کی طرح ہے کہ تم آگ میں گرتے ہو اور میں تم کو کمر سے پکڑ کر آگ سے بچانے والا ہوں۔'' اور یہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حق میں ہر وقت اور ہر لحظہ میں ہے یعنی حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے توسُّل کرنے میں اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جاہ کے وسیلہ سے حاجتیں مانگنے میں اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے، اور جس شخص کے لئے بذات خود آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت کا مقدور نہ ہو اُسے چاہیے کہ ہر وقت اپنے دل میں زیارت کی نیت کرے اور یہ سمجھے کہ میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے حاضر ہوں اور حضور کو بارگاہ الٰہی میں شفیع لا رہا ہوں جس نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بھیج کر مجھ پر بڑا احسان کیا ہے۔ (1)

علامہ سیوطی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ عالم برزخ میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اَشغال میں یوں تحریر فرماتے ہیں:

النظر فی اعمال امته و الاستغفار لهم من السيّات و الدعاء بكشف البلاء عنهم و التردد فی اقطار الارض لحلول البركة فيها و حضور جنازة من مات من صالحی امته فان هذه الامور من جملة اشغاله فی البرزخ كما وردت بذلك الاحاديث و الاثار. (2)

---

1 ......المدخل،فصل فی زيارة القبور،الوجه الثالث،ج۱،ص۱۹۰۔علميه

2 ......انتباہ الاذکیاء فی حیات الانبیاء،مطبوعہ مطبع محمدی واقع لاہور۔......(الحاوی للفتاوی، کتاب البعث،انباء الاذکياء بحياة الانبياء، ج۲، ص۱۸٤۔علميه)

اپنی امت کے اعمال کو دیکھنا اوران کے گناہوں کی بخشش طلب کرنا اوران سے بلا دور کرنے کی دعا کرنا اوراقطار زمین میں حلول برکت کے لئے تشریف لے جانا، اپنی امت کے صالحین میں سے کسی کے جنازے میں حاضر ہونا بیشک یہ امور برزخ میں حضور کے اَشغال میں سے ہیں جیسا کہ احادیث وآثار میں وارد ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کو علم **ما کان و ما یکون** عطا فرمایا، چنانچہ صحیح[1] بخاری ومسلم میں حضرت حُذَیْفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم ہم میں (وعظ کے لئے) کھڑے ہوئے۔ اس میں آپ نے جو کچھ قیامت تک واقع ہونے والا ہے سب بیان فرمادیا اسے یادرکھا جس نے یادرکھا اور بھلا دیا جس نے بھلا دیا۔ اس واقعہ کا میرے یاروں کو بھی علم ہے جو کچھ آپ نے خبردی اس میں سے ایسی چیز واقع ہوتی ہے جس کو میں بھول گیا ہوں جب اس کو دیکھتا ہوں تو یاد کرلیتا ہوں جس طرح ایک شخص دوسرے شخص کا چہرہ (بطریق اجمال) یادرکھتا ہے، جب کہ وہ غائب ہوجاتا ہے پھر جب اس کو دیکھتا ہے تو اسے (بہ تفصیل وتشخیص) پہچان لیتا ہے۔[2]

حضرت ابوزید[3] رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ہمیں نماز فجر پڑھائی اورمنبر پر رونق افروز ہوئے اورہمیں وعظ فرمایا یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہوگیا آپ منبر سے اتر آئے اورنماز پڑھی پھر منبر پر رونق افروز ہوئے اورہمیں وعظ فرمایا یہاں تک کہ عصر کا وقت ہوگیا پھر آپ اتر آئے اورنماز پڑھی پھر منبر پر رونق افروز ہوئے اورہمیں وعظ فرمایا یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ہم کو جو کچھ واقع ہوچکا ہے اور جو ہونے والا ہے سب کی خبردی۔ ہم میں سے جو زیادہ یادرکھنے والا ہے وہ زیادہ عالم ہے۔[4]

حضرت ثَوبان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اللہ نے میرے لئے زمین کو لپیٹ دیا تو میں نے اس کے مشرقوں اورمغربوں کو دیکھ لیا اورقریب ہے کہ میری امت کی

---

1 ...... مشکوٰۃ، کتاب الفتن، فصل اول۔

2 ...... مشکاۃ کتاب الفتن، الفصل الاول، الحدیث:۵۳۷۹، ج۲، ص۲۷۸ ۔علمیہ

3 ...... صحیح مسلم، جلد ثانی، کتاب الفتن۔

4 ......صحیح مسلم، کتاب الفتن...الخ، باب اخبار النبی فی ما یکون الی...الخ، الحدیث:۲۸۹۲، ص۱۵۴۶ ۔علمیہ

سلطنت ان تمام مقامات پر پہنچے اور مجھے دوخزانے سرخ وسفید دیئے گئے۔ الحدیث [1]

صحیح بخاری ومسلم میں حضرت اُسامہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ سے روایت ہے کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مدینہ کے قلعوں میں سے ایک پر کھڑے ہوئے۔ پھر فرمایا: کیا تم دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں؟ صحابہ نے عرض کیا کہ نہیں! آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ فتنے تمہارے گھروں کے بیچ بارش کی طرح گر رہے ہیں۔ [2]

حضرت عبدالرحمٰن بن عائش رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار کو نہایت اچھی صورت میں دیکھا۔ اس نے پوچھا کہ فرشتے کس چیز میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا: تو زیادہ دانا ہے۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: پس پروردگار نے اپنا ہاتھ میرے دوشانوں کے درمیان رکھا میں نے اس ہاتھ کی ٹھنڈک اپنے دو پستانوں کے درمیان پائی اور جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں تھا [3] اور آنحضرت نے یہ آیت پڑھی:

وَكَذٰلِكَ نُرِيْۤ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ۝۷۵

اوراسی طرح ہم دکھانے لگے ابراہیم کو سلطنت آسمان اور زمین کی تاکہ اس کو یقین آوے۔ [4]

اس حدیث کو دارمی نے بطریق ارسال روایت کیا ہے، اسی کی مانند ترمذی میں ہے۔ [5]

حضرت عبداللّٰہ بن عمرو بن العاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ فرماتے ہیں کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

---

1. ......صحیح مسلم، کتاب الفتن۔......(صحیح مسلم، کتاب الفتن...الخ، باب هلاك هذه الامة بعضهم...الخ، الحديث:٢٨٨٩، ص١٥٤٤۔علميه)
2. ......صحيح البخاري، كتاب الفتن، باب قول النبي ويل للعرب...الخ، الحديث:٧٠٦٠، ج٤، ص٤٣١۔علميه
3. ......عبارت است از حصول تمام علوم جزئی وکلی واحاطۂ آں۔ اشعۃ اللمعات۔۱۲ منہ
4. ......ترجمۂ کنز الایمان: اوراسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اس لئے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہوجائے۔(پ۷، الانعام:۷۵)۔علميه
5. ......مشکوٰۃ، کتاب الصلوٰۃ، باب المساجد۔ ......(مشكاة المصابيح، كتاب الصلوة، باب المساجد ومواضع الصلاة، الحديث: ٧٢٥، ج١، ص١٥٢۔علميه)

(اپنے دولت خانہ سے) نکلے اور آپ کے دونوں ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو یہ دو کتابیں کیسی ہیں؟ ہم نے عرض کیا: نہیں یارسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مگر یہ کہ آپ ہمیں بتادیں۔ جو آپ کے دائیں ہاتھ میں تھی اس کی نسبت فرمایا کہ یہ رب العالمین کی طرف سے ایک کتاب ہے اس میں بہشتیوں کے نام اور ان کے آباء و قبائل کے نام ہیں پھر اخیر میں ان کا مجموعہ دیا گیا ہے، ان میں نہ کبھی زیادتی ہوگی اور نہ کمی ہوگی۔ پھر جو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بائیں ہاتھ میں تھی اس کی نسبت فرمایا کہ یہ رب العالمین کی طرف سے ایک کتاب ہے اس میں دوزخیوں کے نام ہیں پھر اخیر میں مجموعہ دیا گیا ہے۔ ان میں کبھی نہ زیادتی ہوگی اور نہ کمی ہوگی۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اگر اس امر سے فراغت ہو چکی تو عمل کس واسطے ہے؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اپنے عملوں کو درست کرو اور قربِ الٰہی ڈھونڈو کیونکہ جو بہشتی ہے اس کا خاتمہ بہشتیوں کے عمل پر ہوگا خواہ وہ عمر بھر کیسا ہی عمل کرتا رہے اور جو دوزخی ہے اس کا خاتمہ دوزخیوں کے عمل پر ہوگا خواہ وہ عمر بھر کیسا ہی عمل کرتا رہے۔ پھر رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دونوں ہاتھوں سے اشارہ فرمایا اور ان دو کتابوں کو پس پشت ڈال دیا۔ پھر فرمایا: اللّٰہ تعالٰی اپنے بندوں سے فارغ ہو گیا ہے ایک گروہ بہشت میں اور ایک گروہ دوزخ میں۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ [1]

امام اَحمد و طَبَرانی نے بروایت ابوذَر نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہم رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس سے آئے اس حال میں کہ آسمان میں پرندہ جو اپنا بازو ہلاتا ہے اس کے متعلق بھی اپنے علم کا آپ نے ہم سے ذکر فرمادیا۔ [2]

طَبَرانی میں بروایت ابن عُمَر مروی ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اللّٰہ تعالٰی نے میرے سامنے رکھا دنیا کو میں دنیا کی طرف اور اس میں قیامت تک ہونے والے حوادِث کی طرف یوں دیکھتا تھا جیسے

---

1 ......مشکوٰۃ، کتاب الایمان، باب الایمان بالقدر، فصل ثانی۔......(مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الایمان بالقدر، الحدیث: ۹۶، ج۱، ص۳۹۔ علمیه)

2 ......مواہب لدنیہ، مقصد ثامن، فصل ثالث۔...... (المواهب اللدنية مع شرح زرقاني، المقصد الثامن، الفصل الثالث فی انبائه بالانباء المغیبات، ج۱۰، ص۱۲۶۔ علمیه)

اپنے اس ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔ [1]

طَبرانی میں حضرت حُذیفہ بن اَسید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ کل رات اس حجرہ کے پاس میری امت اول سے آخر تک مجھ پر پیش کی گئی۔ آپ سے عرض کیا گیا: یارسول اللّٰہ! پیش کیے گئے آپ پر وہ جو پیدا ہو چکے ہیں کیونکہ وہ موجود ہیں مگر وہ کیونکر پیش کیے گئے جو پیدا نہیں ہوئے؟ آپ نے فرمایا کہ میرے لئے آب وگل میں [2] ان کی صورتیں بنائی گئیں یہاں تک کہ میں ان میں سے ہر ایک کو اس سے بھی زیادہ پہچانتا ہوں جتنا کہ تم اپنے ساتھی کو پہچانتے ہو۔ [3]

مُسْنَدِ فِرْدَوس میں ہے کہ میرے لئے آب وگل میں میری امت کی شکل بنائی گئی اور مجھے تمام اَسماء کا علم حضرت آدم کی طرح دیا گیا۔ [4]

جب حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے علم کی وسعت کا یہ حال ہے تو اِنس وجنّ ومَلَک میں سے کس کو یارا ہے کہ اس کا احاطہ کر سکے لہٰذا یہاں جو کچھ بیان ہوتا ہے اسے سَمُنْدَر میں سے ایک قطرہ تصور کرنا چاہیے۔

صاحب قصیدہ بردہ شریف یوں فرماتے ہیں:

فَاِنَّ مِنۡ جُوۡدِكَ الدُّنۡیَا وَ ضَرَّتَهَا ۔۔۔ وَ مِنۡ عُلُوۡمِكَ عِلۡمَ اللَّوۡحِ وَالۡقَلَمِ [5]

کیونکہ دنیا اور آخرت آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بخشش سے ہے اور لوح وقلم کا علم آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

---

1 ......مواہب لدنیہ، مقصد ثامن، فصل ثالث۔ ...... (المواهب اللدنية مع شرح زرقاني، المقصد الثامن، الفصل الثالث في انبائه بالانباء المغيبات، ج ۱۰، ص ۱۲۳۔علميه)

2 ......پانی ومٹی میں۔

3 ......خصائص کبریٰ للسیوطی، جزء ثانی، ص ۱۹۷۔......(شرح الزرقاني على المواهب، المقصد الرابع، الفصل الثاني فيما خصه الله به...الخ، ج ۷، ص ۷۹۔علميه)

4 ......مواہب لدنیہ، کتاب فی المعجزات والخصائص، الفصل الثانی فیما خصہ اللّٰہ تعالیٰ بہ من المعجزات۔ ایک روایت میں میری امت کی بجائے دنیا کا لفظ ہے۔ دیکھو زرقانی۔......(المواهب اللدنية مع شرح الزرقاني، المقصد الرابع، الفصل الثاني فيما خصه الله به...الخ، ج ۷، ص ۷۹۔علميه)

5 ......القصيدتان، البردة للبوصيري، الفصل العاشر في ذكر المناجات، ص ۳۶۔علميه

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے علوم میں سے ہے۔

اس بیت[1] کی شرح میں مُلا علی قاری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْبَارِی زُبْدَہ شرح بُرْدَہ میں یوں فرماتے ہیں: ''توضیحه ان المراد بعلم اللوح ما اثبت فيه من النقوش القدسية والصور الغيبية وبعلم القلم ما اثبت فيه كما شاء و الاضافة لادنى ملابسة و كون علمها من علومه صلى الله تعالى عليه واله وسلم لان علومه تتنوع الى الكليات والجزئيات وحقائق ودقائق وعوارف ومعارف تتعلق بالذات والصفات وعلمهما انما يكون سطراً من سطور علمه ونهرًا من بحور علمه ثم مع هذا هو من بركة وجوده صلى الله تعالى عليه واله وسلم''

توضیح اس کی یہ ہے کہ لوح کے علم سے مراد نقوشِ قدسیہ اور صُوَرِ غیبیہ ہیں جو اس میں منقوش ہیں، اور علم قلم سے مراد وہ ہے جو اللہ نے جس طرح چاہا اس میں ودیعت رکھا۔ ان دونوں کی طرف علم کی اضافت ادنیٰ علاقہ کے باعث ہے اور ان دونوں کا علم آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے علوم کا ایک جزو ہے اس لئے کہ حضرت کے علم کئی قسم کے ہیں علم کلیات، علم جزئیات، علم حقائق اشیاء، علم اسرار اور وہ علوم و معارف جو ذات وصفات باری تعالیٰ سے متعلق ہیں اور لوح و قلم کے علوم تو علوم محمدیہ کی سطروں میں سے ایک سطر اور ان کے دریاؤں میں سے ایک نہر ہیں بایں ہمہ علم لوح و قلم آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی کے وجود کی برکت سے ہے۔ (کہ اگر حضور نہ ہوتے تو نہ لوح و قلم ہوتے نہ ان کا علم)

اس بیت کی شرح میں شیخ ابراہیم باجوری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ یوں لکھتے ہیں:

استشكل جعل علم اللوح والقلم بعض علومه صلى الله تعالى عليه واله وسلم بان من جملة علم اللوح والقلم الامور الخمسة المذكورة فى اخر سورة لقمان مع ان النبى عليه الصلوٰة والسلام لا يعلمها لان الله قد استاثر بعلمها فلا يتم التبعيض المذكور واجيب بعدم تسليم ان هذه الامور الخمسة مما كتب القلم فى اللوح والا لاطلع عليه من شانه ان يطلع على اللوح كبعض الملائكة المقربين وعلى تسليم انها مما كتب القلم فى اللوح فالمراد ان بعض علومه صلى الله تعالى عليه واله وسلم علم اللوح والقلم الذى يطلع عليه المخلوق فخرجت هذه الامور الخمسة. على انه صلى الله تعالى عليه واله وسلم لم يخرج من الدنيا الا بعد ان اعلم الله تعالى بهذه الامور. فان قيل اذا كان علم اللوح والقلم بعض علومه صلى الله تعالى عليه

[1] ......شعر۔

واله وسلم فما البعض الأخر اجيب بان البعض الأخر هو ما اخبره اللّٰه عنه من احوال الأخرة لان القلم انما كتب في اللوح ما هو كائن الى يوم القيامة.

ناظم نے علم لوح وقلم کو حضرت کے علوم کا ایک جزء قرار دیا ہے اس میں یہ اشکال پیش آتا ہے کہ امور خمسہ جو آخر سورۂ لقمان میں مذکور ہیں علم لوح وقلم میں سے ہیں حالانکہ حضرت ان کو نہیں جانتے کیونکہ ان کا علم اللّٰہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کرلیا ہے لہٰذا جزئیت مذکورہ درست نہیں رہتی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اوّل تو ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ امور خمسہ مذکورہ قلم نے لوح محفوظ میں لکھے ہیں اگر ایسا ہوتا تو بعض مقرب فرشتے جن کی شان یہ ہے کہ وہ لوح پر مطلع ہوتے ہیں ان امور پر مطلع ہوتے۔ اگر ہم تسلیم کرلیں کہ امور خمسہ کو قلم نے لوح میں لکھا ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت کے علوم کا جزء وہ علم لوح وقلم ہے جس پر مخلوق مطلع ہے پس یہ امور خمسہ نکل گئے۔ علاوہ ازیں حضرت اس دنیا سے تشریف نہیں لے گئے مگر بعد اس کے کہ اللّٰہ تعالیٰ نے آپ کو ان امور کا علم دے دیا۔ اگر یہ کہا جائے کہ جب علم لوح وقلم حضرت کے علوم کا ایک جزء ٹھہرا تو دوسرا جزء کونسا ہے؟ اس کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ دوسرا جزء وہ اَحوالِ آخرت ہیں جن کی اللّٰہ تعالیٰ نے حضرت کو خبر دی ہے کیونکہ قلم نے تو لوح میں فقط وہ لکھا ہے جو روز قیامت تک ہونے والا ہے۔

علامہ شیخ محی الدین محمد بن مصطفیٰ معروف بہ شیخ زادہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ جنہوں نے ''تفسیر بیضاوی'' پر حاشیہ لکھا ہے اسی بیت کی شرح میں لکھتے ہیں: ''والعلم في هذا البيت اما بمعناه او بمعنى المعلوم اى معلوماتك المعلومات الحاصلة منهما ولعل اللّٰه اطلعه على جميع ما في اللوح وزاده ايضاً لان اللوح والقلم متناهيان فما فيهما متناه ويجوز احاطة المتناهي بالمتناهي هذا على قدر فهمك اما من اكتحلت عين بصيرته بالنور الالٰهي فيشاهد بالذوق ان علم اللوح والقلم جزء من علومه كما هي جزء من علم اللّٰه سبحانه لانه عليه السلام عند الانسلاخ من البشرية كما لا يسمع ولا يبصر ولا يبطش ولا ينطق الا به جلت قدرته و عمت نعمته كذلك لا يعلم الا بعلمه الذي لا يحيطون بشيء منه الا بما شاء كما اشار اليه بقوله:[1]

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ط [2]

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔(پ ۵، النساء: ۱۱۳)۔علمیه

2 ......شرح شيخ زاده على هامش عقيدة الشهدة، تحت فان من جودك الدنيا.... الخ، ص ۲۱۹۔علمیه

اس بیت میں علم یا تو اپنے معنی میں ہے یا معلوم کے معنی میں ہے یعنی آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے معلومات وہ معلومات ہیں جو دونوں سے حاصل ہوئے ہیں اور شاید اللہ نے حضرت کو اس تمام پر مطلع کر دیا ہے جو لوح میں ہے اور اس سے زیادہ کا بھی علم دیا ہے چونکہ لوح وقلم متناہی ہیں۔ پس جو کچھ ان دونوں میں ہے وہ متناہی ہے اور متناہی کا احاطہ متناہی سے جائز ہے۔ اس قدر بات تیری سمجھ کے مطابق ہے۔ لیکن وہ شخص جس کی بصیرت کی آنکھ میں نورالٰہی کا سرمہ پڑا ہوا ہے وہ ذوق سے مشاہدہ کرتا ہے کہ علوم لوح وقلم حضرت کے علوم کا جزء ہیں جیسا کہ اللہ سبحانہ کے علم کا جزء ہیں کیونکہ حضور عَلَیْہِ السَّلام بشریت سے انسلاخ کے وقت جیسا کہ نہیں سنتے، نہیں دیکھتے، نہیں پکڑتے اور نہیں بولتے مگر ساتھ اللہ کے اسی طرح حضور نہیں جانتے مگر ساتھ اس علم خدا کے جس میں سے کسی چیز کو نہیں گھیرتے ملائک و انبیاء وغیرہ مگر جو وہ چاہے۔ جیسا کہ اس نے اپنے ارشاد: (وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ) میں اسکی طرف اشارہ کیا ہے۔

بیان بالا سے یہ نہ سمجھا جائے کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے مساوی ہے کیونکہ دونوں میں بلحاظ کیفیت وکمیت بڑا فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم بغیر ذرائع ووسائل، ذاتی، قدیم۔ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کا علم عطائی، حادث ہے۔ اسی طرح کمیت میں بھی فرق بیّن ہے کیونکہ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلام کا علم اللہ تعالیٰ کے علم سے وہ نسبت بھی نہیں رکھتا جو قطرے کو سمندر سے ہوتی ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری (تفسیر کہف) میں قصہ حضرت موسیٰ وحضرت خضر عَلَیْہِمَا السَّلام میں ہے: ''قال و جاء عصفور فوقع علی حرف السفینۃ فنقر فی البحر نقرۃ فقال لہ الخضر ما علمی و علمك من علم اللہ الا مثل ما نقص ھذا العصفور من ھذا البحر.''[1]

فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کہ ایک چڑیا کشتی کے کنارے پر آکر بیٹھی اس نے اپنی چونچ سمندر میں ڈبوئی۔ حضرت خضر عَلَیْہِ السَّلام نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلام سے فرمایا کہ میرا علم اور آپ کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلے میں اتنا بھی نہیں جتنا (پانی) اس چڑیا نے سمندر میں سے اپنی چونچ میں لے لیا۔

شیخ اسمٰعیل حقی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ تفسیر ''روح البیان'' میں آیہ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا

[1] ......صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الکھف، باب واذ قال موسی لفتاہ لا ابرح ...الخ، الحدیث:٤٧٢٥، ج٣، ص٢٦٦۔ علمیہ

شَآءَ [1] کے تحت میں یوں لکھتے ہیں:

قال شیخنا العلامة ابقاه الله بالسلامة فی الرسالة الرحمانية فی بيان الكلمة الفرقانية : علم الاولياء من علم الانبياء بمنزلة قطرة من سبعة ابحر وعلم الانبياء من علم نبينا محمد عليه الصلوٰة والسلام بهذه المنزلة وعلم نبينا من علم الحق سبحانه بهذه المنزلة . [2]

ہمارے استاد علامہ نے ، اللہ ان کو سلامت رکھے ، " الرسالة الرحمانيه فی بيان الكلمة العرفانيه " میں فرمایا کہ اولیاء کا علم انبیاء کے علم کے مقابلہ میں بمنزلہ ایک قطرہ کے ہے سات سمندروں میں سے اور انبیاء کا علم ہمارے نبی محمد عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے علم کے ساتھ یہی نسبت رکھتا ہے اور ہمارے نبی کا علم حق سبحانہ کے علم کے ساتھ یہی نسبت رکھتا ہے۔

صاحب قصیدہ بردہ شریف فرماتے ہیں:

وَ كُلُّهُمْ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ مُلْتَمِسٌ	غَرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِنَ الدِّيَمِ
وَ وَاقِفُوْنَ لَدَيْهِ عِنْدَ حَدِّهِمِ	مِنْ نُّقْطَةِ الْعِلْمِ اَوْ مِنْ شَكْلَةِ الْحِكَمِ [3]

ترجمہ منظوم

ہیں رسول اللہ کے فیضان سے سیراب سب	وہ کسی کے حق میں شبنم ہیں کسی کے حق میں یم
اس کی پیشی میں کھڑے ہیں اپنی اپنی حد پہ سب	ہے کوئی تو نقطہ علم کوئی اعراب حکم

ان شعروں کی تشریح و مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے سیدنا محمد مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَ سَلَّم کی رُوحِ پاک کو پیدا کیا پھر اسے خِلْعَتِ نبوت سے سرفراز فرمایا وہ رُوحِ پاک عالم اَرواح میں دیگر انبیا عَلَیْهِمُ السَّلام

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے۔(پ۳،البقرة:۲۵۵)۔علمیه

2 ......تفسیر" روح البیان " میں اس رسالے کا نام " الرسالة الرحمانية فی بيان الكلمة العرفانية " لکھا ہے ممکن ہے مصنف کے پاس " روح البیان " کا جو نسخہ ہو اس میں " الرسالة الرحمانية فی بيان الكلمة الفرقانية " ہی ہو (کتابت کی غلطی کا بھی احتمال ہے)۔و اللہ تعالٰی اعلم ......(تفسیر روح البیان، سورة البقرة، تحت الاية:۲۵۵، ج۱، الجزء۳، ص۴۰۳)۔علمیه

3 ......القصیدتان، البردة للبوصیری، الفصل الثالث فی مدح رسول الله، ص۱۲-۱۳۔علمیه

کی روحوں کو تعلیم دیا کرتی تھی ہر ایک رُوح نے حسب قابلیت و اِستِعداد حضور عَلَیْہِ الصلوٰۃ السّلام کی رُوح سے اِستفادۂ علم کیا۔ کسی نے حضور کے علم کے ''بَحرِ زَخّار'' سے بقدر ایک چلو کے لیا اور کسی نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فیضان کی لگا تار بارشوں سے بقدر ایک قطرہ یا گھونٹ کے لیا۔ ''علوم و معارِف'' جو انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی روحِ اَقدس سے حاصل کئے ان کی غایت ونہایت[1] حضور کے علم کے دفتر کا فقط ایک نقطہ یا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے معارف کے دفتر کا محض ایک اعراب ہے۔

جو شخص حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے علمِ غیب کا مطلقاً انکار کرتا ہے اسے آیۂ ذیل اور اس کا شانِ نزول مطالعہ کرنا چاہیے:

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ (توبہ، ع ۸)

اور البتہ اگر تو ان سے پوچھے تو البتہ وہ کہیں گے سوائے اسکے نہیں کہ ہم بول چال کرتے تھے اور کھیلتے تھے تو کہہ دے کیا تم اللّٰہ سے اور اسکے کلام اور اسکے رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو بہانے مت بناؤ تحقیق تم اپنے ایمان کے بعد کافر ہو گئے۔[2]

علامہ جلال الدین سُیُوطی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ تفسیر ''دُرِّ مَنْثُور'' (جزء ثالث، ص ۲۵۴) میں فرماتے ہیں کہ ابن ابی شَیْبَہ اور ابن المُنذِر اور ابن ابی حاتم و ابوالشیخ نقل کرتے ہیں کہ امام مجاہد نے اللّٰہ تعالیٰ کے قول: وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ کا شانِ نزول یہ بیان کیا ہے:

قال رجل من المنافقين يحدثنا محمد ان ناقة فلان بواد كذا و كذا في يوم كذا و كذا وما يدريه الغيب[3] منافقین میں سے ایک شخص نے کہا کہ محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) ہمیں بتاتے ہیں کہ فلاں شخص کی اونٹنی فلاں دن فلاں وادی میں تھی وہ غیب کیا جانیں۔

---

1 ......ابتداء وانتہا۔

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے تم فرماؤ کیا اللّٰہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔ (پ ۱۰، التوبۃ: ۶۵۔۶۶)۔علمیہ

3 ...... الدر المنثور فی التفسیر الماثور، سورۃ التوبۃ، تحت الآیۃ: ۶۵، ج ٤، الجزء ۱۰، ص ۲۳۰۔علمیہ

مطلب یہ کہ ایک شخص کی اونٹنی گم ہوگئی تھی آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ وہ فلاں وادی میں ہے۔ایک منافق بولا: وہ غیب کی خبریں کیا جانیں،اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ منافقین جو بَطَرِیْقِ اِسْتِہْزَاء کہتے ہیں کہ حضرت غیب کی خبر کیا جانیں اوراس کے لئے بہانے بناتے ہیں،ان سے کہہ دیجئے کہ اس استہزاء کے سبب تم کافر ہو گئے۔ یہ قصہ غَزوۂ تبوک میں پیش آیا تھا جسے ہم بروایت ابن اسحاق وواقدی پہلے نقل کرآئے ہیں۔

''اِخْبار بالمغُیَّبات''[1] کی دوقسمیں ہیں: ایک تووہ جو قرآن مجید میں مذکور ہیں،دوسرے وہ جواحادیث میں وارد ہیں۔قسم اوّل کا ذکر اعجاز القرآن میں ہو چکا،قسم دُوُم کی چند اور مثالیں یہ ہیں:

کفّار پر اپنی امت کے غلبہ کی خبر دینا۔حضرت مُعاذ بن جَبَل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو یمن کی طرف روانہ کرتے وقت فرما دینا کہ اس سال کے بعد تو مجھے نہ پائے گا۔حضرت عَدِی بن حاتم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو راستے کے امن کی خبر دینا اور فرما دینا کہ اگر تیری زندگی دراز ہوئی تو دیکھ لے گا کہ ایک عورت حِیرَہ سے تنہا سفر کر کے خانہ کعبہ کا طواف کرے گی اور اسے خدا کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوگا۔صحیفۂ قریش جسے انہوں نے بحفاظت تمام خانہ کعبہ کی چھت میں رکھا تھا اس کی نسبت تین سال کے بعد بتا دینا کہ اللّٰہ کے نام کے سوا باقی کو دیمک چاٹ گئی ہے۔حضرت فاطمۃ الزّہرا کی نسبت فرمانا کہ اہل بیت میں سے میری وفات کے بعد وہ سب سے پہلے میرے پاس پہنچے گی۔ام المومنین حضرت زَیْنَب کی نسبت یوں فرمانا کہ میری وفات کے بعد میرے اَزواج میں سے سب سے پہلے جو مجھ سے ملے گی وہ دراز دست (لمبے ہاتھ والی) ہے۔اُبَیّ بن خَلَف کی نسبت خبر دینا کہ یہ میرے ہاتھ سے قتل ہوگا۔اَصْحَمہ نجاشی کی موت کی خبر دینا جس دن اس نے حبشہ میں وفات پائی۔شب معراج کی صبح کو قریش کے قافلوں کی خبر دینا جو تجارت کے لئے شام کو گئے ہوئے تھے۔غارِ ثور سے نکلنے کے بعد مدینہ کے راستے میں سُراقہ بن مالک سے فرمانا کہ تو کِسْریٰ کے کنگن پہنایا جائے گا۔سلسلہ خلافت اور خلفائے ثلاثہ حضرت عُمَر وعُثمان وعلی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کی شہادت کی خبر دینا،واقعہ جَمَل وصِفِّیْن کی خبر دینا،وباءِ عَمْوَاس کی خبر دینا،حضرت امام حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دوگروہ اسلام میں ذریعۂ صلح ہونے کی خبر دینا،حضرت امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شہادت کی خبر دینا،حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ولایت کی خبر دینا،حضرت عَمّار بن یاسر رَضِیَ

[1] ......غیب کی خبریں دینا۔

اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ سے فرمادینا کہ تجھے باغی گروہ قتل کرے گا، خلفائے بنی اُمَیّہ وبَنِی عَبَّاس کے حالات کی خبر دینا، حجاج ظالم اور مُختار کذّاب کی خبر دینا، حضرت عبداللّٰہ بن زُبَیر کی نسبت فرمانا کہ یہ بیت اللّٰہ شریف کو بچائے گا یہاں تک کہ شہید ہو جائے گا، خَوارِج ورَافِضہ وقَدرِیّہ ومُرجِیّہ وزَنادِقہ کی خبر دینا، امت کے تہتر فرقے ہونے اوران میں سے ایک کے ناجی ہونے کی خبر دینا، غزوۂ اُحد میں خبر دینا کہ حضرت حَنظَلہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ کو فرشتے غسل دے رہے ہیں، بَدر کے میدان جنگ میں کفارقریش کے مرنے کی جگہوں کا الگ تھلگ نشان دینا کہ یہاں فلاں کافر مرے گا اور وہاں فلاں، جنگ بدر کے خاتمہ پر اپنے چچا عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ سے بتادینا کہ تم اپنی بیوی اُمُّ الْفَضل کے پاس مکہ میں مال چھوڑ آئے ہو حالانکہ عباس واُمُّ الْفَضل کے سوا کسی اورکواس مال کا علم نہ تھا، غَزوۂ بَنِی الْمُصطَلَق سے واپسی کے وقت مدینہ منورہ کے قریب فرمادینا کہ یہ تیز ہوا ایک بڑے منافق (رفاعہ بن زید بن التابوت) کی موت کے لئے چلی ہے، حضرت اقرع بن شفی العکی سے حالت بیماری میں فرمادینا: تو اس بیماری میں نہیں مرے گا بلکہ ملک شام میں ہجرت کرے گا اور وہیں وفات پائے گا اور رملہ میں دفن ہوگا، فتح مکہ کی تیاریوں کے وقت حاطب بن ابی بَلتَعہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ کے خط کی خبر دینا جو اس نے اہل مکہ کو ان تیاریوں سے مطلع کرنے کے لئے لکھا تھا اور حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ وغیرہ سے بتادینا کہ اس حلیہ کی ایک عورت اس خط کو لے جارہی ہے اور تم اسے فلاں جگہ جا پکڑو گے، وفد عبد القیس کے آنے کی خبر دینا، غزوۂ مُوتہ جو مدینہ منورہ سے ایک مہینہ کی مسافت پر ملک شام میں ہورہا تھا اس کی نسبت خبر دینا کہ حضرت زید وجعفر وابن رَواحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنھُم یکے بعد دیگرے شہید ہوگئے اور آخر حضرت خالد نے فتح پائی، مقام تبوک میں جو شام ومدینہ کے درمیان ہے فرمادینا کہ آج مدینہ میں حضرت مُعاوِیہ لَیثِیّ نے انتقال فرمایا اور وہیں ان کی نماز پڑھنا، کسریٰ وقیصر کے ہلاک ہونے اور فارس وروم کے فتح ہونے کی خبر دینا، لَبِید بن عاصم یہودی کے جادو کی خبر دینا، مومنین ومنافقین کے اَسرار کی خبر دینا، حضرت اویس قرنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ کی خبر دینا، بنائے بغداد وبصرہ وکوفہ کی خبر دینا، امام ابوحنیفہ ومالک وشافعی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنھُم کی بشارت دینا وغیرہ وغیرہ یہ تمام امور اسی طرح وقوع میں آئے جس طرح حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خبر دی تھی۔

قیامت کی نشانیاں جو آپ نے بیان فرمائیں وہ ان کے علاوہ ہیں اور وہ تین قسم کی ہیں: پہلی دوقسموں کو آثارِ صغریٰ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور تیسری کو آثارِ کبریٰ کہتے ہیں۔

اوّل: وہ آثار جو وقوع میں آچکے مثلاً حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات شریف، تمام صحابہ کرام رَضِیَ

اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُم کا اس دنیا سے رحلت فرمانا، حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کا شہید ہونا، تاتاریوں کا فتنہ، حجاز کی آگ، جھوٹے دجالوں کا دعوائے رسالت کے ساتھ نکلنا، بیت المقدس اور مدائن کا فتح ہوجانا، سلطنت عرب کا زائل ہوجانا، تین خُسُوف کا وقوع، (ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک جزیرۂ عرب میں۔)[1] قتل اور فتنوں اور زلزلوں کی کثرت، مَسۡخ وقَذۡف، رِیۡحِ اَحۡمَر، اِنۡقِطاعِ طَرِیۡقِ حج،[2] کعبۃ اللّٰہ سے حجر اسود کا اٹھ جانا،[3] کثرتِ موت وغیرہ۔

دوم: وہ آثار جوظہور میں آچکے اور زیادہ ہو رہے ہیں حتیٰ کہ قسم سوم سے مل جائیں گے۔ مثلاً عابدوں کا جاہل ہونا، قاریوں کا فاسق ہونا، چاندوں کا اتنا بڑا نظر آنا کہ کہا جائے یہ دوسری رات کا چاند ہے، بارش کا زیادہ ہونا اور رُوئیدگی[4] کا کم ہونا، قاریوں کی کثرت اور فُقَہاء کی قلت، امیروں کی کثرت اور امینوں کی قلت، فاسقوں کا سردار قبیلہ اور فاجروں کا حاکم بازار بننا، مومن کا اپنے قبیلہ میں نقد[5] سے زیادہ ذلیل ہونا، تجارت کی کثرت، عورت کا اپنے شوہر کے ساتھ شریک تجارت ہونا، قطع رحم کرنا، کاتبوں کی کثرت اور علماء کی قلت، جھوٹی گواہی کا ظاہر ہونا، امانت کو غنیمت سمجھنا، زکوٰۃ کو تاوان خیال کرنا، علم دین کو دنیا کی خاطر سیکھنا، عقوقِ والدین[6] کی کثرت، بڑوں کی عزت نہ ہونا، چھوٹوں پر رحم نہ کیا جانا، اولادِ زِنا کی کثرت، اونچے محلوں پر فخر کرنا، مسجدوں میں دنیا کی باتیں کرنا، نماز پڑھانے کے لئے مسجدوں میں اماموں کا نہ ملنا، بغیر شروط وارکان نمازیں پڑھنا حتیٰ کہ پچاس میں سے ایک نماز کا بھی قابل قبول نہ ہونا، مسجدوں کی آرائش کرنا، مسجدوں

---

1 ......صحیح مسلم، کتاب الفتن...الخ، باب فی الآیات التی...الخ، الحدیث:۲۹۰۱، ص۱۵۵۱۔علمیہ

2 ...... حج کا موقوف ہوجانا۔

3 ......حضرت سیدنا امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ فرماتے ہیں: "حج موقوف ہونے کا واقعہ ۳۲۰ھ میں ہوا اور فرقۂ قرامطہ کے فتنہ کے سبب بغداد شریف سے ۳۲۷ھ تک حج کا سلسلہ موقوف رہا۔ اسی طرح ۳۲۴ھ میں عراق سے آنے والے حاجیوں کو راستے سے واپس لوٹنا پڑا کیونکہ اُصَیۡغِر اَعرابی نے انہیں باج (ٹیکس) لیے بغیر گزرنے سے روک دیا، اہل یمن وشام بھی حج نہ کر سکے، صرف مصریوں نے حج کی سعادت پائی۔ خلافت بنوعثمان میں، شیخ علوان حموی کے دور میں بھی شام کے راستے سے حج کا سلسلہ کئی سال موقوف رہا۔ اور حجر اسود اُکھیڑ کر لے جانے کا واقعہ خلیفہ مُقۡتَدِر باللّٰہ کے دور میں ہوا اس نے جب حاجیوں کے ہمراہ منصور دیلمی کو مکہ مکرمہ روانہ کیا اور قافلہ مکہ مکرمہ پہنچا تو اسی دوران دشمن خدا ابوطاہر قَرۡمَطی یوم ترویہ کو وہاں پہنچ گیا اس نے مسجد حرام میں ہزاروں حاجیوں کو قتل کیا، حجر اسود کو اپنے گرز سے توڑ ڈالا اور اکھیڑ کر لے گیا۔ بیس سال سے زیادہ عرصہ تک حجر اسود قَرَامِطہ کے قبضہ میں رہا پھر جب عباسی خلیفہ مطیع کے دور میں یہ مغلوب ہوئے تو حجر اسود کو لا کر دوبارہ کعبۃ اللّٰہ شریف کی دیوار میں نصب کر دیا گیا۔ (حجۃ اللّٰہ علی العالمین، القسم الرابع، الباب الثانی، الفصل الثالث، ص۵۸۹) علمیہ

4 ...... ہریالی، سبزہ۔

5 ......نقد بفتح نون وقاف۔ ایک قسم کی بدشکل بکری ہوتی ہے جس کے ہاتھ پاؤں چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔ یہ ذلت میں ضرب المثل ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے: اَذَلُّ مِنَ النَّقَدِ یعنی نقد سے زیادہ ذلیل۔ اس کی جمع نقاد ہے۔

6 ......ماں باپ کی نافرمانی۔

کوراستے بنانا، قریبی لڑکی سے اس کی مفلسی کے سبب نکاح نہ کرنا اور کسی دَنِیَّۃُ الاَصل[1] سے اس کی دولتمندی کے سبب نکاح کرلینا، ناحق مال لینا، حلال درہم کا نہ پایا جانا، سائل کا محروم رہنا، اسلام کا غریب ہونا، لوگوں میں کینہ وبغض ہونا، عمریں کم ہونا، درختوں کے پھلوں کا کم ہونا، جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا جاننا، مال حاصل کرنے کے لئے لوگوں کی منافقانہ مدح کرنا، خطباء کا جھوٹ بولنا، حکام کا ظلم کرنا، نجومیوں کو سچا جاننا، قضاء وقدر کو حق نہ جاننا، مرد کا عورت یا دوسرے مرد سے لواطت کرنا، جہاد نہ کرنا، مالداروں کی تعظیم کرنا، کبیرہ گناہوں کو حلال جاننا، سود اور رشوت کھانا، قرآن کو مزامیر بنانا، درندوں کے چمڑوں کے فرش بنانا، ریشم پہننا، جہالت وزنا وشراب نوشی کی کثرت، خائن کو امین اور امین کو خائن سمجھنا، گانے والی لونڈیوں کا رکھنا، آلات لہو کا حلال سمجھنا، حدود شرعیہ کا جاری نہ ہونا، عہد توڑنا، عورتوں کا مردوں سے اور مردوں کا عورتوں سے مشابہت پیدا کرنا، اخیر امت کا اوّل امت کو برا کہنا، مردوں کا عمامے چھوڑ کر عجمیوں کی طرح تاج پہننا، قرآن کو تجارت بنانا، مال میں سے اللہ کا حق ادا نہ کرنا، جواء کھیلنا، باجے بجانا، کم تولنا، جاہلوں کو حاکم بنانا، مسجدیں بنانے پر فخر کرنا، مردوں کی قلت اور عورتوں کی کثرت یہاں تک کہ ایک مرد پچاس عورتوں کا مُتَکَفِّل ہوگا وغیرہ وغیرہ۔[2]

سوم: آثار کبریٰ جن کے بعد ہی قیامت آجائے گی یہ آثار یکے بعد دیگرے پے درپے ظاہر ہونگے جیسے سِلْکِ مَرْوَارِیْد[3] سے موتی گرتے ہیں، امام مہدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ظہور سے شروع ہو کر نفخ صور پر ختم ہوجائیں گے۔ ان کا بیان جو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حدیثوں میں پایا جاتا ہے اس کا خلاصہ حسب **معلومات** خود نیچے درج کیا جاتا ہے:

جب آثارِ صُغْرٰی سب ظاہر ہوچکیں گے تو اس وقت نصاریٰ کا غلبہ ہوگا، ایک مدت کے بعد خالد بن یزید بن ابی سفیان اموی کی اولاد سے ایک شخص سفیان نام جانب دمشق سے ظاہر ہوگا جس کی ننھیال قبیلہ قلب ہوگا وہ اہل بیت کو بری طرح قتل کرے گا، شام ومصر کے اطراف میں اس کا حکم جاری ہوگا۔ اسی اثناء میں شاہ روم کی عیسائیوں کے ایک فرقہ سے جنگ اور دوسرے سے صلح ہوگی، لڑنے والا فرقہ قُسْطُنْطِنِیہ پر قبضہ کرلے گا، شاہ روم ملک شام میں آجائے گا اور دوسرے فرقہ کی مدد سے ایک خونریز لڑائی کے بعد فتح پائے گا، دشمن کی شکست کے بعد فرقۂ موافق میں سے ایک شخص بول اٹھے گا کہ یہ فتح صلیب کی برکت سے ہوئی ہے۔ اسلامی لشکر میں سے ایک شخص اسے مار پیٹ کرے گا اور کہے گا: نہیں بلکہ اسلام

---

1 ......حقیر۔ 2 ......حلیۃ الاولیاء، عبداللّٰہ بن عبید بن عمر، الحدیث:٤٤٤٨، ج٣، ص٤١٠-٤١١ و سنن الترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فی علامۃ...الخ، الحدیث:٢٢١٨، ج٤، ص٩٠ و صحیح البخاری، کتاب العلم، باب رفع العلم وظہور الجہل، الحدیث:٨١، ج١، ص٤٧ و بہار شریعت، ج١، حصہ اول، ص١١٦-١١٩۔ علمیہ 3 ......موتیوں کے ہار۔

کی برکت سے ایسا ہوا ہے۔ الغرض دونوں اپنی اپنی قوم کو مدد کے لئے پکاریں گے اور ''خانہ جنگی'' شروع ہو جائے گی [1] جس میں بادشاہِ اسلام شہید ہو جائے گا اور دونوں عیسائی فریق باہم صلح کرلیں گے اس طرح شام میں عیسائی راج ہو جائے گا۔ بقیۃ السیف [2] مسلمان مدینہ منورہ چلے آئیں گے اور عیسائیوں کی حکومت مدینہ منورہ کے قریب خیبر تک پھیل جائے گی۔ اس وقت اہل اسلام کو امام مہدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی تلاش ہوگی۔

حضرت امام مہدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

حضرت امام مدینہ سے مکہ تشریف لے آئیں گے، اہل مکہ کی ایک جماعت حجر اسود و مقام ابراہیم کے درمیان آپ سے بیعت کرے گی حالانکہ آپ اس منصب امامت پر راضی نہ ہوں گے، آپ کا اسم گرامی محمد، باپ کا نام عبداللہ اور ماں کا نام آمنہ ہوگا۔ آپ حضرت فاطمۃ الزہراء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کی اولاد سے ہوں گے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی عمر مبارک اس وقت چالیس سال ہوگی۔

ان حالات میں مَاوَرَاءُالنہر سے ایک شخص حارِث حَرَّاث نام اہل اسلام کی مدد کے لئے ایک لشکر بھیجے گا جس کا مقدمہ منصور کے زیرکمان ہوگا، [3] یہ لشکر راستہ ہی میں بہت سے عیسائیوں اور بددینوں کا صفایا کرے گا۔ ظالم سفیان جس کا اوپر ذکر ہوا اپنا لشکر امام مہدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مقابلہ کے لئے بھیجے گا جو شکست کھائے گا۔ اس کے بعد خود سفیان لشکر کے ساتھ مقابلہ کے لئے آئے گا اور مقام بَیْداء میں مکہ و مدینہ کے درمیان لشکر سمیت زمین میں دھنس جائے گا، صرف ایک شخص بچے گا جو امام مہدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اس واقعہ کی خبر دے گا، حضرت امام کی اس کرامت کی خبر دور دور پہنچ جائے گی۔ شام کے اَبدال اور عراق کے اَوتاد آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے دست مبارک پر بیعت کریں گے، [4]

---

1 ......سنن ابی داود، اول کتاب الملاحم، باب مایذکر من ملاحم الروم، الحدیث:٤٢٩٢-٤٢٩٣، ج٤، ص١٤٨-١٤٩
......اشعۃ اللمعات، کتاب الفتن، باب اشراط الساعۃ، ج٤، ص٣٣٨۔علمیه

2 ......بچے ہوئے۔

3 ......سنن ابی داود، کتاب المھدی، الحدیث:٤٢٨٢-٤٢٨٤-٤٢٨٦، ج٤، ص١٤٤-١٤٥ ......سنن ابی داود، کتاب المھدی، الحدیث:٤٢٩٠، ج٤، ص١٤٧۔علمیه

4 ......سنن ابی داود، کتاب المھدی، الحدیث:٤٢٨٦، ج٤، ص١٤٥ ......اشعۃ اللمعات، کتاب الفتن، باب اشراط الساعۃ، ج٤، ص٣٣٨۔علمیه

فوج مدینہ کے علاوہ باقی عرب ویمن کے لوگ بکثرت آپ کے لشکر میں داخل ہو جائیں گے۔

اَفواجِ اسلام کی خبرسن کر نصاریٰ بھی ممالک روم وغیرہ سے لشکر جرار لے کر شام میں جمع ہو جائیں گے۔ لشکر کفار میں اَسّی جھنڈے ہوں گے اور ہر جھنڈے تلے بارہ ہزار سوار ہوں گے۔ امام مہدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مکہ سے بغرضِ زیارت مدینہ منورہ جائیں گے اور وہاں سے ملک شام پہنچیں گے۔ حَلَب یا دِمَشق کے نواح میں لشکر کفار سے مقابلہ ہوگا۔ حضرت امام کے لشکر کا تہائی حصہ بھاگ جائے گا جن کی موت کفر پر ہوگی اور ایک تہائی شہادت سے مشرف ہوگا اور باقی تہائی فتح پائے گا۔ دوسرے روز امام موصوف نصاریٰ کے مقابلہ کے لئے نکلیں گے۔ مسلمانوں کی ایک جماعت عہد کرے گی کہ بغیر فتح پائے یا شہید ہوئے میدان سے واپس نہ آئیں گے۔ یہ سب کے سب شہید ہو جائیں گے۔ اگلے روز پھر ایک جماعت یہی عہد کرے گی اور جام شہادت نوش کرے گی۔ اسی طرح تیسرے دن بھی وقوع میں آئے گا۔ چوتھے روز بقیہ اہل اسلام کفار پر فتح پائیں گے مگر اس سے کسی کو خوشی نہ ہوگی کیونکہ اس لڑائی میں بہت سے خاندان ایسے ہوں گے جن میں فیصدی ایک بچا ہوگا۔ اس کے بعد امام موصوف نظم ونسق میں مشغول ہوں گے اور دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے پھر ایک سخت لڑائی کے بعد قسطنطنیہ فتح ہو جائے گا۔[1]

دَجّال لعین

جب اَہل اِسلام غنائم قسطنطنیہ تقسیم کر رہے ہوں گے تو شیطان آواز دے گا کہ دجال تمہارے اَہل واولاد میں آ گیا ہے۔ یہ سنتے ہی غنائم چھوڑ کر دجال کی طرف متوجہ ہوں گے اور دس سوار بطورِ طلیعہ[2] خبر لانے کے لئے بھیجیں گے ان کی نسبت حضور رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ میں ان کے نام، ان کے باپوں کے نام، ان کے

---

1 ......صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب فی فتح قسطنطینیۃ...الخ، الحدیث: ٣٤-(٢٨٩٧)، ص١٥٤٨-١٥٤٩، سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب الملاحم، الحدیث: ٤٠٨٩، ج٤، ص٤١٦ ......صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب اقبال الروم...الخ، الحدیث: ٣٧-(٢٨٩٩)، ص١٥٤٩ ......سنن ابی داؤد، کتاب المھدی، الحدیث: ٤٢٨٢، ج٤، ص١٤٤۔علمیہ

2 ......وہ لشکر جو فوج سے آگے دشمن کی نقل وحرکت کا پتا لگانے کے لیے بھیجا جائے۔

گھوڑوں کے رنگ پہچانتا ہوں اور وہ اس وقت روئے زمین پر بہترین سواروں میں سے ہوں گے۔[1] یہ افواہ غلط ثابت ہوگی، لشکر اسلام جب قسطنطنیہ سے روانہ ہو کر شام پہنچے گا تو جنگ عظیم سے ساتویں سال شام وعراق کے درمیان ایک راستے سے دجال ظاہر ہوگا۔[2] اسکے ظہور سے پہلے دو سال قحط رہے گا۔ تیسرے سال دوران قحط ہی میں اس کا ظہور ہوگا۔

دجّال کی ایک آنکھ اور ایک اَبرو بالکل نہ ہوگی بلکہ وہ جگہ ہموار ہوگی۔ مَمْسُوحُ العَیْن ہونے[3] کے سبب سے اسے مَسِیحُ الدَّجّال کہتے ہیں۔ وہ ایک بڑے گدھے پر سوار ہوگا اور اس کی پیشانی کے درمیان ''ک اف ر'' (کافر) لکھا ہو گا جسے صرف اہل ایمان کاتب وغیر کاتب پڑھ لیں گے۔ وہ روئے زمین پر پھرے گا اور لوگوں کو اپنی اُلوہیّت کی دعوت دے گا اور وہ اسی غرض کے لئے اپنے سرایا[4] مختلف اَطراف میں بھیجے گا۔ اس کے ساتھ ایک باغ ہوگا جسے وہ جنت کہے گا اور ایک آگ ہوگی جسے دوزخ بتائے گا۔ موافقین کو وہ اپنی بِہشت میں اور مخالفین کو اپنی دوزخ میں ڈالے گا۔ مگر حقیقت میں وہ بِہشت دوزخ کی خاصیت رکھتی ہوگی اور دوزخ باغ بِہشت کے مانند ہوگی۔ اس کے پاس اشیائے خوردنی کا بڑا ذخیرہ ہوگا، اس میں سے جسے چاہے دے گا، لوگوں کی آزمائش کے لئے اس سے خارقِ عادت امور ظاہر ہوں گے۔ جو لوگ اس پر ایمان لائیں گے ان کے لئے آسمان کو حکم دے گا تو مینہ برسنے لگ جائے گا، زمین کو حکم دے گا تو گھاس اور زراعت بکثرت اُگائے گی، جو انکار کریں گے ان سے مینہ اور زراعت ونباتات کو روک دے گا، ایک ویرانے میں پہنچے گا تو زمین سے کہے گا کہ اپنے خزانے نکال دے چنانچہ اس ویرانے کے خزانے اس کے پیچھے چلیں گے، بعض آدمیوں سے کہے گا کہ میں تمہارے مردہ ماں باپ کو زندہ کر دیتا ہوں اگر تم میری خدائی پر ایمان لاؤ۔ پھر وہ شیطانوں کو حکم دے گا کہ زمین میں سے ان کے ماں باپ کے ہم شکل ہو کر نکلو۔ چنانچہ وہ ایسا ہی کریں گے۔ اسی طرح اس کے لشکری ایک مومن کو پیش کریں گے وہ دیکھتے ہی کہہ دے گا کہ لوگو! یہ تو دجال ہے جس کا ذکر رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کر دیا ہے۔ یہ سن کر دجال حکم دے گا کہ اس کو لٹا کر اس کا سر توڑ دو۔ ایسا ہی کیا جائے گا پھر دجال اس سے پوچھے گا: کیا تو مجھ پر ایمان نہیں لاتا؟ مومن جواب دے گا کہ تو جھوٹا مسیح ہے۔ پھر دجال کے حکم سے سر سے پاؤں تک اس کے

---

1 ......صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب اقبال الروم...الخ،الحدیث:۳۷-(۲۸۹۹)،ص ۱۵۵۰-علمیہ

2 ...... سنن ابی داؤد، اوّل کتاب الملاحم، باب فی تواتر الملاحم،الحدیث: ۴۲۹۶، ج ۴، ص ۱۵۰-علمیہ

3 ......کانا، ایک آنکھ نہ ہونا۔ 4 ......فوجی دستے۔

دو ٹکڑے کیے جائیں گے۔ دجال دونوں ٹکڑوں کے درمیان چلے گا اور کہے گا: اٹھ۔ وہ اٹھ بیٹھے گا۔ دجال کہے گا: کیا تو مجھ پر ایمان لاتا ہے؟ مومن جواب دے گا: اب تو مجھے خوب یقین ہو گیا کہ تو جھوٹا دجال ہے اور کہے گا: اے لوگو! میرے بعد یہ کسی اور سے ایسا نہ کر سکے گا۔ بعد ازاں دجال اسے ذبح کرنا چاہے گا مگر نہ کر سکے گا اور اسے اپنی دوزخ میں پھینک دے گا مگر وہ اس مومن کے لئے جنت ہو جائے گی۔ حضور رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا ہے کہ وہ مومن اللہ کے نزدیک بڑا شہید ہو گا۔ الغرض دجال مختلف مقامات پر جائے گا، شام سے اِصفہان میں پہنچے گا، وہاں ستر ہزار یہودی اس کے پیرو بن جائیں گے۔ پھرتا پھراتا سرحد یمن پر پہنچ جائے گا وہاں سے مکہ معظّمہ کا قصد کرے گا مگر فرشتوں کی محافظت کے سبب اس میں داخل نہ ہو سکے گا پھر مدینہ منورہ میں پہنچے گا، اس وقت مدینہ طیبہ کے سات دروازے ہوں گے ہر دروازے پر دو دو فرشتے محافظ ہوں گے اس لئے شہر کے اندر داخل نہ ہو سکے گا، یہاں سے وہ لوگوں کو گمراہ کرتا ہوا شام کی طرف روانہ ہو گا۔ (1)

حضرت عیسٰی عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام

قبل اس کے کہ دجال دِمشق میں پہنچے امام مہدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وہاں پہنچ کر جنگ کی تیاری کر چکے ہوں گے۔ اسی اَثنا میں اچانک اللہ تعالیٰ حضرت مسیح بن مریم عَلَیْہِمَا السَّلَام کو آسمان سے بھیجے گا۔ آپ دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھے ہوئے زرد رنگ کا جوڑا زیب تن کیے ہوئے نہایت نورانی شکل میں دمشق کے مشرقی جانب سفید منارہ پر اتریں گے اور اس امت کی تکریم و تعظیم کی جہت سے حضرت امام مہدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ پھر لشکر اسلام لشکر دجال پر حملہ کرے گا گھمسان کا معرکہ ہو گا اس وقت دم عیسٰی کی یہ خاصیت ہو گی کہ جہاں تک آپ کی نظر

1 ……المسند للامام احمد بن حنبل، الحدیث : ۱۴۹۵۹، ج ۵، ص ۱۵۶ و فیض القدیر، حرف الدال، فصل فی المحلی بال من ھذاالحروف، ج ۳، ص ۷۱۹ ……صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب ذکر الدجال...الخ، الحدیث: ۱۱۰ (۲۹۳۷)، ص ۱۵۶۹ ……صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب ذکر الدجال...الخ، الحدیث : ۱۰۳۔(۲۹۳۳)، ص ۱۵۶۷ ……شرح المسلم للنووی، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب ذکر الدجال، ج ۷، الجزء ۱۸، ص ۶۰ ……صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب فی صفۃ الدجال...الخ، الحدیث :۱۱۳۔(۲۹۳۳)، ص ۱۵۷۱ ……مشکاۃ المصابیح، کتاب الفتن، باب العلامات بین یدی الساعۃ...الخ، الحدیث :۵۴۹۱، ج ۲، ص ۳۰۲ ……سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب فتنۃ الدجال...الخ، الحدیث :۴۰۷۷، ج ۴، ص ۴۰۶۔علمیہ

کی رسائی ہوگی وہاں تک آپ کا سانس بھی پہنچے گا اور جس کافر تک وہ پہنچے گا ہلاک ہوجائے گا اور دجال بھاگ جائے گا مگر حضرت مسیح عَلَیْہِ السَّلام اس کو بیت المقدس کے قریب موضع لُدّ کے دروازے میں جالیں گے اور نیزہ سے اس کا کام تمام کردیں گے۔ لشکر اسلام لشکر دجال کے قتل و غارت میں مشغول ہوجائے گا۔ لشکر دجال میں جو یہود ہوں گے ان کو کوئی چیز پناہ نہ دے گی یہاں تک کہ رات کے وقت اگر کوئی یہودی پتھر یا درخت کی آڑ میں چھپا ہوگا تو وہ پتھر یا درخت بول اٹھے گا کہ یہاں یہودی ہے اس کو قتل کردو۔

زمین پر دجال کا فتنہ چالیس دن رہے گا جن میں سے ایک دن ایک سال، ایک دن ایک مہینے اور ایک دن ایک ہفتہ کے مانند ہوگا۔ باقی دن معمولی دنوں کے مانند ہوں گے۔ صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے دریافت کیا: جو دن ایک سال کے برابر ہوگا کیا اس میں ایک دن کی نمازیں کافی ہوں گی؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں ایک سال کی نمازیں اس دن میں تخمینہ سے ادا کرنی ہوں گی۔

دجال کے فتنہ کے رفع ہونے کے بعد حضرت مسیح عَلَیْہِ السَّلام اصلاحات میں مشغول ہوں گے، صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کردیں گے اور کفار سے جِزْیَہ قبول نہ کیا جائے گا۔ سوائے قبول اسلام اور قتل کے دوسرا حکم نہ ہوگا۔ سب کافر مسلمان ہوجائیں گے۔ امام مہدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی خلافت ۷ یا ۸ یا ۹ سال ہوگی اس کے بعد آپ کا وصال ہوگا۔ حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلام آپ کے جنازہ کی نماز پڑھائیں گے۔[1]

یاجوج وماجوج

اس کے بعد لوگ امن وامان کی زندگی بسر کرتے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلام کی طرف وحی بھیجے گا کہ میں ایسے بندے نکالنے والا ہوں کہ کسی میں ان کے ساتھ لڑنے کی طاقت وقدرت نہیں ہے۔ تم میرے خالص بندوں کو کوہِ طور کی طرف لے جاؤ۔ آپ عَلَیْہِ السَّلام قلعۂ طور میں پناہ گزیں ہوکر سامانِ حَرْب ورَسَد کے مہیا کرنے میں

[1] ...... سنن ابن ماجه، كتاب الفتن،باب فتنة الدجال...الخ، الحديث: ٤٠٧٧،ج٤،ص٤٠٦-٤٠٧ ...... سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب فتنة الدجال ...الخ، الحديث: ٤٠٧٥،ج٤،ص٤٠٢ ...... مشكاة المصابيح، كتاب الفتن، باب اشراط الساعة،الحديث: ٥٤٥٦، ج ٢، ص ٢٩٣ ـ علميه

مشغول ہوں گے۔اس وقت یاجُوج وماجُوج نکل پڑیں گے۔ یہ لوگ یافِث بن نُوح کی اولاد سے ہیں ان کا مُلک قطب شمالی کی طرف ہَفت اِقلیم [1] سے باہر بتایا جاتا ہے۔اس کے جانبِ شمال سَمُنْدَر ہے جو سال بھر منجمد رہتا ہے۔مشرق و مغرب میں دیواروں کی مثل دو پہاڑ ہیں ان کے درمیان کی ایک گھاٹی سے نکل کر وہ اس طرف کے لوگوں کو لوٹ لیا کرتے تھے۔سکندرِ ذُوالقرنَیْن نے ان کو ایک آہنی دیوار کے ذریعہ سے بند کردیا تھا جس کی بلندی ان دونوں پہاڑوں کی چوٹی تک پہنچتی ہے اور موٹائی ساٹھ گز ہے۔وہ دن بھر اس دیوار کے توڑنے میں لگے رہتے ہیں مگر رات کو قدرت الٰہی سے وہ دیوار ویسی ہی ہو جاتی ہے۔جب ان کے نکلنے کا وقت آئے گا تو وہ دیوار ٹوٹ جائے گی اور یہ لوگ ٹڈی دَل کی طرح ہر طرف پھیل جائیں گے اور بے دریغ قتل وغارت کریں گے۔ان کی کثرت کا یہ حال ہے کہ جب ان کی پہلی جماعت بحیرۂ طبریہ میں (جو دس میل لمبا ہے) پہنچے گی تو اس کا تمام پانی پی جائے گی اور اس طرح سکھا دے گی کہ دوسری جماعت بعد والی جب آئے گی تو دیکھ کر کہے گی کہ یہاں کبھی پانی تھا؟ پھر وہ قتل وغارت کرتے ہوئے قُدْس کے پہاڑ خَمَر میں پہنچیں گے تو کہیں گے کہ ہم نے زمین والوں کا تو صفایا کردیا چلو آسمان والوں کو بھی مار ڈالیں پھر وہ آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے جن کو اللّٰہ تعالیٰ خون آلود کرکے لوٹا دے گا۔وہ دیکھ کر خوش ہوں گے کہ اب تو ہمارے سوا کوئی نہیں رہا۔مَحْصُورِیْن (حضرت عیسٰی عَلَیْہِ السَّلام اور آپ کے اصحاب) میں قحط کا یہ عالم ہوگا کہ گائے کا کلہ سو سو دینار سے بھی زیادہ قیمتی ہوگا۔پس محصورین دعا کریں گے۔اس پر اللّٰہ تعالیٰ ان میں مرضِ نَغَف بھیجے گا۔یہ ایک دانہ ہوتا ہے جو اونٹ اور بھیڑ بکری کی گردنوں میں نکلتا ہے اور طاعون کی طرح ہلاک کردیتا ہے۔اس مرض میں یاجُوج وماجُوج یکبارگی ہلاک ہو جائیں گے۔ پھر حضرت عیسٰی عَلَیْہِ السَّلام اور آپ کے اصحاب میدان کی طرف آئیں گے اور زمین میں ایک بالشت بھر جگہ ایسی نہ پائیں گے جو ان کی چربی وگندگی سے پُر نہ ہو۔پھر آپ مع اصحاب دست بدعا ہوں گے تو اللّٰہ تعالیٰ ایسے پرندے بھیجے گا جن کی گردنیں شُتَرانِ بُخْتی کی مانند [2] ہوں گی۔وہ پرندے ان کی لاشوں کو وہاں پھینک دیں گے جہاں اللّٰہ تعالیٰ چاہے۔پھر اللّٰہ تعالیٰ ایک عالمگیر بارش بھیجے گا جس سے زمین بالکل صاف ہو جائے گی۔اس بارش کی برکت سے زمین کی پیداوار میں بڑی ترقی ہوگی یہاں تک کہ ایک انار ایک جماعت کے لئے کافی ہوگا۔حیوانات کا دودھ اس کثرت سے

1 ......سات مملکتیں: عرب، ایران، توران، چین، ہند، مصر، یونان یا پھر تمام ممالک۔

2 ......دو کوہانوں والے بڑے اُونٹوں کی گردن کی طرح۔

ہوگا کہ ایک اونٹنی کا دودھ ایک قبیلہ کے لئے کافی ہوگا اور ایک بکری کا دودھ ایک کُنبہ[1] کے لئے کافی ہوگا۔قومِ یاجُوج وماجُوج کی کمانیں، ترکش اور تیر مومنوں کے لئے سات سال ایندھن کا کام دیں گے۔حضرت عیسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام دنیا میں چالیس سال رہیں گے، آپ کا نکاح ہوگا اور اولاد پیدا ہوگی، پھر آپ انتقال فرمائیں گے اور حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے روضہ مطہرہ میں دفن ہوں گے۔

حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلام کے بعد قبیلہ قحطان میں سے ایک شخص جہجاہ نام یمن کے رہنے والے آپ کے خلیفہ ہوں گے اور امورِ خلافت کو عدل وانصاف کے ساتھ سرانجام دیں گے۔[2] جہجاہ کے بعد چند اور بادشاہ ہوں گے جن کے عہد میں رسوم کفر وجہل شائع ہوجائیں گی اور علم کم ہوجائے گا۔اسی اثنا میں ایک مکان مشرق میں اور ایک مغرب میں زمین میں دھنس جائے گا جن میں منکرین تقدیر ہلاک ہوجائیں گے۔

دُخان (دھواں)

اس کے بعد ایک بڑا دُھواں آسمان سے نمودار ہوگا جو چالیس روز رہے گا۔اس سے مسلمان زُکام میں مبتلا ہو جائیں گے۔کافروں اور منافقوں پر بیہوشی طاری ہوجائے گی۔بعض ایک دن بعض دو دن اور بعض تین دن کے بعد ہوش میں آئیں گے۔[3]

آفتاب کا مغرب سے نکلنا

اس کے بعد ماہِ ذِی الحجّہ میں یومِ نَحر کے بعد رات اس قدر لمبی ہوجائے گی کہ بچے چلا اٹھیں گے، مسافر تنگ دل

---

1 ......خاندان۔

2 ......سنن الترمذی، کتاب الفتن، باب ماجاء فی فتنۃ الدجال، الحدیث:٢٢٤٨، ج٤، ص١٠٤۔١٠٥......مرقاۃ المفاتیح، کتاب الفتن، باب العلامات بین یدی الساعۃ، تحت الحدیث:٥٤٧٥، ج٩، ص٣٨٨......فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب الفتن، باب یاجوج ماجوج، تحت الحدیث:٧١٣٦، ج١٤، ص٩١-٩٢......صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب لاتقوم الساعۃ...الخ، الحدیث:٦٠۔(٢٩١٠٠)، ٦١۔(٢٩١١)، ص١٥٥٦......التذکرۃ فی احوال الموتی وامور الآخرۃ (مترجم) حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام کے زمین پر قیام کرنے کی مدت...الخ، ج٢، ص٦١٦۔علمیہ

3 ......تفسیر الطبری، سورۃ الدخان، تحت الآیتان:١٠۔١١، الحدیث:٣١٠٦١، ج١١، ص٢٢٧۔علمیہ

اور مویشی چراگاہ کے لئے بے قرار ہوں گے یہاں تک کہ لوگ بے چینی کی وجہ سے نالہ وزاری کریں گے اور توبہ توبہ پکاریں گے۔ آخر تین چار رات کی مقدار اس رات کے دراز ہونے کے بعد اِضطِراب کی حالت میں آفتاب مغرب سے چاند گرہن کی مانند تھوڑی سی روشنی کے ساتھ نکلے گا۔ اس کے بعد توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا اور اس دن آفتاب اتنا بلند ہو کر غروب ہوگا جتنا کہ چاشت کے وقت ہوتا ہے۔ پھر حسب معمول مشرق کی طرف سے نکلتا رہے گا۔[1]

دَابَّۃُ الْاَرْض

دوسرے روز لوگ اسی کا ذکر کر رہے ہوں گے کہ کوہِ صَفَا زلزلہ سے پھٹ جائے گا اور اس سے ایک عجیب شکل کا جانور نکلے گا جسے دَابَّۃُ الْاَرْض کہتے ہیں۔ وہ چہرے میں آدمی سے، گردن میں اُونٹ سے، دُم میں بیل سے، سُرَین میں ہرن سے، سینگوں میں بارہ سنگے سے، ہاتھوں میں بندر سے اور کانوں میں ہاتھی سے مشابہ ہوگا۔ پہلے یمن میں پھر نجد میں ظاہر ہو کر غائب ہو جائے گا۔ پھر دوبارہ مکہ مشرفہ میں ظاہر ہوگا اس کے ایک ہاتھ میں حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کا عصا اور دوسرے میں حضرت سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام کی انگوٹھی ہوگی۔ وہ ایسی تیزی سے شہروں کا دورہ کرے گا کہ کوئی بھاگنے والا اس سے نہ بچ سکے گا۔ وہ اہل ایمان کی پیشانی پر عصائے موسیٰ سے ایک نورانی خط کھینچ دے گا جس سے تمام چہرہ نورانی ہو جائے گا اور کفار کی ناک یا گردن پر خاتَمِ سلیمان[2] سے مُہر کر دے گا جس سے ان کا چہرہ سیاہ اور بے رونق ہو جائے گا۔[3]

خانۂ کعبہ کا گرایا جانا

اس کے بعد ایک ٹھنڈی ہوا چلے گی جس کے سبب سے ہر صاحب ایمان کی بغل میں درد پیدا ہوگا۔ افضل فاضل سے، فاضل ناقص سے اور ناقص فاسق سے پہلے مرنے شروع ہو جائیں گے یہاں تک کہ کوئی اہل ایمان باقی نہ رہے گا۔ بعد ازاں کفارِ حبشہ کا غلبہ ہوگا اور ان کی سلطنت قائم ہوگی وہ خانۂ کعبہ کو ڈھا دیں گے، حج موقوف ہو جائے گا، قرآن مجید

---

1 ......الدرالمنثور فی التفسیر المأثور، الانعام: ۱۵۸، ج۳، ص ۳۹۲۔۳۹۷۔علمیه

2 ......حضرت سیدنا سلیمان عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ السَّلَام کی مبارک انگوٹھی۔

3 ......الدرالمنثور فی التفسیر المأثور، النمل: ۸۲، ج۶، ص۳۷۹۔۳۸۱......سنن ابن ماجه، کتاب الفتن، باب دابة الارض، الحدیث: ۴۰۶۶، ج ۴، ص ۳۹۳۔۳۹۴۔علمیه

دلوں، زبانوں اور کاغذوں سے اُٹھ جائے گا، خدا ترسی اور خوفِ آخرت دلوں سے اُٹھ جائے گا، شرم وحیا نہ رہے گی، آدمی گدھوں اور کتوں کی مانند دوستوں کے سامنے جماع کریں گے،[1] حکام کا ظلم اور رعایا کی ایک دوسرے پر دست درازی رفتہ رفتہ بڑھ جائے گی جس سے شہر وقصبات ویران ہو جائیں گے۔ قحط ووَبا کا ظہور ہوگا۔

ایک بڑی آگ

اس وقت ملک شام میں کچھ اَرزانی[2] ہوگی۔ دیگر ممالک کے لوگ اہل وعیال سمیت شام کو روانہ ہوں گے۔ اسی اَثنا میں ایک بڑی آگ جنوب کی طرف سے نمودار ہوگی وہ ان کا تعاقب کرے گی یہاں تک کہ وہ شام پہنچ جائیں گے پھر وہ آگ غائب ہو جائے گی۔[3]

نَفْخِ صُور

اس کے بعد چار پانچ سال لوگ عیش وعشرت کے ساتھ غفلت میں زندگی بسر کریں گے۔ بت پرستی عام ہوگی۔ کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ ہوگا۔ یکا یک جمعہ کے روز جو یوم عاشورا بھی ہوگا صبح کے وقت اللہ تعالیٰ اِسرافیل عَلَیْہِ السَّلَام کو صُور پھونکنے کا حکم دے گا۔ صُور کی آواز کے صدمہ سے تمام جہان فنا ہو جائے گا، زمین وآسمان کے ٹکڑے ہو جائیں گے، چاند، سورج اور تمام ستارے ٹوٹ کر گر پڑیں گے، دریا خشک ہو جائیں گے، آگ بجھ جائے گی، سوائے ذاتِ باری تعالیٰ کے کوئی باقی نہ رہے گا، اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''لِمَنِ الْمُلْكُ الْیَوْمَ ؕ''[4] (آج سلطنت کس کی ہے) پھر خود ہی جواب دے گا: لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۱۶﴾[5] (اس ایک اللہ کی جو قہار ہے) ایک مدت کے بعد بارِ دِیگر[6] نئے آسمان اور نئی زمین

---

1 ......سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب اشراط الساعة، الحديث: ٤٠٧٥، ج٤، ص٤٠٦......صحيح البخاری، كتاب الحج، باب قول الله تعالى جعل الله الكعبة...إلخ، الحديث: ١٥٩١، ج ١، ص ٥٣٦، عمدة القاری شرح صحيح البخاری، باب قول الله تعالى جعل الله الكعبة...إلخ، تحت الحديث: ١٥٩١، ج٧، ص١٥٥-١٥٦-علميه

2 ......فراوانی۔

3 ......مرقاة المفاتيح، كتاب الفتن، باب العلامات بين يدی...إلخ، تحت الحديث: ٥٤٦٤، ج ٩، ص ٣٦٧-علميه

4 ......ترجمۂ کنز الایمان: آج کس کی بادشاہی ہے۔ (پ ٢٤، المؤمن: ١٦)۔علميه

5 ......ترجمۂ کنز الایمان: ایک اللہ سب پر غالب کی۔ (پ ٢٤، المؤمن: ١٦)۔علميه

6 ......دوبارہ۔

پیدا ہوگی پھر حضرت اِسْرافِیل عَلَیْہِ السَّلام دوبارہ صُور پھونکیں گے اس کی آواز سے سب مُردوں کے جسم دوبارہ وہی بن جائیں گے اور زندہ ہوکر قبروں سے اٹھیں گے۔[1] اسی کو قیامت کہتے ہیں قیامت کے واقعات جو قرآنِ مجید و احادیث شریفہ میں مذکور ہیں مثلاً مُردوں کا ان ہی اَجساد کے ساتھ زندہ ہوکر اٹھنا، آفتاب کا زمین کے قریب آجانا، حسابِ اعمال ہونا، ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء کا نیک و بد اعمال کی گواہی دینا، نیکوں کو نامہ اعمال کا سامنے کی طرف سے دائیں ہاتھ میں ملنا اور بدوں کو پشت کی طرف سے بائیں ہاتھ میں ملنا، اعمال کا ترازو میں تُلنا، پل صراط سے گزرنا، مومنوں کا اپنے مرتبہ کے موافق کسی کا بجلی کی طرح، کسی کا دوڑتے گھوڑے کی طرح، کسی کا اُڑتے پرندے کی طرح، کسی کا معمولی چال سے پل صراط عبور کر جانا اور منافقین و کفار کا کٹ کٹ کر دوزخ میں گرنا، حوض کوثر کے لذیذ و سرد پانی کے پینے سے مومنوں کی سب کلفتوں کا دور ہو جانا اور جنت میں داخل ہونا وغیرہ۔ ان سب کے لئے ایک علیحدہ کتاب درکار ہے یہاں بطور نمونہ ذیل میں دو تین پیشگوئیوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

حجاز کی آگ

صَحِیْحَیْن[2] میں بروایت سَعِیْد بن المُسَیِّب مذکور ہے کہ حضرت ابو ہُرَیْرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے مجھے خبر دی کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ ایک آگ حجاز کی زمین سے نکلے گی جو بُصریٰ[3] میں اونٹوں کی گردنیں روشن کرے گی۔[4]

مذکورہ بالا پیشین گوئی کے مطابق وہ آگ سرزمین حجاز میں ظاہر ہوئی۔ اس کے ظُہور سے پہلے کئی زلزلے آئے جو اس کا پیش خیمہ تھے۔ چنانچہ ماہ جُمادی الاُوْلیٰ ۶۵۴ھ کی اَخیر تاریخ کو مدینہ منورہ میں کئی دفعہ زلزلہ آیا مگر چونکہ خفیف

---

1 ......صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب ذهاب الايمان آخر الزمان، الحديث: ۲۳۴، ص۸۸......شعب الايمان، باب فى حشر الناس...إلخ، فصل فى صفة يوم القيامة، الحديث: ۳۵۳، ج۱، ص ۳۱۲-۳۱۳-علميه

2 ......صحیح بخاری و مسلم، کتاب الفتن۔ امام بخاری کی ولادت ۱۹۴ھ میں اور وفات ۲۵۶ھ میں، امام مسلم کی ولادت ۲۰۴ھ میں اور وفات ۲۶۱ھ میں ہوئی۔ ۱۲منہ

3 ......ملک شام کے ایک شہر کا نام۔ ۱۲منہ

4 ......صحيح مسلم، كتاب الفتن...الخ، باب لاتقوم الساعة حتى تخرج نار من ارض الحجاز، الحديث: ۲۹۰۲، ج۱، ص: ۱۵۵۲-علميه

تھا اس لئے بعض لوگوں کو محسوس نہ ہوا۔ سہ شنبہ کے روز [1] سخت زلزلہ آیا جسے عام وخاص سب نے محسوس کیا۔ شبِ چہار شنبہ [2] ۳ جُمادَی الاُخریٰ کو رات کے اَخیر تہائی حصہ میں مدینہ میں ایسا سخت زلزلہ آیا کہ لوگ ڈر گئے اور اس کی ہیبت سے دل کانپ گئے۔ زلزلے کا یہ سلسلہ جمعہ کے دن تک رہا۔ اس کی آواز بجلی سے بڑھ کر تھی، زمین کانپتی تھی اور دیواریں ہل رہی تھیں یہاں تک کہ صرف دن کے وقت اٹھارہ دفعہ حرکت ہوئی۔ جمعہ کو چاشت کے وقت زلزلہ بند ہوگیا دوپہر کے وقت مدینہ منورہ سے تقریباً ایک منزل جانب شرق یہ آگ نمودار ہوئی اس کے ظاہر ہونے کی جگہ سے آسمان کی طرف بکثرت دھواں اٹھا جس نے افق کو گھیر لیا جب تاریکی چھا گئی اور رات آگئی تو آگ کے شعلے تیز ہوگئے یہ آگ ایک ایسے بڑے شہر کی مانند معلوم ہوتی تھی جس کے گرد ایک فصیل ہو اور اس فصیل پر کنگرے اور برج اور مینار ہوں غرض اس آگ کو دیکھ کر اہل مدینہ ڈر گئے۔ [3] چنانچہ قاضی سِنان حُسینی کا بیان ہے کہ ''میں امیر مدینہ عِزُّالدِّین مُنِیف بن شِیْحَہ [4] کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ عذاب نے ہم کو گھیر لیا ہے۔ اللّٰہ کی طرف رجوع کر۔ یہ سن کر اس نے اپنے تمام غلام آزاد کر دیئے اور لوگوں کے اموال ان کو واپس کر دیئے پھر وہ اپنے قلعہ سے نکل کر حرم شریف میں آیا۔ اس نے اور تمام اہل مدینہ حتی کہ عورتوں اور بچوں نے جمعہ اور ہفتہ کی رات حرم شریف میں گزاری اور باغات میں کوئی ایسا نہ رہا جو حرم شریف میں نہ آیا ہو۔ لوگ رات کو گریہ وزاری اور تضرع کرتے تھے اور حجرہ شریف کے گرد ننگے سر اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہوئے گڑگڑا کر دعا مانگ رہے تھے اور نبی الرحمۃ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پناہ طلب کر رہے تھے۔''

قطب قسطلانی جو اس وقت مکہ میں مقیم تھے، ان کا بیان ہے کہ یہ آگ بڑھتی ہوئی حرّہ اور وادیٔ شَظَاۃ کے متصل آپہنچی اور وادیٔ شَظَاۃ میں سے جس کے ایک طرف وادیٔ حمزہ ہے گزر کر حرم نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مقابل ٹھہر گئی۔ اس آگ کے شعلے ایسے تیز تھے کہ شجر وحجر جو اس کے راستے میں آتا اسے پارہ پارہ کر دیتی اور پگھلا دیتی۔ غرض

---

1 ...... بروز منگل۔ 2 ...... بدھ کی شب۔

3 ...... مفصّل حالات کے لیے دیکھو وفاء الوفاء باخبار دار المصطفٰی للعلامۃ السمہودی المتوفی ۹۱۱ھ، جزء اول، صفحہ ۹۹ تا ۱۰۶۔ ۱۲ منہ

4 ...... سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں امیر مدینہ کا نام '' عزالدین منیف بن شیمه '' لکھا ہے یہ ہمیں نہیں ملا، البتہ '' وفاء الوفا للسمھودی '' اور دیگر کتب میں '' عِزُّالدین مُنیف بن شِیْحَة '' ہے لہٰذا کتابت کی غلطی پر محمول کرتے ہوئے ہم نے یہاں '' عزالدین منیف بن شیمه '' کے بجائے '' عزالدین مُنیف بن شِیْحَة '' لکھا ہے۔ و اللّٰہ تعالی اعلم۔ علمیه

اس رحمۃ للعالمین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تربت شریف کی برکت سے یہ آگ حرم شریف سے خارج ہی رہی اور وہاں سے پیچھے ہٹ کر اپنا رخ جانب شمال کر لیا اور ۵۲ دن تک روشن رہی۔

یہ آگ مکہ، یَنۡبُع اور تیماء سے دکھائی دیتی تھی اور شہر بُصریٰ کے لوگوں کو اس کی روشنی میں اونٹوں کی گردنیں نظر آگئیں جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ مؤرخین کا قول ہے کہ یہ آگ چار فرسنگ لمبی اور چار میل چوڑی اور ڈیڑھ قامت عمیق وادی میں چلتی تھی۔ اس کی حرارت سے پتھر رانگ کی مانند پگھل جاتا تھا۔ اس طرح وادی کے اخیر میں حَرَّہ کے مُنۡتَہا کے نزدیک پگھلے ہوئے پتھر جمع ہوتے گئے اور آخر کار وادیٔ شَظَات کے وسط میں کوہِ وُعَیۡرَہ کی طرف ایک سدّ (دیوار) بن گئی۔ اس سد کے آثار ہنوز باقی ہیں اور اہل مدینہ اسے حَبۡس کہتے ہیں۔ مدینہ منورہ میں اس آگ کا ظہور ایسا مشہور ہے کہ مؤرخین کے نزدیک حدّ تَوَاتُر کو پہنچا ہوا ہے۔[1] كذا في وفاء الوفاء للسمهودي.

امام نَوَوِی (متوفی ۶۷۶ھ) جو اس زمانے میں موجود تھے۔ اس آگ کی نسبت شرح صحیح مسلم (مطبوعہ انصاری، جلد ثانی، کتاب الفتن، ص۳۹۳) میں یوں تحریر فرماتے ہیں:

وقد خرجت في زماننا نار بالمدينة سنة اربع و خمسين و ستمائة و كانت نارًا عظيمة جدا خرجت من جنب المدينة الشرقي وراء الحرة تواتر العلم بها عند جميع اهل الشام و سائر البلدان و اخبرني من حضرها من اهل المدينة.[2]

اور تحقیق ہمارے زمانے میں ۶۵۴ھ میں مدینہ میں ایک آگ نکلی اور نہایت بڑی آگ تھی جو مدینہ کے شرقی جانب سے حرّہ کے پیچھے نکلی۔ شام اور باقی شہروں کے تمام باشندوں کو بطریق تواتر اس کا علم ہوا اور مجھے اہل مدینہ میں سے ایک شخص نے خبر دی جس نے اس آگ کو دیکھا۔

علامہ تاجُ الدِّین سُبۡکی (متوفی ۷۷۱ھ) طَبَقات الشَّافِعِیَّۃُ الکُبۡریٰ (جزء خامس، ص۱۱۲) میں لکھتے ہیں کہ جب ماہ

---

1 ...... وفاء الوفاء باخبار دارا لمصطفى، الباب الثانى...الخ، الفصل السادس عشر فى ظهور نار الحجاز...الخ، ج ١، الجزء١، ص١٤٢-١٥٠ ملخصاً۔ علميه

2 ......شرح النووى على صحيح مسلم، كتاب الفتن...الخ، باب لاتقوم الساعة حتى تخرج نار من ارض الحجاز، تحت الحديث: ٢٩٠١، الجزء الثامن عشر، ج٩، ص٢٨ ۔ علميه

جُمادَی الاُخریٰ ۶۵۴ھ کی پانچویں تاریخ ہوئی تو مدینۃ النبی میں اس آگ کا ظہور ہوا اور اس سے پہلے کی دوراتوں میں ایک بڑی آواز ظاہر ہوئی پھر ایک بڑا زلزلہ آیا پھر قُرَیْظَہ کے قریب حَرَّہ میں آگ ظاہر ہوئی۔ اہل مدینہ اپنے گھروں سے اسے دیکھتے تھے۔ اس آگ کی روئیں پانی کی طرح جاری ہوئیں اور پہاڑ آگ بن کر رواں ہوئے۔ یہ آگ حاجیوں کے راستۂ عراق کی طرف روانہ ہوئی پھر ٹھہر گئی اور زمین کو کھانے لگی۔ رات کے اخیر حصہ سے چاشت کے وقت تک اس میں سے ایک بڑی آواز آتی تھی۔ لوگوں نے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مدد طلب کی اور گناہ ترک کردیئے۔ یہ آگ ایک مہینہ سے زیادہ روشن رہی۔ یہ وہی آگ ہے جس کی خبر جناب مصطفٰے صَلَوٰتُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے دی تھی۔ کیونکہ آپ نے فرمایا تھا کہ ''قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ سرزمین حجاز سے ایک آگ نکلے گی جس سے بصریٰ میں اونٹوں کی گردنیں روشن ہوجائیں گی۔'' ایک شخص سے جو رات کے وقت بصریٰ میں تھا روایت ہے کہ اس کو اس آگ کی روشنی میں اونٹوں کی گردنیں نظر آگئیں۔ [1]

تاتاریوں کا فتنہ اور حادثۂ بغداد

حضرت ابوبکرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ [2] سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: میری امت کے لوگ ایک پست زمین میں جس کا نام بصرہ ہوگا ایک دریا کے نزدیک اتریں گے جس کو دجلہ کہتے ہیں۔ اس دریا پر ایک پل ہوگا۔ بصرہ کے باشندے بکثرت ہوں گے اور وہ شہر مسلمانوں کے بڑے شہروں میں سے ہوگا جب آخر زمانہ آئے گا تو قَنْطُوْرا کے بیٹے آئیں گے جن کے چہرے فراخ اور آنکھیں چھوٹی ہوں گی یہاں تک کہ وہ اس دریا کے کنارے پر اتریں گے۔ اس وقت بصرہ کے باشندے تین گروہ ہوجائیں گے۔ ایک گروہ بیلوں کی دموں [3] اور بیابان میں پناہ لے گا اور ہلاک ہوجائے گا اور ایک گروہ اپنی جانوں کے لئے طالب امان ہوگا اور ہلاک ہوجائے گا اور

---

1 ......طبقات الشافعية الكبرى، الطبقة السادسة فيمن توفى...إلخ،الجزء ٨، ص ٢٦٦ ـعلميه

2 ......سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں اس حدیث کے راوی کا نام حضرت ''ابوبکر صدیق'' لکھا ہے یقیناً یہ کتابت کی غلطی ہے کیونکہ ''مشکاۃ المصابیح'' (جس کا مصنف نے حوالہ دیا ہے) ''ابوداود'' اور دیگر کتب میں یہ حدیث حضرت ''ابوبکرہ'' سے مروی ہے لہٰذا ہم نے یہاں حضرت ''ابوبکر صدیق'' (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کے بجائے حضرت ''ابوبکرہ'' (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) لکھا ہے۔ واللّٰہ تعالٰی اعلم بالصواب۔علمیہ

3 ......یعنی اہل وعیال اور مال واسباب کو بیلوں پر لاد کر جنگل کو چلے جائیں گے۔١٢منہ

ایک گروہ اپنی اولاد کو پس پشت ڈال دے گا اور ان سے لڑے گا، وہی حقیقی شہید ہوں گے۔ اس حدیث کو ابوداؤد[1] نے روایت کیا ہے۔[2]

اس حدیث میں قَنْطُوْراء سے مراد تاتاری لوگ یعنی ترک ہیں کیونکہ قَنْطُوْراء حضرت ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی ایک لونڈی کا نام ہے جس کی نسل سے یہ لوگ ہیں۔ ان کے چہروں کے کشادہ اور آنکھوں کے چھوٹا ہونے میں کسی کو کلام نہیں۔ البتہ حدیث میں بصرہ کا لفظ ہے مگر اس سے مراد شہر بغداد ہے کیونکہ دریائے دجلہ اور پل بغداد میں ہیں نہ کہ بصرہ میں۔ و نیز ترک لڑائی کے لئے اس کیفیت سے جو حدیث میں مذکور ہے بصرہ میں نہیں آئے بلکہ بغداد میں آئے ہیں جیسا کہ مشہور و معروف ہے۔ حدیث میں بصرہ کا ذکر اس لئے ہے کہ بغداد کی نسبت بصرہ قدیم شہر ہے جس کے مضافات میں سے وہ گاؤں اور مواضع تھے جن میں شہر بغداد بنا۔ علاوہ ازیں بغداد کے نزدیک ایک گاؤں کا نام[3] بھی بصرہ ہے۔[4]

یہ پیشین گوئی ماہ محرم ۶۵۶ھ میں پوری ہوئی جب کہ چنگیز خاں تاتاری کے پوتے ''ہلاکو'' نے شہر بغداد پر لشکر کشی کی۔ اس کی مختصر کیفیت[5] یہ ہے کہ اس وقت بغداد میں خاندان عباسیہ کا آخری خلیفہ مُعْتَصِم باللّٰہ مسند خلافت پر مُتَمَکِّن تھا۔ اس کا وزیر مُؤَیِّد الدین محمد بن علی اَلْعَلْقَمِی فاضل و ادیب مگر رافضی تھا اور اس کے دل میں اسلام اور اہل اسلام کی طرف سے کینہ و بغض تھا۔ وزیر مذکور شہزادہ ابوبکر اور امیر کبیر رکن الدین دُوَیدار کا بھی دشمن تھا کیونکہ یہ دونوں اہل سنت تھے اور انہوں نے یہ سن کر کہ کَرْخ[6] کے رافضیوں نے اہل سنت سے تَعَرُّض کیا ہے[7] کَرْخ کو لوٹ لیا تھا اور رَوافِض کو

---

1 ......ابوداؤد کی ولادت ۲۰۲ھ میں اور وفات ۲۷۵ھ میں ہوئی۔ ۱۲ منہ

2 ......مشکوٰۃ، کتاب الفتن، باب الملاحم، فصل ثانی۔ ۱۲ منہ ......(مشکاۃ المصابیح، کتاب الفتن، باب الملاحم، الحدیث: ۵۴۳۲، ج ۲، ص ۲۸۹۔ علمیہ)

3 ......اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوٰۃ، کتاب الفتن، باب الملاحم۔

4 ......اشعۃ اللمعات، کتاب الفتن، باب الملاحم، ج ۴، ص ۳۲۸۔ علمیہ

5 ......مفصل حالات کے لئے دیکھو طبقات الشافعیۃ الکبریٰ للتاج السبکی المتوفی ۷۷۱ھ، جزء خامس، ص ۱۱۰ تا ۱۱۶۔ ۱۲ منہ

6 ......کرخ بفتح اول و ثانی و خائے معجمہ دہے است قریب بغداد و قیل محلّہ از بغداد۔ غیاث اللغات۔ ۱۲ منہ

7 ......مزاحمت کی ہے۔

سخت سزائیں دی تھیں۔ [1] ابن علقمی چونکہ بظاہر ان کے خلاف کچھ نہ کرسکتا تھا اس لئے اس نے پوشیدہ طور پر بذریعہ کتابت تاتاریوں کو عراق پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ ہلاکو کے دربار میں حکیم نصیر الدین طوسی رافضی تھا جس نے ابن علقمی کی ترغیب کو اور سہارا دیا اور آخر کار ہلاکو کو بغداد پر چڑھائی کے لئے آمادہ کردیا چنانچہ ہلاکو بڑی تیاری کے ساتھ بغداد پر چڑھ آیا۔ لشکر بغداد بسر کردگی رُکْنُ الدِین دُوَیْدَار مقابلہ کے لئے بڑھا اور بغداد سے دو منزل کے فاصلہ پر ہلاکو کے مقدمہ لشکر سے جس کا سردار تایجو تھا مٹھ بھیڑ ہوئی۔ [2] بغدادیوں کو شکست ہوئی کچھ تہ تیغ [3] ہوئے، کچھ پانی میں ڈوب گئے اور باقی بھاگ گئے۔ تایجو آگے بڑھا اور دریائے دجلہ کے مغربی کنارہ پر اترا۔ ہلاکو نے مشرق سے حملہ کیا اور بغداد کو گھیر لیا۔ اس وقت ابن علقمی نے خلیفہ کو صلح کا مشورہ دیا اور کہا کہ میں صلح کی شرائط ٹھہرانے جاتا ہوں۔ چنانچہ وہ گیا اور واپس آکر خلیفہ معتصم سے کہنے لگا: اے امیر المومنین! ہلاکو کی دلی خواہش ہے کہ اپنی بیٹی کا نکاح آپ کے بیٹے امیر ابو بکر سے کردے اور آپ کو منصب خلافت پر قائم رکھے مگر وہ صرف آپ سے اتنا چاہتا ہے کہ آپ اس کی اطاعت تسلیم کرلیں پھر وہ اپنا لشکر لے کر واپس چلا جائے گا۔ لہٰذا آپ اس پر عمل کریں کیونکہ اس طرح مسلمان خونریزی سے بچ جائیں گے۔ یہ سن کر خلیفہ مع ارکان واَعیانِ سلطنت [4] طالب امن وامان ہو کر نکلا۔ وہاں پہنچا تو وہ ایک خیمہ میں اتارا گیا۔ پھر وزیر مذکور شہر میں آیا اور علماء وفقہاء سے کہا کہ آپ شہزادہ کے عقد میں شامل ہوں۔ چنانچہ وہ بغداد سے نکلے اور قتل کیے گئے۔ اسی طرح عقد کے بہانہ سے ایک کے بعد دوسرا گروہ بلایا گیا اور قتل کیا گیا۔ پھر خلیفہ کے حاشیہ نشین [5] طلب ہوئے اور قتل کیے گئے۔ پھر خلیفہ کی سب اولاد قتل ہوئی۔

خلیفہ کی نسبت کہا گیا ہے کہ کافر ہلاکو نے اسے رات کے وقت بلایا اور کئی باتیں دریافت کیں۔ پھر اس کے قتل کا حکم دیا۔ ہلاکو ظالم سے کہا گیا کہ اگر خلیفہ کا خون گرایا جائے گا تو دنیا تاریک ہوجائے گی اور تیرا ملک تباہ ہوجائے گا کیونکہ وہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چچا کی اولاد میں سے ہے اور دنیا میں خلیفۃ اللہ ہے۔ اس پر وہ سنگدل حکیم نصیر الدین طوسی کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ وہ مار ڈالا جائے مگر اس کا خون نہ گرایا جائے۔ چنانچہ بتاریخ ۲۸ محرم ۶۵۶ھ اس

---

1 ......غیاث اللغات، باب کاف عربی، فصل کاف مع راء مھملۃ، ص ۵۶۲۔ علمیه

2 ......لڑائی ہوئی۔

3 ......قتل۔

4 ......مصاحبین ووزراء۔

5 ......مصاحبین ومعززین۔

بیچارے کو ایک بوری میں بند کر کے ہتھوڑوں سے مار ڈالا گیا۔ بعضے کہتے ہیں کہ اسے لاتوں سے مار ڈالا گیا اور اس کے امیروں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑا گیا۔ پھر شہر بغداد میں خونریزی شروع ہوئی۔ اکثر باشندے شہید ہوئے۔ تیس دن سے کچھ اوپر قتل جاری رہا۔ کہا گیا ہے کہ مقتولین کی کل تعداد اٹھارہ لاکھ تھی۔

اس کے بعد امان دی گئی جو لوگ چھپے ہوئے تھے ان میں سے اکثر تو زمین کے نیچے ہی طرح طرح کی مصیبتوں سے مر گئے۔ جو زندہ نکل آئے انہوں نے بڑی دِقّتیں اٹھائیں پھر گھروں کو کھود کر بے شمار دفینے نکالے گئے۔ پھر نصاریٰ بلائے گئے تاکہ علانیہ شراب خوری کریں اور سُوَر کا گوشت کھائیں اور مسلمان بھی ان کے ساتھ شریک ہوں۔ ستم گار ہلاکو سوار ہو کر قصر خلافت تک آیا اور حرم کی بے آبروئی کی۔ وہ محل ایک عیسائی کو دیا گیا مسجدوں میں شراب بہادی گئی اور مسلمانوں کو علانیہ اذان دینے سے منع کیا گیا۔ (1) لا حول و لا قوة الا باللّٰه العلی العظیم.

یہ سب کچھ صرف بغداد میں ہوا۔ بغداد کے علاوہ اور جگہ بھی تاتاریوں نے بہت کچھ کیا۔ اسی واسطے کہا گیا ہے کہ تاتاریوں کے فتنہ سے بڑھ کر دنیا میں کوئی فتنہ وقوع میں نہیں آیا ہے۔ خلیفہ مُعْتَصِم باللّٰه کے ساتھ خاندان عباسیہ کا خاتمہ ہو گیا بلکہ یوں سمجھو کہ عرب کی سلطنت روئے زمین سے اٹھ گئی جو قرب قیامت کے آثار میں سے ہے۔

شیخ سعدی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْہَادِی (متوفی ۶۹۱ھ) نے جو حادثۂ بغداد کے وقت زندہ تھے مُعْتَصِم باللّٰه کا ایک نہایت دردناک مرثیہ لکھا ہے جس میں سے چند اشعار ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

﴿1﴾

آسماں راحق بود گرخوں ببارد برزمین — بر زوالِ ملک معتصم امیر المومنین

آسمان پر واجب ہے کہ امیر المومنین مُعْتَصِم کی سلطنت کی تباہی پر زمین پر خون برسائے۔

﴿2﴾

اے محمد گر قیامت رابرآری سرزخاک — سربرآرد ایں قیامت درمیانِ خلق بیں

اے محمد! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اگر آپ قیامت کو تُربت شریف سے نکلیں گے تو ابھی نکل کر خَلْقت میں یہ

1 ......طبقات الشافیعة الکبری، الطبقة السادسة فیمن توفی...إلخ، الجزء٨، ص ٢٦٩-٢٧٢-علمیه

قیامت دیکھ لیجئے۔

﴿3﴾

نازنینانِ حرم راخونِ حلق نازنین زاستاں بگذشت ماراخونِ دل از آستیں

محل کے ناز پَروَردوں کا خون ڈیوڑھی سے بہ گیا اور ہمارے دل کا خون آستین سے ٹپک نکلا۔

﴿4﴾

زینہار از دورِ گیتی وانقلاب روزگار درخیالِ کس نہ گشتی کا نچناں گرددچنیں

زمانے کی گردش اور دنیا کے انقلاب سے پناہ مانگنی چاہیے۔ یہ بات کسی کے خیال میں نہ آتی تھی کہ یوں سے یوں ہو جائے گا۔

﴿5﴾

دیدہ بردار اے کہ دیدی شوکتِ بیت الحرام قیصرانِ روم سر برخاک وخاقاں برزمیں

اے مخاطب! تو نے بیت الحرام کی سی شان وشوکت دیکھی ہے۔ جہاں روم کے قیصر خاک پر سر رگڑتے تھے اور چین کے خاقان زمین پر بیٹھتے تھے۔

﴿6﴾

خونِ فرزندانِ عمِ مصطفےٰ شدریختہ ہم برآں خاکے کہ سلطاناں نہادندے جبیں

ذرا آنکھ اٹھا کر دیکھ کہ حضرت مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بَنِی عَمّ[1] کا خون اس خاک پر بہایا گیا ہے جہاں بڑے بڑے بادشاہ ماتھا رگڑتے تھے۔

﴿7﴾

دجلہ خوں ناب است زیں پس گرنہد سر درنشیب خاکِ نخلستانِ بطحا را کند ماخوں عجیں

دریائے دجلہ کا پانی خون ہو گیا ہے۔ اگر پستی کی طرف بہے گا تو نخلستانِ بطحا کی خاک کو خون سے رنگیں کر

---

1 ...... چچا کے بیٹے۔

دے گا۔

کعبہ شریف کی حجابت[1]

ہم پہلے فتح مکہ میں اس کے متعلق حضرت عثمان بن طلحہ کی روایت نقل کر آئے ہیں جس میں تین پیشین گوئیاں ہیں۔ایک یہ کہ ہجرت سے پہلے حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے عُثمان بن طلحہ سے فرمادیا تھا کہ ایک دن یہ کنجی میرے ہاتھ میں ہوگی۔سو اسی کے مطابق فتح مکہ کے روز وقوع میں آیا۔دوسری یہ کہ آپ نے قریش کی نسبت فرمایا تھا کہ وہ اس دن بجائے ہلاک وذلیل ہونے کے زندگی وعزت پائیں گے۔اسی کے مطابق فتح مکہ کے دن واقع ہوا۔قریش نے اسلام میں داخل ہوکر دارین میں حیات طیبہ حاصل کی اور عزت پائی۔واقع میں وہ اس سے پہلے ذلت کی زندگی بسر کررہے تھے کہ ان بتوں کے آگے سر جھکاتے تھے جنہیں خود انہیں کے ہاتھوں نے تراشا تھا۔فتح کے دن وہ اس ذلت سے نکل گئے اور ان کو خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت کا شرف حاصل ہوا۔تیسری یہ کہ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے حضرت عُثمان بن طلحہ کو کنجی دیتے وقت فرمایا کہ یہ کنجی ہمیشہ تمہارے پاس رہے گی،ظالم کے سوا کوئی اسے تم سے نہ چھینے گا۔چنانچہ آج تقریباً ساڑھے تیرہ سو سال ہوچکے ہیں کہ خانہ کعبہ کی کنجی حضرت عثمان بن طلحہ کے خاندان میں رہی۔اب ابن سعود نجدی نے جو سلوک اس خاندان سے کیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ نجدی مذکور حسب ارشاد رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ظالم ہے۔اللّٰہ تعالیٰ اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے طفیل سے اس فتنہ نجدیہ کا جلدی خاتمہ کردے۔آمین ثم آمین۔

محاسنِ ظاھری وباطنی

حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اوصافِ جمیلہ واخلاقِ جلیلہ منجملہ دلائل وثبوت ہیں۔چنانچہ آپ کی طَلاقَت،[2] آپ کا حسن منظر اور آپ کا اعتدالِ صورت ایسا تھا کہ اپنوں کا تو کیا ذکر،بیگانے بھی جب رُوئے

---

1 ......کعبہ شریف کی دربانی اور کنجی کی پاسبانی۔

2 ......خوش بیانی۔

مبارک [1] کو دیکھتے تو بے ساختہ پکار اُٹھتے: ھذا الوجہ لیس بوجہ کذاب (یہ جھوٹے کا چہرہ نہیں ہے) ان شمائل کے ساتھ آپ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے حسنِ اخلاق وآداب پر غور کریں۔ آپ اُمّی تھے، آپ کی ولادت ایسے شہر میں ہوئی جہاں کوئی ذریعۂ تعلیم نہ تھا نہ آپ نے کبھی وطن کو چھوڑ کر کسی دوسرے شہر میں جا کر علم حاصل کیا بلکہ اُمیوں ہی میں یتیمی کی حالت میں نشو ونما پائی علوم ومعارف سے قطع نظر یہ مکارمِ اَخلاق اور مَحاسن آداب آپ نے بجز وحی الٰہی کہاں سے سیکھے۔

الغرض جو شخص بنظرِ انصاف آپ کی صورت، آپ کی سیرت، آپ کے اَفعال اور آپ کے اَحوال کا مطالعہ کرتا ہے اسے آپ کی نبوت کی صحت میں ذرا بھی شک نہیں رہتا کیونکہ جو اَوصاف آپ میں مُجتمع تھے وہ آپ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم سے پہلے یا آپ کے زمانہ میں کبھی کسی میں جمع نہیں ہوئے اور نہ قیامت تک ہوں گے۔

نصاریٰ کا اعتراض

معجزوں کا اکثر ذکر قرآن میں پایا جاتا ہے مگر کوئی آیت ایسی نظر نہیں آتی جس سے یہ ثابت ہو کہ حضرت محمد صاحب نے معجزے دکھائے ہیں بلکہ بہت سی آیتیں ایسی ہیں جن میں معجزے نہ دکھانے کا سبب درج ہے اور بعض ایسی بھی ہیں جن میں وہ صاف ظاہر کرتے ہیں کہ میں معجزے دکھانے کو نہیں بھیجا گیا۔ سورۂ عنکبوت میں یوں مرقوم ہے:

وَ قَالُوْا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ اِنَّمَاۤ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝۵۰ (عنکبوت، ع۵)

کہتے ہیں کہ اگر اس کے خدا کی طرف سے کوئی نشانی اس پر نازل نہ ہوگی تو ہم ایمان نہ لائیں گے پس (اے محمد) آپ کہہ دیجئے کہ نشانیاں خدا کے پاس ہیں میں تو ایک نصیحت کرنے والا ہوں۔ [2]

پھر سورۂ بنی اسرائیل میں لکھا ہے:

وَ مَا مَنَعَنَاۤ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰیٰتِ اِلَّاۤ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ

کوئی چیز ہمیں مانع نہیں ہوئی کہ تجھے معجزوں کے ساتھ بھیجیں مگر یہ کہ اگلے پیغمبروں کو جو ہم نے معجزے دے کر بھیجا تھا تو انہیں لوگوں

---

1 ……چہرۂ انور۔

2 ……ترجمۂ کنز الایمان: اور بولے کیوں نہ اتریں کچھ نشانیاں ان پر ان کے رب کی طرف سے تم فرماؤ نشانیاں تو اللہ ہی کے پاس ہیں اور میں تو یہی صاف ڈر سنانے والا ہوں۔ (پ ۲۱، العنکبوت: ۵۰)۔علمیه

نے جھٹلایا۔[1]

اس مضمون کو طویل کرنا ضروری نہیں اس لئے کہ قرآن کا ہر بے تعصب پڑھنے والا اس قول کی تصدیق کرے گا کہ اکثر محمدی (مسلمان) مصنف معجزوں کا ذکر کر کے محمد صاحب سے منسوب کرتے ہیں مگر یہ بات خود محمد صاحب کی باتوں کے خلاف ہے کہ بالکل قابل اعتبار نہیں۔

(خطوط بنام جوانانِ ہند۔ پنجاب رلیجس بک سوسائٹی لودھیانہ امریکن مشن پریس ۱۸۹۰ء، صفحہ ۲۴۳۔۲۴۴)

جواب

عیسائی لوگ مسلمانوں پر اکثر یہ اعتراض کرتے ہیں مگر انہیں اپنے گھر کی بھی خبر نہیں۔ حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلام کے معجزات کی نسبت جو کچھ اناجیل اربعہ[2] میں آیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:

﴿1﴾ مَتّی،[3] باب ۱۲، آیہ ۳۸۔۳۹ میں ہے کہ بعض فقیہوں اور فریسیوں نے مسیح سے ایک نشان طلب کیا جس کے جواب میں آپ نے فرمایا:

''اس زمانہ کے بد اور حرامکار لوگ نشان ڈھونڈتے ہیں پر یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی نشان انہیں دکھایا نہ جائے گا کیونکہ جیسا یونس تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہے ویسا ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہے گا۔''

اسی طرح مَتّی، باب ۱۶، آیہ ۱۔۴ میں ہے کہ فَرِیْسِیُوں اور صَدُوقیوں[4] نے آزمائش کے لئے حضرت مسیح سے آسمانی نشان طلب کیا مگر یہاں بھی آپ نے وہی جواب دیا کہ یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی اور نشان انہیں نہ دکھایا جائے گا۔ اگر بنظر غور دیکھیں تو یہ جواب بھی قابل اعتبار نہیں کیونکہ سوال تو آسمانی نشان کا تھا اور جواب میں زمینی نشان کا وعدہ ہوا۔ سوال اَز آسماں جواب اَز رِیسماں۔[5] باوجود اس کے اسی انجیل میں مسیح عَلَیْہِ السَّلام سے بہت سے معجزے منسوب

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور ہم ایسی نشانیاں بھیجنے سے یوں ہی باز رہے کہ انہیں اگلوں نے جھٹلایا۔ (پ ۱۵، بنی اسرائیل: ۵۹)۔ علمیه

2 ......چاروں انجیلوں۔

3 ......ایک انجیل کا نام۔

4 ......حضرت سیدنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلام کے دور مبارک کا ایک فرقہ جو قیامت کا منکر تھا۔

5 ......کہاوت ہے یعنی سوال کچھ اور جواب کچھ۔

کیے گئے ہیں چنانچہ پانچ روٹیوں سے چار ہزار آدمیوں کا پیٹ بھرا (باب۱۴، آیہ۱۵۔۲۱) اور دریا پر اپنے پاؤں سے چلے (باب۱۴، آیہ۲۵) پھر سات روٹیوں سے چار ہزار کو کھلایا (باب۱۵، آیہ۳۸) پھر دو اندھوں کو بینا کیا (باب۲۰، آیہ۳۰۔۳۴) پھر انجیر کے درخت کو سکھا دیا (باب۲۱، آیہ۱۹) وغیرہ۔ اسی طرح جب سردار کاہنوں اور قوم کے بزرگوں نے حضرت مسیح عَلَیْہِ السَّلام سے ان کے اختیار کی بابت پوچھا (باب۱۲، آیہ۲۳۔۲۴) تب بھی آپ نے کچھ صاف جواب نہ دیا۔

﴿2﴾ مَرْقُس، باب ۸، آیہ۱۱۔۱۳ میں ہے کہ فَرِیْسِیُوں نے مسیح کے امتحان کے لئے آسمان سے کوئی نشان چاہا اس نے اپنے دل سے آہ کھینچ کر کہا: ''اس زمانے کے لوگ کیوں نشان چاہتے ہیں میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اس زمانہ کے لوگوں کو کوئی نشان نہ دیا جائے گا۔''

یہاں یونس نبی عَلَیْہِ السَّلام کے نشان کا کوئی ذکر نہیں۔ بایں ہمہ [1] اس اِنْجیل میں بھی اندھے کو چنگا [2] کرنا، چار ہزار کو سات روٹیوں سے سیر کرنا، کوڑھی کو چنگا کرنا [3] وغیرہ معجزات حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلام کی طرف منسوب کیے گئے ہیں۔

﴿3﴾ لُوقَا، [4] باب ۱۱، آیہ۱۴۔۱۶ و ۳۰ میں ہے کہ مسیح نے ایک دیو کو نکالا مگر دیکھنے والوں نے اس معجزے کو تسلیم نہ کیا بلکہ آزمائش کے لئے ایک آسمانی نشان مانگا۔ آپ نے یونس نبی کے نشان کا وعدہ فرمایا۔ اس انجیل میں اور بھی بہت سے معجزات آپ سے منسوب کیے گئے ہیں۔ مسیح نے ہیرودیس کو کوئی معجزہ نہیں دکھایا حالانکہ ہیرودیس آپ کے معجزات دیکھنے کا خواہشمند تھا۔ آپ سے اس نے بُہتیری باتیں پوچھیں پر آپ نے کچھ جواب نہ دیا۔

﴿4﴾ یُوحَنَّا، باب ۶، آیہ۳۰ میں ہے کہ یہودیوں نے حضرت مسیح سے کہا: ''پس تو کونسا نشان دکھاتا ہے تاکہ ہم دیکھ کر تجھ پر ایمان لاویں۔'' یہاں بھی حضرت عیسیٰ نے کوئی معجزہ نہیں دکھایا بلکہ یونس نبی کے نشان کا بھی وعدہ نہ فرمایا بایں ہمہ اس انجیل میں بھی بہت سے معجزے حضرت مسیح سے منسوب ہیں۔

اب ہم اس اعتراض کے تحقیقی جواب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

---

1 ......اس کے باوجود۔
2 ......ٹھیک یعنی انکھیارا۔
3 ......کوڑھی کو اچھا کرنا۔
4 ......ایک انجیل کا نام۔

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس قدر معجزات دکھائے کہ کسی نبی نے اپنی امت کو نہیں دکھائے۔اور وہ ایسے مُتَواتِر و مشہور طریقوں سے ثابت ہیں کہ دنیا کے کسی اور مذہب میں اس کی نظیر نہیں پائی جاتی۔(جیسا کہ اس کتاب کے ناظرین پر روشن ہے) مگر کفّارِ قریش کے مکابرہ[1] کا یہ عالم تھا کہ وہ معجزات گویا ان کے نزدیک معجزے ہی نہ تھے اس لئے سرکشی وعناد کے سبب انہوں نے اور نشانیاں طلب کیں جو عطا نہ کی گئیں۔جن دو آیتوں سے مُعْتَرِض نے اِسْتِدلال کیا ہے۔ان میں ایسی نشانیوں کے نہ ملنے کی وجہ مذکور ہے جس کی تفصیل ذیل میں درج ہے:

وَمَا مَنَعَنَاۤ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰیٰتِ اِلَّاۤ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَؕ وَ اٰتَیْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَاؕ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰیٰتِ اِلَّا تَخْوِیْفًا۝۵۹ (بنی اسرئیل،ع ٦)

ہم کو نہیں روکا نشانیاں بھیجنے سے کسی شے نے مگر یہ کہ جھٹلایا ان کو اگلوں نے اور ہم نے دی ثمود کو اونٹنی سوجھانے کو پھر اس کا حق نہ مانا اور ہم نہیں بھیجتے نشانیاں مگر ڈرانے کو۔[2]

اس آیت کا خلاصۂ تفسیر یہ ہے کہ باری تعالیٰ فرماتا ہے کہ قریش جو باوجود معجزاتِ کثیرہ دیکھنے کے اور نشانیاں (مثلاً کوہِ صفا کا سونا ہوجانا، مکہ کے پہاڑوں کا دور کیا جانا تاکہ زمین قابل زراعت ہوجائے اور نہروں کا جاری ہونا تاکہ باغات لگ جائیں) طلب کرتے ہیں۔ان نشانیوں کے دینے سے ہمیں اس امر[3] نے روکا ہے کہ اس قسم کی نشانیاں ہم نے پہلی امتوں کو طلب کرنے پر عطا کیں مگر وہ ایمان نہ لائے اور ہلاک ہوئے۔چنانچہ قوم ثمود نے، جن کی ہلاکت کے آثار بوجہ قربِ دِیار، یہ قریش آتے جاتے دیکھتے ہیں، حضرت صالح عَلَیْہِ السَّلام سے نشانی طلب کی اور ہم نے ان کی دعا سے پتھر سے اونٹنی نکالی مگر اس قوم نے اس سے انکار ہی نہیں کیا بلکہ اس کے پاؤں کاٹ ڈالے اس لئے وہ لوگ ہلاک ہوگئے۔ہماری عادت یوں ہی جاری ہے کہ ہم کسی قوم کے سوال پر ایسی آیات کو صرف عذابِ اِسْتِیْصَال[4] سے ڈرانے کے لئے بطورِ پیش خیمہ بھیجا کرتے ہیں۔اگر وہ قوم ان آیات پر ایمان نہ لائے تو ہم ضرور ان پر عذابِ اِسْتِیْصَال نازل کردیتے ہیں۔

---

1 ......غرور وتکبر۔

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور ہم ایسی نشانیاں بھیجنے سے یوں ہی باز رہے کہ انہیں اگلوں نے جھٹلایا اور ہم نے ثمود کو ناقہ دیا آنکھیں کھولنے کو تو انہوں نے اس پر ظلم کیا اور ہم ایسی نشانیاں نہیں بھیجتے مگر ڈرانے کو۔(پ ۱۵،بنی اسراءیل: ۵۹)۔علمیه

3 ......بات۔

4 ......ایسا عذاب جو انہیں بالکل نیست ونابود کردے۔

اسی طرح اگر کفارِ قریش کے سوال پر وہ نشانیاں ہمارے حبیب کی دعا سے عطا کی جائیں تو یہ بھی انہیں[1] کی طرح تکذیب کریں گے اور عذابِ اِسْتِیْصَال کے مُسْتَوجِب[2] ہوں گے مگر ہم نے بمُقْتَضَائے حکمت[3] اس امت کو عذابِ اِسْتِیْصَال سے محفوظ رکھا ہے لہٰذا ہم نے وہ نشانیاں ان کو عطا نہیں کیں۔

وَ قَالُوْا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ اِنَّمَاۤ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۵۰﴾ اَوَ لَمْ یَكْفِهِمْ اَنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ یُتْلٰى عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّ ذِكْرٰى لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾

اور کہتے ہیں کیوں نہ اتریں اس پر کچھ نشانیاں اس کے رب سے تو کہہ نشانیاں تو ہیں اختیار میں اللّٰہ کے اور میں تو سنا دینے والا ہوں کھول کر کیا ان کو بس نہیں کہ ہم نے تجھ پر اتاری کتاب کہ ان پر پڑھی جاتی ہے۔ بیشک اس میں بڑی رحمت ہے اور سمجھانا ان لوگوں کو جو مانتے ہیں۔[4]

ان آیتوں کا خلاصہ یہ ہے: اللّٰہ تعالٰی فرماتا ہے کہ کفارِ قریش باوجود ملاحظۂ آیات[5] سرکشی وعناد کے سبب سے ہمارے حبیب پاک کی نسبت کہتے ہیں کہ ان پر ایسی نشانیاں کیوں نہیں اُتریں جیسا کہ ناقۂ صالح اور عصائے موسیٰ اور مائدۂ عیسیٰ ہیں۔ اے ہمارے حبیب! ان کفار سے کہہ دیجئے کہ ایسی نشانیاں اللّٰہ کی قدرت وحُکم میں ہیں وہ ان کو حسب مقتضائے حکمت نازل کرتا ہے۔ میرا کام تو یہ ہے کہ ان آیات کے ساتھ جو مجھے ملی ہیں کفار کو ڈراؤں نہ یہ کہ وہ نشانیاں لاؤں جو وہ عِناد وتَعَنُّت سے طلب کرتے ہیں۔ اس کے بعد اللّٰہ تعالٰی ان کفار کی تردید میں جو ایسی نشانیاں

---

1 ......مَاۤ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْیَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ یُؤْمِنُوْنَ ﴿۶﴾ (انبیاء، ع ۱) نہیں مانا ان سے پہلے کسی بستی نے جس کو ہلاک کیا ہم نے اب یہ کیا مانیں گے۔ ترجمۂ کنز الایمان: ان سے پہلے کوئی بستی ایمان نہ لائی جسے ہم نے ہلاک کیا تو کیا یہ ایمان لائیں گے۔ (پ ۱۷، الانبیاء: ۶)۔ علمیه

2 ......لائق۔

3 ......ازروئے حکمت۔ علمیه......حکمت یہ کہ ان میں سے بعض ایمان لائیں گے اور بعض کی نسل سے مومن پیدا ہوں گے۔ فافہم۔ ۱۲ منہ

4 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور بولے کیوں نہ اتریں کچھ نشانیاں ان پر ان کے رب کی طرف سے تم فرماؤ نشانیاں تو اللّٰہ ہی کے پاس ہیں اور میں تو یہی صاف ڈر سنانے والا ہوں اور کیا یہ انہیں بس نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب اتاری جو ان پر پڑھی جاتی ہے بیشک اس میں رحمت اور نصیحت ہے ایمان والوں کے لئے۔ (پ ۲۱، العنکبوت: ۵۰-۵۱)۔ علمیه

5 ......نشانیاں دیکھنے کے باوجود۔

طلب کرتے ہیں یوں فرماتا ہے: کیاان کو ایک نشانی کافی نہیں جو تمام نشانیوں سے مُسْتَغْنِی[1] کردینے والی ہے یعنی قرآن کریم جو ہم نے تجھ پر اتارا ہے وہ ایک زندہ معجزہ ہے ہر مکان وزمان میں ان پر پڑھا جاتا ہے اور ہمیشہ کے لئے ان کے ساتھ رہے گا۔ اس میں بڑی رحمت اور تذکرہ ہے ایمان والوں کے لئے نہ ان کے لئے جو عناد رکھتے ہیں۔

اس تقریر سے واضح ہوگیا کہ آیاتِ بالا سے معجزات کی نفی نہیں پائی جاتی بلکہ ان میں باوجودِ کثرتِ معجزات ان خاص نشانیوں کے نہ ملنے کی وجہ بیان ہوئی ہے جو کفار نے محض عناد سے طلب کیں۔ لہٰذا عیسائیوں کا یہ کہنا کہ قرآن میں کوئی آیت نظر نہیں آتی جس سے ثابت ہو کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے معجزے دکھائے صرف عناد پر مبنی ہے وہ اپنے منہ سے بڑا بول بولتے ہیں۔ (یہوداہ، ۱۶)

كَبُرَتۡ كَلِمَةً تَخۡرُجُ مِنۡ اَفۡوَاهِهِمۡ ؕ اِنۡ يَّقُوۡلُوۡنَ اِلَّا كَذِبًا ۝ (کہف، ع۱) کیا بڑی بات ہو کر نکلتی ہے ان کے منہ سے سب جھوٹ ہے جو کہتے ہیں۔[2]

''علمِ غیب'' کے متعلق قرآنی مدنی پھول

''وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطۡلِعَكُمۡ عَلَى الۡغَيۡبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجۡتَبِىۡ مِنۡ رُّسُلِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ ۖ'' اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چُن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔ شانِ نزول: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خلقت وآفرینش سے قبل جب کہ میری امت مٹی کی شکل میں تھی اسی وقت وہ میرے سامنے اپنی صورتوں میں پیش کی گئی جیسا کہ حضرت آدم پر پیش کی گئی اور مجھے علم دیا گیا کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا کون کفر کرے گا یہ خبر جب منافقین کو پہنچی تو انہوں نے براہِ استہزاء کہا کہ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گمان ہے کہ وہ یہ جانتے ہیں کہ جو لوگ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے ان میں سے کون ان پر ایمان لائے گا کون کفر کرے گا باوجودیکہ ہم ان کے ساتھ ہیں اور وہ ہمیں نہیں پہچانتے اس پر سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر قیام فرما کر اللہ تعالٰی کی حمد وثنا کے بعد فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جو میرے علم میں طعن کرتے ہیں آج سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اس میں سے کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کا تم مجھ سے سوال کرو اور میں تمہیں اس کی خبر نہ دے دوں۔ عبد اللہ بن حذافہ سہمی نے کھڑے ہو کر کہا: میرا باپ کون ہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ فرمایا: حذافہ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کھڑے ہوئے انہوں نے فرمایا: یارسول اللہ! ہم اللہ کی ربوبیت، اسلام کے دین ہونے، قرآن کے امام ہونے، آپ کے نبی ہونے پر راضی ہوئے ہم آپ سے معافی چاہتے ہیں۔ حضور نے فرمایا: کیا تم باز آؤ گے کیا تم باز آؤ گے پھر منبر سے اتر آئے۔ (بخاری وغیرہ کتب کثیرہ) قران وحدیث سے ثابت ہوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قیامت تک کی تمام چیزوں کا علم عطا فرمایا گیا ہے۔ اور حضور کے علم غیب میں طعن کرنا منافقین کا طریقہ ہے۔ (ماخوذ از: خزائن العرفان، آل عمران تحت الآیت: ۱۷۹)

---

1 ...... بے نیاز۔

2 ...... ترجمۂ کنز الایمان: کتنا بڑا بول ہے کہ ان کے منہ سے نکلتا ہے نرا جھوٹ کہہ رہے ہیں۔ (پ ۱۵، الکھف: ۵)

آٹھواں باب

آنحضرت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فضائل وخصائص کا بیان

حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے فضائل وکمالات کا احاطہ طاقت بشری سے خارج ہے۔ علمائے ظاہر و باطن سب یہاں عاجز ہیں۔ چنانچہ حضرت خواجہ صالح بن مبارک بخاری خلیفہ مجاز حضرت خواجہ خواجگان سید بہاؤالدین نقشبندی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ''اَنِیْسُ الطَّالِبِیْن'' ص ۹ میں لکھتے ہیں:

اجماع اہل تصوف است کہ صدیقیت نزدیک ترین مقامے و مرتبہ ایست بہ نبوت وسخن سلطان العارفین ابو یزید بسطامی است قُدِّسَ سِرُّہٗ کہ آخر نہایت صدیقان اول احوالِ انبیاء است و از کلمات قدسیہ وایشانست کہ نہایت مقام عامۂ مومناں بدایت مقامِ اولیاست ونہایت مقام اولیاء بدایت مقام شہیدان است ونہایت مقام شہیداں بدایت مقام صدیقان است ونہایت مقام صدیقاں بدایت مقام انبیاء است ونہایت مقام انبیاء بدایت مقام رُسل است ونہایت مقام رُسل بدایت مقام اولوالعزم است ونہایت مقام اولوالعزم بدایت مقام مصطفٰے است صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ومقام مصطفٰے را نہایت پیدا نیست جز حق جَلَّ وَعَلَا کسے نہایت مقام وے راندانددر روزِ ازل مقام ارواح و بروزِ میثاق ہم بریں مراتب بود کہ ذکر کردہ شد و در روزِ قیامت ہم بریں مراتب باشد۔[1]

صوفیۂ کرام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ نبوت کے سب سے نزدیک مقام و مرتبہ ''صِدِّیْقِیَّت'' ہے۔ اور سلطان العارفین ابو یزید بِسْطامی قُدِّسَ سِرُّہٗ کا قول ہے کہ صدیقوں کے مقام کی نہایت نبیوں کے مقام کی ابتداء ہے۔ اور انکے کلمات قدسیہ میں سے ہے کہ عامۂ مومنین کے مقام کی غایت[2] اولیاء کے مقام کی ابتداء ہے اور اولیاء کے مقام کی غایت شہیدوں کے مقام کی ابتداء اور شہیدوں کے مقام کی غایت صدیقوں کے مقام کی ابتداء ہے اور صدیقوں کے مقام کی غایت نبیوں کے مقام کی ابتداء ہے، اور نبیوں کے مقام کی غایت رسولوں کے مقام کی ابتداء ہے، اور رسول کے مقام کی غایت اُوْلُوالْعَزْم کے مقام کی ابتداء ہے، اور اُوْلُوالْعَزْم کے مقام کی غایت حضرت مصطفٰے کے مقام کی ابتداء ہے۔ صَلَّی اللّٰہ

1 ......انیس الطالبین (مترجم)، قسم اوّل، ولی اور ولایت کی تعریف، ص ۳۴۔علمیہ

2 ......انتہاء۔

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حضرت مصطفٰے کے مقام کی کوئی انتہاء نہیں اور حق جلَّ وَعَلا کے سوا اور کوئی آپ کے مقام کی انتہا نہیں جانتا روزِ ازل میں یثاق کے دن روحوں کا مقام ان ہی مراتب پر تھا جو مذکور ہوئے اور قیامت کے دن بھی ان ہی مراتب پر ہوگا۔

شیخ ابوالحسن خرقانی قُدِّسَ سِرُّہٗ (متوفی روز عاشورہ ۴۲۵ھ) یوں فرماتے ہیں:

''سہ چیز را غایت ندانستم غایت درجات مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ندانستم وغایت کید نفس ندانستم و غایت معرفت ندانستم۔'' (نفحات الانس)[1]

مجھے ان تین چیزوں کی غایت وحد معلوم نہ ہوئی: حضرت مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے درجات، مکر نفس، معرفت۔

امام شَرَفُ الدِّین بُوصِیری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۶۹۴ھ) اپنے قصیدہ بُردہ شریف میں فرماتے ہیں:

دَعْ مَا ادَّعَتْـهُ الـنَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّهِمٖ — وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِیْهِ وَاحْتَكِمٖ

فَـانْسُبْ اِلٰی ذَاتِهٖ مَاشِئْتَ مِنْ شَرَفٍ — وَانْسُبْ اِلٰی قَدْرِهٖ مَا شِئْتَ مِنْ عِظَمٖ

فَـاِنَّ فَـضْـلَ رَسُوْلِ الـلّٰـهِ لَیْسَ لَهٗ — حَـدٌّ فَیُعْـرِبَ عَنْـهُ نَـاطِقٌ بِفَـمٖ[2]

چھوڑ کر دعویٰ وہ جس کے ہیں نصاریٰ مدعی — چاہو جو مانو اسے زیبا ہے اللہ کی قسم!

جو شرف چاہو کرو منسوب اس کی ذات سے — کوئی عظمت کیوں نہ ہو ہے منزلت سے اسکی کم

حد نہیں رکھتی فضیلت کچھ رسول اللہ کی — لب کشائی کیا کریں اہل عرب اہل عجم

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ''مدارج النبوت'' میں یوں فرماتے ہیں: ؎

ہر رتبہ کہ بود در امکان بروست ختم — ہر نعمتے کہ داشت خدا شد بروتمام[3]

شیخ سعدی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ رقم طراز ہیں:

1 ......نفحات الانس۔

2 ......القصیدتان، البردة للبوصیری، الفصل الثالث فی مدح رسول الله، ص ۱۳۔علمیه

3 ......مدارج النبوت۔

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَ يَا سَيِّدَ الْبَشَرْ   مِنْ وَّجْهِكَ الْمُنِيْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرْ

لَا يُمْكِنُ الثَّنَآءُ كَمَا كَانَ حَقُّهٗ   بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اے صاحب جمال! اے سید البشر! آپ کے روشن چہرہ سے چاند روشن ہے آپ کی ثنا کما حقہ ممکن نہیں قصہ مختصر یہ کہ خدا کے بعد آپ ہی بزرگ ہیں۔

جو معجزات وکمالات وفضائل دیگر انبیائے کرام صَلَوٰاتُ اللّٰہِ عَلَیۡھِمۡ اَجۡمَعِیۡن میں جدا جدا موجود تھے ان سب کے نظائر یا ان سے بھی بڑھ کر حضور انور بِاَبِیۡ ھُوَ وَاُمِّیۡ کی ذات شریف میں مجتمع تھے۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری   آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

بغرض توضیح صرف چند مثالیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

انبیائے سابقین عَلَیۡھِمُ السَّلَام	سیدنا ومولینا محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم
﴿1﴾ حضرت آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام آپ کو اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کے ناموں کا علم دیا آپ کو فرشتوں نے سجدہ کیا۔	سیدنا ومولینا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ کو اللہ تعالیٰ نے اَسماء کے علاوہ مُسَمَّیات کا بھی علم دیا[1] جیسا کہ حدیث ''طبرانی'' و''مسند فردوس'' کے حوالہ سے پہلے آچکا ہے۔ آپ پر اللہ اور اللہ کے فرشتے درود بھیجتے رہتے ہیں اور مومنین بھی سلام ودرود بھیجتے ہیں۔ یہ شرف اَتم واکمل ہے کیونکہ سجدہ تو ایک دفعہ ہو کر منقطع ہو گیا اور درود وسلام ہمیشہ کے لئے جاری ہے اور اَعم بھی کیونکہ سجدہ تو صرف فرشتوں سے ظہور میں آیا اور درود میں اللہ اور فرشتے اور مومنین شامل ہیں۔ علاوہ ازیں امام فخر الدین رازی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ ''تفسیر کبیر'' میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو اس لئے سجدہ کا حکم دیا تھا کہ نور محمدی حضرت آدم عَلَیۡہِ السَّلَام کی پیشانی میں تھا۔[2]

---

1 ......یعنی نہ صرف تمام چیزوں کے ناموں کا علم دیا بلکہ ان چیزوں کا بھی علم عطا فرمادیا۔

2 ......التفسير الكبير،سورة البقرة،تحت الاية:٢٥٣،ج٢،الجزء٣،ص٥٢٥۔علميه

﴿2﴾ حضرت ادریس علٰی نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کو اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اٹھایا۔	آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اللہ تعالیٰ نے شب معراج میں آسمانوں کے اوپر مقام قاب قوسین تک اٹھایا۔ (1)
﴿3﴾ حضرت نُوح علٰی نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور آپ پر ایمان لانے والوں کو غرق ہونے سے نجات دی۔	آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وجود کی برکت سے آپ کی امت عذاب استیصال (2) سے محفوظ رہی وَمَا كَانَ (3) اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ط (4) اللہ تعالیٰ نے کشتی نوح کو بھی آپ ہی کے نور کی برکت سے غرق ہونے سے بچایا کیونکہ اس وقت نورِ محمدی حضرت (5) سام کی پیشانی میں تھا۔ (6)
﴿4﴾ ہُود علٰی نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کی مدد کیلئے اللہ تعالیٰ نے ہوا بھیجی۔	آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ بادِ صبا (7) سے میری مدد کی گئی اور قوم عاد مغربی ہوا سے ہلاک کی گئی۔ (8)
﴿5﴾ حضرت صالح علٰی نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کیلئے اللہ تعالیٰ نے پتھر میں سے اونٹنی نکالی آپ فصاحت میں یگانۂ روزگار تھے۔	اُونٹ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت کی اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کلام کیا۔ فصاحت میں کوئی آپ کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ (9)

1 ......پ ۲۷، سورۃالنجم:۹۔علمیه
2 ......ایسا عذاب جو انہیں بالکل نیست و نابود کردے۔
3 ......یعنی اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہیں دینے کا جس حال میں کہ آپ ان میں موجود ہیں۔۱۲ منہ
4 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔ (پ ۹، الانفال:۳۳)۔علمیه
5 ......دیکھو زرقانی علی المواہب، جزء ثالث، ص ۵۴۔۱۲ منہ
6 ......شرح الزرقانی علی المواهب، المقصدالاول...الخ، غزوه تبوك...الخ، ج٤، ص١٠٤۔علمیه
7 ......خصائص کبریٰ بحوالہ صحیحین، جزء اول، ص ۲۳۰۔
8 ......شرح الزرقانی علی المواهب، المقصدالاول...الخ، غزوه خندق...الخ، ج٣، ص٥٥۔علمیه
9 ......الخصائص الکبریٰ، ذکر معجزاته فی ضروب الحیوانات، باب قصة الجمل، ج٢، ص٩٥۔علمیه

﴿6﴾ حضرت ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام اللہ تعالیٰ نے آپ کیلئے آگ کوٹھنڈا کر دیا۔	آپ ہی کے[1] نور کی برکت سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ پر آگ ٹھنڈی ہو گئی۔[2] آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادت شریف پر فارس کی آگ جو ہزار برس سے نہ بجھی تھی گل ہو گئی۔ شب معراج میں کرۂ نار سے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا گزر ہوا اور کوئی تکلیف نہ پہنچی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی امت میں بھی ایسے بزرگ گزرے ہیں کہ آگ میں ڈالے گئے اور سلامت رہے چنانچہ ابو مسلم خَوْلانی[3] وذُوَیب بن کُلَیْب۔[4]
آپ کو مقام خُلَّت عطا ہوا اسی واسطے آپ کو خلیل اللہ کہتے ہیں۔	آپ کو نہ صرف درجہ خُلَّت عطا ہوا بلکہ اس سے بڑھ کر درجہ محبت عطا ہوا اسی واسطے آپ کو حبیب اللہ کہتے ہیں۔[5]
آپ نے اپنی قوم کے بت خانے کے بت توڑے۔	آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خانہ کعبہ کے گرد اور اوپر جو تین سو ساٹھ بت نصب تھے محض ایک لکڑی کے اشارے سے یکے بعد دیگرے گرا دیئے۔
آپ نے خانہ کعبہ بنایا۔	آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بھی خانہ کعبہ بنایا اور حجر اسود کو اس کی جگہ پر رکھ دیا تا کہ آپ کی امت کے لوگ طواف وہاں سے شروع کیا کریں۔

1 ...... جب غزوۂ تبوک کے بعد رمضان ۹ھ میں حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو حضرت عباس نے آپ کی اجازت سے آپ کی مدح میں چند شعر کہے۔ ان میں سے ایک شعر یہ ہے:

وردت نار الخلیل مکتتما　　　　فی صلبه انت کیف یحترق

آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت خلیل اللہ عَلَیْہِ السَّلَام کی آگ میں پوشیدہ داخل ہوئے آپ ان کی پشت میں تھے وہ کیسے جل سکتے تھے۔ طبرانی وغیرہ نے اس قصہ کو روایت کیا ہے۔ دیکھو مواہب وزرقانی، غزوۂ تبوک۔ ۱۲ منہ

2 ......شرح الزرقانی علی المواهب، المقصد الاول...الخ، غزوه تبوک...الخ، ج٤، ص١٠٥۔علمیه

3 ......خصائص کبریٰ، جزء ثانی، ص۷۹۔

4 ......الخصائص الکبری، ذکر معجزاته......الخ، باب: الایة فی عدم احراق النار......الخ، ج٢، ص١٣٣۔علمیه

5 ......زرقانی علی المواہب، جزء خامس، ص۱۹۳۔......(التفسیر الکبیر سورة البقرة، تحت الایة:٢٥٣، الحجة السابعة عشر، ج٢، الجزء٦، ص٥٢٤۔علمیه)

﴿7﴾ حضرت اسمٰعیل عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام آپ کو والد بزرگوار ذبح کرنے لگے تو آپ نے صبر کیا۔	اس کی نظیر آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا شق صدر ہے جو وقوع میں آیا حالانکہ ذبح اسمٰعیل وقوع میں نہ آیا بلکہ ان کی جگہ دنبہ ذبح کیا گیا۔[1]
﴿8﴾ حضرت یعقوب عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام آپ کو جب برادرانِ یوسف نے خبر دی کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا ہے تو آپ نے بھیڑیے کو بلا کر پوچھا بھیڑیا بولا کہ میں نے یوسف کو نہیں کھایا۔ (خصائص کبریٰ، جزء ثانی ص۱۸۲)	آپ سے بھی بھیڑیے نے کلام کیا جیسا کہ پہلے آچکا ہے۔[2]
آپ فراق یوسف میں مبتلا ہوئے اور صبر کیا یہاں تک کہ غم کے مارے آپ کی آنکھیں سفید ہوگئیں اور قریب تھا کہ ہلاک ہوجاتے۔	آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنے صاحبزادے ابراہیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی دائمی مفارقت میں مبتلا ہوئے مگر آپ نے صبر کیا حالانکہ اس وقت اور کوئی صاحبزادہ آپ کا نہ تھا۔
﴿9﴾ حضرت یوسف عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام آپ کو اللہ تعالیٰ نے بڑا حسن و جمال عطا فرمایا۔	آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ایسا حسن عطا ہوا کہ کسی کو نہیں ہوا حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کو تو نصف حسن ملا تھا مگر آپ کو تمام ملا۔[3]

1 ......شرح الزرقانی علی المواهب،المقصدالخامس...الخ، فی تخصیصه بخصائص المعراج،ج۸، ص۲۸-۲۹۔علمیه

2 ......الخصائص الکبریٰ،ذکر معجزاته فی ضروب الحیوانات،باب:قصة الذئب ،ج۲، ص۱۰٤۔علمیه

3 ......الخصائص الکبریٰ، باب اختصاصه صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم بأنه اوّل النبیین...إلخ،ج ۲، ص ۳۱۵۔علمیه

آپ خوابوں کی تعبیر بیان کرتے تھے مگر قرآن مجید میں صرف تین خوابوں کی تعبیر آپ سے وارد ہے۔	آپ سے تعبیر رویا کی کثیر مثالیں احادیث میں مذکور ہیں۔
آپ اپنے والدین اور وطن کے فراق میں مبتلا ہوئے۔	آپ نے اہل اور رشتہ داروں اور دوستوں اور وطن کو چھوڑ کر ہجرت کی۔
﴿10﴾حضرت ایوب علٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام آپ صابر تھے۔	صبر میں آپ کے احوال حدِ حصر سے خارج ہیں۔
﴿11﴾حضرت موسٰی علٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام آپ کو ید بیضا عطا ہوا۔	آپ کی پشت مبارک پر مہر نبوت تھی، علاوہ ازیں آپ سراپا نور تھے، اگر آپ نے نقاب بشریت نہ اوڑھا ہوتا تو کوئی آپ کے جمال کی تاب نہ لاتا۔
آپ نے عصا مار کر پتھر سے پانی جاری کر دیا۔	آپ نے اپنی انگلیوں سے چشموں کی طرح پانی جاری کر دیا۔[1] یہ اس سے بڑھ کر ہے کیونکہ پتھر سے پانی کا نکلنا متعارف ہے مگر خون و گوشت میں سے متعارف نہیں
آپ کو عصا عطا ہوا جو اژدہا بن جاتا تھا۔	ستون حَنّانہ جو کھجور کا ایک خشک تنا تھا آپ کے فراق میں رویا اور اس سے اس بچہ کی سی آواز نکلی جو ماں کے فراق میں رو رہا ہو۔[2]
آپ نے کوہِ طُور پر اپنے رب سے کلام کیا۔	آپ نے عرش پر مقامِ قاب قوسین میں اپنے رب سے کلام کیا اور دیدارِ الٰہی سے بھی بہرہ ور ہوئے اور حالت تمکین میں رہے۔ ؎ موسٰی ز ہوش رفت بیک پرتو صفات تو عین ذات می نگری در تبسّمے

❶ ......الخصائص الکبریٰ، ذکر بقیة المعجزات ...الخ، باب: نبع الماء من بین اصابعه...الخ، ج٢، ص٦٧۔علمیه

❷ ......الخصائص الکبریٰ، ذکر معجزاته فی ضروب الجمادات، باب: حنین الجذع، ج٢، ص١٢٦۔علمیه

آپ نے عصا سے بحیرۂ قلزم کو دو پارہ کر دیا۔	آپ نے انگشت شہادت سے چاند کو دو ٹکڑے کر دیا۔[1] معجزۂ کلیم تو زمین پر تھا اور یہ آسمان پر وہاں عصا کا سہارا تھا اور یہاں صرف انگلی کا اشارہ۔
﴿12﴾ حضرت یُوشَع عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام آپ کیلئے آفتاب ٹھہرایا گیا۔	آپ کے لئے بھی آفتاب غروب ہونے سے روکا گیا۔[2]
آپ نے حضرت موسیٰ کے بعد جبارین سے جہاد کیا۔	آپ نے بدر کے دن جبارین سے جہاد کیا اور ان پر فتح پائی آپ وفات شریف تک جہاد کرتے رہے اور جہاد قیامت تک آپ کی امت میں جاری رہے گا۔
﴿13﴾ حضرت داوٗد عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام آپ کے ساتھ پہاڑ تسبیح پڑھتے تھے۔	آپ کے دست مبارک میں سنگریزوں نے تسبیح پڑھی بلکہ آپ نے دوسروں کے ہاتھ میں بھی کنکروں سے تسبیح پڑھوادی۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ آپ کے طعام میں سے تسبیح کی آواز آیا کرتی تھی کیونکہ پہاڑ تو خشوع وخضوع سے متصف ہیں مگر طعام سے تسبیح مَعْہُود[3] نہیں۔
پرندے آپ کے مسخر کر دیئے گئے۔	پرندوں کے علاوہ حیوانات (اونٹ، بھیڑیئے، شیر وغیرہ) آپ کے مسخر و مطیع کر دیئے گئے۔
آپ کے ہاتھ میں لوہا موم کی طرح نرم ہو جاتا۔	آپ کے لئے شب معراج میں صخرۂ بیت المقدس خمیر کی مانند ہو گیا تھا پس آپ نے اس سے اپنا براق باندھا۔[4] (دلائل حافظ ابونعیم اصفہانی)
آپ نہایت خوش آواز تھے۔	آپ بھی نہایت خوش آواز تھے چنانچہ ترمذی نے حدیث انس میں نقل کیا ہے:

1 ......شرح الزرقانی علی المواهب،المقصدالرابع فی معجزاته الدالة...الخ،ج٦،ص٤٧٧۔علمیه

2 ......شرح الزرقانی علی المواهب،المقصدالرابع فی معجزاته الدالة...الخ، رد الشمس له ...الخ،ج٦،ص٤٨٤-٤٨٥۔علمیه

3 ......یعنی معروف۔

4 ......دلائل النبوة لابی نعیم،الفصل الثلاثون فی ذکر مؤازاة الانبیاء،الرقم٥٣٩،الجز٢،ص٣٥٣۔علمیه

	و کان نبیکم احسنھم وجھا و احسنھم صوتا.[1]
﴿14﴾ حضرت سلیمان علٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام آپ کو ملک عظیم عطا ہوا۔	آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا کہ نبوت کے ساتھ ملک لیں یا عبودیت آپ نے عبودیت کو پسند فرمایا بایں ہمہ اللہ تعالیٰ نے خزائن الارض کی کنجیاں آپ کو عطا فرمائیں اور آپ کو اختیار دیا کہ جس کو چاہیں عطا کریں۔
آپ کے تخت کو جہاں چاہتے ہوا اُڑا لے جاتی صبح سے زوال تک ایک مہینہ کی مسافت اور زوال سے شام تک ایک مہینے کی مسافت طے کرتے تھے۔	آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو شب معراج میں براق عطا ہوا جو ہوا بلکہ بجلی سے بھی تیز رفتار تھا۔[2]
جن بقہر وغلبہ آپ کے مطیع تھے۔	جن بطوع ورغبت آپ پر ایمان لائے۔
آپ پرندوں کی بولی سمجھتے تھے۔	آپ اونٹ بھیڑیے وغیرہ حیوانات کا کلام سمجھتے تھے آپ سے پتھر نے کلام کیا جسے آپ نے سمجھ لیا۔
﴿15﴾ حضرت عیسٰی علٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام آپ مردوں کو زندہ اور اندھوں کو بینا اور کوڑھیوں کو اچھا کردیتے تھے۔	آپ نے مردوں کو زندہ اور اندھوں کو بینا اور کوڑھیوں کو اچھا کیا۔ جب خیبر فتح ہوا تو وہاں کی ایک یہودی عورت نے آپ کو زہر آلود بکری کا گوشت بطور ہدیہ بھیجا آپ نے بکری کا بازو لیا اور اس میں سے کچھ کھایا وہ بازو بولا کہ مجھ میں زہر ڈالا گیا ہے۔[3] یہ مردے کو زندہ کرنے سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہ میت کے ایک جزو کا زندہ ہونا ہے حالانکہ اس کا بقیہ جو اس سے الگ تھا مردہ ہی تھا۔

1 ......الشمائل المحمدیة،باب:ما جاء فی قراءۃ رسول اللّٰہ،الحدیث:۳۰۳، ص۱۸۳ و فتح الباری لابن حجر،کتاب مناقب الانصار،باب المعراج،تحت الحدیث:۳۸۸۸،ج۷،ص۱۷۹۔علمیه

2 ......مشکاۃ المصابیح،کتاب الفضائل، باب:فی المعراج، الحدیث:۵۸۶۳،ج۲،ص۳۷۷۔علمیه

3 ......المواھب اللدنیة مع شرح الزرقانی،المقصد الاول...الخ، غزوہ خیبر...الخ،ج۳، ص۲۹۰۔علمیه

آپ نے مٹی سے پرندہ بنادیا۔	غزوۂ بدر میں حضرت عکاشہ بن محصن کی تلوار ٹوٹ گئی آپ نے ان کو ایک خشک لکڑی دے دی جب انہوں نے اپنے ہاتھ میں لے کر ہلائی تو وہ سفید مضبوط لمبی تلوار بن گئی۔ [1]
آپ نے گہوارہ میں لوگوں سے کلام کیا۔	آپ نے ولادت شریف کے بعد کلام کیا۔
آپ بڑے زاہد تھے۔	آپ کا زہد سب سے زیادہ تھا۔

خصائص سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

فضائل و معجزات مذکورہ بالا تو وہ ہیں جو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور دیگر انبیاء کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے درمیان مشترک ہیں۔ انکے علاوہ اور فضائل و معجزات وغیرہ ہیں جو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مخصوص ہیں۔ ان کو آپ کے خصائص کہتے ہیں۔ یہ خصائص بھی بکثرت اور حد وحَصر سے خارج ہیں۔ علامہ جلال الدین سیوطی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بیس سال بڑی محنت سے احادیث وآثار وکتب تفسیر وشروح حدیث وفقہ واصول وتصوف میں حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے خصائص کا تتبُّع [2] کیا اور "خصائص کبریٰ" اور "انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب" تصنیف فرمائیں جن میں ہزار سے زائد خصائص مذکور ہیں۔ جزاہُ اللّٰہُ عَنَّا خَیْرَ الْجَزاء. [3] قطب شعرانی نے "کَشْفُ الغُمَّه" میں اپنے استاد علامہ سیوطی کے خط سے یہی خصائص نقل کیے ہیں۔ [4]

یہ خصائص چار قسم کے ہیں، اوّل: وہ واجبات جو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مختص ہیں مثلاً نماز تہجد۔ دوم: وہ احکام جو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی پر حرام ہیں دوسروں پر نہیں مثلاً تحریم زکوٰۃ۔ سوم: وہ مباحات جو حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے مختص ہیں مثلاً نماز بعد عصر۔ چہارم: وہ فضائل وکرامات جو حضور انور بِاَبِیْ ھُوَ وَاُمِّیْ

---

1 ......المواهب اللدنية مع شرح الزرقاني، المقصد الاول، باب: غزوة بدر الكبرى، ج۲، ص۳۰۱۔ علمیه

2 ......نقل۔

3 ......اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ انہیں ہماری طرف سے بہترین جزاعطا فرمائے۔

4 ......كشف الغمة عن جميع الامة، كتاب النكاح، القسم الثامن: فيما اختص به من الكرامات و الفضائل، الجزء۲، ص۶۲۔ علمیه

سے مخصوص ہیں۔[1] اس مختصر میں صرف قسم چہارم میں سے بعض خصائص ذکر کیے جاتے ہیں۔

﴿1﴾ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سب نبیوں سے پہلے پیدا کیا اور سب سے اخیر میں مبعوث فرمایا۔[2]

﴿2﴾ عالم اَرواح ہی میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو نبوت سے سرفراز فرمایا گیا اور اسی عالم میں دیگر انبیاء کرام عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی روحوں نے آپ کی روح انور سے استفاضہ کیا۔[3]

﴿3﴾ عالم اَرواح میں دیگر انبیاء کرام عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی روحوں سے اللہ تعالیٰ نے عہد لیا کہ اگر وہ حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانے کو پائیں تو آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی مدد کریں۔[4]

﴿4﴾ یوم اَلَسْتُ میں سب سے پہلے حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے بلیٰ کہا تھا۔[5]

﴿5﴾ حضرت آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام اور تمام مخلوقات حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی کیلئے پیدا کیے گئے۔[6]

﴿6﴾ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اسم مبارک عرش کے پایہ پر اور ہر ایک آسمان پر اور بہشت کے درختوں اور محلات پر اور حوروں کے سینوں پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان لکھا گیا ہے۔[7]

﴿7﴾ کُتبِ اِلٰہامِیہ سابقہ تورات وانجیل وغیرہ میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بشارت درج ہے۔[8]

﴿8﴾ حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بنی آدم کے بہترین قرون، قرناً بعد قرن سے اور بہترین قبائل وخاندان سے

---

1 ......كشف الغمة عن جميع الامة، كتاب النكاح، الباب الاوّل فى بيان جملة من خصائص...إلخ، ج ٢، ص ٥٣-٦٤ ـ علميه

2 ......المواهب اللدنية مع شرح زرقانى، المقصد الاول...الخ،فى تشريف الله تعالى له ...الخ، ج ١، ص٧٦ ـ علميه

3 ......المواهب اللدنية مع شرح زرقانى،المقصد الاول...الخ،فى تشريف الله تعالى له ...الخ،ج ١، ص٦٣ ـ علميه

4 ......المواهب اللدنية مع شرح زرقانى ، المقصد الاول...الخ،فى تشريف الله تعالى له ...الخ،ج ١، ص٧٧ ـ علميه

5 ......المواهب اللدنية مع شرح زرقانى ، المقصد الاول...الخ،فى تشريف الله تعالى له ...الخ،ج ١،ص٦٧ ـ علميه

6 ......المواهب اللدنية مع شرح زرقانى، المقصد الاول...الخ،فى تشريف الله تعالى له ...الخ،ج ١، ص٨٩-٩١ ملخصاً ـ علميه

7 ......الخصائص الكبرىٰ، باب:خصوصيته بكتابة اسمه الشريف مع اسم الله تعالى...الخ، ج ١،ص١٢-١٣ ـ علميه

8 ......الخصائص الكبرىٰ، باب:ذكره فى التوراة والانجيل و سائر الكتب...الخ، ج ١،ص١٨ ـ علميه

ہیں۔ یعنی بَرگُزیدہ تَرِین بَرگُزِیدگاں اور بہترین بہتراں اور مِہْتَرین مہتراں [1] ہیں۔ [2]

﴿9﴾ حضرت آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام سے لے کر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے والد ماجد تک اور حضرت حواء سے لے کر حضور کی والدہ ماجدہ تک حضور کا نسب شریف سفاح (زنا) سے پاک وصاف رہا ہے۔ [3]

﴿10﴾ حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ولادت شریف کے وقت بت اوندھے گر پڑے اور جنوں نے اشعار پڑھے۔ [4]

﴿11﴾ حضور ختنہ کیے ہوئے، ناف بُریدہ اور آلودگی سے پاک وصاف پیدا ہوئے۔ [5]

﴿12﴾ پیدائش کے وقت آپ حالت سجدہ میں تھے اور ہر دو انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھے۔ [6]

﴿13﴾ آپ کے ساتھ پیدائش کے وقت ایسا نور نکلا کہ اس میں آپ کی والدہ ماجدہ نے ملک شام کے محل دیکھ لئے۔ [7]

﴿14﴾ فرشتے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے گہوارے کو ہلایا کرتے تھے۔ آپ نے گہوارے میں کلام کیا۔ چنانچہ آپ چاند سے باتیں کیا کرتے۔ جس وقت آپ اس کی طرف انگشت مبارک سے اشارہ فرماتے وہ آپ کی طرف جھک آتا۔ [8]

﴿15﴾ بعثت سے پہلے گرمی کے وقت اکثر بادل آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر سایہ کرتا تھا اور درخت کا سایہ آپ کی طرف آجاتا تھا۔ [9]

---

1 ......مہتر کی جمع، مہتر: سردار، بزرگ۔

2 ......المواهب اللدنية مع شرح زرقاني،المقصد الاول...الخ،في تشريف الله تعالى له ...الخ، ج١،ص١٣٠۔علميه

3 ......المواهب اللدنية مع شرح زرقاني، المقصد الاول...الخ،في تشريف الله تعالى له ...الخ، ج١،ص١٢٧۔علميه

4 ......المواهب اللدنية مع شرح زرقاني،المقصد الاول...الخ،في مدة حمله ج١، ص١٩٧ ملتقطاً۔علميه

5 ......المواهب اللدنية مع شرح زرقاني،المقصد الاول...الخ، باب:ذكر تزويج عبد الله امنة ، ج١،ص٢٣٢ ملتقطاً۔علميه

6 ......المواهب اللدنية مع شرح زرقاني،المقصد الاول...الخ،باب:ذكر تزويج عبد الله امنة ، ج١،ص٢٠٩ ملتقطاً۔علميه

7 ......الخصائص الكبرىٰ،باب:ما ظهر في ليلة مولوده من المعجزات...الخ،ج١،ص٧٩۔علميه

8 ......الخصائص الكبرىٰ، باب: مناغاته للقمر وهو في مهده،ج١،ص٩١۔علميه

9 ......الخصائص الكبرىٰ، باب: سفر النبي مع عمه ابي طالب الى الشام ...الخ،ج١،ص١٤٣۔علميه

﴿16﴾ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا سینہ مبارک چار دفعہ شق کیا گیا۔ یعنی حالت رضاعت میں، دس برس کی عمر شریف میں، غارِ حرا میں ابتدائے وحی کے وقت، شبِ معراج میں۔ جیسا کہ پہلے مذکور ہوا۔ (1)

﴿17﴾ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے ہر عضو کا ذکر کیا ہے جس سے حق جَلَّ وَعَلَا کی کمالِ محبت وعنایت پائی جاتی ہے۔

قلب مبارک	مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ﴿١١﴾ (نجم، ع ۱) (2) نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ ﴿١٩٣﴾ عَلٰى قَلْبِكَ (شعراء، ع ۱۱) (3)
زبان مبارک	وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ﴿٣﴾ (نجم، شروع) (4) فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ (دخان، ع ۳) (5)
چشم مبارک	مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ﴿١٧﴾ (نجم، ع ۱) (6)
چہرہ مبارک	قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ (بقرہ، ع ۱۷) (7)
ہاتھ مبارک اور گردن مبارک	وَلَا تَجْعَلْ یَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ (بنی اسرائیل، ع ۳) (8)
سینہ مبارک اور پشت مبارک	اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ﴿١﴾ وَ وَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ﴿٢﴾ الَّذِیْۤ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ﴿٣﴾ (انشراح، شروع) (9)

1 ......الخصائص الکبریٰ، باب: ما ظھر فی زمان رضاعہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ...الخ، ج ۱، ص ۹۳ ملتقطاً و المواھب اللدنیۃ مع شرح زرقانی، المقصد الاول...الخ، باب: شق صدرہ، ج ۱، ص ۲۸۸ ملتقطاً۔علمیہ

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا۔ (پ ۲۷، النجم: ۱۱)۔علمیہ

3 ......ترجمۂ کنز الایمان: اسے روح الامین لے کر اترا تمہارے دل پر۔ (پ ۱۹، الشعراء: ۱۹۳۔۱۹۴)۔علمیہ

4 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ (پ ۲۷، النجم: ۳)۔علمیہ

5 ......ترجمۂ کنز الایمان: تو ہم نے اس قرآن کو تمہاری زبان میں آسان کیا۔ (پ ۲۵، الدخان: ۵۸)۔علمیہ

6 ......ترجمۂ کنز الایمان: آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔ (پ ۲۷، النجم: ۱۷)۔علمیہ

7 ......ترجمۂ کنز الایمان: ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا۔ (پ ۲، البقرۃ: ۱۴۴)۔علمیہ

8 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ۔ (پ ۱۵، بنی اسرائیل: ۲۹)۔علمیہ

9 ......ترجمۂ کنز الایمان: کیا ہم نے تمہارے لئے سینہ کشادہ نہ کیا اور تم پر سے تمہارا وہ بوجھ اتار لیا جس نے تمہاری پیٹھ توڑی تھی۔ (پ ۳۰، الم نشرح: ۱۔۳)۔علمیہ

﴿18﴾حضور عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کا اسمِ مبارک (محمد) اللہ تعالٰی کے اسمِ مبارک (محمود) سے مشتق ہے۔[1]

﴿19﴾حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے اسمائے مبارکہ میں سے تقریباً ستر نام وہی ہیں جو اللہ تعالٰی کے ہیں۔

﴿20﴾حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا ایک اسمِ مبارک احمد ہے۔ آپ سے پہلے جب سے دنیا پیدا ہوئی کسی کا یہ نام نہ تھا تاکہ اس بات میں کسی کو شک وشبہ کی گنجائش نہ رہے کہ کتب سابقہ الہامیہ میں جو احمد کا ذکر ہے وہ آپ ہی ہیں۔[2]

﴿21﴾آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کو آپ کا پروردگار بہشت کے طعام وشراب سے کھلاتا پلاتا تھا۔

﴿22﴾حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم اپنے پیچھے سے ایسا دیکھتے جیسا کہ سامنے سے دیکھتے۔ رات کو اندھیرے میں ایسا دیکھتے جیسا کہ دن کے وقت اور روشنی میں دیکھتے۔[3]

﴿23﴾حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے دہن مبارک کا لعاب آبِ شور[4] کو میٹھا بنا دیتا اور شیر خوار بچوں کے لئے دودھ کا کام دیتا۔[5]

﴿24﴾جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کسی پتھر پر چلتے تو اس پر آپ کے پائے مبارک کا نشان ہوجاتا۔ چنانچہ مقام ابراہیم میں ہے اور سنگ مکہ میں آپ کی کہنیوں کا نشان مشہور ہے۔

﴿25﴾حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی بغل شریف پاک وصاف اور خوشبودار تھی۔ اس میں کسی قسم کی بوئے ناخوش نہ تھی۔[6]

﴿26﴾آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی آواز مبارک اتنی دور تک پہنچتی کہ کسی دوسرے کی نہ پہنچتی چنانچہ جب آپ

---

1 ......الخصائص الکبریٰ، باب:اختصاصه صلی اللّٰہ علیه وسلم باشتقاق اسمه الشریف ...الخ، ج۱، ص۱۳٤۔علمیه

2 ......شرح الزرقانی علی المواهب،المقصدالثانی...الخ،الفصل الاول فی اسمائه ...الخ،ج٤، ص۲۳۲۔۲۳٤ ملخصاً۔علمیه

3 ......الخصائص الکبریٰ، باب:المعجزة والخصائص فی عینیه الشریفتین، ج۱،ص۱۰٤ ملتقطاً والخصائص الکبریٰ، باب: المعجزة والخصائص فی عینیه الشریفتین،ج۱،ص۱۰٤۔علمیه

4 ......کڑوا پانی۔

5 ......الخصائص الکبریٰ،باب:الایات فی فمه الشریف وریقه واسنانه،ج۱،ص۱۰۵ والخصائص الکبریٰ،باب:الایات فی فمه الشریف وریقه واسنانه،ج۱،ص۱۰۵۔علمیه

6 ......سنن دارمی،المقدمة،باب فی حسن النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم،الحدیث:٦۳،ج۱،ص٤۵۔علمیه

خطبہ دیا کرتے تھے تو نوجوان لڑکیاں اپنے گھروں میں سن لیا کرتی تھیں۔ [1]

﴿27﴾ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قوت سامعہ سب سے بڑھ کر تھی یہاں تک کہ اکثر اژدحامِ ملائک کے سبب سے آسمان میں جو آواز پیدا ہوتی ہے آپ وہ بھی سن لیتے تھے۔

حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلام ابھی سدرۃ المنتہٰی میں ہوتے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم انکے بازوؤں کی آواز سن لیتے تھے اور جب وہ وہاں سے آپ کی طرف وحی کیلئے اترنے لگتے تو آپ انکی خوشبو سونگھ لیتے۔ آسمان کے دروازوں کے کھلنے کی آواز بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سن لیا کرتے تھے۔

﴿28﴾ خواب میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی چشم مبارک سو جاتی مگر دل مبارک بیدار رہتا۔ بعض کہتے ہیں کہ دیگر انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلام کا بھی یہی حال تھا۔ [2]

﴿29﴾ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کبھی جمائی اور انگڑائی نہیں لی اور نہ کبھی آپ کو احتلام ہوا۔ دیگر انبیائے کرام بھی اس فضیلت میں مشترک ہیں۔ [3]

﴿30﴾ حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا پسینہ مبارک کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔ [4]

﴿31﴾ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میانہ قد مائل بہ درازی تھے، مگر جب دوسروں کے ساتھ چلتے یا بیٹھتے تو سب سے بلند نظر آتے [5] تاکہ باطن کی طرح ظاہری صورت میں بھی کوئی آپ سے بڑا معلوم نہ ہو۔

﴿32﴾ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا سایہ نہ تھا کیونکہ آپ نور ہی نور تھے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔ [6]

﴿33﴾ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بدن شریف پر مکھی نہ بیٹھتی اور کپڑوں میں جوں نہ پڑتی۔ [7]

---

1 ......الخصائص الکبریٰ،باب:الآیة فی صوته وبلوغه حیث لا یبلغه،ج۱،ص۱۱۳۔علمیه

2 ......الخصائص الکبریٰ،باب:الآیة فی نومه،ج۱،ص۱۱۸۔علمیه

3 ......الخصائص الکبریٰ،باب:الآیة فی حفظه صلی اللّٰه علیه وسلم من الاحتلام، ج۱، ص۱۲۰۔علمیه

4 ......الخصائص الکبریٰ،باب:الآیة فی عرقه الشریف،ج۱،ص۱۱٦۔علمیه

5 ......الخصائص الکبریٰ،باب:الایة فی طوله،ج۱،ص۱۱٦۔علمیه

6 ......الخصائص الکبریٰ،باب:الایة فی انه صلی اللّٰه علیه وسلم لم یکن یری له ظل، ج۱، ص۱۱٦۔علمیه

7 ......الخصائص الکبریٰ،باب:فی انه صلی اللّٰه علیه وسلم کان لا ینزل الذباب...الخ، ج۱،ص۱۱۷۔علمیه

﴿34﴾ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم چلتے تو فرشتے (بغرضِ حفاظت) آپ کے پیچھے ہوتے اسی واسطے آپ نے اصحاب کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُم سے فرمایا کہ تم میرے آگے چلو اور میری پیٹھ فرشتوں کے واسطے چھوڑ دو۔[1]

﴿35﴾ حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا خون اور تمام فضلات پاک تھے بلکہ آپ کے بول کا پینا شفاء تھا۔[2]

﴿36﴾ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے براز کو زمین نگل جایا کرتی تھی اور وہاں سے کستوری کی خوشبو آیا کرتی تھی۔[3]

﴿37﴾ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جس گنجے کے سر پر اپنا دست شفاء پھیرتے اسی وقت بال اُگ آتے اور جس درخت کو لگاتے وہ اسی سال پھل دیتا۔

﴿38﴾ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جس سر پر اپنا دست مبارک رکھتے آپ کے دست مبارک کی جگہ کے بال سیاہ ہی رہا کرتے کبھی سفید نہ ہوتے۔

﴿39﴾ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم رات کے وقت دولت خانے میں تبسم فرماتے تو گھر روشن ہو جاتا۔

﴿40﴾ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بدن مبارک سے خوشبو آتی تھی۔ جس راستے سے آپ گزرتے اس میں بوئے خوش رہتی جس سے پتہ چلتا کہ آپ یہاں سے گزرے ہیں۔

﴿41﴾ جس چوپائے پر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سوار ہوتے وہ بول و براز نہ کرتا جب تک کہ آپ سوار رہتے۔

﴿42﴾ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بعثت پر کاہنوں کی خبریں منقطع ہو گئیں اور شہابِ ثاقب کے ساتھ آسمانوں کی حفاظت کر دی گئی اور شیاطین تمام آسمانوں سے روک دیئے گئے۔

﴿43﴾ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کا قرین و مؤکل (جن) اسلام لے آیا۔

﴿44﴾ شب معراج میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے براق مع زین و لگام آیا۔

﴿45﴾ حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم شب معراج میں جسد مبارک کے ساتھ حالت بیداری میں آسمانوں سے

---

1 ......المواهب اللدنية مع شرح زرقاني ، المقصد الثالث ...الخ، الفصل الاول فی کمال خلقته وجمال صورته، ج٥، ص٥٢٣۔علميه

2 ......الخصائص الکبریٰ، باب: الاستشفاء ببوله ،ج١، ص١٢٢۔علميه

3 ......الخصائص الکبریٰ، باب:المعجزة فی بوله ،ج١، ص١٢٠۔١٢١۔علميه

اوپر تشریف لے گئے۔ ؎

بلکہ جائے کہ جانبود آنجا　　　محرمے جز خدا نبود آنجا

اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے پروردگار جَلَّ شَانُہ کو آنکھوں سے دیکھا اور اس کے ساتھ کلام کیا۔ اسی رات آپ بیت المقدس میں نماز میں دیگر انبیائے کرام اور فرشتوں کے امام بنے۔

﴿46﴾ بعضے غزوات میں فرشتے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ہو کر دشمنوں سے لڑے۔

﴿47﴾ ہم پہ واجب ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر درود وسلام بھیجیں۔ پہلی امتوں پر واجب نہ تھا کہ اپنے پیغمبروں پر درود بھیجیں۔

﴿48﴾ قرآن کریم اور دیگر کتب الہامیہ (1) میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سوائے حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اور کسی پیغمبر پر درود وارد نہیں۔

﴿49﴾ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اللہ تعالیٰ نے وہ کتاب عطا فرمائی جو تحریف سے محفوظ اور بلحاظ لفظ ومعنی مُعْجِز ہے۔ حالانکہ آپ اُمی تھے، لکھنا پڑھنا نہ جانتے تھے اور نہ عالموں کی صحبت میں رہے تھے۔ (2)

﴿50﴾ حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئیں۔ چنانچہ آپ کا ارشاد مبارک

---

1 ......آسمانی کتابیں۔

2 ...... علامہ ابوالولید باجی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''قرآنِ پاک میں ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ و اٰلِہٖ وَسَلَّم نزولِ قرآن سے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے۔ اس سے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ و اٰلِہٖ وَسَلَّم کا امی ہونا متحقق ہوگیا (کیونکہ اہل کتاب کہتے تھے کہ ہماری کتابوں میں نبی آخر الزماں کی صفت یہ مذکور ہے کہ وہ امی ہوں گے نہ لکھیں گے نہ پڑھیں گے) اور یہ نفی نزولِ قرآن سے پہلے کے زمانہ کے ساتھ مقید ہے لہٰذا نزولِ قرآن کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ و اٰلِہٖ وَسَلَّم کا لکھنا پڑھنا تصریح قرآن کے منافی نہیں بلکہ یہ آپ کا معجزہ ہے اور یہ دوسرا معجزہ ہے کہ آپ نے بغیر کسی دنیاوی استاذ کی تعلیم کے پڑھا بھی اور لکھا بھی۔'' ابن دحیہ فرماتے ہیں کہ اس مسئلے میں علمائے کرام کی ایک جماعت نے علامہ ابوالولید باجی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی موافقت فرمائی ہے جن میں ابوذر ہروی، ابوالفتح نیشاپوری اور افریقہ ودیگر ممالک کے علماء رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی شامل ہیں۔ بعض علماء نے فرمایا کہ علامہ باجی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی دلیل ابن ابی شیبہ کی یہ حدیث ہے: حضرت عون بن عبداللہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ و اٰلِہٖ وَسَلَّم نے وفات نہ پائی یہاں تک کہ آپ نے لکھا اور پڑھا۔ مزید تفصیل کے لیے فتح الباری ملاحظہ فرمائیں۔ (فتح الباری لابن حجر، کتاب المغازی، باب عمرۃ القضاء، تحت الحدیث: ٤٢٥١-٤٢٥٢، ج٧، ص٤٢٩ ملخصاً)۔ علمیہ

ہے: اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَ اللّٰهُ يُعْطِيْ (میں تو بانٹنے والا ہوں اور اللہ دیتا ہے) ان خزانوں میں سے جو کچھ کسی کو ملتا ہے وہ آپ ہی کے دست مبارک سے ملتا ہے کیونکہ آپ حضرت باری تعالٰی کے خلیفۂ مُطْلَق و نائب کل ہیں۔ جو کچھ چاہتے ہیں باذنِ الٰہی عطا فرماتے ہیں۔

﴿51﴾ اللہ تعالٰی نے حضور صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کو جوامع کلم عطا فرمائے ہیں یعنی آپ کے کلام شریف میں فصاحت و بلاغت اور غوامض معانی اور بدائع حکم اور محاسن عبارات بلفظ موجز و لطیف سب پائے جاتے ہیں۔

﴿52﴾ اللہ تعالٰی نے آپ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّم کو ہر شے کا علم دیا یہاں تک کہ روح اور ان امور خمسہ کا علم بھی عنایت فرمایا جو سورۂ لقمان کے اخیر میں مذکور ہیں۔ [1]

﴿53﴾ حضور عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام سارے جہان (انس و جن و ملائک) کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

﴿54﴾ حضور انور عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام سارے جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

﴿55﴾ حضور عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کے رعب کا یہ حال تھا کہ دشمن خواہ ایک ماہ کی مسافت پر ہوتا آپ اس پر رعب سے فتح پاتے اور وہ مغلوب ہو جاتا۔ یہ تخصیص بہ نسبت دیگر انبیائے کرام عَلٰی نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کے ہے۔ سلاطین و جَبابِرہ [2] کا معاملہ خارج از مَبْحَث ہے۔

﴿56﴾ آپ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے لئے (اور آپ کی امت کے لئے) غنائم [3] حلال کر دی گئیں۔ آپ سے پہلے کسی پر حلال نہ تھیں۔

﴿57﴾ آپ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے لئے (اور آپ کی امت کے لئے) تمام روئے زمین سجدہ گاہ اور پاک کرنے والی بنا دی گئی جہاں نماز کا وقت آجائے اور پانی نہ ملے تیمّم کر کے وہیں نماز پڑھ لی جائے۔ دوسری امتوں کے لئے پانی کے سوا کسی اور چیز کے ساتھ طہارت نہ تھی اور نماز بھی معین جگہ کنیسہ وغیرہ کے سوا اور جگہ جائز نہ تھی۔

﴿58﴾ چاند کا ٹکڑے ہونا، شجر و حجر کا سلام کرنا اور رسالت کی شہادت دینا، حَنَّانہ [4] کا رونا اور انگلیوں سے چشمے کی طرح

---

1 ......کشف الغمہ للشعرانی بحوالہ خصائص للسیوطی، جزء ثانی، ص۳۶۔......(الخصائص الکبرٰی، باب: اختصاصه بالنصر بالرعب مسيرة شهرامامه...الخ، ج۲، ص۳۳۵۔علمیہ)

2 ......ظلم کرنے والے۔ 3 ......غنیمتیں۔ 4 ......ستونِ حنانہ۔

پانی جاری ہونا، یہ سب معجزات آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو عطا ہوئے۔

﴿59﴾ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام خَاتَمُ النَّبِیِّیْن ہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد کوئی نیا نبی نہ آئے گا۔

﴿60﴾ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شریعت تمام انبیاء سابقین کی شریعتوں کی ناسخ ہے اور قیامت تک رہے گی۔

﴿61﴾ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اللہ تعالیٰ نے کنایہ سے خطاب فرمایا، بخلاف دیگر انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلام کے کہ انہیں ان کے نام سے خطاب کیا ہے۔ دیکھو آیات ذیل:

﴿۱﴾ وَقُلْنَا یٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا ۪ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝۳۵ (پ۱، ع۴) (1)

﴿۲﴾ عَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ۝۱۲۱ (پ۱۶، طٰہٰ، ع۷) (2)

﴿۳﴾ قِیْلَ یٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَ بَرَكٰتٍ عَلَیْكَ وَ عَلٰۤى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ (پ۱۲، ہود، ع۴) (3)

﴿٤﴾ وَ نَادٰى نُوْحُ ﹰابْنَهٗ وَ كَانَ فِیْ مَعْزِلٍ یّٰبُنَیَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَ لَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِیْنَ ۝۴۲ (پ۱۲، ہود، ع۴) (4)

﴿۵﴾ یٰۤاِبْرٰهِیْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ (پ۱۲، ہود، ع۷) (5)

﴿٦﴾ وَ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسْمٰعِیْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝۱۲۷ (پ۱، بقرہ، ع۱۵) (6)

---

1 ......ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے فرمایا اے آدم تو اور تیری بی بی اس جنت میں رہو اور کھاؤ اس میں سے بے روک ٹوک جہاں تمہارا جی چاہے مگر اس پیڑ کے پاس نہ جانا کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو جاؤ گے۔ (پ ۱، البقرۃ: ۳۵)۔ علمیه

2 ......ترجمۂ کنزالایمان: آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو مطلب چاہا تھا اس کی راہ نہ پائی۔ (پ ۱٦، طٰه: ۱۲۱)۔ علمیه

3 ......ترجمۂ کنزالایمان: فرمایا گیا اے نوح کشتی سے اتر ہماری طرف سے سلام اور برکتوں کیساتھ جو تجھ پر ہیں اور تیرے ساتھ کے کچھ گروہوں پر۔ (پ ۱۲، ھود: ٤۸)۔ علمیه

4 ......ترجمۂ کنزالایمان: اور نوح نے اپنے بیٹے کو پکارا اور وہ اس سے کنارے تھا اے میرے بچے ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں کے ساتھ نہ ہو۔ (پ ۱۲، ھود: ٤۲)۔ علمیه

5 ......ترجمۂ کنزالایمان: اے ابراہیم اس خیال میں نہ پڑ۔ (پ ۱۲، ھود: ۷٦)۔ علمیه

6 ......ترجمۂ کنزالایمان: اور جب اٹھاتا تھا ابراہیم اس گھر کی نیویں اور اسمٰعیل یہ کہتے ہوئے کہ اے رب ہمارے ہم سے قبول فرما بیشک تو ہی ہے سنتا جانتا۔ (پ ۱، البقرۃ: ۱۲۷)۔ علمیه

﴿۷﴾ قَالَ یٰمُوْسٰۤى اِنِّی اصْطَفَیْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیْ وَ بِكَلَامِیْ ﱪ فَخُذْ مَاۤ اٰتَیْتُكَ وَ كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِیْنَ(۱۴۴)

(پ۹،اعراف،ع۱۷)[1]

﴿۸﴾ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَیْهِ ﱪ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِؕ-اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِیْنٌ(۱۵)

(پ۲۰،قصص،ع۲)[2]

﴿۹﴾ اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِیْ عَلَیْكَ وَ عَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ (پ۷،مائدہ،ع۱۵)[3]

﴿۱۰﴾ قَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَاۤ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآىٕدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِیْدًا لِّاَوَّلِنَا وَ اٰخِرِنَا وَ اٰیَةً مِّنْكَ ۚ وَ ارْزُقْنَا وَ اَنْتَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ(۱۱۴) (پ۷،مائدہ،ع۱۵)[4]

﴿۱۱﴾ یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَیُضِلَّكَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِؕ (پ۲۳،ص،ع۲)[5]

﴿۱۲﴾ وَ وَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَیْمٰنَؕ-نِعْمَ الْعَبْدُؕ-اِنَّهٗۤ اَوَّابٌؕ(۳۰) (پ۲۳،ص،ع۳)[6]

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: فرمایا اے موسیٰ میں نے تجھے لوگوں سے چن لیا اپنی رسالتوں اور اپنے کلام سے تو لے جو میں نے تجھے عطا فرمایا اور شکر والوں میں ہو۔(پ۹،الاعراف:۱۴۴)۔علمیه

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: تو موسیٰ نے اس کے گھونسا مارا تو اس کا کام تمام کر دیا کہا یہ کام شیطان کی طرف سے ہوا بیشک وہ دشمن ہے کھلا گمراہ کرنے والا۔(پ۲۰،القصص:۱۵)۔علمیه

3 ......ترجمۂ کنز الایمان: جب اللّٰہ فرمائے گا اے مریم کے بیٹے عیسیٰ یاد کر میرا احسان اپنے اوپر اور اپنی ماں پر۔

(پ۷،المائدۃ:۱۱۰)۔علمیه

4 ......ترجمۂ کنز الایمان: عیسیٰ ابن مریم نے عرض کی اے اللّٰہ اے رب ہمارے ہم پر آسمان سے ایک خوان اُتار کہ وہ ہمارے لئے عید ہو ہمارے اگلے پچھلوں کی اور تیری طرف سے نشانی اور ہمیں رزق دے اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔

(پ۷،المائدۃ:۱۱۴)۔علمیه

5 ......ترجمۂ کنز الایمان: اے داؤد بیشک ہم نے تجھے زمین میں نائب کیا تو لوگوں میں سچا حکم کر اور خواہش کے پیچھے نہ جانا کہ تجھے اللّٰہ کی راہ سے بہکا دے گی۔(پ۲۳،ص:۲۶)۔علمیه

6 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا فرمایا کیا اچھا بندہ بیشک وہ بہت رجوع لانے والا۔(پ۲۳،ص:۳۰)۔علمیه

﴿۱۳﴾ یٰزَكَرِیَّاۤ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ﹰاسْمُهٗ یَحْیٰىۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا۝ (پ١٦،مریم،ع١)(1)

﴿۱۴﴾ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْهَا زَكَرِیَّا الْمِحْرَابَۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًاۚ (پ٣،آل عمران،ع٤)(2)

﴿۱۵﴾ یٰیَحْیٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍؕ (پ١٦،مریم،ع١)(3)

﴿۱۶﴾ وَ زَكَرِیَّاۤ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ۝ۚۖ (پ١٧،انبیآء،ع٦)(4)

مگر ہمارے آقائے نامدار بِاَبِیْ هُوَ وَاُمِّیْ کو اللہ تعالیٰ یوں خطاب فرماتا ہے:

﴿۱﴾ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۝ (پ١٠،انفال،ع٨)(5)

﴿۲﴾ یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَؕ (پ٦،مائدہ،ع١٠)(6)

﴿۳﴾ یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُۙ۝ (پ٢٩،مزمل،شروع)(7)

﴿۴﴾ یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُۙ۝ (پ٢٩،مدثر،شروع)(8)

جہاں اللہ تعالیٰ نے حضور کے نام مبارک کی تصریح فرمائی ہے وہاں ساتھ ہی رسالت یا کوئی اور وصف بیان فرمایا ہے۔ دیکھو آیاتِ ذیل:

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: اے زکریا ہم تجھے خوشی سناتے ہیں ایک لڑکے کی جن کا نام یحییٰ ہے اس کے پہلے ہم نے اس نام کا کوئی نہ کیا۔ (پ١٦،مریم:٧)۔علمیہ

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: جب زکریا اس کے پاس اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے اس کے پاس نیا رزق پاتے۔ (پ٣،ال عمران:٣٧)۔علمیہ

3 ......ترجمۂ کنز الایمان: اے یحییٰ کتاب مضبوط تھام۔(پ١٦،مریم:١٢)

4 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور زکریا کو جب اس نے اپنے رب کو پکارا اے میرے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب سے بہتر وارث۔ (پ١٧،الانبیاء:٨٩)۔علمیہ

5 ......ترجمۂ کنز الایمان: اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) اللہ تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوئے۔ (پ١٠،الانفال:٦٤)۔علمیہ

6 ......ترجمۂ کنز الایمان: اے رسول پہنچا دو جو کچھ اترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے۔(پ٦،المائدة:٦٧)۔علمیہ

7 ......ترجمۂ کنز الایمان: اے جھرمٹ مارنے والے۔(پ٢٩،المزمّل:١)۔علمیہ

8 ......ترجمۂ کنز الایمان: اے بالاپوش اوڑھنے والے۔(پ٢٩،المدثّر:١)۔علمیہ

﴿۱﴾ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌۚ (پ۴، آل عمران، ع۱۵)[1]

﴿۲﴾ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِؕ (پ۲۶، فتح، ع۴)[2]

﴿۳﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۠ (پ۲۲، احزاب، ع۵)[3]

﴿۴﴾ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَ اَصْلَحَ بَالَهُمْ (پ۲۶، محمد، ع۱)[4]

جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل وحبیب کا یکجا ذکر کیا ہے وہاں اپنے خلیل کا نام لیا ہے اور اپنے حبیب کو نبوت کے ساتھ یاد فرمایا ہے۔ چنانچہ یوں ارشاد ہوا:

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ وَ هٰذَا النَّبِیُّ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْاؕ وَ اللّٰهُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ (پ۳، آل عمران، ع۷)[5]

﴿62﴾ حضور کو نام مبارک کے ساتھ خطاب کرنے سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا حالانکہ دوسری امتیں اپنے اپنے نبیوں کو نام کے ساتھ خطاب کیا کرتی تھیں۔ دیکھو آیاتِ ذیل

﴿۱﴾ قَالُوْا یٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَاۤ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌؕ (پ۹، اعراف، ع۱۶)[6]

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور محمد تو ایک رسول ہیں۔ (پ ٤، ال عمرٰن: ١٤٤) علمیه

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: محمد اللہ کے رسول ہیں۔ (پ ٢٦، الفتح: ٢٩) علمیه

3 ......ترجمۂ کنز الایمان: محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ (پ ٢٢، الاحزاب: ٤٠) علمیه

4 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور اس پر ایمان لائے جو محمد پر اتارا گیا اور وہی ان کے رب کے پاس سے حق ہے اللہ نے ان کی برائیاں اتار دیں اور ان کی حالتیں سنوار دیں۔ (پ ٢٦، محمد: ٢) علمیه

5 ......ترجمۂ کنز الایمان: بیشک سب لوگوں سے ابراہیم کے زیادہ حق دار وہ تھے جو ان کے پیرو ہوئے اور یہ نبی اور ایمان والے اور ایمان والوں کا والی اللہ ہے۔ (پ ٣، ال عمران: ٦٨) علمیه

6 ......ترجمۂ کنز الایمان: بولے اے موسیٰ ہمیں ایک خدا بنا دے جیسا ان کے لئے اتنے خدا ہیں۔ (پ ٩، الاعراف: ١٣٨) علمیه

﴿۲﴾ اِذْ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ هَلْ یَسْتَطِیْعُ رَبُّكَ اَنْ یُّنَزِّلَ عَلَیْنَا مَآىِٕدَةً مِّنَ السَّمَآءِؕ (پ ۷، مائدہ، ع ۱۵)[1]

﴿۳﴾ قَالُوْا یٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنَةٍ وَّ مَا نَحْنُ بِتَارِكِیْۤ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَ مَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِیْنَ(۵۳) (پ ۱۲، ہود، ع ۵)[2]

﴿۴﴾ قَالُوْا یٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِیْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَاۤ اَتَنْهٰىنَاۤ اَنْ نَّعْبُدَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَ اِنَّنَا لَفِیْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ اِلَیْهِ مُرِیْبٍ(۶۲) (پ ۱۲، ہود، ع ۶)[3]

مگر ہمارے آقائے نامدار بِاَبِیْ ھُوَ وَاُمِّیْ کی نسبت یوں ارشادِ باری ہوتا ہے:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًاؕ (پ ۱۸، نور، ع ۹)[4]

﴿63﴾ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نام مبارک اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب پاک میں طاعت و معصیت، فرائض و احکام، وعدہ و وعید اور انعام و اکرام کا ذکر کرتے وقت اپنے پاک نام کے ساتھ یاد فرمایا ہے۔ دیکھو آیاتِ ذیل:

﴿۱﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْۚ[5] (پ ۵، نساء، ع ۸)

﴿۲﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَ اَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ(۲۰)ۚۖ[6] (پ ۹، انفال، ع ۳)

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: جب حواریوں نے کہا اے عیسیٰ بن مریم کیا آپ کا رب ایسا کرے گا کہ ہم پر آسمان سے ایک خوان اُتارے۔ (پ ۷، المائدۃ: ۱۱۲)۔علمیه

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: بولے اے ہود تم کوئی دلیل لے کر ہمارے پاس نہ آئے اور ہم خالی تمہارے کہنے سے اپنے خداؤں کو چھوڑنے کے نہیں نہ تمہاری بات پر یقین لائیں۔ (پ ۱۲، ھود: ۵۳)۔علمیه

3 ......ترجمۂ کنز الایمان: بولے اے صالح اس سے پہلے تو تم ہم میں ہونہار معلوم ہوتے تھے کیا تم ہمیں اس سے منع کرتے ہو کہ اپنے باپ دادا کے معبودوں کو پوجیں اور بیشک جس بات کی طرف ہمیں بلاتے ہو ہم اس سے ایک بڑے دھوکہ ڈالنے والے شک میں ہیں۔ (پ ۱۲، ھود: ۶۲)۔علمیه

4 ......ترجمۂ کنز الایمان: رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔ (پ ۱۸، النور: ۶۳)۔علمیه

5 ......ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔ (پ ۵، النساء: ۵۹)۔علمیه

6 ......ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور سن سنا کر اس سے نہ پھرو۔ (پ ۹، الانفال: ۲۰)۔علمیه

﴿۳﴾ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍۘ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ یُطِیْعُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗؕ اُولٰٓىٕكَ سَیَرْحَمُهُمُ اللّٰهُؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ۝۷۱ (پ۱۰،توبہ،ع۹) [1]

﴿۴﴾ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰۤى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ یَذْهَبُوْا حَتّٰى یَسْتَاْذِنُوْهُؕ (پ۱۸،نور،ع۹) [2]

﴿۵﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْۚ (پ۹،انفال،ع۳) [3]

﴿۶﴾ وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ یُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاؕ وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۝۱۳ وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ یَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ یُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِیْهَا۪ وَ لَهٗ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ۝۱۴ (پ۴،نساء،ع۲) [4]

﴿۷﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا۝۵۷ (پ۲۲،احزاب،ع۷) [5]

---

❶ ......ترجمۂ کنز الایمان: اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور اللّٰہ و رسول کا حکم مانیں یہ ہیں جن پر عنقریب اللّٰہ رحم کرے گا بیشک اللّٰہ غالب حکمت والا ہے۔ (پ ۱۰، التوبة: ۷۱)۔علمیه

❷ ......ترجمۂ کنز الایمان: ایمان والے تو وہی ہیں جو اللّٰہ اور اس کے رسول پر یقین لائے اور جب رسول کے پاس کسی ایسے کام میں حاضر ہوئے ہوں جس کے لئے جمع کئے گئے ہوں تو نہ جائیں جب تک ان سے اجازت نہ لے لیں۔(پ ۱۸، النور: ۶۲)۔علمیه

❸ ......ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو اللّٰہ و رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی۔(پ ۹، الانفال: ۲۴)۔علمیه

❹ ......ترجمۂ کنز الایمان: اور جو حکم مانے اللّٰہ اور اللّٰہ کے رسول کا اللّٰہ اسے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہی ہے بڑی کامیابی اور جو اللّٰہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی کل حدوں سے بڑھ جائے اللّٰہ اسے آگ میں داخل کرے گا جس میں ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے خواری کا عذاب ہے۔(پ ۴، النساء: ۱۳۔۱۴)۔علمیه

❺ ......ترجمۂ کنز الایمان: بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللّٰہ اور اس کے رسول کو ان پر اللّٰہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللّٰہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔(پ ۲۲، الاحزاب: ۵۷)۔علمیه

﴿۸﴾ بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى الَّذِیْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ ؕ۝۱ (پ۱۰،توبہ،شروع)[1]

﴿۹﴾ وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ یَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۙ۬ وَ رَسُوْلُهٗ (پ۱۰،توبہ،ع۱)[2]

﴿۱۰﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَ لَمَّا یَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَ لَمْ یَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لَا رَسُوْلِهٖ وَ لَا الْمُؤْمِنِیْنَ وَلِیْجَةً ؕ وَ اللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۠۝۱۶ (پ۱۰،توبہ،ع۲)[3]

﴿۱۱﴾ اَلَمْ یَعْلَمُوْۤا اَنَّهٗ مَنْ یُّحَادِدِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِیْهَا ؕ ذٰلِكَ الْخِزْیُ الْعَظِیْمُ ۝۶۳ (پ۱۰،توبہ،ع۸)[4]

﴿۱۲﴾ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ یَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْۤا اَوْ یُصَلَّبُوْۤا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ (پ۶،مائدہ،ع۵)[5]

﴿۱۳﴾ قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ لَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ لَا یَدِیْنُوْنَ دِیْنَ

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: بیزاری کا حکم سنانا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ان مشرکوں کو جن سے تمہارا معاہدہ تھا اور وہ قائم نہ رہے۔(پ ۱۰، التوبة:۱)۔علمیه

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور منادی پکار دینا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے سب لوگوں میں بڑے حج کے دن کہ اللہ بیزار ہے مشرکوں سے اور اس کا رسول۔(پ ۱۰، التوبة:۳)۔علمیه

3 ......ترجمۂ کنز الایمان: کیا اس گمان میں ہو کہ یونہی چھوڑ دیئے جاؤ گے اور ابھی اللہ نے پہچان نہ کرائی ان کی جو تم میں سے جہاد کریں گے اور اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے سوا کسی کو اپنا محرم راز نہ بنائیں گے اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

(پ ۱۰، التوبة:۱٦)۔علمیه

4 ......ترجمۂ کنز الایمان: کیا انہیں خبر نہیں کہ جو خلاف کرے اللہ اور اس کے رسول کا تو اس کے لئے جہنم کی آگ ہے کہ ہمیشہ اس میں رہے گا یہی بڑی رسوائی ہے۔(پ ۱۰، التوبة:٦۳)۔علمیه

5 ......ترجمۂ کنز الایمان: وہ کہ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں ان کا بدلہ یہی ہے کہ گن گن کر قتل کیئے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا ان کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹے جائیں یا زمین سے دور کردیئے جائیں۔

(پ ٦، المائدة:۳۳)۔علمیه

الْحَقِّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى یُعْطُوا الْجِزْیَةَ عَنْ یَّدٍ وَّ هُمْ صٰغِرُوْنَ۠ (پ۱۰، توبہ، ع۴) (1)

﴿۱۴﴾ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ (پ۹، انفال، شروع) (2)

﴿۱۵﴾ وَ مَنْ یُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ (پ۹، انفال، ع۲) (3)

﴿۱۶﴾ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ (پ۵، نساء، ع۸) (4)

﴿۱۷﴾ وَ لَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۙ وَ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَیُؤْتِیْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ رَسُوْلُهٗۤۙ اِنَّاۤ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ۠ (پ۱۰، توبہ، ع۷) (5)

﴿۱۸﴾ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ (پ۱۰، شروع) (6)

﴿۱۹﴾ وَ مَا نَقَمُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (پ۱۰، توبہ، ع۱۰) (7)

﴿۲۰﴾ وَ جَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِیُؤْذَنَ لَهُمْ وَ قَعَدَ الَّذِیْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗؕ سَیُصِیْبُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (پ۱۰، توبہ، ع۱۲) (8)

---

(1) ......ترجمۂ کنز الایمان: لڑو اُن سے جو ایمان نہیں لاتے اللّٰہ پر اور قیامت پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو حرام کیا اللّٰہ اور اس کے رسول نے اور سچے دین کے تابع نہیں ہوتے یعنی وہ جو کتاب دیئے گئے جب تک اپنے ہاتھ سے جزیہ نہ دیں ذلیل ہو کر۔ (پ۱۰، التوبۃ: ۲۹)۔علمیہ

(2) ......ترجمۂ کنز الایمان: تم فرماؤ غنیمتوں کے مالک اللّٰہ و رسول ہیں۔(پ۹، الانفال: ۱)۔علمیہ

(3) ......ترجمۂ کنز الایمان: اور جو اللّٰہ اور اس کے رسول سے مخالفت کرے تو بیشک اللّٰہ کا عذاب سخت ہے۔(پ۹، الانفال: ۱۳)۔علمیہ

(4) ......ترجمۂ کنز الایمان: پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے اللّٰہ و رسول کے حضور رجوع کرو اگر اللّٰہ و قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔ (پ۵، النساء: ۵۹)۔علمیہ

(5) ......ترجمۂ کنز الایمان: اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللّٰہ و رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہمیں اللّٰہ کافی ہے اب دیتا ہے ہمیں اللّٰہ اپنے فضل سے اور اللّٰہ کا رسول ہمیں اللّٰہ ہی کی طرف رغبت ہے۔(پ۱۰، التوبۃ: ۵۹)۔علمیہ

(6) ......ترجمۂ کنز الایمان: اور جان لو کہ جو کچھ غنیمت لو تو اس کا پانچواں حصہ خاص اللّٰہ اور رسول (کا ہے)۔(پ۱۰، الانفال: ۴۱)۔علمیہ

(7) ......ترجمۂ کنز الایمان: اور انہیں کیا برا لگا یہی نا کہ اللّٰہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔(پ۱۰، التوبۃ: ۷۴)۔علمیہ

(8) ......ترجمۂ کنز الایمان: اور بہانے بنانے والے گنوار آئے کہ انہیں رخصت دی جائے اور بیٹھ رہے وہ جنہوں نے اللّٰہ و رسول سے جھوٹ بولا تھا جلد ان میں کے کافروں کو دردناک عذاب پہونچے گا۔(پ۱۰، التوبۃ: ۹۰)۔علمیہ

﴿۲۱﴾ وَ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْۤ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِ اَمْسِكْ عَلَیْكَ زَوْجَكَ وَ اتَّقِ اللّٰهَ وَ تُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ وَ تَخْشَى النَّاسَۚ وَ اللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُؕ (1) (پ۲۲، احزاب، ع۵)

﴿64﴾ اللہ تعالیٰ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ذکر بلند کیا ہے۔ چنانچہ اذان اور خطبے اور تشہد میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ آپ کا ذکر بھی ہے۔

﴿65﴾ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام پر آپ کی امت پیش کی گئی اور جو کچھ آپ کی امت میں قیامت تک ہونے والا ہے وہ سب آپ پر پیش کیا گیا بلکہ باقی امتیں بھی آپ پر پیش کی گئیں جیسا کہ حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلام کو ہر چیز کا نام بتایا گیا۔

﴿66﴾ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں اور محبت و خلت اور کلام و رویت کے جامع ہیں۔

﴿67﴾ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے پہلے نبیوں کو ان کے مانگنے کے بعد عطا فرمایا وہ آپ کو بن مانگے عنایت فرمایا۔ دیکھو امثلہ ذیل:

(الف) حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلام نے خدا تعالیٰ سے سوال کیا:

وَ لَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَۙ﴿۸۷﴾ (شعراء، ع۵) اور رسوا نہ کر مجھ کو جس دن جی کر اٹھیں۔ (2)

حضور سرورِ انبیاء صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آپ کی امت کے بارے میں خدا تعالیٰ یوں ارشاد فرماتا ہے:

یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗۚ (تحریم، ع۲) جس دن اللہ رسوا نہ کرے گا نبی کو اور ان کو جو ایمان لائے ہیں اس کے ساتھ۔ (3)

یہاں سوال سے پہلے بشارت ہے۔

(ب) حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلام یوں دعا کرتے ہیں:

وَّ اجْنُبْنِیْ وَ بَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَؕ﴿۳۵﴾ (ابراہیم، ع۶) مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کی عبادت سے بچا۔ (4)

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور اے محبوب یاد کرو جب تم فرماتے تھے اس سے جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اسے نعمت دی کہ اپنی بی بی اپنے پاس رہنے دے اور اللہ سے ڈر اور تم اپنے دل میں رکھتے تھے وہ جسے اللہ کو ظاہر کرنا منظور تھا اور تمہیں لوگوں کے طعنے کا اندیشہ تھا اور اللہ زیادہ سزاوار ہے کہ اس کا خوف رکھو۔(پ ۲۲، الاحزاب:۳۷)۔علمیه

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور مجھے رسوا نہ کرنا جس دن سب اٹھائے جائیں گے۔(پ ۱۹، الشعراء:۸۷)۔علمیه

3 ......ترجمۂ کنز الایمان: جس دن اللہ رسوا نہ کرے گا نبی اور ان کے ساتھ کے ایمان والوں کو۔(پ ۲۸، التحریم:۸)۔علمیه

4 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کے پوجنے سے بچا۔(پ ۱۳، ابراهیم:۳۵)۔علمیه

حضور سرورِ انبیاء صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حق میں بن مانگے خدا فرماتا ہے:

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ۚ۝۳۳ (احزاب، ع۴) — اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندی باتیں اے گھر والو اور ستھرا کرے تم کو ستھرا کرنا۔[1]

یہ ابلغ ہے اس سے جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے حق میں ہوا کیونکہ دعائے خلیل تو فقط عبادتِ اَصنام[2] کی نفی کے لئے تھی اور یہ ہر گناہ و نقص کو عام ہے۔ وہ تو اپنے بیٹوں کے حق میں خاص تھی اور یہ عام ہے ہر ایک کو کہ شامل ہے اس کو بیت حضور نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یعنی آپ کے اَزواج مطہرات اور اولاد وغیرہ۔

(ج) حضرت خلیل اللہ عَلَیْہِ السَّلام یوں دعا کرتے ہیں:

وَ اجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ ۙ۝۸۵ (شعراء، ع۵) — مجھے جنت نعیم کے وارثوں میں سے کر۔[3]

حضور سرورِ اَنبیاء صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حق میں بن مانگے خدا فرماتا ہے:

اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ؕ۝۱ (کوثر) — ہم نے تجھ کو کوثر عطا کیا۔[4]

وَ لَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ؕ۝۵ (ضحیٰ) — اور آگے دے گا تجھ کو تیرا رب پھر تو راضی ہو جائے گا۔[5]

(د) حضرت خلیل اللہ عَلَیْہِ السَّلام یوں دعا کرتے ہیں:

وَ اجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ ۙ۝۸۴ (شعراء، ع۵) — یعنی آئندہ امتوں میں قیامت تک میرا ذکر جمیل قائم رکھ۔[6]

حضور سرورِ انبیاء صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو خدا تعالیٰ نے بن مانگے اس سے بڑھ کر عطا فرمایا۔ چنانچہ سورۂ الم نشرح میں وارد ہے:

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔ (پ ۲۲، الاحزاب: ۳۳)۔علمیه

2 ......بت پرستی۔

3 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور مجھے ان میں کر جو چین کے باغوں کے وارث ہیں۔(پ ۱۹، الشعراء: ۸۵)۔علمیه

4 ......ترجمۂ کنز الایمان: اے محبوب بیشک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔(پ ۳۰، الکوثر: ۱)۔علمیه

5 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ (پ ۳۰، الضحی: ۵)۔علمیه

6 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور میری سچی ناموری رکھ پچھلوں میں۔(پ ۱۹، الشعراء: ۸۴)۔علمیه

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ اور ہم نے تیرا نام بلند کیا۔[1]

لہٰذا حضور از عرش تا فرش مشہور ہیں اور نماز و خطبہ واذان میں اللّٰہ کے نام مبارک کے ساتھ آپ صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نام مبارک مذکور ہے اور عرش پر، قصورِ بہشت[2] پر، حوروں کے سینوں پر، درختانِ بہشت کے پتوں پر اور فرشتوں کی چشم و اَبرو پر آپ صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اِسْم شریف لکھا ہوا ہے اور آپ سے پہلے جس قدر انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلام گزرے ہیں وہ سب آپ کے ثنا خواں رہے ہیں اور قیامت کو ثنا خواں ہوں گے۔

(ہ) حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلام یوں دعا کرتے ہیں:

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ۝ (طٰہٰ، ع۲) اے میرے پروردگار میرا سینہ میرے واسطے روشن کردے۔[3]

حضور سرورِ انبیاء صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے بن مانگے یوں ارشاد ہوتا ہے:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ (انشراح، شروع) کیا ہم نے تیرے واسطے تیرا سینہ روشن نہیں کیا۔[4]

(و) حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلام نے خدا تعالٰی سے کتاب کا سوال کیا۔ اللّٰہ تعالٰی نے ان سے تیس راتوں کا وعدہ فرمایا پھر دس راتیں اور زیادہ کی گئیں۔ بعد ازاں کتاب تورات عطا ہوئی۔

مگر حضور سرورِ انبیاء صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر بغیر کسی وعدۂ سابق کے نزولِ قرآن شروع ہوا۔ چنانچہ باری تعالٰی یوں ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ (قصص، ع۹) اور توقع نہ رکھتا تو کہ اتاری جائے تجھ پر کتاب مگر فضل ہو کر تیرے رب کی طرف سے۔[5]

﴿68﴾ اللّٰہ تعالٰی نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رسالت پر قسم کھائی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں وارد ہے:

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کردیا۔ (پ۳۰، الم نشرح: ٤)۔ علمیه

2 ......جنت کے محل۔

3 ......ترجمۂ کنز الایمان: اے میرے رب میرے لئے میرا سینہ کھول دے۔ (پ۱٦، طٰہٰ: ۲۵)۔ علمیه

4 ......ترجمۂ کنز الایمان: کیا ہم نے تمہارے لئے سینہ کشادہ نہ کیا۔ (پ۳۰، الم نشرح: ۱)۔ علمیه

5 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور تم امید نہ رکھتے تھے کہ کتاب تم پر بھیجی جائے گی ہاں تمہارے رب نے رحمت فرمائی۔ (پ۲۰، القصص: ۸٦)۔ علمیه

یٰسٓ ۚ﴿۱﴾ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ۙ﴿۲﴾ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۙ﴿۳﴾ یٰسٓ! قسم ہے قرآن محکم کی تحقیق تو البتہ پیغمبروں سے ہے۔

﴿69﴾ اللہ تعالیٰ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زندگی اور آپ کے شہر کی اور آپ کے زمانے کی قسم کھائی ہے:

(الف)

لَعَمْرُکَ اِنَّھُمْ لَفِیْ سَکْرَتِھِمْ یَعْمَھُوْنَ ﴿۷۲﴾ (حجر، ع ۵) یعنی تیری زندگی کی قسم! وہ (قوم لوط) البتہ اپنی مستی میں سرگرداں ہیں۔[1]

اللہ تعالیٰ نے کسی اور پیغمبر کی زندگی کی قسم نہیں کھائی۔

(ب)

لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ ۙ﴿۱﴾ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِھٰذَا الْبَلَدِ ۙ﴿۲﴾ (سورۂ بلد) میں قسم کھاتا ہوں اس شہر کی حالانکہ تو اترنے والا ہے اس شہر میں۔[2]

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے شہر یعنی مکہ معظمہ کی قسم کھائی ہے جسے پہلے ہی سے شرف ذاتی حاصل تھا مگر حضورِ انور کے نزول سے اور شرف حاصل ہوگیا۔ "مدارج النبوت" میں یوں لکھا ہے:

"در مواہب لدنیہ[3] میگوید کہ روایت کردہ شدہ است از عمر بن الخطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہ گفت مر آنحضرت را بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! بہ تحقیق رسیدہ است فضیلت تو نزد خدا بمرتبہ کہ سوگند خورد خدا تعالیٰ بحیات تو نہ بحیات سائر انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلام ورسیدہ است فضیلت تو نزد خدا تعالیٰ بحدیکہ سوگند خورد بخاک پائے تو وہ گفت لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ ۙ﴿۱﴾ یعنی سوگند خوردن ببلد کہ عبارت است از زمین کہ بے سپر میکند آنرا پائے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سوگند بخاک پائے حضرت رسالت است و نظر بحقیقت معنی صاف وپاک است کہ غبارے

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: اے محبوب تمہاری جان کی قسم بیشک وہ اپنے نشہ میں بھٹک رہے ہیں۔(پ ۱۴، الحجر: ۷۲)۔علمیہ

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔(پ ۳۰، البلد: ۱۔۲)۔علمیہ

3 ......المواهب الدنیه مع شرح الزرقانی، المقصد السادس، الفصل الخامس، ج۸، ص۴۹۳۔علمیه

براں نے نشیند۔''[1]

(ج)

وَالْعَصْرِ ۙ﴿۱﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۙ﴿۲﴾ (سورۂ عصر) قسم ہے زمانہ کی! تحقیق انسان ٹوٹے میں ہے۔[2]

﴿70﴾ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے وحی کی تمام قسموں کے ساتھ کلام کیا گیا۔

﴿71﴾ حضور کا رُؤیا[3] وحی ہے یہی حال تمام پیغمبروں کا ہے۔ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام

﴿72﴾ حضور سرورِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر حضرت اسرافیل عَلَیْہِ السَّلَام نازل ہوئے جو آپ سے پہلے کسی اور نبی پر نازل نہیں ہوئے۔

﴿73﴾ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بہترین اولادِ آدم ہیں۔

﴿74﴾ آپ کے پچھلے اگلے گناہ (بالفرض والتقدیر) معاف کیے گئے ہیں یعنی اگر آپ سے کسی گناہ (ترکِ اولیٰ جسے بلحاظ آپ کے منصب جلیل کے گناہ سے تعبیر کیا جائے) کا صدور تصور کیا جائے تو اس کی معافی کی بشارت خدا نے دے دی ہے۔ حالانکہ ایسا تصور میں نہیں آ سکتا کیونکہ آپ سے کبھی کوئی گناہ (خواہ ترکِ اولیٰ ہی ہو) صادر نہیں ہوا۔ کسی دوسرے پیغمبر کو خدا تعالیٰ نے حیاتِ دنیوی میں ایسی مغفرت کی بشارت نہیں دی۔

﴿75﴾ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم **اللہ** کے نزدیک اکرم الخلق ہیں اس لئے دیگر انبیاء و مرسلین اور ملائک سے افضل ہیں۔

﴿76﴾ اجتہاد میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم سے خطاء (برتقدیرِ تسلیم وقوع) جائز نہیں۔

﴿77﴾ قبر میں میت سے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نسبت سوال ہوتا ہے۔

﴿78﴾ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد آپ کی اَزواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ سے نکاح حرام کیا گیا۔

---

1 ......مدارج النبوت، باب سوم، وصل مناقب جليله، ج۱، ص۶۵۔علميه

2 ......**ترجمۂ کنز الایمان:** اس زمانۂ محبوب کی قسم بیشک آدمی ضرور نقصان میں ہے۔(پ۳۰، العصر:۱۔۲)۔علمیه

3 ......خواب مبارک۔

﴿79﴾حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ازواج مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ کے اَشخاص واَجسام کا اِظہار خواہ چادروں میں پوشیدہ ہوں (باستثنائے ضرورت) جائز نہ تھا، اسی طرح ان پر شہادت وغیرہ کے لئے منہ ہاتھ کا ننگا کرنا حرام تھا۔

﴿80﴾حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صاحبزادیوں کی اولاد آپ کی طرف منسوب ہے۔ چنانچہ حضرت امام حسن اور امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُما آپ کے صاحبزادے کہلاتے ہیں۔

﴿81﴾حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صاحبزادیوں پر تزوج حرام تھا یعنی اگر آپ کی کوئی صاحبزادی کسی مرد کے نکاح میں ہو تو اس مرد پر حرام تھا کہ کسی دوسری عورت سے بھی نکاح کرے۔

﴿82﴾جس محراب کی طرف حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نماز پڑھی اس میں کسی کو اجتہاد و تحری سے دائیں بائیں ہونا جائز نہیں اور اگر کوئی شخص ایسا کرے اور اصرار کرے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زمانہ میں اسی طرح تھی تو وہ کافر ہو گیا اور اگر یہ تاویل کرے کہ یہ محراب جواب ہے وہ نہیں جو حضور کے زمانہ میں تھی بلکہ اس میں تغیر آ گیا ہے تو وہ کافر نہیں ہوتا۔

﴿83﴾جس نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو خواب میں دیکھا اس نے بیشک آپ ہی کو دیکھا کیونکہ شیطان آپ کی صورت شریف کی طرح نہیں بن سکتا۔ اس بات پر تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ جس صورت سے کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا اس نے آپ ہی کو دیکھا۔ تفاوت آئینے کے حال میں ہے، جس کا آئینۂ خیال زیادہ صاف اور اسلام کے نور سے زیادہ منور ہے اس کا دیکھنا درست تر اور کامل تر ہے۔ بعضے کہتے ہیں کہ شیطان کسی نبی کی صورت میں متمثل نہیں ہو سکتا۔

﴿84﴾حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اسم شریف یعنی محمد کسی کا نام رکھنا مبارک اور دنیا اور آخرت میں نافع ہے مگر ابوالقاسم کنیت رکھنے میں اختلاف ہے۔ بعضوں نے اسم و کنیت کے درمیان جمع کرنے سے منع کیا ہے اور افراد یعنی اسم و کنیت میں سے ایک کا رکھنا جائز بتایا ہے۔ تفصیل مُطوّلات میں [1] دیکھنی چاہیے۔

﴿85﴾کسی کے لئے جائز نہیں کہ اپنی انگوٹھی پر ''محمد رسول اللّٰہ'' نقش کرائے جیسا کہ حضور کی انگوٹھی پر تھا۔

---

1 ......یعنی سیرت کی بڑی کتب میں مثلاً سبل الھدٰی و الرشاد، شرح الزرقانی علی المواھب وغیرہ۔ علمیہ

﴿86﴾حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حدیث شریف کے پڑھنے کے لئے غسل و وضو کرنا اور خوشبو ملنا مستحب ہے اور یہ بھی مستحب ہے کہ حدیث شریف کے پڑھنے میں آواز دھیمی کی جائے جیسا کہ حضور کی حیات شریف میں جس وقت آپ کلام کرتے حکم الٰہی تھا کہ آپ کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرو۔ آپ کے وصال شریف کے بعد آپ کا کلام مروی و ماثور عزت و رفعت میں مثل اس کلام کے ہے جو آپ کی زبان سے سنا جاتا تھا لہٰذا کلام ماثور کی قراءت کے وقت بھی وہی ادب ملحوظ رکھنا چاہیے اور یہ بھی مستحب ہے کہ حدیث شریف اونچی جگہ پر پڑھی جائے اور پڑھتے وقت کسی کی تعظیم کے لئے خواہ کیسا ہی ذی شان ہو کھڑا نہ ہووے کیونکہ یہ خلاف ادب ہے۔

﴿87﴾حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حدیث شریف کے قاریوں کے چہرے تازہ و شادماں رہیں گے۔

﴿88﴾جس شخص نے بحالتِ ایمان ایک لمحہ یا ایک نظر حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھ لیا اسے صحابی ہونے کا شرف حاصل ہو گیا طویل صحبت شرط نہیں۔ ہاں تابعی ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ صحابی کی صحبت میں دیر تک رہا ہو۔

﴿89﴾حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تمام صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم عادل ہیں لہٰذا شہادت و روایت میں ان میں سے کسی کی عدالت سے بحث نہ کی جائے جیسا کہ دیگر راویوں میں کی جاتی ہے۔ کیونکہ صحابۂ کرام کی تعدیل ظواہر کتاب و سنت سے ثابت ہے۔

﴿90﴾نمازی تشہد میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے یوں خطاب کرتا ہے: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ'' (آپ پر سلام اے نبی) اور آپ کے سوا کسی اور مخلوق کو اس طرح خطاب نہیں کرتا۔ شب معراج میں اللّٰہ تعالیٰ نے حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو انہیں الفاظ سے خطاب کیا تھا۔ فقہاء کرام لکھتے ہیں کہ نمازی کو چاہیے کہ تشہد میں شب معراج کے واقعہ کی حکایت و اخبار کا ارادہ نہ کرے بلکہ انشاء کا قصد کرے کہ گویا وہ اپنی طرف سے اپنے نبی پر سلام بھیجتا ہے۔ اگر حکایت و اخبار کی نیت ہوگی تو وہ سلام نمازی کا نہ ہوگا اور تشہد جو واجب ہے ادا نہ ہوگا لہٰذا نماز واجب الاعادہ ہوگی۔ امام غزالی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ''احیاء العلوم'' میں فرماتے ہیں کہ نمازی کو چاہیے کہ اپنے قلب میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور آپ کے جسم کریم کو حاضر کر کے کہے: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ. (1)

---

1 ......احیاء علوم الدین، کتاب اسرار الصلوۃ...الخ، باب الثالث فی الشروط الباطنیہ... الخ، ج۱، ص۲۲۹۔علمیہ

شیخ عبدالحق محدث دہلوی "اَشِعَّۃُ اللَّمعَات" میں لکھتے ہیں:

"ونیز آنحضرت ہمیشہ نصب العین مومناں وقرۃ العین عابدان است درجمیع احوال واوقات خصوصاً درحالت عبادت وآخرآں کہ وجودنورانیت وانکشاف دریں محل بیشتر وقوی تر است۔ وبعضے ازعرفا گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ است درذرائر موجودات وافراد ممکنات۔ پس آنحضرت درذات مصلیان موجود وحاضر است۔ پس مصلی رابایدکہ ازیں معنی آگاہ باشدوازیں شہود غافل نبود تا بانوار قرب واسرار معرفت متنور وفائض گردد۔"[1]

امام عبدالوہاب شعرانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ میزانِ کبریٰ (باب صفۃ الصلوۃ) میں لکھتے ہیں کہ میں نے سیدی علی خوّاص رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ شارع نے نمازی کو التحیات میں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر درودوسلام بھیجنے کا اس لئے امر کیا ہے کہ غافلوں کو آگاہ کر دے کہ تم جو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے سامنے بیٹھے ہو اس دربار میں تمہارے نبی موجود ہیں، کیونکہ آپ بارگاہ الٰہی سے کبھی جدا نہیں ہوتے اس واسطے نمازی آپ کو سلام کے ساتھ روبرو خطاب کرتے ہیں۔[2]

﴿91﴾ جس مومن کو حضور پکاریں اس پر آپ کو جواب دینا واجب ہے خواہ وہ نماز میں ہو۔ حضرت ابوسعید بن مُعلّٰی کا بیان ہے کہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا مجھے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پکارا میں نہ آیا نماز سے فارغ ہو کر حاضر خدمت ہوا اور میں نے عرض کیا کہ یارسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ کیا اللّٰہ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا:

اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْۚ (انفال، ع۳)	قبول کرو خدا اور رسول کا پکارنا جب وہ پکارے تمہیں اس چیز کیلئے جو تم کو زندہ کرے۔[3]

(صحیح بخاری، تفسیر سورۂ انفال)[4]

---

1 ......اشعة اللمعات ،كتاب الصلوة ، باب: التشهد ،تحت الحديث:۹۰۹، ج۱ ،ص ۴۳۰۔علميه

2 ......ميزان الكبرى الشعرانيه للشعرانى،الجزء الاول،باب صفة الصلاة،ص۱۹۸۔علميه

3 ......ترجمۂ کنزالایمان: اللّٰہ و رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی۔(پ۹،الانفال:۲۴)۔علمیہ

4 ......صحيح البخارى ، كتاب التفسير ،باب: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ ...الخ،الحديث:۴۶۴۷، ج۳ ص۲۲۹ وايضاً باب ماجاء فى فاتحة الكتاب،ج۳،ص ۱۶۳،الحديث:۴۴۷۴۔علميه

اگر کوئی مومن آپ کو جواب نہ دے تو بالاتفاق گنہگار رہے۔اس کی نماز کے بارے میں اختلاف ہے کہ باطل ہوجاتی ہے یا نہیں۔

﴿92﴾حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر جھوٹ باندھنا ایسا نہیں جیسا کہ آپ کے غیر پر ہے۔حدیث صحیحین میں آیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ''جس شخص نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھا وہ آگ میں اپنا ٹھکانا بنالے۔''[1] ایسے شخص کی روایت خواہ وہ توبہ کرے ہرگز قبول نہ کی جائے گی۔بعضوں کے نزدیک رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر عمداً جھوٹ باندھنا کفر ہے۔مگر حق یہ ہے کہ سخت گناہ عظیم وکبیرہ ہے۔

﴿93﴾حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ازواج مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کے حجروں کے باہر سے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو پکارنا حرام ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (حجرات،ع١)	البتہ وہ لوگ جو پکارتے ہیں تجھ کو حجروں کے باہر سے ان میں اکثر عقل نہیں رکھتے اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تو ان کی طرف نکلتا تو یہ البتہ ان کے لئے بہتر ہوتا اور اللّٰہ بخشنے والا مہربان ہے۔[2]

﴿94﴾حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے بلند آواز سے کلام کرنا حرام ہے جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔

﴿95﴾آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم معصوم ہیں گناہ صغیرہ اور کبیرہ سے عمداً اور سہواً قبل از نبوت اور بعد نبوت۔یہی مذہب مختار ہے۔

﴿96﴾حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر جنون اور لمبی بے ہوشی طاری نہیں ہوئی کیونکہ یہ منجملہ نقائص ہیں۔علامہ سُبکی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے کہا کہ پیغمبروں پر نابینائی وارد نہیں ہوتی کیونکہ یہ نقص ہے۔کوئی پیغمبر نابینا نہیں ہوا۔حضرت شعیب عَلَیْہِ السَّلَام کی نسبت جو کہا گیا ہے کہ وہ نابینا تھے سو وہ ثابت نہیں۔(بر تقدیر ثبوت وہ نابینائی مضر نہیں کیونکہ وہ تحقیق

---

1 ......صحیح البخاری، کتاب العلم، باب اثم من کذب علی النبی،الحدیث:١٠٧، ج١، ص٥٧۔علمیه

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: بیشک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم آپ ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے لیے بہتر تھا اور اللّٰہ بخشنے والا مہربان ہے۔(پ٢٦،الحجرات:٤،٥)۔علمیه

نبوت کے بعد طاری ہوئی) رہے حضرت یعقوب عَلَیْہِ السَّلام سوان کی آنکھوں پر پردہ آ گیا تھا اور وہ پردہ دور ہو گیا۔ مشہور یہ ہے کہ کوئی پیغمبر اصم (بہرا) نہ تھا۔

﴿97﴾ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی برآءت وتنزیہ خود اللّٰہ تعالیٰ نے فرمادی بخلاف دیگر انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلام کے کہ اپنے مُکذِّبین [1] کی تردید وہ خود کیا کرتے تھے۔ چنانچہ قوم نوح نے جب ان سے کہا:

اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝۶۰ — تحقیق ہم تجھے صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں۔ [2]

ان کی نفی خود حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلام نے کی جب ان سے کہا:

یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّ لٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۶۱ (پ۸، اعراف، ع۸) — اے میری قوم مجھ میں گمراہی نہیں ولیکن میں رب العالمین کی طرف سے رسول ہوں۔ [3]

قوم ہود نے ان سے کہا:

اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ سَفَاهَةٍ وَّ اِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ۝۶۶ — تحقیق ہم تجھ کو بیوقوفی میں دیکھتے ہیں اور تجھے جھوٹوں سے گمان کرتے ہیں۔ [4]

اس پر ہود عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے فرمایا:

یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ وَّ لٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۶۷ (پ۸، اعراف، ع۹) — اے میری قوم مجھ میں بیوقوفی نہیں ولیکن میں رب العالمین کی طرف سے رسول ہوں۔ [5]

فرعون نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلام سے کہا تھا:

اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ۝۱۰۱ — تحقیق میں تجھے اے موسیٰ! جادو کیا ہوا گمان کرتا ہوں۔ [6]

---

1 ......جھٹلانے والے۔

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: بیشک ہم تمہیں کھلی گمراہی میں دیکھتے ہیں۔(پ۸، الاعراف: ۶۰)۔علمیه

3 ......ترجمۂ کنز الایمان: اے میری قوم مجھ میں گمراہی کچھ نہیں میں تو ربُّ العالمین کا رسول ہوں۔(پ۸، الاعراف: ۶۱)۔علمیه

4 ......ترجمۂ کنز الایمان: بیشک ہم تمہیں بیوقوف سمجھتے ہیں اور بیشک ہم تمہیں جھوٹوں میں گمان کرتے ہیں۔(پ۸، الاعراف: ۶۶)۔علمیه

5 ......ترجمۂ کنز الایمان: اے میری قوم مجھے بے وقوفی سے کیا علاقہ میں تو پروردگار عالم کا رسول ہوں۔(پ۸، الاعراف: ۶۷)۔علمیه

6 ......ترجمۂ کنز الایمان: اے موسیٰ میرے خیال میں تو تم پر جادو ہوا۔(پ۱۵، بنی اسرائیل: ۱۰۱)۔علمیه

اس پر حضرت موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے فرمایا:

وَاِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۲﴾ اور تحقیق میں تجھے اے فرعون ہلاک کیا گیا گمان کرتا ہوں۔ (1)

(پ ۱۵، بنی اسرائیل، ع ۱۲)

قوم شعیب نے ان سے کہا:

اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْنَا ضَعِیْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ٘ وَمَاۤ اَنْتَ عَلَیْنَا بِعَزِیْزٍ ﴿۹۱﴾ (ہود، ع ۸)

تحقیق البتہ ہم تجھ کو اپنے درمیان کمزور دیکھتے ہیں اگر تیری برادری نہ ہوتی تو البتہ ہم تجھ کو سنگسار کر دیتے اور تو ہم پر قدرت والا نہیں۔ (2)

حضرت شعیب عَلَیْہِ السَّلام اس کا جواب یوں دیتے ہیں:

یٰقَوْمِ اَرَهْطِیْۤ اَعَزُّ عَلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِیًّا ؕ اِنَّ رَبِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِیْطٌ ﴿۹۲﴾ (ہود، ع ۸)

اے میری قوم! کیا میری برادری تم پر اللہ سے زیادہ عزیز ہے اور تم نے اسکو اپنی پیٹھ پیچھے ڈالا ہوا ہے، تحقیق میرا پروردگار گھیرنے والا ہے اس چیز کو کہ تم کرتے ہو۔ (3)

کفار نے ہمارے آقائے نامدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نسبت جو طعن و تنقیص کی حق سبحانہ نے بذات خود اسکی تردید فرمادی جس سے حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی شان محبوبیت عیاں ہے۔ چند مثالیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

کفار کا اعتراض و طعن	باری تعالیٰ عَزَّ اِسْمُہ کا جواب
﴿1﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْ نُزِّلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۶﴾ (حجر، ع ۱) (4)	مَاۤ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ﴿۲﴾ (قلم، ع ۱) (5) نہیں تو اپنے رب کے فضل سے دیوانہ۔

---

1 ……ترجمۂ کنز الایمان: اور میرے گمان میں تو اے فرعون تو ضرور ہلاک ہونے والا ہے۔(پ ۱۵، بنی اسراءیل: ۱۰۲)۔علمیه

2 ……ترجمۂ کنز الایمان: بیشک ہم تمہیں اپنے میں کمزور دیکھتے ہیں اور اگر تمہارا کنبہ نہ ہوتا تو ہم نے تمہیں پتھراؤ کر دیا ہوتا اور کچھ ہماری نگاہ میں تمہیں عزت نہیں۔(پ ۱۲، ہود: ۹۱)۔علمیه

3 ……ترجمۂ کنز الایمان: اے میری قوم کیا تم پر میرے کنبہ کا دباؤ اللہ سے زیادہ ہے اور اسے تم نے اپنی پیٹھ کے پیچھے ڈال رکھا بیشک جو کچھ تم کرتے ہو سب میرے رب کے بس میں ہے۔(پ ۱۲، ہود: ۹۲)۔علمیه

4 ……ترجمۂ کنز الایمان: اے وہ جن پر قرآن اترا بیشک تم مجنون ہو۔(پ ۱۴، الحجر: ۶)۔علمیه

5 ……ترجمۂ کنز الایمان: تم اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں۔(پ ۲۹، القلم: ۲)۔علمیه

اے وہ شخص کہ اتارا گیا اس پر قرآن تو البتہ دیوانہ ہے۔	
﴿2﴾ اَئِنَّا لَتَارِكُوْۤا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ (صافات، ع ٢)[1] کیا ہم چھوڑ دینے والے ہیں اپنے معبودوں کو ایک دیوانے شاعر کے واسطے۔	بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَ صَدَّقَ الْمُرْسَلِیْنَ (صافات، ع ٢)[2] بلکہ وہ لایا ہے حق اور سچا کیا ہے پیغمبروں کو۔ وَ مَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَ مَا یَنْۢبَغِیْ لَهٗ (یٰس، ع ٥)[3] اور ہم نے اس کو شعر نہیں سکھایا اور اس کے لائق نہیں۔
﴿3﴾ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا (بنی اسرائیل، ع ٥)[4] نہیں پیروی کرتے تم مگر ایک مرد مسحور (جادو مارا) کی۔	اُنْظُرْ كَیْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَبِیْلًا (بنی اسرائیل، ع ٥)[5] دیکھ کیونکر بیان کیں انہوں نے تیرے واسطے مثالیں۔ پس وہ گمراہ ہو گئے پس نہیں پا سکتے کوئی راہ (طعن کی)۔
﴿4﴾ لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَاۤ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ (انفال، ع ٤)[6] اگر ہم چاہیں تو کہہ لیں ایسا۔ یہ کچھ نہیں مگر قصے کہانیاں پہلوں کی۔	قُلْ لَّىٕنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا (بنی اسرائیل، ع ١٠)[7]

1 ......ترجمۂ کنزالایمان: کیا ہم اپنے خداؤں کو چھوڑ دیں ایک دیوانہ شاعر کے کہنے سے۔(پ ٢٣، الصّٰفّٰت: ٣٦)۔علمیہ

2 ......ترجمۂ کنزالایمان: بلکہ وہ تو حق لائے ہیں اور انہوں نے رسولوں کی تصدیق فرمائی۔(پ ٢٣، الصّٰفّٰت: ٣٧)۔علمیہ

3 ......ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے ان کو شعر کہنا نہ سکھایا اور نہ وہ ان کی شان کے لائق ہے۔(پ ٢٣، یٰس: ٦٩)۔علمیہ

4 ......ترجمۂ کنزالایمان: تم پیچھے نہیں چلے مگر ایک ایسے مرد کے جس پر جادو ہوا۔(پ ١٥، بنی اسراءیل: ٤٧)۔علمیہ

5 ......ترجمۂ کنزالایمان: دیکھو انہوں نے تمہیں کیسی تشبیہیں دیں تو گمراہ ہوئے کہ راہ نہیں پا سکتے۔(پ ١٥، بنی اسراءیل: ٤٨)۔علمیہ

6 ......ترجمۂ کنزالایمان: ہم چاہتے تو ایسی ہم بھی کہہ دیتے یہ تو نہیں مگر اگلوں کے قصے۔(پ ٩، الانفال: ٣١)۔علمیہ

7 ......ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ اگر آدمی اور جنّ سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لاسکیں گے اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار رہو۔(پ ١٥، بنی اسراءیل: ٨٨)۔علمیہ

	کہہ دے اگر جمع ہوویں آدمی اور جن اس پر کہ لاویں ایسا قرآن تو نہ لاویں گے ایسا خواہ مدد کریں ایک کی ایک۔
﴿5﴾ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُؕ (یونس، ع۴)[1] یوں کہتے ہیں کہ آپ نے اس کو باندھ لیا ہے۔	قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَ ادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (۳۸) (یونس، ع۴)[2] کہہ دے تم لے آؤ ایک سورت ایسی اور پکارو جس کو پکار سکو اللہ کے سوا اگر ہو تم سچے۔
﴿6﴾ لَوْ لَا نُزِّلَ عَلَیْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةًۚۛ (فرقان، ع۳)[3] آپ پر قرآن ایک دفعہ کیوں نازل نہیں کیا گیا۔	كَذٰلِكَۚۛ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَ رَتَّلْنٰهُ تَرْتِیْلًا (۳۲) (فرقان، ع۳)[4] اسی طرح اتارا ہم نے تاکہ ثابت رکھیں ہم اس کے ساتھ تیرے دل کو اور آہستہ آہستہ پڑھا ہم نے اس کو آہستہ پڑھنا۔ (یعنی ہر بات کے وقت پر اس کا جواب آتا رہے تو پیغمبر کا دل ثابت رہے۔ موضح)
﴿7﴾ لَسْتَ مُرْسَلًاؕ (رعد، اخیر آیت)[5] تو رسول نہیں۔	قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًۢا بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْۙ وَ مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ (۴۳) (رعد، اخیر آیت)[6]

---

1 ......ترجمۂ کنزالایمان: کیا یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اسے بنالیا ہے۔ (پ ۱۱، یونس: ۳۸)۔ علمیه

2 ......ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ تو اس جیسی ایک سورت لے آؤ اور اللّٰہ کو چھوڑ کر جو مل سکیں سب کو بلا لاؤ اگر تم سچے ہو۔ (پ ۱۱، یونس: ۳۸)۔ علمیه

3 ......ترجمۂ کنزالایمان: قرآن ان پر ایک ساتھ کیوں نہ اتار دیا۔ (پ ۱۹، الفرقان: ۳۲)۔ علمیه

4 ......ترجمۂ کنزالایمان: ہم نے یونہی بتدریج اسے اتارا ہے کہ اس سے تمہارا دل مضبوط کریں اور ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا۔ (پ ۱۹، الفرقان: ۳۲)۔ علمیه

5 ......ترجمۂ کنزالایمان: تم رسول نہیں۔ (پ ۱۳، الرعد: ۴۳)

6 ......ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ اللّٰہ گواہ کافی ہے مجھ میں اور تم میں اور وہ جسے کتاب کا علم ہے۔ (پ ۱۳، الرعد: ۴۳)

کہہ دے کافی ہے اللّٰہ گواہی دینے والا درمیان میرے اور درمیان تمہارے اور وہ شخص کہ اس کے پاس ہے علم کتاب کا۔

یٰسٓ ۚ ﴿۱﴾ وَ الْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ ﴿۲﴾ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۳﴾

یٰس! قسم ہے قرآن محکم کی تحقیق تو البتہ رسولوں میں سے ہے۔

﴿8﴾ اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۴﴾

(بنی اسرائیل، ع۱۱)[1]

کیا اللّٰہ نے آدمی کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے؟

قُلْ لَّوْ كَانَ فِی الْاَرْضِ مَلٰٓىٕكَةٌ یَّمْشُوْنَ مُطْمَىٕنِّیْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَیْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿۹۵﴾

(بنی اسرائیل، ع۱۱)[2]

کہہ دے اگر ہوتے زمین میں فرشتے چلا کرتے آرام سے تو البتہ ہم اتارتے ان پر آسمان سے فرشتے کو پیغمبر بنا کر۔

مطلب یہ کہ تجانُس مُوجِبِ تَوانُس اور تخالُف مُوجِبِ تبایُن ہے[3] اس لئے فرشتوں کے لئے فرشتہ مبعوث ہونا چاہیے اور اہل ارض کے لئے بشر رسول چاہیے۔

﴿9﴾ مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْكُلُ الطَّعَامَ وَ یَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ ؕ (فرقان، ع۱)[4]

کیا ہوا ہے اس پیغمبر کو کہ کھاتا ہے کھانا اور چلتا ہے بازاروں میں۔

وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّاۤ اِنَّهُمْ لَیَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَ یَمْشُوْنَ فِی الْاَسْوَاقِ ؕ (فرقان، ع۲)[5]

اور نہیں بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے پیغمبر مگر تحقیق وہ البتہ کھاتے تھے کھانا اور چلتے تھے بازاروں میں۔

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: کیا اللّٰہ نے آدمی کو رسول بنا کر بھیجا۔(پ۱۵،بنی اسرائیل:۹۴)۔علمیہ

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: تم فرماؤ اگر زمین میں فرشتے ہوتے چین سے چلتے تو ان پر ہم رسول بھی فرشتہ اتارتے۔

(پ۱۵،بنی اسرائیل:۹۵)۔علمیہ

3 ......یعنی ہم جنس ہونا اُنسیت اور غیر جنس ہونا اجنبیت و دوری کا باعث ہوتا ہے۔

4 ......ترجمۂ کنز الایمان: اس رسول کو کیا ہوا کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے۔(پ۱۸،الفرقان:۷)۔علمیہ

5 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب ایسے ہی تھے کھانا کھاتے اور بازاروں میں چلتے۔

(پ۱۸،الفرقان:۲۰)۔علمیہ

﴿10﴾ لَوْ لَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ ﴿۳۱﴾ (زخرف، ع ۳)[1]

کیوں نہ اتارا گیا یہ قرآن ایک مرد پر ان دو بستیوں سے۔

اَهُمْ یَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَهُمْ مَّعِیْشَتَهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ رَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِیًّا وَ رَحْمَتُ رَبِّكَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ﴿۳۲﴾ (زخرف، ع ۳)[2]

کیا وہ بانٹتے ہیں تیرے پروردگار کی رحمت کو۔ ہم نے بانٹی ہے انکے درمیان انکی روزی حیات دنیا میں اور ہم نے بلند کیا ان میں سے بعض کو بعض پر درجوں میں تاکہ پکڑیں بعضے ان کے بعضوں کو محکوم اور تیرے پروردگار کی رحمت بہتر ہے اس چیز سے کہ وہ جمع کرتے ہیں۔

﴿11﴾ هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ یُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ اِنَّكُمْ لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ﴿۷﴾ (سبا، ع ۱)[3]

کیا ہم راہ بتادیں تم کو اس شخص کی طرف جو خبر دیتا ہے تم کو کہ جب تم ریزہ ریزہ ہوجاؤ گے نہایت ریزہ ریزہ ہونا تحقیق البتہ نئی پیدائش میں ہوگے۔

اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ بَلِ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِی الْعَذَابِ وَ الضَّلٰلِ الْبَعِیْدِ ﴿۸﴾ (سبا، ع ۱)[4]

کیا باندھ لیا ہے اس نے اللہ پر جھوٹ یا اس کو جنون ہے بلکہ وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے عذاب اور دور کی گمراہی میں ہیں۔

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: کیوں نہ اتارا گیا یہ قرآن ان دو شہروں کے کسی بڑے آدمی پر۔ (پ ۲۵، الزخرف: ۳۱)۔ علمیه

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: کیا تمہارے رب کی رحمت وہ بانٹتے ہیں ہم نے ان میں ان کی زیست کا سامان دنیا کی زندگی میں بانٹا اور ان میں ایک دوسرے پر درجوں بلندی دی کہ ان میں ایک دوسرے کی ہنسی بنائے اور تمہارے رب کی رحمت ان کی جمع جتھا سے بہتر۔ (پ ۲۵، الزخرف: ۳۲)۔ علمیه

3 ......ترجمۂ کنز الایمان: کیا ہم تمہیں ایسا مرد بتادیں جو تمہیں خبر دے کہ جب تم پرزے ہو کر بالکل ریزہ ریزہ ہوجاؤ تو پھر تمہیں نیا بننا ہے۔ (پ ۲۲، سبا: ۷)۔ علمیه

4 ......ترجمۂ کنز الایمان: کیا اللہ پر اس نے جھوٹ باندھا یا اسے سودا (جنون) ہے بلکہ وہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے عذاب اور دور کی گمراہی میں ہیں۔ (پ ۲۲، سبا: ۸)۔ علمیه

﴿12﴾ ایک روز آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مسجد حرام سے نکل رہے تھے کہ باب بنی سَہم میں عاص بن وائل سَہمی آپ سے ملا اور کلام کیا۔ جب وہ مسجد میں داخل ہوا تو اَشقیائے قریش نے پوچھا کہ تم کس سے باتیں کر رہے تھے عاص بولا کہ ابتر (بے نسل) سے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا صاحبزادہ جو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھَا کے بطن مبارک سے تھا انتقال کر چکا تھا اس لئے عاص نے حضور کو یہ طعن دیا کہ زندگی تک ان کا نام ہے پیچھے کون نام لے گا۔ (مدارج النبوت)[2]	اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ﴿۳﴾ (کوثر)[1] تحقیق تیرا دشمن وہی ہے بے نسل۔ چنانچہ عاص مذکور کا نام نابود ہو گیا مگر حضور انور بِـاَبِـیۡ ھُوَ وَاُمِّیۡ کا نام قیامت تک روشن ہے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذریت قیامت تک رہے گی۔
﴿13﴾ حضرت کو کئی دن وحی نہ آئی دل مُکَدَّر[3] رہا تہجد کو نہ اٹھے کافروں نے کہا: اس کو چھوڑ دیا اس کے رب نے۔ (موضح قرآن)	وَالضُّحٰى ﴿۱﴾ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ﴿۲﴾ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ﴿۳﴾ (الضحی)[4] قسم ہے دن چڑھے کی اور رات کی جب ڈھانپ لیوے نہیں چھوڑ دیا تجھ کو تیرے رب نے اور نہ ناخوش رکھا۔

موضح القرآن میں ہے کہ پہلے فرمائی دھوپ روشن کی اور رات اندھیری کی یعنی ظاہر میں بھی اللہ تعالیٰ کی دو قدرتیں ہیں باطن میں بھی کبھی چاندنا ہے کبھی اندھیرا۔ دونوں اللہ کے ہیں اللہ سے دور کبھی نہیں بندہ۔

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: بیشک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے۔ (پ ۳۰، الکوثر: ۳) ۔علمیه

2 ......مدارج النبوت، قسم پنجم، باب اول، ذکر اولاد کرام انحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، ج ۲، ص ۵۱۵ ۔علمیه

3 ......غمگین ورنجیدہ۔

4 ......ترجمۂ کنز الایمان: چاشت کی قسم اور رات کی جب پردہ ڈالے کہ تمہیں تمہارے رب نے نہ چھوڑا اور نہ مکروہ جانا۔

(پ ۳۰، الضحی: ۱۔۳) ۔علمیه

﴿14﴾ هُوَ اُذُنٌ ؕ (توبہ، ع ۸)[1] وہ ہر کسی کی بات سن کر لگ جانے والا ہے۔	قُلْ اُذُنُ خَیْرٍ لَّكُمْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ یُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ رَحْمَةٌ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ؕ[2] کہہ دے وہ اچھا سننے والا ہے تمہارے واسطے ایمان لاتا ہے اللہ پر اور باور کرنے والا ہے مومنوں کی بات اور رحمت ہے واسطے ان (منافقوں) کے جنہوں نے اظہار ایمان کیا تم میں سے۔
﴿15﴾ منافقوں نے آنحضرت صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی حرم محترم عائشہ صدیقہ پر بہتان لگایا تھا جس کا ذکر پہلے آچکا ہے۔	خود اللہ تعالیٰ نے حضرت صدیقہ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا کی برآءت آسمان سے نازل فرمائی۔ (دیکھو سورۂ نور، ع ۲)[3]

﴿98﴾ جو شخص حضور صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کو سَبّ وشتم کرے[4] یا کسی وجہ سے صراحۃً یا کنایۃً آپ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی تنقیصِ شان کرے[5] اس کا قتل کرنا بالاتفاق واجب ہے۔ مگر اس میں اختلاف ہے کہ یہ قتل کرنا بطریق حد ہے کہ بالفعل مار ڈالنا چاہیے اور توبہ نہ کرانی چاہیے۔ یا بطریق رِدَّت[6] ہے کہ اس سے توبہ طلب کی جائے اگر توبہ کرے تو بخش دینا چاہیے۔ اس مسئلے میں مختار قول اوّل ہے۔ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ اہانت کرنے والا مسلمان ہو اگر کافر ہو اور اسلام لاوے تو درگزر کرنا چاہیے۔

﴿99﴾ اگر حضور صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم بنفس نفیس جہاد کے لئے نکلیں تو ہر مسلمان پر واجب تھا کہ آپ کے ساتھ نکلے اور اگر کوئی ظالم آپ کے قتل کا قصد کرے تو جو مسلمان حاضر ہو اس پر واجب تھا کہ آپ کی حفاظت میں اپنی جان سے دریغ نہ کرے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: وہ تو کان ہیں۔ (پ ۱۰، التوبة: ۶۱)۔ علمیه

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: تم فرماؤ تمہارے بھلے کے لئے کان ہیں اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور مسلمانوں کی بات پر یقین کرتے ہیں اور جو تم میں مسلمان ہیں ان کے واسطے رحمت ہیں۔ (پ ۱۰، التوبة: ۶۱)۔ علمیه

3 ......پ ۱۸، النور: ۱۱ - ۲۰۔ علمیه

4 ......برا بھلا کہے معاذ اللہ۔

5 ......آپ کی شان میں گستاخی کرے معاذ اللہ۔

6 ......مرتد ہونے کے طور پر۔

مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ط (توبہ، ع ۱۵)

نہ چاہیے مدینے والوں کو اور جوان کے گرد اعراب ہیں کہ رہ جائیں رسول اللہ کے ساتھ سے اور نہ یہ کہ اپنی جان کو چاہیں زیادہ ان کی جان سے۔ [1]

﴿100﴾ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام جس شخص کے لئے جس حکم کی تخصیص چاہتے کر دیتے۔ چنانچہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت خُزَیْمَہ اَنصاری کے لئے یہ تخصیص فرمائی کہ ان کی شہادت، حکم دو شہادت کا رکھتی ہے۔ اسی طرح آپ نے حضرت اُمِّ عَطِیَّہ انصاریہ کو نیاحت کی رخصت دی اور حضرت اسماء بنت عمیس کو رخصت دی کہ وہ اپنے خاوند حضرت جعفر بن ابی طالب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شہادت پر صرف تین دن سوگواری کرے۔ بعد ازاں جو چاہے کرے اور حضرت اَبُو بُرْدَہ بن نِیَار کو اجازت دے دی کہ تمہارے واسطے قربانی میں ایک سال سے کم کا بُزْغالہ [2] کافی ہے اور آپ نے ایک فقیر سے ایک عورت کا نکاح کر دیا اور اس کا مہر یہ مقرر فرمایا کہ فقیر کو جتنا قرآن یاد تھا وہ اس عورت کو پڑھا دے۔

﴿101﴾ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تپ [3] اس شدت سے چڑھتا تھا جیسا کہ دو آدمیوں کو چڑھتا ہے تاکہ ثواب دو چند ملے۔

﴿102﴾ مرضِ موت میں حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عیادت کے لئے حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلام تین دن حاضر خدمت ہوتے رہے۔

﴿103﴾ جب ملک الموت حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اذن طلب کیا۔ آپ سے پہلے اس نے کسی نبی سے اذن طلب نہیں کیا۔

﴿104﴾ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جنازۂ شریف کی نماز مسلمانوں نے گروہ با گروہ الگ الگ بغیر امامت کے پڑھی۔ آپ کے غلام شُقْران نے جسد مبارک کے نیچے لحد میں قَطِیْفَہ نَجْرانیہ [4] بچھا دی جو آپ اوڑھا کرتے تھے۔

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: مدینے والوں اور ان کے گرد دیہات والوں کو لائق نہ تھا کہ رسول اللہ سے پیچھے بیٹھ رہیں اور نہ یہ کہ ان کی جان سے اپنی جان پیاری سمجھیں۔ (پ ۱۱، التوبۃ: ۱۲۰)۔ علمیہ

2 ......بھیڑ کا بچہ۔ 3 ......بخار 4 ......نجرانی چادر یا کمبل۔

نمازِ بے جماعت اور قطیفہ کا بچھانا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خصائص سے ہے۔

﴿105﴾ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جسمِ مقدس کو مٹی نہیں کھاتی۔ تمام پیغمبروں کا یہی حال ہے۔ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام

﴿106﴾ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بطورِ میراث کچھ نہیں چھوڑا جو کچھ آپ نے چھوڑا وہ صدقہ و وقف تھا اور اس کا مصرف وہی تھا جو آپ کی حیات شریف میں تھا۔ جیسا کہ پہلے مذکور ہوا۔

﴿107﴾ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے مرقد شریف میں حیاتِ حقیقیہ کے ساتھ زندہ ہیں اور اذان و اقامت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ تمام پیغمبروں کا یہی حال ہے۔ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام.

﴿108﴾ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا مَرقَدِ مُنوَّر کعبہ مکرمہ اور عرشِ معلٰی سے بھی افضل ہے۔

﴿109﴾ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مَرقَدِ مُنوَّر پر ایک فرشتہ مُوَکَّل ہے جو آپ کی امت کے درود آپ کو پہنچاتا ہے۔ جیسا کہ امام احمد ونسائی کی روایت میں ہے۔ جس وقت کوئی شخص آپ پر درود بھیجتا ہے وہ فرشتہ عرض کرتا ہے کہ یا محمد! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس وقت فلاں بن فلاں آپ پر درود بھیجتا ہے۔ [1] حاکم کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اللہ کے فرشتے ہیں جو زمین میں گشت کرتے ہیں وہ میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔ [2]

﴿110﴾ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ہر روز صبح وشام آپ کی امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ نیک اعمال پر آپ اللہ کا شکر بجالاتے ہیں اور برے اعمال کے لئے بخشش طلب فرماتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن مبارک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرت سعید بن مسیّب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کی کہ کوئی روز ایسا نہیں مگر یہ کہ صبح وشام امت کے اعمال نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر پیش کیے جاتے ہیں۔ پس آپ ان کی پیشانیوں سے اور ان کے اعمال سے پہچانتے ہیں۔ [3]

---

1 ......مسند البزّار، مسند عمار بن یاسر، الحدیث: ١٤٢٥، ج٤، ص٢٥٤۔ علمیه

2 ......سنن النسائی، کتاب السهو، باب السلام علی النبی، الحدیث: ١٢٧٩، ص٢١٩۔ علمیه

3 ......مسند البزار، مسند عبد اللّٰه بن مسعود، الحدیث: ١٩٢٥، ج٥، ص٣٠٨ والزهد لابن المبارک، زیادات الزهد لنعیم بن حماد، باب فی عرض عمل الاحیاء علی الاموات، الحدیث: ١٦٦، ص٤٢۔ علمیه

﴿111﴾ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سب سے پہلے قبر مبارک سے نکلیں گے۔آپ کا حشر اس حالت میں ہوگا کہ آپ براق پر سوار ہوں گے اور ستر ہزار فرشتے ہمرکاب ہوں گے۔حضرت کَعْبُ اَحْبار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی روایت میں ہے کہ ”ہر روز صبح کو ستر ہزار فرشتے آسمان سے اتر کر حضور انور کی قبر مبارک کو گھیر لیتے ہیں اور اپنے بازو ہلاتے ہیں (اور آپ پر درود بھیجتے ہیں) اسی طرح شام کے وقت وہ آسمان پر چلے جاتے اور ستر ہزار اور حاضر ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ جب آپ قبر شریف سے نکلیں گے تو ستر ہزار فرشتے آپ کے ساتھ ہوں گے۔موقف میں آپ کو بہشت کے حُلّوں کی نہایت نفیس خِلْعت عطا ہوگی۔“

﴿112﴾ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے منبر مُنِیْف [1] اور قبر مبارک کے مابین بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

﴿113﴾ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو قیامت کے دن مقامِ محمود عطا ہوگا جس سے مراد بقولِ مشہور مقام شفاعت ہے۔

﴿114﴾ قیامت کے دن اہل مَوقِف طولِ وقوف کے سبب سے گھبرا جائیں گے [2] اور بغرضِ شفاعت دیگر انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلام کے پاس یکے بعد دیگرے جائیں گے اور آخر کار حضور خاتم النبیین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوں گے آپ کو اہل موقف میں فصل قضاء کے لئے شفاعت عظمیٰ عطا ہوگی اور ایک جماعت کے حق میں بغیر حساب جنت میں داخل کیے جانے کے لئے اور دوسری جماعت کے رفع درجات کے لئے شفاعت کی اجازت ہو جائے گی۔اس طرح ستر ہزار بہشت میں بے حساب داخل ہوں گے اور ستر ہزار کے ساتھ اور بہت سے بے حساب بہشت میں جائیں گے۔اس کے علاوہ آپ کو اپنی امت کے لئے اور کئی قسم کی شفاعت کی اجازت حاصل ہوگی۔

﴿115﴾ قیامت کے دن حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے تبلیغ پر شاہد طلب نہ کیا جائے گا حالانکہ باقی انبیائے کرام عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام سے طلب کیا جائے گا اور آپ تمام انبیائے کرام کے لئے تبلیغ کی شہادت دیں گے۔

﴿116﴾ حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو حوض کوثر عطا ہوگا۔

---

1 ......ارفع واعلیٰ منبر۔

2 ......یعنی میدانِ محشر میں کھڑے ہونے والے بہت لمبا عرصہ کھڑا رہنے کی وجہ سے گھبرا جائیں گے۔

﴾117﴿ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا منبر منیف [1] آپ کے حوض پر ہوگا۔

﴾118﴿ قیامت کے دن حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی امت پہلے سب پیغمبروں کی امتوں سے زیادہ ہوگی۔ کُل اہل بہشت کی دوتہائی آپ ہی کی امت ہوگی۔

﴾119﴿ قیامت کے دن ہر ایک نسب وسبب منقطع ہوگا (یعنی سودمند نہ ہوگا) مگر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نسب وسبب منقطع نہ ہوگا۔ اسی واسطے حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ام کلثوم بنت فاطمہ زہراء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے نکاح کیا تھا۔

﴾120﴿ قیامت کے دن لوائے حمد حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دست مبارک میں ہوگا اور حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلام اور ان کے سوا اور تمام انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلام اس جھنڈے تلے ہوں گے۔

﴾121﴿ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام (امت سمیت) سب سے پہلے پل صراط سے گزریں گے۔

﴾122﴿ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سب سے پہلے بہشت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے۔ خازن جنت پوچھے گا کہ کون ہیں؟ آپ فرمائیں گے کہ میں محمد ہوں۔ وہ عرض کرے گا کہ میں اٹھ کر کھولتا ہوں میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پہلے کسی کے لئے نہیں اٹھا اور نہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد کسی کے لئے اٹھوں گا۔ پھر آپ سب سے پہلے بہشت میں داخل ہوں گے۔

﴾123﴿ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو وسیلہ عطا ہوگا جو جنت میں اعلیٰ درجہ ہے۔

﴾124﴿ جنت میں حضرت آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی کنیت ان کی تمام اولاد میں سے سوائے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کسی اور کے نام پر نہ ہوگی۔ چنانچہ ان کو ابو محمد کہا جائے گا۔

﴾125﴿ جنت میں سوائے حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی کتاب (قرآن کریم) کے کوئی اور کتاب نہ پڑھی جائے گی اور نہ سوائے حضور کی زبان کے کسی اور زبان میں کوئی تکلم کرے گا۔

---

1 ......ارفع واعلیٰ منبر۔

نواں باب

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اَزْوَاجِ مُطَھَّرَات اَور اولادِ کِرام کا بیان

حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی اَزواجِ مُطَہَّرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ کی فضیلت قرآن کریم سے ثابت ہے۔

چنانچہ سورۂ اَحزاب میں باری تعالیٰ عَزَّ اِسْمُہٗ ارشاد فرماتا ہے:

﴿1﴾ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا ﴿۲۸﴾

اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم دنیا کی زندگانی اور اسکی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ فائدہ دوں اور خوش اسلوبی سے تمہیں رخصت کردوں۔ (1)

﴿2﴾ وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۲۹﴾

اور اگر تم خدا اور اس کے رسول اور سرائے آخرت کو چاہتی ہو تو تم میں (2) سے نیکو کاروں کے لئے خدا نے بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔ (3)

﴿3﴾ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ مَنْ یَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ یُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَیْنِؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرًا ﴿۳۰﴾

اے نبی کی بیویو! تم میں سے جو صریح بے حیائی کا کام کرے گی اس کو دوہری سزا دی جائے گی اور یہ خدا پر آسان ہے۔ (4)

---

1 ......ترجمۂ کنزالایمان: اے غیب بتانے والے (نبی) اپنی بیبیوں سے فرمادے اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں مال دوں اور اچھی طرح چھوڑ دوں۔ (پ۲۱،الاحزاب:۲۸)۔علمیه

2 ......موضح القرآن میں ہے کہ یہ جو فرمایا کہ جو نیکی پر ہیں ان کو بڑا ثواب ہے۔ حضرت کی ازواج سب نیک ہی رہیں وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ مگر حق تعالیٰ صاف خوشخبری کسی کو نہیں دیتا تاکہ نڈر نہ ہو جاوے، خاتمہ کا ڈر لگا رہے۔ مدارک و بیضاوی میں ہے کہ مِنْكُنَّ میں مِنْ بیانیہ ہے کیونکہ ازواج مطہرات سب محسنات تھیں۔۱۲منہ

3 ......ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو تو بیشک اللہ نے تمہاری نیکی والیوں کے لئے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔ (پ۲۱،الاحزاب:۲۹) تفسیر البیضاوی، سورة الاحزاب، تحت الآية:۲۸-۳۰، ج٤، الجزء۲۱، ص۳۷۲۔علمیه

4 ......ترجمۂ کنزالایمان: اے نبی کی بیبیو جو تم میں صریح حیا کے خلاف کوئی جرأت کرے اس پر اوروں سے دونا عذاب ہوگا اور یہ اللہ کو آسان ہے۔ (پ۲۱،الاحزاب:۳۰)۔علمیه

﴿4﴾ وَ مَنۡ یَّقۡنُتۡ مِنۡکُنَّ لِلّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ وَ تَعۡمَلۡ صَالِحًا نُّؤۡتِہَاۤ اَجۡرَہَا مَرَّتَیۡنِ ۙ وَ اَعۡتَدۡنَا لَہَا رِزۡقًا کَرِیۡمًا ﴿۳۱﴾

اور جو تم میں سے اللہ اور اسکے رسول کیلئے فرمانبرداری اور نیک عمل کرے گی ہم اسکو دوہرا ثواب دیں گے اور اس کیلئے ہم نے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے۔[1]

﴿5﴾ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسۡتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیۡتُنَّ فَلَا تَخۡضَعۡنَ بِالۡقَوۡلِ فَیَطۡمَعَ الَّذِیۡ فِیۡ قَلۡبِہٖ مَرَضٌ وَّ قُلۡنَ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا ﴿۳۲﴾

اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی مثل نہیں ہو۔ اگر تم پرہیزگاری رکھو تو دبی زبان سے بات نہ کیا کرو جس سے وہ شخص جسکے دل میں بیماری ہے لالچ کرے اور تم نیک بات کہا کرو[2]

﴿6﴾ وَ قَرۡنَ فِیۡ بُیُوۡتِکُنَّ وَ لَا تَبَرَّجۡنَ تَبَرُّجَ الۡجَاہِلِیَّۃِ الۡاُوۡلٰی وَ اَقِمۡنَ الصَّلٰوۃَ وَ اٰتِیۡنَ الزَّکٰوۃَ وَ اَطِعۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ ؕ اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا ﴿ۚ۳۳﴾

اور تم اپنے گھروں میں ٹکی رہو اور قدیم جاہلیت کے سے بناؤ سنگار دکھاتی نہ پھرو اور نماز پڑھو اور زکوۃ دو اور خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو۔ اے اہل بیت نبی! خدا تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے پلیدی کو دور کر دے اور تم کو خوب پاک کر دے[3]

﴿7﴾ وَ اذۡکُرۡنَ مَا یُتۡلٰی فِیۡ بُیُوۡتِکُنَّ مِنۡ اٰیٰتِ اللّٰہِ وَ الۡحِکۡمَۃِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ لَطِیۡفًا خَبِیۡرًا ﴿۳۴﴾

اور تمہارے گھروں میں جو خدا کی آیتیں اور دانائی کی باتیں پڑھکر سنائی جاتی ہیں انکو یاد کرو بیشک اللہ لطف کرنے والا اخبردار ہے۔[4]

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور جو تم میں فرمانبردار رہے اللہ اور رسول کی اور اچھا کام کرے ہم اسے اوروں سے دُونا ثواب دیں گے اور ہم نے اس کے لئے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے۔ (پ ۲۲، الاحزاب: ۳۱)۔علمیه

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: اے نبی کی بیبیو تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر اللہ سے ڈرو تو بات میں ایسی نرمی نہ کرو کہ دل کا روگی کچھ لالچ کرے ہاں اچھی بات کہو۔ (پ ۲۲، الاحزاب: ۳۲)۔علمیه

3 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی اور نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو اور اللہ اور اسکے رسول کا حکم مانو اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔ (پ ۲۲، الاحزاب: ۳۳)۔علمیه

4 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور یاد کرو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آیتیں اور حکمت بیشک اللہ ہر باریکی جانتا خبردار ہے۔ (پ ۲۲، الاحزاب: ۳۴)۔علمیه

آیات مذکورہ بالا سے متعلق امور ذیل قابل غور ہیں:

﴿آیہ 1و2﴾ ہجرت کے نویں سال آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی ازواج مُطَہَّرات سے ایلاء کیا۔ جب ۲۹ دن گزرنے پر مہینہ پورا ہوا تو حضرت جبرائیل عَلَیْہِ السَّلام یہ آیت تخییر لائے اس وقت ازواج مُطَہَّرات نو تھیں یعنی حضرت عائشہ وحفصہ واُمّ حَبِیْبَہ بنت ابی سُفْیَان وسودہ بنت زمعہ وام سلمہ بنت ابی اُمَیَّہ وصَفِیَّہ بنت حُیَیّ بن اَخْطَب ومَیْمُونہ بنت حارث ہِلَالِیَہ وزَیْنَب بنت جَحْش اَسَدِیَہ وجُوَیْرِیَہ بنت حارث رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ ۔ان سب نے زینت دنیا پر اللّٰہ اور رسول کو اختیار کیا۔ پس ثابت ہوا کہ وہ نہ دنیا چاہتی تھیں اور نہ ان کے دلوں میں دنیا کی زینت کی کچھ ہوس تھی کیونکہ اگر ہوتی تو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان سے مُفارقت کر کے کچھ دے دلا کر انہیں رخصت فرمادیتے مگر آپ نے ایسا نہیں کیا۔ پس معلوم ہوا کہ ازواج مُطَہَّرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ رضائے خدا و رسول کی طلبگار تھیں اور حسن آخرت کی مُتَمَنّی تھیں اس عمل نیک پر اللّٰہ تعالیٰ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو انہیں نو پر مقصور فرمادیا اور فرمایا:

لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَ لَاۤ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ یَمِیْنُكَ ؕ

اسکے بعد تیرے واسطے اور عورتیں حلال نہیں اور نہ یہ کہ تو ان کی بجائے اوروں کو بیویاں بنالے اگرچہ انکا حسن تجھ کو اچھا لگے مگر وہ جنکا مالک ہو گیا تیرا دایاں ہاتھ۔[1]

یعنی چونکہ انہوں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اختیار کیا ہے اس لئے آپ بھی ان پر دوسری عورتوں کو اختیار نہ کریں۔

﴿آیہ 3و4﴾ اسی نیک عمل پر جزائے مذکورہ کے علاوہ اللّٰہ تعالیٰ نے اَزْواجِ مُطَہَّرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ کو یہ شرف بخشا کہ خود ان سے خطاب کیا اور ان کو اپنے حبیب پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف نسبت دے کر فرمایا: اے نبی کی بیویو! تم میں سے اگر کوئی ناشائستہ حرکت کرے گی تو دیگر عورتوں کی نسبت اسے دگنا عذاب ہوگا اور اگر نیک عمل کرے

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: ان کے بعد اور عورتیں تمہیں حلال نہیں اور نہ یہ کہ ان کے عوض اور بیبیاں بدلو اگرچہ تمہیں ان کا حسن بھائے مگر کنیز تمہارے ہاتھ کا مال۔ (پ ۲۲، الاحزاب: ۵۲)۔علمیه

گی تو اسے دوسری عورتوں سے دگنا ثواب ملے گا۔ موضح القرآن میں ہے: یہ بڑے درجے کا لازمہ ہے۔ نیکی کا ثواب دونا اور برائی کا عذاب دونا۔ پیغمبر کو بھی فرمایا:

اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَیٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ (بنی اسرائیل، ع ۸) اس وقت البتہ ہم تجھے چکھاتے دگنا عذاب زندگی کا اور دگنا عذاب موت کا۔[1]

اس سے اَزْواجِ مُطَہَّرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُنَّ کا مقرباتِ درگاہِ الٰہی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے حُر[2] کی حد رَقِیق[3] کی حد سے دگنی ہے اور انبیائے کرام عَلَیْهِمُ السَّلام کو ان اُمور پر عتاب ہوتا ہے جن پر دوسرے لوگوں کو نہیں ہوتا۔ یہاں سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ اَزْواجِ مُطَہَّرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُنَّ باقی تمام عورتوں سے بہتر تھیں کیونکہ ان کا عذاب وثواب باقی تمام عورتوں کے عذاب وثواب سے دگنا ہے۔ یہاں ازواج مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُنَّ کے لئے یہ بھی بشارت ہے کہ ان سے کوئی کھلی ناشائستہ حرکت سرزد نہ ہوگی کیونکہ آیہ (۳۰) سورۂ اَحزاب از قبیل لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ[4] ہے۔ بایں ہمہ[5] جو لوگ اَزْواجِ مُطَہَّرات کے حق میں دَرِیدَہ دَہْنی[6] کرتے ہیں وہ اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی ازواج کو ناشائستہ حرکات سے محفوظ رکھا ہے اور اَجرِ مُضَاعَف[7] کے علاوہ ان کے لئے آخرت میں رِزْقِ کَرِیم تیار کر رکھا ہے۔ اس سے ان کا بہشتی ہونا ظاہر ہے۔

﴿آیہ 5﴾ اس آیت میں خداوند تعالیٰ نے اَزْواجِ مُطَہَّرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُنَّ کے لئے تَضْعِیفِ ثواب وعذاب[8] کی

---

1 ...... ترجمۂ کنز الایمان: اور ایسا ہوتا تو ہم تم کو دونی عمر اور دو چند موت کا مزہ دیتے۔ (پ ۱۵، بنی اسراءیل: ۷۵) ۔علمیه

2 ...... آزاد۔ 3 ...... غلام۔

4 ...... یہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم سے خطاب ہے۔ یعنی اگر بر سبیل فرض وتقدیر تو شرک کرے گا اگرچہ یہ محال ہے تیرا عمل باطل ہو جائے گا۔ (زمر، ع ۷) ۱۲ منہ ...... (ترجمۂ کنز الایمان: کہ اے سننے والے اگر تو نے اللہ کا شریک کیا تو ضرور تیرا سب کیا دھرا اکارت جائے گا۔ (پ ۲۴، الزمر: ۶۵) ۔علمیه)

5 ...... اس کے باوجود۔ 6 ...... برا بھلا کہنا۔

7 ...... دُگنا اجر۔ 8 ...... ثواب وعذاب کا دُگنا ہونا۔

وجہ بیان فرمادی کہ تم اور عورتوں جیسی نہیں ہو۔تم میں وہ وصف ہے جو اَوروں میں نہیں۔یعنی تم تحریم نکاح اور احترام و تعظیم کے لحاظ سے مومنوں کی مائیں ہو۔(وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْؕ)[1] اور زوجاتِ سید المرسلین ہو۔پھر فرمایا کہ اگر تم حکم الٰہی اور رِضائے رسول کی مخالفت سے ڈرتی ہو تو پس پردہ سے مردوں کے ساتھ نرمی سے کلام نہ کرو کیونکہ ایسا کرنا اگرچہ فاجر سے فاجر مومن میں کسی شہوت وطمع کا باعث نہیں ہوسکتا مگر منافق میں ہوسکتا ہے اور تم ایسی نیک بات کیا کرو جو تہمت و اِطماع سے پاک ہو یعنی سنجیدگی و خُشُونَت[2] سے کلام کیا کرو اور ناز و کرشمہ سے بات نہ کیا کرو۔

﴿آیہ 6﴾ اور تم اپنے گھروں میں رہا کرو کیونکہ تمہارا تَبَرُّز یعنی باہر نکلنا کرشمہ آمیز کلام سے بھی زیادہ طمع دلانے والا ہے اور تم جاہلیت اُولیٰ کی عورتوں کی طرح چلنے میں تَبَخْتُر[3] نہ کرو کیونکہ تَبَخْتُر تو تَبَرُّز سے بھی اشد ہے اور تم نماز و زکوۃ ادا کیا کرو اور تمام اوامر ونواہی میں خدا اور رسول کی اطاعت کیا کرو کیونکہ اے اہل بیت نبی! اللّٰہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے پلیدی دور کردے اور پاک وصاف بنائے جیسا کہ پاک صاف بنانے کا حق ہے۔

﴿آیہ 7﴾ اور تمہارے گھروں میں جو آیات تلاوت کی جاتی ہیں تم ان کو یاد کرلیا کرو تاکہ خود عمل کرو اور دوسروں کو بھی بتاؤ۔

آیہ﴿6﴾ میں جسے آیہ تطہیر کہتے ہیں اس بات کا ثبوت ہے کہ ازواج مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُنَّ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے اہل بیت ہیں۔اسی واسطے ازواج کے ساتھ مطہرات استعمال کیا جاتا ہے۔آیہ﴿1﴾ سے آیہ﴿7﴾ تک ان ہی سے خطاب اور ان ہی کا ذکر ہے اور ان ہی کے لئے اَوامر و نواہی بیان ہوئے ہیں۔مگر شیعہ کہتے ہیں کہ آیاتِ سابقہ و لاحقہ کے اَحکام تو اَزواج کے لئے ہیں درمیان میں صرف آیہ﴿6﴾ میں ان سے خطاب نہیں بلکہ فقط حضرت علی و فاطمہ و حسنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُم مخاطب ہیں۔ان کا یہ قول محض ہٹ دھرمی ہے۔ان چاروں کا آیات میں ذکر تک نہیں۔باعتبار موارد آیات سابقہ و لاحقہ کسی اجنبی کے ساتھ فصل موجب فساد بلاغت ہے۔زوجہ کا مرد کے اہل بیت میں ہونا نص قرآن سے ثابت ہے۔دیکھو آیات ذیل:

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں۔(پ۲۱،الاحزاب:۶)۔علمیه

2 ......رُعب۔ 3 ......اِترانا۔

قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍؕ(۷۰) وَ امْرَاَتُهٗ قَآىٕمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَۙ وَ مِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ(۷۱) قَالَتْ یٰوَیْلَتٰۤى ءَاَلِدُ وَ اَنَا عَجُوْزٌ وَّ هٰذَا بَعْلِیْ شَیْخًاؕ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ(۷۲) قَالُوْۤا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكٰتُهٗ عَلَیْكُمْ اَهْلَ الْبَیْتِؕ اِنَّهٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ(۷۳) (ہود، ع ۷)

فرشتے بولے (ابراہیم سے) ڈرومت ہم تو قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں اور انکی بیوی (سارہ) کھڑی تھی وہ ہنس پڑی۔ ہم نے اسکو اسحاق اور اسحاق کے بعد یعقوب کی بشارت دی۔ وہ کہنے لگی ہائے میری خرابی! کیا میرے اولاد ہوگی حالانکہ میں بڑھیا ہوں اور یہ میرا شوہر بوڑھا ہے بیشک یہ عجیب بات ہے۔ فرشتے بولے کیا تو خدا کے امر سے تعجب کرتی ہے، اے اہلبیت نبی تم پر خدا کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں وہ بیشک تعریف کیا گیا اور بزرگ ہے۔[1]

ان آیتوں میں فرشتوں نے حضرت سارہ کو بیٹا اور پوتا پیدا ہونے کی بشارت دی ہے۔ حضرت سارہ اس پر تعجب کرتی ہیں۔ فرشتے حضرت سارہ کو لفظ اہل بیت سے خطاب کر کے فرماتے ہیں کہ یہ جائے تعجب نہیں۔ تم پر خدا کی رحمت اور برکتیں ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے۔ مزید بحث کے لئے تحفہ شیعہ مولفۂ خاکسار دیکھو۔

ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُنَّ کی تعداد میں اختلاف ہے۔ گیارہ پر سب کا اتفاق ہے۔ جن میں سے چھ (حضرت خدیجہ، عائشہ، حفصہ، اُم حبیبہ، اُم سلمہ، سَودہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُنَّ) قبیلہ قریش سے اور چار (حضرت زینب بنتِ جحش، میمونہ، زینب بنت خُزیمہ، جُویریہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُنَّ) عربیات غیر قریش خلفائے قریش سے ہیں اور ایک (حضرت صفیہ) غیر عربیہ بنی اسرائیل سے ہے۔[2] ذیل میں بہ ترتیب تزوّج ان سب کا حال بطریق اِختصار لکھا جاتا ہے۔[3]

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: بولے ڈریئے نہیں ہم قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں اور اس کی بی بی کھڑی تھی وہ ہنسنے لگی تو ہم نے اسے اسحٰق کی خوشخبری دی اور اسحٰق کے پیچھے یعقوب کی بولی ہائے خرابی کیا میرے بچہ ہوگا اور میں بوڑھی ہوں اور یہ ہیں میرے شوہر بوڑھے بیشک یہ تو اچنبھے (تعجب) کی بات ہے فرشتے بولے کیا اللہ کے کام کا اچنبھا کرتی ہو اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں تم پر اے اس گھر والو بیشک وہی ہے سب خوبیوں والا عزت والا۔ (پ ۱۲، ہود: ۷۰-۷۳)۔علمیہ

2 ......شرح الزرقانی علی المواهب، المقصد الثانی...الخ، الفصل الثالث فی ذکر ازواجه الطاهرات و سراریه...الخ، ج ٤، ص ۳۵۹-۳٦۱ ملخصا۔علمیه

3 ......یہ حالات عموماً زرقانی علی المواہب سے ماخوذ ہیں۔ زرقانی نے بحوالہ دیگر کتب ان کو یکجا جمع کر دیا ہے۔

حضرت خدیجہ بنت خویلد رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنہا

ان کا سلسلہ نسب قُصَی میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خاندان سے جا ملتا ہے۔حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بِعْثَت سے پہلے طاہرہ کے لقب سے مشہور تھیں۔ان کی پہلی شادی ابو ہالہ بن زُرارہ تمیمی سے ہوئی۔جن سے دولڑکے ہِند و ہالہ نام پیدا ہوئے۔یہ دونوں صحابی ہیں۔حضرت ہِند کی روایت سے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حلیہ شریف منقول ہے۔

ابو ہالہ کے انتقال کے بعد دوسری شادی عتیق بن عائذ مَخزُومی سے ہوئی جن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔اس کا نام بھی ہِند تھا۔یہ اسلام لائیں اور اپنے چچیرے بھائی صیفی بن اُمیّہ بن عائذ مَخزُومی سے شادی کی۔ان سے ایک لڑکا محمد بن صیفی پیدا ہوا جس کی اولاد کو حضرت خدیجہ کے تعلق کے سبب بنو طاہرہ کہتے ہیں۔

عتیق کے انتقال کے بعد آنحضرت کے نکاح میں آئیں جس کا ذکر پہلے آچکا ہے۔حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تمام اولاد سوائے ابراہیم کے اسی نیک نہاد بیوی کے بطن مبارک سے تھی۔تفصیل آگے آئے گی۔ان شاء اللہ تعالٰی.

حضرت خدیجہ سب سے پہلے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ایمان لائیں۔نکاح کے بعد 25 برس تک زندہ رہیں۔ان کی زندگی میں حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے دوسری شادی نہیں کی۔انہوں نے اپنے مال سے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو مدد دی۔ایک روز حراء میں حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے کھانا لارہی تھیں۔حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلام نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ خدیجہ جب آئیں تو آپ ان کو ان کے رب کی طرف سے اور میری طرف سے سلام پہنچا دیں اور بہشت میں ایک موتیوں کے محل کی بشارت دیں۔

ازواجِ مُطَہَّرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ میں حضرت خدیجہ وعائشہ باقی سب سے افضل تھیں۔حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے ہجرت سے تین سال پہلے 65 سال کی عمر میں انتقال فرمایا اور کوہِ حُجون میں دفن ہوئیں۔آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کو قبر میں اتارا۔ان پر نماز نہ پڑھی گئی کیونکہ اس وقت تک نماز جنازہ فرض نہ ہوئی تھی۔[1]

---

1 ......شرح الزرقانی علی المواهب، المقصدالثانی ...الخ، الفصل الثالث فی ذکر ازواجه الطاهرات وسراریه...الخ، ج٤، ص٣٦٣-٣٧٦ ملخصاً۔علمیه

حضرت سَوْدہ بِنْت زَمعہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا

ان کا سلسلہ نسب کعب بن لُؤَیْ بن غَالِب میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ملتا ہے۔ قَدِیْمُ الْاِسلام تھیں۔ پہلے اپنے والد کے چچیرے بھائی سَکْرَان بن عَمْرو بن عبد شمس کے نکاح میں تھیں۔ حضرت سَکْرَان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بھی قدیم الاسلام تھے۔ دونوں نے حبشہ کی طرف ہجرت ثانیہ کی۔ جب مکہ واپس آئے تو حضرت سکران نے وفات پائی اور ایک لڑکا یادگار چھوڑا جس کا نام عبد الرحمٰن تھا۔ حضرت عبد الرحمٰن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جنگ جَلُوْلَاء [1] (آخر ۱۶ھ) میں شہادت پائی۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کے انتقال سے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو نہایت پریشانی ہوئی کیونکہ گھر بار بال بچوں کا انتظام ان ہی سے متعلق تھا۔ یہ دیکھ کر خولہ بنت حکیم نے عرض کیا: یارسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ نکاح کر لیجئے۔ فرمایا: کس سے؟ خَوْلَہ نے حضرت عائشہ وسَوْدہ کا نام لیا۔ آپ نے دونوں سے خَواستگاری [2] کی اجازت دے دی۔ خولہ حضرت سودہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے پاس گئیں اور کہا کہ خدا نے تم پر کیسی خیر و برکت نازل فرمائی ہے۔ سَوْدہ نے پوچھا کہ وہ کیا ہے؟ خَوْلَہ نے کہا کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھے آپ کے پاس بغرض خَواستگاری بھیجا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ''مجھے منظور ہے مگر میرے باپ سے بھی دریافت کرلو۔'' چنانچہ وہ ان کے والد کے پاس گئیں اور جاہلیت کے طریق پر سلام کیا۔ یعنی ''اَنْعَمْ صَبَاحًا'' کہا۔ انہوں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ خولہ نے اپنا نام بتایا پھر نکاح کا پیغام سنایا۔ انہوں نے کہا کہ محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) شریف کُفو ہیں مگر سَوْدہ سے بھی دریافت کرلو۔ خَوْلَہ نے کہا کہ وہ راضی ہیں۔ یہ سن کر زمعہ نے کہا کہ نکاح کے لئے آجائیں۔ اس طرح باپ نے نبوت کے دسویں سال سَوْدہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کا نکاح حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام سے کردیا۔ سَوْدہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کا بھائی عبد اللّٰہ بن زَمْعہ آیا۔ یہ معلوم کر کے کہ بہن کا نکاح رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ہو چکا ہے اس نے اپنے سر پر خاک ڈال لی۔ عبد اللّٰہ مذکور جب اسلام لائے تو ان کو اپنے اس فعل پر افسوس ہوا کرتا تھا۔

حضرت سَوْدہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا طبیعت کی فیّاض تھیں۔ ایک روز حضرت عُمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ایک

---

1 ......ایک مقام کا نام۔ 2 ......نکاح کا پیغام بھیجنا۔

درہموں کی تھیلی آپ کی خدمت میں بھیجی۔آپ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ لانے والوں نے جواب دیا کہ درہم ہیں۔آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا نے فرمایا کہ درہم کھجوروں کی طرح تھیلی میں بھیجے جاتے ہیں! یہ کہہ کر اسی وقت تمام درہم تقسیم کردیئے۔

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ارشاد کی تعمیل میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا امتیازی حیثیت رکھتی تھیں۔چنانچہ امام احمد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بروایت ابوہُرَیْرہ نقل کیا ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حَجَّۃُ الوَدَاع میں اپنی اَزْواجِ مُطَہَّرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ سے فرمایا کہ یہ حج اسلام ہے جو گردن سے ساقط ہوگیا اس کے بعد تم بوریا کو غنیمت سمجھنا۔ (یعنی گھر سے نہ نکلنا) آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال شریف کے بعد تمام اَزْواجِ مُطَہَّرات، سوائے سَوْدہ اور زینب بنت جَحْش رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کے، حج کو جایا کرتی تھیں اور وہ دونوں فرماتی تھیں کہ خدا کی قسم! رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وصیت سننے کے بعد ہم چوپایہ پر سوار نہ ہوں گی۔

حضرت سودہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا سے کتبِ مُتَدَاوَلہ[1] میں 5 حدیثیں مروی ہیں جن میں سے ایک صحیح بخاری میں ہے۔حضرت عبد اللّٰہ بن عباس اور یحیٰی بن عبد الرحمٰن بن اَسْعَد بن زُرارہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما نے ان سے روایت کی ہے۔انہوں نے خلافت فاروقی کے آخری زمانہ میں انتقال فرمایا۔بعضے سالِ وفات ۵۴ھ یا ۵۵ھ بتاتے ہیں۔[2]

واللّٰہ اَعْلَمُ بِالصَّواب۔

حضرتِ عائشہ بنتِ اَبی بَکْر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا

ان کا نسب مُرَّہ بن کعب میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے خاندان سے ملتا ہے۔بِعْثَت کے چار برس بعد پیدا ہوئیں۔اپنے بھانجے عبد اللّٰہ بن زبیر کے تعلق سے اُم عبد اللّٰہ کنیت رکھتی تھیں۔

چھ برس کی تھیں کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عقد نکاح میں آئیں۔پہلے جُبَیْر بن مُطْعِم کے صاحبزادے سے منسوب تھیں۔خَولہ بنت حکیم آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ایماء سے اُمِّ رُومان (والدۂ

---

1 ......مشہور ورائج کتابیں۔

2 ......شرح الزرقانی علی المواھب، المقصد الثانی ...الخ، الفصل الثالث فی ذکر ازواجہ الطاھرات وسراریہ...الخ، ج٤، ص٣٨١-٣٩٣ ملخصا۔علمیہ

عائشہ صدیقہ) کے پاس گئیں اور نکاح کا پیغام سنایا۔ اُمِّ رُومان نے رضامندی ظاہر کی۔ حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ گھر آئے تو ان سے تذکرہ کیا انہوں نے کہا کہ عائشہ تو رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بھائی کی بیٹی ہے، کیا یہ جائز ہے؟ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کہلا بھیجا کہ تم اسلام میں میرے بھائی ہو اور میں تمہارا بھائی ہوں یہ نکاح جائز ہے۔ حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا نے اُمِّ رُومان سے کہا کہ ''مُطْعِم بن عَدِی اپنے پوتے کے لئے خواستگاری کر چکا ہے، واللّٰہ! ابوبکر نے کبھی وعدہ کے خلاف نہیں کیا۔'' اس لئے وہ مُطْعِم کے پاس گئے اور اس سے تذکرہ کیا۔ مُطْعِم نے اپنی بیوی سے پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ بیوی نے حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے کہا کہ اگر ہم نے اس لڑکے کا نکاح تمہارے ہاں کر دیا تو شاید تم اس کو صابی [1] بنا لوگے اور اپنے دین میں داخل کر لوگے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ وہاں سے اٹھ آئے اور خَوْلہ کے ہاتھ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ نکاح کے لئے تشریف لے آئیں۔ چنانچہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے (ماہ شوال ۱۰ نبوت میں) حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کا نکاح کر دیا اور ہجرت کے پہلے سال ماہ شوال میں مدینہ منورہ میں نو سال کی عمر میں آپ کی رسم عروسی ادا کی گئی۔

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال شریف کے وقت حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کی عمر مبارک اٹھارہ سال تھی۔ انہوں نے چھیاسٹھ برس کی عمر میں ۵۷ھ میں انتقال فرمایا اور حسب وصیت رات کے وقت جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جو مَرْوان بن الحَکَم کی طرف سے اس وقت حاکم مدینہ تھے نماز جنازہ پڑھائی۔

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اَزْواجِ مُطَہَّرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ میں سے حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا سے زیادہ محبت تھی۔ ان کو دوسری اَزْواج پر اور کئی باتوں میں فضیلت تھی۔ چنانچہ ان کے سوا کسی اور زوجہ کے والدین مہاجر نہ تھے۔ ان کی براءت اللّٰہ تعالٰی نے آسمان سے نازل فرمائی۔ حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام ان کی صورت ایک ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس لائے اور عرض کیا کہ ان سے

---

[1] ……بے دین۔

شادی کر لیجئے۔ان کے سوا کسی اور زوجہ نے حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلام کو نہیں دیکھا۔رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور یہ ایک برتن میں غسل فرمایا کرتے تھے۔رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نماز پڑھا کرتے اور یہ سامنے لیٹی ہوتیں۔رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر وحی نازل ہوتی اور آپ اور یہ ایک لحاف میں ہوتے۔رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وصال شریف ان ہی کی گود میں اور ان ہی کی نَوبَت [1] میں ہوا اور آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان ہی کے حجرے میں دفن ہوئے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا عالمہ فصیحہ تھیں۔حضرت موسیٰ بن طلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ذکر کرتے ہیں کہ میں نے عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا سے بڑھ کر فصیح نہیں پایا۔حضرت ابوموسیٰ اَشْعَری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا بیان ہے کہ صحابہ کرام کو کوئی ایسا مشکل مسئلہ پیش نہیں آیا کہ جس کا حل انہوں نے حضرت عائشہ کے پاس نہ پایا ہو۔محمود بن لَبِید کا بیان ہے کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اَزْواجِ مُطَہَّرات کو بہت سی حدیثیں یاد تھیں مگر حضرت عائشہ واُمّ سَلَمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا ان میں ممتاز تھیں۔حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا حضرت عُمَر و عُثْمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما کے عہد میں فتویٰ دیا کرتی تھیں یہاں تک کہ انتقال فرما گئیں، یَرْحَمُہَا اللّٰہُ۔رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اَصحاب میں سے اَکابر حضرت عمر و حضرت عثمان حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد حضرت صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کی خدمت میں کسی کو بھیج کر حدیثیں پوچھا کرتے تھے۔

آپ کَثِیْرَۃُ الْحَدِیث [2] تھیں۔دو ہزار دو سو دس حدیثیں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا سے مروی ہیں جن میں سے 174 پر شَیْخَین کا اتفاق ہے اور 54 میں امام بخاری اور 28 میں امام مسلم منفرد ہیں۔

آپ وَقائع واَشْعارِ عرب سے خوب واقف تھیں۔حضرت عُرْوَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا سے بڑھ کر کسی کو قرآن وفرائض وحلال وحرام وفقہ وشعر وطب وحدیث عرب ونسب کا عالم نہیں پایا۔

---

1 ......باری۔

2 ......باکثرت حدیثیں روایت کرنے والی۔

آپ زاہدہ اور سخی تھیں۔ اُمُّ الدَّرداء روایت کرتی ہیں کہ ایک روز حضرت عائشہ روزہ دار تھیں ان کے پاس ایک لاکھ درہم آئے۔ انہوں نے وہ سب تقسیم کر دیئے میں نے کہا: کیا آپ یوں نہ کر سکتی تھیں کہ ایک درہم بچا لیتیں جس سے گوشت خرید کر روزہ افطار کرتیں۔ انہوں جواب دیا کہ اگر تو مجھے یاد دلا دیتی تو میں ایسا ہی کر لیتی۔ (1)

حضرت حَفْصہ بنت عُمَر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا

بعثت سے پانچ برس پہلے جب قریش خانہ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے پیدا ہوئیں۔ پہلے خُنَیس بن حُذیفہ سَہمی کے نکاح میں تھیں۔ ان ہی کے ساتھ مدینہ کو ہجرت کی۔ حضرت خنیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے غزوۂ بدر میں کئی زخم کھائے۔ غزوہ کے بعد ان ہی زخموں کی وجہ سے اِنتقال فرما گئے۔

حضرت خُنَیْس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شہادت کے بعد حضرت عُمَر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اپنی بیٹی کے نکاح کی فکر ہوئی۔ فتحِ بدر کے دن حضرت رُقَیَّہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کا انتقال ہو چکا تھا اس لئے حضرت عمر فاروق نے حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں حَفْصہ کا نکاح تم سے کر دیتا ہوں۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں اس معاملہ میں غور کروں گا۔ پھر چند روز کے بعد کہہ دیا کہ میرا ارادہ ان ایام میں نکاح کرنے کا نہیں ہے۔ بعد ازاں حضرت فاروق نے حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ذکر کیا مگر وہ چپ ہو رہے اور کچھ جواب نہ دیا۔ اس پر حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو رنج ہوا۔ اس کے بعد آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خَواستگاری کی اور شعبان ۳ھ میں نکاح ہو گیا۔ نکاح کے بعد حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرت فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے کہا کہ میری بے اِلتفاتی کی وجہ صرف یہ تھی جو مجھے معلوم تھا کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حَفْصہ کا ذکر کیا تھا میں حضور کا راز اِفشاء کرنا نہ چاہتا تھا۔ اگر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حفصہ سے نکاح نہ کرتے تو میں قبول کر لیتا۔

حضرت حَفْصہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا سے ساٹھ حدیثیں مروی ہیں جن میں سے صرف پانچ بخاری میں ہیں۔

---

(1) ......شرح الزرقاني على المواهب،المقصدالثاني...الخ،الفصل الثالث في ذكرازواجه الطاهرات..الخ،عائشة ام المؤمنين، ج٤، ص ٣٨١-٣٩٢ملخصاً۔علمیه

انہوں نے شعبان ۴۵ھ میں حضرت مُعاوِیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے عہد خلافت میں انتقال فرمایا۔ مروان بن الحکم نے جو مدینہ کا گورنر تھا نماز جنازہ پڑھائی اور بنوحزم کے گھر سے مُغِیْرہ کے گھر تک جنازہ کو کندھا دیا اور مُغِیْرہ کے گھر سے قبر تک حضرت ابوہُرَیْرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے یہ شرف حاصل کیا۔ [1]

حضرت اُمِّ سلَمَہ بنت ابی اُمَیَّہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا

ہندنام، اُمِّ سَلَمَہ کنیت تھی۔ باپ کا نام حُذَیفہ اور بقول بعض سُہَیل تھا۔ ماں کا نام عَاتِکہ بنت عامر کِنَانِیَہ تھا۔ پہلے اپنے چچازاد بھائی ابوسَلَمَہ (عبد اللہ) بن عَبْدُ الاَسَد بن مُغِیْرہ کے نکاح میں تھیں جو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے رضاعی بھائی تھے۔ اُمِّ سَلَمَہ وابوسَلَمَہ دونوں قدیم الاسلام تھے۔ دونوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ چنانچہ ان کے بیٹے سَلَمَہ حبشہ ہی میں پیدا ہوئے۔ پھر مکہ میں آئے اور مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ اُمِّ سَلَمَہ پہلی عورت ہیں جو ہجرت کر کے مدینہ میں آئیں۔ مدینہ ہی میں ان کے ہاں عمر اور درہ وزینب پیدا ہوئیں۔

حضرت ابوسلمہ بَدْر و اُحُد میں شریک ہوئے۔ اُحُد میں زخمی ہوگئے ایک ماہ کے بعد زخم چنگا [2] ہوگیا۔ پھر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کو ایک سریہ میں بھیج دیا۔ ایک ماہ کے بعد واپس آئے تو زخم پھر پھوٹ آیا اور ۸ جُمادَی الاُخریٰ ۴ھ میں وفات پائی۔ وفات کے وقت حضرت اُمِّ سَلَمَہ حاملہ تھیں۔ وَضعِ حَمل کے بعد حضرت ابوبکر و عمر نے خواستگاری [3] کی تو ام سلمہ نے انکار کردیا۔ پھر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نکاح کا پیغام بھیجا تو مرحبا کہہ کر یہ عذر پیش کیے:

﴿1﴾...... میں سخت غَیُّور عورت ہوں۔

﴿2﴾...... صاحب عیال ہوں۔

﴿3﴾...... میرے اولیاء میں سے کوئی یہاں نہیں کہ میرا نکاح کردے۔ ایک روایت میں ہے کہ میری عمر زیادہ ہے۔

---

1 ...... شرح الزرقانی مع المواہب اللدنیۃ، المقصد الثانی ... إلخ، الفصل الثالث فی ذکر ازواجہ الطاھرات ... إلخ، ج ٤، ص ۳۹۳، ۳۹۵۔ علمیہ

2 ...... ٹھیک۔ 3 ...... نکاح کا پیغام دینا۔

رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان عُذروں کا تسلی بخش جواب دیا اور نکاح ہوگیا۔

جب حُدَیْبِیَہ میں صُلح نامہ لکھا جاچکا تو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اب اٹھو قربانیاں دو اور سر منڈواؤ۔ چونکہ صحابہ کرام کو بے نَیْلِ مَرام [1] واپسی سے رنج و ملال تھا۔ انہوں نے تعمیل ارشاد میں تأمُّل کیا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خفا ہوکر حضرت اُمِّ سَلَمہ کے خیمہ میں تشریف لے آئے اور اِمْتِثالِ اَمر میں تَوَقُّف کی شکایت کی۔ اُم سلمہ نے عرض کیا: یارسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ ان کو معذور رکھیں، ان پر ایک امرِ عظیم گزرا ہے، ان کا خیال تو فتح مکہ کا تھا ان کو یقین تھا کہ وہ مکہ میں عمرہ بجالائیں گے۔ باوجود فقدانِ مطلوب آپ نے قریش سے صلح کرلی اور ان کی نہ سنی۔ اگر خاطر اَشرف اس پر ہے کہ وہ نحر و حلق کریں تو آپ کسی سے کچھ نہ فرمائیں اور خود نحر و حلق فرمائیں۔ یہ دیکھ کر ان کو بجز اِتباع چارہ نہ ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا اور حضرت اُم سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کی تدبیر سے وہ مشکل حل ہوگئی اور یہ ان کی دانشمندی اور صواب رائے کی واضح دلیل ہے۔

حضرتِ اُمِّ سَلَمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا سے کُتُبِ مُتَداوِلہ میں 378 حدیثیں مروی ہیں جن میں سے تیرہ پر بخاری و مسلم کا اتفاق ہے اور تین کے ساتھ امام بخاری اور تیرہ کے ساتھ امام مسلم منفرد ہیں۔ باقی دیگر کتب میں ہیں۔

اَزْواجِ مُطَہَّرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ میں سب کے بعد حضرت اُمِّ سَلَمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا نے 84 برس کی عمر میں وفات پائی۔ ان کے سنہ وفات میں سخت اختِلاف ہے۔ واقدی کا قول ہے کہ شوال ۵۹ ھ میں انتقال فرمایا اور حضرت ابو ہریرہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ امام بخاری تاریخ کبیر میں ۵۹ ھ لکھتے ہیں۔ بقول ابن حبّان امام حسین کی شہادت کی خبر آنے کے بعد آخر ۶۱ ھ میں وفات پائی۔ ابراہیم حربی ۶۲ ھ بتاتے ہیں۔ مگر صحیح مسلم میں ہے کہ حارث بن عبد اللّٰہ بن اُبَیّ اور عبد اللّٰہ بن صَفْوان حضرت اُمِّ سَلَمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے اس لشکر کی بابت پوچھا جو زمین میں دھنس جائے گا۔ یہ سوال اس وقت کیا گیا جب یزید بن مُعاوِیہ نے مُسْلِم بن عُقْبہ کو لشکر اسلام کے ساتھ مدینہ کی طرف بھیجا

---

1 ......بلا حصولِ مقصد۔

2 ......شرح الزرقانی مع المواھب اللدنية، المقصد الثانی ...إلخ، الفصل الثالث فی ذکر ازواجه الطاھرات ...إلخ، ج٤، ص ٣٩٦، ٤٠٣۔علمیه

تھا اور واقعہ حَرَّہ پیش آیا تھا جو ٦٣ھ میں تھا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت اُمِّ سلمہ واقعہ حَرَّہ تک زندہ تھیں۔ (2)

حضرت اُمِّ حَبِیبَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا

اصلی نام رَمْلہ اور کنیت اُمِّ حَبِیبَہ تھی۔ آپ حضرت ابوسفیان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی دُخترِ بلند اختر اور حضرت مُعاوِیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی بہن تھیں۔ پہلے عُبَیدُ اللّٰہ بن جَحش کے نکاح میں تھیں۔ دونوں نے اسلام لاکر حبشہ کی طرف ہجرت ثانیہ کی۔ وہیں ان کی لڑکی حَبِیبَہ پیدا ہوئی۔ عُبَیدُ اللّٰہ عیسائی ہوکر حبشہ ہی میں مرگیا۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُمِّ حَبِیبَہ کی حالت و غربت کو مدنظر رکھتے ہوئے نجاشی کی معرفت نکاح کا پیغام دیا جسے انہوں نے بخوشی قبول کیا۔ چنانچہ نجاشی نے ٧ھ میں ان کا نکاح حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام سے کردیا۔ جیسا کہ اس کتاب میں پہلے آچکا ہے۔ جب نکاح کے تمام رسوم ادا ہوگئے تو نجاشی نے ان کو شُرَحْبِیل بن حسنہ کے ساتھ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں روانہ کردیا۔

حضرت اُمِّ حَبِیبَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کی روایت سے کتبِ مُتَداوِلہ میں 65 حدیثیں مروی ہیں جن میں سے دو پر بخاری و مسلم کا اتفاق ہے اور ایک کے ساتھ امام مسلم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ منفرد ہیں۔ باقی دیگر کتب میں ہیں۔ آپ کا وصال مدینہ منورہ میں ٤٤ھ میں ہوا اور وہیں دفن ہوئیں۔ (1)

حضرت زَینب بنت جَحش اَسَدِیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا

ان کی پہلی شادی حضرت زید بن حارثہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ہوئی تھی۔ حضرت زید قبیلہ قضاعہ میں سے تھے۔ لڑکپن میں گرفتار ہوکر مکہ میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کے ہاتھ بطور غلام فروخت ہوئے۔ حضرت خدیجہ نے انہیں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حوالے کردیا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نبوت سے پہلے ان کو آزاد کرکے متبنّٰی (2) بنالیا اس لئے لوگ ان کو زید بن محمد کہا کرتے تھے۔ حضرت زید سابقین اِلَی الاسلام (3) میں سے تھے ان پر رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خاص توجہ تھی۔ آپ اہم امور میں ان سے کام لیتے اور لشکر کی

1 ......شرح الزرقانی مع المواهب اللدنية، المقصد الثانی ...إلخ، الفصل الثالث فی ذکر ازواجه الطاهرات ...إلخ، ج٤، ص ٤٠٣-٤٠٩۔علمیه

2 ......منہ بولا بیٹا۔ 3 ......جنہوں نے ابتداء ہی میں اسلام قبول کرلیا تھا۔

قیادت تک ان کے سپرد کردیتے۔ اسی وجہ سے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کا نکاح اپنی پھوپھی اُمَیْمَہ بنت عبدالمُطّلِب کی صاحبزادی زینب بنت جَحْش سے کردینا چاہا مگر زینب اور ان کا بھائی راضی نہ ہوئے۔ اس پر یہ آیت اتری:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ؕ﴿۳۶﴾ (احزاب، ع۵)

کسی مسلمان مرد یا عورت کو لائق نہیں جس وقت خدا اور اس کا رسول کوئی کام مقرر کردے کہ ان کو اپنے کام میں اختیار ہو اور جو کوئی اللّٰہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہ ہوگیا۔[1]

پس حضرت زینب نکاح پر راضی ہوگئیں اور نکاح ہوگیا۔

حضرت زید اگرچہ عَرَبِیُّ الْاَصل تھے مگر قریشی نہ تھے۔ قریش کی لڑکیوں خصوصاً اولاد عبدالمطلب کے لئے اَشرافِ قریش میں کُفْو تلاش کیے جایا کرتے تھے اس لئے کچھ عرصہ طبعی طور پر حضرت زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کی حرکاتِ عادِیہ کو کبر و تعاظم[2] پر محمول کرنے لگے اور حضرت زینب بھی ان سے متکدّر رہنے لگیں۔ چنانچہ حضرت زید نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ان کی شکایت کی۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اس طرح کی باتوں پر طلاق نہیں دیا کرتے۔ اسی امر کی طرف آیۂ ذیل میں اشارہ ہے۔

وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْۤ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ (احزاب، ع۵)

اور جس وقت تو کہہ رہا تھا اس شخص سے جس پر اللّٰہ نے اور تو نے انعام کیا ہے کہ اپنی بیوی کو اپنے لئے تھام رکھ اور خدا سے ڈر اور تو اپنے جی میں چھپاتا تھا اس چیز کو جسے اللّٰہ ظاہر کرنے والا ہے اور تو لوگوں سے ڈرتا تھا اور اللّٰہ زیادہ لائق ہے اس کا کہ تو اس سے ڈرے۔[3]

---

1 ...... ترجمۂ کنز الایمان: اور کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللّٰہ و رسول کچھ حکم فرمادیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے اور جو حکم نہ مانے اللّٰہ اور اس کے رسول کا وہ بیشک صریح گمراہی بہکا۔ (پ ۲۲، الاحزاب: ۳۶)۔ علمیه

2 ...... بڑائی۔

3 ...... ترجمۂ کنز الایمان: اور اے محبوب یاد کرو جب تم فرماتے تھے اس سے جسے اللّٰہ نے نعمت دی اور تم نے اسے نعمت دی کہ اپنی بی بی اپنے پاس رہنے دے اور اللّٰہ سے ڈر اور تم اپنے دل میں رکھتے تھے وہ جسے اللّٰہ کو ظاہر کرنا منظور تھا اور تمہیں لوگوں کے طعنے کا اندیشہ تھا اور اللّٰہ زیادہ سزاوار ہے کہ اس کا خوف رکھو۔ (پ ۲۲، الاحزاب: ۳۷)۔ علمیه

بایں ہمہ اگر زید ان کو طلاق دیتے تو ایسی سیدہ شریفہ کے لئے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جیسا کفو اور کون ہوسکتا تھا اس لئے حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خاطر اشرف میں آتا تھا کہ بصورتِ طلاق زینب کی تطییب خاطر [1] اور اس کے حقوق کی رعایت کے لئے ان سے نکاح کر لینا ضروری ہوگا مگر آپ اسے ظاہر نہ کر سکتے تھے کیونکہ جاہلیت میں متبنّٰی [2] کو بمنزلہ ولد حقیقی [3] سمجھتے تھے اور یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ متبنّٰی کی مطلقہ [4] کے ساتھ نکاح جائز نہیں۔

آخر کار حضرت زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے طلاق دے دی۔ عدت گزرنے پر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے زید ہی کو نکاح کا پیغام دینے کے لئے زینب کے پاس بھیجا۔ حضرت زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا نے جواب دیا کہ میں استخارہ کرلوں۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

فَلَمَّا قَضٰى زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَیْ لَا یَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْۤ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآىٕهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًاؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۳۷﴾ (احزاب، ع ۵)

پھر جب زید کی غرض اس سے نکل گئی تو ہم نے وہ تمہارے نکاح میں دیدی کہ مسلمانوں پر کچھ حرج نہ رہے ان کے لے پالکوں کی بیبیوں میں جب ان سے ان کا نکاح ختم ہوجائے اور اللہ کا حکم ہو کر رہتا ہے۔ [5]

اس طرح حضرت زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کا نکاح (۳ھ یا ۵ھ میں) 35 برس کی عمر میں ہوگیا۔ حضرت زینب فخر کیا کرتی تھیں کہ دیگر اَزواجِ مُطَہَّرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کا نکاح تو ان کے باپ یا بھائی یا اہل نے کردیا مگر میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے آسمان سے کردیا۔ اس نکاح میں یہ حکمت بھی تھی کہ پسرِ خواندہ [6] کی مُطَلَّقہ کا حکم معلوم ہوگیا۔

جب یہ نکاح ہوگیا تو مخالفوں نے کہا کہ محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے بیٹوں کی بیویوں سے نکاح حرام کردیا مگر خود اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کرلیا۔ اس پر یہ آیتیں اتریں:

---

1 ......دلجوئی۔ 2 ......منہ بولا بیٹا۔ 3 ......حقیقی بیٹے کی طرح۔ 4 ......طلاق یافتہ۔

5 ......ترجمۂ کنز الایمان: پھر جب زید کی غرض اس سے نکل گئی تو ہم نے وہ تمہارے نکاح میں دیدی کہ مسلمانوں پر کچھ حرج نہ رہے ان کے لے پالکوں کی بیبیوں میں جب ان سے ان کا کام ختم ہوجائے اور اللہ کا حکم ہو کر رہنا۔ (پ ۲۲، الاحزاب: ۳۷)۔ علمیہ

6 ......منہ بولا بیٹا۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ (احزاب، ع۵)

محمد (صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن خدا کے پیغمبر اور خاتم النبیین ہیں۔[1]

وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ؕ (احزاب، ع۱)

اور تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے نہیں بنایا یہ تمہارے مونہوں کی بات ہے۔[2]

پس حضرت زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ جو زید بن محمد کہلاتے تھے اس کے بعد زید بن حارثہ کہلانے لگے۔

حضرت زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پھوپھی زاد بہن ہونے کے علاوہ جمال میں بھی ممتاز تھیں اس لئے اَزْواجِ مُطَہَّرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ میں سے وہ حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کے ساتھ ہمسری کا دم بھرتی تھیں چنانچہ خود حضرت صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا فرماتی ہیں: كَانَتْ تُسَامِيْنِيْ . وہ میرا مقابلہ کرتی تھیں۔

آپ نہایت راست گو اور پارسا تھیں۔ جب حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا پر بہتان لگایا گیا تو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ سے حضرت عائشہ کی نسبت پوچھا۔ آپ نے صاف کہہ دیا: وَ اللّٰهِ مَا عَلِمْتُ اِلَّا خَيْرًا . واللہ! مجھے عائشہ کی بھلائی کے سوا کسی چیز کا علم نہیں۔

اسی راستی سے متاثر ہو کر حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا نے فرمایا کہ میں نے کوئی عورت زینب سے دین میں بہتر، خدا سے زیادہ ڈرنے والی، زیادہ سچ بولنے والی اور زیادہ صلہ رحم اور خیرات کرنے والی نہیں دیکھی۔

ایک دفعہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کچھ مال مہاجرین میں تقسیم فرما رہے تھے۔ حضرت زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا اس معاملہ میں کچھ بول اٹھیں۔ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو ناگوار گزرا۔ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے فرمایا: عمر! ان کو جانے دو! یہ اَوَّاہ یعنی خَاشِع مُتَضَرِّع[3] ہیں۔

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔ (پ ٢٢، الاحزاب: ٤٠)۔علمیه

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور نہ تمہارے لے پالکوں کو تمہارا بیٹا بنایا یہ تمہارے اپنے منہ کا کہنا ہے۔ (پ ٢١، الاحزاب: ٤)۔علمیه

3 ......خوفِ خدا رکھنے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں گڑگڑانے والی۔

حضرت زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہا زاہدہ اور طبیعت کی فیاض تھیں۔ اپنے ہاتھ سے معاش پیدا کرتیں اور خدا کی راہ میں لٹادیتیں۔ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُ نے ان کا سالانہ وظیفہ بارہ ہزار درہم مقرر کیا تھا جو انہوں نے صرف ایک سال لیا اور اپنے حاجت مند رشتہ داروں میں تقسیم کر کے دعا مانگی کہ خدایا! یہ عطیہ مجھے اگلے سال نہ ملے۔ حضرت فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُ کو یہ خبر لگی تو انہوں نے حضرت زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہا کے لئے ایک ہزار اور بھیجا مگر حضرت زینب نے اسے بھی تقسیم کر دیا۔ آپ کی دعا قبول ہوگئی اور آئندہ سال وفات پائی۔

ایک روز آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اَزْواجِ مُطَہَّرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُنَّ سے فرمایا: اَسْرَعُکُنَّ لِحَاقًا بِیْ اَطْوَلُکُنَّ یَدًا. تم میں سے مجھ سے جلدی ملنے والی وہ ہے جس کا ہاتھ تم سب سے لمبا ہے۔

ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُنَّ اس ارشاد کو حقیقت پر محمول کرتی تھیں۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہا فرماتی ہیں کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال شریف کے بعد جب ہم کسی ایک کے حجرے میں جمع ہوتیں تو ہم دیوار پر اپنے ہاتھوں کو ناپا کرتی تھیں۔ ہمارا یہی خیال رہا یہاں تک کہ حضرت زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہا نے جو کوتاہ قد تھیں ہم سب سے پہلے انتقال فرمایا اس وقت ہماری سمجھ میں آیا کہ ارشاد مذکور میں ہاتھ کا لمبا ہونا فیاضی کی طرف اشارہ تھا۔

جب حضرت زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہا کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنا کفن تیار کر رکھا ہے۔ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُ بھی ایک کفن بھیجیں گے۔ دونوں میں سے ایک کو خیرات کر دینا۔ چنانچہ اس وصیت پر عمل کیا گیا۔ حضرت زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہا نے مدینہ منورہ میں ۲۰ھ میں پچاس یا ترپن برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ حضرت فاروق کی یہ آرزو تھی کہ خود حضرت زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہا کو قبر میں اتاریں اس لئے اَزْواجِ مُطَہَّرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُنَّ سے دریافت کیا کہ ان کو قبر میں کون اتارے؟ جواب آیا کہ جو حیات میں ان کے گھر میں داخل ہوا کرتا تھا۔

حضرت زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہا سے گیارہ حدیثیں مروی ہیں جن میں سے دو پر بخاری و مسلم کا اتفاق ہے۔[1]

1 ……شرح الزرقانی مع المواهب اللدنية، المقصد الثانی ...إلخ، الفصل الثالث فی ذكر ازواجه الطاهرات ...إلخ، ج ٤، ص ٤٠٩۔٤١٥۔علمیه

حضرت زینب بنت خُزَیْمہ ہِلالِیہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہا

آپ مساکین کو کثرت سے کھانا کھلایا کرتی تھیں اس لئے اُمُّ المَساکِین کی کُنْیَت سے مشہور تھیں۔ پہلے حضرت عبداللہ بن جَحْش رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ کے نکاح میں تھیں۔ حضرت عبداللہ نے جنگ اُحُد (۳ھ) میں وفات پائی۔ اسی سال آنحضرت صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نکاح میں آئیں اور صرف دو تین مہینے حضور صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں رہنے پائی تھیں کہ تیس سال کی عمر میں ان کا انتقال ہو گیا اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہا کے بعد یہی ایک بی بی تھیں جنہوں نے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حیات شریف میں انتقال فرمایا۔[1]

حضرت مَیمُونہ بنت حارِث ہِلالِیَّہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا

ان کی بہن اُمُّ الْفَضْل لُبَابہ کُبریٰ حضرت عباس بن عبدالمُطَّلِب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے نکاح میں تھیں۔ حضرت میمونہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا پہلے مَسْعود بن عَمْرو بن عُمَیر ثَقَفی کے نکاح میں تھیں۔ مسعود نے طلاق دے دی تو اَبُورُھْم بن عبد العُزّٰی نے ان سے شادی کر لی۔ اَبُورُھْم کے انتقال کے بعد حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ان کا نکاح مقام سَرِف میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ کر دیا۔ سَرِف ہی میں ۵۱ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور قبر میں اتارا۔ جب جنازہ اٹھانے لگے تو حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے کہا کہ یہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زوجہ ہیں ان کے جنازے کو زیادہ حرکت نہ دو آہستہ لے چلو۔ ان کی روایت سے 76 حدیثیں مروی ہیں جن میں سے سات پر بخاری و مسلم کا اتفاق ہے۔[2]

---

1 ......شرح الزرقانی مع المواھب اللدنیۃ، المقصد الثانی ...إلخ، الفصل الثالث فی ذکر ازواجہ الطاھرات ... إلخ، ج٤، ص٤١٦-٤١٨-علمیہ

2 ......شرح الزرقانی مع المواھب اللدنیۃ، المقصد الثانی ...إلخ، الفصل الثالث فی ذکر ازواجہ الطاھرات... إلخ، ج٤، ص٤١٨-٤٢٤-علمیہ

حضرت جُوَیْرِیَہ خُزَاعِیَّہ مُصْطَلَقِیَّہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا

حضرت جُوَیْرِیہ رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عَنْہا کا والد حارث بن ابی ضرار تھا جو قبیلہ بنی مُصْطَلِق کا سردار تھا۔ یہ پہلے مسافع بن صفوان مصطلقی کے نکاح میں تھیں جو ''غَزْوَہ مُرَیْسِیْع'' (۵ھ) میں قتل ہوا۔ اس غزوہ میں بہت سے لونڈی غلام مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ چنانچہ حضرت جویریہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا حضرت ثابِت بن قَیس بن شماس انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے حصہ میں آئیں مگر انہوں نے حضرت ثابِت سے نو اُوقِیہ سونے پر کتابت[1] کرلی۔ پھر رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر یوں عرض کی: ''یارسول اللّٰہ! میں حارث کی بیٹی جُوَیْرِیہ ہوں میرا حال آپ سے پوشیدہ نہیں میں ثابِت بن قیس بن شماس کے حصہ میں آئی ہوں میں نے ان سے نو اُوقیہ سونے پر کتابت کرلی ہے۔ یہ رقم میرے مقدور سے زائد ہے مگر میں نے آپ کی فیاضی کی امید پر منظور کرلی ہے اور اب اسی کا سوال کرنے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں۔'' رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: کیا تم اس سے بہتر چیز نہیں چاہتی ہو؟ انہوں نے پوچھا: وہ چیز کیا ہے؟ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ میں تمہارا زرِ کتابت ادا کر دیتا ہوں اور تم سے نکاح کرلیتا ہوں۔ حضرت جُوَیْرِیہ نے عرض کیا کہ مجھے منظور ہے۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت ثابِت کو بلایا وہ بھی راضی ہوگئے چنانچہ حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نو اوقیہ سونا ادا کر دیا اور حضرت جُوَیْرِیہ کو آزاد کر کے ان سے نکاح کرلیا۔

جب لوگوں کو اس نکاح کی خبر لگی تو انہوں نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے رشتہ مُصاہَرت[2] کی رعایت سے بنی مُصْطَلَق کے باقی تمام لونڈی غلاموں کو آزاد کر دیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کا ارشاد ہے کہ ''ہم نے کوئی عورت ایسی نہیں دیکھی جو اپنی قوم کے لئے جُوَیْرِیہ سے بڑھ کر باعث برکت ہو کیونکہ ان کے سبب سے بنی مُصْطَلَق کے سینکڑوں گھرانے آزاد ہوگئے۔''

---

1 ...... آقا کا اپنے غلام سے مال کی ادائیگی کے بدلے اس کی آزادی کا معاہدہ کرنا کتابت کہلاتا ہے اور جو مال مقرر ہوا سے بدلِ کتابت کہتے ہیں۔ علمیہ

2 ......سسرالی رشتہ۔

جب حضرت جُوَیْرِیہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نکاح میں آئیں تو ان کی عمر بیس سال تھی۔ ان کا نام بَرّہ تھا حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بدل کر جویریہ رکھا۔ ربیع الاوّل ۵۰ھ میں انتقال فرماگئیں اور مدینہ منورہ جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ ان کی روایت سے سات حدیثیں منقول ہیں جن میں سے دو بخاری میں اور دو مسلم میں اور باقی دیگر کتب میں ہیں۔[1]

حضرت صَفِیَّہ اِسرائِیلِیَّہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا

باپ کا نام حُیَیّ بن اَخْطَب تھا جو بنونَضِیر کا سردار تھا۔ ماں کا نام ضرر تھا جو بنوقُرَیْظَہ کے سردار سَمَوْال کی بیٹی تھی۔ حضرت صفیہ کی پہلی شادی سلام بن مِشْکَم قُرَیْظی سے ہوئی۔ طلاق کے بعد کِنانہ بن ابی الحُقَیق کے نکاح میں آئیں۔ جب غزوۂ خیبر (۷ھ) میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بنو ابی الحُقَیق کا قلعہ قَمُوص فتح کیا تو کِنانہ قتل ہوا۔ حضرت صفیہ کا باپ اور بھائی کام آئے خود بھی گرفتار ہوئیں۔ جب خَیْبَر کے تمام قیدی جمع کیے گئے تو دِحْیَہ کَلْبی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ایک لونڈی کی درخواست کی۔ حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ جاؤ ایک لونڈی لے لو۔ چنانچہ انہوں نے حضرت صَفِیَّہ کو لے لیا۔ ایک صحابی نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی: ''یارسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ نے صَفِیَّہ جو رَئیسۂ قُرَیْظہ و نضیر تھی دِحْیَہ کو عطا فرمادی وہ تو آپ ہی کے لائق ہے۔'' اس پر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دِحْیَہ کَلْبی کو دوسری لونڈی عطا فرمادی اور خود صفیہ کو آزاد کرکے ان سے نکاح کرلیا۔ جب خیبر سے روانہ ہو کر صَہْبَاء میں پہنچے تو رَسْمِ عُروسی ادا کی گئی اور لوگوں سے ماحضر جمع کرکے دعوتِ وَلیمہ دی گئی۔

حضرت صَفِیَّہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا نے تقریباً ساٹھ سال کی عمر میں ۵۰ھ میں انتقال فرمایا اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ ان کی روایت سے دس حدیثیں منقول ہیں جن میں صرف ایک متفق علیہ ہے۔[2]

---

1 ......شرح الزرقانی مع المواهب اللدنية، المقصد الثانی ...إلخ، الفصل الثالث فی ذكر ازواجه الطاهرات ... إلخ، ج٤، ص٤٢٤-٤٢٨-علميه

2 ......شرح الزرقانی مع المواهب اللدنية، المقصد الثانی ...إلخ، الفصل الثالث فی ذكر ازواجه الطاهرات .. .إلخ، ج٤، ص٤٢٨، ٤٣٦-علميه

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اَولادِ کرام

پہلے ذکر آچکا ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تمام اولاد سوائے ابراہیم کے جو حضرت ماریہ قبطیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کے بطن مبارک سے تھے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا سے تھی۔ صاحبزادیاں بالاتفاق چار تھیں۔ چاروں نے زمانہ اسلام پایا اور شرف ہجرت حاصل کیا مگر صاحبزادوں کی تعداد میں اختلاف ہے۔ قاسم وابراہیم پر اتفاق ہے۔ بقول زُبیر بن بَکار (متوفی ۲۵۶ھ) صاحبزادے تین تھے۔ قاسم، عبدالرحمٰن (جن کو طیّب وطاہر بھی کہتے تھے)، ابراہیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم اَجْمَعِیْن۔ اکثر اہل نسب کی یہی رائے ہے۔ [1]

حضرتِ قاسِم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اَولادِ کرام میں حضرت قاسم بِعْثَت سے پہلے پیدا ہوئے اور قبلِ بِعْثَت ہی سب سے پہلے انتقال فرما گئے۔ ابن سعد نے بروایت محمد بن جُبَیر بن مُطْعِم نقل کیا ہے کہ دو سال زندہ رہے۔ بقولِ مجاہد سات دن اور بقولِ مُفَضَّل بن غسّان غلابی تیرہ مہینے زندہ رہے۔ ابن فارس کہتے ہیں کہ سِنِ تمیز کو پہنچ گئے تھے۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی کنیت ابوالقاسم ان ہی کے نام پر ہے۔ [2]

حضرت زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا

صاحبزادیوں میں سب سے بڑی تھیں۔ بِعْثَت سے دس سال پہلے جب آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عمر مبارک تیس سال کی تھی پیدا ہوئیں۔ ان کی شادی ان کے خالہ زاد بھائی ابوالعاص لقیط بن ربیع سے ہوئی۔ ابوالعاص حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی بہن ہالہ کے بطن سے تھے۔ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے کہنے سے ان کا نکاح بِعْثَت سے پہلے حضرت زینب سے کر دیا تھا۔ جب حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

---

1 ......شرح الزرقانی مع المواھب اللدنیة، المقصد الثانی ...إلخ، الفصل الثانی فی ذکر اولادہ الکرام ... إلخ، ج٤، ص ٣١٣۔٣١٤۔علمیه

2 ......شرح الزرقانی مع المواھب اللدنیة، المقصد الثانی ... إلخ، الفصل الثانی فی ذکر اولادہ الکرام ... إلخ، ج٤، ص ٣١٦۔٣١٧۔علمیه

وَسَلَّم کو منصب رسالت عطا ہوا تو حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صاحبزادیاں آپ پر ایمان لائیں مگر ابوالعاص شرک پر قائم رہا۔ اسی طرح حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بِعْثَت سے پہلے اپنی صاحبزادی رُقَیّہ کا نکاح عُتْبَہ بن اَبی لَہَب سے اور ام کلثوم کا نکاح عتیبہ بن ابی لہب سے کر دیا تھا۔

جب آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تبلیغ کا کام شروع کیا تو قریش نے آپس میں کہا کہ محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم) کی بیٹیاں چھوڑ دو اور ان کو اس طرح تکلیف پہنچاؤ۔ چنانچہ وہ ابوالعاص سے کہنے لگے کہ تو زینب کو طلاق دیدے ہم تیرا نکاح قریش کی جس لڑکی سے تو چاہے کرا دیتے ہیں۔ ابوالعاص نے انکار کیا مگر ابولہب کے بیٹوں نے حضرت رُقَیّہ واُمّ کُلْثُوم کو ہم بستری سے پیشتر طلاق دے دی۔

اگرچہ اسلام نے حضرت زینب وابوالعاص میں تفریق کر دی تھی مگر مسلمانوں کے ضعف کے سبب سے عمل درآمد نہ ہوسکا یہاں تک کہ ہجرت وقوع میں آئی۔ جب قریش جنگ کے لئے بدر آئے تو ابوالعاص بھی ان کے ساتھ آئے اور گرفتار ہو گئے۔ حضرت زینب نے ان کے بھائی عَمْرو کے ہاتھ مکہ سے ان کا فدیہ بھیجا جس میں وہ ہار بھی تھا جو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا نے حضرت زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کو پہنا کر پہلے پہل ابوالعاص کے ہاں بھیجا تھا۔ جب حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس ہار کو دیکھا تو آپ پر نہایت رقت طاری ہوگئی اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کا زمانہ یاد آ گیا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ارشاد سے صحابہ کرام نے فدیہ واپس کر دیا اور ابوالعاص کو بھی چھوڑ دیا۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ابوالعاص سے وعدہ لیا کہ مکہ جا کر حضرت زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کو مدینہ بھیج دیں گے۔

جب ابوالعاص مکہ روانہ ہوئے تو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے زید بن حارثہ اور ایک انصاری کو بھیجا کہ حضرت زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کو ''بطنِ یاجج'' سے مدینہ لے آئیں۔ ابوالعاص نے مکہ میں پہنچ کر ایفائے وعدہ کیا اور حضرت زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا سے کہہ دیا کہ تم اپنے والد کے ہاں چلی جاؤ۔ حضرت زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا نے چپکے چپکے سفر کی تیاری کی۔ ابوالعاص کے بھائی کنانہ نے اونٹ پر سوار کر لیا اور تیر و کمان لے کر دن کے وقت روانہ ہوا۔ قریش کے چند آدمیوں نے تعاقب کیا اور ذوطویٰ میں جا گھیرا۔ ہَبار بن اَسْوَد جو بعد میں ایمان لایا آگے بڑھا۔

اس نے حضرت زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کو نیزہ سے ڈرا کر اونٹ سے گرا دیا۔ وہ حاملہ تھیں حمل ساقط ہو گیا۔ یہ دیکھ کر کنانہ نے ترکش [1] میں سے تیر نکال کر زمین پر رکھ لئے اور کہنے لگا: ''جو شخص میرے نزدیک آئے گا وہ تیر سے بچ کر نہ جائے گا۔'' یہ سن کر لوگ پیچھے ہٹ گئے۔ ابو سفیان نے کہا: ''ٹھہرو! ہماری بات سن لو۔'' اس پر کنانہ رک گیا۔ ابو سفیان بولا: ''ہمیں محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے ہاتھ سے جو مصیبتیں پہنچی ہیں وہ تمہیں معلوم ہیں اب اگر تم دن دہاڑے ان کی لڑکی کو لے جاؤ گے تو لوگ اسے ہماری کمزوری پر محمول کریں گے ہمیں زینب کو روکنے کی ضرورت نہیں جب شور ہنگامہ کم ہو جائے گا تو رات کو اسے چوری چھپے لے جانا۔'' کنانہ نے اس رائے کو تسلیم کیا اور چند روز کے بعد ایک رات حضرت زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کو اونٹ پر سوار کر کے لے آیا اور زید اور انصاری کے حوالہ کر دی۔ وہ دونوں ان کو مدینہ لے آئے۔

جُمادَی الاُولٰی ٦ھ میں ابو العاص ایک قافلۂ قریش کے ساتھ بغرض تجارت ملک شام کو گئے۔ ان کے پاس قریش کا بہت سامال تھا۔ مقام عیص کے نواح میں ان کو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ایک سریہ ملا جو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بسر کردگی حضرت زید بن حارثہ بھیجا تھا۔ اس سریہ نے ابو العاص کا تمام مال لے لیا ابو العاص ہمراہیوں سمیت گرفتار ہو گئے۔ حضرت زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا نے ابو العاص کو پناہ دی۔ صبح کو جب آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نماز فجر سے فارغ ہوئے تو حضرت زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا نے پکار کر کہا کہ میں نے ابو العاص کو پناہ دی ہے مسلمانوں میں سے ایک ادنیٰ شخص پناہ دے سکتا ہے اس لئے ہم نے بھی اس کو پناہ دی۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ مجھے یہ معلوم نہ تھا۔ اس کے بعد رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سفارش پر ابو العاص کا تمام مال واپس کر دیا گیا۔ ابو العاص نے مکہ میں پہنچ کر وہ مال قریش کے حوالہ کر دیا۔ پھر کہا: اے گروہ قریش! کیا تم میں سے کسی کا مال میرے ذمے باقی ہے؟ سب بولے کہ نہیں۔ خدا تجھے جزائے خیر دے۔ بعد اَزاں ابو العاص نے کلمہ شہادت پڑھ کر کہا: ''اللّٰہ کی قسم! حضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس اسلام لانے سے مجھے یہی امر مانع ہوا کہ تم گمان کرتے کہ میں نے صرف تمہارے مال ہضم کر جانے کے لئے ایک حیلہ کیا ہے۔ اس کے بعد ابو العاص نے محرم ٧ھ میں مدینہ آکر اظہار اِسلام کیا اور آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کو نکاحِ اَوّل یا نکاحِ جدید کے ساتھ ان کے حوالہ کر دیا۔

---

[1] ...... تیردان۔

حضرت زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھا نے ۸ھ میں انتقال فرمایا۔ اُمِّ اَیمن سَودہ بنت زَمعہ اور اُمِّ سلمہ نے غسل دیا اور رسول اللّٰه صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور ابوالعاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے قبر میں اتارا۔

حضرت زینب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھا کی اولاد ایک لڑکا علی نام اور ایک لڑکی اُمامہ تھی۔ حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنی والدہ ماجدہ کی زندگی میں چھوٹی عمر میں قریب بلوغ کے وفات پائی۔ ابن عساکر کہتے ہیں کہ بعض اہل نسب نے ذکر کیا ہے کہ وہ جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اُمامہ سے بڑی محبت تھی۔ نماز میں بھی ان کو اپنے کندھے پر رکھ لیتے جب رکوع کرتے تو اتار دیتے اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو پھر سوار کر لیتے۔ ایک دفعہ نجاشی نے حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلام کی خدمت میں ایک حلہ بھیجا جس میں ایک سونے کی انگوٹھی تھی انگوٹھی کا نگینہ حبشی تھا۔ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے وہ انگوٹھی اُمامہ کو عطا فرمائی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھا بیان فرماتی ہیں کہ ایک روز کسی نے حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں ہدیہ بھیجا جس میں ایک زَرّین ہار[1] تھا۔ اَزْواجِ مُطَہَّرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ سب ایک مکان میں جمع تھیں اُمامہ مکان کے ایک گوشہ میں مٹی سے کھیل رہی تھیں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہم سب سے پوچھا کہ یہ ہار کیسا ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ اس سے خوبصورت وعجیب ہار ہمارے دیکھنے میں نہیں آیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ میں اسے اپنے محبوب ترین اہل کو دونگا۔ اَزْواجِ مُطَہَّرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ سمجھیں کہ عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھا کو ملے گا مگر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اُمامہ کو بُلایا اور اپنے دست مبارک سے وہ ہار ان کے گلے میں ڈال دیا۔

حضرت ابوالعاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ حضرت زبیر بن العوام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے اُمامہ کے نکاح کر دینے کی وصیت کر گئے تھے۔ حضرت فاطمہ زہراء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھا نے مرتے وقت حضرت علی مرتضی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے وصیت کی کہ میرے بعد اُمامہ سے نکاح کر لینا اس لئے حضرت زہراء کے بعد حضرت زبیر نے امامہ کا نکاح حضرت علی سے کر دیا۔ حضرت علی نے حضرت مُغیرہ بن نَوفَل سے وصیت کی کہ میرے بعد تم امامہ سے نکاح کر لینا۔ چنانچہ

1 ......سونے کا ہار۔

حضرت مغیرہ نے حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کی شہادت کے بعد امامہ سے نکاح کرلیا اور ان سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام یحییٰ تھا۔ بعضے کہتے ہیں کہ اُمامہ کی کوئی اولاد نہیں۔ حضرت اُمامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا نے حضرت مُغیرہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہ کے ہاں وفات پائی۔ (1)

حضرت رُقَیَّہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا

حضرت رُقیہ اور اُمِّ کُلثوم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا دونوں کی شادی اَبُولَہَب کے بیٹوں سے ہوئی تھی جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ جب رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تبلیغ کا کام شروع کیا تو ابولہب لعین نے اپنے بیٹوں سے کہا: ''اگر تم محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی بیٹیوں سے علیحدگی اختیار نہیں کرتے تو تمہارے ساتھ میری نشست و برخاست حرام ہے۔'' عُتْبہ اور عُتَیْبَہ دونوں نے باپ کے حکم کی تعمیل کی۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے رُقَیَّہ کا نکاح حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے کردیا۔

نکاح کے بعد حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرت رُقیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ ان کے ہاں وہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام عبد اللّٰہ تھا۔ عبد اللّٰہ نے اپنی ماں کے بعد ۴ھ میں چھ برس کی عمر میں وفات پائی۔

حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ حبشہ سے مکہ میں آئے اور مکہ سے دونوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ ایام بدر میں حضرت رُقَیَّہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا بیمار تھیں اس لئے حضرت عثمان ان کی تیمارداری کے لئے غزوۂ بدر میں شامل نہ ہوئے۔ جس روز حضرت زید بن حارثہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فتح کی بشارت لے کر مدینہ میں آئے اسی روز حضرت رقیہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہا نے بیس سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم غزوۂ بدر کے سبب جنازہ میں شریک نہ ہوسکے۔

حضرتِ اُمِّ کُلثُوم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا

کنیت کے ساتھ ہی مشہور ہیں۔ پہلے عُتَیْبَہ بن ابی لہب کے نکاح میں تھیں۔ جب عُتَیْبَہ نے ان کو اپنے باپ

1 ......شرح الزرقانی مع المواھب اللدنیۃ، المقصد الثانی...إلخ، الفصل الثانی فی ذکر اولادہ الکرام، ج٤، ص ٣١٨-٣٢٢۔ علمیہ

کے کہنے سے طلاق دی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے گستاخی سے پیش آیا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّم کی قمیص پھاڑ دی تو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زبان مبارک سے نکلا: ''یااللہ! اپنے کتوں میں سے ایک کتے کو اس پر مسلط کردے۔'' کچھ مدت کے بعد ابولہب اور عُتَیْبَہ بغرض تجارت ایک قافلہ کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک راہب کے صَوْمَعَہ[1] کے پاس اترے، راہب نے کہا کہ یہاں درندے بہت ہیں۔ ابولہب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تمہیں میری عمر اور میرا حق معلوم ہے؟ وہ بولے کہ ہاں! ابولہب نے کہا کہ محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے میرے بیٹے پر بددعا کی ہے۔ تم اپنی متاع صومعہ پر جمع کردو اور عُتَیْبَہ کے لئے اس کے اوپر بستر کر دو اور خود اس کے گرداگرد سو جاؤ! چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ رات کو ایک شیر آیا اس نے سب کو سونگھا پھر متاع پر کود کر عُتَیْبَہ کو پھاڑ ڈالا۔ اہل قافلہ نے ہر چند شیر کو تلاش کیا مگر نہ ملا۔

حضرت رُقیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کے بعد ربیع الاوّل ۳ھ میں ام کلثوم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کا نکاح حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ہوا اور شعبان ۹ھ میں انتقال ہوا۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نماز جنازہ پڑھائی۔[2]

حضرت فاطمہ زہراء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا

فاطمہ نام، زہرا اور بَتُول لقب ہیں، جمال و کمال کے سبب سے زہراء کہلاتی تھیں اور ماسوا سے اِنْقِطاع کی وجہ سے بَتُول تھیں۔ بِعْثَت کے پہلے سال یا بِعْثَت سے ایک سال پہلے یا پانچ سال پہلے بنا بر اختلافِ روایات پیدا ہوئیں۔[3]

ہجرت کے دوسرے سال آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کا نکاح حضرت علی مرتضی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہٗ سے کردیا۔ آپ نے حضرت علی سے پوچھا کہ ادائے مہر کے واسطے تمہارے پاس کچھ ہے؟ حضرت علی نے جواب

---

1 ......گرجا۔

2 ......شرح الزرقانی مع المواهب اللدنية، المقصد الثانی ...إلخ، الفصل الثانی فی ذکر اولاده الکرام ... إلخ، ج٤، ص ٣٢٢-٣٢٧۔علميه

3 ......شرح الزرقانی مع المواهب اللدنية، المقصد الثانی ...إلخ، الفصل الثانی فی ذکر اولاده الکرام ... إلخ، ج٤، ص ٣٣١-٣٣٣۔علميه

دیا کہ ایک گھوڑا اور زِرہ ہے۔ فرمایا کہ گھوڑا جہاد کے لئے ضروری ہے زِرہ کو فروخت کرڈالو۔ چنانچہ وہ زِرہ حضرت عثمان غنی نے 480 درہم کو خریدی۔ حضرت علی نے قیمت لاکر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے آگے ڈال دی۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس میں سے کچھ حضرت بلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دیا کہ خوشبو خرید لائیں اور باقی جہیز وغیرہ کے لئے اُمِّ سُلَیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کے حوالہ کیا، اس طرح عقد ہوگیا۔ جہیز میں یہ چیزیں تھیں: [1] ایک لحاف، ایک چمڑے کا تکیہ جس میں درخت خرما [2] کی چھال بھری ہوئی تھی، دو چکیاں، ایک مشک، دو گھڑے۔ اسی سال ماہ ذُوالحِجّہ میں رَسمِ عُروسی ادا کی گئی۔ حضرت علی مُرتَضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم نے ادائے رسم کے لئے مکان کرایہ پر لیا۔ پھر حضرت حارِثہ بن نعمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دے دیا۔ [3]

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنے اہل میں فاطمہ سب سے پیاری تھیں۔ جب سفر پر جایا کرتے تو اَخیر میں فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا سے مل کر جاتے جب واپس آتے تو سب سے پہلے فاطمہ سے ملتے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرمایا کرتے تھے کہ فاطمہ میرا پارۂ گوشت ہے جس نے فاطمہ کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔ فاطمہ ہی کی نسبت حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد ہے: خير نساء هذه الامة. سيدة نساء العالمين. سيدة نساء اهل الجنة. سيدة نساء المومنين. افضل نساء الجنة. [4]

صاحبزادیوں میں صرف حضرت فاطمہ زہراء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا سے حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کا سلسلہ نسب جاری ہے اور قیامت تک رہے گا۔

حضرت فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کو گھر کا تمام کام کرنا پڑتا تھا۔ ایک روز خبر لگی کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

---

1 ......طبقات ابن سعد، جزء ثامن، ترجمہ زہراء۔......(الطبقات الكبرى، تسمية النساء المسلمات والمهاجرات من قريش...الخ، باب ما ذكر بنات رسول الله، ج٨ ص١٩ ......شرح الزرقاني مع المواهب اللدنية، المقصد اوّل ...إلخ، ذكر تزويج على بفاطمة رضى الله عنها، ج٢، ص ٣٥٧-٣٦٠-علميه)

2 ......کھجور کے درخت۔

3 ......وفاء الوفاء للسمہودی۔......(الاصابة فى تمييز الصحابة، كتاب النساء، حرف الفاء، فاطمة الزهراء: ١١٥٨٧، ج٨، ص٢٦٤-علميه)

4 ......شرح الزرقاني مع المواهب اللدنية، المقصد الثاني...إلخ، الفصل الثاني فى ذكر اولاده الكرام، ج٤، ص ٣٣٤-٣٣٦-علميه

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس لونڈی غلام آئے ہیں اس لئے وہ ایک خادمہ کی درخواست کرنے کے لئے حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دولت خانہ میں آئیں۔ آخر کار بارگاہِ رسالت سے جو جواب ملا اس کا ذکر پہلے آچکا ہے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

خانگی[1] معاملات میں بعض دفعہ حضرت علی و فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا میں رنجش ہو جایا کرتی تھی تو حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام دونوں میں مصالحت کروا دیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک روز کا ذکر ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت فاطمہ زہراء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کے دولت خانہ میں تشریف لے گئے۔ حضرت علی کو وہاں نہ پایا آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت زہراء سے (محاورۂ عرب کے موافق) پوچھا کہ میرے چچا کا بیٹا کہاں ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم دونوں میں کچھ اَن بَن ہو گئی ہے وہ ناراض ہو کر نکل گئے اور میرے ہاں قَیلُولہ نہیں فرمایا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک شخص سے فرمایا کہ دیکھو تو کہاں ہیں؟ اس نے آکر عرض کیا: یارسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وہ مسجد میں سوئے ہوئے ہیں۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مسجد میں تشریف لے گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ پہلو کے بل لیٹے ہوئے ہیں چادر پہلو سے گری ہوئی ہے اور خاک آلود ہو رہے ہیں۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خاک جھاڑنے لگے اور فرمایا: اے ابوتراب! اٹھ بیٹھو۔ اس حدیث کے راوی حضرت سُہَل بن سعد بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی کو اس نام سے پیارا کوئی نام نہ تھا۔[2] (صحیحین)

فتح مکہ کے بعد حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ابوجہل کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہا۔ حضرت زہرا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا نے سنا تو رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر کہنے لگیں: ''آپ کو قوم کہتی ہے کہ آپ اپنی صاحبزادیوں کے لئے ناراض نہیں ہوتے۔ یہ دیکھئے کہ علی ابوجہل کی لڑکی سے نکاح کرنے لگے ہیں۔'' یہ سن کر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''**اما بعد!** میں نے ابوالعاص سے اپنی صاحبزادی کا نکاح کر دیا۔ اس نے مجھ سے بات کہی اور سچ کر دکھائی مجھ سے وعدہ کیا اور پورا کر دیا۔ فاطمہ میرا گوشت پارہ ہے میں پسند نہیں کرتا کہ

---

1 ......گھریلو۔

2 ......صحیح البخاری، کتاب: فضائل اصحاب النبی، باب مناقب علی بن ابی طالب ... الخ، الحدیث: ۳۷۰۳، ج۲، ص۵۳۵۔ علمیہ

اسے تکلیف پہنچے۔ اللہ کی قسم! رسول خدا کی لڑکی اور دشمن خدا کی لڑکی ایک شخص کے ہاں جمع نہ ہوں گی۔'' یہ سن کر حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجھَہُ الْکَرِیْم نے خواستگاری [1] چھوڑ دی۔ [2]

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال شریف کے بعد حضرت فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کبھی ہنستی نہ دیکھی گئیں اور وصال شریف کے چھ ماہ بعد ۳ رمضان ۱۱ھ میں انتقال فرما گئیں۔ حضرت عباس نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بقیع میں رات کے وقت دفن ہوئیں۔ حضرات علی و عباس و فضل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم نے قبر میں اتارا۔ [3]

حضرت زہراء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کی اولاد تین لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں۔ امام حسن و امام حسین جو اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ محسن و رُقیہ جو بچپن میں انتقال کر گئے۔ ام کلثوم جن کی شادی حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے ہوئی۔ زینب جن کا نکاح عبد اللہ بن جعفر سے ہوا۔ ان میں سے سوائے حضرات حسنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُما کے کسی سے نسل نہیں رہی۔ [4]

حضرت عبد اللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کی اولاد میں یہ سب سے چھوٹے ہیں۔ بعثت کے بعد پیدا ہوئے اور بچپن میں انتقال فرما گئے۔ طَیِّب و طاہر ان ہی کے لقب ہیں۔ [5]

حضرت ابراھیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سب سے آخری اولاد ہیں۔ ذی الحجہ ۸ھ میں مقام

---

1 ......نکاح کا پیغام بھیجنا۔

2 ......شرح الزرقانی مع المواھب اللدنیۃ، المقصد الثانی ...إلخ، الفصل الثانی فی ذکر اولادہ الکرام، ج ٤، ص ٣٣٥۔علمیہ

3 ......الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، کتاب النساء، حرف الفاء، فاطمۃ الزھراء: ١١٥٨٧، ج ٨، ص ٢٦٨۔علمیہ

4 ......شرح الزرقانی مع المواھب اللدنیۃ، المقصد الثانی ...إلخ، الفصل الثانی فی ذکر اولادہ الکرام، ج ٤، ص ٣٣٩ ...... الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، کتاب النساء، فیمن عرف بالکنیۃ من النساء، حرف الکاف، ام کلثوم بنت علی: ١٢٢٣٧، ج ٨، ص ٤٦٥ ...... الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، کتاب النساء، حرف الزای المنقوطۃ، زینب بنت علی: ١١٢٦٧، ج ٨، ص ١٦٦ ......سبل الھدی والرشاد، فی بعض مناقب السیدۃ فاطمۃ ...إلخ، ج ١١، ص ٥١۔علمیہ

5 ......شرح الزرقانی مع المواھب اللدنیۃ، المقصد الثانی ...إلخ، الفصل الثانی فی ذکر اولادہ الکرام، ج ٤، ص ٣١٤۔علمیہ

عالیہ [1] میں جہاں ان کی والدہ حضرت ماریہ قبطیہ رہا کرتی تھیں پیدا ہوئے۔ اسی سبب سے عالیہ کو مَشْرَبہ اُمّ ابراہیم بھی کہنے لگے تھے۔ ابورافع کی بیوی سلمٰی نے جو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یا آپ کی پھوپھی صفیہ کی لونڈی تھیں دایہ گری کی خدمت انجام دی۔ جب ابورافع نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ان کی ولادت کی بشارت دی تو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ابورافع کو ایک غلام عطا فرمایا۔ ساتویں دن عقیقہ دیا اور سر کے بالوں کے برابر چاندی خیرات کی اور حضرت ابراہیم کے نام پر ابراہیم نام رکھا۔

دودھ پلانے کے لئے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ابراہیم کو اُمّ سَیْف کے حوالہ کیا۔ اُمّ سَیْف کا شوہر ابوسیف لوہار تھا۔ حضرت اَنَس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّم ابراہیم کو دیکھنے کے لئے عَوالی مدینہ میں تشریف لے جایا کرتے تھے ہم آپ کے ساتھ ہوا کرتے حضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ابراہیم کو گود میں لے کر چوما کرتے۔ گھر دھوئیں سے پُر ہوا کرتا، بعض دفعہ میں پیشتر پہنچ کر ابو سیف کو اطلاع کر دیتا کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف لا رہے ہیں دھواں نہ کرو۔ یہ سن کر ابوسیف اپنا کام بند کر دیتے۔

حضرت ابراہیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اُمّ سَیْف ہی کے ہاں انتقال فرمایا۔ حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو خبر ہوئی کہ ابراہیم حالت نزع میں ہے۔ اس وقت عبدالرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ آپ کے پاس تھے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان کو ساتھ لے کر وہاں پہنچے دیکھا کہ نزع کی حالت ہے گود میں اٹھا لیا آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ عبدالرحمٰن نے عرض کیا: یارسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ ایسا کرتے ہیں! فرمایا: ابن عوف! یہ رحمت و شفقت (میت پر) ہے۔ پھر فرمایا: ''ابرہیم! ہم تیری جدائی سے غمگین ہیں آنکھیں اشکبار ہیں دل غمگین ہے ہم وہی کہتے ہیں جس سے ہمارا رب راضی ہو۔''

چھوٹی سی چارپائی پر جنازہ اٹھایا گیا۔ بقیع میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نماز جنازہ پڑھائی حضرت عثمان بن مَظْعُون رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی قبر سے متصل دفن ہوئے۔ فضل و اسامہ نے قبر میں اتارا رسول اللّٰہ صَلَّی

[1] ...... مدینہ منورہ کے بالائی حصہ کی آبادی کو عالیہ یا عوالی مدینہ کہتے ہیں۔

اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قبر کے کنارے کھڑے تھے آپ کے ارشاد سے ایک انصاری پانی کی مشک لایا اور قبر پر چھڑک دیا اور شناخت کے لئے ایک نشان قائم کیا گیا جیسا کہ حضرت عثمان کی قبر پر کیا گیا تھا۔ حضرت ابراہیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی عمر حسب روایت صحاح 17 یا 18 ماہ تھی۔

عرب جاہلیت کا اِعتقاد تھا کہ جب کوئی بڑا شخص مرجاتا یا کوئی حادثہ عظیم وقوع میں آتا ہے تو سورج یا چاند میں گہن لگ جاتا ہے۔ اتفاق سے حضرت ابراہیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی وفات کے دن سورج میں گہن لگ گیا تھا اس لئے لوگ کہنے لگے کہ یہ ابراہیم کی موت کے سبب سے ہے۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ سورج چاند خدا تعالیٰ کے دو نشان ہیں کسی کی موت سے ان میں گہن نہیں لگتا۔ [1]

اعتراض: یہود و نصاریٰ اور ان کے کاسہ لیس [2] آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی کثرتِ اِزدواج پر طعن کرتے ہیں اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان میں دَرِیدہ دہنی [3] کرتے ہیں۔

جواب: اس اعتراض کا جواب اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں یوں دیا ہے:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ؕ (رعد، ع ۶) اور البتہ بیشک ہم نے تجھ سے پہلے پیغمبر بھیجے اور ان کو عورتیں اور اولاد دی۔ [4]

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے خطاب فرماتا ہے کہ آپ سے پہلے جو پیغمبر گزرے ہیں ہم نے ان کو عورتیں دیں جیسا کہ تجھ کو دیں۔ اس کی تفصیل بائبل میں پائی جاتی ہے چنانچہ حضرت ابراہیم کے ہاں تین بیویاں تھیں۔ (پیدائش، باب ۱۱، آیہ ۲۹، باب ۱۶، آیہ ۳، باب ۲۵، آیہ اول) حضرت یعقوب عَلَیْہِ السَّلَام کی چار بیویاں تھیں۔ (پیدائش، باب ۲۹، باب ۳۰، آیہ ۴، ۹) ان چار میں سے راحیل کی نسبت لکھا ہے: ''راحیل خوبصورت اور خوشنما تھی۔ یعقوب (نکاح سے پہلے) راحیل پر عاشق تھا۔'' (پیدائش، باب ۲۹، آیہ ۱۷، ۱۸)

حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی دو بیویاں تھیں۔ (خروج، باب ۲، آیہ ۲۱۔ اعداد، باب ۱۲، آیہ اول) حضرت جدعون نبی

---

1 ......سبل الهدى والرشاد، في الباب الخامس في بعض مناقب سيدنا ابراهيم ...إلخ، ج ١١، ص ٢١-٢٤-علمیه

2 ......ان کے نقش قدم پر چلنے والے۔ 3 ......گستاخی۔

4 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور بیشک ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے اور ان کے لیے بیبیاں اور بچے کئے۔ (پ ۱۳، الرعد: ۳۸)۔ علمیه

کی بہت سی بیویاں تھیں جن سے ستر لڑکے پیدا ہوئے۔ (اقضاۃ، باب ۸، آیہ ۳۰) حضرت داوٗد عَلَیْہِ السَّلام کے ہاں بہت سی بیویاں تھیں۔ (اول سموئیل، باب ۱۸، آیہ ۲۷۔ باب ۲۵، آیہ ۴۲، ۴۳۔ دوم سموئیل، باب ۳، آیہ ۲ تا ۵۔ باب ۵، آیہ ۱۳) حضرت داوٗد نے حالت پیری میں ابی ساج سونمی سے نکاح کیا تاکہ وہ گرم رہیں۔ (اول سلاطین، باب اول) حضرت سلیمان عَلَیْہِ السَّلام کے ہاں بہت عورتیں تھیں۔ چنانچہ اول سلاطین (باب ۱۱، آیہ ۳، ۴) میں یوں ہے:

''اس کی سات سو جورواں بیگمات تھیں اور تین سو حرمیں[1] اور اس کی جوروں نے اس کے دل کو پھیرا کیونکہ ایسا ہوا کہ جب سلیمان بوڑھا ہوا تو اس کی جوروں نے اس کے دل کو غیر معبودوں کی طرف مائل کیا۔''

پس ثابت ہوا کہ ''ایک سے زائد زوجہ کا ہونا'' نبوت کے منافی نہیں۔ بائبل میں جو پیغمبروں کی نسبت دَرِیدہ دہنی[2] کی گئی ہے ہم اسے غلط سمجھتے ہیں اور پیغمبروں کو معصوم جانتے ہیں۔ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام.

حدیث شریف میں وارد ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: حُبِّبَ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا النِّسَاءُ وَالطِّیْبُ وَجُعِلَ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ. دنیا سے میرے لئے عورتیں اور خوشبو محبوب بنائی گئی اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں بنائی گئی۔[3]

اس حدیث کے معنی میں دو قول بیان کیے جاتے ہیں: ایک یہ کہ حُبِّ اَزواج، زیادہ مُوجِبِ اِبتِلاء و تکلیف اور بمُقتَضَائے بَشَرِیَّت[4] آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ادائے رسالت سے غافل ہونے کا اندیشہ ہے مگر اس کے باوجود حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس سے کبھی بھی غافل نہ رہے تو اس سے معلوم ہوا کہ حب نسا میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے مشقت زیادہ اور اَجرا عظم ہے۔

دوسرے یہ کہ حب نساء اس واسطے ہوا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خلوات اپنی ازواج کے ساتھ ہوں اور مشرکین جو آپ کو ساحر و شاعر ہونے کی تہمت لگاتے تھے وہ جاتی رہے۔ بس عورتوں کا محبوب بنایا جانا آپ کے

---

1 ......کنیزیں۔ 2 ......گستاخی۔

3 ......سنن نسائي، كتاب عشرة النساء، باب حب النساء، الحديث: ٣٩٤٥، ص ٦٤٤۔ علميه

4 ......بشری تقاضے کے تحت۔

حق میں لطف ربانی ہے۔ غرض بہر صورت یہ حب آپ کے لئے باعث فضیلت ہے۔[1]

اس حدیث کے اَخیر میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ وہ محبت آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے اپنے پروردگار کے ساتھ کمالِ مناجات سے مانع نہیں بلکہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم باوجود اس محبت کے اللہ تعالٰی کی طرف ایسے متوجہ ہیں کہ اس کی مناجات میں آپ کی آنکھیں ٹھنڈی رہتی ہیں اور ماسوا میں آپ کے لیے ٹھنڈک نہیں۔ پس حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت حقیقت میں صرف اپنے خالق تبارک وتعالٰی کے لئے ہے اور حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ حُبِّ نساء جُب حقوق عبودیت کے ادا میں مخل نہ ہو بلکہ اِنقطاع الی اللّٰہ[2] کے لئے ہو تو وہ ازقبیل کمال ہے ورنہ ازقبیل نقصان ہے۔[3]

شیخ تقی الدِّین سُبکی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو جو چار سے زیادہ ازواج کی اجازت دی گئی۔ اس میں یہ بھید ہے کہ اللہ تعالٰی نے چاہا کہ بَواطنِ شریعت وظواہرِ شریعت[4] اور وہ امور جن کے ذکر سے حیا آتی ہے اور وہ جن کے ذکر سے شرم نہیں آتی۔ یہ سب بطریق نقل امت تک پہنچ جائیں چونکہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لوگوں میں سب سے زیادہ شرمیلے[5] تھے اس لئے اللہ تعالٰی نے آپ کے لئے چار سے زائد عورتیں جائز کردیں جو شرع میں سے نقل کریں حضرت کے افعال آنکھوں دیکھے اور اقوال کانوں سنے، جن کو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مردوں کے سامنے بیان کرنے سے حیا کرتے تھے تاکہ اس طرح نقل شریعت کامل ہوجائے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اَزواج کی تعداد کثیر ہوگئی تاکہ اس طرح کے اقوال وافعال کے نقل کرنے والے زیادہ ہوجائیں۔ اَزواجِ مُطَہَّرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ ہی سے غسل وحیض وعدت وغیرہ کے مسائل معلوم ہوئے۔ یہ کثرت اَزواجِ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف سے معاذ اللہ شہوت کی غرض سے نہ تھی اور نہ آپ وطی کو العیاذ باللہ لذت بَشَرِیَّہ کے لئے پسند فرماتے تھے۔ عورتیں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے صرف اس واسطے محبوب بنائی گئیں کہ وہ

---

1 ......شرح النسائی للسیوطی، کتاب عشرة النساء، باب حبّ النساء، ج٤، الجزء٧، ص٦١-٦٢-علمیه

2 ......اللہ سے خاص تعلق۔

3 ......شرح النسائی للسیوطی، کتاب عشرة النساء، باب حبّ النساء، ج٤، الجزء٧، ص٦٢-٦٣-علمیه

4 ......شریعت کے ظاہری اور باطنی اُمور۔

5 ......شرم والے۔

آپ سے ایسے مسائل نقل کریں جن کے زبان پر لانے سے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم شرم وحیا کرتے تھے۔ پس آپ بدیں وجہ ازواج سے محبت رکھتے تھے کہ اس میں شریعت کے ایسے مسائل نقل کرنے پر اعانت تھی۔ ازواج مطہرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ نے وہ مسائل نقل کیے جو کسی اور نے نہیں کیے۔ چنانچہ انہوں نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے منام اور حالت خلوت میں جو نبوت کی آیات بیّنات دیکھیں اور عبادت میں آپ کا جو اجتہاد دیکھا اور وہ امور دیکھے کہ ہر عاقل شہادت دیتا ہے کہ وہ صرف پیغمبر میں ہوتے ہیں اور ازواجِ مُطَہَّرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ کے سوا کوئی اور ان کو نہ دیکھ سکتا تھا۔ یہ سب ازواج مطہرات سے مروی ہیں۔ اس طرح حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی کثرت ازواج سے نفع عظیم حاصل ہوا۔ [1]

ایمان پر خاتِمہ کے چار اَوراد

ایک شخص اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور ایمان پر خاتمہ بالخیر کیلئے دعا کا طالب ہوا تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اُس کیلئے دعا فرمائی اور ارشاد فرمایا: ﴿1﴾ (روزانہ) **41** بار صبح کو **یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ** اوّل وآخر دُرُود شریف نیز ﴿2﴾ سوتے وَقت اپنے سب اَوراد کے بعد سُورۂ کافِرون روزانہ پڑھ لیا کیجئے اس کے بعد کلام وغیرہ نہ کیجئے ہاں اگر ضَرورت ہو تو کلام کرنے کے بعد پھر سُورۂ کافِرون تلاوت کرلیں کہ خاتمہ اِسی پر ہو اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ خاتمہ ایمان پر ہوگا۔ اور ﴿3﴾ تین بار صبح اور تین بار شام اس دُعا کا وِرد رکھیں: **اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ نُّشْرِکَ بِکَ شَیْئًا نَّعْلَمُہٗ وَنَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَانَعْلَمُہٗ** (الملفوظ، حصہ۲، ص ۳۱۱، مکتبۃ المدینہ باب المدینہ) ﴿4﴾ **بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی دِیْنِیْ بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی نَفْسِیْ وَ وُلْدِیْ وَ اَھْلِیْ وَ مَالِیْ.** صبح وشام تین تین بار پڑھئے، دین، ایمان، جان، مال، بچے سب محفوظ رہیں۔ (فیض القدیر شرح شرح الجامع الصغیر، الحدیث: ۶۱۳۹، ۶۱۴۰، ج۴، ص۶۸۳)

(غروب آفتاب سے صبحِ صادِق تک رات اور آدھی رات ڈھلے سے سورج کی پہلی کرن چمکنے تک صبح ہے۔)

---

1 ......زہر الربیع للسیوطی وحاشیہ سندی برنسائی۔......(شرح النسائی للسیوطی، کتاب: عشرۃ النساء، باب میل الرجل الی بعض نسائہ دون بعض، ج٤، جز ٧، ص ٦٤۔علمیہ)

دسواں باب

اُمت پر آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حقوق کا بیان

﴿1﴾ ایمان واتباع:

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نبوت ورسالت پر ایمان لانا فرض ہے۔آپ جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں اس کی تصدیق فرض ہے۔ایمان بالرسول کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا۔

وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّاۤ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا (فتح،ع۲)

اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لایا پس تحقیق ہم نے کافروں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے۔[1]

اس آیت میں بتادیا گیا ہے کہ جو شخص ایمان باللہ اور ایمان بالرسول کا جامع نہ ہو وہ کافر ہے۔

حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اطاعت واجب ہے۔آپ کے اَوامر کا اِمتثال[2] اور آپ کے نواہی[3] سے اجتناب لازم ہے۔

وَمَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْاۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (سورۂ حشر،ع۱)

اور جو کچھ رسول تم کو دے تم اسے لے لو اور جس سے تم کو منع فرمائے اس سے تم باز رہو اور اللہ سے ڈرو تحقیق اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے۔[4]

حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سیرت وسنت کا اقتداء واتباع واجب ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (آل عمران،ع۴)

کہہ دیجئے اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم کو دوست رکھے گا اور تم کو تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ

---

1 ......ترجمۂ کنزالایمان: اور جو ایمان نہ لائے اللہ اور اس کے رسول پر تو بیشک ہم نے کافروں کے لئے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔ (پ۲۶،الفتح:۱۳)۔علمیہ

2 ......احکامات کی تعمیل۔

3 ......جن سے آپ نے منع فرمایا۔

4 ......ترجمۂ کنزالایمان: اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے۔(پ۲۸،الحشر:۷)۔علمیہ

بخشنے والا مہربان ہے۔(1)

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ؕ (احزاب، ع۳)	بیشک تمہارے واسطے رسول اللہ میں اچھی پیروی تھی اس شخص کے لئے جو ثواب خدا اور روز آخر کی توقع رکھتا تھا اور جس نے اللہ کو بہت یاد کیا۔(2)
اَلنَّبِیُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ (احزاب، ع۱)	نبی مومنوں کیلئے ان کی جانوں سے سزاوارتر ہیں اور اَزواجِ پیغمبر اُن کی مائیں ہیں۔(3)

اس آیت سے ظاہر ہے کہ دین و دنیا کے ہر امر میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم مومنوں کو اپنی جانوں سے زیادہ پیارے ہیں۔ اگر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کسی اَمر کی طرف بلائیں اور ان کے نُفوس کسی دوسرے اَمر کی طرف بلائیں تو حضور کی فرمانبرداری لازم ہے کیونکہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم جس اَمر کی طرف بُلاتے ہیں اس میں ان کی نَجات ہے اور ان کے نُفوس جس امر کی طرف بلاتے ہیں اس میں ان کی تباہی ہے اس لئے واجب ہے کہ حضور عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام مومنوں کو اپنی جانوں سے زیادہ محبوب ہوں وہ اپنی جانیں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم پر فدا کردیں اور جس چیز کی طرف آپ بلائیں اس کا اتباع کریں۔

حضرت سہل بن عبداللہ تُسْتَری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْه اپنی تفسیر میں اس آیت کے تحت میں تحریر فرماتے ہیں: ''جو شخص یہ نہ سمجھا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم ہی میری جان کے مالک ہیں اور یہ نہ سمجھا کہ تمام حالات میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی ولایت (حکم وتصرُّف) نافذ ہے اس نے کسی حال میں آپ کی سنت کی حلاوت

---

1 ......ترجمۂ کنزالایمان: اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (پ۳، اٰل عمرٰن: ۳۱)۔علمیه

2 ......ترجمۂ کنزالایمان: بیشک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے اس کے لیے کہ اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے۔ (پ۲۱، الاحزاب: ۲۱)۔علمیه

3 ......ترجمۂ کنزالایمان: یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں۔ (پ۲۱، الاحزاب: ٦)۔علمیه

نہیں چکھی کیونکہ آپ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ ہیں۔''

ذیل میں چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں جن سے اندازہ لگ سکتا ہے کہ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم حضور سَرْوَرِ اَنام صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اِتّباع کیسے بے چُون وچرا[1] کیا کرتے تھے۔

﴿1﴾ حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنی وفات سے چند گھنٹے پیشتر اپنی صاحبزادی حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھا سے دریافت کیا کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کفن میں کتنے کپڑے تھے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی وفات شریف کس دن ہوئی۔[2] اس سوال کی وجہ یہ تھی کہ آپ کی آرزو تھی کہ کفن ویوم وفات میں بھی حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی موافقت نصیب ہو۔[3] حیات میں تو حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اتباع تھا ہی وہ مَمات میں بھی آپ ہی کا اتباع چاہتے تھے۔ اللّٰہ! اللّٰہ! یہ شوقِ اتباع! کیوں نہ ہو! صدیق اکبر تھے۔ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

﴿2﴾ حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ جس امر پر رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم عمل کیا کرتے تھے میں اسے کیے بغیر نہیں چھوڑتا۔ اگر میں آپ کے حال سے کسی امر کو چھوڑ دوں تو مجھے ڈر ہے کہ میں سنت سے مُنْحَرِف[4] ہو جاؤں گا۔[5]

﴿3﴾ زید کے باپ اسلم سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو دیکھا کہ حجر اسود کو بوسہ دیا اور (اس کی طرف نگاہ کرکے) فرمایا: اگر میں نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھ کو بوسہ نہ دیتا۔ (بخاری، کتاب المناسک)[6]

---

1 ...... بلا حیل وحجت۔

2 ......صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب موت یوم اثنین، الحدیث:١٣٨٧، ج١، ص٤٦٨۔علمیه

3 ......صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب موت یوم الاثنین۔

4 ......نسیم الریاض بحوالہ ابوداؤد و بخاری۔

5 ......نسیم الریاض، القسم الثانی فیما یجب علی الانام من حقوقه ...الخ، الباب الاول فی فرض الایمان ...الخ، فصل فی ان مخالفة امره...الخ، ج٤، ص٤١٤۔علمیه

6 ......صحیح البخاری، کتاب الحج، باب ما ذکر فی الحجر الاسود، الحدیث:١٥٩٧، ج١، ص٥٣٧۔علمیه

﴿4﴾ حضرت عبد اللّٰہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۃُ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی۔ آپ نے اسکو نکال کر پھینک دیا اور فرمایا: ''کیا تم میں سے کوئی یہ چاہتا ہے کہ آگ کی انگاری اپنے ہاتھ میں ڈالے؟'' رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تشریف لے جانے کے بعد اس شخص سے کہا گیا کہ تو اپنی انگوٹھی اٹھالے اور (بیچ کر) اس سے فائدہ اٹھا۔ اس نے جواب دیا: نہیں! اللّٰہ کی قسم! میں اسے کبھی نہ لوں گا حالانکہ رسول خدا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے پھینک دیا ہے۔[1] (مشکوٰۃ بحوالہ صحیح مسلم، باب الخاتم)

﴿5﴾ حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۃُ کا گزر ایک جماعت پر ہوا جن کے سامنے بھنی ہوئی بکری رکھی تھی۔ انہوں نے آپ کو بلایا آپ نے کھانے سے انکار کیا اور فرمایا کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دنیا سے رحلت فرما گئے اور جو کی روٹی پیٹ بھر کر نہ کھائی۔[2] (مشکوٰۃ بحوالہ صحیح بخاری، باب فضل الفقراء)

﴿6﴾ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے آٹے کی بھوسی کبھی صاف نہ کی جاتی تھی۔[3] (بخاری، کتاب الاطعمہ) ابن سعد نے بروایت ابواسحاق روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۃُ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بن چھانے آٹے کی روٹی کھاتے دیکھا ہے اس لئے میرے واسطے آٹا نہ چھانا جایا کرے۔

(طبقات ابن سعد، جزء اول، قسم ثانی، ص ۱۰۹)[4]

﴿7﴾ حضرت عبد اللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُما کو دیکھا گیا کہ اپنی اونٹنی ایک مکان کے گرد پھرا رہے ہیں۔ اس کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا کہ میں نہیں جانتا مگر اتنا کہ میں نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ایسا کرتے دیکھا ہے اس لئے میں نے بھی کیا۔[5] (امام احمد و بزار) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اکابر صحابہ امورِ عادِیہ[6] میں بھی حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

---

1 ......مشكاة المصابيح، كتاب اللباس، باب الخاتم، الحديث: ٤٣٨٥، ج ٢، ص ١٢٣۔علميه

2 ......مشكاة المصابيح، كتاب الرقاق، باب فضل الفقراء...الخ، الحديث: ٥٢٣٨، ج ٢، ص ٢٥٤۔علميه

3 ......صحيح البخاري، كتاب الاطعمة، باب ما كان النبي و اصحابه ياكلون، الحديث: ٥٤١٣، ج ٣، ص ٥٣٢۔علميه

4 ......الطبقات الكبرى لابن سعد، باب ذكر طعام رسول الله وما كان يعجبه منه، ج ١ ص ٣٠١۔علميه

5 ......الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني، الباب الاوّل، فصل وامّا ورد عن السلف، ج ٢، ص ١٥۔علميه

6 ......روزمرہ کے عام معاملات۔

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اقتداء کیا کرتے تھے۔

﴿8﴾ مسجد نبوی سے ملحق حضرت عباس بن عبدالمطلب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا مکان تھا جس کا پرنالہ بارش میں آنے جانے والے نمازیوں پر گرا کرتا تھا۔ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اسے اُکھاڑ دیا۔ حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اللّٰہ کی قسم! اس پرنالے کو رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے دست مبارک سے میری گردن پر سوار ہو کر لگایا تھا۔ یہ سن کر حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جواب دیا کہ آپ میری گردن پر سوار ہو کر اس کو پھر اسی جگہ لگا دو! چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ [1]

﴿2﴾ محبت و عشق:

رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی محبت واجب ہے۔ چنانچہ اللّٰہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِیْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ اِقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ۠ ﴿۲۴﴾ (توبہ، ع ٣)

کہہ دیجئے اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا قبیلہ وکنبہ اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور تجارت جس کے مندا ہونے سے تم ڈرتے ہو اور گھر جو تم پسند رکھتے ہو تمہارے نزدیک اللّٰہ اور اسکے رسول اور اسکی راہ میں جہاد سے زیادہ پیارے ہیں تو تم انتظار کرو یہاں تک کہ اللّٰہ اپنا حکم بھیجے اور اللّٰہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ [2]

اس آیت سے ثابت ہے کہ ہر مسلمان پر اللّٰہ اور رسول کی محبت واجب ہے کیونکہ اس میں بتا دیا گیا ہے کہ تم کو اللّٰہ اور رسول کی محبت کا دعویٰ ہے اس لئے کہ تم ایمان لائے ہو پس اگر تم غیر کی محبت کو اللّٰہ اور رسول کی محبت پر ترجیح دیتے

---

1 ......وفاء الوفاء، اول، ص ٣٤٨۔......(وفاء الوفاء، الفصل الثانی عشر فی زیادة عمر بن الخطاب...الخ، بین عمر بن الخطاب فی المسجد النبوی، ج ١، الجز ٢، ص ٤٨٦۔علمیه)

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں اللّٰہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللّٰہ اپنا حکم لائے اور اللّٰہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔(پ ١٠، التوبة: ٢٤)۔علمیه

ہوتو تم اپنے دعوے میں صادق نہیں ہو۔ اگر تم اس طرح محبت غیر سے اپنے دعوے کی تکذیب کرتے رہو گے تو خدا کے قہر سے ڈرو۔ آیت کے اَخیر حصے سے ظاہر ہے کہ جس کو اللہ ورسول کی محبت نہیں وہ فاسق ہے۔

حضرت اَنس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی مومن (کامل) نہیں بن سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے باپ اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں کی نسبت زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ (بخاری، کتاب الایمان)[1]

ذیل میں چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں جن سے ظاہر ہے کہ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُم اور سلف صالحین کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ کیسی محبت تھی۔

﴿1﴾ ایک روز حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کیا کہ بیشک آپ سوائے میری جان کے جو میرے دو پہلوؤں میں ہے میرے نزدیک ہر شے سے زیادہ محبوب ہیں۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی ہرگز مومن (کامل) نہیں بن سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔'' یہ سن کر حضرت عمر نے جواب میں عرض کیا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی بیشک آپ میرے نزدیک میری جان سے جو میرے دو پہلوؤں میں ہے زیادہ محبوب ہیں۔ اس پر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اَلْاٰنَ یَا عُمَر یعنی اے عمر! اب تمہارا ایمان کامل ہو گیا۔ (صحیح بخاری)[2]

﴿2﴾ حضرت عَمْرو بن العاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی وفات کا وقت آیا تو آپ نے اپنے صاحبزادے سے اپنی تین حالتیں بیان کیں۔ دوسری حالت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''کوئی شخص میرے نزدیک رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم سے زیادہ محبوب اور میری آنکھوں میں آپ سے زیادہ جلالت و ہیبت والا نہ تھا۔ میں آپ کی ہیبت کے سبب سے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف نظر بھر کر نہ دیکھ سکتا تھا۔'' (صحیح مسلم)[3]

---

1 ......صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول من الایمان، الحدیث: ١٥، ج ١، ص ١٧۔ علمیه

2 ......صحیح البخاری، کتاب الأیمان والنذور، باب کیف کانت یمین النبی، الحدیث: ٦٦٣٢، ج ٤، ص ٢٨٣ ......والشفاء، القسم الثانی فیما یجب علی الانام، الباب الثانی فی لزوم محبته، ج ٢ ص ١٩۔ علمیه

3 ......صحیح مسلم، کتاب الأیمان، باب کون الاسلام یهدم ما قبله ...الخ، الحدیث: ١٩٢، ص ٧٤-٧٥۔ علمیه

﴿3﴾ جب فتح مکہ کے دن حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے والد اَبُوقُحافہ ایمان لائے تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خوش ہوئے۔ اس پر حضرت صدیق نے عرض کیا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو دین حق دے کر بھیجا ہے اس (ابوقحافہ) کے اسلام کی نسبت (آپ کے چچا) ابوطالب کا اسلام (اگر وہ اسلام لاتے) میری آنکھوں کو زیادہ ٹھنڈا کرنے والا ہوتا اس واسطے کہ ابوطالب کا اسلام آپ کی آنکھ کو (بہت سے امور کی نسبت) زیادہ ٹھنڈا کرنے والا تھا۔[1]

﴿4﴾ حضرت ثُمامہ بن اُثال یَمامی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ جو اہل یَمامہ کے سردار تھے ایمان لاکر کہنے لگے: ''اے محمد! خدا کی قسم! میرے نزدیک روئے زمین پر کوئی چہرہ آپ کے چہرے سے زیادہ مَبْغُوض نہ تھا آج وہی چہرہ مجھے سب چہروں سے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ کی قسم! میرے نزدیک کوئی دین آپ کے دین سے زیادہ مَبْغُوض نہ تھا۔ اب وہی دین میرے نزدیک سب دینوں سے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ کی قسم! میرے نزدیک کوئی شہر آپ کے شہر سے زیادہ مبغوض نہ تھا۔ اب وہی شہر میرے نزدیک سب شہروں سے زیادہ محبوب ہے۔'' (صحیح بخاری، باب وفد بنی حنیفہ)[2]

﴿5﴾ حضرت ہِنْد بنت عُتْبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا (زوجہ ابوسفیان بن حرب) جو حضرت امیر حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا کلیجہ چبا گئی تھیں ایمان لاکر کہنے لگیں: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم رُوئے زمین پر کوئی اہل خیمہ میری نگاہ میں آپ کے اہل خیمہ سے زیادہ مبغوض نہ تھے لیکن آج سے میری نگاہ میں رُوئے زمین پر کوئی اہل خیمہ آپ کے اہل خیمہ سے زیادہ محبوب نہیں رہے۔'' (صحیح بخاری، باب ذکر ہند بنت عتبہ)[3]

﴿6﴾ حضرت صَفْوان بن اُمَیَّہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا بیان ہے کہ حُنَین کے دن رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے مال عطا فرمایا حالانکہ آپ میری نظر میں مَبْغُوض ترین خَلْق تھے آپ مجھے عطا فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ میری نظر میں محبوب ترین خَلْق ہو گئے۔ (جامع ترمذی۔ باب ماجاء فی اعطاء المولفۃ قلوبہم)[4]

---

1 ......نسیم الریاض بحوالہ احمد وابن اسحاق۔ اصابہ، ترجمہ ابوطالب۔......(الاصابة فی تمییز الصحابة حرف الطاء المهملة، ١٠١٧٥ ابوطالب، ج٧، ص١٩٩ ملخصاً۔ علمیه)

2 ......صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب وفد بنی حنیفه...الخ، الحدیث: ٤٣٧٢، ج٣، ص١٣١-١٣٢ ملخصاً۔ علمیه

3 ......صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ذکر هند بنت عتبة...الخ، الحدیث: ٣٨٢٥، ج٢، ص٥٦٧ ملخصاً۔ علمیه

4 ......سنن الترمذی، کتاب الزکاة، باب: ما جآء فی اعطاء المولفة، الحدیث: ٦٦٦، ج٢، ص١٤٧۔ علمیه

﴿7﴾ فتح مکہ میں حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ابوسفیان بن حرب کو جواب تک ایمان نہ لائے تھے اپنے پیچھے خچر پر سوار کر کے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں لائے۔ حضرت عمر فاروق نے عرض کیا: اگر اجازت ہو تو اس دشمن خدا کی گردن اڑا دوں۔ حضرت عباس نے عرض کیا: یارسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں نے ابوسفیان کو پناہ دی ہے۔ حضرت عمر فاروق نے اصرار کیا تو حضرت عباس نے کہا: اے ابن خطاب! اگر ابوسفیان قبیلہ بنو عدی میں سے ہوتے تو آپ ایسا نہ کہتے۔ اس پر حضرت عمر فاروق نے کہا: اے عباس! جس دن آپ اسلام لائے آپ کا اسلام میرے نزدیک خطاب کے اسلام سے (اگر وہ اسلام لاتا) زیادہ محبوب تھا کیونکہ آپ کا اسلام رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نزدیک زیادہ محبوب تھا۔[1]

﴿8﴾ جنگ اُحد میں ایک عَفِیفَہ[2] کے باپ، بھائی اور شوہر شہید ہو گئے۔ اسے یہ خبر لگی تو کچھ پروانہ کی اور پوچھا کہ یہ تو بتاؤ کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کیسے ہیں؟ جب اسے بتادیا گیا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بحمد اللہ بخیر ہیں تو بولی کہ مجھے دکھادو! حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دیکھ کر کہنے لگی: کُلُّ مُصِیْبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ. تیرے ہوتے ہر ایک مصیبت ہیچ ہے۔[3] (سیرت ابن ہشام) ؎

بڑھ کر اُس نے رُخِ اَقدس کو جو دیکھا تو کہا — تو سلامت ہے تو پھر ہیچ ہیں سب رَنج واَلَم
میں بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا — اے شہ دیں ترے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

﴿9﴾ حضرت عبدالرحمٰن بن سعد کا بیان ہے کہ حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا پاؤں سن ہو گیا۔ ان سے یہ سن کر ایک شخص نے کہا کہ آپ کے نزدیک جو سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہے اسے یاد کیجئے۔ یہ سن کر آپ نے کہا: یا محمد![4] (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) (اور آپ کا پاؤں اچھا ہو گیا)[5]

---

1 ...... بیہقی و بزار۔ اصابہ، ترجمہ ابوطالب بحوالہ ابن اسحاق۔ ...... (الاصابة فی تمییز الصحابة ،حرف الطاء المهملة،اصابة،١٠١٧٥ ابو طالب، ج٧، ص ٢٠٠-٢٠١۔علمیه)

2 ...... پارسا عورت۔

3 ......السيرة النبوية لابن هشام، غزوة احد، ص ٣٤٠۔علميه

4 ......الادب المفرد للبخاری، باب مایقول الرجل اذا خدرت رجلہ۔

5 ......الأدب المفرد للبخاری، باب ما يقول الرجل اذاخدرت رجله، الحديث: ٩٩٣، ص ٢٦٢۔علميه

﴿10﴾ حضرت بلال بن رَباح رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہُ کی وفات کا وقت آیا تو ان کی بیوی نے کہا: وَا حُزْنَا (ہائے غم) یہ سن کر حضرت بلال رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہُ نے کہا: وَا طَرَبَاہ غَدًا اَلْقَی الْاَحِبَّۃَ مُحَمَّدًا وَ حِزْبَہٗ.[1] وارے خوشی! میں کل دوستوں یعنی محمد (صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اور آپ کے اصحاب سے ملوں گا۔[2]

﴿11﴾ جب ۷ھ میں قبیلہ اَشْعَرِیِّیْن میں سے حضرت ابوموسیٰ وغیرہ مدینہ شریف کو آئے تو زیارت سے مشرف ہونے سے پہلے پکار پکار کر یوں کہنے لگے: غَدًا نَلْقِی الْاَحِبَّۃَ مُحَمَّدًا وَ حِزْبَہٗ. ہم کل دوستوں یعنی محمد صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آپ کے دوستوں سے ملیں گے۔[3]

﴿12﴾ جنگ اُحُد کے بعد قبیلہ عَضَل وقَارَہ کے چند اشخاص آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کہنے لگے کہ آپ اپنے چند اصحاب کو ہمارے ساتھ روانہ کر دیں تاکہ وہ ہم کو اسلام کی تعلیم دیا کریں۔ آپ نے مَرْثَد بن اَبِی مَرْثَد، خالد بن بُکَیر، عاصم بن ثابِت، خُبَیب بن عَدِی، زید بن[4] دَثِنَّہ اور عبد اللّٰہ بن طارق کو ان کے ساتھ بھیج دیا۔ جب وہ آب رَجِیع پر پہنچے تو انہوں نے بے وفائی کی اور قبیلہ ہُذَیل کو بلالیا اور ہُذَیل کے ساتھ مسلح ہو کر ان اصحاب کو گھیر لیا اور کہا کہ خدا کی قسم! ہم تم کو قتل کرنا نہیں چاہتے۔ ہم تمہارے عوض میں اہل مکہ سے کچھ لینا چاہتے ہیں۔ حضرت مَرْثَد و خالد و عاصم نے اپنے تئیں دشمنوں کے حوالے نہ کیا اور مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ باقی تینوں کے ہاتھ انہوں نے جکڑ لئے۔ جب ظَہران میں پہنچے تو عبد اللّٰہ بن طارق نے اپنا ہاتھ نکال لیا اور تلوار ہاتھ میں لی۔ دشمن پیچھے ہٹ گیا اور دور سے پتھر پھینکتے رہے یہاں تک کہ حضرت عبد اللّٰہ شہید ہو گئے۔ باقی دو کو انہوں نے قریش کے ہاتھ بیچ دیا۔ چنانچہ حضرت زید کو صَفْوان بن اُمَیَّہ نے خریدا تاکہ ان کو اپنے باپ اُمَیَّہ بن خَلَف کے بدلے قتل کر دے۔ صفوان نے حضرت

---

1 ......شفاء شریف۔

2 ......الشفاء، القسم الثاني فيما يجب على الأنام، الباب الثاني...الخ، فصل في علامات محبته، ج٢، ص ٢٣۔علمیہ

3 ......زرقانی علی المواہب بحوالہ امام احمد وغیرہ۔......(الشفاء، القسم الثاني فيما يجب على الأنام، الباب الثاني...الخ، فصل في علامات محبته، ج٢، ص ٢٥۔علمیہ)

4 ......سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں یہاں "زيد بن مثنه" لکھا ہے یہ ہمیں نہیں ملا البتہ "السيرة النبوية لابن هشام، اسد الغابة، المستدرك على الصحيحين للحاكم" اور حدیث وسیرت کی دیگر کتب میں "زَيد بن دَثِنَّه" ہے لہٰذا کتابت کی غلطی پر محمول کرتے ہوئے ہم نے یہاں "زيد بن مثنه" کے بجائے "زَيد بن دَثِنَّه" لکھا ہے۔ و اللّٰه تعالى اعلم بالصواب۔علمیہ

زید کو اپنے غلام نِسطَاس کے ساتھ تنعیم بھیج دیا۔ حضرت زید کو قتل کرنے کے لئے حد حرم سے باہر لے گئے تو ابو سفیان نے (جواب تک اسلام نہ لائے تھے) ان سے یوں کہا: ''اے زید! میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ اس وقت ہمارے پاس بجائے تمہارے محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) ہوں جن کو ہم قتل کر دیں اور تم آرام سے اپنے اہل میں بیٹھو۔''

حضرت زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جواب دیا: ''اللّٰہ کی قسم! میں پسند نہیں کرتا کہ محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس وقت جس مکان میں تشریف رکھتے ہیں ان کو ایک کانٹا لگنے کی تکلیف بھی ہو، اور میں آرام سے اپنے اہل میں بیٹھا رہوں!''

یہ سن کر ابو سفیان نے کہا: ''میں نے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دیکھا کہ دوسروں سے ایسی محبت رکھتا ہو جیسا کہ محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے اصحاب محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) سے رکھتے ہیں۔''

اس کے غلام نِسطَاس نے حضرت زید کو شہید کر دیا۔ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ (سیرت ابن ہشام بروایت ابن اسحاق)[1]

علامات حب صادق

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے محبّ صادق میں علامات ذیل پائی جاتی ہیں۔ اگر کوئی شخص حُبّ احمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا دعویٰ کرے اور اس میں یہ علامات نہ پائی جائیں تو وہ حُبّ میں صادق و کامل نہیں۔

﴿1﴾ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اَقوال واَفعال وآثار کا اِقتداء، آپ کی سنت پر عمل، آپ کے اَوامر کا اِمْتِثال[2] اور آپ کی نَواہی[3] سے اِجْتِناب اور آپ کے آداب سے آراستہ ہونا۔

﴿2﴾ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ذکر کثرت سے کرنا۔ مثلاً درود شریف کثرت سے پڑھنا، حدیث شریف پڑھنا، مولود شریف کا پڑھنا یا مجالس میلاد شریف میں شامل ہونا۔

﴿3﴾ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت سے مُشَرَّف ہونے کا نہایت اِشْتِیاق پیدا ہونا جیسا کہ حضرت

---

1 ......السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ،غزوۃ احد، ذکر یوم الرجیع فی سنۃ ثلاث، ج٣، ص٣٦٩- ٣٧١۔علمیہ

2 ......احکام کی تعمیل۔ 3 ......جن سے آپ نے منع فرمایا۔

بلال وابوموسیٰ وغیرہ کو تھا۔ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُمۡ

﴿4﴾ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعظیم وتوقیر کرنا۔ (تفصیل آگے آئے گی اِنۡ شَاءَ اللّٰہ تَعَالٰی)

﴿5﴾ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جن سے محبت رکھتے تھے (اہل بیت عظام وصحابہ کرام مہاجرین وانصار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُمۡ) ان سے محبت رکھنا اور جو شخص ان بزرگواروں سے عداوت رکھے اس سے عداوت رکھنا اور جو ان کو سبّ وشتم کرے[1] اس کو برا جاننا۔

صحابہ کرام کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اس قدر محبت تھی کہ مباحات میں بھی جو اشیاء حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو محبوب وپسندیدہ تھیں وہی صحابہ کرام کو بھی محبوب تھیں۔ جیسا کہ واقعات ذیل سے ظاہر ہے۔

حضرت عُبَید بن[2] جُرَیج رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ سے کہا کہ میں نے دیکھا کہ تم بیل کے دباغت کیے ہوئے چمڑے کا بے بال جوتا پہنتے ہو۔ حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھا کہ آپ ایسا جوتا پہنا کرتے تھے جس میں بال نہ ہوں اور اسی میں وضو کیا کرتے تھے اس لئے میں دوست رکھتا ہوں کہ ایسا جوتا پہنوں۔ (شمائل ترمذی)[3]

حضرت اَنَس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ سے روایت ہے کہ ایک درزی نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو کھانے کے لئے بلایا جو اس نے تیار کیا تھا۔ میں بھی حضور عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے ساتھ گیا جَو کی روٹی اور شوربا حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے آگے لایا گیا جس میں کدّو اور خشک کیا ہوا نمکین گوشت تھا۔ میں نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ

---

1 ......برا بھلا کہنا۔

2 ......سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں یہاں اس طرح لکھا ہے: عبید بن جریح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ سے کہا......الخ، جبکہ "شمائل ترمذی" میں ہے:" عن عبيد بن جريج انه قال لابن عمر رأيتك تلبس النعال......الخ " اس کے علاوہ بخاری، مسلم، دلائل النبوة للبيهقي، سبل الهدى و الرشاد اورحدیث وسیرت کی دیگر کتب میں بھی (الفاظ مختلفہ کے ساتھ اس روایت میں) "عبيد بن جريج" اور" ابن عمر" کا ذکر ہے لہٰذا کتابت کی غلطی پر محمول کرتے ہوئے ہم نے یہاں "عبید بن جریح" اور" عمر" کے بجائے" عُبید بن جُریج "اور" ابن عُمَر" لکھا ہے۔و اللہ تعالی اعلم بالصواب۔علمیہ

3 ......الشمائل المحمدية للترمذي، الباب في نعله، الحديث: ٧٤، ص ٦٤۔علميه

وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھا کہ پیالے کے اَطراف سے کدّو کی قاشیں تلاش کرتے تھے اس لئے میں اس دن کے بعد سے کدّو ہمیشہ پسند کرتا رہا۔ (مشکوٰۃ بحوالہ صحیحین، کتاب الاطعمہ)(1)

امام ابو یوسف رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے سامنے اس روایت کا ذکر آیا کہ حضور سرورِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کدّو کو پسند فرماتے تھے۔ ایک شخص نے کہا: اَنَا مَا اُحِبُّہٗ (میں اس کو پسند نہیں کرتا) یہ سن کر امام موصوف نے تلوار کھینچ لی اور فرمایا: جَدِّدِ الْاِیْمَانَ وَ اِلَّا لَاَقْتُلَنَّکَ ۔ تجدیدِ ایمان کرو ورنہ میں تجھے ضرور قتل کروں گا۔ (مرقاۃ، جزء ثانی، ص ٧٧)(2)

ایک روز حضرات حسن بن علی اور عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب حضرت سلمٰی (خادمۂ رسول اللہ) کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہمارے واسطے وہ کھانا تیار کرو جسے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پسند فرمایا کرتے اور خوش ہو کر کھایا کرتے تھے۔ اس نے (امام حسن سے) کہا: بیٹا! آج تم اسے پسند نہ کرو گے۔ حضرت امام نے کہا کہ تم ہمارے واسطے وہی تیار کردو۔ پس حضرت سلمٰی نے کچھ جو کا آٹا ایک ہنڈیا میں چڑھا دیا۔ اوپر سے روغنِ زیتون اور کالی مرچیں اور زیرہ ڈال دیا۔ پک گیا تو ان کے آگے رکھ کر کہا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کھانے کو پسند فرمایا کرتے تھے اور خوش ہو کر کھایا کرتے تھے۔ (شمائل ترمذی)(3)

﴿6﴾ جو لوگ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بُغض و دشمنی رکھیں ان کو اپنا دشمن سمجھنا اور مُخالفِ سنت و مبتدع سے دور رہنا، مخالف شریعت سے نفرت کرنا۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْؕ (مجادلہ، ع ٣)

تو نہ پائے گا کسی قوم کو جو اللہ اور روزِ آخر پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ دوستی کریں ایسوں سے جو اللہ اور اسکے رسول کی مخالفت کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ لوگ انکے باپ یا انکے بیٹے یا انکے بھائی یا ان کے گھرانے کے ہوں۔(4)

---

1 ......مشكاة المصابيح، كتاب الاطعمة، الحديث: ٤١٨٠، ج٢، ص٩٢۔علميه

2 ......مرقاة المفاتيح، كتاب الصلاة، باب الجماعة وفضلها، ج٣، ص١٦٦۔علميه

3 ......الشمائل المحمدية للترمذي، الباب في ادام رسول الله، الحديث: ١٦٩، ص١١١۔علميه

4 ......ترجمۂ کنز الایمان: تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں۔ (پ٢٨، المجادلة: ٢٢)۔علميه

اس آیت پرصحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُم کا پورا پورا عمل تھا۔ انہوں نے حضور عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی اِعانت میں اپنی آبرو اور جان و مال سے دریغ نہ کیا۔ کفار و مشرکین کے ہاتھوں سے اَذِیتیں برداشت کیں۔ خدا اور رسول کے لئے اپنا وطن چھوڑا، خَویش [1] و اَقارِب سے رشتہ اُلفت توڑا، اعلاء کلمۃ اللّٰہ کے لئے جہاد کیا اور خدا اور رسول کی خوشنودی کے لئے اَعداء اسلام کو خواہ اقارب ہی ہوں قتل کیا یا کرنا چاہا۔ چنانچہ حضرت ابوعُبیدہ بن جَرَّاح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے یوم بَدر میں اپنے والد کو قتل کر دیا۔ [2] عبد اللّٰہ بن اُبی جو رَاْس المنافقین [3] تھا اس کے صاحبزادے حضرت عبد اللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کیا: اجازت ہو تو میں ابن اُبی کو قتل کر دوں۔ مگر حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اجازت نہ دی۔ [4] حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے جنگ بدر میں اپنے ماموں عاص بن ہشام بن مُغیرہ مَخزُومی کو قتل کر دیا۔ [5] بَدر کے دن حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کے لڑکے عبد الرحمٰن نے جو اس وقت تک ایمان نہ لائے تھے مُبارِز طلب کیا تو خود حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ تلوار کھینچ کر کھڑے ہو گئے مگر رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اجازت نہ دی۔ [6] جنگ احد میں حضرت مُصعَب بن عُمَیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا۔ [7] حضرات علی و حمزہ و عُبَیدہ بن حارث رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُم نے جنگ بدر میں عُتبہ بن رَبِیعہ، شَیبہ بن رَبِیعہ اور وَلید بن عُتبہ کو جو ان کے گھرانے کے تھے قتل کر ڈالا۔ جنگ بدر کے خاتمہ پر رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے قیدیوں کے بارے میں اپنے اصحاب سے مشورہ کیا۔ حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے فدیہ لے کر چھوڑ دینے کا مشورہ دیا لیکن حضرت فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے عرض کیا کہ آپ ان کو ہمارے حوالے کر دیں

---

1. ......رشتہ دار۔
2. ......اصابہ بحوالہ طبرانی۔......(الاصابة فی تمییز الصحابة، حرف العین المهملة،عامر بن عبد الله: ٤٤١٨،ج٣،ص٤٧٦۔علمیه)
3. ......منافقین کا سردار۔
4. ......اصابہ، ترجمہ عبد اللّٰہ بن عبد اللّٰہ بن ابی۔......(الاصابة فی تمییز الصحابة، حرف العین المهملة ، ترجمة : ٤٨٠٢ ، ج٤، ص١٣٣۔علمیه)
5. ......سیرت ابن ہشام۔......(السیرة النبویة لابن هشام ، من قتل ببدر من المشرکین، من بنی مخزوم، ص٢٩٧۔علمیه)
6. ......استیعاب، ترجمہ عبد الرحمٰن بن ابی بکر۔......(الاستیعاب فی معرفة الاصحاب،ترجمةعبدالرحمن بن ابی بکر،ج،ص٣٦٨۔علمیه)
7. ......نسیم الریاض وغیرہ۔

تاکہ ہم ان کو قتل کردیں۔ مثلاً عقیل کو حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے حوالے کردیں اور میرے فلاں رشتہ دار کو میرے سپرد کردیں۔ مگر حضور رحمۃ للعالمین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی رائے پر عمل کیا۔ (1)

﴿7﴾ قرآن کریم سے محبت رکھنا جس کو رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا خُلُق بنایا ہوا تھا۔ قرآن کریم سے محبت رکھنے کی نشانی یہ ہے کہ ہمیشہ اس کی تلاوت کرے اور اس کے معانی سمجھے اور اس کے احکام پر عمل کرے۔ حضرت سہل بن عبد اللہ تُسْتَری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں:

''خدا کی محبت کی نشانی قرآن سے محبت رکھنا ہے اور قرآن سے محبت رکھنے کی علامت رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبت رکھنا ہے اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبت رکھنے کی علامت آپ کی سنت سے محبت رکھنا ہے اور سنت سے محبت رکھنے کی نشانی آخرت سے محبت رکھنا ہے اور آخرت سے محبت رکھنے کی نشانی دنیا سے بغض رکھنا ہے اور بغض دنیا کی علامت یہ ہے کہ اس سے بجز کَفاف وقُوتِ لَا یَمُوْت ذخیرہ نہ کرے جیسا کہ مسافر اپنے ہاتھ اسی قدر توشہ لے جاتا ہے کہ جس سے منزل مقصود پر پہنچ جائے۔''

﴿8﴾ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی امت پر شفقت رکھنا اور ان کی خیر خواہی کرنا جیسا کہ خود حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کیا کرتے تھے۔

﴿9﴾ دنیا میں رغبت نہ کرنا اور فقر کو غنا پر ترجیح دینا۔ حضرت عبد اللہ بن مُغَفَّل کا بیان ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کیا: یارسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خدا کی قسم! میں بے شک آپ سے محبت رکھتا ہوں۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: دیکھ تو کیا کہتا ہے۔ اس نے تین مرتبہ یہی عرض کیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اگر تو مجھ سے محبت رکھتا ہے تو فقر و فاقے کے لئے برگستوان (2) تیار کرلے

---

1 ......صحیح مسلم، باب الامداد بالملائکۃ فی غزوۃ بدر......(صحیح مسلم، کتاب الجھاد والسیر، باب: الامداد بالملائکۃ...الخ، الحدیث: ١٧٦٣، ص ٩٧٠۔علمیہ)

2 ......ایک حفاظتی لبادہ جو جنگ میں پہنتے ہیں اور گھوڑے پر بھی ڈالتے ہیں۔

کیونکہ فقر و فاقہ میرے محبّ کی طرف اس سے بھی جلدی پہنچتا ہے جتنی کہ پانی کی رَو اپنے منتہیٰ کی طرف پہنچتی ہے۔ [1]

اس حدیث میں بَرگُستوان کنایہ صبر سے ہے جس طرح لڑائی میں بَرگُستوان گھوڑے کو اذیت سے بچاتی ہے اسی طرح صبر عاشقِ رسولِ خدا کو فقر و فاقے کی اذیت سے بچاتا ہے کیونکہ صَبر کے بغیر نُفُوس فقر کی تکلیف کو برداشت نہیں کر سکتے۔

خوش نصیب وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبت رکھتے اور آپ کی اطاعت کرتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں عرض کیا: آپ کیا فرماتے ہیں اس شخص کی نسبت جو ایسی قوم سے محبت رکھتا ہے جن سے اس کی ملاقات نہیں ہوئی۔ آپ نے فرمایا: اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ یعنی انسان قیامت کے دن ان لوگوں کے زمرہ میں اٹھے گا جن سے وہ محبت رکھتا تھا۔ [2]

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے دریافت کیا کہ قیامت کب ہوگی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ تجھ پر افسوس! تو نے اس دن کے لئے کیا تیار کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں نے کچھ تیار نہیں کیا۔ ہاں خدا اور رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تو اس کے ساتھ ہوگا کہ جس سے محبت رکھتا ہے۔ [3]

اس حدیث کے تحت میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ یوں تحریر فرماتے ہیں: ''چوں خدا را دوست مے داری در جوار رحمت و عزت وے خواہی بود و چوں رسول خدا را دوست داری نیز از مقام قربت و عنایت وے بہرہ ور

---

1 ......ترمذی، ابواب الزہد۔ ...... (سنن الترمذی، کتاب الزهد، باب: ما جآء فی فضل الفقر، الحدیث: ٢٣٥٧، ج٤، ص١٥٧۔علمیه)

2 ......مشکوٰۃ بحوالہ صحیحین، باب الحب فی اللہ ومن اللہ۔......(مشکاة المصابیح، کتاب الآداب، باب: الحب فی اللّٰه ومن اللّٰه، الحدیث: ٥٠٠٨، ج٣، ص٧٥۔علمیه)

3 ......درمنثور بحوالہ طبرانی وابن مردویہ وابونعیم فی الحلیۃ والضیاء المقدسی فی صفۃ الجنۃ۔......(صحیح البخاری، کتاب الآداب، باب: ما جاء فی قول الرجل ویلك، الحدیث: ٦١٦٧، ج٤، ص١٤٦۔علمیه)

باشی اگرچہ مقام اوبلندتر وعزیزتر است کہ کسے بآنجا نرسد امانور محبت وتبعیت وے برمحبان وتابعان وے خواہد تافت[1] وبمعیت قربت وے مشرف خواہد ساخت۔''[2]

حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھا بیان فرماتی ہیں[3] کہ ایک شخص نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا: یارسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ بے شک میرے نزدیک میری جان اور میری اولاد سے زیادہ پیارے ہیں، میں اپنے گھر میں ہوتا ہوں مگر جس وقت آپ یاد آجاتے ہیں تو جب تک آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ کو دیکھ نہ لوں صبر نہیں آتا۔ جب میں اپنی موت اور آپ کی موت کو یاد کرتا ہوں تو میں یقین کرتا ہوں کہ جنت میں داخل ہوکر آپ انبیائے کرام علیہم السلام کے ساتھ بلند مرتبہ میں اٹھائے جائیں گے اور میں جب جنت میں داخل ہوں گا تو (ادنیٰ درجہ میں ہونے کے سبب سے) مجھے ڈر ہے کہ آپ کو نہ دیکھ سکوں گا۔ یہ سن کر آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے کچھ جواب نہ دیا یہاں تک کہ حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلام یہ آیت لے کر نازل ہوئے:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿٦٩﴾ (نساء، ع۹)[4]

اور جو کوئی اللّٰہ اور اسکے رسول کی فرمانبرداری کرے پس وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللّٰہ نے انعام کیا ہے یعنی پیغمبروں، صدیقوں، شہیدوں اور نیکوں کے ساتھ اور یہ اچھے رفیق ہیں۔[5]

---

1 ...... سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں یہاں " تاخت " لکھا ہے جو کہ کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ " اشعة اللمعات " میں " تافت " ہے اور از روئے معنیٰ بھی " تافت " ہی مناسب معلوم ہوتا ہے لہٰذا ہم نے یہاں " اشعة اللمعات " کے مطابق " تافت " لکھا ہے۔
و اللّٰہ تعالٰی اعلم۔علمیہ

2 ...... ترجمہ: جب تو اللّٰہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے تو تجھے اللّٰہ کے جوار رحمت اور حضور علیہ الصلاۃ و السلام کے قرب میں جگہ نصیب ہوگی اگرچہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مقام بہت بلند ہے اور وہاں تک کوئی نہیں پہنچ سکتا لیکن آپ کی پیروی اور محبت کا نور آپ کے محبین وتابعین پر ضرور چمکے گا۔علمیہ (اشعة اللمعات، کتاب الآداب، باب الحب فی اللہ و من اللہ، ج ٤، ص ١٤٤)۔علمیہ

3 ...... درمنثور بحوالہ طبرانی وابن مردویہ وابونعیم فی الحلیۃ والضیاء المقدسی فی صفۃ الجنۃ۔

4 ...... ترجمۂ کنز الایمان: اور جو اللّٰہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اُسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللّٰہ نے فضل کیا یعنی انبیا اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ اور یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔ (پ ٥، النساء: ٦٩)۔علمیہ

5 ...... الدر المنثور فی التفسیر الما ثور، سورۃ النساء، تحت الآیة: ٧٠، ج ٢، الجزء٥، ص ٥٨٨۔علمیہ

﴿3﴾ تعظیم وتوقیر:

ذیل میں وہ آیات پیش کی جاتی ہیں جن میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی تعظیم وتوقیر کا ذکر ہے:

(الف)

اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۙ﴿۸﴾ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ ؕ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا ﴿۹﴾ (فتح، ع ۱)

ہم نے تجھے احوال بتانے والا اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا تا کہ تم اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ اور اسکی مدد کرو اور اسکی تعظیم کرو اور خدا کو شام وصبح پاکی کے ساتھ یاد کرو۔[1]

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی تعظیم وتوقیر کے واجب ہونے کی تعلیم دی ہے۔

(ب)

﴿1﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۱﴾

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو تحقیق اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔[2]

﴿2﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۲﴾

اے ایمان والو! تم اپنی آواز نبی کی آواز سے اونچی نہ کرو اور اس سے بات اونچی نہ کہو جیسا کہ تم ایک دوسرے سے کہتے ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال اکارت جاویں اور تمہیں خبر نہ ہو۔[3]

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سناتا تا کہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔ (پ ۲۶، الفتح: ۸۔۹)۔علمیه

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ سنتا جانتا ہے۔ (پ ۲۶، الحجرات: ۱)۔علمیه

3 ......ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ (پ ۲۶، الحجرات: ۲)۔علمیه

﴿3﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَغُضُّوۡنَ اَصۡوَاتَہُمۡ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ امۡتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوۡبَہُمۡ لِلتَّقۡوٰی ؕ لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّ اَجۡرٌ عَظِیۡمٌ ﴿۳﴾

تحقیق جو لوگ رسول اللہ کے پاس اپنی آوازیں پست کرتے ہیں وہی ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیز گاری کیلئے جانچا ہے ان کیلئے معافی اور بڑا ثواب ہے۔ (1)

﴿4﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ یُنَادُوۡنَکَ مِنۡ وَّرَآءِ الۡحُجُرٰتِ اَکۡثَرُہُمۡ لَا یَعۡقِلُوۡنَ ﴿۴﴾

تحقیق وہ لوگ جو تجھے حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر عقل نہیں رکھتے۔ (2)

﴿5﴾ وَلَوۡ اَنَّہُمۡ صَبَرُوۡا حَتّٰی تَخۡرُجَ اِلَیۡہِمۡ لَکَانَ خَیۡرًا لَّہُمۡ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۵﴾ (حجرات، شروع)

اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تو ان کی طرف نکلتا تو ان کے واسطے بہتر ہوتا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (3)

سورۂ حجرات کی ان پانچ آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو آداب تعلیم فرمائے ہیں۔

آیہ ﴿1﴾ میں بتایا گیا ہے کہ تم کسی قول یا فعل یا حکم میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پیش دستی نہ کرو۔ (4) مثلاً جب حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مجلس میں کوئی سوال کرے تو تم حضور سے پہلے اس کا جواب نہ دو۔ جب کھانا حاضر ہو تو حضور سے پہلے کھانا شروع نہ کرو۔ جب حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کسی جگہ کو تشریف لے جائیں تو تم بغیر کسی مصلحت کے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے آگے نہ چلو۔ امام سہل بن عبد اللہ تُستَری رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو یہ ادب سکھایا کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پہلے تم بات نہ کرو۔ جب آپ فرمائیں تو تم آپ کے ارشاد کو کان لگا کر سنو اور چپ رہو۔ آپ کے حق کی فروگذاشت (5) اور آپ کے احترام و توقیر کے ضائع کرنے میں تم خدا سے ڈرو۔ خدا تمہارے قول کو سنتا اور تمہارے عمل کو جانتا ہے۔

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: بیشک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیز گاری کے لئے پرکھ لیا ہے ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔ (پ ٢٦، الحجرات: ٣)۔ علمیه

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: بیشک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔ (پ ٢٦، الحجرات: ٤)۔ علمیه

3 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم آپ ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے لیے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (پ ٢٦، الحجرات: ٥)۔ علمیه

4 ......یعنی آگے نہ بڑھو۔

5 ......کوتاہی۔

آیہ﴿2﴾ کا شانِ نزول یہ ہے کہ ۹ ھ میں بنی تمیم کا ایک وفد آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ ہم پر کسی کو امیر مقرر فرمادیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا کہ آپ قَعْقَاع بن مَعْبَد کو امیر بنادیں۔ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا کہ اَقْرَع بن حابس کو امیر بنادیں۔ حضرت صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرت فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے کہا کہ آپ میری مخالفت کرتے ہیں۔ حضرت فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جواب دیا کہ نہیں! اس طرح دونوں جھگڑ پڑے اور ان کی آوازیں بلند ہو گئیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اس آیت کے نزول کے بعد حضرت فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اس قدر دھیمی آواز سے کلام کیا کرتے کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دوبارہ دریافت کرنے کی حاجت پڑتی [1] اور حضرت صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بقول حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا قسم کھالی کہ میں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کلام نہ کیا کروں گا مگر اس طرح جیسا کہ کوئی اپنے ہمراز سے پوشیدہ باتیں کرتا ہے۔ [2]

حضرت اَنس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ روایت کرتے ہیں کہ جب آیہ

لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ [3]

نازل ہوئی تو حضرت ثابت بن قیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ (جو بلند آواز اور خطیبِ انصار تھے) گھر میں بیٹھ گئے۔ کہنے لگے کہ میں دوزخیوں میں سے ہوں اور وہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر نہ ہوئے۔ ایک روز رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سعد بن معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے پوچھا کہ ثابت کا کیا حال ہے۔ کیا وہ بیمار ہے؟ حضرت سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا کہ وہ میرا ہمسایہ ہے مجھے معلوم نہیں کہ وہ بیمار ہے۔ اس کے بعد سعد نے حضرت ثابت سے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا قول ذکر کیا۔ حضرت ثابت نے کہا کہ یہ آیت

---

1 ......بخاری، تفسیر سورۂ حجرات۔......(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الحجرات، باب :لاترفعوا اصواتکم...الخ، الحدیث:٤٨٤٥، ج٣ ص ٣٣١ وباب ان الذین ینادونك...الخ، ص٣٣٢، الحدیث:٤٨٤٧۔علمیہ)

2 ......اسبابِ نزول للواحدی۔......(جامع اسباب النزول، سورۃ الحجرات، ص ٣٢٣۔علمیہ)

3 ......ترجمۂ کنز الایمان: اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے۔ (پ٢٦، الحجرات:٢)۔علمیہ

نازل ہوئی ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے تم سب سے زیادہ بلند آواز ہوں اس لئے میں دوزخیوں میں سے ہوں۔ حضرت سعد نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے یہ ذکر کر دیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: نہیں بلکہ وہ بہشتیوں میں سے ہے۔ [1]

اس آیت کی رُو سے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مجلس شریف میں بلند آواز سے بولنا اتنا بھاری گناہ تھا کہ اس سے اَعمال اَکارت و برباد ہو جاتے۔ اللّٰہ تعالیٰ کو حضراتِ شیخین واَمثالہما کا طریق ادب پسند آیا۔ ان کی مدح میں آیہ ﴿3﴾ نازل فرمائی اور ان کو متقی ہونے کی سند عطا فرمائی اور قیامت کے دن ان کو مغفرت واَجرِ عظیم کی بشارت دی۔

ایک دفعہ بعض لوگوں نے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو حُجروں کے باہر سے یا محمد یا محمد کہہ کر پکارا۔ اس پر آیہ ﴿4﴾ نازل ہوئی [2] جس میں بتا دیا گیا ہے کہ اس طرح پکارنا سوءِ ادب ہے ایسی جرأت وہ لوگ کرتے ہیں جن کو عقل نہیں۔ حُسنِ اَدب اور تعظیمِ حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تو اس میں تھی کہ وہ لوگ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے در دولت پر بیٹھ جاتے اور انتظار کرتے یہاں تک کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خود باہر تشریف لاتے۔ اس طرح کا حُسنِ اَدب ان کے لئے مُوجِبِ ثواب تھا۔ جیسا کہ آیہ ﴿5﴾ میں ہے۔

(ج)

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ (نور، ع۹)	تم اپنے درمیان رسول کا پکارنا ایسا نہ ٹھہراؤ جیسا کہ ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ [3]

اس آیت میں بتا دیا گیا ہے کہ تم رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو نام لے کر (یا محمد یا محمد) نہ پکارا کرو جیسا کہ ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہو بلکہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اَدب سے یوں پکارا کرو: یارسول

---

1 ......صحیح مسلم، باب مخافات المؤمن ان یحبط عملہ۔......(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب: مخافة المؤمن ان یحبط عمله، الحدیث: ۱۱۹، ص۷۳-۷۴۔علمیه)

2 ......جامع اسباب النزول، سورة الحجرات، ص ۳۲۳۔۳۲۴۔علمیه

3 ......ترجمۂ کنز الایمان: رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔(پ۱۸، النور:۶۳)۔علمیه

اللہ، یا نبی اللہ، یا خیر خلق اللہ۔ اس کا مزید بیان پہلے آچکا ہے۔

(د)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْاؕ وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۝۱۰۴ (بقرہ، ع ۱۳) اے ایمان والو! تم راعنا نہ کہو اور انظرنا کہو اور بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔[1]

جس وقت رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کچھ ارشاد فرماتے تو مسلمان عرض کیا کرتے: ''رَاعِنَا'' (ہماری طرف متوجہ ہوجیئے، یعنی ذرا ٹھہریئے کہ ہم سمجھ لیں) عبرانی زبان میں اس لفظ کے معنی شریر کے ہیں۔ یہود اس لفظ کو بطریق اِستہزاء استعمال کرتے تھے اور تعریض واشارہ اسی معنی کی طرف کیا کرتے تھے۔ چونکہ ''رَاعِنَا'' کا التباس[2] عبرانی لفظ سے ہوتا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو تعلیم دی کہ تم بجائے ''رَاعِنَا'' کے ''اُنْظُرْنَا'' (ہماری طرف متوجہ ہوجیئے) استعمال کیا کرو۔[3] جس کے معنی وہی ہیں جو ''رَاعِنَا'' کے ہیں اور اس میں کسی قسم کی تلبیس[4] کا احتمال نہیں اور تم بغور سنا کرو تاکہ دوبارہ پوچھنے کی ضرورت نہ پڑے۔ یہود جو اس طرح تعریض واِستہزاء کرتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اس آیت شریف سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان مبارک میں ایسے الفاظ مُحتَمَلہ استعمال نہ کرنے چاہئیں کہ جن میں تعریض ہو اور تنقیصِ شان کا وَہم ہو۔

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تعظیم و توقیر اور ادب کے طریقے

ذیل میں چند ایسی مثالیں درج کی جاتی ہیں جن سے اندازہ لگ سکتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم کس کس طرح اپنے آقائے نامدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعظیم وتوقیر بجالاتے اور آپ کا ادب ملحوظ رکھتے تھے۔

﴿1﴾ ماہ ذی قعدہ ٦ھ میں جب آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حُدَیْبِیَہ میں تھے تو بُدَیل بن وَرْقاء خُزاعی کے بعد عُروہ بن مسعود جو اُس وقت تک ایمان نہ لائے تھے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے گفتگو کرنے کے لئے حاضر خدمت اقدس ہوئے وہ واپس جاکر قریش سے یوں کہنے لگے:

[1] ......ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (پ ۱، البقرة: ۱۰۴)۔علمیه

[2] ......یکسانیت کی وجہ سے شبہ پڑنا۔

[3] ......جامع اسباب النزول، سورة البقرة، ص ۲۷۔علمیه

[4] ......فریب۔

ای قوم و اللّٰہ لقد وفدت علی الملوك و وفدت علی قیصر و کسری و النجاشی و اللہ ان رایت ملکا قط یعظمه اصحابه ما یعظم اصحاب محمد محمدًا واللہ ان تنخّم نخامة الا وقعت فی کف رجل منهم فدلك بها وجهه و جلده و اذا امرهم ابتدروا امره و اذا توضأ کادوا یقتتلون علی وضوئه و اذا تکلم خفضوا اصواتهم عنده و ما یحدون الیه النظر تعظیمًا له و انه قد عرض علیکم خطة رشدٍ فاقبلوها.

اے میری قوم! اللّٰہ کی قسم! میں البتہ بادشاہوں کے درباروں میں حاضر ہوا ہوں اور قیصر اور کسریٰ و نجاشی کے ہاں گیا ہوں، اللّٰہ کی قسم! میں نے کبھی کوئی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا کہ جس کے اصحاب اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوں جیسا کہ محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے اصحاب محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی کرتے ہیں۔ اللّٰہ کی قسم! اس (محمد) نے جب کبھی کھنکار پھینکا ہے تو وہ اصحاب میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ میں گرا ہے جسے انہوں نے اپنے منہ اور جسم پر مل لیا ہے۔ جب وہ اپنے اصحاب کو حکم دیتے ہیں تو وہ اس کی تعمیل کے لئے دوڑتے ہیں اور جب وضو کرتے ہیں تو ان کے وضو کے پانی کے لئے باہم جھگڑنے کی نوبت پہنچنے لگتی ہے اور جب وہ کلام کرتے ہیں تو اصحاب ان کے سامنے اپنی آوازیں دھیمی کر دیتے ہیں اور از روئے تعظیم ان کی طرف تیز نگاہ نہیں کرتے۔ انہوں نے تم پر ایک نیک امر پیش کیا ہے اسے قبول کرلو۔ (1)

﴿2﴾ حضرت طلحہ بن عبید اللّٰہ تیمی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اَصحاب نے ایک جاہل اَعرابی سے کہا کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے دریافت کرو کہ قرآن میں جو سورۂ اَحزاب میں آیا ہے:

مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ (احزاب، ع٣)

بعضے مسلمانوں میں سے وہ مرد ہیں کہ سچ کیا انہوں نے وہ عہد جو اللّٰہ سے باندھا تھا پس بعض ان میں سے وہ ہے جو پورا کر چکا کام اپنا۔ (2)

---

1 ......صحیح بخاری، کتاب الشروط۔......(صحیح البخاری، کتاب الشروط، باب الشروط فی الجهاد والمصالحة الحدیث: ٢٧٣١۔٢٧٣٢، ج٢، ص٢٢٤۔٢٢٥ ملخصًا۔علمیه)

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد اللّٰہ سے کیا تھا تو ان میں کوئی اپنی منت پوری کر چکا۔ (پ٢١، الاحزاب: ٢٣)۔علمیه

اس آیت میں قَضٰی نَحْبَہٗ کون ہے۔اصحاب کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سوال کرنے کی جرأت نہ کیا کرتے تھے۔وہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی توقیر کیا کرتے تھے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ہیبت کھاتے تھے۔اس اَعرابی نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سوال کیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے منہ پھیرلیا۔دوبارہ پوچھا تو بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس سے منہ پھیرلیا پھر میں مسجد کے دروازے سے سبز کپڑوں میں نمودار ہوا۔جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے دیکھا تو فرمایا کہ وہ سائل کہاں ہے؟ اعرابی نے کہا:''یارسول اللہ!(صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْکَ وَسَلَّم) سائل میں ہوں۔''رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے (میری طرف اشارہ کرکے) فرمایا: یہ ان میں سے ہے جس نے اپنا عہد پورا کیا۔(1)

﴿3﴾حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے اصحابِ مہاجرین وانصار رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن میں تشریف لاتے اور وہ بیٹھے ہوتے۔ان کے درمیان حضرت ابوبکر وعمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا بھی ہوتے۔ان میں سے سوائے حضرت ابوبکر وعمر کے کوئی حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف نظر نہ اٹھاتا۔وہ دونوں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے اور حضور ان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے،وہ دونوں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف دیکھ کر تبسُّم فرماتے اور حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان کی طرف دیکھ کر تبسم فرماتے۔(2)

﴿4﴾حضرت علی مرتضی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ حاضرین مجلس کے ساتھ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سیرت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:''جس وقت آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کلام شروع کرتے تو آپ کے ہمنشین اس طرح سر جھکا لیتے کہ گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں۔جس وقت آپ خاموش ہوجاتے تو وہ کلام کرتے اور کلام میں آپ کے سامنے

---

1 ......ترمذی،کتاب التفسیر،تفسیر سورۂ احزاب۔......(سنن الترمذی، کتاب التفسیر، باب:سورة الاحزاب، الحدیث: ٣٢١٤، ج٥، ص١٤٠۔علمیه)

2 ......ترمذی،ابواب المناقب۔......(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب: فی مناقب ابو بکر وعمر کلیهما، الحدیث:٣٦٨٨، ج٥، ص٣٨٨۔علمیه)

تنَازُع [1] نہ کرتے اور جو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے کلام کرتا اسے خاموش ہو کر سنتے یہاں تک کہ وہ اپنے کلام سے فارغ ہو جاتا۔'' [2]

اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مجلس میں سب سے پہلے خود حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرماتے تھے۔ حاضرین مجلس سب سکون کی حالت میں باادب بیٹھے سنا کرتے تھے۔ آپ کے بعد صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم عرض کرتے۔ مگر وہ کلام میں تنَازُع نہ فرماتے تھے۔ مجلس میں ایک وقت میں دو شخص کلام نہ کرتے اور نہ کوئی دوسرے کے کلام کو قطع کرتا تھا۔ بلکہ مُتَکَلِّم کے کلام کو سنتے رہتے یہاں تک کہ وہ فارغ ہو جاتا۔

﴿5﴾ حضرت اَنَس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم (بپاسِ ادب) رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دروازوں کو ناخنوں سے کھٹکھٹایا کرتے تھے۔ [3]

﴿6﴾ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ذی قعدہ ٦ ھ میں عمرہ کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ جب حُدَیْبِیَہ میں پہنچے تو قریش ڈر گئے۔ اس لئے آپ نے حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو مکہ میں بھیجا اور ان سے فرمایا کہ تم قریش کو اطلاع دے دو کہ ہم عمرہ کے لئے آئے ہیں لڑائی کے لئے نہیں آئے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ ان کو دعوت اسلام دو اور مسلمان مردوں اور عورتوں کو جو مکہ میں ہیں فتح کی بشارت دو۔ راستے میں حضرت اَبان بن سَعِید اُمَوی جو اَب تک ایمان نہ لائے تھے حضرت عثمان سے ملے۔ انہوں نے حضرت عثمان کو جوار دی اور اپنے پیچھے گھوڑے پر سوار کر کے مکہ میں لے آئے۔ حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا پیغام پہنچایا۔ حُدَیْبِیَہ میں مسلمان کہنے لگے کہ عثمان خوش نصیب ہے جس نے بیت اللّٰہ کا طواف کر لیا۔ یہ سن کر رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرمانے لگے کہ میرا گمان ہے کہ عثمان ہمارے بغیر طوافِ کعبہ نہ کریں گے۔ اسی اَثنا میں یہ غَلَط خبر اڑی کہ حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی

---

1 ...... بحث و تکرار۔

2 ...... شمائل ترمذی، باب ماجاء فی خلق رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔...... (الشمائل المحمدية للترمذی، باب: ما جآء فی خلق رسول اللّٰه، الحديث: ٣٣٤، ص ١٩٨ - علميه)

3 ...... الادب المفرد للبخاری، باب قرع الباب۔ اس روایت سے پایا جاتا ہے کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دروازوں میں حلقے نہ تھے۔ صحابہ کرام بپاسِ ادب بجائے دستک دینے کے ناخنوں سے کھٹکھٹایا کرتے تھے۔ ١٢ منہ ...... (الأدب المفرد للبخاری، باب قرع الباب، الحديث: ١١١١، ص ٢٩٠ - علميه)

عَنْہُ مکہ میں قتل کردیئے گئے۔اس لئے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مسلمانوں سے بیعت رضوان لی۔ حضرت عثمان چونکہ مکہ میں تھے اس لئے حضورانور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر مار کران کو بیعت کے شرف میں داخل کیا۔اس طرح حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ہاتھ حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا ہاتھ قرار پایا۔بیعتِ رضوان کے بعد جب حضرت عثمان واپس تشریف لائے تو مسلمانوں نے ان سے کہا کہ آپ خوش نصیب ہیں کہ بیت اللّٰہ کا طواف کرلیا۔اس پر حضرت عثمان نے جواب دیا کہ تم نے میری نسبت گمانِ بد کیا۔اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میں ایک سال ٹھہرا رہتا اور حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم حُدَیْبِیَہ میں ہوتے تو میں آپ کے بغیر طواف نہ کرتا قریش نے مجھ سے کہا تھا کہ طواف کرلو مگر میں نے انکار کردیا تھا۔[1]

حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا یہ ادب قابل غور ہے کہ کفار مکہ آپ سے کہہ رہے ہیں کہ تم بیت اللّٰہ کا طواف کرلو مگر آپ جواب دیتے ہیں کہ مجھ سے یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ اپنے آقائے نامدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بغیر اکیلا طواف کروں۔ادھر جب مسلمانوں نے کہا کہ خوشحال عثمان کا کہ ان کو خانہ کعبہ کا طواف نصیب ہوا تو رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یہ سن کر فرماتے ہیں کہ عثمان بغیر ہمارے ایسا نہیں کرسکتا۔آقا ہو تو ایسا، خادم ہو تو ایسا۔ امام بوصیری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے قصیدہ ہمزیہ میں کیا خوب فرمایا ہے:

وابٰی یطوف بالبیت اذ لم | یدن منہ الی النبی فناء
فجزتہ عنھا ببیعۃ رضوا | نَ ید من نبیہ بیضاء
ادب عندہ فضاعف الاعمال | بالترک حبذ الادباء [2]

اور حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بیت اللّٰہ کے طواف سے انکار کردیا اس لئے کہ بیت اللّٰہ کی کوئی طرف رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قریب نہ تھی۔پس ان کو رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے یَدِ بَیْضَاء نے بیعت رضوان میں اس

1 ......زادالمعاد لابن قیم، قصۂ حدیبیہ اور درمنثور للسیوطی، تفسیر سورۂ فتح۔......(الدر المنثور فی التفسیر الماثور، سورۃ الفتح، تحت الآیۃ: ۱۸، ج۷، الجزء۲۶، ص۵۲۱ ملتقطا و زاد المعاد فی ھدی خیر العباد، فصل فی قصۃ الحدیبیۃ، الجزء الثالث، ج۲، ص۲۱۰-۲۱۱۔علمیہ)

2 ......السیرۃ الحلبیۃ، باب ذکر مغازیہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وآلہ وسلم، ج۳، ص۲۵۔علمیہ

نیک عمل کا بدلہ دیا۔ یہ (تنہا طواف نہ کرنا) عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ میں ایک بڑا ادب تھا جس کے سبب ان کو طواف سے دگنا ثواب ملا۔ اصحابِ محمد کیا خوب ادیب تھے۔

اس میں شک نہیں کہ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم سب کے سب باادب تھے مگر حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ میں یہ خوبی خصوصیت سے تھی کیونکہ ان میں وصف حیاء جو مَنْشاءِ اَدَب [1] ہے سب سے زیادہ تھا۔ آپ نے جب سے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بیعت کی اپنا دایاں ہاتھ کبھی اپنی شرمگاہ پر نہ رکھا۔ [2]

﴿7﴾ حضرت عَمْرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی موت کا وقت آیا تو آپ نے اپنے صاحبزادے سے اپنی تین حالتیں بیان کرتے ہوئے فرمایا: پہلی حالت یہ تھی کہ میں سب سے زیادہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا جانی دشمن تھا اگر میں اس حالت میں مرجاتا تو دوزخی تھا۔ دوسری حالت اسلام کی تھی کہ کوئی شخص میرے نزدیک رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے زیادہ محبوب اور میری آنکھوں میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے زیادہ جلال وہیبت والا نہ تھا اور میں آپ کی ہیبت کے سبب سے آپ کی طرف نظر بھر کر نہ دیکھ سکتا تھا اس واسطے اگر مجھ سے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حُلْیہ شریف دریافت کیا جائے تو میں بیان نہیں کرسکتا۔ اگر میں اس حال میں مرجاؤں تو امید ہے کہ اہل جنت میں سے ہوں گا۔ تیسری حالت حکمرانی کی تھی کہ جس میں میں اپنا حال نہیں جانتا۔ [3]

﴿8﴾ حضرت اَسْلَعْ بن شَرِیک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا بیان ہے کہ میں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ناقہ [4] کا کَجاوَہ کَسا کرتا تھا۔ موسم سرما میں ایک رات مجھے غُسْل کی حاجت ہوگئی۔ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سفر کا ارادہ کیا۔ میں نے حالتِ جنابت میں کَجاوہ کسنا پسند نہ کیا اور میں ڈرا کہ اگر ٹھنڈے پانی سے غُسْل کروں تو مرجاؤں گا یا بیمار ہوجاؤں گا اس لئے میں نے انصار میں سے ایک شخص سے کَجاوہ کسوایا۔ پھر میں نے پانی گرم کرکے غُسْل کیا اور رسول

---

1 ......ادب کا باعث۔

2 ...... سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة وسننها، باب كراهية مس الذكر...الخ الحديث: ٣١١، ج١، ص١٩٨۔علميه

3 ......صحیح مسلم، باب کون الاسلام یہدم ما قبلہ وکذا الحج والعمرۃ۔......(صحيح مسلم، كتاب الأيمان، باب كون الاسلام يهدم ما قبله وكذا الهجرة...الخ، الحديث: ١٩٢، ص٧٥۔علميه)

4 ......اونٹنی۔

اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آپ کے اَحباب سے جاملا۔ آپ نے فرمایا: اے اسلع! آج کیا وہ اپنی جگہ سے کیوں ہل گیا؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں نے نہیں کسا ایک انصاری نے کسا ہے۔ آپ نے سبب دریافت فرمایا، میں نے عرض کیا: مجھے غسل کی حاجت ہوگئی تھی اور ٹھنڈے پانی سے غسل کرنے سے مجھے اپنی جان کا خوف تھا اس لئے میں نے اس سے کسوایا تھا اور پھر پانی گرم کرکے میں نے غسل کیا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیۂ تیمّم یعنی

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى ......الخ (نساء، ع۷)[1]

نازل فرمائی۔[2]

﴿9﴾ ایک روز رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت ابوہُریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ملے۔ ان کو غسل کی حاجت تھی۔ ان کا بیان ہے کہ میں پیچھے ہٹ گیا۔ پھر غسل کرکے حاضر خدمت ہوا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پوچھا کہ تم کہاں گئے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ مجھے غسل کی حاجت تھی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ مومن پلید نہیں ہوتا۔[3]

﴿10﴾ حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ حُذَیفہ بِنُ الیمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ملے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت حذیفہ سے مصافحہ کرنے لگے حضرت حُذَیفہ پیچھے ہٹ گئے اور یہ عذر کیا کہ مجھ کو غسل کی حاجت ہے۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ مسلمان جب اپنے بھائی سے مصافحہ کرتا ہے تو اس کے گناہ یوں دور ہوجاتے ہیں جیسا کہ درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ جب وہ دونوں ایک دوسرے سے سوال کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر سو رحمتیں نازل فرماتا ہے جن میں ننانوے اس کے لئے ہیں جو ان دونوں میں سے زیادہ

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو نشہ کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ۔ (پ۵، النساء:۴۳)۔علمیہ

2 ......اصابہ بحوالہ طبرانی، ترجمہ اسلع الاعرجی۔ تفسیر درمنثور بحوالہ طحاوی ودارقطنی وطبرانی وبیہقی وغیرہ۔......(الدر المنثور فی التفسیر الماثور، سورۃ النساء، تحت الآیۃ:۴۳، ج۲، الجزء۵، ص۵۴۷۔علمیہ)

3 ......ترمذی، کتاب الطہارت، باب ماجاء فی مصافحۃ الجنب۔......(سنن الترمذی، کتاب الطھارۃ، باب: ماجآء فی مصافحۃ الجنب، الحدیث:۱۲۱، ج۱، ص۱۷۰۔علمیہ)

بشاش وکشادہ رواور نیکوکار اور اپنے بھائی کی حاجت روائی میں احسن ہو۔ (1)

﴿11﴾ حضرت عثمان بن عفان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرت قُباث بن اَشْیَم سے پوچھا کہ تم بڑے ہو یا رسول اللہ؟ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) انہوں نے جواب دیا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مجھ سے بڑے ہیں البتہ میں پیدائش میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پہلے ہوں۔ (2)

﴿12﴾ حضرت سعید بن یَرْبُوع مَخْزُوْمی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا نام صَرم تھا۔ ایک روز رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان سے پوچھا کہ ہم میں سے کون بڑا ہے میں یا تو؟ انہوں نے جواب دیا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مجھ سے بڑے ہیں اور نیک ہیں میں عمر میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے زیادہ ہوں۔ یہ سن کر آپ نے ان کا نام بدل دیا اور فرمایا کہ تم سعید ہو۔ (3)

﴿13﴾ حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کا بیان ہے کہ میں نے حدیث وکلام میں حضرت فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا سے بڑھ کر کسی کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مشابہ نہیں دیکھا۔ جب وہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں آتیں تو آپ ان کے لئے کھڑے ہوجاتے اور مرحبا کہہ کر ان کو چومتے اور اپنی جگہ بٹھاتے اور جب حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان کے ہاں تشریف لے جاتے تو وہ آپ کے لئے کھڑی ہوجاتیں اور آپ کا دست مبارک پکڑ کر مرحبا کہتیں اور چومتیں اور اپنی جگہ بٹھاتیں۔ جب مرض موت میں وہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت اقدس میں آئیں تو حضور نے مرحبا کہہ کر ان کو چوما۔ (4)

---

1 ......کشف الغمہ للشعرانی، جزء ثانی، ص۱۸۴۔......(کشف الغمة للشعرانی ، کتاب الاقضیۃ والشھادات ، فرع فی المصافحۃ و طلاقۃ الوجہ، ج۲، ص۲۸۸۔علمیہ)

2 ......جامع ترمذی، باب ماجاء فی میلاد النبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم۔......(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب: فی میلاد النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم ،الحدیث: ٣٦٣٩، ج٥، ص٣٥٦۔علمیہ)

3 ......اصابہ، ترجمہ سعید بن یربوع۔......(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ،حرف السین المھملۃ،باب سعید بن یربوع،ترجمہ ٣٣٠٢، ج٣،ص٩٨۔علمیہ)

4 ......الادب المفرد للبخاری، باب الرجل یقبل ابنتہ۔......(الأدب المفرد للبخاری، باب الرجل یقبل ابنتہ، الحدیث: ١٠٠٠، ص٢٦٤۔علمیہ)

﴿14﴾ دو یہودی حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے آپ سے نو ظاہر نشانیاں دریافت کیں آپ نے بیان فرما دیں تو انہوں نے آپ کے دونوں ہاتھ مبارک اور دونوں پاؤں مبارک کو بوسہ دیا اور کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ پیغمبر ہیں۔ (1)

﴿15﴾ صَفْوان بن عَسَّال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ روایت کرتے ہیں کہ یہودیوں کی ایک قوم نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دست مبارک اور ہر دو پائے مبارک کو بوسہ دیا۔ (2)

﴿16﴾ حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا بیان ہے کہ ہم کسی غزوہ میں تھے لوگ پسپا ہو گئے۔ ہم نے کہا کہ ہم نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم سے کس طرح ملیں گے حالانکہ ہم لشکر سے بھاگ آئے ہیں اور خدا کا غَضَب لے پھرے ہیں۔ پس ہم نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں نمازِ فجر سے پہلے حاضر ہوئے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نماز سے فارغ ہو کر نکلے اور فرمایا کہ یہ کون ہیں؟ ہم نے عرض کیا کہ ہم فراری ہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: " لَا بَلْ اَنْتُمُ الْعَكَّارُوْنَ " نہیں بلکہ تم عَکَّاری (ہٹ کر حملہ کرنے والے) ہو۔ یہ سن کر ہم نے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دست مبارک کو بوسہ دیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ میں تمہارا گروہ ہوں میں مسلمانوں کا گروہ ہوں۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ (انفال، ع٢) (3) مگر ہٹنے والا لڑائی کے لئے یا پناہ ڈھونڈنے والا ایک گروہ کی طرف (4)

﴿17﴾ اُمِّ اَبان بنت وَازِع بن زَارِع اپنے دادا زَارِع سے جو وفد عبد القیس میں تھے روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے کہا کہ جب ہم مدینہ میں پہنچے تو ہم اپنے کجاووں سے جلدی جلدی اتر کر رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دست

---

1 ......جامع ترمذی، ابواب الاستیذانِ والادب، باب ماجاء فی قبلۃ الید والرجل۔......(سنن الترمذی، کتاب الاستئذان والادب، باب ما جاء فی قبلة الید والرجل، الحدیث: ٢٧٤٢، ج٤، ص٣٣٦۔علمیه)

2 ......ابن ماجہ، باب الرجل یقبل ید الرجل۔......(سنن ابن ماجه، کتاب الادب، باب الرجل یقبل ید الرجل، الحدیث: ٣٧٠٥، ج٤، ص٢٠٥۔علمیه)

3 ......ترجمۂ کنز الایمان: مگر لڑائی کا ہنر کرنے یا اپنی جماعت میں جا ملنے کو۔ (پ٩، الانفال: ١٦)۔علمیه

4 ......الادب المفرد للبخاری، باب تقبیل الید۔ تفسیر در منثور بحوالہ ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ وغیرہ۔......(الأدب المفرد للبخاری، باب تقبیل الید، الحدیث: ١٠٠١، ص٢٦٤۔علمیه)

مبارک اور پائے مبارک کو چومنے لگے۔ مُنْذِرُ الاَشَجّ[1] (رئیس وفد) کچھ دیر کے بعد لباس تبدیل کر کے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ تم میں دو خصلتیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے حلم و وقار۔ مُنْذِر نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ خصلتیں مجھ میں کسبی ہیں یا جبلی؟ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جبلّی ہیں۔ یہ سن کر مُنْذِر نے کہا: سب ستائش خدا کو ہے جس نے مجھے ایسی دو خصلتوں پر پیدا کیا ہے جن کو اللہ اور اللہ کا رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دوست رکھتے ہیں۔[2] روایت بیہقی میں ہے کہ مُنْذِر نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دست مبارک کو پکڑ کر بوسہ دیا۔[3]

﴿18﴾ حضرت بُرَیْدہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا: یارسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں اسلام لایا ہوں مجھے کوئی ایسی چیز دکھائیے جس سے میرا یقین زیادہ ہو جائے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ تو کیا چاہتا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ آپ اس درخت کو اپنے پاس بلالیں۔ آپ نے فرمایا کہ تو جا کر اسے بلالا۔ وہ اس کے پاس گیا اور کہا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تجھے بلاتے ہیں۔ یہ سن کر وہ ایک طرف کو جھکا اور اس کی جڑیں اکھڑیں۔ پھر دوسری طرف کو جھکا اور جڑیں اکھڑیں، اسی طرح وہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: "السلام علیك یا رسول اللّٰہ" یہ دیکھ کر اعرابی نے کہا: مجھے کافی ہے۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس درخت سے فرمایا کہ اپنی جگہ پر چلا جا۔ چنانچہ وہ چلا گیا اور اپنی جڑوں سے قائم ہو گیا۔ اعرابی نے عرض کیا: یارسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کے سر مبارک اور ہر دو پائے مبارک کو بوسہ دوں۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

---

1 ......سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں یہاں " مُنْذِر الشیخ " لکھا ہے جبکہ "سنن ابی داود شریف " اور حدیث و سیرت کی دیگر کتب میں ان صحابی کا نام " مُنْذِرُ الاَشَجّ " مرقوم ہے لہٰذا کتابت کی غلطی پر محمول کرتے ہوئے ہم نے " مُنْذِر الشیخ " کے بجائے "سنن ابی داود شریف " کے مطابق " مُنْذِرُ الاَشَجّ " لکھا ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔ علمیہ

2 ......ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی قبلۃ الجسد۔ الادب المفرد للبخاری، باب تقبیل الید۔......(سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی قبلۃ الرجل، الحدیث: ٥٢٢٥،

3 ......زرقانی علی المواہب، وفد عبد القیس۔ الادب المفرد للبخاری، باب التؤدۃ فی الامور۔......(دلائل النبوۃ لابی نعیم، الجزء الثانی، الفصل التاسع عشر، ص ٢٣١)

عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اجازت دے دی۔ (اور اس نے سر مبارک اور ہر دو پائے مبارک کو چوما) پھر اس نے عرض کیا کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کو سجدہ کروں۔ آپ نے فرمایا کہ ایک شخص دوسرے کو سجدہ نہ کرے۔ اگر میں ایسے سجدے کی اجازت دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے کیونکہ شوہر کا اس پر بڑا حق ہے۔ [1]

﴿19﴾ حضرت اَبُو بَزّہ مکی مَخْزُومی بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے آقا عبد اللّٰہ بن سائب کے ساتھ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے اُٹھ کر آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دست مبارک اور پائے مبارک کو بوسہ دیا۔ (اصابہ۔ ترجمہ ابو بزہ مکی) [2]

﴿20﴾ حضرت مِسْوَر بن مَخْرَمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ذکر کرتے ہیں کہ میرے والد مَخْرَمہ نے مجھ سے کہا: بیٹا! مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس قبائیں آئی ہیں جنہیں وہ تقسیم فرمارہے ہیں مجھے انکے پاس لے چل! چنانچہ ہم وہاں حاضر ہوئے اس وقت رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے دولت خانہ میں تھے۔ والد نے مجھ سے کہا: ''بیٹا! نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو میرے واسطے بلادو۔'' مجھ پر یہ امر ناگوار گزرا۔ میں نے کہا: کیا میں تمہارے واسطے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو آواز دوں!! میرے والد نے کہا: بیٹا! وہ جبار نہیں ہیں۔ تب میں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو آواز دی آپ نکلے اور آپ کے پاس ایک دِیبا [3] کی قبا تھی جس کے تُکمے [4] سونے کے تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اے مخرمہ! یہ ہم نے تمہارے واسطے چھپا رکھی ہے اور مخرمہ کو عطا فرمادی۔ [5]

﴿21﴾ حضرت قَیس بن سَعْد بن عُبادَہ اَنْصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ذکر کرتے ہیں کہ ایک روز رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم غریب خانہ پر تشریف لائے اور دروازے میں فرمایا: '' اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہ '' میرے باپ نے دھیمی آواز سے جواب دیا۔ میں نے کہا: کیا آپ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اندر آنے کی اجازت نہیں دیتے؟

---

1 ...... دلائل حافظ ابی نعیم، مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن، ص ۱۳۸۔ ......(تاریخ مدینة دمشق ، باب جامع دلائل نبوته علیه السلام، الحدیث:۱۱۲۳،ج٤،ص۳٦٥۔علمیه)

2 ......الاصابة فی تمییز الصحابة، باب الکنی۔حرف الباء الموحدةباب ابو بزة المکی،ترجمة ۹٦۱۹،ج۷،ص۳٤۔علمیه

3 ......ایک قسم کا ریشمی کپڑا۔

4 ......بٹن۔

5 ......صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب المزرر بالذہب۔......(صحیح البخاری ،کتاب اللباس ، باب المزرر بالذهب ، الحدیث: ۵۸٦۲،ج٤، ص٦۷۔علمیه)

انہوں نے کہا: اسی طرح رہنے دیجئے تا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہم پر زیادہ سلام بھیجیں۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دوسری بار اسی طرح سلام کہا۔ حضرت سعد نے دھیمی آواز سے جواب دیا۔ حضور تیسری بار سلام کہہ کر واپس ہو گئے حضرت سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ آپ کے پیچھے نکلے اور عرض کیا: یارسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں آپ کا سلام سنتا رہا اور دھیمی آواز سے جواب دیتا رہا تا کہ آپ ہم پر زیادہ سلام بھیجیں۔ یہ سن کر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کے ساتھ واپس تشریف لائے آپ نے حضرت سعد کی درخواست پر غسل فرمایا۔ حضرت سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے زعفران سے رنگی ہوئی چادر پیش کی جو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اوڑھ لی اور پھر آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر یوں دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اجۡعَلۡ صَلَوَاتَکَ وَ رَحۡمَتَکَ عَلٰی اٰلِ سَعۡدِ بۡنِ عُبَادَۃَ[1]

بعدازاں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کھانا تناول فرمایا۔ جب آپ واپس ہونے لگے تو میرے والد نے سواری کے لئے ایک دراز گوش پیش کیا جس پر لحاف پڑا ہوا تھا اور مجھ سے کہا کہ ساتھ ہولو۔ میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ہولیا۔ حضور نے مجھ سے فرمایا کہ میرے ساتھ سوار ہو جاؤ۔ میں نے انکار کیا آپ نے فرمایا کہ سوار ہو جاؤ ورنہ واپس ہو جاؤ۔ اس لئے میں واپس چلا آیا۔ (ابوداؤد، کتاب الادب)[2]

﴿22﴾ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کے والد بزرگوار بہت سا قرض چھوڑ گئے تھے جب کھجوروں کے توڑنے کا وقت آیا تو حضرت جابر نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں یوں عرض کیا: "آپ کو معلوم ہے کہ میرے والد جنگ احد کے دن شہید ہو گئے اور اپنے اوپر بہت سا قرض چھوڑ گئے میں چاہتا ہوں کہ قرض خواہ آپ کی زیارت کرلیں۔"

حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے یوں نہ کہا کہ آپ قرض خواہوں کے پاس چلئے بلکہ بپاس ادب عرض کیا کہ قرض خواہ آپ کی زیارت کرلیں۔ (بخاری، باب قضاء الوصی دیون المیت بغیر محضر من الورثۃ)[3]

---

1 ......اے اللہ! سعد بن عبادہ کی آل پر اپنی برکتیں اور رحمتیں نازل فرما۔ علمیه

2 ...... سنن ابی داود، کتاب الادب، باب کم مرة یسلم الرجل فی الاستئذان، الحدیث: ٥١٨٥، ج٤، ص٤٤٥۔ علمیه

3 ......صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب قضاء الوصی دیون المیت...الخ، الحدیث: ٢٧٨١، ج٢، ص٢٤٧۔ علمیه

﴿23﴾ ایک روز قبیلہ اَسلم کے چند صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُم تیراندازی میں باہم مقابلہ کر رہے تھے کہ رسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا گزر وہاں ہوا۔ جب حضرت مِحۡجَنۡ بن اَدۡرَع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ ایک اَسلمی سے مقابلہ کر رہے تھے تو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اے بنی اسمٰعیل! تم تیراندازی کرو کیونکہ تمہارا باپ تیرانداز تھا۔ تم تیر پھینکتے جاؤ میں ابن اَدرع کے ساتھ ہوں۔ یہ سن کر حضرت نضلہ بن عبید اسلمی نے اپنے ہاتھ سے کمان پھینک دی اور عرض کیا: "جب حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ابن اَدرع کے ساتھ ہیں تو میں اس کے ساتھ تیر نہیں پھینکتا کیونکہ جس کے ساتھ آپ ہیں وہ مغلوب نہیں ہوسکتا۔" یہ سن کر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ تم تیراندازی کرو میں تم سب کے ساتھ ہوں۔ [1]

﴿24﴾ جب آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں رونق اَفروز ہوئے تو آپ نے حضرت ابوایوب انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کے مکان میں قیام فرمایا۔ آپ مکان کے نیچے کے حصے میں ٹھہرے اور ابوایوب مع عِیال اوپر کے حصے میں رہے ایک رات ابوایوب بیدار ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم رسول **اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سر مبارک کے اوپر چلتے پھرتے ہیں۔ یہ کہہ کر انہوں نے اس جگہ سے ہٹ کر ایک جانب میں رات بسر کی۔ پھر صبح کو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کیا۔ حضور اَقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ نیچے کے حصے میں میرے واسطے آسانی ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں اس چھت پر نہیں چڑھتا جس کے نیچے آپ ہوں۔ پس آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اوپر کے حصے میں تشریف لے گئے اور ابوایوب نیچے کے حصے میں چلے آئے۔ ابوایوب حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے کھانا بھیجا کرتے جو بچ کر آتا خادم سے دریافت کرتے کہ طعام میں حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی انگلیاں کس جگہ تھیں۔ پھر اسی جگہ سے کھاتے۔ ایک روز کھانا تیار کیا گیا جس میں لہسن تھا۔ جب کھانا واپس آیا تو حضرت ابوایوب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے حسب معمول خادم سے حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی انگلیوں کی جگہ دریافت کی۔ جواب ملا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کھایا ہی نہیں۔ یہ سن کر ابوایوب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ ڈر گئے اور اوپر جا کر عرض کیا کہ کیا یہ (لہسن) حرام ہے؟ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے

---

1 ......اصابہ بحوالہ ابن اسحاق، ترجمہ محجن بن ادرع اسلمی نیز مشکوٰۃ بحوالہ بخاری، باب اعداد آلۃ الجہاد۔......(عمدۃ القاری، کتاب الجھاد والسیر، باب التحریض علی الرمی، الحدیث: ۲۸۹۹، ج۱۰، ص ۲۲۰-علمیہ)

فرمایا کہ حرام تو نہیں لیکن میں اسے پسند نہیں کرتا۔ یہ سن کر انہوں نے عرض کیا کہ میں بھی اس چیز کو ناپسند کرتا ہوں جسے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ناپسند کرتے ہیں۔ (حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی کراہت کی وجہ یہ کہ) آپ کے پاس فرشتے اور وحی آیا کرتی تھی۔ [1]

﴿25﴾ حضرت قَیْلَہ بنت مَخْرَمَہ عَنْبَرِیَّہ نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو مسجد میں دیکھا۔ آپ اُکڑُوں [2] بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کا بیان ہے کہ جب میں نے آپ کو نہایت خشوع سے اس حالت میں بیٹھے ہوئے دیکھا تو (ہیبت و جلال کے سبب سے) میں خوف سے کانپنے لگی۔ [3] (شمائل ترمذی، باب ما جاء فی جلسۃ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم)

﴿26﴾ حضرت بَرَاء بن عازِب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کچھ پوچھنا چاہتا تو اسے (آپ کی ہیبت کی وجہ سے) دو سال (یا سالوں) تاخیر میں ڈال دیتا۔ [4]

﴿27﴾ حضرت حُذَیْفَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ شریک طعام ہوتے تو ہم طعام میں ہاتھ نہ ڈالتے یہاں تک کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پہلے شروع فرماتے اور اپنا دست مبارک اس میں ڈالتے۔ (صحیح مسلم، باب آداب الطعام والشراب واحکامہما) [5]

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعظیم وتوقیر جس طرح آپ کی حیات دنیوی میں واجب تھی اسی طرح وفات شریف کے بعد بھی واجب ہے۔ سَلَف وخَلَف کا یہی طریقہ رہا ہے۔ ذیل میں چند مثالیں بغرض توضیح درج کی جاتی ہیں۔

---

1 ......صحیح مسلم، باب اباحت اکل الثوم......(صحیح مسلم، کتاب الأشربة، باب اباحة اکل الثوم، الحدیث: ۲۰۵۳۔۱۸۱، ص۱۱۳۵۔علمیه)

2 ......تلووں کے بل اس طرح بیٹھنا کہ گھٹنے کھڑے رہیں۔

3 ......الشمائل المحمدیة للترمذی، باب: ما جآء فی جلسة رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآله وسلم، الحدیث: ۱۲۰، ص۸۹۔علمیه

4 ......شفاء شریف۔علی القاری شرح میں لکھتے ہیں کہ اسے ابویعلی نے روایت کیا ہے۔۱۲منہ......(الشفاء القسم الثانی...الخ، الباب الثالث فی تعظیم امره، فصل: فی عادة الصحابة فی تعظیمه، ج۲، ص۴۰۔علمیه)

5 ......صحیح مسلم، کتاب الأشربة، باب آداب الطعام والشراب و احکامها، الحدیث: ۲۰۱۷، ص۱۱۱۶۔علمیه

﴿1﴾ حضرت اسحٰق تُجِیبی [1] رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ذیقعدہ ۳۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ آنحضرت کے وصال شریف کے بعد جب آپ کا ذکر آتا تو صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم خشوع وانکسار ظاہر کیا کرتے۔ان کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے اور وہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے فراق اور اشتیاق زیارت میں رویا کرتے۔یہی حال بہت سے تابعین کا تھا۔(شفاء شریف) [2]

﴿2﴾ حضرت سائب بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا بیان ہے کہ میں مسجد نبوی میں لیٹا ہوا تھا ایک شخص نے مجھ پر کنکری ماری۔میں نے سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہیں۔آپ نے فرمایا: ان دو شخصوں کو لاؤ! میں بلا لایا آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو یا کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔آپ نے فرمایا کہ اگر تم اس شہر کے رہنے والے ہوتے تو میں دُرّے لگاتا۔کیا تم رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مسجد میں اپنی آوازیں بلند کرتے ہو۔(صحیح بخاری، باب رفع الصوت فی المسجد) [3]

﴿3﴾ حضرت نافع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ روایت کرتے ہیں کہ عشاء کے وقت حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ مسجد نبوی میں تھے ناگہاں ایک شخص کے ہنسنے کی آواز کان میں آئی۔آپ نے اسے بلا کر پوچھا: تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں قبیلہ ثقیف سے ہوں۔پھر دریافت کیا: تم اس شہر کے رہنے والے ہو؟ اس نے جواب دیا: نہیں بلکہ طائف کا رہنے والا ہوں۔یہ سن کر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اسے دھمکایا اور فرمایا: اگر تم مدینہ کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا۔اس مسجد میں آوازیں بلند نہیں کی جاتیں۔(وفاء الوفاء، جزو ثانی، ص ۳۵۴) [4]

﴿4﴾ خلیفہ ابو جعفر منصور عباسی نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مسجد میں امام مالک سے مناظرہ کیا اور اثنائے مناظرہ میں آواز بلند کی۔حضرت امام نے فرمایا: اے امیر المومنین! اس مسجد میں اپنی آواز کو بلند مت کرو کیونکہ اللّٰہ تعالٰی

---

1 ......سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں یہاں "اسحٰق نجیبی" لکھا ہے جبکہ شفاء شریف اور دیگر کتب میں ان بزرگ کا نام "اسحٰق تُجِیبی" ہے لہٰذا کتابت کی غلطی پر محمول کرتے ہوئے ہم نے "اسحٰق نجیبی" کے بجائے "اسحٰق تُجِیبی" لکھا ہے۔و اللّٰہ تعالٰی اعلم۔علمیہ

2 ......الشفاء القسم الثانی...الخ،الباب الثانی فی لزوم محبته، فصل: فی علامة محبته، ج۲، ص۲٦۔علمیه

3 ......صحیح البخاری، کتاب الصلوة، باب رفع الصوت فی المساجد، الحدیث: ٤٧٠، ج١، ص١٧٨۔علمیه

4 ......وفاء الوفاء، الابواب الشارعة فی المسجد، الفصل الثالث عشر فی البطیحاء فیه...الخ، ج١، الجزء٢، ص٤٩٩۔علمیه

نے ایک قوم کو یوں ادب سکھایا:

لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ (17) الآیہ۔[1]

اور ایک قوم جو آداب بجالائی ان کی یوں تعریف کی:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ (18) الآیہ۔[2]

اور ایک قوم کی یوں مذمت کی:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ (19) الآیہ۔[3]

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا احترام وفات شریف کے بعد بھی ویسا ہی ضروری ہے جیسا کہ حالت حیات میں تھا۔ یہ سن کر ابو جعفر دھیما پڑ گیا، کہنے لگا کہ اے عبد اللّٰہ (امام مالک) کیا میں قبلہ رو ہو کر دعا مانگوں یا رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جانب منہ کروں۔ امام مالک نے جواب دیا کہ تم رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف سے اپنا منہ کیوں پھیرتے ہو حالانکہ وہ قیامت کے دن تمہارے وسیلہ اور تمہارے باپ آدم کے وسیلہ ہیں بلکہ تم حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی کی طرف منہ کرو اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی کے وسیلہ سے دعا مانگو اللّٰہ تعالیٰ قبول کرے گا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾ (نساء، ع۹)

اور اگر یہ لوگ جس وقت کہ اپنی جانوں پہ ظلم کرتے ہیں آپ کے پاس آتے اور خدا سے بخشش مانگتے اور پیغمبر انکے لئے بخشش مانگتا تو وہ اللّٰہ کو معاف کرنے والا مہربان پاتے[4]

(شفاء شریف)[5]

---

1 ……ترجمۂ کنز الایمان: اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے۔ (پ ٢٦، الحجرات: ٢)۔ علمیہ

2 ……ترجمۂ کنز الایمان: بیشک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں۔ (پ ٢٦، الحجرات: ٣)۔ علمیہ

3 ……ترجمۂ کنز الایمان: بیشک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں۔ (پ ٢٦، الحجرات: ٤)۔ علمیہ

4 ……ترجمۂ کنز الایمان: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللّٰہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللّٰہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (پ ٥، النساء: ٦٤)۔ علمیہ

5 ……الشفاء، القسم الثانی... الخ، الباب الثالث فی تعظیم امرہ، فصل: واعلم ان حرمة النبی... الخ، ج ٢، ص ٤١۔ علمیہ

﴿5﴾ شیخ الاسلام[1] نورالدین علی بن احمد سمہودی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۹۱۱ھ) لکھتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں منکرات سے ایک امر جس میں مُتَصَدِّیانِ صیغہ تعمیر تَسَاہُل کرتے ہیں[2] یہ ہے کہ مسجد نبوی میں آرہ کش اور بڑھئی اور سنگ تراش کام کرنے کے لئے لائے جاتے ہیں۔ اشیاء کے توڑنے پھوڑنے اور چیرنے وغیرہ سے سخت شوروشغب برپا ہوتا ہے حالانکہ یہ سب کام مسجد سے باہر تیار ہوسکتا ہے۔ اسی طرح عمارت کا مصالحہ خچروں اور گدھوں پر مسجد میں لایا جاتا ہے حالانکہ اسے آدمی مسجد کے دروازے میں سے اندر لاسکتے ہیں۔ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا اگر مسجد نبوی کے گرد کسی مکان میں میخ کے ٹھونکنے کی آواز سنتیں تو کہلا بھیجتیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اذیت نہ دو۔ اور یہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ نے اپنے گھر کے دونوں کواڑ مناصع[3] میں تیار کرائے کہ مبادا تیاری میں لکڑی کی آواز سے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اذیت پہنچے۔ انتہی[4]

(وفاء الوفاء، جزء اول، ص ۴۷۹)

﴿6﴾ امام مالک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں اَیُّوب سَخْتِیانی، محمد بن مُنْکَدِر تَیْمِی، امام جعفر صادق، عبدالرحمن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق، عامر بن عبداللّٰہ بن زبیر، صَفْوان بن سُلَیْم اور امام محمد بن مسلم زُہری سے ملا کرتا تھا میں نے ان کا یہ حال دیکھا کہ جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ذکر آتا تو ان کا رنگ زرد ہو جاتا وہ شوق زیارت میں رویا کرتے بلکہ بعضے تو بے خود ہوجایا کرتے۔ (شفاء شریف)[5]

﴿7﴾ امام مالک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنی تمام عمر مدینہ منورہ میں بسر کی بپاس ادب کبھی مدینہ شریف کے حرم کی حد میں بول و براز نہیں کیا۔ (شفاء شریف)[6]

---

1 ......وفاء الوفاء بحوالہ ابن زبالہ، جزء اول، ص ۳۹۸۔

2 ......یعنی تعمیر و توسیع کے ذمہ داران سستی دکھاتے ہیں۔

3 ......مناصع مدینہ منورہ سے باہر ایک جگہ کا نام ہے جہاں عورتیں زمانہ جاہلیت میں رات کے وقت بول و براز کے لیے جایا کرتی تھیں۔ کذا فی معجم البلدان للیاقوت۔ ۱۲ منہ

4 ...... وفاء الوفاء باخبار دار المصطفٰی، الباب الرابع، الفصل الحادی والعشرون، الجزء ۲، ص ۵۵۹۔ علمیہ

5 ......الشفاء، القسم الثانی... الخ، الباب الثالث فی تعظیم امرہ، فصل: واعلم ان حرمۃ النبی... الخ، ج ۲، ص ۴۱۔۴۳۔ علمیہ

6 ...... بستان المحدثین، ص ۱۹

﴿8﴾ امام شافعی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا بیان ہے کہ میں نے امام مالک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے دروازے پر کئی ایسے خُراسانی گھوڑے اور مصری خچر دیکھے کہ جن سے بہتر میں نے نہیں دیکھے۔ میں نے امام مالک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے کہا کہ یہ کیسے اچھے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ سب میری طرف سے آپ کے لئے ہدیہ ہیں۔ میں نے کہا: اپنی سواری کے لئے ان میں سے کچھ رکھ لیں۔ انہوں نے کہا: مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ اس زمین کو جس میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں اپنے گھوڑے کے سُمُوں[1] سے پامال کروں۔ (وفاء الوفاء، جزء ثانی، ص۴۵۰)[2]

﴿9﴾ ایک شخص نے کہا کہ مدینہ طیبہ کی مٹی خراب ہے۔ امام مالک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فتویٰ دیا کہ اسے تیس دُرّے مارے جائیں اور قید کیا جائے اور فرمایا کہ ایسا شخص تو اس لائق ہے کہ اس کی گردن ماری جائے۔ وہ زمین جس میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آرام فرما رہے ہیں اس کی نسبت وہ گمان کرتا ہے کہ وہ خراب ہے۔ (شفاء شریف)[3]

﴿10﴾ حضرت احمد بن فَضْلُوَیْہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بڑے غازی اور تیرانداز تھے۔ انہوں نے جب سنا کہ آنحضرت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کمان کو اپنے دست مبارک میں لیا ہے تو اس روز سے بپاسِ ادب کبھی کمان کو بے وضو نہیں چھوا۔ (شفاء شریف)[4]

﴿11﴾ حضرت عثمان[5] غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے ہاتھ میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ایک عصا تھا، حضرت جہجاہ غفاری نے یوم وار سے پہلے ان کے ہاتھ سے چھین لیا اور اپنے گھٹنے پر رکھ کر اسے توڑنا چاہا (یا توڑ دیا) اس جرأت پر حاضرین چلا اٹھے۔ ان کے گھٹنے میں مرض آکِلَہ پیدا ہو گیا۔ انہوں نے بدیں خیال کہ مبادا مرض بدن میں سرایت کر جائے گھٹنے کو کاٹ دیا مگر ایک سال تمام نہ ہونے پایا کہ وفات پائی۔[6]

﴿12﴾ حضرت ابوالفضل جَوْہَری اَنْدلُسی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے زیارت کے لئے مدینہ منورہ کا قصد کیا جب اسکے مکانات

---

1 ...... کُھروں۔

2 ......وفاء الوفاء، الباب الثامن فی زیارة النبی...الخ،الفصل الرابع فی آداب الزیارة، ج۲، الجزء۴،ص۱۴۱۴ ـ علمیه

3 ......الشفاء،القسم الثانی...الخ،الباب الثالث فی تعظیم امره،فصل:ومن اعظامه...الخ، ج۲، ص۵۷ ـ علمیه

4 ......الشفاء،القسم الثانی...الخ،الباب الثالث فی تعظیم امره،فصل:ومن اعظامه...الخ، ج۲،ص۵۷ ـ علمیه

5 ......تاریخ صغیر للبخاری، مطبوعہ انوار احمدی الہ آباد، ص۴۲۔

6 ......الشفاء،القسم الثانی...الخ،الباب الثالث فی تعظیم امره،فصل:ومن اعظامه...الخ، ج۲، ص۵۷ ـ علمیه

کے قریب پہنچے تو سواری سے اتر پڑے اور یہ اشعار پڑھتے ہوئے پیدل چلے:

وَلَمَّا رَاَیْنَا رَسْمَ مَنْ لَّمْ یَدَعْ لَنَا ۔۔۔ فُؤَادًا لِعِرْفَانِ الرُّسُوْمِ وَلَا لُبًّا

نَزَلْنَا عَنِ الْاَکْوَارِ نَمْشِیْ کَرَامَةً ۔۔۔ لِمَنْ بَانَ عَنْهُ اَنْ نُّلِمَّ بِهٖ رَکْبًا

(شفاء شریف)[1]

جب ہم نے اس ذات شریف کے آثار دیکھے جس نے آثار شریفہ کی پہچان کے لئے ہمارے واسطے نہ دل چھوڑا نہ عقل خالص۔ ہم پالانوں سے اتر پڑے اور اس ذات شریف کی تعظیم کے لئے پیدل چلنے لگے جس کی زیارت سواری کی حالت میں بعید از ادب ہے۔

بعض مشائخ کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام پیدل حج کو گئے۔ ان سے سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ غلامِ مفرور اپنے مولا کے دروازے پر سوار ہو کر نہیں آتا اگر ہم میں طاقت ہوتی تو سر کے بل آتے۔ (شفاء شریف)[2]

رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی تعظیم وتوقیر میں سے یہ امر بھی ہے کہ آپ کی آلِ اَطہار وذُرِّیتِ طَیِّبہ اوراَزْواجِ مُطَہَّرات کی تعظیم وتکریم اوران کے حقوق کی رعایت کی جائے۔ اسی طرح آنحضرت صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے اصحاب کرام کی تعظیم وتوقیر کرنا حضور عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کی تعظیم وتکریم ہے۔ صحابہ کرام کے درمیان جو اِختِلاف مُشَاجَرَات[3] وقوع میں آئے ان کی تاویل نیک کرنی چاہیے۔ وہ مُجْتَہِد تھے جو کچھ انہوں نے کیا اَزرُوئے اِجْتِہاد وخُلوص کیا۔ وہ کسی طرح موردِ طعن نہیں ہیں۔ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُم اَجْمَعِیْن۔ تفصیل کی اس مختصر کتاب میں گنجائش نہیں۔

ترسم آں قوم کہ بر دُردکشاں مے خندند ۔۔۔ در سرِ کار خرابات کنند ایماں را

قاضی عِیاض رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه ''شِفاء شریف'' میں فرماتے ہیں کہ وہ تمام چیزیں جن کو رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم سے نسبت ہے ان کی تعظیم وتکریم کرنا، حرمین شریفین میں آپ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے مَشاہد ومَساکن کی تعظیم کرنا، آپ کے منازل اور وہ چیزیں جن کو آپ کے دست مبارک یا کسی اور عضو نے چھوا یا آپ کے نام

1 ......الشفاء، القسم الثانی... الخ، الباب الثالث فی تعظیم امرہ، فصل: ومن اعظامه ...الخ، ج٢، ص٥٨۔ علمیه

2 ......الشفاء، القسم الثانی... الخ، الباب الثالث فی تعظیم امرہ، فصل: ومن اعظامه ...الخ، ج٢، ص٥٨۔ علمیه

3 ......تنازع۔

سے پکاری جاتی ہوں ان سب کا اِکرام کرنا حضور عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام ہی کی تعظیم وتکریم میں داخل ہے۔ [1]

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حدیث شریف کا ادب

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعظیم میں سے ایک امر یہ ہے کہ آپ کی حدیث شریف کی تعظیم کی جائے۔حدیث شریف کے پڑھنے یا سننے کے لئے غسل کرنا اور خوشبو لگانا مستحب ہے۔جب حدیث شریف پڑھی جائے تو اپنی آواز کو بلند نہ کرنا چاہیے بلکہ دھیمی کردینی چاہیے۔جیسا کہ حیات شریف میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تکلم کے وقت ہوا کرتا تھا اور مستحب ہے کہ حدیث شریف اونچی جگہ پڑھی جائے۔حدیث شریف پڑھتے پڑھاتے وقت کسی کی تعظیم کے لئے اٹھنا مکروہ ہے۔

جب لوگ امام مالک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْه کے پاس طلب علم کے لئے آتے تو خادمہ دولت خانہ سے نکل کر ان سے دریافت کیا کرتیں کہ حدیث شریف کے لئے آئے ہو یا مسائل فقہیہ کے لئے۔اگر وہ کہتے کہ مسائل کے لئے آئے ہیں تو امام موصوف فوراً نکل آتے اور اگر وہ کہتے کہ ہم حدیث کے لئے آئے ہیں تو امام مالک غسل کرکے خوشبو لگاتے پھر لباس تبدیل کرکے نکلتے۔آپ کے لئے ایک تخت بچھایا جاتا جس پر بیٹھ کر آپ روایتِ حدیث کرتے۔اَثنائے روایت میں مجلس میں عُود جلایا جاتا یہ تخت صرف روایت حدیث کے لئے رکھا ہوا تھا۔جب امام موصوف سے اس کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ اس طرح رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حدیث کی تعظیم کروں۔ [2]

حضرت عبد اللّٰہ بن مبارک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْه [3] بیان کرتے ہیں کہ میں امام مالک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْه کے ساتھ عَقِیق [4] کی طرف جارہا تھا راستہ میں میں نے ان سے ایک حدیث کی بابت پوچھا۔انھوں نے مجھے جھڑک دیا اور

---

1 ......الشفاء،القسم الثانی...الخ،الباب الثالث فی تعظیم امرہ،فصل:و من اعظامہ...الخ، ج ۲، ص ٥٦۔علمیہ

2 ......الشفاء،القسم الثانی...الخ،الباب الثالث فی تعظیم امرہ،فصل:فی سیرۃ السلف...الخ، ج ۲،ص ٤٥۔علمیہ

3 ......حضرت عبد اللّٰہ بن مبارک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْه سے یہ روایت ہمیں نہیں ملی البتہ شفاء شریف اور دیگر کتب میں یہ روایت حضرت عبد الرحمٰن ابن مہدی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْه سے منقول ہے،ہوسکتا ہے مصنف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْه کے پاس شفاء شریف کا جو نسخہ ہو اس میں ایسا ہی ہو یا پھر کتابت میں غلطی ہوئی ہو۔واللّٰہ تعالٰی اعلم بالصواب۔علمیہ

4 ......ایک وادی کا نام۔

فرمایا کہ مجھے تم سے توقع نہ تھی کہ راستہ چلتے ہوئے مجھ سے حدیث شریف کی بابت سوال کرو گے۔ [1]

قاضی جریر بن عبدالحمید نے امام مالک سے حالت قیام میں ایک حدیث کی بابت پوچھا۔ امام موصوف نے انکے لئے قید کا حکم دیا۔ جب حضرت امام سے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ قاضی تادیب کا زیادہ سزاوار ہے۔ [2]

ہشام بن عمار نے امام مالک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے جو کھڑے تھے ایک حدیث پوچھی۔ آپ نے اس کے بیس کوڑے مارے۔ پھر ترس کھا کر بیس حدیثیں روایت کیں۔ یہ دیکھ کر ہشام نے کہا کہ کاش وہ اور کوڑے مارتے اور زیادہ حدیثیں روایت کرتے۔ [3]

حضرت ابن سیرین تابعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بعض وقت ہنس پڑتے مگر جب ان کے پاس رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حدیث کا ذکر آتا تو ان پر خشوع طاری ہو جاتا۔ [4]

حضرت قتادہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی نسبت مروی ہے کہ جب وہ حدیث سنتے تو ان کو گریہ واضطراب لاحق ہو جاتا۔ [5]

حافظ عبدالرحمٰن بن مہدی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۱۹۸ھ) جب حدیث پڑھتے تو حاضرین مجلس کو چپ رہنے کا حکم دیتے اور فرماتے کہ بمُوجبِ [6] لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ [7] حدیث شریف کی قراءت کے وقت سکوت واجب ہے جیسا کہ حیات شریف میں حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے قول مبارک کے سننے کے وقت واجب تھا۔ [8]

امام مالک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا قول ہے کہ ایک شخص حضرت ابن مُسیّب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس آیا آپ

---

1 ......الشفاء،القسم الثانی...الخ،الباب الثالث فی تعظیم امرہ،فصل:فی سیرۃ السلف ...الخ، ج۲، ص٤٦-علمیہ

2 ......الشفاء،القسم الثانی...الخ،الباب الثالث فی تعظیم امرہ،فصل:فی سیرۃ السلف ...الخ، ج۲، ص٤٦-علمیہ

3 ......الشفاء،القسم الثانی...الخ،الباب الثالث فی تعظیم امرہ،فصل:فی سیرۃ السلف ...الخ، ج۲، ص٤٦-علمیہ

4 ......الشفاء،القسم الثانی...الخ،الباب الثالث فی تعظیم امرہ،فصل:فی سیرۃ السلف ...الخ، ج۲،ص٤٤-علمیہ

5 ......الشفاء،القسم الثانی...الخ،الباب الثالث فی تعظیم امرہ،فصل:واعلم ان حرمۃ النبی...الخ، ج۲،ص٤٣-علمیہ

6 ......یعنی اس آیت مبارکہ کے مطابق۔

7 ......ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے۔ (پ٢٦،الحجرات:٢)-علمیہ

8 ......الشفاء،القسم الثانی...الخ،الباب الثالث فی تعظیم امرہ،فصل:واعلم ان حرمۃ النبی...الخ،ج۲،ص٤٣-علمیہ

اس وقت لیٹے ہوئے تھے۔ اس نے آپ سے ایک حدیث دریافت کی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اُٹھ بیٹھے اور حدیث بیان کی۔ اس نے کہا: میں چاہتا تھا کہ آپ اٹھنے کی تکلیف نہ فرماتے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: میں پسند نہیں کرتا کہ لیٹے ہوئے حدیث شریف بیان کروں۔ (1)

حضرت عبد اللہ بن مبارک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں امام مالک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ ہم سے حدیثیں بیان کر رہے تھے۔ اثنائے قراءت میں آپ کو ایک بچھو نے سولہ مرتبہ ڈنک مارا۔ آپ کا رنگ زرد ہو رہا تھا مگر آپ نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حدیث کو قطع نہ کیا۔ جب آپ روایت حدیث سے فارغ ہوئے اور سامعین چلے گئے تو میں نے عرض کیا کہ میں نے آج آپ سے ایک عجیب بات دیکھی ہے۔ فرمایا: ہاں! میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حدیث کی عظمت واحترام کے لئے صبر کیا۔ (2)

(ماخوذ از مواہب وشفاء شریف)

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے آثار شریفہ کی تعظیم

﴿1﴾ حضرت ابن سِیرِین تابعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے حضرت عُبَیدہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے کہا کہ ہمارے پاس رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کچھ بال مبارک ہیں جو ہمیں حضرت اَنَس یا اہل اَنَس سے ملے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عبیدہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا کہ میرے پاس ان بالوں میں سے ایک بال کا ہونا میرے نزدیک دنیا ومافیہا سے محبوب تر ہے۔ حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے سر مبارک کے بال منڈواتے تو حضرت ابوطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سب سے پہلے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے موئے مبارک لیتے۔ (صحیح بخاری، کتاب الوضو، باب الماء الذی یغسل بہ شعر الانسان) (3)

﴿2﴾ حضرت اَنَس بن مالِک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھا

---

1 ......الشفاء، القسم الثانی... الخ، الباب الثالث فی تعظیم امرہ، فصل: فی سیرۃ السلف ... الخ، ج٢، ص٤٤۔ علمیہ

2 ......الشفاء، القسم الثانی... الخ، الباب الثالث فی تعظیم امرہ، فصل: فی سیرۃ السلف ... الخ، ج٢، ص٤٦۔ علمیہ

3 ......صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب الماء الذی یغسل بہ شعر الانسان، الحدیث: ١٧٠۔ ١٧١، ج١، ص٨٢۔ ٨٣۔ علمیہ

کہ حجام آپ کے سر مبارک کو مونڈ رہا تھا۔ صحابہ کرام آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے گرد حلقہ باندھے ہوئے تھے۔ وہ سب یہ چاہتے تھے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا جو بال مبارک گرے وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں ہو۔ [1]

(صحیح مسلم، باب قربہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم من الناس وتبرکہم بہ)

﴿3﴾ حضرت اَنس بن مَالِک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم (مُزدلفہ سے) مِنٰی میں آئے اور جَمرۂ عقبہ میں کنکریاں پھینک کر اپنے مکان پر تشریف لائے۔ [2] پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حجام کو بلایا اور سر مبارک کے داہنی طرف کے بال منڈوائے اور ابوطلحہ انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو بلا کر عطا فرمائے۔ بعد ازاں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بائیں طرف کے بال منڈوا کر ابوطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو بلا کر عنایت کیے اور ان سے فرمایا کہ یہ تمام بال لوگوں میں تقسیم کر دو۔ [3]

(مشکوۃ بحوالہ صحیحین، کتاب المناسک، باب الحلق)

مرا از زلف تو موئے بسند است فضولی مے کنم بوئے بسند است

﴿4﴾ حضرت اُمُّ المؤمنین اُمِّ سَلَمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کے پاس رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کچھ سرخ رنگ کے بال تھے جو ایک ڈبیا بشکل جُلجُل [4] میں رکھے ہوئے تھے۔ لوگ ان بالوں سے نظر بد اور دیگر بیماریوں کا علاج کیا کرتے تھے۔ کبھی تو ان کو پانی کے پیالہ میں رکھتے پھر پانی کو پی لیتے اور کبھی جُلجُل کو پانی کے مٹکے میں رکھ دیتے پھر اس پانی میں بیٹھ جاتے۔ [5] یہ ماحصل حدیث بخاری ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب مایذکر فی الشیب)

---

1 ......صحیح المسلم، کتاب الفضائل، باب قرب النبی علیہ السلام من الناس...الخ، الحدیث: ۲۳۲۵، ص ۱۲۷۰

2 ......" مشكاة المصابيح " میں یہاں یہ الفاظ بھی ہیں: و نحر نسکه اورقربانی کا جانور ذبح کیا۔ علمیه

3 ......مشكاة المصابيح، كتاب المناسك، باب الحلق، الحديث: ٢٦٥٠، ج١، ص٤٩٣ ـ علميه

4 ......چھوٹی گھنٹی نما۔

5 ......صحيح البخاری، كتاب اللباس، باب مايذكر فی الشيب، الحديث: ٥٨٩٦، ج٤، ص٧٦ ـ علميه

﴾5﴿ امام بخاری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے تاریخ میں بروایت ابو سلمہ نقل کیا ہے کہ محمد بن عبد اللہ بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے والد (عبد اللہ بن زید رائی الاذان) مَنْحَر[1] میں نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر تھے حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ضَحایا[2] تقسیم فرمائے اور اس کو اپنے بالوں میں سے دیا۔[3] (اصابہ)

طَبَقاتِ[4] ابن سعد میں اس روایت میں اتنا اور ہے کہ محمد مذکور فرماتے ہیں کہ وہ بال مہندی اور وَسمہ[5] سے رنگا ہوا ہمارے پاس موجود ہے۔[6]

﴾6﴿ حضرت ابو مَحذُورہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ (موذن اہل مکہ) کے سر کے سامنے کے حصے میں بالوں کا ایک جُوڑا تھا جب وہ زمین پر بیٹھتے اور اس کو کھول دیتے تو بال زمین سے لگ جاتے۔ کسی نے ان سے کہا کہ ان بالوں کو منڈوا کیوں نہیں دیتے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں ان کو منڈوا نہیں سکتا کیونکہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا دست مبارک ان کو لگا ہوا ہے۔[7] (شفاء شریف)

﴾7﴿ حضرت خالد بن وَلید قُرَشی مَخزُومی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ٹوپی جنگ یرموک میں گم ہوگئی۔ انہوں نے کہا کہ تلاش کرو تلاش کرتے کرتے آخر کار مل گئی۔ لوگوں نے ان سے سبب پوچھا تو فرمایا کہ ایک روز رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے عمرہ ادا فرمایا۔ جب آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سر مبارک منڈوایا تو لوگ آپ کے موئے مبارک لینے کے لئے دوڑے۔ میں نے بھی آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیشانی مبارک کے بال لے کر اس ٹوپی میں رکھ لئے جس لڑائی میں یہ ٹوپی میرے پاس رہی مجھے فتح نصیب ہوتی رہی۔[8] (اصابہ، ترجمہ خالد بن ولید)

''شفاء شریف'' میں اس طرح ہے کہ حضرت خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی ٹوپی میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ

---

1 ......اونٹوں کو نَحر کرنے کی جگہ۔ 2 ......قربانی کے جانور۔

3 ......الاصابة فی تمییز الصحابة، حرف العین المهملة،ترجمةعبد اللّٰه بن زید بن ثعلبة،ج٤، ص٨٥۔علمیه

4 ......طبقات ابن سعد، جزء ثالث، قسم ثانی، ص٨٧۔

5 ......ایک قسم کا خضاب جس کے بارے ایک قول یہ ہے کہ یہ سرخ ہوتا ہے۔ و اللہ تعالٰی اعلم۔علمیه

6 ......الطبقات الکبری لابن سعد طبقات البدریین من الانصار،عبد اللّٰه بن زید٢١٨، ج٣، ص٤٠٦۔علمیه

7 ......الشفاء،الباب الثالث فی تعظیم امره،فصل:ومن اعظامه ...الخ، ج٢،ص٥٦۔علمیه

8 ......الاصابة فی تمییز الصحابة، حرف الخاء المعجمة خالد بن ولید المخزومی،ج٢، ص٢١٧۔علمیه

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کچھ بال تھے۔ وہ ٹوپی کسی غزوہ میں گر گئی۔ حضرت خالد نے اس کے لئے مڑ کر سخت حملہ کیا جس میں بہت سے مسلمان کام آئے۔ صحابہ کرام نے ان پر اعتراض کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے یہ حملہ ٹوپی کے لئے نہیں کیا بلکہ موئے مبارک کے لئے کیا تھا جو اس ٹوپی میں تھے کہ مَبادا[1] ان کی برکت میرے پاس نہ رہے اور وہ کافروں کے ہاتھ لگ جائیں۔[2]

﴿8﴾ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اُمِّ سُلَیْم (والدۂ انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا) کے ہاں چمڑے کے فرش پر قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔ جب آپ سو جاتے تو وہ آپ کے پسینہ مبارک کو ایک شیشی میں جمع کر لیتیں اور شانہ کرتے وقت[3] جو بال گرتے ان کو اور پسینہ مبارک کو سک[4] میں ملا دیتیں۔ حضرت ثمامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا قول ہے کہ جب حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی وفات کا وقت آیا تو مجھے وصیت کی کہ اس سک میں سے کچھ میرے حَنُوط[5] میں ڈال دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔[6] (صحیح بخاری، کتاب الاستیذان، باب من زار قوما فقال عندہم)

﴿9﴾ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اُمِّ سُلَیْم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کے گھر میں آ کر ان کے بستر پر قیلولہ فرمایا کرتے اور وہ گھر میں نہ ہوا کرتیں۔ ایک روز حسب معمول حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام ان کے بستر پر سوئے ہوئے تھے جب ان کو خبر ہوئی تو آ کر دیکھا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا پسینہ بستر پر ایک چمڑے کے ٹکڑے پر پڑا ہوا ہے۔ انہوں نے اپنے ڈبے میں سے ایک شیشی نکالی اور پسینہ مبارک کو اس میں نچوڑنے لگیں۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آنکھ کھلی تو پوچھا کہ ام سلیم! تم کیا کر رہی ہو؟ ام سلیم نے عرض کیا کہ ہم اپنے بچوں کے لئے آپ کے پسینے کی برکت کے امیدوار ہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ تم نے سچ کہا۔[7]

(صحیح مسلم، باب طیب عرقہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم والتبرک بہ)

---

1 ......کہیں ایسا نہ ہو۔

2 ......الشفاء، الباب الثالث فی تعظیم امرہ، فصل: ومن اعظامہ ...الخ، ج ۲، ص ۵۶۔ علمیہ

3 ......کنگھی کرتے وقت۔

4 ......ایک قسم کی خوشبو ہے جو مرکب ہوتی ہے۔ ۱۲ منہ

5 ......کافور و صندل وغیرہ جو مردے کے کفن و جسم پر مل دیا جاتا ہے۔ ۱۲ منہ

6 ......صحیح البخاری، کتاب الاستئذان، باب من زار قوما فقال عندھم، الحدیث: ۶۲۸۱، ج ۴، ص ۱۸۲-۱۸۳۔ علمیہ

7 ......صحیح المسلم، کتاب الفضائل، باب طیب عرق النبی صلی اللہ علیہ وسلم...الخ، الحدیث: (۸۴) - (۲۳۳۱)، ص ۱۲۷۲۔ علمیہ

اس روایت سے معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُم حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پسینۂ مبارک کو بچوں کے چہرے اور بدن پر مل دیا کرتے تھے جس سے وہ تمام بلاؤں سے محفوظ رہا کرتے تھے۔

《10》حضرت ثابِت بُنانی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خادم حضرت اَنَس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے مجھ سے کہا کہ یہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بالوں میں سے ایک بال ہے جب میں مرجاؤں تو اسے میری زبان کے نیچے رکھ دینا۔ چنانچہ میں نے حسب وصیت ان کی زبان کے نیچے رکھ دیا اور وہ اسی حالت میں دفن کیے گئے۔ (اصابہ، ترجمہ انس بن مالک)[1]

《11》جب حضرت عُمر بن عبد العزیز رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کچھ بال اور ناخن منگوائے اور وصیت کی کہ یہ میرے کفن میں رکھ دیئے جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔[2]

(طبقات ابن سعد، جزء خامس، ص ۳۰۰)

《12》حضرت اَنَس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تو مدینہ کے خُدّام اپنے برتن (جن میں پانی ہوتا) لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوتے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہر ایک برتن میں اپنا دست مبارک ڈبو دیتے۔ بعض وقت سردی ہوتی تو بھی اسی طرح کرتے۔[3]

(صحیح مسلم، باب قربہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم من الناس وتبرکہم بہ وتواضعہ لہم)

《13》جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وضو فرماتے تو وضو کے پانی کے لئے حاضرین میں لڑائی تک نوبت پہنچنے لگتی۔ (صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب استعمال فضل وضوء الناس)[4]

《14》حضرت ابو جُحَیۡفَہ (وہب بن عبد اللہ سوائی) کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم چرمی سرخ قُبّہ میں تھے۔ میں نے حضرت بلال کو دیکھا کہ انہوں نے

---

1 ……الاصابة فی تمییز الصحابة، حرف الالف انس بن مالك انصاری، ج۱، ص۲۷۶۔علمیه

2 ……الطبقات الکبری لابن سعد، الطبقة الثالثة من اهل المدینة من التابعین عمر بن عبد العزیز۹۹۵، ج۵، ص۳۱۸۔علمیه

3 ……صحیح المسلم، کتاب الفضائل، باب قرب النبی علیه السلام من الناس...الخ، ص۱۲۷۰، الحدیث: ۲۳۲۴۔علمیه

4 ……صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب استعمال فضل وضوء الناس، الحدیث: ۱۸۹، ج۱، ص۸۹ ملخصا۔علمیه

رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وضو کا پانی لیا اور لوگ اس پانی کو لینے کے لئے دوڑ رہے تھے۔ جس کو اس میں سے کچھ ملتا وہ اسے اپنے ہاتھوں پر ملتا اور جس کو کچھ نہ ملتا وہ دوسرے کے ہاتھ کی تری لے کر مل لیتا۔[1]

(صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب القبۃ الحمراء من ادم)

﴿15﴾ حضرت طَلْق بن علی یَمامی کا بیان ہے کہ ہم اپنے وطن سے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف نکلے۔ حاضر خدمت ہو کر ہم نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بیعت کی اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ نماز پڑھی اور عرض کیا کہ ہمارے وطن میں ہمارا ایک گرجا ہے۔ پھر ہم نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے درخواست کی کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے وضو کا بچا ہوا پانی عنایت فرمائیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پانی طلب فرمایا اور وضو کر کے بقیہ آب کی ایک کلی ہمارے واسطے چھاگل میں ڈال دی اور روانگی کی اجازت دے کر فرمایا کہ جب تم اپنے وطن میں پہنچ جاؤ تو اپنے گرجا کو توڑ ڈالو اور اس کی جگہ پر اس پانی کو چھڑک دو اور گرجا کی جگہ پر مسجد بنالو۔ ہم نے عرض کیا کہ ہمارا شہر مدینہ منورہ سے دور ہے گرمی سخت ہے یہ پانی خشک ہو جائے گا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اس میں اور پانی ڈال لینا برکت زیادہ ہو جائے گی۔[2]

(مشکوۃ بحوالہ نسائی، باب المساجد ومواضع الصلوۃ)

﴿16﴾ ایک روز حضرت خِداش بن ابی خِداش مکی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ایک پیالے میں کھانا کھاتے دیکھا۔ انہوں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے وہ پیالہ بطور تبرک لے لیا۔ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ جب حضرت خداش رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ہاں تشریف لے جاتے تو ان سے وہی پیالہ طلب فرماتے۔ اسے آب زمزم سے بھر کر پیتے اور چہرے پر چھینٹے مارتے۔ (اصابہ، ترجمہ خداش)[3]

﴿17﴾ حضرت اسماء بنت عُمَیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا بیان کرتی ہیں کہ ہم نے بعض اَزْواجِ مُطَہَّرات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُنَّ کو رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہاں بطور عروس بھیجا۔ جب ہم خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں تو آپ صَلَّی

---

1 ......صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب القبة الحمراء من ادم، الحدیث: ۵۸۵۹، ج۴، ص۶۶ ۔علمیه

2 ......مشكاة المصابیح، کتاب الصلوة، باب المساجد و مواضع الصلوة، الحدیث: ۷۱۶، ج۱، ص۱۵۱ ۔علمیه

3 ......الاصابة فی تمییز الصحابة، حرف الخاء المعجمة، ترجمة خداش بن ابی خداش، ج۲، ص۲۲۸ ۔علمیه

اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک بڑا پیالہ دودھ کا نکالا اور اس میں سے پی کر اپنی بیوی کو دیا۔ وہ بولیں کہ مجھے اشتہاء نہیں۔[1] حضور صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ تو بھوک اور جھوٹ کو جمع نہ کر۔ پھر مجھے عنایت فرمایا میں اس پیالہ کو اپنے ہونٹوں پر پھرانے لگی حالانکہ میں پیتی نہ تھی محض بدیں غرض[2] پھراتی تھی کہ میرے ہونٹ اس جگہ سے لگ جائیں جہاں رسول اللہ صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہونٹ مبارک لگے تھے۔ بعد ازاں ہم رسول اللہ صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بیوی کو چھوڑ آئے۔ (معجم صغیر طبرانی، اسم عبدالحمید)[3]

﴿18﴾ حضرت عاصم اَحْوَل رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہُ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت اَنَس رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہُ کے پاس رسول اللہ صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا پیالہ دیکھا جو عریض وعمدہ اور چوب نضار (درخت گز یا شمشاد) کا بنا ہوا تھا وہ ٹوٹ گیا تھا۔ حضرت انس رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہُ نے اسے چاندی کے تار سے جوڑا ہوا تھا۔ حضرت اَنَس رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہُ کا بیان ہے کہ میں نے اس پیالہ میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بارہا پانی پلایا ہے۔ بقول ابن سیرین اس میں لوہے کا ایک حلقہ تھا حضرت اَنَس رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہُ نے چاہا کہ بجائے لوہے کے سونے یا چاندی کا حلقہ بنائیں مگر ابوطلحہ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہُ نے کہا کہ جس چیز کو رسول اللہ صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بنایا ہوا سے تبدیل نہ کرنا چاہیے، یہ سن کر ویسا ہی رہنے دیا۔[4] (صحیح بخاری، کتاب الاشربہ، باب الشرب من قدح النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وانیتہ)

پھر یہ پیالہ حضرت نَضْر بن اَنَس کی میراث سے آٹھ لاکھ درہم کو خریدا گیا۔ امام بخاری رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی عَلَیْہِ سے روایت ہے کہ میں نے اس پیالے کو بصرہ میں دیکھا اور اس میں پانی پیا ہے۔ (شرح شمائل للبیجوری بحوالہ شرح مناوی)[5]

﴿19﴾ ایک روز آنحضرت صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آپ کے اصحاب سقیفہ بنی ساعِدہ میں رونق افروز تھے۔ حضور صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سَہْل بن سعد رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہُ سے فرمایا کہ ہمیں پانی پلاؤ۔ چنانچہ حضرت سہل

---

1 ......یعنی بھوک نہیں۔ 2 ......اس غرض سے۔

3 ......المعجم الصغیر للطبرانی، باب العین، من اسمه عبد الحمید، الحدیث: ۷۱۱، ج۱، ص۲۵۲۔علمیه

4 ......صحیح البخاری، کتاب الاشربة، باب الشرب من قدح النبی صلی اللّٰه علیه وسلم...الخ، الحدیث: ۵۶۳۸، ج۳، ص۵۹۵ ملخصا۔علمیه

5 ......مرقاة المفاتیح، کتاب الاطعمة، باب النقیع والانبذة، الفصل الاول، تحت الحدیث: ۴۲۸۶، ج۸، ص۱۰۹۔علمیه

نے ایک پیالہ میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اور آپ کے اصحاب کو پانی پلایا۔ حضرت ابو حازم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا بیان ہے کہ حضرت سَہْل نے وہی پیالہ ہمارے واسطے نکالا اور ہم نے پانی پیا۔ اس پیالہ کو خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرت سہل سے مانگ کر لے لیا۔ (صحیح مسلم، باب اباحۃ النبیذ الذی لم یشتد ولم یصر مسکراً)[1]

﴿20﴾ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت عبداللّٰہ بن انیس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو عرنہ میں خالد بن سفیان بن نُبَیْح ہذلی[2] کے قتل کرنے کے لئے بھیجا۔ حضرت عبداللّٰہ نے اسے قتل کر دیا اور اس کا سر لے کر ایک غار میں داخل ہوئے، اس غار پر مکڑی نے جالا تن دیا، دشمن جو تعاقب میں آئے انہوں نے وہاں کچھ نہ پایا، اور ناامید واپس ہو گئے۔ حضرت عبداللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ غار سے نکل کر اٹھارہ دن کے بعد خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور خالد کے سر کو سامنے رکھ کر قصہ بیان کیا۔ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے دست مبارک میں عصا تھا۔ آپ نے عبداللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو عطا فرمایا اور یوں ارشاد فرمایا: ''تخصّر بھٰذہ فی الجنّۃ'' بہشت میں اس پر ٹیک لگانا۔ وہ عصا حضرت عبداللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس رہا جب ان کی وفات کا وقت آیا تو وصیت کی کہ اس عصا کو میرے کفن میں رکھ کر میرے ساتھ دفن کر دینا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔[3]

﴿21﴾ امام ابن مامون کا بیان ہے کہ ہمارے پاس رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پیالوں میں سے ایک پیالہ تھا ہم اس میں بغرضِ شفاء بیماروں کو پانی پلایا کرتے تھے۔ (شفاء شریف)[4]

﴿22﴾ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اُونی جُبّہ کسروانی تھا جس کی جیب اور دونوں چاکوں پر دِیبا کی سَنْجاف[5]

---

1 ......صحیح المسلم، کتاب الاشربۃ، باب اباحۃ النبیذ الذی لم یشتد...الخ، الحدیث: ۲۰۰۷، ص ۱۱۱۲۔علمیہ

2 ......سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں یہاں ''نبیج ھذلی'' لکھا ہے لیکن زرقانی علی المواہب، حیاۃ الحیوان اور دیگر کتب میں ''نُبَیح ھُذلی'' ہے لہٰذا ہم نے کتابت کی غلطی پر محمول کرتے ہوئے یہاں ''نبیج ھذلی'' کے بجائے ''نبیح ھذلی'' لکھا ہے۔علمیہ

3 ......حیاۃ الحیوان للدمیری تحت عنکبوت۔ زرقانی علی المواہب، باب ہجرۃ المصطفٰے واصحابہ الی المدینۃ۔......(حیاۃ الحیوان الکبری، باب العین المھملۃ، العنکبوت، ج۲، ص۲۲٦، و شرح الزرقانی علی المواھب، باب الھجرۃ المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ...الخ، ج۲، ص۱۲٦۔علمیہ)

4 ......الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی، القسم الاوّل، الباب الرابع، فصل فی کراماتہ، ج ۲، ص ۳۳۱۔علمیہ

5 ......ایک قیمتی ریشمی جھالر۔

تھی۔ یہ جُبَّہ پہلے حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا کے پاس تھا ان کے بعد حضرت اسماء بنت ابی بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے لے لیا۔ وہ فرماتی ہیں کہ اس جُبَّہ کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پہنا کرتے تھے۔ ہم اسے دھو کر بغرضِ شفاء بیماروں کو پلاتے ہیں۔ (1)

﴿23﴾ حضرت محمد بن جابر کے دادا سیّار بن طَلْق یمامی وفد بنی حَنیفہ میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور ایمان لائے۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مجھے اپنی قمیص کا ایک ٹکڑا عنایت فرمایئے میں اس کے ساتھ اپنا دل بہلایا کروں گا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کی درخواست منظور فرما کر اپنی قمیص کا ایک ٹکڑا عنایت فرمایا۔ محمد بن جابر کا بیان ہے کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ ٹکڑا ہمارے پاس تھا ہم اسے دھو کر بغرض شفاء بیماروں کو پلایا کرتے تھے۔ (اصابہ، ترجمہ سیار بن طلق) (2)

﴿24﴾ جب حضرت وَلید بن وَلید بن مُغیرہ قَرَشی مَخْزُومی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ مکہ میں قید سے بھاگ کر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا کہ میں مرا جاتا ہوں آپ مجھے کسی زائد کپڑے میں جو آپ کے جَسَدِ اَطْہَر پر رہا ہو کفنانا! چنانچہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کو اپنی قمیص میں کفنایا۔ (3)

(اصابہ، ترجمہ ولید بن ولید بن مغیرہ)

﴿25﴾ حضرت عبداللہ بن خازم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ (4) کے پاس ایک سیاہ عمامہ تھا جسے وہ جمعہ اور عیدین میں پہنا کرتے تھے۔ لڑائی میں جب فتح پاتے تو بطور تبرک اس عمامہ کو پہنتے اور فرماتے کہ یہ عمامہ مجھے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پہنایا تھا۔ (اصابہ) (5)

---

1 ......صحیح مسلم، باب تحریم اناء الذہب والفضۃ علی النساء والرجال۔......(صحیح المسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب تحریم استعمال اناء الذھب والفضۃ علی الرجال والنساء...الخ، الحدیث: ٢٠٦٩ ص ١١٤٧۔علمیہ)

2 ......الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، حرف السین المھملۃ، سیار بن طلق الیمامی ج٣، ص١٩٤۔علمیہ

3 ......الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، حرف الواو، الواو بعدھا اللام، الولید بن الولید بن المغیرۃ ٩١٧٢ ج٦، ص٤٨٦۔علمیہ

4 ......سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں یہاں "عبداللہ بن حازم" لکھا ہے لیکن اصابہ اور دیگر کتب میں "عبداللہ بن خازم" ہے لہٰذا کتابت کی غلطی پر محمول کرتے ہوئے ہم نے اصابہ کے مطابق "عبداللہ بن خازم" لکھا ہے۔علمیہ

5 ......الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، حرف العین المھملۃ، عبد اللّٰہ بن خازم، ج٤، ص٦١۔علمیہ

﴿26﴾ ایوب بن نَجّار بروایت ابوعبداللہ نقل کرتے ہیں کہ ان کے دادا کے پاس رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا لحاف تھا۔ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ خلیفہ بنائے گئے تو انہوں نے ان کے دادا کو کہلا بھیجا۔ چنانچہ وہ اس لحاف کو چمڑے میں لپیٹ کر لائے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اس سے اپنے چہرے کو ملنے لگے۔ (تاریخ صغیر للبخاری، ص ۱۱۱) [1]

﴿27﴾ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بعض وقت شفاء بنت عبداللہ قرشیہ عَدَوِیّہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے ہاں تشریف لے جاتے اور ان کے گھر میں قیلولہ فرماتے۔ حضرت شفاء نے حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے ایک بچھونا اور ایک چادر بنوائی تھی جس میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم سو جایا کرتے۔ وہ بچھونا اور چادر حضرت شفاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے خاندان میں رہی یہاں تک کہ مَرْوان بن الحکم نے لے لی۔ (استیعاب واصابہ) [2]

﴿28﴾ جب حضرت کَعْب بن زُہَیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ایمان لاکر اپنا قصیدہ بَانَتْ سُعَاد پڑھا تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کو اپنی چادر اڑھائی۔ حافظ ابن حجر رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اِصابہ میں بروایت سعید بن مُسَیِّب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نقل کیا ہے کہ یہ وہی چادر ہے جسے خلفاء عیدین میں پہنتے ہیں۔ (انتہی) [3]

ابوبکر بن اَنباری (متوفی ۱۰ ذی الحجہ ۳۲۸ھ) کی روایت میں ہے کہ جب حضرت کعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اس شعر پر پہنچے:

انّ الرّسول لنور یستضاء بہٖ　　　مھند من سیوف اللّٰہ مسلول

تو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کی طرف چادر مبارک پھینک دی۔ حضرت مُعاوِیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس چادر کے لئے دس ہزار درہم خرچ کیے مگر حضرت کعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی چادر کے لئے میں کسی کو اپنی ذات پر ترجیح نہیں دیتا۔ حضرت کعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی وفات

1 ……تاریخ الصغیر للبخاری، ج ۱، ص ۲٦٤۔علمیه

2 …… الاستیعاب فی معرفة الاصحاب ، کتاب النساء ، باب الشین ، ترجمة الشفاء بنت عبد اللّٰه القرشیة العدویة ، ج ٤ ، ص ۱۸٦۸۔علمیه

3 ……الاصابة فی تمییز الصحابة، حرف الکاف، کعب بن زهیر بن ابی سلمی ۷٤۲٦، ج ۵، ص ٤٤۳۔علمیه

کے بعد حضرت معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ان کے وَرَثہ سے وہ چادر بیس ہزار درہم کو لے لی۔ابن اَنْبارِی کا قول ہے کہ وہی چادر آج تک سلاطین کے پاس ہے۔(شرح قصیدہ بانت سعاد لابن ہشام المتوفی ۷۶۱ھ)[1]

﴿29﴾حضرت سَہْل بن سَعْد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت ایک چادر لے کر رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں آئی اور عرض کیا: یارسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یہ چادر میں نے اپنے ہاتھ سے بُنی ہے میں آپ کے پہننے کے لئے لائی ہوں۔آپ کو ضرورت تھی اس لئے آپ نے قبول فرمائی۔پھر آپ اسے بطورِ تہبند باندھ کر ہماری طرف نکلے۔صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم میں سے ایک نے دیکھ کر عرض کیا: کیا اچھی چادر ہے یہ مجھے پہنا دیجئے۔آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ہاں! کچھ دیر کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مجلس سے اٹھ گئے پھر واپس آئے اور وہ چادر لپیٹ کر اس سائل صحابی کے پاس بھیج دی۔صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم نے اس سے کہا کہ تو نے اچھا نہ کیا کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اس چادر کا سوال کیا۔حالانکہ تجھے معلوم ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کسی کا سوال رد نہیں فرماتے۔اس صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا: اللّٰہ کی قسم! میں نے صرف اس واسطے سوال کیا کہ میرے مرنے پر یہ چادر میرا کفن بنے۔راوی کا بیان ہے کہ وہ چادر اس کا کفن ہی بنی۔(صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب البرود والحبرۃ والشملۃ)[2]

﴿30﴾حضرت ابو بردہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا نے ہمیں ایک کملی جو پیوندوں کی کثرت سے نَمْدہ[3] کی مثل تھی اور ایک موٹا تہبند نکال کر دکھایا اور فرمایا کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان دونوں میں وصال فرمایا۔(صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب الاکسیۃ والخمائص)[4]

﴿31﴾آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خاتَم شریف[5] جس میں تین سطریں یوں تھی: (اللّٰہ رسول محمد) حضرت ابوبکر

---

1 ......السيرة الحلبية، باب يذكر فيه مايتعلق بالوفود...الخ،ج ٣،ص ٣٠٢۔علميه

2 ......صحيح البخاری، كتاب اللباس،باب البرود والحبرة والشملة،الحديث:٥٨١٠،ج٤، ص٥٤۔علميه

3 ......موٹا کھردرا اُونی کپڑا۔

4 ......صحيح البخاری، كتاب اللباس،باب الاكسية والخمائص،الحديث:٥٨١٨،ج،ص٥٥ ملتقطا طرفه٣١٠٨۔علميه

5 ......انگوٹھی مبارک۔

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس تھی پھر حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس رہی بعد ازاں حضرت عثمان غنی کو ملی۔ جب ان کی خلافت کو چھ برس ہو گئے تو ایک روز وہ چاہِ اَرِیْس پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ہاتھ میں سے کوئیں میں گر پڑی تین دن تلاش کرتے رہے کوئیں کا تمام پانی نکالا گیا مگر نہ ملی۔

جب حضرت سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام کی خاتم گم ہو گئی تھی تو ان کی بادشاہت جاتی رہی تھی۔ یہی راز حضور ختم المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خاتم گم ہونے میں تھا۔ چنانچہ اس کے بعد اس فتنہ کا آغاز ہوا جس کا انجام حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شہادت پر ہوا۔ (وفاء الوفاء، جزء ثانی، ص ۱۲۱)[1]

﴿32﴾ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّم کی تلوار ذُوالْفِقَار حضرت امام زین العابدین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس تھی۔ جب وہ حضرت امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شہادت کے بعد یزید کے پاس مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضرت مِسْوَر بن مَخْرَمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرت امام سے وہی تلوار مانگی تھی اور عرض کیا تھا کہ ''آپ سے لے لیں گے، جب تک میرے جسم میں جان ہے کوئی مجھ سے نہ لے سکے گا۔''[2]

(صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب ما ذکر من درع النبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم وعصاہ وسیفہ الخ)

امام اَصْمَعی (متوفی ۲۱۳ھ) ذکر کرتے ہیں کہ ایک روز میں خلیفہ ہارون رشید کے ہاں گیا انہوں نے مجھے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تلوار ذُوالْفِقَار دکھائی جس سے بہتر میں نے کوئی تلوار نہیں دیکھی۔[3]

(زرقانی، جزء ثالث، ص ۳۷۸)

﴿33﴾ حضرت عیسیٰ بن طَہْمَان کا بیان ہے کہ حضرت اَنَس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ہمیں دو پرانے نَعْلَیْن نکال کر دکھائے جن میں سے ہر ایک میں بندش کے دو دو تسمے تھے۔ اس کے بعد حضرت ثابت بنانی نے بروایت اَنَس مجھ سے

---

1 ......وفاء الوفاء باخبار دار المصطفى، الباب السادس فى آبا رها المباركات، الفصل الاول بئر أريس، ج٣، ص٩٤٣-٩٤٤ـ علميه

2 ......صحيح البخارى، كتاب فرض الخمس، باب ما ذكر من درع النبى صلى الله عليه و سلم و عصاه و سيفه...الخ، الحديث: ٣١١٠، ج٢، ص٣٤٤ـ علميه

3 ......شرح الزرقانى على المواهب، المقصد الثانى...الخ، الفصل الثامن فى الات حروبه...الخ، ج٥، ص٨٦ـ علميه

بیان کیا کہ یہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نَعلَین شریفَین ہیں۔[1]

(صحیح بخاری، باب ماذکر من درع النبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم الخ)

﴿34﴾ جنگ بَدر میں حضرت زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے جو برچھی عُبَیدہ بن سَعید بن عاص کی آنکھ میں ماری تھی وہ یادگار رہی بدیں طور کہ حضرت زُبیر سے حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مُستعار لی پھر آپ کے چاروں خلفاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھُمۡ کے پاس بطورِ تبرک منتقل ہوتی رہی بعد ازاں حضرت عبد اللّٰہ بن زُبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کے پاس رہی یہاں تک کہ حَجَّاج نے ان کو ۷۳ ھ میں شہید کر دیا۔[2] (صحیح بخاری، باب شہود الملائکۃ ببدر)

﴿35﴾ جنگ اُحُد میں حضرت عبد اللّٰہ بن جَحۡش رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی تلوار ٹوٹ گئی آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کو ایک کھجور کی شاخ عطا فرمائی وہ ان کے ہاتھ میں تلوار بن گئی۔ اس تلوار کو عُرجُون کہتے تھے۔ یہ بطورِ تبرک ان کے خاندان میں رہی یہاں تک کہ بغاتر کی[3] کے ہاتھ جو مُعتَصِم باللّٰہ ابراہیم بن ہارون رشید کے امیروں میں سے تھا بغداد میں دو سو دیناروں میں فروخت ہوئی۔[4] (زرقانی علی المواہب، جزء ثانی ص ۴۳)

﴿36﴾ حضرت عِتْبان بن مالک انصاری خَزرَجی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کا بیان ہے کہ میری بصارت جاتی رہی۔ میں نے ایک شخص کو بھیج کر رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں عرض کیا: میں چاہتا ہوں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قدم رنجہ فرمائیں اور میرے مکان میں نماز پڑھیں تاکہ میں آپ کی جائے نماز کو مسجد مقرر کرلوں۔ چنانچہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مع اصحاب تشریف لائے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میرے مکان میں نماز پڑھی۔[5] (صحیح مسلم، کتاب الایمان)

---

1 ......صحیح البخاری، کتاب فرض الخمس، باب ما ذکر من درع النبی صلی اللہ علیہ و سلم و عصاہ و سیفہ...الخ، الحدیث: ۳۱۰۷، ج۲، ص۳۴۳۔علمیہ

2 ......صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب شہود الملائکۃ بدرا، الحدیث: ۳۹۹۸، ج۳، ص۱۸۔علمیہ

3 ......سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں یہاں "بفاتر کی" لکھا ہے لیکن زرقانی علی المواہب اور دیگر کتب میں "بُغاتُر کی" ہے لہٰذا کتابت کی غلطی پر محمول کرتے ہوئے ہم نے یہاں "بفاتر کی" کے بجائے "بُغاتُر کی" لکھا ہے۔علمیہ

4 ......شرح الزرقانی علی المواہب، المقصد الاول، کتاب المغازی، باب غزوۃ احد، ج۲، ص۴۳۳-۴۳۴۔علمیہ

5 ......صحیح المسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان من مات علی التوحید دخل الجنۃ قطعاً، ج۲، الحدیث: (۳۳)، ص۳۸۔علمیہ

﴿37﴾ ایک روز رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ابومریم جُہَنی کی عیادت کو تشریف لے گئے اور وہیں میدان میں نماز پڑھ کر واپس ہو گئے۔ قبیلہ جُہَیْنَہ کے چند اشخاص نے ابومریم سے کہا کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے درخواست کریں کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بنفس نفیس ہمارے واسطے ایک مسجد کی حد بندی کر دیں۔ چنانچہ ابو مریم راستے ہی میں حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے جا ملے اور عرض کیا کہ آپ میری قوم کے لئے ایک مسجد کی حد بندی کر دیں۔ چنانچہ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے واپس ہو کر بنو جُہَیْنَہ میں ایک مسجد کی حد بندی کر دی۔[1] (اصابہ، ترجمہ ابومریم جہنی)

﴿38﴾ آنحضرت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے منبر شریف کے تین درجے تھے۔ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سب سے اوپر کے درجہ پر بیٹھتے اور درمیانی درجہ پر اپنے پاؤں مبارک رکھتے۔ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنے عہد خلافت میں بپاس ادب درمیانی درجہ پر کھڑے ہوتے اور جب بیٹھتے تو پاؤں سب سے نیچے کے درجہ پر رکھتے۔ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنی خلافت میں سب سے نیچے کے درجہ پر کھڑے ہوتے اور جب بیٹھتے تو پاؤں زمین پر رکھتے۔ حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنی خلافت کے پہلے چھ سال حضرت عمر فاروق کی طرح کرتے رہے پھر رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جلوس کی جگہ[2] چڑھے۔[3] (وفاء الوفاء، جزء اول، ص ٢٨٠)

کَشْفُ الْغُمَّہ للشعرانی (جزء اول، ص ١٦١) میں ہے کہ جب حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا عہد آیا تو انہوں نے منبر شریف کے درجات زیادہ کر دیئے۔ وہ اوپر کے تینوں درجوں کو چھوڑ کر زیادت کے پہلے درجہ پر کھڑے ہوا کرتے تھے۔[4]

---

1 ......الاصابة فی تمییز الصحابة، باب الکنی، حرف المیم، ابومریم الجهنی: ١٠٥٣١، ج٧، ص٣٠٧۔علمیه

2 ......تشریف فرما ہونے کی جگہ۔

3 ......وفاء الوفاء باخبار دار المصطفی، الفصل الرابع فی خبر الجذع الذی کان یخطب...الخ، عود الی الاختلاف فی صانع المنبر، ج١، الجزء ٢، ص٣٩٨۔علمیه

4 ......کشف الغمة، کتاب الصلوة، فصل فی الاذان والخطبة وغیرهما، الجزء ١، ص١٧٧۔علمیه

﴿39﴾ حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُما کو دیکھا گیا کہ منبر منیف میں جو جگہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بیٹھنے کی تھی اسے ہاتھ سے مس کیا پھر اس ہاتھ کو اپنے منہ پر مل لیا۔ (1) (شفاء شریف وطبقات ابن سعد)

﴿40﴾ یحییٰ بن سعید جو امام مالک کے استاد تھے جب عراق کو جاتے تو منبر شریف کے پاس آکر اسے مس کرتے اور دعا مانگتے۔ (2) (وفاء الوفاء، جزء ثانی، ص۴۴۲)

﴿41﴾ مسجد نبوی میں پہلی آتشزدگی یکم رمضان ۶۵۴ھ میں ہوئی، اس میں منبر نبوی کا بقایا بھی جل گیا چنانچہ ابو الیمن بن عساکر جو آتشزدگی کے وقت زندہ تھے "تحفۃ الزائر" میں یوں لکھتے ہیں:

"منبر نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا بقایا جل گیا۔ اس منبر کے رُمَّانہ کو جس پر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بیٹھنے کے وقت اپنا دست مبارک رکھا کرتے تھے، زائرین مس کیا کرتے تھے اور دو خطبوں کے درمیان اور پیشتر حضور انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم منبر کی جس جگہ پر بیٹھا کرتے تھے اس جگہ کو اور منبر پر رونق افروز ہونے کے وقت جس جگہ پر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہر دو قدم ہوا کرتے تھے اس جگہ کو بھی زائرین مس کیا کرتے تھے۔ اب آتشزدگی سے وہ اس برکت عامہ و نفع عائد سے محروم ہو گئے۔ (3) (وفاء الوفاء، جزء اول، ص۲۸۰)

﴿42﴾ حضرت اَسعد بن زُرارہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے ایک چارپائی بطور ہدیہ پیش کی تھی جس کے پائے ساگوان (4) کی لکڑی کے تھے۔ حضور عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام اس پر سویا کرتے تھے۔ جب وفات شریف ہوئی تو حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اسی پر رکھا گیا۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کو بھی وفات پانے پر اسی پر رکھا گیا۔ بعد ازاں عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کو

---

1 ......الشفاء، الباب الثالث، فصل: ومن اعظامه واكباره ...الخ، ج ٢، ص ٥٧ ـ علميه

2 ......وفاء الوفاء، الباب الثامن فی زيارة النبی...الخ، الفصل الرابع فی آداب الزيارة...الخ، ما يلزم من الزائر من الادب...الخ، ج ٢، الجزء ٤، ص ١٤٠٣ ـ علميه

3 ......وفاء الوفاء باخبار دار المصطفى، الفصل الرابع فی خبر الجذع الذی كان يخطب...الخ، مساحة المنبر، ج ١، الجزء ٢، ص ٤٠٦ ـ علميه

4 ......ایک درخت جس کی لکڑی مضبوط ہوتی ہے۔

بھی اسی پر رکھا گیا۔ پھر لوگ بطور تبرک اپنے مردوں کو اسی پر رکھا کرتے تھے۔ یہ چارپائی بنواُمَیَّہ کے عہد میں میراث عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهَا میں فروخت ہوئی۔ عبد اللّٰہ بن اسحاق نے اسکے تختوں کو چار ہزار درہموں میں خرید لیا۔[1] (زرقانی علی المواہب بحوالہ ابن عماد، جزء ثالث، ص۳۸۲)

﴿43﴾ روایت ہے کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے متروکات میں سے بعض چیزیں حضرت عمر بن عبد العزیز رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ کے پاس تھیں۔ وہ ایک کمرے میں محفوظ تھیں۔ ابن عبد العزیز رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ ہر روز ایک باران کی زیارت کیا کرتے تھے۔ اَشراف میں سے اگر کوئی ان سے ملنے آتا تو اس کو بھی ان کی زیارت کرایا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ اس کمرے میں ایک چارپائی، چمڑے کا تکیہ جس میں خرما کی چھال بھری ہوئی تھی، ایک ایک جوڑا موزہ، قطیفہ (لحاف)، چکی اور ترکش تھی جس میں چند تیر تھے۔ لحاف میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے سر مبارک کے میل کا اثر[2] تھا۔ ایک شخص کو سخت بیماری لاحق تھی جس سے شفاء نہ ہوتی تھی۔ ابن عبد العزیز رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ کی اجازت سے اس میل میں سے کچھ دھو کر بیمار کی ناک میں ٹپکا دیا گیا وہ چنگا[3] ہو گیا۔[4]

(مدارج النبوت، جزء ثانی، ص ٦٠٨)

﴿44﴾ دلائل اَبی نُعَیم میں ہے کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے لئے سخت پتھر ایسے نرم ہو گئے کہ غار بن گئے۔ چنانچہ احد کے دن حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے اپنا سر مبارک پہاڑ کی طرف مائل کیا تاکہ مشرکین سے اپنا جسم

---

1 ......شرح الزرقانی علی المواهب، المقصد الثانی...الخ، الفصل الثامن فی الات حروبه...الخ، ج٥، ص٩٦۔علمیه

2 ......یہ ''میل کا اثر'' مجازاً ہے کیونکہ ہمارے پسینے کا اثر میل کہلاتا ہے جبکہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا پسینہ مبارکہ کا عرق شریف میل ہونے سے پاک ہے۔ مشہور محدث حضرت عبد الرحمٰن ابن جوزی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْه اپنی کتاب '' الوفا باحوال مصطفی'' میں تحریر فرماتے ہیں: ''وکان فی القطیفة اثر رشح عرق رأسه أطیب من ریح المسك.'' یعنی اس لحاف میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے سر مبارک کے پسینہ اقدس کے قطرات لگے تھے جس میں مشک سے زیادہ عمدہ اور پاکیزہ خوشبو تھی۔

(الوفا باحوال المصطفی لابن الجوزی، ج٢، ١٣١)......علمیه

3 ......ٹھیک۔

4 ......مدارج النبوت، باب یازدهم، ذکر عمامه مبارك، ج٢، ص٦٠٨۔علمیه

مبارک چھپائیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے پتھر کو ایسا نرم کیا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنا سر مبارک اس میں داخل کر دیا۔ وہ پتھر اب تک باقی ہے اور لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں۔ اسی طرح مکہ مشرفہ کے ایک دَرَّہ میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نماز میں ایک سخت پتھر سے قرار پکڑا وہ ایسا نرم ہو گیا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہر دو بازوئے مبارک نے اس میں اثر کیا وہ پتھر مشہور ہے جو لوگ حج کرنے کو جاتے ہیں اس کی زیارت کرتے ہیں۔ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے لئے شب معراج میں صخرائے بیت المقدس[1] خمیر کی مانند ہو گیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس سے اپنا براق باندھا۔ لوگ آج تک اسے اپنے ہاتھ سے چھوتے ہیں۔[2]

(دلائل النبوۃ للحافظ ابی نعیم الاصبہانی المتوفی ۴۳۰ھ، ص ۳۱۵)

﴿45﴾ عبد الرحمٰن بن زید عراقی کا بیان ہے کہ ہم رَبْذَہ میں[3] حضرت سَلَمہ بن اَکْوَع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے اپنا ہاتھ ہماری طرف بڑھایا جو ایسا ضخیم تھا کہ گویا اونٹ کا سُم تھا اور فرمایا کہ میں نے اس ہاتھ سے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بیعت کی ہے، پس ہم نے ان کا ہاتھ پکڑ کر اسے بوسہ دیا۔[4]

(طبقات ابن سعد، جزء رابع قسم ثانی، ص ۳۹)

﴿46﴾ اسماعیل بن یعقوب تَیْمی روایت کرتے ہیں کہ ابنِ مُنْکَدِر (متوفی ۲۰۵ھ) مسجد نبوی کے صحن میں ایک خاص جگہ پر لَوٹتے اور لیٹتے۔ ان سے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے اس جگہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھا ہے۔ راوی کا قول ہے کہ میرا گمان ہے کہ ابنِ مُنْکَدِر نے کہا کہ خواب میں دیکھا ہے۔[5]

(وفاء الوفاء، جزء ثانی، ص ۴۴۵)

---

1 ......بیت المقدس کا پتھر۔

2 ......دلائل النبوۃ لابی نعیم، الفصل الثلاثون، الحدیث: ۵۳۹، الجزء ۲، ص ۳۵۳۔ علمیہ

3 ......سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں یہاں " زبدہ " لکھا ہے لیکن طبقات ابن سعد اور دیگر کتب میں " ربذہ " ہے لہٰذا کتابت کی غلطی پر محمول کرتے ہوئے ہم نے یہاں " زبدہ " کے بجائے " ربذہ " لکھا ہے۔ علمیہ

4 ......الطبقات الکبری لابن سعد، الصحابۃ الذین اسلموا قبل فتح مکۃ، سلمۃ بن اکوع طبقات البدریین من الانصار، عبد اللہ بن زید ۲۱۸، ج ٤، ص ۲۲۹۔ علمیہ

5 ......وفاء الوفاء، الباب الثامن فی زیارۃ النبی...الخ، الفصل الرابع فی آداب الزیارۃ...الخ، ما یلزم من الزائر من الادب...الخ، ج ۲، الجزء ۲، ص ۱٤۰٦۔ علمیہ

اَمثلہ مذکورہ بالا کے مطالعہ کے بعد کسی مسلمان کو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے آثار شریفہ سے تبرک کا انکار نہیں ہوسکتا۔ اولیاء وعلماء جو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی برکات کے وارث ہیں ان کے آثار شریفہ میں بھی برکت ہوتی ہے۔ اس سے انکار کرنا حرمان وبدنصیبی کی علامت ہے۔ زیادہ تفصیل کی اس مختصر میں گنجائش نہیں۔

شیخ الاسلام حافظ ابوالفتح تَقِیُّ الدِّین بن دَقِیْقِ العِیْد (متوفی ۱۱ صفر ۷۰۲ھ) رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مدح میں یوں فرماتے ہیں:

یا سائرًا نحو الحجاز مشمّرًا ۔۔۔ اجهد فديتك في المسيروفي السرىٰ

واذا سهرت الليل في طلب العلا ۔۔۔ فحذار ثم حذار من خدع الكرىٰ

فالقصد حيث النّور يشرق ساطعًا ۔۔۔ و الطرف حيث ترى الثرىٰ متعطرًا

قف بالمنازل والمناهل من لدن ۔۔۔ وادى قباء الى حمى امّ القرىٰ

و توخّ آثار النّبيّ فضع بها ۔۔۔ متشرفا خدّيك في عفر الثرىٰ

و اذا رأيت مهابط الوحي الّتي ۔۔۔ نشرت على الآفاق نورا انورا

فاعلم بانّك ما رأيت شبيهها ۔۔۔ مذ كنت في ماضي الزمان ولا ترىٰ

اے حجاز کی طرف تیزی سے چلنے والے! میں تجھ پر فدا تو رات دن چلنے میں کوشش کرنا۔ اور جب تو بزرگیوں کی طلب میں رات کو جاگے تو اونگھ کے فریب سے بچنا پھر بچنا۔ تو اس جگہ کا قصد کرنا جہاں نور خوب چمک رہا ہے۔ اور جہاں خاک خوشبودار نظر آتی ہے تو ان منازل اور چشموں پر ٹھہر جانا جو وادئ قباء کے قریب سے ام القریٰ (مکہ معظّمہ) کے سبزہ زار تک ہیں۔ اور نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے آثار کا قصد کرنا اوران کی زیارت سے مشرف ہوتے ہوئے وہاں اپنے ہر دو رخسار کو روئے خاک پر رکھ دینا۔ اور جب تو وحی کے اترنے کی جگہوں کو دیکھے جنھوں نے تمام دنیا پر نور انور پھیلا دیا ہے تو جان لینا کہ تو نے اپنی گزشتہ عمر میں ان کی مثل نہیں دیکھا اور نہ آئندہ دیکھے گا۔ (فوات الوفیات، ترجمہ ابن دقیق العید)[1]

---

1 ......فوات الوفيات، حرف الميم، ترجمه شيخ تقى الدين ابن دقيق، ج٣، ص٤٤٤۔ علميه

﴿4﴾ درود شریف و زیارت قبر شریف

مومنوں پر واجب ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر درود بھیجا کریں۔ چنانچہ اللّٰہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓىٕكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ﴿۵۶﴾ (احزاب، ع ۷)

تحقیق اللّٰہ اور اس کے فرشتے پیغمبر پر درود بھیجتے رہتے ہیں اے ایمان والو! تم ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجو۔[1]

اس آیت میں تاکید کے لئے جملہ اسمیہ لایا گیا ہے جس کے شروع میں بغرض تاکید مزید حرف تاکید مذکور ہے۔ اس جملہ کی خبر فعل مضارع ہے جو افادۂ استمرار تجددی کرتا ہے۔ اللّٰہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اور میرے تمام فرشتے (جن کی گنتی مجھے ہی معلوم ہے) پیغمبر پر درود بھیجتے رہتے ہیں اے مومنو! تم بھی اس وظیفہ میں میری اور میرے فرشتوں کی اقتداء کرو۔[2]

واضح رہے کہ خدا کے درود بھیجنے سے مراد رحمت کا نازل کرنا اور فرشتوں اور مومنوں کے درود سے مراد اُن کا بارگاہ رب العزت میں تضرُّع و دعاء کرنا ہے کہ وہ اپنے حبیب پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر رحمت و برکت نازل فرمائے۔

مومنوں کی طرف سے درود بھیجنے میں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعظیم ہے اور بھیجنے والوں کا بھی فائدہ ہے۔ چنانچہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللّٰہ تعالیٰ اس پر دس بار درود بھیجتا ہے۔[3] مسلمانو! رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اس شان محبوبیت اور عظمت جاہ کو دیکھئے کہ امت کا ایک بندہ حقیر و ذلیل، حبیب خدا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر درود بھیجتا ہے تو اس کا بدلہ خود رب جلیل جَلَّ شَانُہٗ دیتا ہے اور ایک کے مقابلہ میں دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے طفیل سے یہ شرف صرف اسی امت کو عطاء ہوا ہے کیونکہ اس امت کے سوا کسی اور امت کو اپنے پیغمبر پر درود و سلام بھیجنے کا حکم نہیں دیا گیا۔

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: بیشک اللّٰہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ (پ ۲۲، الاحزاب: ۵۶)۔ علمیه

2 ......یہاں وظیفہ سے مراد کام ہے۔ عوام میں وظیفہ کے جو معنی مشہور ہیں وہ مراد نہیں۔ علمیه

3 ......صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب الصلاۃ علی النبی، الحدیث: ۴۰۸، ص ۲۱۶۔ علمیه

درود شریف کے فوائد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ درود شریف اجابتِ دُعا[1] کا ذریعہ ہے کیونکہ یہ بھی ایک قسم کا توسُّل بِالنَّبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے۔ دَلائِلُ الخیرات شریف میں ہے کہ حضرت ابوسلیمان عبدالرحمٰن بن عطیہ دارانی (متوفی ۲۱۵ھ)[2] نے فرمایا کہ جب تم خدا تعالیٰ سے کچھ مانگو تو دعا سے پہلے اور پیچھے درود شریف پڑھ لیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ دونوں طرف کے درود شریف کو تو اپنے کرم سے قبول کر ہی لیتا ہے اور یہ اس کے کرم سے بعید ہے کہ درمیان کی چیز کو رد کردے۔[3] علامہ فاسی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ شرح دلائل الخیرات میں لکھتے ہیں کہ بعض کے نزدیک امام دارانی کے قولِ مذکور کا تتمہ یوں ہے: ''اور ہر ایک عمل مقبول ہوتا ہے یا مردود سوائے درود شریف کے کہ وہ مقبول ہی ہوتا ہے مردود نہیں ہوتا۔''[4] امام باجی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ[5] نے بروایت ابن عباس نقل کیا ہے کہ جب تم اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگو تو اپنی دعا میں درود شریف شامل کرو کیونکہ درود شریف مقبول ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی شان سے یہ بعید ہے کہ وہ بعض کو قبول کرے اور بعض کو رد کرے۔ شیخ ابوطالب مکی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ جب تم اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگو تو پہلے درود شریف پڑھو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی شان سے بعید ہے کہ اس سے دو حاجتیں مانگی جائیں جن میں سے ایک کو پورا کردے اور دوسری کو رد کردے۔ اس روایت کو امام غزالی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ''اِحیاءُ العُلوم'' میں نقل کیا ہے۔[6] امام عراقی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے کہا کہ میں نے اس روایت کو مرفوع نہیں پایا وہ ابوالدرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پر موقوف ہے۔[7] ''شِفاءِ شریف'' میں ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ درود شریف کے درمیان کی دعاء رد نہیں کی

---

1. ......دعا کی قبولیت
2. ......سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں یہاں '' ابوسلمان '' ہے جبکہ دلائل الخیرات اور مطالع المسرات میں '' ابوسلیمان '' ہے لہٰذا کتابت کی غلطی پر محمول کرتے ہوئے ہم نے یہاں '' ابوسلمان '' کے بجائے '' ابوسلیمان '' لکھا ہے۔ علمیہ
3. ......دلائل الخیرات مع مطالع المسرات (مترجم)، فصل فی فضل الصلاۃ علی النبی...الخ، ص ۱۰۰۔علمیہ
4. ......مطالع المسرات (مترجم)، فصل فی فضل الصلاۃ علی النبی...الخ، ص ۱۰۲-۱۰۳۔علمیہ
5. ......سیرتِ رسولِ عربی کے بعض نسخوں میں یہاں '' امام خفاجی '' اور بعض میں '' امام باجی '' لکھا ہے، مطالع المسرات کے حوالے سے ہم نے '' امام باجی '' لکھا ہے۔ علمیہ
6. ......احیاء علوم الدین، کتاب الاذکار والدعوات، الباب الثانی فی آداب الدعاء...الخ، ج ۱، ص ۴۰۶۔علمیہ
7. ......المغنی عن حمل الاسفار فی الاسفار فی تخریج ما فی الاحیاء من الاخبار علی ہامش الاحیاء، کتاب الاذکار والدعوات، الباب الثانی، ج ۱، ص ۴۰۶......علمیہ

جاتی۔[1] ابو محمد جبر نے اس روایت کو کتاب ''شرف المصطفٰے'' سے منسوب کیا ہے۔ کذا فی ''مطالع المسرات''۔[2]

علامہ شامی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے سَلَف کے قول (کہ درود شریف کبھی رد نہیں ہوتا) کی تاویل وتصحیح یوں کی ہے کہ درود شریف (اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ) دعا ہے اور دعا کبھی مقبول ہوتی ہے اور کبھی مردود۔ مگر درود شریف عموم دعاء سے مستثنیٰ ہے کیونکہ نص قرآنی سے ثابت ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ اپنے رسول پر درود بھیجتا رہتا ہے۔ اس نے اپنے مومن بندوں پر احسان کیا ہے کہ ان کو بھی درود بھیجنے کا حکم دیا ہے تاکہ ان کو زیادہ فضل وشرف حاصل ہو جائے۔ ورنہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو تو اپنے پروردگار کا درود ہی کافی ہے۔ پس مومن کا اپنے رب سے طلب دُرود کرنا قطعاً مقبول ہے کیونکہ خدا تعالیٰ خود خبر دے رہا ہے کہ میں اپنے رسول پر درود بھیجتا رہتا ہوں۔ باقی تمام دعائیں اور عبادتیں اس کے برعکس ہیں۔ لہٰذا درود شریف کے مقبول ہی ہونے کی سند نص قرآنی ہے۔ رہا اس پر ثواب کا ملنا، سو وہ چند عوارِض سے مشروط ہے اور وہ عوارِض یہ ہیں: قلب غافل سے پڑھنا، رِیا وسُمعہ کے لئے پڑھنا،[3] کسی حرام چیز پر استعمال کرنا، وغیرہ۔ کذا فی ردالمحتار۔[4]

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے روضہ شریف کی زیارت بالا جماع سنت اور فضیلت عظیمہ ہے۔ اس بارے میں بہت سی احادیث آئی ہیں جن میں سے چند ''وفاء الوفاء'' سے یہاں پیش کی جاتی ہیں۔[5]

﴿1﴾ مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ. جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت ثابت ہوگئی۔[6]
(دارقطنی وبیہقی وغیرہ)

---

1 ......الشفاء،القسم الثانی فیما یجب علی الانام،الباب الرابع فی حکم الصلوۃ علیہ،فصل:فی المواطن التی تستحب فیھا، ج۲، ص٦٦۔علمیہ

2 ......مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات (مترجم)،ص۱۰۲۔علمیہ

3 ......دکھاوے اور شہرت کے لیے پڑھنا۔

4 ......رد المحتار، کتاب الصلوۃ ، مطلب فی ان الصلاۃ علی النبی...الخ،ج۲، ص۲۸۳و۲۸۵۔علمیہ

5 ......وفاء الوفاء، الباب الثامن فی زیارۃ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ...الخ،الفصل الاول فی الزیارۃ نصا...الخ، ج۲، الجزء ٤،ص۱۳۳۹ تا ۱۳٦۱۔علمیہ

6 ......سنن الدارقطنی، کتاب الحج ، باب ماجاء فی زیارۃ قبر النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم ، الحدیث:۲٦۹۵ ، ج۳، ص۳۳٤۔علمیہ

﴿2﴾ مَنْ زَارَ قَبْرِیْ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ. ''جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے واسطے میری شفاعت ثابت ہوگئی۔[1] (بزار)

﴿3﴾ مَنْ جَآءَنِیْ زَآئِرًا لَا تَحْمِلُهٗ حَاجَةٌ اِلَّا زِیَارَتِیْ کَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ لَهٗ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ. جو میری زیارت کو اس طرح آیا کہ میری زیارت کے سوا کوئی اور چیز اس کو نہ لائی تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن میں اس کا شفیع ہوں گا۔[2] (کبیر واوسط طبرانی۔امالی دارقطنی وغیرہ۔)

﴿4﴾ مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ. جس نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی وہ مثل اس کے ہے جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔[3] (دارقطنی وطبرانی وغیرہ)

﴿5﴾ مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ. جس نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ستم کیا۔[4] (کامل ابن عدی)

﴿6﴾ مَنْ زَارَنِیْ اِلَی الْمَدِیْنَةِ کُنْتُ لَهٗ شَهِیْدًا وَشَفِیْعًا. جس نے مدینہ آکر میری زیارت کی میں اس کے لئے گواہ اور شفیع ہوں گا۔[5] (سنن دارقطنی)

﴿7﴾ مَنْ زَارَ قَبْرِیْ اَوْمَنْ زَارَنِیْ کُنْتُ لَهٗ شَفِیْعًا اَوْ شَهِیْدًا وَ مَنْ مَاتَ فِیْ اَحَدِ الْحَرَمَیْنِ بَعَثَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِی الْاٰمِنِیْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ. جس نے میری قبر کی زیارت کی (یا فرمایا) جس نے میری زیارت کی میں اس کے لئے شفیع یا گواہ ہوں گا اور جو شخص حرمین میں سے ایک میں مرگیا اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کو قیامت کے دن امن والوں میں اٹھائے گا۔[6] (ابوداؤد طیالسی)

---

1 ......وفاء الوفاء،الباب الثامن فی زیارة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ...الخ،الفصل الاول فی الزیارة نصا...الخ، ج۲، الجزء ٤،ص١٣٣٩۔علمیه

2 ......المعجم الاوسط للطبرانی،من اسمه عبدان،الحدیث:٤٥٤٦،ج٣،ص٢٦٦۔علمیه

3 ......المعجم الکبیر للطبرانی، مجاهد عن ابن عمر،الحدیث:١٣٤٩٧،ج١٢،ص٣١٠۔علمیه

4 ......الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی،١٩٥٦/٣-النعمان بن شبل الباهلی البصری،ج٨،ص٢٤٨۔علمیه

5 ......شعب الایمان للبیهقی ، الخامس و العشرون باب فی المناسك ، فضل الحج و العمرة ، الحدیث : ٤١٥٧ ، ج٣ ، ص٤٩٠۔علمیه

6 ......مسند ابی داود الطیالسی،الافراد،ج١،ص١٢۔علمیه

﴿8﴾مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّدًا کَانَ فِیْ جِوَارِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ. جس نے بالقصد میری زیارت کی وہ قیامت کے دن میری پناہ میں ہوگا۔[1] (ابوجعفرعقیلی)

﴿9﴾مَنْ زَارَنِیْ بَعْدَ مَمَاتِیْ فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ وَمَنْ مَاتَ بِاَحَدِ الْحَرَمَیْنِ بُعِثَ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ. جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی اس نے گویا میری زندگی میں میری زیارت کی اور جو حرمین شریفین میں سے ایک میں مرگیا وہ قیامت کے دن امن والوں کے زمرہ میں اٹھایا جائے گا۔[2] (دارقطنی وغیرہ)

﴿10﴾مَنْ حَجَّ اِلٰی مَکَّۃَ ثُمَّ قَصَدَنِیْ فِیْ مَسْجِدِیْ کُتِبَتْ لَہٗ حَجَّتَانِ مَبْرُوْرَتَانِ. جس نے مکہ میں حج کیا پھر میری مسجد میں میری زیارت کی اس کے لئے دو مقبول حج لکھے گئے۔[3] (مسند فردوس)

اَحادیث مذکورہ بالا کے علاوہ کتاب اللہ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ﴿۶۴﴾ (نساء، ع۹)

اور اگر یہ لوگ جس وقت کہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں تیرے پاس آتے اور خدا سے بخشش مانگتے اور پیغمبر اُن کیلئے بخشش مانگتے تو وہ خدا کو معاف کرنے والا مہربان پاتے۔[4]

اس آیت میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت شریف میں حاضر ہوکر توبہ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے مگر قبول توبہ کے لئے ایک تیسرے امر گناہ گارانِ امت کے لئے اِسْتِغْفارِ رسول کی بھی ضرورت بیان ہوئی ہے۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا تمام مومنوں کے لئے طلب مغفرت فرمانا تو ثابت ہی ہے کیونکہ حضور کو حکم الٰہی یوں ہے:

---

1 ......کتاب الضعفاء للعقیلی،١٩٧٧ ھارون بن قزعۃ(مدینی)،ج٤،ص١٤٧٧ وشعب الایمان للبیھقی،الخامس والعشرون باب فی المناسك،فضل الحج والعمرۃ،الحدیث:٤١٥٢،ج٣،ص٤٨٨۔علمیه

2 ......سنن الدارقطنی،کتاب الحج،باب ماجاء فی زیارۃ قبر...الخ،الحدیث:٢٦٩٤،ج٣،ص٣٣٤۔علمیه

3 ......فردوس الاخبار،باب المیم، فصل مَن حج،الحدیث:٥٧٠٥،ج٢،ص٢٥٢۔علمیه

4 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔(پ٥،النساء:٦٤)۔علمیه

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِؕ اور تو اپنے سبب سے مومنین اور مومنات کیلئے بخشش مانگ۔[1]

ظاہر بالبداہت ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس حکم کی تعمیل کی۔ پس اگر باقی دو امر (گنہگاروں کا بغرض توسُّل حاضر خدمت ہونا اور طلب مغفرت کرنا) پائے جائیں تو وہ مجموعہ مُتَحَقَّق ہوجائے گا جو موجب قبول توبہ ورحمت الٰہی ہے۔

آیت زیر بحث اِسْتَغْفَرَ لَهُمْ کا عطف جاء وك پر ہے اس لئے اس کا مُقْتَضا یہ نہیں کہ اِسْتِغْفارِ رسول اِسْتِغْفارِ عاصیان کے بعد ہو۔ علاوہ ازیں ہم تسلیم نہیں کرتے کہ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام وفات شریف کے بعد گنہگارانِ اُمت کیلئے طلب مغفرت نہیں فرماتے کیونکہ حضور (بلکہ تمام انبیاء کرام عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام) وفات شریف کے بعد زندہ ہیں اور عاصیان امت کے لئے طلبِ مغفرت فرماتے ہیں۔ چنانچہ بزّار نے صحیح راویوں کے ساتھ حضرت عبد اللّٰہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: "حَیَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ تُحَدِّثُوْنَ وَ اُحَدِّثُ لَکُمْ وَ وَفَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ تُعْرَضُ عَلَیَّ اَعْمَالُکُمْ فَمَا رَاَیْتُ مِنْ خَیْرٍ حَمِدْتُ اللّٰہَ عَلَیْہِ وَ مَا رَاَیْتُ مِنْ شَرٍّ اسْتَغْفَرْتُ اللّٰہَ لَکُمْ۔"[2]

میری زندگی تمہارے حق میں بہتر ہے۔ تم مجھ سے (حلال وحرام) پوچھتے ہو میں تمہیں (بذریعہ وحی) احکام سناتا ہوں اور میری وفات بھی تمہارے حق میں بہتر ہے۔ تمہارے اعمال میرے سامنے پیش ہوا کریں گے۔ میں اچھے عملوں کو دیکھ کر اللّٰہ کا شکر کروں گا اور برے عملوں کو دیکھ کر تمہارے واسطے مغفرت کی دعا کیا کروں گا۔

پس آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حیات شریف ہی میں عاصیانِ امت کو بشارت دے دی کہ میں وفات شریف کے بعد بھی ان کے لئے اِسْتِغْفار کیا کروں گا اور حضور کے کمالِ رحمت سے معلوم ہے کہ جو شخص اپنے رب سے طلب مغفرت کرتا ہوا حضور کی بارگاہ عالی میں حاضر ہوتا ہے آپ اس کے لئے اِسْتِغْفار فرماتے ہیں۔ اسی واسطے علمائے کرام نے تصریح فرمادی ہے کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ رتبہ آپ کی وفات شریف سے منقطع نہیں ہوا۔

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔ (پ۲۶، محمد:۱۹)۔ علمیه

2 ......مسند البزّار، زاذان عن عبدالله، الحديث: ۱۹۲۵، ج۵، ص۳۰۸۔ علمیه

جو شخص یہ کہتا ہے کہ اس آیت کا حکم آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حالت حیات شریف کے ساتھ ہی مختص ہے وہ غلطی پر ہے کیونکہ یہ اصولی قاعدہ ہے کہ عموم الفاظ کا اعتبار ہوتا ہے نہ کہ مورد خاص کا۔ صحابہ کرام اور تابعین عموم الفاظ قرآنی سے حجت پکڑتے رہے باوجود یہ کہ وہ آیتیں خاص موقعوں پر نازل ہوئیں۔ (اتقان للسیوطی) اسی طرح آیت زیر بحث اگرچہ ایک خاص قوم کے حق میں حالت حیاتِ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں نازل ہوئی لیکن جہاں یہ وصف (عاصیانِ اُمت کا حضور سید الابرار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں گناہوں کی معافی کے لئے حاضر ہونا) پایا جائے گا عموم حالت کے موافق اس کا حکم بھی عام اور ہر دو حالت حیات و بعد الوفات کو شامل ہوگا۔ چنانچہ علمائے کرام نے عموم سے ہر دو حالتیں سمجھی ہیں اور جو شخص قبر شریف پر حاضر ہو اس کے واسطے مستحب خیال کیا ہے کہ وہ اس آیت کو پڑھے اور اللّٰہ تعالیٰ سے مغفرت مانگے۔ امام عُتْبی (امام شافعی کے استاد) کی حکایت اس باب میں مشہور ہے اور مذاہب اربعہ کے علماء نے اسے اپنے مناسک میں نقل کیا ہے اور اسے مستحسن سمجھ کر آداب زیارت میں شامل کیا ہے۔[1] ہم اس حکایت کو ان شاء اللّٰہ تعالیٰ بحثِ توسُّل میں لائیں گے۔[2]

صحابہ کرام کے زمانہ سے آج تک اہل اسلام حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے روضہ شریف کی زیارت اور حضور سے توسُّل و اِستغاثہ کرتے رہے ہیں۔ جب حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اہل بیت المقدس سے صلح کی تو کعب احبار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے۔ حضرت فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ان سے خوش ہوئے اور فرمایا: کیا تم چاہتے ہو کہ میرے ساتھ مدینہ منورہ چلو اور آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قبر شریف کی زیارت سے فائدہ اٹھاؤ۔ حضرت کعب احبار نے جواب دیا کہ ہاں۔[3] (زرقانی علی المواہب)

حافظ ابو عبد اللّٰہ محمد بن موسیٰ بن نعمان اپنی کتاب "مِصْبَاحُ الظَّلَام" میں لکھتے ہیں کہ حافظ ابو سعید سمعانی نے بروایت علی ابن ابی طالب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نقل کیا ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دفن شریف

---

1 ......دیکھو وفاء الوفاء للسمہودی اور شفاء السقام للسبکی۔......وفاء الوفاء، الباب الثامن فی زیارة النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم...الخ، الفصل الاول فی الزیارة نصا...الخ، ج٢، الجزء٤، ص ١٣٦٠۔علمیه

2 ......یہ حکایت صفحہ 717 پر ملاحظہ فرمایئے!

3 ......شرح الزرقانی علی المواہب، المقصد العاشر...الخ، الفصل الثانی فی زیارة قبره...الخ، ج١٢، ص١٨٣۔علمیه

کے تین دن بعد ایک اعرابی ہمارے پاس آیا اس نے اپنے آپ کو قبر شریف پر گرا دیا اور قبر شریف کی کچھ مٹی اپنے سر پر ڈالی اور عرض کیا: یارسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ نے جو کچھ فرمایا وہ ہم نے سن لیا اللہ تعالیٰ نے آپ پر قرآن نازل کیا جس میں ارشاد فرمایا: وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ الآیہ[1] میں نے ظلم کیا میں آپ کے پاس آیا ہوں تاکہ آپ میرے حق میں طلب مغفرت فرمائیں۔ قبر شریف سے آواز آئی کہ تجھے بخش دیا گیا۔[2]

مسند امام ابی حنیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ میں بروایت امام منقول ہے کہ حضرت ایوب سَخْتِیَانی تابعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ آئے جب وہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قبر شریف کے نزدیک پہنچے تو اپنی پیٹھ قبلہ کی طرف اور منہ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چہرہ مبارک کی طرف کرلیا اور رَوئے۔[3] توسل کی دیگر مثالیں عنقریب مذکور ہوں گی۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ تَعَالٰی۔

ذیل میں چند آداب زیارت بیان کیے جاتے ہیں۔ زائرین کو چاہیے کہ ان کو ملحوظ رکھیں۔

﴿1﴾......زائرین کو مناسب ہے کہ زیارت روضہ شریف کے ساتھ مسجد نبوی کی زیارت اور اس میں نماز پڑھنے کی بھی نیت کریں۔ اگر مجرد زیارت کی نیت کریں تو اَولیٰ ہے۔ دوسری بار اگر موقع ملے تو ہر دو کی نیت کریں۔

﴿2﴾......مدینہ منورہ کے راستہ میں درود وسلام کی کثرت رکھیں۔

﴿3﴾......راستے میں مساجد اور آثار شریفہ جو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے منسوب ہیں ان کی زیارت کریں اور ان میں نماز پڑھیں۔

﴿4﴾......جب مدینہ منورہ کے مکانات نظر آنے لگیں تو بپاس ادب پیدل ہو جائیں اور درود وسلام بھیجیں اور شہر میں داخل ہونے سے پہلے یا داخل ہو کر غسل کریں اور تبدیل لباس کر کے خوشبو لگائیں۔

---

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں۔ (پ ٥، النساء: ٦٤)۔ علمیه

2 ......وفاء الوفاء، جزء ثانی، ص ٤١٢۔......(وفاء الوفاء، الباب الثامن فی زیارة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم...الخ، الفصل الاول فی الزیارة نصا...الخ، ج ٢، الجزء ٤، ص ١٣٦١ ـ علمیه)

3 ......وفاء الوفاء، جزء ثانی، ص ٤٢٤۔......(وفاء الوفاء، الباب الثامن ...الخ، الفصل الثالث فی توسل الزائر...الخ، ج ٢، الجزء ٤، ص ١٣٧٧ ـ علمیه)

﴿5﴾...... پہلے مسجد نبوی میں داخل ہوکر دو رکعت تحیۃ المسجد پھر دوگانہ شکر ادا کریں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دروازے پر پہنچا دیا۔

﴿6﴾...... دوگانہ شکر کے بعد روضہ شریف پر حاضر ہوں۔ زیارت کے وقت اپنی پیٹھ قبلہ کی طرف اور منہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم کے چہرہ مبارک کی طرف کریں اور جالی مبارک کے قریب کھڑے ہوکر نہایت ادب وخشوع سے سلام عرض کریں اور اگر کسی دوست وغیرہ نے حضرت نبوی میں سلام بھیجا ہو تو اس کی طرف سے سلام پہنچائیں۔

﴿7﴾...... حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سلام سے فارغ ہوکر ایک ہاتھ اپنی دائیں طرف کو ہٹ کر حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی خدمت میں سلام عرض کریں۔ پھر ایک ہاتھ اور دائیں طرف کو ہٹ کر حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی خدمت میں سلام عرض کریں۔

﴿8﴾...... بعد ازاں اپنی پہلی جگہ پر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چہرہ مبارک کے سامنے کھڑے ہوکر درود وسلام عرض کریں۔ پھر گناہوں سے توبہ کر کے حضور عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے وسیلہ سے دعا مانگیں۔

﴿9﴾...... اَیامِ قیامِ مدینہ منورہ میں نماز فرض ہو یا نفل مسجد نبوی میں پڑھا کریں۔

﴿10﴾...... مسجد قُبا میں جا کر نماز پڑھیں اور آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے آثارِ شریفہ و دیگر مزارات کی زیارت کریں۔

حدیث ''لَا تُشَدُّ الرِّحَال'' کی بحث

بعض لوگ انبیائے کرام عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیۡھِمُ السَّلَام اور اولیاء وشہداءعظام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے مَشاہِد ومَقابِر کی طرف سفر کرنے کو ناجائز قرار دیتے ہیں اور حدیث ''لا تشد الرحال'' کو بطورِ دلیل پیش کرتے ہیں۔ وہابیہ کے مُورِث اعلیٰ ابن تیمیہ نے تو کھلے الفاظ میں فتویٰ دے دیا کہ حضور سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے روضہ شریف کی زیارت کے قصد سے سفر کرنا سفرِ مَعۡصِیت ہے جس میں نماز قصر نہ کرنی چاہیے۔ بنابریں زائرین کے علاوہ فرشتے بھی جو ہر روز صبح وشام آسمان سے اتر کر روضہ شریف پر حاضر ہوتے اور درود شریف پڑھتے ہیں اسی معصیت میں مبتلا ہیں۔ یہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جناب میں کمال درجے کی گستاخی ہے۔

ابن تیمیہ کے اس فتوے سے شام ومصر میں بڑا فتنہ برپا ہوا۔ شامیوں نے ابن تیمیہ کے بارے میں استفتاء کیا۔ علامہ برہان بن الفرکاح فزاری نے قریباً چالیس سطر کا مضمون لکھ کر اسے کافر بتایا۔ علامہ شہاب بن جہبل نے اس سے اتفاق کیا۔ مصر میں یہی فتویٰ مذاہب اربعہ کے چاروں قضاۃ پر پیش کیا گیا۔ بدر بن جماعہ شافعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے لکھ دیا کہ مفتی یعنی ابن تیمیہ کو ایسے فتاویٰ باطلہ سے بزجر وتوبیخ منع کیا جائے اگر باز نہ آئے تو قید کیا جائے۔ محمد بن الجریری انصاری حنفی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے لکھا کہ اسی وقت بلا کسی شرط کے قید کیا جائے۔ محمد بن ابی بکر مالکی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے کہا کہ اسے اس قسم کی زجر وتوبیخ کی جائے کہ ایسے مفاسد سے باز آجاوے۔ احمد بن عمر مقدسی حنبلی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بھی ایسا ہی لکھا۔ [1] نتیجہ یہ ہوا کہ ابن تیمیہ شعبان ٧٢٦ھ میں دمشق میں قلعہ میں قید کیا گیا اور قید ہی میں ٢٠ ذیقعدۃ الحرام ٧٢٨ھ کو اس دنیا سے رخصت ہوا۔ [2]

حدیث زیر بحث صحیح بخاری کے باب فضل الصلوٰۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ میں بروایت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وارد ہے جس میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثُلٰثَةِ مَسَاجِدَ اَلْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ مَسْجِدِ الرَّسُوْلِ وَ مَسْجِدِ الْاَقْصٰی ۔ کجاوے نہ باندھے جائیں مگر تین مسجدوں یعنی مسجد حرام و مسجد رسول و مسجد اقصیٰ کی طرف۔ [3] اور باب مسجد بیت المقدس میں بروایت ابو سعید خدری بدیں الفاظ مذکور ہے:
لَاتُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی وَ مَسْجِدِی ۔ [4]

---

1 ......تکملة السیف الصقیل فی الرد علی ابن زفیل، فصل فی حیاۃ الانبیاء، ص١٢٥۔علمیه

2 ......السیف الصقیل فی الردعلی ابن زفیل تکملہ علامہ کوثری، ص١٥٦-١٥٢ ملخصاً......(سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں اس رسالے کا نام "السیف الصقیل فی الردعلی ابن زخیل" لکھا ہے جو کہ کتابت کی غلطی ہے، صحیح "السیف الصقیل فی الرد علی ابن زفیل" ہے، یہ امام ابوالحسن تقی الدین السبکی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ٧٥٦ھ) کی تالیف ہے جس پر امام محمد زاہد بن الحسن الکوثری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ١٣٧٨ھ) نے "تکملہ" بنام "تبدید الظلام المخیم من نونیة ابن القیم" تحریر فرمایا ہے۔علمیه)

3 ......الصحیح البخاری، کتاب فضل الصلاۃ فی مسجد مکة والمدینة، باب فضل الصلاۃ فی مسجد...الخ، الحدیث: ١١٨٩، ج١، ص٤٠١۔علمیه

4 ......صحیح البخاری، کتاب فضل الصلاۃ فی مسجد مکة والمدینة، باب مسجد بیت المقدس، ج١، الحدیث: ١١٩٧، ص٤٠٣۔علمیه

اسی طرح امام مسلم نے حدیث ابو ہریرہ کو باب فضل المساجد الثلثۃ میں اور حدیث ابو سعید خدری کو باب سفر المرأۃ مع محرم الی الحج وغیرہ میں ذکر کیا ہے۔ حدیث ابو سعید خدری مشکوٰۃ شریف میں باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ میں مذکور ہے۔

مختلف ابواب پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث زیر بحث میں بہ نسبت دیگر مساجد کے مساجد ثلاثہ میں نماز کی فضیلت کا بیان ہے کیونکہ یہ تینوں مساجد ان فضائل سے مختص ہیں جو دوسری مسجدوں میں نہیں پائے جاتے۔ لہٰذا اس حدیث کو مَشَاہِد و مَقَابِر سے کوئی تعلق نہیں۔ اس مُدّعا کے اثبات کے لئے ہم وُجُوہِ ذیل پیش کرتے ہیں۔

وَجہ اَوّل: حدیث زیر بحث میں استثناء مُفَرَّغ ہے۔ پس اس کے لئے ایسے عام مستثنٰی منہ کی تقدیر کی ضرورت ہے جو مستثنٰی اور غیر کو شامل ہو اور مستثنٰی سے مناسبت قریبہ رکھتا ہو۔ جیسا کہ نوع فرد سے اور جنس نوع سے۔ اسی واسطے مَا جَآءَنِیْ اِلَّا زَیْدٌ میں شی یا جِسْم یا حَیْوَان کو مقدر نہیں کرتے بلکہ رَجُل یا اَحَد کو مقدر کرتے ہیں اور ما کسوته الا جبّة میں کسوت کو اور ما صليت الا في المسجد میں في مكان یا في موضع کو مقدر کیا جاتا ہے۔ (مُطَوَّل و حواشی) پس صورت زیر بحث میں مستثنٰی منہ ایسا ہونا چاہیے جو مساجد ثلاثہ اور دیگر مساجد کو شامل اور مساجد کے ساتھ نسبت قریبہ رکھتا ہو اور وہ سوائے لفظ مسجد کے اور کوئی نہیں۔

وَجہ دُوُم: حدیث زیر بحث کی ترجمہ باب بخاری سے مطابقت اور اسی باب کی دوسری حدیث سے مناسبت ہے۔ یہ مناسبت و مطابقت صاف بتا رہی ہے کہ مستثنٰی منہ مسجد ہے کیونکہ امام بخاری عَلَیْہِ الرَّحْمَة نے یہ باب مکہ و مدینہ میں نماز کی فضیلت کے بارے میں باندھا ہے۔ اس باب کی پہلی حدیث (لا تشد الرحال) میں مقصود مساجد ثلاثہ میں نماز کی فضیلت بہ نسبت دیگر مساجد کے ہے تاکہ ترجمہ باب کے مطابق ہو۔ یہ نہ کہا جائے کہ پہلی حدیث میں لفظ صلوٰۃ نہیں ہے کیونکہ مساجد ثلاثہ کی طرف رحلت سے مراد ان میں نماز کا قصد ہے۔ اسی باب کی دوسری حدیث جو حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: صَلٰوةٌ فِیْ مَسْجِدِیْ هٰذَا خَیْرٌ مِنْ اَلْفِ صَلٰوةٍ فِیْ مَا سِوَاهُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَام. [1] (میری اس مسجد میں نماز بہتر ہے ہزار نمازوں سے دوسری مسجدوں میں سوائے مسجد

[1] ......الصحيح البخاري، كتاب فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، باب فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، الحديث: ١١٩٠، ج١، ص٤٠١۔ علمیه

حرام کے) ترجمہ باب کے مطابق ہے اور پہلی حدیث کے معنی کو ظاہر کرتی ہے اور نص ہے اس امر پر کہ ادائے نماز پر تضاعُفِ ثواب میں[1] مساجد ثلاثہ کو دیگر تمام مساجد پر فضیلت ہے کیونکہ الا المسجد الحرام کا مستثنیٰ منہ مساجد ہے جو بعض روایات میں صراحۃً مذکور ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ہے: عن سعید بن المسیب عن ابی ھریرۃ قال، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم: ''صَلٰوۃٌ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا خَیْرٌ مِنْ اَلْفِ صَلٰوۃٍ فِیْ غَیْرِہٖ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ۔''[2] اور مسلم ہی میں حدیث میمونہ میں ہے: سمعت رسول اللّٰہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم یقول صلوۃ فیہ افضل من الف صلوۃ فیما سواہ من المساجد الا مسجد الکعبۃ[3] پس ظاہر ہوا کہ حدیث لا تشد الرحال میں مستثنیٰ منہ مسجد ہے لہٰذا مساجد ثلاثہ کے سوا دنیا کی کسی مسجد کی طرف بقصد نماز سفر کرنا ممنوع ہے اور جو کسی اور ضرورت کے لئے ہو وہ ممنوع نہیں۔

وجہ سوم: حدیث زیر بحث کے بعض طرق پر مراد و مقصود کی تصریح اور مستثنیٰ منہ کا ذکر موجود ہے اور وہ مسند امام احمد میں یوں مذکور ہے: حدثنی ھاشم حدثنی عبد الحمید حدثنی شھر سَمِعْتُ اَبَا سَعِیْدِ الْخُدْرِیْ وَذُکِرَ عِنْدَہٗ صَلٰوۃٌ فِی الطُّوْرِ فَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لَا یَنْبَغِیْ لِلْمُطِیِّ اَنْ تُشَدَّ رِحَالُہٗ اِلٰی مَسْجِدٍ یُبْتَغٰی فِیْہِ الصَّلٰوۃُ غَیْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی وَمَسْجِدِیْ ھٰذَا۔[4] (قسطلانی و عمدۃ القاری)

ترجمہ: (بحذف اسناد) شہر (بن حوشب) کا بیان ہے کہ میں نے سنا ابا سعید خدری کو اور ان کے پاس طور میں نماز کا ذکر آیا۔ پس کہا کہ فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے شتران سواری کے کجاوے کسی مسجد کی طرف بقصد نماز نہ باندھے جانے چاہئیں سوائے مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ اور میری اس مسجد کے۔ انتہی۔ پس حدیث زیر بحث کی تفسیر حدیث ہی سے ہوگئی اور یہ بہترین تفسیر ہے۔

وجہ چہارم: حدیث زیر بحث کی شرح میں جمہور محدثین و شرّاح اور اکابر فقہائے حنفیہ و شافعیہ کے اقوال ہیں جو ہمارے

---

1 ......ثواب زیادہ ہونے میں۔

2 ......صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل الصلاۃ بمسجدی مکۃ والمدینۃ، الحدیث:۱۳۹۴-۵۰۶، ص۷۲۱۔علمیہ

3 ......صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل الصلاۃ بمسجدی مکۃ والمدینۃ، الحدیث:۱۳۹۶-۵۱۰، ص۷۲۲۔علمیہ

4 ......المسند لامام احمد بن حنبل، مسند ابی سعید الخدری، الحدیث:۱۱۶۰۹، ج۴، ص۱۲۸۔علمیہ

مُدّعا کے مؤید ہیں۔ نظر بر اختصار ہم ان کو یہاں نقل نہیں کرتے جسے شوق ہو وہ فتح الباری، عمدة القاری، ارشاد الساری، نووی علی المسلم، احیاء العلوم للغزالی اور جذب القلوب للشیخ عبدالحق الدهلوی وغیرہ میں دیکھ لے۔

خلاصۂ مضمون یہ ہوا کہ حدیث ''لا تشد الرحال'' مساجد کے بارے میں ہے۔ اس کی رو سے مساجد ثلاثہ کی طرف بدیں غرض سفر کرنا کہ ان میں نماز ادا کرنے سے تَضَاعُفِ ثواب حاصل ہو جائز ہے۔ دنیا کی کسی اور مسجد کی طرف اس غرض کے لئے سفر کرنا نہ چاہیے کیونکہ وہ درجہ میں مُتَساوی ہیں کسی کو کسی پر باعتبارِ کثرتِ ثواب فضیلت نہیں۔ ہاں کسی اور مطلب کے لئے دوسری مساجد کی طرف بھی سفر کرنا جائز ہے۔ مثلاً کسی مسجد میں کوئی بزرگ رہتے ہیں ان کی زیارت یا ان سے استفاضہ کے لئے اس مسجد کی طرف سفر کرنا جائز ہے۔ اسی طرح کسی مسجد کے صَنائِعِ غَرِیْبَہ[1] کو دیکھنے کے لئے سفر کرنا بھی ممنوع نہیں۔ مَقابِر و مَشاہِدِ انبیاء کرام عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیْهِمُ السَّلَام واولیاء عِظَام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام کی زیارت کے لئے سفر کرنا حدیث زیر بحث کی نہی کے تحت میں داخل نہیں بلکہ جائز و مشروع و مستحب اور مُوجِبِ خیر و برکت ہے۔ جب حَوائج دنیا کے لئے سفر کرنا بالاتفاق جائز ہے تو حوائج آخرت بالخصوص ان میں سے جو اَکَدّ ہے[2] یعنی حضور سَیِّدُ الاَوَّلِین والآخرین، امامُ المُرسلین، خاتَمُ النَّبِیِّیْن، سیدنا و مولینا محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّم کے روضہ منورہ کی زیارت کے لئے سفر کرنا بطریقِ اَولیٰ جائز و مُستَحسَن ہے۔ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُم اَجْمَعِیْن کے عہدِ مبارک سے اس وقت تک مسلمانوں کا اسی پر عمل رہا ہے۔ اس کا انکار حِرْمان و شَقاوت[3] کی علامت ہے۔

خاتمہ دَر بحث اِستِغاثہ و توسل

آنحضرت صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے وسیلہ سے بارگاہ الٰہی میں دعا کرنا مُستَحسَن ہے۔ اس کو مختلف الفاظ، تَوَسُّل و اِستِغاثہ و تَشَفُّع وتوجہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ بعض وقت تَوَسُّل بِالنَّبی صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم یوں ہوتا ہے کہ آپ سے کوئی چیز طلب کی جائے بدیں معنی کہ آپ اس میں تَسَبُّب پر قادر ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے سوال کریں یا شفاعت فرمائیں۔ اس کا مطلب بھی حضور سے طلب دعا ہے۔

---

1 ...... مسجد کی منفرد بناوٹ یا اس کی نقش و نگاری وغیرہ یا خود وہ مسجد جو فن تعمیر کا کوئی شاہکار ہو۔

2 ...... یعنی جن کی تاکید آئی ہے۔

3 ...... بدبختی و محرومی۔

حضور عَلَیْهِ السَّلام سے توَسُّل واستغاثہ فعلِ انبیاء ومرسلین عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام اور سیرتِ سلف صالحین ہے اور یہ توَسُّل حضور اقدس صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی ولادت شریف سے پہلے، ولادت شریف کے بعد عالم برزخ میں اور عرصاتِ قیامت میں ثابت ہے جس کی توضیح ذیل میں کی جاتی ہے۔

﴿1﴾ ولادت شریف سے پہلے توَسُّل:

جب حضرت آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام سے لغزش سرزد ہوئی تو انہوں نے آخر کار یوں دعا کی: یَارَبِّ اَسْاَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لَمَا غَفَرْتَ لِیْ. اے میرے پروردگار! میں تجھ سے بحق محمد سوال کرتا ہوں کہ میری خطا معاف کر دے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم! تو نے محمد (صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم) کو کس طرح پہچانا حالانکہ میں نے ان کو پیدا نہیں کیا۔ حضرت آدم نے عرض کیا: اے میرے پروردگار! جب تو نے مجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور مجھ میں اپنی روح پھونکی تو میں نے سر اٹھایا اور عرش کے پایوں پر لکھا ہوا دیکھا۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه . پس میں جان گیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اسی کو ذکر کیا ہے جو تیرے نزدیک محبوب ترین خَلْق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! تو نے سچ کہا وہ میرے نزدیک اَحَبُّ الْخَلْق ہیں چونکہ تم نے ان کے وسیلہ سے دعاء مانگی ہے میں نے تم کو معاف کر دیا۔ اگر محمد (صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم) نہ ہوتے میں تم کو پیدا نہ کرتا۔[1] (حاکم وطبرانی)

آنحضرت صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم کی بعثت سے پہلے یہود اپنے دشمنوں پر فتح پانے کیلئے دعا میں حضور انور ہی کا وسیلہ پکڑا کرتے تھے۔ چنانچہ قرآن کریم میں وارد ہے:

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ۚ — اور وہ اس سے پہلے کافروں پر فتح مانگا کرتے تھے۔[2]

(بقرہ، ع ۱۱)

حافظ ابونُعَیم نے دلائل میں عطاء وضحّاک کے طریق سے حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا کا یہ قول نقل

---

1 ......وفاء الوفاء، الباب الثامن ...الخ،الفصل الثالث فی توسل الزائر...الخ، ج۲، الجزء٤،ص ۱۳۷۱- ۱۳۷۲۔علمیه

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور اس سے پہلے اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔(پ ۱، البقرة: ۸۹)۔علمیه

کیا ہے کہ حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بعثت سے پہلے یہودِ بنی قُرَیظہ ونَضِیر کافروں پر فتح کی دعا مانگا کرتے تھے اور دعا میں یوں کہا کرتے تھے: اللّھم انّا نستنصرك بحقّ النّبی الامّیّ ان تنصرنا علیھم.[1] خدایا! ہم تجھ سے بحق نبی اُمّی دعا مانگتے ہیں کہ تو ہم کو ان پر فتح دے، اور فتح پایا کرتے تھے۔ (تفسیر در منثور للسیوطی)

﴿2﴾ حیات شریف میں توسُّل:

صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حیات شریف میں دیگر حاجات کی طرح آپ سے طلبِ دعاء، طلبِ شفاعت بروز قیامت یا طلبِ دعاءِ مغفرت بھی کیا کرتے تھے۔ صرف چند مثالیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔ اگر زیادہ مطلوب ہوں تو ''شِفَاءُ السَّقَام'' کا مطالعہ کیجئے!

﴿۱﴾......عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّشْفَعَ لِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَقَالَ اَنَا فَاعِلٌ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ! فَاَیْنَ اَطْلُبُکَ قَالَ اُطْلُبْنِیْ اَوَّلَ مَا تَطْلُبُنِیْ عَلَی الصِّرَاطِ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ اَلْقَکَ عَلَی الصِّرَاطِ قَالَ فَاطْلُبْنِیْ عِنْدَ الْمِیْزَانِ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ اَلْقَکَ عِنْدَ الْمِیْزَانِ قَالَ فَاطْلُبْنِیْ عِنْدَ الْحَوْضِ لَا اُخْطِیءُ ھٰذِہِ الثَّلَاثَ مَوَاطِنَ[2] (مشکوٰۃ شریف بحوالہ ترمذی، باب الحوض والشفاعۃ)

حضرت اَنَس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کیا کہ آپ قیامت کے دن میری شفاعت فرما دیجئے۔ فرمایا: ''میں کر دوں گا۔'' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں آپ کو کہاں ڈھونڈوں؟ فرمایا: ''پہلے مجھے صراط پر ڈھونڈنا۔'' میں نے عرض کیا: اگر میں آپ کو وہاں نہ پاؤں؟ فرمایا کہ پھر میزان کے پاس ڈھونڈنا۔ میں نے عرض کیا: اگر میزان کے پاس آپ کو نہ پاؤں؟ فرمایا: ''تو پھر حوض کے پاس مجھے ڈھونڈنا کیونکہ میں ان تین جگہوں کو نہ چھوڑوں گا۔''

﴿۲﴾......حضرت سَواد بن قارِب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں ایمان لاتے ہوئے عرض کرتے ہیں: وَکُنْ لِیْ شَفِیْعًا یَوْمَ لَا ذُوْشَفَاعَۃٍ بِمُغْنٍ فَتِیْلاً عَنْ سَوَادِ بْنِ قَارِب .[3] (استیعاب لابن عبدالبر) اور آپ میرے

---

1 ......الدر المنثور فی التفسیر الماثور، سورۃ التوبۃ، تحت الآیۃ: ۸۹، ج۱، الجزء۱، ص۲۱۶۔علمیہ

2 ......مشکاۃ المصابیح، کتاب احوال القیامۃ وبدء الخلق، باب الحوض والشفاعۃ، الحدیث: ۵۵۹۵، ج۲، ص۳۲۶۔علمیہ

3 ......الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، حرف السین، باب سواد، ترجمۃ ۱۱۱۴، ج۲، ص۲۳۴۔علمیہ

شفیع بنیں جس دن سَواد بن قارِب کو کوئی شفاعت کرنے والا ذرا بھی فائدہ نہ پہنچا سکے گا۔

﴿۳﴾......حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ حسبِ عادت تجارت کے لئے یمن گئے ہوئے تھے۔ آپ کی غیر حاضری میں نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مبعوث ہوئے۔ عَسْکَلان بن عَوَاکِن حِمْیَرِی[1] نے سن کر اپنے ایمان کا اِظہار اَشعار میں کیا۔ وہ اَشعار حضرت عبد الرحمٰن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی وساطت سے خدمت اقدس میں ارسال کیے۔ ان میں سے دو شعر یہ ہیں:

اشھد باللّٰہ ربّ موسٰی انك ارسلت بالبطاح

فکن شفیعی الی ملیك یدعو البرایا الی الصّلاح

میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں جو موسیٰ کا رب ہے کہ آپ وادیٔ مکہ میں رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ پس آپ میرے شفیع بنیں اس بادشاہ کی طرف جو خلائق کو نیکی کی طرف بلاتا ہے۔

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ اشعار سن کر فرمایا: اَمَا اِنَّ اَخَا حِمْیَرَ مِنْ خَوَّاصِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ رُبَّ مُؤْمِنٍ بِیْ وَلَمْ یَرَنِیْ وَ مُصَدِّقٍ بِیْ وَمَا شَھِدَنِیْ اُولٰئِكَ اِخْوَانِیْ حَقًّا.[2]

(اصابہ، ترجمہ عسکلان۔ نیز کنز العمال، سادس، ص ۴۲۱)

آگاہ رہو! بے شک حمیری بھائی خواص مومنین سے ہیں اور بعض مجھ پر ایمان لانے والے ہیں حالانکہ انہوں نے مجھے نہیں دیکھا اور میری تصدیق کرنے والے ہیں حالانکہ وہ میرے پاس حاضر نہیں ہوئے وہ حقیقت میں میرے بھائی ہیں۔

﴿۴﴾......حضرت مازِن بن غَضُوبہ طائی خطامی[3] عُمان کی ایک بستی میں ایک بت کی خدمت کیا کرتے تھے۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بعثت کی خبر سن کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے۔ آپ نے بارگاہ رسالت

---

1 ......سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں یہاں "حیری" لکھا ہے جو کہ کتابت کی غلطی ہے، صحیح "حِمْیَرِی" ہے اصابہ وغیرہ میں اسی طرح ہے خود مصنف نے بھی آگے عربی عبارت "اما ان اخا حمیر من خواص ......الخ" میں حمیر لکھا ہے۔علمیه

2 ......الاصابة فی تمییز الصحابة، ٦٤٤٣-عسكلان بن عواكن الحميری، ج٥، ص٩٨۔علمیه

3 ......سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں یہاں "ماذن بن عضوبہ" لکھا ہے لیکن اصابہ اور استیعاب وغیرہ میں "مازن بن غضوبہ" ہے لہٰذا کتابت کی غلطی پر محمول کرتے ہوئے ہم نے یہاں "ماذن بن عضوبہ" کے بجائے اصابہ کے مطابق "مازن بن غضوبہ" لکھا ہے۔علمیه

میں اپنی بے اعتدالیوں کا ذکر کیا اور طالب دعا ہوئے۔ چنانچہ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دعا کی برکت سے وہ رذائل مُبَدَّل بفضائل ہو گئے۔ اس بارے میں آپ نے یہ اشعار کہے ہیں:

الیک رسول اللّٰہ خبت مطیتی ۔۔۔ تجوب الفیافی من عُمان الی العَرج

لتشفع لی یاخیرمن وطیء الحصا ۔۔۔ فیغفر لی ربی و ارجع بالفلج

الی معشر جانبت فی اللّٰہ دینھم ۔۔۔ فلا دینھم دینی ولا شرجھم شرجی

(اصابہ بحوالہ طبرانی وبیہقی وغیرہ۔ نیز استیعاب ابن عبدالبر)[1]

یارسول اللّٰہ! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) میں نے اپنی اونٹنی آپ کی طرف دوڑائی جو عمان سے عَرج تک بیابانوں کو طے کرتی تھی تاکہ آپ میری شفاعت فرمائیں۔ اے بہترین ان میں کے جنہوں نے سنگریزوں کو پامال کیا پس میرا رب میرے گناہ بخش دے اور میں کامیاب ہو کر اس گروہ کی طرف جاؤں جن کے دین سے میں اللّٰہ کے واسطے کنارہ کش ہو گیا۔ پس ان کی رائے میری رائے نہیں اور نہ ان کا طریق میرا طریق ہے۔

﴿۵﴾......حضرت عثمان بن حُنَیف صحابی کا بیان ہے کہ ایک نابینا پیغمبرِ خدا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کیا کہ آپ اللّٰہ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے عافیت بخشے۔ حضور نے فرمایا کہ اگر تو چاہے میں دعا کر دیتا ہوں اور اگر چاہے تو صبر کر، صبر تیرے واسطے اچھا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ خدا سے دعا فرمایئے! آپ نے اس سے ارشاد فرمایا کہ اچھی طرح وضو کر کے یوں دعا کرنا: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَ اَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَامُحَمَّدُ[2] اِنِّیْ تَوَجَّھْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ ." یا اللّٰہ! میں تیری بارگاہ میں سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی نبی الرحمۃ کا وسیلہ پیش کرتا ہوں۔ یا محمد! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) میں نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں آپ کا وسیلہ پیش کیا ہے اپنی اس ضرورت میں تاکہ وہ پوری ہو۔ یا اللّٰہ! تو میرے حق میں حضور کی شفاعت قبول فرما۔

---

1 ......الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، حرف المیم، باب مازن، ترجمۃ ۲۲۷۳، ج۳، ص ۴۰۰ و الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ۷۶۰۱- مازن بن الغضوبۃ، ج۵، ص ۵۲۰

2 ......یا مُحَمَّدُ پکارنے کے بارے میں اعلیٰ حضرت، مولانا امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن اپنے رسالہ تَجَلِّی الْیَقِیْن بِاَنَّ نَبِیَّنَا سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْن میں تحریر فرماتے ہیں: علماء تصریح فرماتے ہیں: حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو نام لے کر ندا کرنی حرام ہے، اور واقعی محلِ انصاف ہے جسے اس کا مالک و مولیٰ تبارک وتعالیٰ نام لے کر نہ پکارے غلام کی کیا مجال کہ راہِ ادب سے تجاوز کرے بلکہ امام زین الدین مراغی وغیرہ محققین نے فرمایا: اگر یہ لفظ کسی دعا میں وارد ہو جو خود نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے تعلیم فرمائی جیسے دعائے یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ تَوَجَّھْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ تاہم اسکی جگہ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ، یَانَبِیَّ اللّٰہ چاہیے، حالانکہ الفاظِ دعا میں حتی الوسع تغییر نہیں کی جاتی۔ (فتاوی رضویہ، ج ۳۰، ص ۱۵۷)

اس حدیث کو ترمذی ونسائی نے روایت کیا ہے۔ ترمذی نے کہا: ھذا حدیث حسن صحیح غریب. امام بیہقی وطبرانی نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ مگر امام بیہقی نے اتنا اور کہا ہے کہ اس نابینا نے ایسا ہی کیا اور بینا ہو گیا۔ (1)

﴿۶﴾......حضرت رَبیعہ بن کعب اَسلمی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا بیان ہے کہ میں رات کو رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت اقدس میں رہا کرتا تھا۔ آپ کے وضو کے لئے پانی لا دیا کرتا تھا اور دیگر خدمت (جامہ ومسواک وشانہ وغیرہ) بھی بجالایا کرتا تھا۔ ایک روز آپ نے مجھ سے فرمایا: سَلْ (مانگ) میں نے عرض کیا: اَسْئَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّۃِ میں آپ سے بہشت میں آپ کا ساتھ مانگتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ مرتبہ بہت بڑا ہے کچھ اور مانگ! حضرت رَبیعہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا کہ میرا مقصود تو یہی ہے جو عرض کر دیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ (اس مقصد کے حصول میں) تو میری مدد کر بدیں طور (2) کہ نماز بہت پڑھا کر اور سجدوں میں دعا کیا کر۔ (3) (مشکوۃ بحوالہ مسلم، کتاب الصلوۃ، باب السجود وفضلہ) مطلب یہ کہ میں کوشش کروں گا تو بھی کچھ کیا کر۔ ''اَشِعَّۃُ اللَّمْعَات'' میں اس حدیث کے تحت میں ہے۔ واز اطلاق سوال کہ فرمود سل (بخواہ) وتخصیص نہ کرد بمطلوبے خاص معلوم مے شود کہ کار ہمہ بدست ہمت وکرامت اوست صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہرچہ خواہد ہر کرا خواہد باذن پروردگار خود بدہد۔ (4)

﴿3﴾ وفات شریف کے بعد توسُّل:

وفات شریف کے بعد بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اصحاب کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم مصائب وحُروب وحاجات میں آپ کو پکارا کرتے اور آپ سے استِغاثہ کیا کرتے تھے۔ دیکھو اَمثلہ ذیل:

﴿۱﴾......صاحبِ ''مواہب لدنیہ'' بحوالہ ابن منیر لکھتے ہیں کہ جب رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وصال

---

1 ......وفاء الوفاء، جزء ثانی، ص۴۲۰۔......(وفاء الوفاء، الباب الثامن ...الخ، الفصل الثالث فی توسل الزائر...الخ، ج۲، الجزء ۴، ص ۱۳۷۲۔علمیه)

2 ......اس طرح۔

3 ......مشکاۃ المصابیح، کتاب الصلوۃ، باب السجود وفضلہ، الحدیث:۸۹۶، ج۱، ص ۱۸۴۔علمیه

4 ......اشعة اللمعات، کتاب الصلوۃ، باب السجود وفضله، تحت الحدیث:۸۹۶، ج۱، ص ۴۲۴-۴۲۵۔علمیه

شریف ہوا تو اس صدمہ سے آپ کے اصحاب کرام کا عجب حال ہو رہا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ روتے ہوئے حاضر ہوئے اور حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم کے چہرہ مبارک سے کپڑا اٹھا کر یوں عرض کرنے لگے: و لو ان موتك كان اختيارا لجدنا لموتك بالنفوس اذكرنا يامحمد عند ربك ولنكن من بالك.[1] اگر آپ کی موت میں ہمیں اختیار دیا جاتا تو ہم آپ کی موت کے لئے اپنی جانیں قربان کر دیتے۔ یا محمد! اپنے پروردگار کے پاس ہمیں یاد کرنا اور ضرور ہمارا خیال رکھنا۔

﴿۲﴾......وفات شریف کے تین دن بعد اعرابی کا قبر شریف پر حاضر ہونا اور آپ سے تَوَسُّل کرنا بروایت علی ابن ابی طالب کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجۡھَہُ الۡکَرِیۡم پہلے آچکا ہے۔

﴿۳﴾......مَالِکُ الدَّار راوی ہیں کہ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کے زمانے میں قحط پڑا۔ ایک شخص (بلال بن حارث صحابی) نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قبر شریف پر حاضر ہو کر یوں عرض کیا: یارسول اللّٰہ! اپنی امت کے لئے بارش کی دعا فرمائیں! وہ ہلاک ہو رہی ہے۔ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خواب میں اس شخص سے فرمایا کہ عمر کے پاس جا کر میرا اسلام کہو اور بشارت دو کہ بارش ہوگی اور یہ بھی کہہ دو کہ نرمی اختیار کرے۔ اس شخص نے حاضر ہو کر خبر دی۔ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ یہ سن کر روئے۔ پھر کہا: اے رب! میں کوتاہی نہیں کرتا مگر اس چیز میں کہ جس سے میں عاجز ہوں۔[2] (وفاء الوفاء بحوالہ بیہقی وابن ابی شیبہ)

﴿۴﴾......ایک سال مدینہ منورہ میں سخت قحط پڑا۔ لوگوں نے حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھَا سے فریاد کی۔ حضرت مَمۡدُوۡحَہ نے فرمایا کہ تم رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قبر شریف پر حاضر ہو کر اس میں ایک روشندان آسمان کی طرف کھول دو تا کہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان چھت حائل نہ رہے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ خوب بارش ہوئی اور گھاس اُگی اور اونٹ ایسے فَرۡبہ ہو گئے کہ چربی سے پھٹنے لگے۔ اس سال کو "عَامُ الۡفَتۡق" کہتے تھے۔[3]

---

1 ......المواهب اللدنية مع زرقاني،المقصد العاشر...الخ ، الفصل الاول فى اتمامه تعالى نعمته عليه بوفاته ...الخ ، ج١٢، ص١٤٣۔علميه

2 ......وفاء الوفاء، الباب الثامن ...الخ،الفصل الثالث فى توسل الزائر...الخ، ج٢، الجزء٤،ص١٣٧٤۔علميه

3 ......سنن دارمی، باب ما اکرم اللّٰہ تعالیٰ نبیہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم بعد موتہ۔......(سنن الدارمی،باب ما اكرم الله تعالى نبيه صلى الله عليه وسلم بعد موته، باب ١٥،الحديث:٩٢،ج١،ص٥٦۔علميه)

علامہ قاضی زَینُ الدِّین مَراغی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ قحط کے وقت روشندان کا کھولنا اس وقت تک اہل مدینہ کا طریقہ ہے۔ وہ قُبۂ خَضْراء مقدسہ کے اَسْفَل میں بجانب قبلہ کھول دیتے ہیں اگرچہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان چھت حائل رہتی ہے۔ [1]

علامہ سَمْہُودِی (متوفی ۹۱۱ھ) لکھتے ہیں: ''آج کل اہل مدینہ کا طریقہ یہ ہے کہ حجرہ شریف کے گرد جو مقصورہ ہے اس کا وہ دروازہ جو حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے چہرہ مبارک کے سامنے ہے کھول دیتے ہیں اور وہاں جمع ہوتے ہیں۔ [2]

﴿۵﴾......ابن جریر طبری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ۱۸ھ کے واقعات میں بالا سناد نقل کرتے ہیں کہ حضرت عاصم بن عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما سے روایت ہے کہ ایک سال حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے زمانے میں امساک باراں ہوا [3] مواشی لاغر ہوگئے۔ اہل بادِیہ [4] میں سے قبیلہ مُزَیْنَہ کے ایک اہل خانہ نے اپنے صاحب (حضرت بلال بن حارث صحابی) سے کہا کہ ہمیں غایت درجہ کی تکلیف ہے تو ہمارے واسطے ایک بکری ذبح کر۔ اس نے کہا کہ بکریوں میں کچھ رہا نہیں۔ اہل خانہ اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ اس نے ان کے واسطے ایک بکری ذبح کی جب کھال اتاری تو سرخ ہڈیاں دکھائی دیں۔ اس پر وہ پکار اٹھا یامحمداہ ...الخ [5] (تاریخ الامم والملوک، جزء رابع، ص ۲۲۴۔ کامل ابن اثیر)

﴿۶﴾......حضرت ابوعُبَیدہ بن الجَرَّاح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے قِنَّسْرِین سے حضرت کعب بن ضَمْرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو ایک ہزار سوار دے کر فتح حَلَب کے لئے روانہ کیا اور فرمادیا کہ میں تمہارے پیچھے آرہا ہوں۔ ادھر یُوقَنَّا حاکم حَلَب کو اس کے جاسوسوں نے خبر دی کہ عرب ایک ہزار کی جمعیت کے ساتھ تمہارے شہر کی فتح کے ارادہ سے آرہے ہیں اور وہ شہر سے چھ میل کے فاصلہ پر ہیں۔ یُوقَنَّا نے لشکر کو تیار کر کے آدھا اپنے ساتھ لیا اور آدھا کمین گاہ میں مقرر کیا۔ جب حضرت کعب

---

1 ......قاضی زین الدین ابوبکر بن حسین بن عمر عثمانی مراغی نزیل مدینہ منورہ (متوفی ۸۱۶ھ) نے مدینہ منورہ کے حالات میں اپنی کتاب تحقیق النصرۃ بتلخیص معالم دار الہجرۃ لکھی ہے جس کے مبیضہ سے وہ ۷۶۶ھ میں فارغ ہوئے۔ کشف الظنون۔......(وفاء الوفاء، الباب الرابع ...الخ، الفصل الحادی والعشرون، ج ۱، الجزء ۲، ص ۵۶۰۔علمیه)

2 ......وفاء الوفاء، جزء اول، ص ۳۹۸۔......(وفاء الوفاء، الباب الرابع ...الخ، الفصل الحادی و العشرون، ج ۱، الجزء ۲، ص ۵۶۰۔علمیه)

3 ......بارش نہ ہوئی۔ 4 ......دیہات میں رہنے والے۔

5 ......الکامل فی التاریخ لابن اثیر، سنة ثمان عشرة، ذکر القحط وعام الرمادة، ج ۲، ص ۳۹۷۔علمیه

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی نظر یوقنا کے لشکر پر پڑی تو اپنے لشکریوں سے کہا کہ میرے اندازہ میں دشمن کا لشکر پانچ ہزار ہے جس کا تم مقابلہ نہیں کر سکتے۔ غرض مقابلہ ہوا یہاں تک کہ مسلمانوں کی فتح مبین کا یقین ہو گیا مگر اسی اثنا میں کمین گاہ سے یوقنا کا لشکر آ پڑا۔ جس کے سبب سے لشکر اسلام کا ایک فرقہ بھاگنے لگا۔ دوسرے فرقہ نے اہل کمین کا مقابلہ کیا۔ تیسرا فرقہ حضرت کعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ تھا جو مسلمانوں کے لئے بڑے بے چین تھے اور ان کے بچانے کے لئے کوشش کر رہے تھے اور گرداوا دیتے ہوئے[1] یوں پکار رہے تھے:

"یامحمد یامحمد یانصراللّٰہ انزل یامعشر المسلمین اثبتوا انما ھی ساعۃ ویأتی النصر وانتم الاعلون"

یا محمد! یا محمد! اے نصرتِ الٰہی! نزول فرما، اے مسلمانوں کے گروہ! ثابت قدم رہو، یہی ایک گھڑی ہے مدد آنے والی ہے تمہارا ہی بول بالا ہے۔ (فتوح الشام، مطبوعہ مصر، جزء اول، ص ۱۵۱)[2]

﴿7﴾...... حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرت عبد اللّٰہ بن قُرط صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ہاتھ اپنا خط ابو عُبَیْدَہ بن الجرَّاح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے نام یرموک بھیجا اور سلامتی کی دعا کی۔ عبد اللّٰہ جب مسجد سے نکلے تو خیال آیا کہ مجھ سے خطا ہوئی کہ میں نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے روضہ شریف پر سلام عرض نہیں کیا۔ اس لئے وہ روضہ شریف پر حاضر ہوئے۔ وہاں حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرات علی ابن ابی طالب و عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ حاضر تھے۔ امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ[3] حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَهُ الْکَرِیْم کی گود میں اور امام حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی گود میں تھے۔ حضرت عبد اللّٰہ نے حضرت علی و حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ سے عرض کیا کہ کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ ہر دو نے روضہ شریف پر ہاتھ اٹھا کر یوں دعا کی:

---

1 ...... جھنڈا لہراتے ہوئے۔

2 ...... فتوح الشام، ذکر فتح مدینۃ حلب وقلاعھا، ج ۱، ص ۲۴۰۔ علمیہ

3 ...... سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں یہ عبارت یوں ہے: ''امام حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَهُ الْکَرِیْم کی گود میں اور امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی گود میں تھے۔'' لیکن " فتوح الشام " میں اس کے برعکس ہے یعنی ''امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَهُ الْکَرِیْم کی گود میں اور امام حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی گود میں تھے۔'' مصنف رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے چونکہ " فتوح الشام " کا حوالہ دیا ہے لہٰذا ہم نے کتابت کی غلطی پر محمول کرتے ہوئے اس عبارت کو " فتوح الشام " کے مطابق لکھا ہے۔ و اللّٰہ تعالٰی اعلم بالصواب۔

اللّٰھم انا نتوسّل بھذا النبی المصطفٰی والرسول المجتبٰی الذی توسّل بہ اٰدم فاجیبت دعوتہ وغفرت خطیئتہٗ الا سھلت علی عبد اللّٰہ طریقہ وطویت لہ البعید وایدت اصحاب نبیک بالنصر انک سمیع الدعاء ۔

یااللّٰہ! ہم اس نبی مصطفیٰ ورسول مجتبےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں کہ جن کے وسیلہ سے حضرت آدم کی دعاء قبول ہوگئی اوران کی خطاء معاف ہوگئی کہ تو عبد اللّٰہ پر اس کا راستہ آسان کردے اور بعید کو نزدیک کردے اور اپنے نبی کے اصحاب کی مدد فتح سے کردے۔ بے شک تو دعا کا سننے والا ہے۔

اس کے بعد حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عبد اللّٰہ سے فرمایا کہ اب جایئے !اللّٰہ تعالیٰ حضرات عمر وعباس وعلی وحسن وحسین وازواج رسول اللّٰہ کی دعاء کو رد نہ کرے گا کیونکہ انہوں نے اللّٰہ کی بارگاہ میں اس نبی کا وسیلہ پکڑا ہے جو اکرم الخلق ہیں۔ [1] (فتوح الشام، جزء اول، ص۱۰۵)

﴿8﴾ ابن السُّنّی (متوفی ۳۶۴ھ) کی کتاب میں ہیثم بن حَنَش سے روایت ہے کہ اس نے کہا: ''ہم حضرت عبد اللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُما کے پاس تھے۔ان کا پاؤں سوگیا تو ایک شخص نے ان سے کہا کہ آپ یاد کیجئے اس کو جو آپ کے نزدیک سب لوگوں سے پیارا ہے۔اس پر حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُما نے کہا: یا محمد! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پس گویا آپ بند سے کھول دیئے گئے اور کتاب ابنُ السُّنّی ہی میں مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُما کے پاس ایک شخص کا پاؤں سوگیا۔آپ نے اس سے کہا: تو یاد کر اس کو جو تجھے سب لوگوں سے پیارا ہے۔یہ سن کر اس نے کہا: یا محمد! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) یہ کہتے ہی اس کے پاؤں کی خوابیدگی جاتی رہی۔ [2] (کتاب الاذکار للنووی، ص ۱۳۵) حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُما کے پاؤں سو جانے کی روایت الادب المفرد للبخاری ص ۱۱۳ میں بھی ہے۔

﴿9﴾ ایک شخص کسی حاجت کے لئے حضرت عثمان بن عفان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس آیا کرتا تھا مگر وہ اس کی طرف متوجہ نہ ہوتے اور اس کی حاجت پر غور نہ فرماتے۔ وہ ایک روز حضرت عثمان بن حُنَیف سے ملا اور ان سے شکایت کی۔ حضرت ابن حُنَیف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس سے کہا کہ وضو کر کے مسجد میں جا اور دو رکعت پڑھ کر یوں دعا کر: اَللّٰھُمَّ اِنِّی

---

1 ......فتوح الشام،جبلة بن الایھم،ج۱،ص۱۶۸ ملخصا۔علمیه

2 ......کتاب الاذکار، کتاب الاذکار المتفرقة،باب ما یقوله اذاخدرت رجله،الحدیث:۸۶۳۔۸۶۴،ص۲۴۳ والادب المفرد، باب مایقول الرجل اذا خدرت رجله، ص ۲۶۲۔علمیه

اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَامُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّکَ اَنْ تُقْضِیَ حَاجَتِی (یہاں اپنی حاجت کا نام لینا) اس نے ایسا ہی کیا۔ پھر وہ حضرت عثمان بن عفان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کے دروازے پر حاضر ہوا۔ دربان آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اندر لے گیا۔ حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے اسے اپنے برابر فرش پر بٹھایا اور دریافت حال کر کے اس کی حاجت پوری کر دی۔ پھر ارشاد فرمایا کہ اتنے دنوں میں اس وقت تم نے اپنا مطلب بیان کیا۔ آیندہ جو حاجت تمہیں پیش آیا کرے ہمارے پاس آ کر بتا دیا کرو۔ وہ وہاں سے رخصت ہو کر ابن حُنَیف سے ملا اور ان کا شکریہ ادا کیا کہ آپ نے ایسی اچھی دعا بتائی۔ ابن حُنَیف نے کہا کہ میں نے اپنی طرف سے نہیں بتائی۔ ایک روز میں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک نابینا نے اپنی بینائی کے جاتے رہنے کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا: اگر تم چاہو میں دعا کر دیتا ہوں یا صبر کرو۔ اس نے عرض کیا: یارسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مجھے بہت دشواری ہے کوئی میرا عصا پکڑنے والا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ دوگانہ ادا کر کے یہ دعا پڑھنا: اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ وَ اَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ ...... الخ ابن حُنَیف کا بیان ہے کہ ہم ابھی بیٹھے ہوئے تھے کہ وہ شخص آیا گویا اس کو کوئی تکلیف ہی نہ ہوئی تھی۔ [1]

اس قصے میں خود حضور رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نابینا کو طریقِ تَوَسُّل تعلیم فرمایا ہے یہی طریق ایک صحابی سکھا رہے ہیں اور یہی عمل آج تک امت میں جاری ہے۔ اس روایت کو طبرانی نے معجم کبیر میں نقل کیا ہے اور امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔

﴿10﴾ ہیثم بن عَدِی نے ذکر کیا ہے کہ بنو عامر (قبیلہ نابِغہ جَعْدِی) بصرہ میں کھیتوں میں مواشی [2] چرایا کرتے تھے۔ حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے حضرت ابو موسیٰ اَشْعَری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کو ان کے طلب کرنے کے لئے بھیجا۔ انہوں نے ابو موسیٰ کو دیکھتے ہی یوں آواز دی: یا آل عامر! یہ سن کر نابِغہ جَعْدِی بھی اپنی قوم کے ساتھ نکلا۔ ابو موسیٰ نے اس سے پوچھا کہ تم کس واسطے نکلے ہو؟ نابِغہ نے جواب دیا کہ میں نے اپنی قوم کی دعوت قبول کی ہے۔ اس پر ابو موسیٰ نے نابِغہ کو

---

1 ...... وفاء الوفاء، جزء ثانی، ص ۴۲۰۔ ...... وفاء الوفاء، الباب الثامن ... الخ، الفصل الثالث فی توسل الزائر ... الخ، ج ۲، الجزء ٤، ص ١٣٧٣۔ علمیہ

2 ...... چوپائے۔ گائے، بکری، اونٹ وغیرہ۔

تازیانے لگائے۔ نابغہ نے اس بارے میں یہ اشعار کہے ہیں:

فان تك لابن عفان امينا　　　فلم يبعث بك البر الامينا

و يا قبر النبى و صاحبيه　　　الا يا غوثنا لو تسمعونا

(استیعاب لابن عبدالبر)[1]

﴿1﴾......اگر تو ابن عفّان کا امین ہے تو اس نے تجھے مہربان امین نہیں بھیجا۔

﴿2﴾......اے قبر نبی کی اور آپ کے دو صاحب کی دیکھنا اے ہمارے فریادرس! کاش آپ سنیں۔

حضرت نابِغہ جَعْدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ صحابی ہیں۔ آپ نے حضرت ابوموسیٰ اَشْعَری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے تشدد کا استِغاثہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُما سے کیا ہے اور ''یاغَوْثَنَا'' کہہ کر پکارا ہے۔

﴿11﴾ معجم کبیر و اوسط میں بروایت اَنَس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ منقول ہے کہ جب حضرت علی مرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کی والدہ فاطمہ بنت اسد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کا انتقال ہوگیا تو رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کے سرہانے آبیٹھے اور فرمایا: اے میری ماں کے بعد میری ماں! اللّٰہ تجھ پر رحم کرے اور اس کی تعریف کی اور اسے اپنی چادر میں کفنایا۔ پھر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرات اُسامہ بن زید، ابوایوب انصاری، عمر بن خطّاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم اور ایک سیاہ فام غلام کو بلایا۔ انہوں نے قبر کھودی۔ جب لحد تک پہنچے تو خود حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے لحد[2] اپنے دست مبارک سے کھودی اور آپ اس میں لیٹ گئے۔ پھر یوں دعا کی: " اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمِّیْ فَاطِمَۃَ بِنْتِ اَسَدٍ وَ وَسِّعْ عَلَیْھَا مُدْخَلَھَا بِحَقِّ نَبِیِّکَ وَ الْاَنْبِیَاءِ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِیْ فَاِنَّکَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ." یااللّٰہ! میری ماں فاطمہ

---

1 ......الاستيعاب فى معرفة الاصحاب لابن عبد البر،حرف النون،ترجمة النابغه جعدى٢٦٧٧، ج٤،ص ٨٠۔علميه

2 ......عمر بن شیبہ نے عبدالعزیز بن عمران سے نقل کیا ہے کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سوائے پانچ اشخاص کی قبروں کے اور کسی کی قبر میں نہیں اترے۔ ان پانچ میں تین عورتیں اور دو مرد ہیں بدیں تفصیل: حضرت خدیجۃ الکبریٰ، عائشہ صدیقہ کی والدہ ام رومان، حضرت علی کی والدہ فاطمہ بنت اسد، ابن خدیجہ اور عبداللّٰہ بن نہم مزنی ملقب بہ ذوالبجادین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم اَجْمَعِیْن۔ وفاء الوفاء، جزء ثانی، ص ۸۷۔ ۱۲ منہ

بنت اسد کو بخش دے اور اس پر اس کی قبر کو کشادہ کردے۔ بوسیلہ اپنے نبی کے اور ان نبیوں کے جو مجھ سے پہلے ہوئے ہیں کیونکہ تو ارحم الراحمین ہے۔(وفاء الوفاء، جزء ثانی، ص٨٩)[1]

جب آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بچپن میں ابوطالب کی کفالت میں تھے تو ابوطالب کی زوجہ فاطمہ بنت اسد نے کھلانے پلانے میں آپ کا خاص خیال رکھا تھا۔ یہ اسی احسان کا بدلہ تھا کہ آپ نے فاطمہ کو اپنی چادر میں کفنایا تاکہ آتش دوزخ سے محفوظ رہے اور آپ اس کی لحد میں لیٹ گئے تاکہ اسے راحت و آرام ملے۔ یہ روایت نظر بر "بحق نبيك" حیات شریف میں تُوَسُّل کی دلیل ہے اور نظر بر "الانبياء الذين من قبلي" بعد وفات تُوَسُّل کی دلیل ہے۔

صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْھُم کے بعد آج تک یہ تُوَسُّل واِسْتِغَاثہ جاری ہے اور تا قیامت جاری رہے گا۔ حضرت امام الائمہ سیدنا ابوحَنِیفہ نعمان بن ثابِت تابِعی کُوفی رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہُ اپنا حال یوں عرض کر رہے ہیں: ؎

يا سيد السادات جئتك قاصدا ارجوا رضاك واحتمي بحماك

انت الذي لولاك ما خلق امرء كلا و لا خلق الورىٰ لو لاك

انا طامع بالجود منك ولم يكن لابي حنيفة في الانام سواك

﴿1﴾......اے سید سادات! میں قصد کرکے آپ کے پاس آیا ہوں، میں آپ کی خوشنودی کا امیدوار اور آپ کے سبزہ زار میں پناہ گزیں ہوں۔

﴿2﴾......آپ کی وہ مقدس ذات ہے کہ اگر آپ نہ ہوتے تو کبھی کوئی آدمی پیدا نہ ہوتا اور نہ کوئی مخلوق پیدا ہوتی۔

﴿3﴾......میں آپ کے جود و کرم کا امیدوار ہوں۔ آپ کے سوا خلقت میں ابوحنیفہ کا کوئی سہارا نہیں۔(انتہی)[2]

حضرت ایوب سختیانی تابعی رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہُ کے تُوَسُّل کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ امام مالک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ نے خلیفہ منصور عباسی کو جو طریق دعا بتایا اس میں بھی تُوَسُّل بِالنَّبی صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ اعرابی کا قصہ (جس کو ائمہ نے عُتْبِی سے نقل کیا ہے) چاروں مذہب کے علماء نے مناسک میں ذکر کیا ہے اور اسے

---

1 ......وفاء الوفاء ، الباب الخامس في مصلى النبي في الاعياد...الخ،الفصل السادس في تعيين قبور...الخ،قبر فاطمة بنت اسد، ج٢، الجزء٣،ص٨٩٨-٨٩٩ملخصاً۔علمیه

2 ......قصیده نعمانيه للامام الاعظم ابي حنيفة نعمان بن ثابت رضي الله تعالى عنه......والمستطرف،الباب الثاني والاربعون في المدح الخ ج١،ص٣٩١۔٣٩٣۔علمیه

آداب زیارت میں شمار کیا ہے۔ ''ابن عساکر'' نے اسے اپنی تاریخ میں اور ابن جوزی نے ''مثیر الغرام الساکن الی اشرف الاماکن'' میں بروایت محمد بن حرب ہلالی اس طرح لکھا ہے کہ عُتبی (1) نے کہا کہ میں مدینہ میں داخل ہوا اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قبر شریف کی زیارت کر کے حضور کے سامنے بیٹھ گیا۔ ایک اعرابی نے آکر زیارت کی اور یوں عرض کیا: یاخَیْرَ الرُّسُل! اللہ نے آپ پر ایک سچی کتاب نازل کی جس میں یوں ارشاد فرمایا:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا (۶۴) (نساء، ع۹)

اور اگر یہ لوگ جس وقت کہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں آپ کے پاس آتے اور خدا سے بخشش مانگتے اور پیغمبر انکے لئے بخشش مانگتا تو اللہ کو معاف کرنے والا مہربان پاتے۔ (2)

میں آپ کی خدمت میں آپ کے پروردگار سے گناہوں کی مغفرت کا طالب اور آپ کی شفاعت کا امیدوار بن کر حاضر ہوا ہوں۔ پھر اس نے رو کر یہ اشعار پڑھے:

یا خیر من دفنت بالقاع اعظمہٗ	فطاب من طیبھن القاع والاکم
نفسی الفداء لقبر انت ساکنہٗ	فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم

﴿1﴾......اے سب سے بہتر جس کی ہڈیاں میدان میں مدفون ہیں پس ان کی خوشبو سے پست اور اونچی زمینیں مہک گئیں،

﴿2﴾......میری جان اس قبر پر فدا جس میں آپ ساکن ہیں۔ اس میں پاکیزگی ہے اور اس میں جود و کرم ہے۔

بعد ازاں اس اعرابی نے توبہ کی اور چلا گیا۔ میں سو گیا تو میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو خواب میں دیکھا کہ فرما رہے ہیں: ''تم اس شخص سے ملو اور اسے بشارت دو کہ اللہ نے میری شفاعت سے اس کے گناہ معاف کر دیئے۔'' میری آنکھ کھلی تو میں اس کی تلاش میں نکلا مگر وہ نہ ملا۔ (3)

---

❶ ......محمد بن عبید اللہ بن عمرو بن معاویہ بن عمرو بن عتبہ بن ابی سفیان صخر بن حرب (متوفی ۲۲۸ھ) ۱۲ منہ

❷ ......ترجمۂ کنز الایمان: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (پ ۵، النساء: ٦٤)۔ علمیہ

❸ ......وفاء الوفاء، جزء ثانی، ص ۴۱۱۔......(وفاء الوفاء، الباب الثامن ... الخ، الفصل الثانی فی بقیة ادلة الزیارة...الخ، ج ٢، الجزء ٤، ص ١٣٦٠-١٣٦١۔ علمیہ)

قصہ اعرابی میں جو آیت قرآن مذکور ہے وہ باتفاق مفسرین مُثبِتِ تَوَسُّل ہے۔اسی طرح قرآن کریم کی آیت ذیل سے بھی تَوَسُّل ثابت ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَ جَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (مائدہ، ع ٦)

اے ایمان والو! خدا سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔ (1)

اس آیت میں خدا کی طرف وسیلہ ڈھونڈنے کا حکم ہے۔وسیلہ سے مراد خواہ خاص شخص ہو یا عمل صالح بہر صورت تَوَسُّل بہ سید الرسل ثابت ہے کیونکہ اشخاص کی طرح اَعمال صالحہ بھی مخلوق الٰہی ہیں۔جیسا کہ آیہ:

وَ اللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَ مَا تَعْمَلُوْنَ ۝

اللہ نے پیدا کیا تم کو اور تمہارے عمل کو (2)

سے ظاہر ہے۔رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اَشرف الخَلق و اَکرم الخَلق و افضل الخَلق ہونے میں کلام نہیں۔پس آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اشرف الوسائل واقرب الوسائل الی اللہ ہیں لہٰذا آپ سے توسل بطریق اَولیٰ جائز و مستحسن ہے۔

مختصر یہ کہ انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور اولیائے عظام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام سے تَوَسُّل واِسْتِغاثہ مستحسن ہے اور یہی مذہب اہل سنت و جماعت ہے۔ہم یہاں صرف علامہ ابن حَاجّ مالکی (متوفی ۷۳۷ھ) کا قول نقل کرتے ہیں جو مُتَشَدِّدِ دِین میں شمار ہوتے ہیں۔وہ اپنی کتاب مدخل میں زیارتِ قبور کے بارے میں یوں تحریر فرماتے ہیں:

ثم یتوسّل باھل تلك المقابر اعنی بالصالحین منھم فی قضاء حوائجه و مغفرة ذنوبه ثم یدعوا لنفسه و لوالدیه و لمشایخه و لا قاربه و لاھل تلك المقابر و لاموات المسلمین و لاحیائھم و ذریتھم الی یوم الدین و لمن غاب عنه من اخوانه و یجار الی اللّٰه تعالٰی بالدعاء عندھم و یکثر التوسل بھم الی اللّٰه تعالٰی لانه سبحانه و تعالٰی اجتباھم و شرفھم و کرمھم فکما نفع بھم فی الدنیا ففی الاخرة اکثر فمن اراد حاجة فلیذھب الیھم و یتوسّل بھم فانھم الواسطة بین اللّٰه تعالٰی و خلقه و قد تقرر فی الشرع و علم ما

1 ......ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔ (پ ٦، المائدۃ: ٣٥)۔علمیہ

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو۔(پ ٢٣، الصّٰفّٰت: ٩٦)۔علمیہ

للّٰہ تعالٰی بھم من الاعتناء و ذلك كثیر مشھور و ما زال الناس من العلماء و الاكابر كابرا عن كابر مشرقا و مغربا یتبركون بزیارۃ قبورھم و یجدون بركۃ ذلك حسا و معنی و قد ذكر الشیخ الامام ابو عبد اللّٰہ بن النعمان رحمہ اللّٰہ فی كتابہ المسمی بسفینۃ النجاء لاھل الالتجاء فی كرامات الشیخ ابی النجاء فی اثناء كلامہ علی ذلك ما ھذا لفظہ تحقق لذوی البصائر و الاعتبار ان زیارۃ قبور الصالحین محبوبۃ لاجل التبرك مع الاعتبار فان بركۃ الصالحین جاریۃ بعد مماتھم كما كانت فی حیاتھم و الدعاء عند قبور الصالحین و التشفع بھم معمول بہ عند علمائنا المحققین من ائمۃ الدین انتھٰی [1]

پھر زائر اپنی قضائے حاجات اور اپنے گناہوں کی بخشش کے لئے ان قبر والوں یعنی ان میں سے صالحین سے تَوَسُّل کرے پھر اپنی ذات کے لئے اور اپنے والدین ومشائخ واقارب واہل مقابر کے لئے اور مسلمان مُردوں اور زندوں کے لئے اور قیامت تک ان کی اولاد کے لئے اور اپنے غائب بھائیوں کے لئے دعا کرے اور ان اہل قبور کے پاس اللہ تعالیٰ سے عاجزی وزاری سے دعا کرے اور بار بار ان کو اللہ تعالیٰ کے تَقَرُّب کا وسیلہ بنائے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کو برگزیدہ بنایا اور بزرگ بنایا اور گرامی بنایا۔ پس جس طرح اس نے دنیا میں ان کے ذریعہ سے فائدہ پہنچایا آخرت میں اس سے زیادہ نفع پہنچائے گا۔ جو شخص کوئی حاجت چاہے اسے چاہیے کہ ان کے پاس جائے اور ان سے توسل کرے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ ہیں اور شرع میں ثابت ومعلوم ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی کتنی توجہ ومہربانی ہے اور وہ کثیر ومشہور ہے اور مشرق ومغرب میں علماء واکابر قدیم سے ان کی قبروں کی زیارت کو مبارک سمجھتے رہے ہیں اور ظاہر وباطن میں اس کی برکت محسوس کرتے رہے ہیں۔ امام ابوعبداللہ بن نعمان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنی کتاب ''سفینۃ النجاء'' میں یوں لکھتے ہیں۔ ''اصحاب بصائر واعتبار کے نزدیک یہ امر ثابت ہے کہ صالحین کی قبروں کی زیارت بغرض تبرک وحصول عبرت پسندیدہ ہے۔ کیونکہ صالحین کی برکت ان کی موت کے بعد اسی طرح جاری ہے جیسا کہ ان کی زندگی میں تھی اور ائمہ دین میں سے ہمارے علمائے محققین کے نزدیک صالحین کی قبروں پر دعا کرنا اور ان سے طلب شفاعت کرنا معمول بہ ہے۔''

---

[1] ......المدخل لابن الحاج، فصل فی زیارۃ القبور، ج١، الجزء١، ص١٨٤۔ علمیہ

و اما عظیم جناب الانبیاء و الرسل صلوات اللّٰه وسلامه علیهم اجمعین فیأتی الیهم الزائر و یتعین علیه قصدهم من الاماکن البعیدة فاذا جاء الیهم فلیتصف بالذل و الانکسار و المسکنة و الفقر و الفاقة و الحاجة و الاضطرار و الخضوع و یحضر قلبه و خاطره الیهم و الی مشاهدتهم بعین قلبه لا بعین بصره لانهم لا یبلون ولا یتغیرون ثم یثنی علی اللّٰه تعالٰی بما هو اهله ثم یصلی علیهم ویترضی عن اصحابهم ثم یترحم علی التابعین لهم باحسان الی یوم الدین ثم یتوسل الی اللّٰه تعالٰی بهم فی قضاء مآربه و مغفرة ذنوبه و یستغیث بهم و یطلب حوائجه منهم و یجزم بالاجابة ببرکتهم و یقوی حسن ظنه فی ذٰلك فانهم باب اللّٰه المفتوح و جرت سنته سبحٰنه و تعالٰی فی قضاء الحوائج علی ایدیهم و بسببهم و من عجز عن الوصول الیهم فلیرسل بالسلام علیهم و یذکر ما یحتاج الیه من حوائجه و مغفرة ذنوبه و ستر عیوبه الی غیر ذلك فانهم السادة الکرام والکرام لایردون من سألهم ولا من توسّل بهم ولا من قصدهم ولا من لجأ الیهم هذا الکلام فی زیارة الانبیاء و المرسلین علیهم الصلوٰة و السلام عموماً .[1]

رہا انبیاء ومرسلین صَلَوَاتُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن کی بارگاہ عالی، سو زائر ان کے پاس جائے اور اسے چاہیے کہ دور دراز مقامات سے ان کا قصد کرے۔ جب ان کے پاس پہنچے تو ذُل[2] وانکسار ومسکنت وفقر وفاقہ وحاجت واِضطرار وخشوع ظاہر کرے اور اپنے دل کو ان کی طرف متوجہ کرے اور چشم دل سے (نہ کہ چشم بصر سے) ان کے مُشاہدے میں مشغول ہو جائے کیونکہ وہ بوسیدہ ومُتغیّر نہیں ہوتے پھر اللّٰہ تعالیٰ کی مناسب ثناء کے بعد ان پر درود بھیجے اور ان کے اصحاب کے لئے رضائے خدا طلب کرے اور ان کے تابعین تا قیامت کے لئے رحمت طلب کرے۔ پھر قضائے حاجات اور اپنے گناہوں کی بخشش کے لئے ان کو بارگاہِ الٰہی میں وسیلہ بنائے اور ان سے استغاثہ کرے اور اپنی حاجتیں ان سے مانگے اور ان کی برکت سے اجابت کا یقین کرے اور اس بارے میں اپنے حسن ظن کو قوی کرے کیونکہ وہ خدا کا کھلا دروازہ ہیں اور خدا کی یہ سنت جاریہ ہے کہ وہ ان کے ہاتھوں پر اور ان کے سبب سے قضائے حاجات فرماتا ہے جو شخص ان کی خدمت میں پہنچنے سے عاجز ہو اُسے چاہیے کہ کسی دوسرے کے ہاتھ اپنا سلام پہنچائے اور اپنی حوائج ومغفرتِ ذُنوب وسترِ عیوب

1 ......المدخل لابن الحاج، فصل فی زیارة القبور، ج۱، الجزء۱، ص۱۸۶۔علمیه

2 ......کمزوری۔

وغیرہ کا ذکر کرے کیونکہ وہ ساداتِ کرام ہیں اور کرام رَدنہیں کرتے اس کو جواُن سے سوال کرے اور نہ اس کو جواُن سے توَسُّل کرے اور نہ اس کو جواُن کا قَصد کرے اور نہ اس کو جواُن کی پناہ لے۔ یہ کلام عام انبیاء ومرسلین عَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی زیارت کے بارے میں ہے۔

و اما فی زیارۃ سید الاوّلین و الأخرین صلوات اللّٰہ علیہ و سلامہ فکل ما ذکر یزید علیہ اضعافہ اعنی فی الانکسار و الذل و المسکنۃ لانہ شافع المشفّع الذی لا ترد شفاعتہ و لا یخیب من قصدہ و لا من نزل بساحتہ و لا من استعان او استغاث بہ اذ انہ علیہ الصلوۃ و السلام قطب دائرۃ الکمال و عروس المملکۃ۔[1]

رہا زیارت سید الاوّلین والآخرین صَلَوَاتُ اللہِ عَلَیْہِ وَسَلَامُہٗ سو انکسار وذُل ومسکنت جن کا ذکر اوپر ہوا ان کا اِظہار اس بارگاہ عالی میں کئی گُنا زیادہ کرے کیونکہ حضور شافع مُشَفَّع ہیں کہ جن کی شفاعت رَدنہیں ہوتی اور وہ محروم نہیں رہتا جو آپ کا قصد کرے یا آپ کے آنگن میں اُترے یا آپ سے مدد مانگے یا آپ سے اِسْتِغاثہ کرے کیونکہ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام قُطبِ دائرہ کمال اور عُروس[2] مملکت ہیں۔

قال اللّٰہ تعالٰی فی کتابہ العزیز: (لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى) قال علماؤنا رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیھم: رأی صورتہ علیہ الصلوۃ و السلام فاذا ھو عروس المملکۃ فمن توسّل بہ او استغاث بہ او طلب حوائجہ منہ فلا یرد و لا یخیب لما شھدت بہ المعاینۃ و الا ثار و یحتاج الی الادب الکلی فی زیارتہ علیہ الصلوۃ و السلام و قد قال علماؤنا رحمۃ اللّٰہ علیھم: ان الزائر یشعر نفسہ بانّہ واقف بین یدیہ علیہ الصلوۃ و السلام کما ھو فی حیا تہ اذ لا فرق بین موتہ و حیا تہ اعنی فی مشاھدتہ لامتہ و معرفتہ باحوالھم و نیّا تھم و عزائمھم و خواطرھم و ذلک عندہ جلی لاخفاء فیہ فان قال القائل ھذہ الصفات مختصۃ بالمولٰی سبحانہ وتعالٰی فالجواب ان کل من انتقل الی الأخرۃ من المؤمنین فھم یعلمون احوال الاحیاء غالبا وقد وقع ذلک فی الکثرۃ بحیث المنتھٰی

---

1 ......المدخل لابن الحاج ، فصل فی زیارۃ القبور، ج ۱ ، الجزء ۱ ، ص ۱۸۶ ۔علمیہ

2 ......عروس کے لئے سب چیزیں آراستہ کی جاتی ہیں۔ سب اس کی خدمت کرتے ہیں اور اس کا حکم مانتے ہیں اور اس کو خوش کرنے کے اسباب مہیا کیے جاتے ہیں۔ اسی طرح آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ملک وملکوت میں اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مطلق ہیں۔ بسائط ومرکبات میں آپ کا تصرف ہے اور یہ عالم آپ ہی کے لئے بنا ہے۔ پس آپ عروس مملکت ہیں۔ کذا فی مطالع المسرات۔ ۱۲ منہ

من حکایات وقعت منهم و یحتمل ان یکون علمهم بذلك حین عرض اعمال الاحیاء علیهم و یحتمل غیر ذلك و هذه اشیاء مغیبة عنا وقد اخبر الصادق علیه الصلوٰة و السلام بعرض الاعمال علیهم فلابد من وقوع ذلك و الکیفیة فیه غیر معلومة و اللّٰه اعلم بها و کفی فی هذا بیاناً قوله علیه الصلوٰة و السلام (المؤمن ینظر بنور اللّٰه) انتهٰی . و نور اللّٰه لا یحجبه شیء هذا فی حق الاحیاء من المؤمنین فکیف من کان منهم فی الدار الاخرة و قد قال الامام ابو عبد اللّٰه القرطبی فی تذکرته ما هذا لفظه قال ابن المبارك اخبرنا رجل من الانصار عن المنهال بن عمرو و حدثنا انه سمع سعید بن المسیب یقول لیس من یوم الا و تعرض علی النبی صلی اللّٰه تعالٰی علیه وآله وسلم اعمال امته غدوة و عشیة فیعرفهم بسیماهم و اعمالهم فلذلك یشهد علیهم. قال اللّٰه تعالٰی (فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِيْدًا) قال و قد تقدم ان الاعمال تعرض علی اللّٰه تبارك و تعالٰی یوم الخمیس و یوم الاثنین و علی الانبیاء و الاٰباء و الامهات یوم الجمعة ولا تعارض فانه یحتمل ان یختص نبینا علیه الصلوٰة و السلام بالعرض کلّ یوم و یوم الجمعة مع الانبیآء. (انتهٰی)[1]

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ﴿۱۸﴾ البتہ تحقیق دیکھا حضرت نے اپنے رب کی نشانیوں سے بڑی کو[2]

ہمارے علماء رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی نے اس کی تاویل میں کہا کہ حضور عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلام نے شب معراج میں اپنی ذات شریف کی صورت کو ملکوت میں دیکھا تو ناگاہ آپ عروسِ مملکت تھے پس جس نے حضور سے تَوَسُّل یا اِسْتِغاثہ کیا یا حضور سے اپنی حاجتیں مانگیں اس کی دعا رد نہیں ہوتی اور وہ محروم نہیں رہتا۔ جیسا کہ معائنہ وآثار اس پر شاہد ہیں۔ حضور عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی زیارت میں پورے اَدَب کی ضرورت ہے۔ ہمارے علماء رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی نے فرمایا ہے کہ زائر سمجھے کہ میں حضور عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے سامنے ایسا کھڑا ہوں جیسا کہ حضور کی حیات شریف میں، کیونکہ اپنی امت کے مشاہدے اوران کے اَحوال ونیّات وعَزائم وخَواطر کی معرفت میں حضور کی موت وحیات یکساں ہے اور یہ آپ کے نزدیک ظاہر ہے اس میں کوئی پوشیدگی نہیں۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ صفات تو اللہ تعالیٰ سے مختص ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ مومنوں

---

1 ......المدخل لابن الحاج، فصل فی زیارة القبور، ج ۱، الجزء۱، ص ۱۸۷۔علمیه

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: بیشک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔(پ ۲۷،النجم:۱۸)۔علمیه

میں سے جو عالم برزخ میں چلے جاتے ہیں وہ زندوں کے حالات اکثر جانتے ہیں۔ چنانچہ حکایتوں میں نہایت کثرت سے ایسے واقعات مذکور ہیں اور احتمال ہے کہ مردوں کو زندوں کے حالات کا علم اس وقت ہو جاتا ہو جبکہ ان پر زندوں کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں اس کے سوا اور بھی احتمال ہے۔ یہ چیزیں ہم سے پوشیدہ ہیں حالانکہ خود حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے خبر دی ہے کہ زندوں کے اَعمال مردوں پر پیش ہوتے ہیں۔ پس اس کے وقوع میں شک نہیں مگر ہمیں اس کی کیفیت معلوم نہیں خدا کو خوب معلوم ہے اس کے بیان میں حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کا یہ قول کافی ہے: ''مومن خدا کے نور سے دیکھتا ہے۔'' اور خدا کے نور کیلئے کوئی چیز حاجِب نہیں [1] یہ تو زندہ مومنوں کے حق میں ہے، ان میں سے جو دارِ آخرت میں چلا جاتا ہے اس کا کیا حال ہوگا۔ امام ابو عبداللہ قرطبی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنی کتاب ''تذکرہ'' میں یوں فرمایا ہے:

عبداللہ بن مبارک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ راوی ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص نے ہمیں خبر دی کہ مِنْہال بن عَمْرو نے سعید بن مُسَیَّب کو سنا کہ فرماتے تھے کہ کوئی دن ایسا نہیں کہ امت کے اعمال صبح وشام نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر پیش نہ کیے جاتے ہوں۔ پس حضور ان کو ان کے چہروں سے اور ان کے اعمال سے پہچانتے ہیں اسی واسطے آپ اپنی امت پر شہادت دیں گے۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِيْدًا ﴿۴۱﴾

پس کیونکر ہوگا جس وقت ہم لائیں گے ہر امت سے گواہی دینے والا اور لائیں گے ہم تجھ کو ان پر گواہ۔ [2]

اور پہلے آچکا ہے کہ اَعمال اللہ تعالیٰ پر پنجشنبہ [3] اور دوشنبہ [4] کو اور پیغمبروں اور باپوں اور ماؤں پر جمعہ کے دن پیش ہوتے ہیں۔ اس میں کوئی تعارُض نہیں کیونکہ احتمال ہے کہ اَعمال کا ہر روز پیش ہونا ہمارے نبی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلام سے مختص ہو اور جمعہ کے دن پیش ہونا حضور سے اور دوسرے پیغمبروں عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلام سے مخصوص ہو۔

فالتوسّل به علیه الصلوٰۃ و السلام هو محل حط احمال الاوزار و اثقال الذنوب و الخطایا لان برکة

---

1 ......یعنی خدا کے نور سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔

2 ......ترجمۂ کنز الایمان: تو کیسی ہوگی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں۔ (پ ۵، النساء: ۴۱)۔علمیه

3 ......جمعرات۔ 4 ......پیر۔

شفاعته علیه الصلوٰة و السلام و عظمها عند ربه لا یتعاظمها ذنب اذ انها اعظم من الجمیع فلیستبشر من زاره ویلجأ الی اللہ تعالٰی بشفاعة نبیه علیه الصلوٰة و السلام من لم یزره اللهم لا تحرمنا من شفاعته بحرمته عندك أمين يارب العٰلمين ومن اعتقد خلاف هذا فهو المحروم .[1]

پس حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام سے توسل کرنا گناہوں اور خطاؤں کے بوجھوں کے ساقط ہونے کا محل ہے کیونکہ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی شفاعت کی برکت اور اللہ کے نزدیک آپ کی عظمت کے سامنے کوئی گناہ بڑا نہیں اس لئے کہ آپ کی شفاعت سب سے بڑھ کر ہے۔ پس چاہیے کہ خوش ہووے وہ شخص جس نے حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی زیارت کی جو شخص زیارت کے لئے حاضر نہ ہوسکا وہ حضور کو شفیع بنا کر خدا کی پناہ لے۔ اللهم لا تحرمنا من شفاعته بحرمته عندك أمين يارب العلمين . جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے وہ محروم ہے۔

امام محمد بن موسیٰ بن نعمان مَرَاکُشی فاسی مالکی (متوفی ٦٨٣ھ) نے ٦٣٩ھ میں حج سے واپس آکر اپنی کتاب "مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام فی الیقظة والمنام" تصنیف کی۔ علامہ سَمْہُودی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس میں سے چند مثالیں ایسے اشخاص کی نقل کی ہیں کہ جنہوں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اِسْتِغاثہ کیا یا حضور کی قبر شریف کے پاس آپ سے کچھ مانگا اور ان کو ان کا مطلوب حاصل ہوگیا۔ ہم ذیل میں ''وفاء الوفاء'' کے علاوہ دیگر کتب سے بھی تَوَسُّل واِسْتِغاثہ کے چند واقعات نقل کرتے ہیں۔

﴿1﴾ حافظ محمد بن مُنْکَدِر (متوفی ٢٠٥ھ) کا بیان ہے کہ ایک شخص نے میرے والد کے پاس اَسّی 80 دِینار بطورِ امانت رکھے اور وہ یہ کہہ کر جہاد پر چلا گیا کہ میری واپسی تک اگر تمہیں ضرورت پیش آئے تو خرچ کر لینا۔ والد نے قحط سالی کے سبب سے وہ دینار خرچ کر لئے اس شخص نے واپس آکر اپنی امانت طلب کی۔ والد نے جواب دیا: کل میرے پاس آنا اور رات مسجد نبوی میں گزاری کبھی قبر شریف سے لپٹتے اور کبھی منبرِ مُنِیف[2] سے یہاں تک کہ قبر شریف سے استغاثہ کرتے کرتے صبح ہونے کو آئی۔ ناگاہ تاریکی میں ایک شخص نمودار ہوا، وہ کہہ رہا تھا: ''اے ابو محمد! یہ لو'' والد نے ہاتھ بڑھایا تو کیا دیکھتے

1 ......المدخل لابن الحاج، فصل فی تحت فصل فی زیارۃ القبور، ج ١، الجزء ١، ص ١٨٧ ۔علمیه

2 ......سب سے بلند رتبہ منبر۔

ہیں کہ وہ ایک تھیلی ہے جس میں اَسّی 80 دِینار ہیں۔ صبح کو والد نے وہی دینار اس شخص کو دے دیئے۔ (1)

﴿2﴾ امام ابوبکر مُقری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا قول ہے کہ میں، طَبَرانی اور ابوالشیخ حرم نبوی میں فاقہ سے تھے جب عشاء کا وقت آیا تو میں نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قبر شریف پر حاضر ہو کر عرض کیا: ''یارسول اللّٰہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہم بھوکے ہیں۔'' یہ عرض کر کے میں لوٹا۔ ابوالقاسم (طبرانی) نے مجھ سے کہا کہ بیٹھو رزق آئے گا یا موت۔ ابوبکر کا بیان ہے کہ میں اور ابوالشیخ سو گئے اور طَبَرانی بیٹھے ہوئے کچھ دیکھ رہے تھے۔ ایک علوی نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا۔ ہم نے کھولا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے ساتھ دو غلام ہیں جن میں سے ہر ایک کے پاس کھانے سے بھری ہوئی ایک زَنبیل ہے۔ ہم نے بیٹھ کے کھایا اور خیال کیا کہ بقیہ کو غلام لے لے گا مگر وہ باقی کو ہمارے پاس چھوڑ گئے۔ جب ہم کھانے سے فارغ ہوئے تو عَلَوی نے ہم سے کہا: کیا تم نے نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے فریاد کی تھی کیونکہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے خواب میں مجھے حکم دیا کہ میں تمہارے پاس کچھ لے جاؤں۔ (2)

﴿3﴾ ابن جَلّاد کا بیان ہے کہ میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا اور فاقہ سے تھا۔ میں نے قبر شریف پر حاضر ہو کر عرض کیا: میں آپ کا مہمان ہوں۔ اتنا عرض کر کے میں سو گیا، خواب میں نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے ایک روٹی عنایت فرمائی آدھی میں نے کھالی آنکھ کھلی تو آدھی میرے ہاتھ میں تھی۔ (3)

﴿4﴾ ابوالخیر اَقْطَع ذکر کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا اور فاقہ سے تھا پانچ دن اسی طرح رہا پھر قبر شریف پر حاضر ہوا اور نبی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حضرات شیخین پر سلام عرض کیا اور یوں گویا ہوا: ''یارسول اللّٰہ! میں آپ کا مہمان ہوں۔'' یہ عرض کر کے میں قبر شریف کے پیچھے سو گیا۔ میں نے خواب میں رسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھا۔ حضرت ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ آپ کے دائیں طرف اور حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بائیں طرف اور حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سامنے ہیں۔ مجھے حضرت علی نے ہلایا اور کہا کہ اٹھو! رسول اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف لائے ہیں۔ میں نے اٹھ کر حضور کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ حضور نے مجھے ایک روٹی عنایت فرمائی۔ آدھی میں نے کھالی آنکھ

---

1 ……وفاء الوفاء، الباب الثامن ...الخ،الفصل الثالث فی توسل الزائر...الخ، ج ٢، الجزء٤،ص ١٣٨٠ ـعلمیه

2 ……وفاء الوفاء، الباب الثامن ...الخ،الفصل الثالث فی توسل الزائر...الخ، ج ٢، الجزء٤،ص ١٣٨٠ ـعلمیه

3 ……وفاء الوفاء، الباب الثامن ...الخ،الفصل الثالث فی توسل الزائر...الخ، ج ٢، الجزء٤،ص ١٣٨١ ـعلمیه

کھلی تو آدھی میرے ہاتھ میں تھی۔ [1]

﴿5﴾ ابو عبد اللہ محمد بن زُرْعہ صوفی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه ذکر کرتے ہیں کہ میں اور میرے والد اور ابو عبد اللہ بن خفیف مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ ہم رات کو بھوکے رہے۔ میں ابھی بالغ نہ ہوا تھا اور اپنے والد سے بار بار کہتا تھا کہ میں بھوکا ہوں۔ میرے والد نے قبر شریف پر حاضر ہو کر عرض کیا: ''یارسول اللہ! (صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم) آج رات میں آپ کا مہمان ہوں۔'' یہ عرض کر کے والد مُراقب ہو گئے۔ [2] کچھ دیر کے بعد انہوں نے سر اٹھایا تو کبھی روتے کبھی ہنستے۔ ان سے سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کو دیکھا کہ آپ نے کچھ درہم میرے ہاتھ میں رکھ دیئے۔ ہاتھ جو کھولا تو اس میں وہ درہم موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان درہموں میں اتنی برکت دی کہ ہم شیراز آ گئے اور وہاں بھی ان میں سے خرچ کرتے رہے۔ [3]

﴿6﴾ احمد بن محمد صوفی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه کا بیان ہے کہ میں تین مہینے بیابان میں پھرتا رہا۔ پھر مدینہ منورہ میں داخل ہوا اور روضہ شریف پر حاضر ہو کر حضور عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام پر اور حضرات شیخین پر سلام عرض کیا پھر سو گیا۔ خواب میں مجھے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اے احمد! تم آ گئے ہو؟'' میں نے عرض کیا کہ ہاں! میں بھوکا ہوں اور آپ کا مہمان ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ کھولو! میں نے ہاتھ کھول دیئے۔ حضور نے میرے دونوں ہاتھ درہموں سے بھر دیئے۔ میری آنکھ کھلی تو دونوں ہاتھ درہموں سے بھرے ہوئے تھے۔ میں نے نانِ میدہ اور فالودہ خریدا اور کھایا پھر اسی وقت صحرا کی راہ لی۔ [4]

﴿7﴾ حافظ ابو القاسم بن عَسَاکِر رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه نے اپنی تاریخ میں بالاِسناد نقل کیا ہے کہ ابو القاسم ثابت بن احمد بغدادی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه ذکر کرتے ہیں کہ ایک شخص نے مدینہ منورہ میں رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی قبر شریف کے پاس نماز صبح کے لئے اذان دی اور اس میں الصلوة خير من النوم کہا خدامِ مسجد میں سے ایک نے یہ سن کر اس پر

1 ......وفاء الوفاء، الباب الثامن ...الخ،الفصل الثالث فی توسل الزائر...الخ، ج۲، الجزء٤،ص ١٣٨١ ـ علميه

2 ......یعنی گردن جھکا کر اللہ عزوجل اور رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں متوجہ ہو گئے۔

3 ......وفاء الوفاء،الباب الثامن ...الخ،الفصل الثالث فی توسل الزائر...الخ، ج۲، الجزء٤،ص ١٣٨١ ـ علميه

4 ......وفاء الوفاء، الباب الثامن ...الخ،الفصل الثالث فی توسل الزائر...الخ، ج۲، الجزء٤،ص ١٣٨١ ـ علميه

تھپڑ مارا۔اس شخص نے روکر عرض کیا: ''آپ کے حضور میں میرے ساتھ یہ سلوک کیا جاتا ہے۔'' اسی وقت اس خادم پر فالج گرا اسے وہاں سے اٹھا کر گھر لے گئے اور وہ تین دن کے بعد مر گیا۔(1)

﴿8﴾ منجملہ روایات ابن نعمان یہ ہے کہ میں نے ابو اسحاق ابراہیم بن سعید سے سنا کہ میں مدینہ منورہ میں تھا میرے ساتھ تین فقیر تھے ہم فاقہ میں مبتلا ہوئے۔ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت شریف میں حاضر ہو کر عرض کیا: ''یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے پاس کچھ نہیں ہمیں تین مُد(2) کافی ہیں خواہ کسی چیز کے ہوں۔'' اس کے بعد ایک شخص مجھ سے ملا اس نے مجھے تین مُد عمدہ کھجوریں عطا کیں۔(3)

﴿9﴾ امام ابن نعمان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ہی بروایت ابو العباس بن نفیس مُقری ضریر نقل کرتے ہیں کہ اس نے کہا: میں مدینہ منورہ میں تین دن بھوکا رہا۔ میں نے قبر شریف پر حاضر ہو کر عرض کیا: ''یارسول اللہ! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) میں بھوکا ہوں۔'' یہ عرض کر کے میں سو گیا۔ ایک لڑکی نے پاؤں مار کر مجھے جگا دیا وہ مجھے اپنے گھر لے گئی اور گیہوں کی روٹی اور گھی اور کھجوریں پیش کیں اور کہا: ''ابو العباس! کھاؤ! میرے جد بزرگوار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے یہ کھانا تیار کرنے کا حکم دیا ہے تمہیں جب بھوک لگے ہمارے پاس آجایا کرو۔''(4)

﴿10 تا 13﴾ علامہ سَمْہُودی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے مَسْمُوعات یوں بیان کرتے ہیں: میں نے شریف ابو محمد عبد السلام بن عبد الرحمٰن حسینی فاسی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو یہ فرماتے سنا کہ میں مدینہ منورہ میں تین دن رہا مجھے کھانے کو کچھ نہ ملا میں نے منبر شریف کے پاس دوگانہ ادا کر کے یوں عرض کیا: ''اے میرے جد بزرگوار! میں بھوکا ہوں اور آپ سے ثرید مانگتا ہوں۔'' یہ عرض کر کے میں سو گیا ناگاہ ایک شخص نے مجھے جگا دیا۔ میں نے دیکھا کہ اس کے پاس ایک چوبی پیالہ(5) ہے جس میں ثَرِید، گھی، مصالحہ اور گوشت ہے۔ اس نے مجھ سے کہا کہ کھالو۔ میں نے پوچھا کہ تم یہ کہاں سے لائے ہو۔ اس

1 ...... علامہ سمہودی اس کے بعد لکھتے ہیں کہ ابوبکر مقری کا واقعہ وفاء لابن الجوزی میں ہے۔ باقی واقعات مذکورہ بالا کو ابن جوزی کے علاوہ اوروں نے بھی ذکر کیا ہے۔......(وفاء الوفاء، الباب الثامن ...الخ،الفصل الثالث فی توسل الزائر...الخ، ج۲، الجزء٤،ص۱۳۸۲۔علمیه)

2 ......ایک قدیم پیمانہ۔

3 ......وفاء الوفاء،الباب الثامن ...الخ،الفصل الثالث فی توسل الزائر...الخ، ج۲، الجزء٤،ص ۱۳۸۲ ۔علمیه

4 ......وفاء الوفاء، الباب الثامن ...الخ،الفصل الثالث فی توسل الزائر...الخ، ج۲، الجزء٤، ص۱۳۸۵ ۔علمیه

5 ......لکڑی کا پیالہ۔

نے جواب دیا کہ میرے بچے تین دن سے اسی کھانے کی تمنا کرتے تھے آج اللہ تعالیٰ نے کچھ کشائش کر دی تو میں نے یہ کھانا تیار کیا پھر میں سو گیا۔ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو خواب میں دیکھا کہ فرمار ہے ہیں کہ تمہارا ایک بھائی مجھ سے اسی کھانے کی آرزو کرتا ہے تم اس میں سے اس کو بھی کھلاؤ۔ (1)

میں نے شیخ ابو عبد اللہ محمد بن ابی الامان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو یہ کہتے سنا کہ میں مدینہ منورہ میں محراب فاطمہ کے عقب میں تھا۔ شریف مُکْثِر قاسمی محراب مذکور کے پیچھے سوئے ہوئے تھے۔ وہ اٹھ کر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت شریف میں حاضر ہوئے اور ہمارے پاس مسکراتے ہوئے آئے۔ شمس الدین صواب خادم روضہ شریف نے ان سے مسکرانے کا سبب دریافت کیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں فاقہ سے تھا اپنے گھر سے نکل کر بیت فاطمہ میں آیا اور نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اِسْتِغاثہ کیا کہ میں بھوکا ہوں۔ خواب میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے دودھ کا پیالہ عطا فرمایا۔ میں نے پی لیا اور سیراب ہو گیا۔ دیکھ لو یہ موجود ہے اور اپنے منہ میں سے اپنے ہاتھ پر تھوک کر دکھلا دیا۔ ہم نے مشاہدہ کیا کہ ان کے منہ میں دودھ تھا۔ (2)

میں نے عبد اللہ بن حسن دِمْیاطی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو بیان کرتے سنا کہ مجھ سے عبد القادر تِنِّیسی نے حکایت کی کہ میں فقیروں کی طرح سفر کر رہا تھا۔ میں نے مدینہ منورہ میں حاضر ہو کر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے کچھ عرض کیا اور بھوک کی شکایت کی پھر میں وہیں سو گیا۔ ایک نوجوان نے مجھے جگا دیا اور اپنے ساتھ لے گیا۔ اس نے ثَرِید کا ایک پیالہ اور کئی قسم کی کھجوریں اور بہت سی روٹیاں پیش کیں۔ میں نے کھانا کھایا۔ اس نے گوشت و نان و تَمر (3) سے میرا توشہ دان بھر دیا اور بیان کیا کہ میں نماز چاشت کے بعد سویا ہوا تھا خواب میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں یہ کھانا پہنچا دوں۔ حضور نے مجھے تمہاری جگہ بھی بتا دی اور فرما دیا کہ تم نے حضور سے یہی تمنا کی تھی۔ (4)

---

1 ……وفاء الوفاء، الباب الثامن ...الخ،الفصل الثالث فی توسل الزائر...الخ، ج ۲، الجزء ٤، ص ۱۳۸۲ ـعلمیه

2 ……وفاء الوفاء، الباب الثامن ...الخ،الفصل الثالث فی توسل الزائر...الخ، ج ۲، الجزء ٤، ص ۱۳۸۳ ـعلمیه

3 ……کھجور۔

4 ……وفاء الوفاء، الباب الثامن ...الخ،الفصل الثالث فی توسل الزائر...الخ، ج ۲، الجزء ٤،ص ۱۳۸۳ ـعلمیه

میں نے اپنے دوست علی بن ابراہیم بُوصِیری کو فرماتے سنا کہ عبدالسّلام بن ابی القاسم صَقلّی ذکر کرتے تھے کہ ایک ثقہ شخص نے جس کا نام مجھے یاد نہیں رہا مجھ سے بیان کیا کہ میں مدینہ منورہ میں تھا۔ میرے پاس کچھ نہ تھا۔ میں کمزور ہو رہا تھا ایک روز حجرہ شریف کے پاس آکر میں نے عرض کیا: ''یا سیدَ الاوّلین والآخِرین! میں مصر کا رہنے والا ہوں پانچ ماہ سے آپ کی خدمت میں ہوں، کمزور ہوگیا ہوں۔ یارسول اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خدا سے دعا فرمایئے! میں اللّٰہ سے اور آپ سے سوال کرتا ہوں کہ میرے پاس کوئی بندہ ایسا بھیج دے جو مجھے پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا مجھے اپنے ساتھ لے جائے۔'' میں یہ عرض کر کے منبر شریف کے پاس بیٹھ گیا۔ ناگاہ ایک شخص حجرہ میں داخل ہوا اس نے کچھ کلام کیا اور کہا: اے جدّ بزرگوار! اے جَدّ بُزرگوار! پھر میری طرف آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر باب جبریل سے نکلا اور بقیع میں سے ہوتا ہوا ایک خیمہ میں پہنچا وہاں اس نے غلام و کنیز سے کہا کہ اپنے مہمان کے لئے کھانا تیار کرو۔ چنانچہ غلام لکڑیاں چن لایا اور کنیز نے اناج پیس کر روٹی پکائی روٹی کے ساتھ گھی اور کھجوریں تھیں۔ میں آدھی روٹی سے سیر ہوگیا۔ اس نے باقی آدھی اور دو صاع کھجوریں میرے توشہ دان میں ڈال دیں۔ جب میں فارغ ہوا تو اس نے میرا نام پوچھا۔ میں نے بتلا دیا۔ پھر مجھ سے کہا کہ تجھے خدا کی قسم! میرے جَدّ بُزرگوار کے پاس پھر شکایت نہ کرنا کیونکہ انہیں ناگوار گزرتا ہے۔ آج سے بھوک کے وقت تیرا رزق تیرے پاس آجایا کرے گا یہاں تک کہ سفر کے لئے تجھے کوئی ساتھی مل جائے پھر اس نے اپنے غلام سے کہا کہ ان کو حجرہ شریف میں پہنچادو۔ جب میں غلام کے ساتھ بقیع میں آیا تو میں نے اس سے کہا کہ اب تم لوٹ جاؤ۔ میں پہنچ جاؤں گا۔ اس نے کہا: یاسیدی! میں تو آپ کو حجرہ شریف میں پہنچا کر ہی آؤں گا۔ مبادا[1] رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میرے آقا کو بتادیں۔ غرض مجھے حجرہ شریف میں پہنچا کر چلا گیا۔ میں چار روز توشہ دان میں سے کھاتا رہا۔ پھر مجھے بھوک لگی تو وہی غلام مجھے کھانا دے گیا۔ بعدازاں ایسا ہی ہوتا رہا کہ جب بھی مجھے بھوک لگتی کھانا پہنچ جاتا یہاں تک کہ ایک جماعت کے ساتھ میں یَنْبُع کی طرف نکلا۔[2]

﴿14﴾ علامہ سَمْہُودی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد نبوی میں تھا۔ مصر کے حاجیوں کا قافلہ

---

1 ......کہیں ایسا نہ ہو کہ۔

2 ......وفاء الوفاء، الباب الثامن ...الخ،الفصل الثالث فی توسل الزائر...الخ، ج۲، الجزء٤، ص۱۳۸۳۔۱۳۸٤۔علمیه

تجارت کو آیا۔ میرے ہاتھ میں خلْوَت کی کُنجی [1] تھی جس میں میری کتابیں تھیں۔ ایک مصری عالم نے کہا کہ میرے ساتھ روضہ شریف میں چلو۔ جب میں واپس آیا تو مجھے کُنجی نہ ملی۔ میں نے ہر چند مختلف جگہ تلاش کی مگر نہ ملی۔ یہ مجھ پر بہت ناگوار گزرا کیونکہ اس وقت مجھے کُنجی کی سخت ضرورت تھی۔ میں نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: ''یاسیدی! یارسول اللّٰہ! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) میری خلْوَت کی کُنجی گم ہوگئی ہے مجھے اس کی ضرورت ہے میں آپ کے پاس دروازے سے مانگتا ہوں۔'' یہ عرض کر کے میں واپس آیا تو ایک لڑکے کو جسے میں نہ پہچانتا تھا خلْوَت کے قریب دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں وہ کُنجی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تمہیں یہ کہاں سے ملی؟ اس نے جواب دیا کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مواجہ شریف کے پاس تھی میں نے وہاں سے اٹھالی۔ [2]

﴿15﴾ علامہ قَسْطَلَانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ''مواہب لدنیہ'' میں اپنا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ کئی سال مجھے ایک بیماری لاحق رہی جس کے علاج سے اطبا عاجز آ گئے میں نے ۲۸ جُمادَی الاُوْلٰی ۸۹۳ھ کی رات کو مکہ مشرفہ میں نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اِسْتِغاثہ کیا۔ خواب میں میں نے ایک شخص کو دیکھا جس کے پاس ایک کاغذ ہے۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ اذن شریف نبوی کے بعد حضرت شریفہ سے یہ احمد بن قسطلانی کی دوا ہے۔ جب میری آنکھ کھلی تو واللّٰہ میں نے اس بیماری کا کوئی نشان نہ پایا اور نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی برکت سے شفا حاصل ہوگئی۔ [3]

﴿16﴾ علامہ قَسْطَلَانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنا دوسرا واقعہ یوں ذکر کرتے ہیں کہ ۸۸۵ھ [4] میں زیارت شریف کے بعد میں مصر کو آرہا تھا کہ مکہ کے راستے میں ہماری خادمہ غزال حبشیہ پر کئی روز آسیب کا اثر رہا۔ اس بارے میں میں نے نبی

---

1 ......حجرے یا کمرے کی چابی۔

2 ......وفاء الوفاء، جزء ثانی، ص ۴۲۹۔......(وفاء الوفاء، الباب الثامن...الخ، الفصل الثالث فی توسل الزائر...الخ، ج ٢، الجزء ٤، ص ١٣٨٥۔علمیه)

3 ......المواهب اللدنية مع زرقانی، المقصد العاشر...الخ، الفصل الثانی فی زيارة قبره الشريف...الخ، ج ١٢، ص ٢٢٢۔علميه)

4 ......سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں یہاں ''۵۸۵ھ'' لکھا ہے یقیناً یہ کتابت کی غلطی ہے کیونکہ ''۵۸۵ھ'' میں تو علامہ قَسْطَلَانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی ولادت بھی نہیں ہوئی تھی، آپ کا سن ولادت ''۸۵۱ھ'' ہے، مواہب لدنیہ اور حجۃ اللّٰہ علی العالمین میں لکھا ہے کہ یہ واقعہ ''۸۸۵ھ'' میں پیش آیا لہٰذا ہم نے یہی سن لکھا ہے۔ واللّٰہ تعالی اعلم ۔علمیه

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے استغاثہ کیا۔خواب میں ایک شخص نظر آیا جس کے ساتھ وہ جن تھا۔اس نے کہا:اس جن کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کے پاس بھیجا ہے۔میں نے اس جن کو ملامت کی اور اس سے حلف لیا کہ آیندہ اس خادمہ کے پاس نہ آئے گا۔میری آنکھ کھلی تو خادمہ پر آسیب کا کچھ اثر نہ تھا۔گویا اس کو قید سے رہا کر دیا گیا ہے وہ عافیت میں رہی یہاں تک کہ میں نے ۸۹۴ھ میں اس کو علیحدہ کر دیا۔[1]

﴿17﴾ علامہ یوسف نبہانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نقل فرماتے ہیں کہ کثیر بن محمد بن رفاعہ نے بیان کیا کہ ایک شخص عبدالملک بن سعید بن خیار بن ابجر[2] کے پاس آیا۔اس نے اس شخص کا پیٹ ٹٹولا اور کہا کہ تجھے لاعلاج بیماری ہے۔اس نے پوچھا: کیا بیماری ہے؟ ابن ابجر نے کہا کہ دُبَیْلَہ۔[3] یہ سن کر وہ لوٹ آیا اور اس نے تین بار یوں دعا مانگی:

اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ رَبِّیْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَامُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّكَ وَرَبِّیْ اَنْ یَرْحَمَنِیْ مِمَّا بِیْ رَحْمَةً یُغْنِیْنِیْ بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مِنْ سِوَاهُ.

اللہ، اللہ، اللہ میرا پروردگار ہے میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔یااللہ! میں تیری بارگاہ میں تیرے نبی محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نبی رحمت کے وسیلے سے پیش ہوتا ہوں۔یا محمد! میں آپ کے اور اپنے رب کی بارگاہ میں آپ کے وسیلے سے پیش ہوتا ہوں کہ وہ اس بیماری میں مجھ پر ایسی رحمت کرے کہ جس سے کسی غیر کی رحمت سے مجھے بے نیاز کر دے۔اس دعا کے بعد وہ پھر ابن ابجر کے پاس گیا،اس نے اس کا پیٹ ٹٹولا تو کہا کہ تو تندرست ہو گیا ہے تجھے کوئی بیماری نہیں۔[4]

﴿18﴾ ابو عبداللہ سالم معروف بہ خواجہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں دریائے نیل کے ایک جزیرہ میں ہوں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مگر مچھ مجھ پر حملہ کرنا چاہتا ہے میں اس سے ڈر گیا۔ناگاہ ایک شخص نے جو

---

1 ......المواھب اللدنیة مع زرقانی،المقصد العاشر...الخ،الفصل الثانی فی زیارة قبره...الخ، ج۱۲،ص۲۲۲-۲۲۳۔علمیه

2 ......سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں یہاں "خیار بن جبر" اور آگے دو مقامات پر "ابن جبیر" لکھا ہے لیکن "حجة اللّٰه علی العالمین" میں "خیار بن ابجر" ہے لہٰذا کتابت کی غلطی پر محمول کرتے ہوئے ہم نے تینوں مقامات پر، "جبر" اور "جبیر" کی جگہ "ابجر" لکھا ہے۔علمیه

3 ......پیٹ کی ایک بیماری کا نام ہے۔۱۲منہ

4 ......حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین،ص۷۹۰۔......(حجة اللّٰه علی العلمین ، القسم الرابع...الخ ، الباب الثانی فیما وقع بعد وفاته...الخ، الفصل الثانی فی ذکر من استغاث به صلی اللّٰه علیه وسلم ...الخ،ص۵٦۷-۵٦۸۔علمیه)

میرے ذہن میں آیا کہ وہ نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں مجھ سے فرمایا کہ جب تو کسی سختی میں ہو تو یوں پکارا کر: "اَنَا مُسْتَجِیْرٌ بِكَ یَارَسُوْلَ اللّٰه۔" یارسول اللہ! میں آپ کی پناہ کا طلب گار ہوں۔ اتفاق سے ان ہی ایام میں ایک نابینا نے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت کا ارادہ کیا۔ میں نے اس سے اپنا خواب بیان کر دیا اور کہہ دیا کہ جب تو کسی سختی میں مبتلا ہو تو یوں پکارا کر "اَنَا مُسْتَجِیْرٌ بِكَ یَارَسُوْلَ اللّٰه" وہ روانہ ہو کر رابغ میں پہنچا وہاں پانی کی قلت تھی اس کا خدمت گار پانی کی تلاش میں نکلا۔ راوی کا قول ہے کہ اس نابینا نے مجھ سے ذکر کیا کہ میرے ہاتھ میں مشک خالی رہ گئی۔ میں پانی کی تلاش سے تنگ آ گیا۔ اسی اثناء میں مجھے تمہارا قول یاد آ گیا۔ میں نے کہا: "اَنَا مُسْتَجِیْرٌ بِكَ یَارَسُوْلَ اللّٰه" اسی حال میں ناگاہ ایک شخص کی آواز میرے کان میں پڑی کہ تو اپنی مشک بھر لے۔ میں نے مشک میں پانی کے گرنے کی آواز سنی یہاں تک کہ وہ بھر گئی۔ میں نہیں جانتا کہ وہ شخص کہاں سے آ گیا۔[1]

﴿19﴾ ابوالحسن علی بن مصطفےٰ العسقلانی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیۡہِ ذکر کرتے ہیں کہ ہم بحر عَیۡذاب میں کشتی میں جدہ کو روانہ ہوئے سمندر میں طغیانی آ گئی۔ ہم نے اپنا اسباب سمندر میں پھینک دیا۔ جب ہم ڈوبنے لگے تو نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے استغاثہ کرنے لگے اور یوں پکارنے لگے۔ یا محمداہ! یا محمداہ!۔ ہمارے ساتھ مغرب کا ایک نیک دل شخص تھا وہ بولا: حاجیو! گھبراؤ مت۔ تم بچ جاؤ گے کیونکہ ابھی میں خواب میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت سے مشرف ہوا ہوں میں نے حضور سے عرض کیا: یارسول اللہ! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) آپ کی امت آپ سے استغاثہ کر رہی ہے۔ حضور نے حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ مدد کرو۔ مغربی کا قول ہے کہ میں اپنی آنکھ سے دیکھ رہا تھا کہ حضرت صدیق اکبر سمندر میں گھس گئے۔ انہوں نے کشتی کے پتوار[2] پر اپنا ہاتھ ڈالا اور کھینچتے رہے یہاں تک کہ خشکی سے جا لگے۔ چنانچہ ہم صحیح و سالم رہے اور اس کے بعد بجز خیر ہم نے کچھ نہ دیکھا اور صحیح و سالم خشکی پر پہنچ گئے۔[3]

---

1 ...... حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین، ص۷۸۶۔......(حجة الله على العلمين، القسم الرابع...الخ، الباب الثانی فیما وقع بعد وفاته...الخ، الفصل الثانی فی ذکر من استغاث به صلی الله علیه وسلم ...الخ، ص٥٦٤ ـ ٥٦٥ ـ علمیه)

2 ...... کشتی کا رخ موڑنے کی لکڑی۔

3 ...... حجۃ اللہ علی العالمین ص۷۸۷۔......(حجة الله على العلمين، القسم الرابع...الخ، الباب الثانی فیما وقع بعد وفاته...الخ، الفصل الثانی فی ذکر من استغاث به صلی الله علیه وسلم ...الخ، ص٥٦٥ ـ علمیه)

﴿20﴾ علامہ نبہانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ''شواہد الحق'' میں عبدالرحمٰن جزولی رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ فرماتے تھے کہ میری آنکھ ہر سال خراب ہوجایا کرتی تھی۔ ایک سال مدینہ منورہ میں میری آنکھ دکھنے لگی میں نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر فریاد کی: ''یارسول اللّٰہ! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) میں آپ کی حمایت میں ہوں اور میری آنکھ دکھ رہی ہے۔'' پس مجھے آرام ہوگیا اور حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی برکت سے اب تک مجھے آنکھ کی تکلیف نہیں ہوئی۔ [1]

﴿21﴾ علامہ نبہانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ "شواھد الحق" میں کتاب "الاشارات الی معرفۃ الزیارات" سے نقل کرتے ہیں کہ اس کے مصنف شیخ ابوالحسن علی ابن ابی بکر السائح الہَرَوی (متوفی بحلب ۶۱۱ھ) کہتے ہیں کہ جزیرہ میں ایک شہر تونہ [2] ہے۔ وہاں مشہد نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور مشہد علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ موجود ہیں۔ میں نے جزیرہ والوں سے ان مشاہد کی نسبت دریافت کیا کہ کیا یہ نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور علی مرتضیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے نام پر بنائے گئے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ قصہ تفصیل طلب ہے پھر ایک خوبصورت شیخ کو بلا کر بتلایا کہ یہ شخص جذام میں مبتلا ہوگیا تھا۔ لوگوں نے اس کی بیماری سے ڈر کر اسے جزیرہ کے ایک طرف نکال دیا تھا۔ ایک رات اس نے ایسا غل مچایا کہ لوگ وہاں پہنچ گئے اور اسے تندرست کھڑا دیکھا۔ جب اس کا حال دریافت کیا گیا تو اس نے بیان کیا کہ اس جگہ میں نے خواب میں نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھا کہ فرماتے ہیں: یہاں مسجد بنواؤ۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللّٰہ! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) میں بیمار ہوں۔ لوگ میری بات کا یقین نہ کریں گے۔ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ایک شخص کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا: اے علی! اس کا ہاتھ پکڑو۔ حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھایا۔ میں تندرست ہوکر کھڑا ہوگیا جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔

امام ابن نعمان مُصنفِ "مصباح الظلام" فرماتے کہ میں نے اس مسجد کو دیکھا ہے۔ ہمارے استاد حافظ دِمْیاطی اور دیگر شیوخ اس قصہ کا ذکر کرتے تھے اور اس کو صحیح بتاتے تھے۔ یہ قصہ وہاں مشہور ہے اس مسجد کو مسجد النبی کہتے ہیں۔ [3]

---

1 ......شواھد الحق، الباب السادس...الخ، الفصل الثانی فی ذکر من استغاث بہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، ص۲۲۸۔ علمیہ

2 ......شواہد الحق میں اس کتاب کا نام "الاشارات فی معرفۃ الزیارات" اور شہر کا نام "توتہ" لکھا ہے، واللّٰہ تعالٰی اعلم بالصواب۔ علمیہ

3 ......شواھد الحق، الباب السادس...الخ، الفصل الثانی فی ذکر من استغاث بہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، ص۲۳۴۔ علمیہ

﴿22﴾علامہ نبہانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنی کتاب "سعادت الدارین" میں خود اپنے اِسْتِغاثہ کا قصہ یوں تحریر فرماتے ہیں کہ کسی ناخدا ترس دشمن نے میرے اوپر ایسا اِفْتِراء باندھا کہ سلطان عبدالحمید خان نے حکم دیا کہ مجھے معزول کرکے دور علاقہ میں بھیج دیا جائے۔ یہ سن کر مجھے بے قراری ہوئی۔ جمعرات کا دن تھا۔ جمعہ کی رات میں نے ایک ہزار دفعہ اِسْتِغْفار پڑھا اور تین سو پچاس بار یہ درود شریف پڑھا:

''اللّٰھم صلّ علٰی سیّدِنا محمّدٍ وّعلٰی اٰل سیّدِنا محمّدٍ قَدْ ضَاقَتْ حِیْلَتِی اَدْرِکْنِی یا رسولَ اللّٰہ''

مجھے نیند آ گئی، آخر رات پھر جاگا اور ہزار دفعہ درود شریف پڑھ کر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے اِسْتِغاثہ کیا۔ جمعہ کی شام ہی کو سلطان کی طرف سے تار آ گیا کہ مجھے بحال رکھا جائے۔ اللّٰہ تعالیٰ سلطان کو نصرت دے اور مُفْتَری [1] کو رسوا کرے۔ والحمد للّٰہ ربّ العٰلمین۔ [2]

﴿23﴾امام شرف الدین بُوصیری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (متوفی ۶۹۴ھ) اپنے قَصِیدۂ بُرْدَہ کا سببِ تَصْنِیف یوں بیان فرماتے ہیں: ''میں نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مَدْح میں بہت سے قصیدے لکھے جن میں سے بعضے وزیر زین الدین یعقوب بن زُبیر کی درخواست پر تصنیف ہوئے۔ بعد ازاں ایسا اتفاق ہوا کہ میں مَرَض فالج میں مبتلا ہو گیا اور اس سے میرا نصف بدن بے کار ہو گیا۔ میرے جی میں آیا کہ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی مَدْح میں ایک اور قصیدہ لکھوں۔ چنانچہ میں نے یہ قصیدہ بُرْدَہ تیار کیا اور بَتَوَسُّلِ حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بارگاہ باری تعالیٰ میں اپنی عافیت کے لئے دعا کی۔ میں نے اس قصیدے کو بار بار پڑھا اور آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے تَوَسُّل سے دعا کی اور سو گیا۔ (اب دیکھئے احمد مختار کی مسیحائی اور محمد عربی کی چارہ فرمائی) خواب میں زیارت ہوئی۔ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے اپنا دست شفا میرے مفلوج حصہ پر پھیرا اور اپنی چادر (بُرْدَہ) مبارک مجھ پر ڈال دی۔ آنکھ کھلی تو میں نے اپنے تئیں تندرست وقوی پایا۔ میں نے اس قصیدے کا ذکر کسی سے نہ کیا تھا۔ مگر جب میں صبح کو گھر سے نکلا تو راستے میں ایک درویش نے مجھ سے کہا کہ وہ قصیدہ مجھے عنایت فرمائیے۔ جو آپ نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مدح میں لکھا ہے۔ میں نے کہا۔ آپ کونسا قصیدہ طلب فرماتے ہیں؟ وہ بولے جو تم نے بحالتِ مرض لکھا ہے اور اس

---

1 ......جھوٹ وافترا باندھنے والا۔

2 ......سعادۃ الدارین فی الصلاۃ علی سید الکونین، فصل فی الاستغاثۃ بہ ...الخ، ص۴۸۷۔علمیہ

کا مَطْلَع بھی بتادیا اور یہ بھی فرمایا کہ خدا کی قسم ! رات کو یہی قصیدہ ہم نے دربارِ نبوی میں سنا ہے۔ جب یہ پڑھا جارہا تھا تو حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام اس کو سن سن کر جھوم رہے تھے۔ جیسا کہ بادِ نسیم کے جھونکے سے میوہ دار درخت کی شاخیں جھومتی ہیں۔ حضورِ اَنور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس کو پسند فرمایا اور پڑھنے والے پر ایک چادر ڈال دی۔ یہ سن کر میں نے اپنا خواب بیان کیا اور یہ قصیدہ اس درویش کو دے دیا۔ اس نے لوگوں سے ذِکر کردیا اور یہ خواب مشہور ہوگیا۔ [1]

﴿24﴾ شیخ شمس الدین محمد بن محمد جزری شافعی (متوفی ۸۳۳ھ) اپنی مشہور کتاب ''حصن حصین من کلام سید المرسلین'' کے دیباچہ میں اپنے استغاثہ کا یوں ذکر کرتے ہیں: ''جب میں اس کی ترتیب وتہذیب پوری کرچکا تو مجھے ایسے دشمن (امیر تیمور) نے طلب کیا کہ اللّٰہ کے سوا کوئی اس کو دفع نہیں کرسکتا تھا۔ میں اس دشمن سے چھپ کر بھاگ گیا اور اس کتاب کو میں نے اپنا حَصِیْن [2] بنایا۔ میں نے حضور سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو خواب میں دیکھا۔ میں حضور کے بائیں جانب بیٹھا ہوا ہوں۔ حضور گویا فرما رہے ہیں کہ تو کیا چاہتا ہے؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللّٰہ ! میرے لئے اور مسلمانوں کے لئے اللّٰہ سے دعا کیجئے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے دونوں دست مبارک اٹھائے میں دیکھ رہا تھا، آپ نے دعا مانگی پھر دست مبارک چہرے پر ملے۔ یہ زیارت شبِ پنجشنبہ [3] کو ہوئی اور شبِ یک شنبہ [4] کو دشمن بھاگ گیا۔ اللّٰہ تعالیٰ نے ان اَحادیث کی برکت سے جو اس کتاب میں ہیں مجھے اور مسلمانوں کو دشمن سے نجات دی''۔ [5]

﴿25﴾ فقیہ ابو محمد اِشْبِیلی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنی کتاب ''فضیلت حج'' میں لکھا ہے کہ اَہلِ غَرناطہ میں سے ایک شخص کو ایسا مرض لاحق ہوگیا کہ اس کے علاج سے اَطِبَّا عاجز ہوگئے اور شفاء سے مایوس ہوگئے۔ وزیر ابو عبد اللّٰہ محمد بن ابی الخصال نے ایک نامہ بحضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم لکھا اور اس مریض کی شفاء کے لئے اشعار میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے تَوَسُّل کیا۔ یہ نامہ کسی کے ہاتھ مدینہ منورہ کو بھیج دیا گیا۔ جب وہ اشعار حضور

---

1 ......فوات الوفیات للعلامۃ محمد بن شاکر بن احمد کتبی متوفی ۷۶۴ھ ترجمہ محمد بن سعید بوصیری۔ ......(کشف الظنون، باب القاف، ج ۲، ص ۱۳۳۲۔علمیہ)

2 ......محافظ۔

3 ......جمعرات۔

4 ......اتوار۔

5 ......الحصن والحصین، مقدمۃ المؤلف، ص ۱۵۔علمیہ

عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے روضہ شریف پر پڑھے گئے تو بیمار اپنے وطن میں اسی وقت تندرست ہوگیا۔ نامہ لے جانے والے نے واپس آکر اسے دیکھا تو ایسا تندرست پایا کہ گویا وہ کبھی بیمار ہی نہ ہوا تھا۔[1]

﴿26﴾ ابو محمد عبد اللّٰہ بن محمد اَزدی کحال جو اندلس میں ایک نیک شخص تھا۔ بیان کرتا ہے کہ اندلس میں ایک شخص کا بیٹا قید ہوگیا۔ وہ اپنے بیٹے کے بارے میں رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے فریاد کرنے کے لئے اپنے شہر سے نکلا۔ راستے میں کوئی اس کا واقف ملا۔ اس نے کہا: کہاں جاتے ہو۔ اس شخص نے جواب دیا کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے فریاد کرنے جاتا ہوں کیونکہ رومیوں نے میرے بیٹے کو گرفتار کرلیا ہے اور تین سو دینار زرِ فدیہ قرار دیا ہے۔ مجھ میں استطاعت نہیں۔ اس واقف نے کہا کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے استغاثہ ہر جگہ مفید ہے۔[2] مگر وہ نہ مانا جب مدینہ منورہ میں پہنچا تو روضۂ شریف پر حاضر ہوکر اپنا حال عرض کیا اور حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام سے توسل کیا۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرمارہے ہیں کہ تم اپنے وطن کو لوٹ جاؤ۔ جب وہ اپنے شہر میں واپس آیا تو اپنے بیٹے کو موجود پایا۔ اس سے حال دریافت کیا تو بیٹے نے کہا کہ فلاں رات مجھ کو اور بہت سے قیدیوں کو خدا تعالیٰ نے رہائی دی۔ وہ رات وہی تھی جس میں اس کا باپ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔[3] (شواہد الحق)

﴿27﴾ ابراہیم بن مرزوق بیانی کا بیان ہے کہ جزیرۂ شقر کا ایک شخص قید ہوگیا اور بیڑیوں اور کاٹھ[4] میں ٹھوک دیا گیا۔ وہ یارسول اللّٰہ! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پکار پکار کر فریاد کرتا تھا۔ اس کے بڑے دشمن نے طنزاً کہا کہ اس

---

1 ......وفاء الوفاء جزء ثانی ص ۴۳۰۔......(وفاء الوفاء، الباب الثامن ... الخ، الفصل الثالث فی توسل الزائر... الخ، ج ۲، الجزء ۲، ص ۱۳۸۷ ۔علمیه)

2 ......سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں یہ عبارت یوں ہے: ''اس واقف نے کہا کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے استغاثہ ہر جگہ مفید نہیں ہے۔'' یقیناً یہ کتابت کی غلطی ہے جس کی وجہ سے ''نہیں'' زائد لکھا گیا ہے کیونکہ " شواهد الحق " میں عبارت یوں ہے: " فقال له إن التشفع بالنبی صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم فی کل مکان نافع " لہٰذا ہم نے اس عبارت کو " شواهد الحق " کے مطابق لکھا ہے اور جو ''نہیں'' زائد تھا اسے حذف کردیا ہے۔ علمیه

3 ......شواهد الحق، الباب السادس... الخ، الفصل الثانی فی ذکر من استغاث به، ص ۲۲۵ ۔علمیه

4 ......موٹی لکڑی جس میں سوراخ کرکے مجرموں کے پاؤں ٹھوک دیتے ہیں۔

سے کہو کہ تمہیں چھڑا دے۔ جب رات ہوئی تو ایک شخص نے اسے بلایا اور کہا کہ اذان کہو۔ وہ بولا: تم نہیں دیکھتے کہ میں کس حال میں ہوں؟ پھر اس نے اذان کہی، جس وقت وہ ''اشھد ان محمدا رسول اللّٰہ'' (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر پہنچا تو اس کی بیڑیاں وغیرہ خود بخود ٹوٹ گئیں اور اس کے سامنے ایک باغ نمودار ہوا۔ وہ باغ میں پھر رہا تھا کہ اسے ایک راستہ مل گیا جس سے وہ جزیرۂ شقر میں جا پہنچا اور اس کا قصہ اس کے شہر میں مشہور ہو گیا۔ [1] (شواہد الحق)

﴿28﴾ سیدی محمد بن سعید بصری الاصل قریشی شافعی (متوفی ۸۳۹ھ) کے خلاف شاہِ یمن نے کچھ طلب دنیا کے لئے لکھ دیا تھا۔ اس پر آپ نے حضور تاجدار مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی جناب میں یوں تَوَسُّل واِسْتِغَاثہ کیا:

ما لی سوی جاہ النّبیّ محمّد   جاہ بہ احمی و ابلغ مقصدی

فکم بہ زال العنا عنی و قد   اعدمت فی ظن العذول المعتدی

یاقلب لاتجزع و کن خیر امرئ   اضحٰی یرجی غارۃ من احمد

فعسٰی توافیك الفوائد ممسیًا   ولعلّ تا تیك البشائر فی غد

میرے واسطے نبی محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے جاہ کے سوا کوئی ایسا جاہ نہیں کہ جس کے وسیلے سے میں محفوظ رہوں اور اپنے مقصد کو پہنچوں۔ کیونکہ بہت دفعہ آپ کے وسیلہ سے میری تکلیف دور ہو گئی کیونکہ میں ملامت کرنے والے ستمگر کے گمان میں محتاج و ہیچ تھا۔ اے دل تو بے صبری نہ کر اور اچھا مرد بن جو احمد سے غارت کا امیدوار رہے۔ کیونکہ قریب ہے تجھے شام کو فائدے پہنچیں گے اور امید ہے تجھے کل بشارتیں آئیں گی۔

آپ نے اس نظم کو تمام نہ کیا تھا کہ نیند آ گئی۔ خواب میں حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حضرت ابوبکر و عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما کی زیارت ہوئی۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ہم غارت کے لئے آ گئے ہیں۔ تو ہر رات ہم پر ایک ہزار درود بھیجا کر۔ سورج غروب نہ ہونے پایا تھا کہ منصور کی بیماری کی خبر آئی۔ پھر تیسرے دن وہ دنیا سے رخصت ہو گیا۔ [2] (جامع الکرامات للنبہانی۔ بحوالہ مناوی جزء اول ص ۱۵۶)

﴿29﴾ سیدی ابو العباس مری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا بیان ہے کہ میں جہاز پر سوار ہو گیا۔ تلاطم کے سبب سے ہم ڈوبنے

1 ......شواھد الحق، الباب السادس... الخ، الفصل الثانی فی ذکر من استغاث بہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، ص۲۲۶۔ علمیہ

2 ......جامع کرامات الاولیاء، محمد بن سعید البصری العدنی، ج۱، ص۲۵۹-۲۶۰۔ علمیہ

لگے۔ میں نے ہاتھ اٹھا کر یوں دعا کی: اَللّٰھُمَّ بِحُرْمَةِ نَبِیِّكَ الْاُمِّیِّ اَنْقِذْنِیْ وَ سَلِّمْنِیْ۔ [1] یا اللہ! تو اپنے نبی مصطفٰے کے طفیل مجھے بچالے اور سلامت رکھ۔ میں اس دعا سے فارغ نہ ہوا تھا کہ مجھے جہاز کے گرد فرشتے نظر آئے جنہوں نے مجھے سلامتی کی بشارت دی۔ میں نے اپنے ساتھیوں کو خوشخبری دی کہ اِنْ شَآءَ اللّٰہ تعالٰی تم کل صبح صحیح وسالم موضع مریہ میں پہنچ جاؤ گے۔ [2] (جامع الکرامات بحوالہ مصباح الظلام۔ جزء اول ص ۲۷۷)

﴿30﴾ امام شرف الدین بوصیری رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه اپنے قصیدہ ہمزیہ میں یوں فریاد کرتے ہیں:

و اتینا الیك انضاء فقر	حملتنا الی الغنی انضاء
وانطوت فی الصّدورحاجات نفس	ما لها عن ندی یدیك انطواء
فاغثنا یا من هو الغوث و الغی	ث اذا اجهد الوری اللاواء

اور ہم گناہوں کے بوجھ سے نحیف و ناتواں ہو کر آپ کے پاس آئے ہیں۔ دبلی اُونٹنیاں ہمیں بارگاہ غنا میں لائی ہیں اور ہمارے دلوں میں ذاتی حاجتیں ہیں۔ جن کے لئے آپ کے دست مبارک کی سخاوت سے چارہ نہیں۔ پس ہماری مدد کیجئے۔ اے فریاد رس و باراں جب کہ خلقت قحط سے تنگ آجائے۔ [3]

﴿31﴾ شیخ الاسلام حافظ ابوالفتح تقی الدین بن دقیق العید (متوفی ۱۱ صفر ۷۰۲ھ) توَسُّل واِسْتِغاثہ کے بارے میں یوں فرماتے ہیں:

اقول لركب سائرین لیثرب	ظفرتم بتقریب النبی المقرب
فبثوا الیه كل شكوی و متعب	وقصوا علیه كل سئول ومطلب
و انتم بمرائی للرسول و مسمع	ستحمون فی مغناه خیر حمایة
و تكفون ماتخشون ای كفایة	و تبدو لكم من عنده كل اية
فحلوا من التعظیم ابعد غایة	فحق رسول اللّٰه اكبر ما رعی

(طبقات الشافعیۃ الکبریٰ للتاج السبکی ترجمہ ابن دقیق العید) [4]

---

1 ...... "مِصباح الظَّلام" اور "جامع کرامات الاولیاء" میں الفاظ یوں ہیں: اللهم بحرمة نبیك المصطفی عندك الا ما انقذتنا و سلمتنا. ہوسکتا ہے مصنف رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْه کے پاس جو نسخہ ہو اس میں اسی طرح ہو یا انہوں نے بطور معنی اس دعا کو نقل کیا ہو۔ واللّٰہ تعالی اعلم بالصواب۔ علمیه

2 ......مصباح الظلام، ص۱۱۹ و جامع کرامات الاولیاء، ابو العباس المری، ج۱، ص ٤٦٠۔ علمیه

3 ...... المنح المكية فی شرح الهمزية لابن حجر الهيتمي، رقم الاشعار ۳۸٤-۳۸٦، ص ٦١۔ علمیه

4 ......الطبقات الشافعية الكبرى، الطبقة السابعة فيمن توفي...الخ، الجز ۹، ص ۲۱۹۔ علمیه

میں یثرب جانے والے شُتر سُواروں سے کہتا ہوں کہ تم کو نبی مُقرّب کی زیارت نصیب ہو۔تم حضور سے ہر ایک مرض و مشقت عرض کر دینا اور ہر ایک درخواست و مطلب بیان کر دینا۔اس حال میں کہ رسول اللّٰہ تمہیں دیکھتے اور تمہاری بات سنتے ہوں گے اور حضور کی منزل میں تمہاری خوب حفاظت ہوگی۔اور جس چیز سے تم ڈرتے ہو اس سے خوب بچاؤ ہوگا اور حضور کے ہاں سے تمہارے واسطے ہر نشان ظاہر ہوگا۔پس تم غایت درجہ کی تعظیم سے اترنا کیونکہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حق ان سب سے بڑا ہے جن کی رعایت کی جانی ضروری ہے۔

﴿32﴾ علامہ کمال الدین زَمْلَکانی انصاری (متوفی ۱۶ رمضان ۷۲۷ھ) جنہوں نے مسئلہ زیارت و اِسْتِغاثہ میں اپنے ہمعصر ابن تَیْمِیَہ کی تردید میں ایک رسالہ لکھا ہے، اپنے قصیدہ مدحیہ میں یوں فرماتے ہیں:

یا صاحب الجاہ عند اللّٰہ خالقہ ۔۔۔ ما رد جاھك الا كل افاك

انت الوجیه علی رغم العداء ابدا ۔۔۔ انت الشفیع لفتاك و نساك

یا فرقة الزیغ لا لقیت صالحة ۔۔۔ و لا سقی اللّٰہ یوما قلب مرضاك

ولا حظیت بجاہ المصطفٰی ابدا ۔۔۔ و من اعانك فی الدنیا و دالاك

یاافضل الرسل ویا مولی الانام ویا ۔۔۔ خیر الخلائق من انس و املاك

ھا قد قصدتك اشکوبعض ماصنعت ۔۔۔ بی الذنوب وھذا ملجاء الشاکی

قد قیدتنی ذنوبی عن بلوغ مدی ۔۔۔ قصدی الی الفوز منھا فھی اشراکی

فاستغفر اللّٰہ لی واسأله عصمته ۔۔۔ فیما بقی وغنی من غیر امساك

علیك من ربك اللّٰہ الصلوۃ کما ۔۔۔ منا علیك السلام الطیب الزاکی

(فوات الوفیات، جزء ثانی ص ۲۵۱)[1]

اے خدائے خالق کے نزدیک قدر و منزلت والے! سوائے دَروغ گو[2] کے کسی نے آپ کے جاہ و منزلت کو رد نہیں کیا دشمنوں کی خواہش کے برعکس آپ ہمیشہ آبرو والے ہیں۔آپ دلیروں اور بہادروں کے شفیع ہیں۔اے فرقۂ کج رَو! تو کسی نیکی کو نہ پائے

---

1 ......فوات الوفیات، حرف المیم،الباب کمال الدین ابن الزملکانی،ج٤،ص١٠۔علمیه

2 ......جھوٹا۔

اور نہ خدا کسی روز تیرے مریضوں کے دل سیراب کرے اور نہ تو جاہ مصطفٰی سے کبھی فائدہ اٹھائے اور نہ دنیا میں تیرے مددگار اور دوست فائدہ اٹھائیں۔اے افضل الرسل اے تمام مخلوقات کے آقا۔اے تمام انس وملائک سے بہتر! لو میں آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تاکہ میں آپ سے اپنے گناہوں کے سلوک کی شکایت کروں اور آپ کی بارگاہ ہی فریاد کرنے والے کا ملجا ہے۔میرے گناہوں نے مجھے میرے غایت قصد تک پہنچنے سے روک کر اپنے میں پھنسالیا۔پس وہ میرا جال ہیں پس آپ خدا سے میرے لئے مغفرت طلب کیجئے اور آئندہ اس سے حفاظت اور غنا بلا اِمساک کی دعا کیجئے۔آپ پر آپکے پروردگار اللّٰہ کی طرف سے درود ہو۔جیسا کہ ہماری طرف سے آپ پر عمدہ پاک سلام ہو۔

﴿33﴾ مشہور مؤرخ قاضی عبدالرحمٰن معروف بہ ابن خَلْدون مالکی (متوفی ۸۰۸ھ) یوں اِسْتِغاثہ کرتے ہیں:

هب لی شفاعتك التی ارجو بها صفحا جمیلا عن قبیح ذنوبی

ان النجاة وان اتیحت لامرئ فبفضل جاهك لیس بالتشبیب

انی دعوتك واثقا باجابتی یاخیر مدعو و خیر مجیب

(المقالات الوفیہ فی الرد علی الوہابیہ)[1]

مجھے اپنی شفاعت عطا فرمائیے۔جس سے میں اپنے برے گناہوں کی معافی کی امید کرسکوں اگر نجات کسی مرد کے لئے مقدر ہے تو وہ آپ کے جاہ کے طفیل سے ہے۔تشبیب سے نہیں۔میں آپ کو پکارتا ہوں مجھے قبولیت کا یقین ہے اے خیر مدعو! اے خیر مجیب!

﴿34﴾ شیخ شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن حجر عَسْقَلانی (متوفی ۸۵۳ھ) یوں عرض کرتے ہیں:

نبی اللّٰه یا خیر البرایا بجاهك اتقی فصل القضاء

و ارجو یا کریم العفو عما جنته یدای یا رب الحباء

فقل یااحمد بن علی اذهب الی دار النعیم بلا شقاء

(المقالات الوفیہ)[2]

اے اللّٰہ کے نبی! اے تمام مخلوق سے بہتر! حضور ہی کی قدر ومنزلت کے طفیل قیامت میں میرا بچاؤ ہوگا۔اے کریم اے

1 ......نفح الطيب من غصن الاندلس الرطيب، بقية ترجمة ابن خلدون عن الاحاطة ، الجز٧،ص ١٨٣ ـ علميه

2 ......المقالات الوفية

صاحب جود وعطاء! میں ان گناہوں کی جو مجھ سے ہوئے ہیں معافی کی امید کرتا ہوں۔ حضور فرمادیں کہ اے احمد بن علی جنت میں بغیر مشقت کے چلا جا۔

﴿35﴾ امام عمر بن الوردی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه یوں عرض کرتے ہیں:

یارب بالهادی البشیر محمد　　وبدینه العالی علی الادیان

ثبت علی الاسلام قلبی واهدنی　　للحق وانصرنی علی الشیطان

(المقالات الوفیہ)[1]

اے میرے پروردگار ہادی بشیر حضرت محمد (صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم) کے طفیل سے اور حضور کے دین کی برکت سے جو سب دینوں پر غالب ہے میرے دل کو اسلام پر ثابت رکھ اور حق کی طرف میری رہنمائی کر اور مجھے شیطان پر غلبہ دے۔

﴿36﴾ مولٰینا شاہ ولی اللہ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه قصیدہ ہَمزِیہ میں اس طرح اِسْتِغاثہ فرماتے ہیں:

رسول اللّٰه یاخیر البرایا　　نوالك ابتغی یوم القضاء

اذا ما حل خطب مدلهم　　فانت الحصن من کل البلاء

الیك توجهی وبك استنادی　　وفیك مطامعی وبك ارتجائی [2]

اے اللہ کے رسول اے تمام خلق سے بہتر قیامت کے دن میں آپ کی عطاء بخشش چاہتا ہوں جب کوئی سخت مصیبت پیش آوے تو حضور ہی ہر بلا کے بچاؤ کے لئے قلعہ ہیں حضور ہی کی طرف میری توجہ ہے اور حضور ہی میرا سہارا ہیں اور حضور ہی سے بھلائی کی طمع اور حضور ہی سے امید ہے۔

﴿37﴾ مولٰینا شاہ عبدالعزیز رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه حضرت شاہ ولی اللہ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه کے قصیدہ اَطْیَبُ النَّغَم کی تضمین میں یوں فرماتے ہیں:

مدار وجود الکون فی کل لحظة　　ومفتاح باب الجود فی کل عسرة

---

1 ......المقالات الوفیة

2 ......قصیده اطیب النغم ، قصیده همزیه، فصل ششم،ص ۲۲۰-۲۲۱ ـ علمیه

و متمسك الملهوف فی کل شدة　　ومعتصم المکروب فی کل غمرة

ومنتجع الغفران من کل تائب　　الیك قد العین حین ضراعة [1]

آپ ہر لحظہ وجود عالم کے دارومدار ہیں اور ہر مشکل میں سخاوت کے دروازے کی کنجی ہیں اور ہر شدت میں پریشان بے قرار کی پناہ ہیں اور ہر مصیبت میں آفت رسیدہ کا سہارا ہیں اور ہر ایک توبہ کرنے والے کے لئے بخشش کا وسیلہ ہیں۔ خشوع وخضوع کے وقت آپ ہی کی طرف آنکھ اٹھتی ہے۔

﴿38﴾ استاد کبیر شیخ حمد اللہ شبراوی مصری رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت کے وقت یوں عرض کرتے ہیں:

یارسول اللّٰہ انی مذنب　　و من الجود قبول المذنب

یانبی اللّٰہ مالی حیلة　　غیر حبی لك یا خیر نبی

عظم الکرب ولی فیك رجاء　　فیہ یارب فرج کربی

(مقالات وفیہ) [2]

یارسول اللہ! میں گنہگار ہوں۔ گنہگار کی عرض کا قبول کرنا جودوکرم ہے۔ یا نبی اللہ یا سید الانبیاء آپ کی محبت کے سوا میرا کوئی حیلہ نہیں۔ میرا اندوہ غم بڑا ہے۔ مجھے آپ سے امید ہے۔ اے پروردگار! حضور کے طفیل سے میرا غم دور کردے۔

﴿39﴾ حضرت حاجی حافظ شاہ محمد امداد اللہ رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ دربار نبوی میں یوں عرض کرتے ہیں:

کرم فرماؤ ہم پر اور کرو حق سے شفاعت تم　　ہمارے جرم وعصیاں پر نہ جاؤ یارسول اللّٰہ

پھنسا ہوں بے طرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر　　میری کشتی کنارے پر لگاؤ یارسول اللّٰہ

جہاز امت کا حق نے کردیا ہے آپکے ہاتھوں　　بس اب چاہو تراؤ یا ڈباؤ یارسول اللّٰہ

(رسالہ دردنامہ غمناک) [3]

---

1 ......قصیدہ اطیب النغم کی تضمین

2 ......المقالات الوفیة

3 ......رسالة درد نامه غمناك

﴿40﴾ مولوی[1] قاسم نانوتوی نے لکھا ہے:

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

یہ ہے اجابت حق کو تری دعا کا لحاظ قضائے مبرم و مشروط کی نہیں ہے پکار

خدا ترا تو جہاں کا ہے واجب الطاعۃ جہاں کو تجھ سے تجھے اپنے حق سے ہے سروکار (قصائد قاسمی)

حدیثِ تَوَسُّل بالعباس کی بحث

حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی خلافت میں ۱۸ھ میں جسے عام الرِّمادۃ کہتے ہیں سخت قحط پڑا چوپائے اور انسان بھوک کی شدت سے مرنے لگے۔ لوگوں نے تنگ آکر حضرت فاروق اعظم سے اِسْتِسقاء کے لئے درخواست کی جسے امام بخاری نے یوں نقل کیا ہے:

عن انس بن مالك ان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ كان اذا قحطوا استسقی بالعباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال اللهم انا كنا نتوسل اليك بنبينا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فتسقينا وانا نتوسل اليك بعم نبينا فاسقنا قال فيسقون۔ (باب سوال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا)[2]

انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے جب لوگوں میں قحط پڑا عباس بن عبد المطلب کے وسیلہ سے بارش کی دعا کی اور یوں عرض کیا: یااللّٰہ! ہم تیری جناب میں اپنے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وسیلہ پکڑا کرتے تھے۔ پس تو ہمیں بارش عطا کر دیتا تھا اور اب ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی کے چچا کو وسیلہ بناتے ہیں۔ پس ہمیں بارش عطا کر (قول راوی) پس بارش ہو رہی تھی۔

ابن تیمیہ اور ان کے مقلدین نجد یہ کہتے ہیں کہ حضرت فاروق اعظم نے جو رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ

---

1 ......سیرتِ رسولِ عربی کے سابقہ مطبوعوں میں یہاں تکریم کے الفاظ ہیں لیکن فرقہ وہابیہ اور ان کے اکابرین کے رد پر کتاب ''انوارِ آفتابِ صداقت'' (از قاضی فضل احمد نقشبندی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ) پر علامہ مولانا نور بخش توکلی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ کی تقریظ موجود ہے جس میں آپ فرماتے ہیں: ''فرقہ وہابیہ نجدیہ کی تردید میں یہ مجموعہ بڑا کارآمد ہے۔'' اور یہ بھی تحریر فرمایا: ''مصنف نے ہر جگہ عقیدۂ اہلسنت کے ثبوت میں دلائل واضحہ اور براہین قاطعہ پیش کئے ہیں اور ان مسائل پر قلم اٹھایا ہے جن کی تردید اس زمانہ پر آشوب میں نہایت ضروری ہے۔'' لہٰذا تکریم کے الفاظ، کتابت کی غلطی پر محمول کرتے ہوئے ہم نے حذف کر دیئے ہیں۔ علمیہ

2 ......صحيح البخاري، كتاب الاستسقاء، باب سؤال الناس الامام...الخ، الحديث: ١٠١٠، ج١، ص٣٤٦۔

وَسَلَّم کو چھوڑ کر حضرت عباس سے تَوَسُّل کیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے بعد وفات شریف تَوَسُّل جائز نہیں۔ ورنہ حضرت امیر المومنین عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ایسا نہ کرتے۔ ابن تیمیہ کا یہ اجتہاد ایجادِ بندہ ہے۔ علماء اہل سنت میں سے آج تک کسی نے اس حدیث سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کیا۔ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان میں حیات و وفات میں اس طرح فرق کرنا کمال درجہ کی شقاوت ہے۔ جیسا کہ آگے بیان ہوگا۔ مسئلہ زیارت و توسل کی مخالِفت کا خمیازہ جو ابن تیمیہ کو بھگتنا پڑا ہم اس کی طرف پہلے اشارہ کر آئے ہیں۔ اب ہم حدیث زیر بحث کی نسبت بطریق اختصار حسب ذیل گزارش کرتے ہیں:

صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم نے اس دعاء باراں میں نام نامی حضرت عباس کو وسیلہ نہیں بنایا۔ بلکہ یوں عرض کیا کہ اے پروردگار ہم تیری جناب میں اپنے نبی کے چچا کا وسیلہ پیش کرتے ہیں۔ اگرچہ نام نامی لے کر وسیلہ پکڑنا بھی جائز تھا مگر اس موقع پر فاروق اعظم اور دیگر صحابہ کرام کو حضرت عباس کی قرابت نبوی جتلا کر گویا حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام ہی کا وسیلہ پیش کرنا منظور تھا۔ چنانچہ خود حضرت عباس اپنی زبان مبارک سے اقرار کرتے ہیں جیسا کہ ''عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری'' میں بدیں الفاظ مذکور ہے۔

و فی حدیث ابی صالح فلما صعد عمر و معه العباس المنبر قال عمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنه: اللهم انا توجهنا اليك بعم نبيك وصنو ابيه فاسقنا الغيث و لا تجعلنا من القانطين ثم قال قل يا ابا الف ضل فقال العباس اللهم لم ينزل بلاء الا بذنب و لم يكشف الابتوبة و قد توجه بی القوم اليك لمكانی من نبيك. (الحديث)[1]

اور حدیث ابو صالح میں ہے کہ جب حضرت عمر و حضرت عباس منبر پر چڑھے تو حضرت عمر نے عرض کیا: یااللّٰہ ہم تیری جناب میں تیرے نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چچا کو جو بجائے والد نبی کے ہیں پیش کرتے ہیں تو ہمیں بارش عطا فرما اور ہمیں ناامید نہ کر۔ پھر کہا: اے عباس تم بھی دعا کرو۔ حضرت عباس نے یوں دعا کی: یااللّٰہ! نہیں اتری کوئی بلا مگر گناہ کے سبب سے اور نہیں دور ہوئی مگر توبہ سے اور قوم نے اس واسطے میرا وسیلہ پکڑا ہے کہ میرا تعلق تیرے نبی سے ہے۔

1 ......عمدة القاری، کتاب الاستسقاء، باب سؤال الناس الامام...الخ، تحت الحديث: ۱۰۱۰، ج۵، ص۲۵۵۔ علمیہ

خود حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہُ کے بیان سے بھی صاف پایا جاتا ہے کہ یہاں حقیقت میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے توسل ہے۔حافظ ابن عبد البر ''استیعاب'' میں حضرت عباس بن عبد المطلب کے حالات میں لکھتے ہیں:

ورويناً من وجوه عن عمر انه خرج يستسقي وخرج معه بالعباس فقال:اللهم انا نتقرب اليك بعم نبيك صلى الله تعالى عليه وآله وسلم **ونستشفع به فاحفظ فيه نبيك** صلى الله تعالى عليه وآله وسلم **كما حفظت الغلامين لصلاح ابيهما.** (الحديث)[1]

حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہُ سے ہمیں کئی وجہ سے روایت پہنچی ہے کہ وہ اپنے ساتھ حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہُ کو لے کر نکلے اور عرض کیا: یا اللہ! ہم بوسیلہ تیرے نبی صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چچا کے تیری جناب میں حاضر ہوتے ہیں اور ان کو اپنا شفیع بناتے ہیں۔پس تو اس میں اپنے نبی صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رعایت کر جیسا کہ تو نے ان دو یتیم بچوں کی رعایت ان کے باپ کی نیکی کے سبب کی (کہ ان کی گرتی دیوار کو سیدھا کھڑا کر دیا)۔

حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہُ میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رعایت کا مطلب یہی ہے کہ قرابت نبوی کو ملحوظ رکھ کر بارش کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرما۔تاریخ کامل ابن اثیر میں بھی یہی مضمون تقریباً ان ہی الفاظ میں مذکور ہے۔[2]

''عمدۃ القاری'' میں یہ روایت بھی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہُ نے جب مرتدین کے مقابلہ میں لشکر اسلام کو روانہ کیا تو آپ حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ مُشَایَعت[3] کے واسطے شہر سے باہر نکلے اور کہا: **یاعباس استنصر و انا اومن فاني ارجو ان لا يخيب دعوتك لمكانك من نبي الله** صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم.[4]

اے عباس! مدد کی دعا مانگو اور میں آمین کہتا جاؤں کیونکہ مجھے امید ہے کہ تمہاری دعا بیکار نہ جائے گی بوجہ اس کے کہ تمہارا نبی صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے تعلق ہے۔

---

1 ......الاستيعاب في معرفة الاصحاب لابن عبد البر،حرف العين،باب عباس،ج۲،ص ۳۶۱۔علميه

2 ......الكامل في التاريخ لابن اثير،سنة ثمان عشرة،ذكر القحط وعام الرمادة،ج۲،ص۳۹۸۔علميه

3 ......فوج کو رخصت کرتے وقت کچھ فاصلے تک اس کے ساتھ جانا۔

4 ......عمدة القاري،كتاب الاستسقاء،باب سؤال الناس الامام...الخ، تحت الحديث: ۱۰۱۰،ج۵، ص۲۵۵۔علميه

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو وسیلہ بنانا صرف قرابتِ نبوی کے سبب سے تھا اور یہ توَسُّل بالنَّبی ہے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔ بایں ہمہ اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ حدیثِ زیرِ بحث میں حضرتِ فاروق اعظم نے حضرتِ عباس کی ذاتِ خاص سے بلا تعلق قرابت نبوی کے وسیلہ پکڑا ہے تو اس سے حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی ذاتِ پاک سے وسیلہ پکڑنے کا انکار نہیں نکلتا۔ حضور کے وسیلہ ہونے اور حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ذریعہ سے دعا مانگنے کا ثبوت مطلقاً اسی حدیث میں موجود ہے۔ اب اس مُطلَق توَسُّل کو کہ عام ہے حالتِ حیات اور وفات سے، مُقَیَّد بحالتِ حیات کرنا اور حالت وفات کی نفی کرنا کس قاعدہ سے ہے اور دلالاتِ اَرْبعۂ علم اصول (عبارة النص واشارة النص ودلالة النص و اقتضاء النص) میں سے کون سی دلالت اس نفیِ توَسُّل پر دلالت کرتی ہے۔ ہرگز کوئی دلالت نفیِ توَسُّل پر دلالت نہیں کرتی۔ یہ اِجتہاد بے بنیاد کسی علمی قاعدے پر مبنی نہیں کیونکہ اگر مثلاً ایک شخص میں ایک وصف پایا جائے تو وہ دوسرے شخص میں اس وصف کے نہ پائے جانے کی دلیل نہیں بن سکتا۔ پس اس صورت میں حدیثِ زیرِ بحث سے توَسُّل بِالنَّبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے علاوہ اہل بیت ودیگر صلحاء امت سے توسل کا جواز ثابت ہوتا ہے اور حضرت فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے مختلف اوقات میں ہر دو طریق پر عمل کیا ہے۔

یہاں نجدیہ کی طرف سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس موقعہ پر صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم (جو افضل ذریعہ ہیں) کو چھوڑ کر دوسرا وسیلہ کیوں اختیار کیا۔ اس کا جواب کئی طرح سے دیا گیا ہے۔

اولاً: حافظ ابن عبد البر ''استیعاب'' (ترجمہ عباس بن عبد المطلب) میں یوں لکھتے ہیں:

قال ابو عمر: وكان سبب ذلك ان الارض اجدبت اجدابا شديدا على عهد عمر زمن الرمادة و ذلك سنة سبع عشرة فقال كعب ياامير المؤمنين ان بني اسرائيل كانو اذا اصابهم مثل هذا استسقوا بعصبة الانبياء فقال عمر: هذا عم رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم وصنو ابيه و سيد بني هاشم فمشى اليه عمر و شكا اليه ما فيه الناس من القحط ثم صعد المنبر و معه عباس....الخ[1] ابو عمر نے کہا کہ اس کا سبب یہ تھا کہ حضرت عمر کے

[1] ......الاستيعاب فی معرفة الاصحاب لابن عبد البر، حرف العين، باب عباس، ج۲، ص۳۶۰۔علمیہ

عہد میں عام الرمادۃ میں سخت خشک سالی تھی اور یہ ایسے ہی تھا۔ حضرت کعب نے کہا: اے امیر المومنین بنی اسرائیل میں جب ایسا قحط پڑتا تھا تو وہ پیغمبروں کی ایک جماعت کے وسیلہ سے بارش کی دعا کیا کرتے تھے۔ یہ سن کر حضرت عمر نے فرمایا یہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَ سَلَّم کے چچا اور بمنزلہ والد نبی اور سید بنی ہاشم ہیں۔ پس حضرت عمر نے حضرت عباس سے قحط کی شکایت کی جس میں لوگ مبتلا تھے۔ پھر منبر پر چڑھے اور آپ کے ساتھ حضرت عباس بھی تھے۔

پس یہاں بھی قرابت نبوی کی وجہ سے توسل ہے جو توسل بالنبی ہے۔ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ثانیاً: علامہ ابن حجر ہیتمی مکی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ "الجوھر المنظّم" ص ۷۷[1] میں فرماتے ہیں: **وكان حكمة توسله به دون النبي** صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم **و قبره اظهار غاية التواضع لنفسه و الرفعة لقرابة النبي ففي توسله به توسل بالنبي** صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم **وزيادة.**[2] گویا نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آپ کی قبر شریف کو چھوڑ کر حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے توسل کرنے میں حکمت بمقابلہ حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنی تواضع کا ظاہر کرنا اور قرابتِ نبوی کی رفعت کا اظہار تھا۔ پس حضرت عباس سے تَوَسُّل تَوَسُّل بِالنَّبِی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے اور زیادت ہے۔

ثالثاً: شیخنا العلامہ مولانا مشتاق احمد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے رسالہ "**دفع التامل عن التوسل بسيد الرسل**" ص ۱۷ میں یوں تحریر فرماتے ہیں:

یہ علم کلام کا مسئلہ مسلمہ ہے کہ ولی کی کرامت اس نبی کا معجزہ ہے جس کی امت میں وہ ولی ہے۔ یہ جو کرامت حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے اس موقع استسقاء پر ظاہر ہوئی کہ ان کی دعا سے مینہ برسا، یہ معجزہ رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ہوا۔ یہاں افضل ذریعہ کو صحابہ نے چھوڑا نہیں بلکہ اور زیادہ افضلیت کو جتلا دیا کہ ہمارے پاس ایسا افضل ذریعہ ہے جس کے ادنیٰ غلاموں یا جس کے قرابت داروں کے وسیلہ بنانے سے خداوند کریم دعا قبول فرمالیتا ہے۔ انتہی[3]

---

1 ......سیرتِ رسولِ عربی کے نسخوں میں یہاں علامہ ابن حجر ہیتمی مکی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے رسالے کا نام " جو هر معظم " لکھا ہے جو کہ یقیناً کتابت کی غلطی ہے، صحیح نام " الجوهر المنظّم " ہے۔ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے روضۂ اقدس کی زیارت کے آداب و فضائل وغیرہ سے متعلق علامہ ابن حجر ہیتمی مکی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی یہ ایک عمدہ تالیف ہے۔ علمیه

2 ......الجوهر المنظم، الفصل السابع، ص ٦٢۔ علمیه

3 ......دفع التامل

ان نجدیہ سے پوچھنا چاہیے کہ تمہارا دعویٰ توسل بالحدیث ہے اور حدیث صحیح میں وارد ہے کہ قیامت کے دن سب لوگ بغرض شفاعت دیگر انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلام کے پاس یکے بعد دیگرے جائیں گے۔ پھر اخیر میں حضور سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ شفاعت عظمیٰ کے بعد جو حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام سے مختص ہے۔ علماء اور شہداء امت بھی گنہگاروں کے لئے جو دوزخ میں ہوں گے شفاعت فرمائیں گے۔ پس وہاں افضل ذریعہ چھوڑ کر دوسرے وسیلے کیوں اختیار کیے جائیں گے۔ اس حدیث سے تو ظاہر ہے کہ افضل ذریعہ کی موجودگی میں دیگر وسائل اختیار کرنا جائز ہے۔ غرض توسُّل بِالنَّبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جائز، توسُّل باہل البیت والصلحاء جائز، ایک وقت میں ہر دو معاً جائز اور مختلف اوقات میں علیحدہ علیحدہ بھی جائز ہیں۔

رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وصال شریف کے بعد صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کو کئی موقعوں پر توسل کی ضرورت پڑی ہے۔ جن میں سے استغاثہ وتوسُّل زیر بحث ایک مثال ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ انہوں نے ایسے مواقع پر کس طرح توسُّل کیا ہے۔ اس کتاب میں ایسی دس مثالیں پہلے مذکور ہو چکی ہیں۔ جن کا ماحصل ہم یہاں بالترتیب دہراتے ہیں:

﴿1﴾...... حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وصال شریف ہو چکا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ چہرہ مبارک سے چادر اٹھا کر یوں پکارتے ہیں: اذکرنا یا محمد عند ربك و لنكن من بالك اے محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمیں اپنے پروردگار کے پاس یاد کرنا اور ضرور ہمارا خیال رکھنا۔

﴿2﴾...... دفن شریف کے تیسرے روز ایک اعرابی مزار مقدس پر حاضر ہو کر عرض کرتا ہے: ''یا رسول اللّٰہ! میں آپ کے پاس آیا ہوں تاکہ آپ میرے حق میں دعائے مغفرت فرمائیں''۔ قبر شریف سے آواز آئی کہ تجھے بخش دیا گیا۔

﴿3﴾...... عہد فاروقی میں قحط پڑا۔ حضرت بلال بن حارث صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ مزار شریف پر حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں: یا رسول اللّٰہ! آپ کی امت ہلاک ہو رہی ہے۔ بارش کی دعا فرمائیں۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خواب میں حضرت بلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے میرا اسلام کہو اور بارش کی بشارت دو اور ان سے یہ بھی کہہ دو کہ دین میں نرمی اختیار کریں۔ چنانچہ بلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرت فاروقِ اعظم رَضِیَ

اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو یہ خبر سنائی۔ آپ سن کر رو پڑے۔ اگر بعد وفات شریف تَوَسُّل جائز نہ ہوتا تو امیر المومنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ضرور منع کرتے۔

﴿4﴾......ایک سال مدینہ منورہ میں قحط پڑا۔ لوگ حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے فریاد کرتے ہیں۔ حضرت ممدوحہ فرماتی ہیں کہ روضہ شریف پر حاضر ہو کر ایک روشندان آسمان کی طرف کھول دو چنانچہ ایسا ہی کیا جاتا ہے اور خوب بارش ہوتی ہے۔ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ میں سے کسی نے اس توسل پر اعتراض نہ کیا بلکہ بعد میں یہ طریق توسل اہل مدینہ میں جاری رہتا ہے حضرت صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی علمی قابلیت محتاج بیان نہیں۔ اگر وفات شریف کے بعد توسل ناجائز ہوتا تو صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ سکوت نہ فرماتے۔ یہ جوازِ توسل پر اجماع سکوتی ہے۔

﴿5﴾......عہد فاروقی میں عام الرمادہ ہی کا واقعہ ہے کہ حضرت بلال بن حارث صحابی اپنے اہل خانہ کے اصرار پر ایک بکری ذبح کرتے ہیں۔ کھال اتارنے پر سرخ ہڈیاں نظر آئیں تو یوں پکارتے ہیں: یا محمداہ!

﴿6﴾......عہد فاروقی ہی میں ۱۵ھ میں مسلمانوں کا مقابلہ یوقنا حاکمِ حلب کے لشکر جرار سے ہوتا ہے۔ حضرت کعب بن ضمرہ لشکر اسلام کے بچانے کے لئے بے چین ہو رہے ہیں اور یوں پکار رہے ہیں: یامحمد یامحمد یانصر اللّٰہ انزل. یا محمد! یا محمد! (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اے نصرت الٰہی! نزول فرما۔

اس لشکر اسلام میں کس قدر صحابہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ شامل ہوں گے مگر کسی نے اس اِستِغاثہ پر اعتراض نہیں کیا۔

﴿7﴾......۱۳ھ میں حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اپنا خط عبد اللّٰہ بن قُرْط صحابی کے ہاتھ حضرت ابو عُبَیْدہ بن الجرَّاح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے نام یرمُوک بھیجتے ہیں اور بوسیلۂ حضور رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔ جاتے وقت حضرت عبد اللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ روضہ اقدس پر حاضر ہوتے ہیں۔ وہاں آپ کی درخواست پر حضرت عباس و حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما روضہ شریف پر ہاتھ اٹھا کر یوں دعا کرتے ہیں: اللھم انا نتوسل بھذا النبی المصطفی والرسول المجتبی..الخ. یا اللّٰہ! ہم اس نبی مصطفیٰ رسول مجتبیٰ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں...الخ۔

اس موقع پر حضرات حسنین وحضرتِ عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُمۡ بھی اس دعا میں شریک ہیں۔اس کے بعد حضرت علی حضرت عبد اللہ سے فرماتے ہیں کہ اب جائیے۔اللہ تعالیٰ عمر و عباس و علی و حسن و حسین و ازواج رسول اللہ کی دعا کو رد نہ کرے گا۔اس لئے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں اپنے نبی کا وسیلہ پکڑا ہے جو اکرم الخلق ہیں۔

﴿8﴾......حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُما کا پاؤں سو گیا۔آپ پکارتے ہیں: یا محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اور خوابیدگی دور ہو جاتی ہے۔

﴿9﴾......ایک شخص کسی حاجت کے لئے بار بار حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے مگر حضرت خلیفہ توجہ نہیں فرماتے۔حضرت عثمان بن حُنَیف صحابی اس شخص کو وہ طریق توسل بتاتے ہیں جو خود حضور رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک نابینا کو بتایا تھا جس میں یہ الفاظ ہیں: اللھم انی اسئلك و ا توجه اليك بنبيك محمد نبی الرحمة یا محمد انی ا توجه بك الی ربك ان تقضی حاجتی. وہ شخص اس پر عمل کرتا ہے اور کامیاب ہوتا ہے۔یہی عمل آج تک مشائخ امت میں جاری ہے۔

﴿10﴾......بنو عامر (قبیلہ حضرت نابغہ جعدی) بصرہ میں کھیتوں میں اپنے مویشی چرایا کرتے تھے۔حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کو ان کے طلب کرنے کے لئے بھیجتے ہیں۔حضرت نابغہ اپنی قوم کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں۔حضرت ابو موسیٰ ان کو تازیانے لگاتے ہیں۔حضرت نابغہ صحابی اس تشدد کی فریاد آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حضرات شیخین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُما سے یوں کرتے ہیں: فیا قبر النبی وصاحبیه الایاغوثنا لو تسمعونا. پس اے قبر نبی کی اور آپ کے دو صحابہ کی دیکھنا اے ہمارے فریاد رس کاش آپ سنیں۔

میں نے یہ مثالیں صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُم کی اس واسطے دہرائی ہیں کہ مومنوں کے ایمان کو تازگی بخشتی ہیں۔اس عشرہ کاملہ کے علاوہ قرآن کریم کی دو آیتوں سے توسُّل زیر بحث کا ثبوت خود حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا انبیائے سابقین عَلَیۡہِمُ السَّلام سے توسُّل حضرات تابعین کا توسل بالنبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اعرابی کا قصہ بروایت امام عُتبی (متوفی ۲۲۸ھ) جسے علماء مذاہب اربعہ نے آدابِ زیارت میں شمار کیا ہے۔پھر اس زمانے تک

توسل کی اور چالیس مثالیں، یہ سب کچھ اس کتاب میں پہلے آچکا ہے۔ زیادہ کی ضرورت نہیں۔

قارئین کرام! غور کا مقام ہے حضور رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم ابتداء آفرینش سے تا قیامت واسطہ و وسیلہ و ذریعہ ہیں۔ چنانچہ خلق عالم میں آپ ہی واسطہ تھے۔ عالم اَرواح میں انبیاء کرام کی روحوں نے جو علوم و معارف حاصل کیے وہ آپ ہی کے واسطہ و ذریعہ سے کیے۔ اس عالم میں اَنبیاء کرام کو جو مشکلات پیش آئیں اور جو انعامات الٰہی ان پر ہوئے ان مشکلات کا حل اور ان انعامات کا حصول آپ ہی کے واسطہ سے تھا۔ دنیا میں وجود عنصری کے ساتھ تشریف لانے پر خالق و مخلوق میں واسطہ آپ ہی کی ذات اقدس تھی۔ آپ کا ارشاد مبارک ہے: ''دیتا خدا ہے، بانٹتا میں ہوں۔''[1] صحابہ کرام قضاء حاجات کے لئے اللہ تعالیٰ کی جناب میں آپ ہی کا واسطہ پیش کیا کرتے تھے۔ وفات شریف کے بعد بھی زمانہ صحابہ کرام سے آج تک ایسا ہی ہوتا چلا آیا ہے اور تا قیامت رہے گا۔ عرصات قیامت میں تمام امتوں کی مشکل کا حل آپ ہی کے واسطہ سے ہوگا۔ اندریں حالات منکرین کا توسل بعد الوفات سے انکار نہایت حیرت انگیز ہے۔ حضور عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام اپنی قبر شریف میں بحیات حقیقیہ دنیویہ زندہ ہیں۔ آپ کے تصرفات بدستور جاری ہیں۔ اسی واسطے آپ کی امت میں قطب واَوتاد وابدال تا قیامت ہوتے رہیں گے۔ آپ کی دنیوی زندگی میں جس اعلیٰ وصف کے سبب سے آپ سے توسل کیا جاتا تھا، وہ وفات شریف کے بعد بھی بدستور ثابت ہے کیونکہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ اسی طرح وصف رحمۃ للعالمین بھی بعد الوفات آپ میں موجود ہے کیونکہ آپ کا ارشاد مبارک ہے کہ میری حیات اور میری ممات دونوں تمہارے واسطے بہتر ہیں۔[2] جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ بایں ہمہ آپ کی حیات و ممات میں فرق کرنا اور توسل بعد الوفات کا انکار کرنا یقیناً حرمان و شقاوت کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے بجاہ حبیبہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّم۔

﴿4﴾ عرصاتِ قیامت میں شفاعت و توسل:

اس کتاب میں شفاعت کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ شفاعت کے جس قدر انواع ہیں وہ سب حضور سید المرسلین صَلَّی

---

1 ......صحیح بخاری، کتاب العلم، من یرد الله به...الخ، الحدیث: ۷۱، ج ۱، ص ۴۳۔ علمیه

2 ......الجامع الصغیر للسیوطی، الحدیث: ۳۷۷۰، ص ۲۲۹۔ علمیه

اللّٰہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لئے ثابت ہیں۔جن میں سے بعض حضور صَلَّی اللّٰہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مختص ہیں اور بعض میں مُشارَکت ہے۔قیامت میں سب سے پہلے جو بابِ شفاعت کھولیں گے وہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہوں گے۔اس لئے حقیقت میں تمام شفاعتیں حضور صَلَّی اللّٰہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی کی طرف راجع ہیں اور حضور صَلَّی اللّٰہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی صاحب شفاعت عَلَی الاِطْلاق ہیں۔وہ اَنواع حسبِ ذیل ہیں:

اوّل: شفاعت عظمیٰ ہے جو تمام خلائق کو عام ہے اور حضور کو مختص ہے۔میدانِ حشر میں طُولِ وُقوف کے سبب سے سب لوگ گھبرا جائیں گے اور بغرضِ شفاعت اَنبیائے کرام علٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کے پاس یکے بعد دیگرے جائیں گے مگر سب کی طرف سے یہی جواب ملے گا کہ ہم اس کے اہل نہیں۔آخر کار حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوں گے اور حضور انا لھا (میں اس کا اہل ہوں) فرماتے ہوئے بارگاہِ رب العزت میں طُولِ وُقُوف سے نجات اور تعجیلِ حساب کے لئے شفاعت فرمائیں گے۔

دوم: ایک جماعت کے حق میں بغیر حساب بہشت میں داخل ہونے کیلئے شفاعت ہوگی۔چنانچہ حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی شفاعت سے ستر ہزار آدمی بے حساب بہشت میں جائیں گے۔ان ستر ہزار کے ساتھ اور بہت سے بھی بے حساب جنت میں چلے جائیں گے۔بعض کے نزدیک یہ نوع بھی آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مخصوص ہے۔

سوم: وہ اقوام جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہیں،شفاعت سے جنت میں جائیں گے۔

چہارم: جو لوگ دوزخ کے مستحق ومستوجب ہیں وہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شفاعت سے بہشت میں چلے جائیں گے۔

پنجم: ایک جماعت کے رَفْعِ دَرَجات کے لئے حضور صَلَّی اللّٰہُ تعالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم شفاعت فرمائیں گے۔

ششم: گنہگار لوگ جو دوزخ میں ہونگے وہ شفاعت سے نکل آئینگے۔یہ شفاعت تمام انبیاء وملائکہ وشہداء میں مشترک ہے۔

ہفتم: اِستِفْتاحِ جنت کے لئے شفاعت ہوگی۔

ہشتم: جو لوگ عذابِ دائمی کے مستحق ہونگے ان (میں سے بعض) کے عذاب میں تخفیف کے لئے ہوگی۔

نہم: خاص اہل مدینہ کے لئے ہوگی۔

دہم: آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے روضہ شریف کے زائرین کے لئے ہوگی۔[1]

(اشعۃ اللمعات جلد رابع ص۴۰۴)

اب آخر میں توکّلی مدینہ منورہ کی طرف منہ کرکے روتا ہوا در بار رسالت میں یوں عرض کر رہا ہے: ''یارسول اللہ! قیامت میں اس مسکین، عاجز، بےنوا، سراپا گناہ محمد نور بخش توکّلی کی شفاعت فرمادیجئے گا۔'' ھٰذا اٰخر الکلام فی سیرۃ خیر الانام علیہ الف الف تحیۃ و سلام.

رَبِّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ ھٰذِہِ الْھَدِیَّۃَ الطَّفِیْفَۃَ لِجَنَابِ حَبِیْبِکَ الْخَصِیْبِ عَلَیْہِ اُلُوْفُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّحِیَّۃِ وَ اجْعَلْھَا اِلٰی حُصُوْلِ رِضَاکَ وَنَیْلِ شَفَاعَتِہٖ وَسِیْلَۃً اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَّبِعِیْنَ لِشَرِیْعَتِہِ الْمُتَّصِفِیْنَ بِمَحَبَّتِہِ الْمُھْتَدِیْنَ بِھَدْیِہٖ وَسِیْرَتِہٖ وَ تَوَفَّنِیْ عَلٰی سُنَّتِہٖ وَ مِلَّتِہٖ وَ لَا تَحْرِمْنِیْ فَضْلَ شَفَاعَتِہٖ وَ احْشُرْنِیْ فِیْ اَتْبَاعِہِ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ وَ اَشْیَاعِہِ السَّابِقِیْنَ وَ اَصْحَابِ الْیَمِیْنِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِشُیُوْخِیْ وَ لِسَآئِرِ الْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ بِرَحْمَتِکَ یَا رَحْمٰنُ یَارَحِیْمُ یَاغَفَّارُ یَاوَھَّابُ ھٰذَا وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ وَ اَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ وَ اَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

[1] ……اشعۃ اللمعات، کتاب الفتن، باب الحوض والشفاعۃ، ج٤، ص٤٠٤۔علمیہ

مآخذ ومراجع

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
1	قرآن مجید	کلامِ الٰہی	مکتبة المدینه، کراچی
2	کنز الایمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبة المدینه، کراچی
3	المحرر الوجیز	ابو محمد عبد الحق بن غالب بن عبد الرحمٰن الاندلسی المحاربی متوفی ۵۴۲ھ	دار الکتب العلمیه، بیروت ۲۰۰۷ء
4	تفسیر الطبری	امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری، متوفی ۳۱۰ھ	دار الکتب العلمیه، بیروت ۱۴۲۰ھ
5	التفسیر الکبیر	امام فخر الدین محمد بن عمر بن حسین رازی، متوفی ۶۰۶ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۰ھ
6	روح البیان	مولی الروم شیخ اسماعیل حقی بروسی، متوفی ۱۱۳۷ھ	کوئٹه ۱۴۱۹ھ
7	روح المعانی	ابو الفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی، متوفی ۱۲۷۰ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۰ھ
8	خزائن العرفان	صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی، متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبة المدینه، کراچی
9	الاتقان فی علوم القرآن	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱٤۱٤ھ
10	مسند الطیالسی	امام سلیمان بن داود بن جارود طیالسی، متوفی ۲۰۳ھ	دار المعرفه ،بیروت
11	المسند	امام احمد بن محمد بن حنبل، متوفی ۲۴۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱٤۱٤ھ
12	سنن الدارمی	امام حافظ عبد اللّٰہ بن عبد الرحمٰن دارمی، متوفی ۲۵۵ھ	دار الکتاب العربی بیروت ۱٤۰۷ھ
13	صحیح البخاری	امام ابو عبد اللّٰہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ	دار الکتب العلمیه، بیروت ۱٤۱۹ھ
14	الادب المفرد	امام ابو عبد اللّٰہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ	تاشقند ایران، ۱۳۹۰ھ
15	صحیح مسلم	امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری، متوفی ۲۶۱ھ	دار المغنی،عرب شریف ۱٤۱۹ھ
16	سنن ابن ماجه	امام ابو عبد اللّٰہ محمد بن یزید ابن ماجه، متوفی ۲۷۳ھ	دار المعرفه، بیروت ۱٤۲۰ھ
17	سنن ابی داود	امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، متوفی ۲۷۵ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱٤۲۱ھ
18	سنن الترمذی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ	دار المعرفه، بیروت ۱٤۱٤ھ
19	سنن الدار قطنی	امام علی بن عمر دار قطنی، متوفی ۳۸۵ھ	مدینة الاولیاء، ملتان ۱٤۲۰ھ
20	نوادر الاصول	ابو عبد اللّٰہ محمد بن علی بن حسن حکیم ترمذی، متوفی ۳۲۰ھ	مکتبه امام بخاری
21	البحر الزخار المعروف بمسند البزار	امام ابو بکر احمد عمرو بن عبد الخالق بزار، متوفی ۲۹۲ھ	مکتبة العلوم و الحکم، المدینة المنورة ۱٤۲٤ھ
22	سنن النسائی	امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی، متوفی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیه، بیروت ۱٤۲۶ھ
23	الضعفاء	ابو جعفر محمد بن عمرو بن موسیٰ بن حماد العقیلی، متوفی ۳۲۲ھ	دار الصمیعی السعودیة ۱٤۲۰ھ
24	المعجم الکبیر	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱٤۲۲ھ
25	المعجم الاوسط	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱٤۲۲ھ

26	المعجم الصغیر	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۴ھ
27	الکامل فی ضعفاء الرجال	امام ابواحمد عبداللہ بن عدی جرجانی، متوفی ۳۶۵ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
28	المستدرک علی الصحیحین	امام ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری، متوفی ۴۰۵ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
29	حلیۃ الاولیاء	حافظ ابونعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی شافعی، متوفی ۴۳۰ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
30	شعب الایمان	امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
31	السنن الکبری	امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۴ھ
32	فردوس الاخبار	حافظ ابوشجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ دیلمی، متوفی ۵۰۹ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۸ھ
33	تاریخ دمشق لابن عساکر	علامہ علی بن حسن، متوفی ۵۷۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۵ھ
34	مشکاۃ المصابیح	علامہ ولی الدین تبریزی، متوفی ۷۴۲ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۱ھ
35	الجامع الصغیر	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۵ھ
36	الفوز الکبیر فی اصول التفسیر	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، متوفی ۱۱۷۶ھ	باب المدینہ، کراچی
37	جامع اسباب النزول	شیخ خالد عبد الرحمٰن العک	باب المدینہ، کراچی
38	الحصن والحصین	ابوخیر محمد بن محمد بن محمد بن الجزری متوفی ۸۳۳ھ	مکتبۃ العصریہ بیروت ۲۰۰۴ء
39	کتاب الاذکار للنووی	امام محی الدین ابوزکریا یحیٰی بن شرف نووی، متوفی ۶۷۶ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۹۹۹ء
40	شرح النووی علی المسلم	امام محی الدین ابوزکریا یحیٰی بن شرف نووی، متوفی ۶۷۶ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۰۱ھ
41	فتح الباری	امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
42	عمدۃ القاری	امام بدر الدین ابومحمد محمود بن احمد عینی، متوفی ۸۵۵ھ	دارالفکر، بیروت ۱۴۱۸ھ
43	ارشاد الساری	شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی، متوفی ۹۲۳ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۲۱ھ
44	مرقاۃ المفاتیح	علامہ ملا علی بن سلطان قاری، متوفی ۱۰۱۴ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ
45	فیض القدیر	علامہ محمد عبد الرؤف مناوی، متوفی ۱۰۳۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
46	اشعۃ اللمعات	شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ	کوئٹہ ۱۳۳۲ھ
47	مرآۃ المناجیح	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز
48	نزھۃ القاری	علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی، متوفی ۱۴۲۰ھ	برکاتی پبلشرز کھارادر کراچی ۲۰۰۰ء
49	شرح النسائی للسیوطی	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	دار الجیل بیروت
50	المدخل	علامہ محمد بن محمد ابن الحاج، متوفی ۷۳۷ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ،۱۴۱۵ھ
51	المیزان الکبرٰی	عبد الوہاب بن احمد بن علی احمد شعرانی، متوفی ۹۷۳ھ	مصطفی البابی، مصر
52	رد المحتار	محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
53	بہارشریعت	مفتی محمد امجد علی اعظمی، متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی ۲۰۰۸ء
54	الحاوی للفتاوی	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	دار الفکر، بیروت

55	کتاب الزھد	امام عبد اللّٰہ بن مبارک مروزی، متوفی ۱۸۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
56	احیاء علوم الدین	امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ	دار صادر، بیروت ۲۰۰۰ء
57	مکتوبات امام ربانی	مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، متوفی ۱۰۳۴ھ	کوئٹہ
58	جامع کرامات الأولیاء	امام یوسف بن اسماعیل نبہانی، متوفی ۱۳۵۰ھ	مرکز اہلسنت برکات رضاھند ۱۴۲۲ھ
59	العقد الفرید	الفقیہ احمد بن محمد بن عبدربہ الاندلیسی ۳۲۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۷ھ
60	کشف الغمة	عبدالوہاب بن احمد بن علی بن احمد شعرانی، متوفی ۹۷۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
61	شرح الصدور	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	مرکز اہلسنت برکات رضا(ھند)
62	مکتوبات شیخ عبدالحق محدث دھلوی	شیخ عبدالحق محدث دھلوی متوفی ۱۰۵۲ھ	گمبٹ ضلع خیر پور
63	التذکرۃ فی احوال الموتی وامور الآخرۃ	ابوعبد اللّٰہ محمد بن احمد انصاری قرطبی، متوفی ۶۷۱ھ	دار السلام ریاض ۲۰۰۸ء
64	انیس الطالبین (مترجم)	صلاح بن مبارک بخاری متوفی ۷۹۳ھ	قادری رضوی کتب خانہ لاھور
65	نفحات الانس(مترجم)	مولانا عبدالرحمٰن الجامی ۸۹۸ھ	شبیر برادرز لاھور
66	السیرۃ النبویۃ لابن ھشام	ابومحمد عبدالملک بن ہشام، متوفی ۲۱۳ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۲۲ھ
67	الشمائل المحمدیہ للترمذی	امام محمد بن عیسیٰ الترمذی، متوفی ۲۷۹ھ	داراحیاء التراث بیروت
68	دلائل النبوۃ	امام ابوبکر احمد بن الحسین بن علی بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۳ھ
69	الشفا بتعریف حقوق المصطفی	القاضی ابوالفضل عیاض مالکی، متوفی ۵۴۴ھ	مرکز اہلسنت برکات رضا ہند ۱۴۲۳ھ
70	الروض الانف	الامام ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللّٰہ الخثعمی السہیلی، متوفی ۵۸۱ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
71	الخصائص الکبری	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
72	المواھب اللدنیۃ	شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی، متوفی ۹۲۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۶ھ
73	الجوھر المنظم	شیخ الاسلام احمد بن محمد بن علی بن حجر ہیتمی، متوفی ۹۷۴ھ	مکتبہ قادریہ، لاھور ۱۹۸۷ء
74	مدارج النبوۃ	شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ	نوریہ رضویہ لاھور ۱۹۹۷ء
75	نسیم الریاض	شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر خفاجی، متوفی ۱۰۶۹ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
76	شرح المواھب	محمد زرقانی بن عبدالباقی بن یوسف، متوفی ۱۱۲۲ھ	دارالکتب العلمیہ ۱۴۱۷ھ
77	حجۃ اللّٰہ علی العالمین	امام یوسف بن اسماعیل نبہانی، متوفی ۱۳۵۰ھ	مرکز اھل سنت برکات رضا، ھند
78	السیرۃ الحلبیۃ	ابوالفرج نورالدین علی بن ابراہیم حلبی متوفی ۱۰۴۴ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
79	وفاء الوفاء للسمھودی	نورالدین علی بن احمد السمہودی متوفی ۹۱۱ھ	داراحیاء التراث بیروت
80	زاد المعاد	ابوعبداللّٰہ محمد بن ابی بکر دمشقی متوفی ۷۵۱ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
81	دلائل النبوۃ لابی نعیم	حافظ ابونعیم احمد بن عبد اللّٰہ اصفہانی شافعی، متوفی ۴۳۰ھ	مکتبۃ العصریہ بیروت ۲۰۰۹ء

82	طبقات الشافعية الكبرى	امام ابوحسن تاج الدین بن علی بن عبد الکافی السبکی متوفی ۷۷۱ھ	المکتبہ الشاملہ ۱۴۱۳ھ
83	الکامل فی التاریخ	عزالدین ابن الأثیر متوفی ۶۳۰ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۹۹۸ء
84	فتوح الشام	محمد بن عمر بن واقد السہمی الاسلمی بالولاء، المدنی، الواقدی المتوفی ۲۰۷ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۲۰۰۵ء
85	أخلاق النبي وآدابه لابي الشيخ الاصبهاني	حافظ عبداللہ بن محمد الاصبہانی متوفی ۳۶۹	دارالکتاب العربی بیروت ۲۰۰۷ء
86	مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات (مترجم)	امام علامہ محمد مہدی فاسی متوفی ۱۱۰۹ھ	نوریہ رضویہ پبلیکیشنز لاہور ۲۰۰۳ء
87	شواهد الحق	امام یوسف بن اسماعیل نبہانی، متوفی ۱۳۵۰ھ	مرکز اہل سنت برکات رضا، ہند
88	سعادة الدارين في الصلاة على سيد الكونين	امام یوسف بن اسماعیل نبہانی، متوفی ۱۳۵۰ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
89	الطبقات الکبریٰ	محمد بن سعد بن منیع ہاشمی، متوفی ۲۳۰ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۹۹۷ء
90	الاستيعاب في معرفة الاصحاب	ابوعمر یوسف عبداللہ بن محمد بن عبدالبر قرطبی، متوفی ۴۶۳ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۲ھ
91	الاصابة في تمييز الصحابة	امام الحافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۵ھ
92	أسد الغابة	امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۷ھ
93	فوات الوفيات	محمد بن شاکر بن احمد الکتبی متوفی ۷۶۴ھ	دار صادر بیروت ۷۴-۱۹۷۳ء
94	حياة الحيوان الكبرىٰ	کمال الدین محمد بن موسیٰ دمیری، متوفی ۸۰۸ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۵ھ
95	المستطرف في كل فن مستظرف	شہاب الدین محمد بن ابی احمد ابی الفتح، متوفی ۸۵۰ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۹ھ
96	سبل الهدى والرشاد	محمد بن یوسف صالحی شامی، متوفی ۹۴۲ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ
97	المغني عن حمل الاسفار	ابوالفضل زین الدین العراقی متوفی ۸۰۶ھ	مکتبہ طبریہ الریاض
98	مَذاھب اسلام	مولوی محمد نجم الغنی خان رامپوری	ضیاء القرآن پبلی کیشنز مرکز الاولیا لاہور
99	عقیدۃ الشھدۃ شرح قصیدۃ البردۃ	علامہ عمر بن احمد الخرپوتی متوفی	باب المدینہ کراچی
100	القصیدۃ النونیۃ	محمد بن ابی بکر ابن قیم متوفی ۷۵۱ھ	مکتبہ قاہرہ شاملہ ۱۴۱۷ھ
101	بستان المحدثین	شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، متوفی ۱۲۳۹ھ	باب المدینہ کراچی
102	قصیدہ نعمانیہ للامام الاعظم	علامہ شیخ شہاب الدین احمد بن حجر مکی متوفی ۹۷۳ھ	مکبة الحقیقة استنبول ترکی
103	قصیدہ اطیب النغم	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، متوفی ۱۱۷۶ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور ۱۹۹۹ء
104	نفح الطیب من غصن الاندلس الرطیب	احمد بن محمد المقری التلمسانی متوفی ۱۰۴۱ھ	دار صادر بیروت
105	تکملة السیف الصقیل	محمد زاہد بن الحسن الکوثری	المکتبة الازھریة للتراث مصر
106	نهاية الايجاز في دراية الاعجاز	امام فخر الدین محمد بن عمر بن حسین رازی، متوفی ۶۰۶ھ	دار صادر بیروت ۱۴۲۴ھ
107	غیاث اللغات	مولانا محمد غیاث الدین	باب المدینہ کراچی
108	القصیدتان (البردۃ للبوصیری)	امام محمد شرف الدین بوصیری متوفی ۶۹۵ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور ۲۰۰۴ء
109	المنح المكية في شرح الهمزية	شہاب الدین احمد بن محمد بن علی بن حجر ہیتمی شافعی متوفی ۹۷۴ھ	دار المنہاج بیروت ۲۰۰۵ء

شعبہ تخریج مجلس المدینۃ العلمیۃ کی طرف سے پیش کردہ کُتُب ورسائل

01......صحابہ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کاعشق رسول............(کل صفحات:274)

02......بہارشریعت،جلداوّل(حصہ 1 تا6)..............................(کل صفحات:1360)

03......بہارشریعت جلددوم(حصہ 7 تا13)..............................(کل صفحات:1304)

04......اُمہات المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُن..............................(کل صفحات:59)

05......عجائب القراٰن مع غرائب القراٰن..............................(کل صفحات:422)

06......گلدستہ عقائدواعمال..............................(کل صفحات:244)

07......بہارشریعت(سولہواں حصہ)..............................(کل صفحات:312)

08......تحقیقات..............................(کل صفحات:142)

09...... اچھے ماحول کی برکتیں..............................(کل صفحات:56)

10......جنتی زیور..............................(کل صفحات:679)

11......علم القرآن..............................(کل صفحات:244)

12......سوانح کربلا..............................(کل صفحات:192)

13......اربعین حنفیہ..............................(کل صفحات:112)

14......کتاب العقائد..............................(کل صفحات:64)

15......منتخب حدیثیں..............................(کل صفحات:246)

16......اسلامی زندگی..............................(کل صفحات:170)

17......آئینۂ قیامت..............................(کل صفحات:108)

18 تا24......فتاوی اہل سنت..............................(سات حصے)

25......حق وباطل کافرق..............................(کل صفحات:50)

26......بہشت کی کنجیاں..............................(کل صفحات:249)

27......جہنم کےخطرات..............................(کل صفحات:207)

28......کراماتِ صحابہ..............................(کل صفحات:346)

29......اخلاق الصالحین..............................(کل صفحات:78)

30......سیرت مصطفٰی..............................(کل صفحات:875)

31......آئینۂ عبرت..............................(کل صفحات:133)

32......بہارشریعت جلدسوم..............................(کل صفحات:1332)

33......جنت کےطلبگاروں کے لئے مدنی گلدستہ..............................(کل صفحات:470)

34......فیضانِ نماز..............................(کل صفحات:49)

35......19 دُرُودوسلام..............................(کل صفحات:16)

36......فیضانِ یٰسٓ شریف مع دعائے نصف شعبان المعظم..............................(کل صفحات:20)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُنّت کی بہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے مہکے مہکے **مَدَنی** ماحول میں بکثرت سُنّتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جُمعرات مغرب کی نَماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں رِضائے الٰہی کیلئے اچّھی اچّھی نیّتوں کے ساتھ ساری رات گزارنے کی مَدَنی اِلتجا ہے۔ عاشِقانِ رسول کے **مَدَنی قافلوں** میں بہ نیّتِ ثواب سُنّتوں کی تربیّت کیلئے سفر اور روزانہ **فکرِ مدینہ** کے ذَرِیعے **مَدَنی اِنعامات** کا رسالہ پُر کر کے ہر مَدَنی ماہ کے ابتِدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے ذِمّے دار کو جَمع کروانے کا معمول بنالیجئے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کی بَرَکت سے پابندِ سنّت بننے، گُناہوں سے نفرت کرنے اور **ایمان کی حفاظت** کیلئے کُڑھنے کا ذِہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذِہن بنائے کہ **"مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔"** اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنی اِصلاح کی کوشش کے لیے **"مَدَنی اِنعامات"** پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے **"مَدَنی قافلوں"** میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

ISBN 978-969-631-368-7
0101915
MC 1286

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +923 111 25 26 92 Ext: 1284
Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net